کون سا باغ اچھا

ایک بادشاہ تھا۔ اس کے تین باغ تھے۔ اس نے اعلان کرایا کہ جو شخص اس کے لئے ان تینوں باغوں میں سب سے اچھا پھل تلاش کر کے لائے گا تو وہ اسے اپنا وزیر مقرر کرے گا۔ ایک شخص نے جب یہ اعلان سنا تو وہ بادشاہ کے پاس آیا' بادشاہ نے باغات کی طرف روانہ کرنے سے پہلے اس سے کہا ''تو اگر ایک باغ سے ایک بار نکل گیا تو دوبارہ اسی باغ میں واپس نہیں آ سکے گا۔''

وہ شخص پہلے باغ میں گیا تو اس نے سوچا کہ دوسرے باغ میں اس سے اچھے پھل ہوں گے۔ چنانچہ اس نے پہلے باغ سے کوئی پھل نہیں چنا اور دوسرے باغ کی طرف چل دیا۔ جب وہ دوسرے

عامر شکیل، بہاول نگر

باغ میں پہنچا تو اس نے سوچا کہ تیسرے باغ میں اس سے اچھے پھل ہوں گے' جب وہ تیسرے باغ میں پہنچا تو وہاں گلے سڑے اور خراب پھل تھے۔ پس وہ شخص خالی ہاتھ واپس آ گیا۔

یہ مثال ہے دنیا کی' ہر انسان پہلے بچپن کی حالت ہے' جب بچپن سے جوانی میں جاتا ہے تو دوبارہ بچپن میں نہیں لوٹ سکتا۔ جب جوانی کے باغ سے بڑھاپے میں جاتا ہے تو وہ جوانی میں نہیں لوٹ سکتا' اس لئے جوانی میں انسان جو عمل کرتا ہے' وہ عمل اس کے لئے آخرت میں کام آئیں گے۔ جوانی ہی اس کی عمل گاہ ہے۔ اگر انسان جوانی سے ہی نیک کام شروع کر دے تو وہ عمل اس کے لئے ہمیشہ کام آئیں گے۔ اگر وہ جوانی سے بڑھاپے میں آ گیا تو وہ کام جو انسان جوانی میں کرتا ہے' بڑھاپے میں نہیں کر سکے گا۔ اس لئے بزرگوں نے تین باغوں کے اس قصے کے ذریعے زندگی کی حقیقت واضح طور پر بیان کر دی ہے۔

عمل کی کسوٹی

زیاد بن سفیان گورنر بصرہ نے اپنے پہلے خطبہ میں اعلان کیا۔ اگر آپ حضرات راہ راست پر آ گئے تو مجھے اپنا خادم پائیں گے۔ ہر ایک کے لئے میرا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے' ضرورتمند میرے پاس آئیں اور جو شکایت ہو آزادی سے بیان کریں' میں بڑی خوشی سے غور کے ساتھ شکایتیں سنوں گا اور پورا پورا انصاف کروں گا۔ حاضرین میں سے عبداللہ بن اتم نے جو ممتاز شرفاء میں سے تھے' خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا

اللہ کا شکر ہے' اس نے آپ کو حکمت اور خطابت کے پورے پورے جوہر مرحمت فرمائے ہیں۔

اس مجلس میں احنف بھی موجود تھے' انہوں نے خوشامدانہ الفاظ کی بجائے صفائی کے ساتھ کہا۔

ہم باتوں پر اعتماد نہیں کر سکتے...... عمل کسوٹی ہے...... ان باتوں پر عمل کر کے دکھایئے۔

گورنر بصرہ نے عبداللہ بن اتم کو مخاطب کر کے کہا' یہ خوبیاں مجھ میں نہیں ہیں جو میری طرف منسوب کی ہیں۔ آپ نے جھوٹ بول کر مجھے گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اس نے احنف کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ میرے دوست آپ نے بہت سچی بات کہی ہے۔ میں آپ کی صاف گوئی پر بہت خوش ہوں۔ اللہ میری باتوں کو عمل کی کسوٹی پر پورا اتارے۔ (مولانا عبدالسلام کی کتاب ''زریں کارنامے'' سے ماخوذ)

مرسلہ: میمونہ فردوس' سیالکوٹ

تقویٰ کی حقیقت

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کی حقیقت دریافت کی۔ سیدنا کعب الاحبار نے کہا' امیر المومنین کبھی آپ کا کسی ایسے راستے سے گزر ہوا جس میں ہر طرف خاردار جھاڑیاں ہوں۔ اس میں آپ راستہ کس طرح طے کرتے تھے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں اپنے کپڑے سمیٹ لیتا تھا۔ ایک طرف اپنا دامن کانٹوں سے بچانے کی کوشش کرتا اور دوسری طرف کانٹوں کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا اور بہت احتیاط سے پھونک پھونک کر قدم رکھتا۔ سیدنا کعبؓ نے کہا یہی تقویٰ ہے۔ قرآن کریم نے تمام اعمال و عبادات کا مقصد اسی تقویٰ کو قرار دیا ہے کیونکہ جب انسان کے اندر تقویٰ کی صفت پیدا ہو جائے تو اس کے لئے برائی سے بچنا اور بھلائی اختیار کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

مرسلہ: [illegible]، سیالکوٹ

شکر

1- اگر تم شکر ادا کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دیا جائے گا۔ (ابراہیم-7)

2- اللہ کی بندگی کر اور شکر گزاروں میں سے ہو۔ (زمر:44)

3- اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو' اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

4- اور میرا شکر کرو اور میری نعمتوں کا کفر نہ کرو۔ (البقرہ' 102)

5- پس اللہ نے جائز اور پاک چیزیں جو تمہیں دے رکھی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ (النحل:114)

مرسلہ: سائرہ رفیق [illegible] کراچی

بیت المال کی حفاظت

ایک مرتبہ بیت المال میں بہت سے سیب آئے' سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ انہیں عام مسلمانوں میں تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کا چھوٹا بچہ ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا' آپ نے اس کے منہ سے سیب چھین لیا۔ وہ رونے لگا اور جا کر ماں سے شکایت کی' ماں نے بازار سے سیب منگوا دیا۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ گھر واپس آئے تو انہیں سیب کی خوشبو معلوم ہوئی۔ فاطمہ! سرکاری سیب تو یہاں نہیں آیا۔ انہوں نے سارا واقعہ بیان کر دیا' آپ نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں نے اس کے منہ سے نہیں چھینا تھا' بلکہ اپنے دل سے چھینا تھا' اس لئے کہ مجھے یہ پسند نہ تھا کہ میں مسلمانوں کے حصہ کے سیب کے بدلہ میں اپنے آپ کو اللہ کے حضور میں برباد کروں۔ (ماخوذ: تاریخ اسلام' شاہ معین الدین احمد ندوی)

مرسلہ: [illegible] مشتاق، ساہیوال

قبولیت کی گھڑی

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''ہر رات میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ مسلمان بندہ اس میں دنیا اور آخرت کی جو خیر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا کرتا ہے۔'' (مسلم)

مرسلہ: فریحہ انجم' پسرور

ذہن ساز انعامی کوئز

1- توحید الوہیت سے کیا مراد ہے؟

2- کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی گنج بخش' غوث الاعظم اور دستگیر ہے؟

3- رسولوں کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟

4- وہ غزوہ جس میں صحابیؓ رسول نے اپنے کافر باپ کو قتل کیا' غزوہ اور قاتل و مقتول کا نام لکھیں؟

5- ہندوستان پر سترہ حملے کس مسلمان بادشاہ نے کئے' آخری حملہ کس علاقہ پر ہوا؟

گزشتہ کوئز کے درست جوابات

1- اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہیں دیکھا جا سکتا۔ (سورۃ الاعراف' آیت نمبر-143)

2- اللہ تعالیٰ کسی مخلوق میں ظہور نہیں کرتا۔ اللہ تصوف کے اس گمراہ کن عقیدے سے بالکل پاک ہے۔

3- موسیقی کسی بھی صورت جائز نہیں' قوالی میں تو شرکیہ کلمات کی وجہ سے مزید گناہ ہو گا۔

4- نماز تراویح کی وتر سمیت گیارہ رکعات مسنون ہیں۔ (بخاری و مسلم)

5- پاکستان 27 رمضان المبارک 1368 ہجری کو وجود میں آیا۔

انعام حاصل کرنے والے

پہلا انعام: ولید تنویر' کراچی

دوسرا انعام: بدریہ فاطمہ' چونیاں

تیسرا انعام: نائلہ لطیف' منچن آباد

ات:

1۔ فلا یستاخرون: کامادہ ''ء خ ر'' ہے اور یہ استاخر یستاخر (باب استفعال) سے فعل مضارع نفی معلوم جمع مذکر غائب ہے اور ''ف'' برائے جزاء شرط ہے۔ استئخار کا معنی پیچھے ہونا ہے یعنی وہ (کفار ومجرمین'' اپنے عذاب کے مقررہ وقت) سے ایک گھڑی بھی پیچھے نہیں ہٹ سکیں گے۔

2۔ ولا یستقدمون: کامادہ ''ق د م'' ہے اور یہ استقدم یستقدم (باب استفعال) سے فعل مضارع نفی معلوم جمع مذکر غائب ہے اور واؤ برائے عطف ہے اور استقدام کا معنی آگے ہونا ہے یعنی وہ (کفار ومجرمین اپنے عذاب کے مقررہ وقت سے) ایک گھڑی بھی آگے نہیں ہوسکیں گے۔

3۔ تستعجلون۔ کامادہ ''ع ج ل'' ہے اور یہ استعجل یستعجل (باب استفعال) سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب ہے استعجال کا معنی جلدی کرنا ہے یعنی تم (کفار ومجرمین عذاب کے بارے میں جلدی کرتے ہو)

5۔ ویستنبوئنک: کامادہ ''ن ب ء'' ہے اور یہ استنبأ یستنبی (باب استفعال) سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر غائب ہے واؤ برائے عطف اور برائے خطاب ہے اور استنباء کا معنی خبر معلوم ہے یعنی وہ (کفار ومجرمین) آپ سے (عذاب کے بارے) پوچھتے ہیں۔

ر:

کفار ومشرکین اور مکذبین ومجرمین کی عادت سیئہ تھی کہ جب ن کے غلط کاموں اور ان کی نافرمانیوں پر ڈرایا جاتا اور ان کو تنبیہ ی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ تم کہیں اپنی نافرمانیوں کی بناء پر اس ب میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور قیامت کی سختیاں اور ہولناکیاں تمہیں رفت میں نہ لے لیں۔ تو بجائے ڈرنے اور اپنے آپ کو درست رنے کے نہایت ہٹ دھرمی اور ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ے رسول سے کہتے کہ وہ عذاب کا دن اور قیامت کا دن کب ہے؟ ، کو جلدی لاؤ اور ہمیں ہماری بداعمالیوں کی سزا دے دو اگر آپ اپنے ہوی رسالت اور قیامت کے آنے کے بیان میں سچے ہیں تو جلدی ے وہ قیامت کا دن لے آئیں اور ہمیں عذاب سے دوچار کر دیں کہ ہمیں آپ کے انکار ومخالفت اور قیامت کے انکار کی سزا مل سکے اور آپ کا سچا ہونا واضح اور آشکارا ہو جائے مشرکین ومکذبین کی اس رعادت کا تذکرہ گزشتہ آیات میں بھی موجود ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ان سے کہیں کہ میں تو اپنی جان کے متعلق نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو میں کسی دوسرے کو کیسے نفع ونقصان پہنچا سکتا ہوں جب میں اپنے متعلق یہ علم نہیں رکھتا کہ اللہ کے علم غیب میں میرا نفع ونقصان کیا ہے تو میں تمہیں تمہارے عذاب کے دن اور قیامت کے دن کے متعلق کیسے بتا سکتا ہوں؟

پس ہر قسم کا اختیار وتصرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہ اپنی مشیت ومرضی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے کہ کب اور کس وقت اور کس کو کس قدر نفع ونقصان پہنچانا ہے۔ بس میں تو اللہ کے حکم کا پابند ہوں میں نے تمہیں اس کے حکم کے مطابق خبر دے دی ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اب یہ کب آئے گی اور اس کا مقرر ومعین وقت کیا ہے یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سا منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔ (الاعراف 188)

اور فرمایا:

ترجمہ: اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ (الانعام۔ ۱۷)

جب سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کی تکلیف اور مصیبت اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی دور نہیں کر سکتا تو کیا امتوں کی تکلیفیں امتی دور کریں گے؟ نہیں ہرگز نہیں سب کی مشکلات وتکالیف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی دور کر سکتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں ہے آپ نے اپنے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب اور اپنی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب اور اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میں اللہ کے ہاں تمہارے کام نہیں آسکوں گا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ تعالیٰ وانذر عشیر تک الاقربین) جب رسول اللہ ﷺ اپنے خاص الخاص پیاروں کو نہیں بچا سکیں گے اور اپنی پیاری بیٹی کے کام نہیں آسکیں گے تو اور کس کے کام آئیں گے پس ایک اللہ ہی مالک ومتصرف ومختار کل ہے اس کے سامنے کسی کی مجال نہیں۔

مقام غور وفکر ہے کہ جب سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ اپنی جان کے لئے بھی نفع ونقصان پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتے تو آپ کے بعد مخلوق میں کون سی ایسی ہستی ہو سکتی ہے جو کسی کے لئے نافع وضار ہو اور کسی کی مشکل کشائی وحاجت روائی کر سکے یا کسی کی فریاد رسی ودستگیری کر سکے یا کسی کے لئے داتا یا گنج بخش یا رنج بخش بن سکے۔

لہٰذا جب کتاب وسنت کی واضح اور قوی تعلیمات کی رو سے رسول اللہ ﷺ کو نہیں پکارا جا سکتا اور آپ سے یا رسول اللہ مدد اور اغثنی یا رسول اللہ کہہ کر مدد نہیں مانگی جا سکتی تو کسی اور نبی ورسول اور ولی اور پیر پیغمبر اور زندہ ومردہ سے بھی مدد نہیں مانگی جا سکتی اور ان سے فریاد نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ واضح اور ظاہر شرک ہے اگر اس حالت میں موت آئے تو مغفرت وبخشش ناممکن ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ترجمہ: یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گناہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (المائدہ 72)

اور فرمایا

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔ (النساء ۴۸)

اور فرمایا

ترجمہ: اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ (النساء ۱۱۶)

لیکن مقام افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اپنی غفلت و نادانی کی وجہ سے شرک جیسی مہلک وموذی بیماری میں مبتلا وملوث ہیں وہ مصائب مشکلات میں رسول اللہ ﷺ کو پکارتے ہیں حالانکہ وہ سوائے اللہ کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ سے وہ کچھ طلب کرتے ہیں جو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا افسوس ہے کہ لوگ اللہ خالق ومالک رازق، کارساز، مشکل کشا، نافع وضار کو چھوڑ کر مردوں کو پکارتے ہیں جو منوں مٹی کے نیچے مدفون ہیں ان سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں جو سنتے نہیں نفع ونقصان پر قدرت نہیں رکھتے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: وہ رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب وماہتاب کو اسی نے کام پر لگا دیا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اور اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کے گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا'' (فاطر ۱۳۔۱۴)

اور فرمایا

ترجمہ: اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے' اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنوار دیتا ہے اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔ (فاطر ۲۲)

اور فرمایا

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔ (الاحقاف: 5)

مشرکین ومکذبین کے عذاب طلب کرنے اور قیامت کے وقوع کے سوال کا دوسرا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ ہر امت کی موت وہلاکت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک وقت مقرر ہے اس معین وقت تک وہ مہلت دیتا ہے۔ کسی قوم کے گناہوں پر فوری گرفت کر کے عذاب نہیں ڈھاتا بلکہ مقرر مدت تک ڈھیل ومہلت دیتا ہے یہ اللہ کی سنت وطریقہ ہے

فلن تجد لسنة الله تبديلا

سو آپ اللہ تعالیٰ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہیں پائیں گے۔ (فاطر 43)

پس جب کسی قوم کا مقرر کیا ہوا وقت آ جاتا ہے تو پھر وہ اس وقت سے لحہ بھر نہ پیچھے ہو سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں۔

باقی صفحہ 15 پر

کلی کرنا اور ناک میں پانی داخل کرنا الگ الگ ہو گا یا ایک ہی کف سے؟

47/19۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصْرِفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ اخرجه ابوداؤد باسناد ضعيف

اور طلحہ بن مصرف اپنے باپ سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ الگ الگ کلی اور ناک میں پانی چڑھاتے تھے۔ اسے ابوداؤد نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تخریج: (ضعیف) ابوداود (۱/۱۳۹) البانی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس کا راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ نووی نے فرمایا اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔ طلحہ کا والد مصرف مجہول الحال ہے۔ ابوداؤد نے فرمایا میں نے احمد کو سنا فرماتے تھے کہتے ہیں کہ ابن عیینہ اس کا انکار کرتے تھے فرماتے تھے یہ کیا ہے؟ طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ اھ (سبل السلام)

48/20 عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صِفَةِ الْوَضُوءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا يُمَضْمِضُ وَيستَنثِرُ مِنْ الْكَفِّ الَّذِي يَأْخُذُ مِنْهُ الْمَاءَ اخرجه ابوداؤد والنسائی

اور علی رضی اللہ عنہ سے وضوء کے بیان میں روایت ہے پھر آپ ﷺ نے کلی کی اور ناک جھاڑی تین مرتبہ اسی کف سے کلی کرتے اور ناک جھاڑتے تھے جس سے پانی لیتے۔ اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

تخریج: (صحیح) ابوداود (۱/۱۱۱) نسائی (۱/۶۹) البانی نے بھی صحیح کہا ہے۔

49/21 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فِي صفةالوضوء ثُمَّ أَدْخَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ يَفعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا (متفق علیہ)

اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے وضوء کے بیان میں روایت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ داخل کیا پھر ایک ہی کف سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار ایسے ہی کرتے تھے۔

تخریج: بخاری (۱۹۱) مسلم (الطہارۃ/۱۸) ابوداود (۱/۱۱۸)

فوائد:

وضوء میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ایک طریقہ طلحہ بن مصرف کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ دونوں کے لئے الگ الگ پانی لیتے تھے۔ مگر یہ حدیث جیسا کہ اوپر گزرا ضعیف ہے اس کی تائید میں وہ حدیث بیان کی جاتی ہے جو ابو علی بن السکن نے اپنی "الصحاح" میں روایت کی ہے کہ ابو وائل شقیق کہتے ہیں کہ علی اور عثمان رضی اللہ عنہما نے وضوء کیا اور کلی اور استنشاق کو الگ الگ کیا پھر فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا اس حدیث کی سند نہیں مل سکی کیونکہ یہ کتاب مفقود ہے حافظ ابن حجر نے صحت یا ضعف کا حکم لگائے بغیر تلخیص میں اس کا ذکر کیا ہے۔ البتہ توضیح الاحکام میں ہے کہ ابن الملقن نے اسے صحیح کہا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس کی سند صحیح ہوتی تو حافظ ابن حجر بلوغ المرام میں الگ الگ کلی اور استنشاق کی دلیل کے لئے طلحہ بن مصرف کی ضعیف حدیث کی بجائے یہ حدیث لاتے کیونکہ یہ ان کے علم میں تھی بہر حال اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے مضمضہ اور استنشاق کے لئے الگ الگ پانی بھی لیا ہے۔

۲۔ علی۔ اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کی احادیث ان کی لمبی روایتوں کا ایک ایک ٹکڑا ہیں جن کا کچھ حصہ پہلے گزر چکا ہے۔ دونوں اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ ایک ہی کف سے کلی اور استنشاق کر لیتے تھے۔ دونوں کے لئے الگ الگ پانی نہیں لیتے تھے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی چلو سے تین مرتبہ دونوں کام کر لیتے تھے اور یہ بھی کہ تین چلوؤں سے تین مرتبہ کلی اور استنشاق کرتے تھے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں صراحت ہے کہ آپ یہ دونوں کام تین چلوؤں سے کرتے تھے۔ دیکھئے صحیح بخاری باب غسل الرجلین الی الکعبین (حدیث ۱۸۶) اس لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ ایک چلو میں پانی لے کر آدھے کے ساتھ کلی کرے اور آدھا ناک میں ڈالے اس طرح تین چلو لے کر تین دفعہ کلی اور استنشاق کرے۔

۳۔ دونوں قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کلی اور استنشاق کے لئے الگ الگ پانی لے یا ایک ہی کف سے دونوں کام کر لے دونوں طرح درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی اور استنشاق کرے کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں چھ سندوں سے اس کی صراحت آئی ہے۔ اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اس کی صراحت ہے۔ عبداللہ بن زید کی حدیث آپ ابھی پڑھ رہے ہیں۔ الگ الگ کلی اور استنشاق کی احادیث اس پایہ کی نہیں ان سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی ایسا بھی کیا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کلی اور استنشاق کبھی ایک چلو کبھی دو چلو اور کبھی تین چلو کے ساتھ کرتے اور آپ کلی اور استنشاق ملا کر کرتے تھے چنانچہ آدھا چلو منہ کے لئے اور آدھا ناک کے لئے لیتے کیونکہ ایک چلو میں اس کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا اور مضمضہ اور استنشاق الگ الگ کرنا کسی صحیح حدیث میں بالکل نہیں آیا۔

ناخن جتنی جگہ بھی خشک رہنے سے دوبارہ وضوء کا حکم

۵۰/۲۲ وعن أَنَسُ رضي الله عنه قَالَ رَأَي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً فِي قَدَمِهِ مِثْلَ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ اخرجه ابوداوٗد والنسائی

اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے پاؤں میں ناخن جتنی جگہ ہے جسے پانی نہیں پہنچا تو فرمایا "واپس جاؤ اور اپنا وضوء اچھا بناؤ" اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

تخریج: صحیح ابوداود (۱۷۳) ابن ماجہ (۶۶۵)

مفردات: الظفر: ظاء اور فاء دونوں کے ضمہ کے ساتھ اور ظاء کے ضمہ اور کسرہ اور فاء کے سکون کے ساتھ بھی پڑھتے ہیں ناخن۔ جمع اظفار جمع الجمع اظافیر

فوائد۔ ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جسم کا کوئی حصہ وضوء کے دوران خشک رہ جائے تو اس وضوء کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز دہرانی پڑے گی۔ اور یہ عذر کارآمد نہ ہوگا کہ چونکہ لاعلمی میں یا بھول کر یہ حصہ خشک رہ گیا ہے اس لئے نماز درست ہے بلکہ جان بوجھ کر کوئی عضو خشک چھوڑ دینے سے وضوء نہیں ہوتا نہ اس سے نماز ہوتی ہے اسی طرح لاعلمی میں یا بھول کر کوئی عضو خشک رہ جائے تب بھی نہ وضوء ہوتا ہے نہ اس کے ساتھ نماز ہوتی ہے بلکہ معلوم ہونے پر وہ نماز دہرانی پڑے گی۔

۲۔ وضوء کے دوران اگر کوئی حصہ خشک رہ جائے اور بعد میں معلوم ہو جب وضوء سے فارغ ہو چکا ہو تو پھر پورا وضوء کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ارجع واحسن وضوئك۔ واپس جاؤ اور اپنا وضوء اچھا بناؤ۔ اس کے علاوہ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ خالد بن معدان نے رسول اللہ کے ایک صحابی سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس کے قدم کے اوپر کے حصے میں درہم کے برابر نشان تھا جسے پانی نہیں پہنچا تھا۔

فامره النبی ﷺ ان یعید الوضوء والصلوة" تو رسول اللہ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضوء اور نماز دھرائے۔ (ابوداؤد حدیث ۱۷۸) احمد بن حنبل سے اس حدیث کی سند کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے اسے جید قرار دیا۔ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعد میں معلوم ہونے پر صرف اتنا کافی نہیں کہ اس خشک رہ جانے والے حصے کو وضوء کرتے ہوئے پانی لگا دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اس طرح وضوء کے دوران وضوء مکمل ہونے سے پہلے کوئی عضو خشک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے یہ پابندی نہیں لگائی کہ وضوء مکمل ہونے تک ہر عضو تر رہے بلکہ صرف چہرے اور ہاتھوں کو سر کے مسح اور پاؤں کو دھونے کا حکم دیا ہے اس لئے اگر ان اعضاء کے دھونے میں کچھ وقفہ ہو جائے جس سے پہلا عضو خشک ہو جائے تو وضوء ہو جائے گا۔ خصوصاً رسول اللہ ﷺ جتنے کم پانی سے وضوء کرتے تھے اس سے وضوء مکمل ہونے سے پہلے بعض اعضاء کا خشک ہو جانا عین ممکن ہے۔ البتہ وضوء مکمل کرنے کے بعد دیکھے کہ کسی عضو کے کسی حصے کو پانی پہنچا ہی نہیں تو وضوء دوبارہ کرے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ اور خالد بن معدان والی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

۳۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وضوء میں دھونے والے اعضاء کو مکمل دھونا ضروری ہے بعض لوگوں نے مختلف اقوال کے مطابق جو کہا ہے کہ کسی عضو کا نصف یا چوتھا حصہ یا درھم سے کم خشک رہ جائے تو کوئی حرج نہیں وضوء ہو جائے گا۔ یہ بات غلط ہے۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے ایڑی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا ویل للاعقاب من النار ایڑیوں کے لئے آگ کی تباہی ہے۔ صحیح مسلم باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما۔

کون ہیں؟ ظاہر ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنے والے مشرک عیسائی اور سیدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنے والے اور نبیوں کو ناحق قتل کرنے والے یہود بھی نہیں۔ اس لئے 1400 سال سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے نیکوکار مسلمان اس ملک (علاقے) کے وارث ہیں اور ہمیشہ رہنے ہیں۔ ان شاء اللہ! یہ اللہ رب العزت کا فیصلہ ہے۔

بقیہ درس القرآن

جیسا کہ اللہ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

ترجمہ: اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ بخوبی باخبر ہے۔ (المنافقون 11)

اور فرمایا

ترجمہ: جواب دیجئے کہ وعدے کا دن ٹھیک معین ہے جس سے ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہو نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔ (سبا 30)

اور فرمایا

ترجمہ: اور ہر گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے سو جس وقت ان کی میعاد معین آجائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ (الاعراف 34)

اس کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول ﷺ! آپ ان عذاب مانگنے والوں اور عذاب کی جلدی کرنے والوں سے کہیں کہ یہ عذاب اچانک آئے گا' رات کو سوتے وقت یا دن میں جب تم کام کاج میں مصروف ہوگے تمہاری بے خبری کے وقت آئے گا کہ تم کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملے گا اور عذاب ایک خوفناک اور ناپسندیدہ چیز اور قابل نفرت معاملہ ہے جو دلوں اور طبیعتوں کو پسند اور گوارا نہیں تو پھر مجرمین اور مشرکین کو عذاب میں کونسی مزے اور خوشی کی باتیں نظر آتی ہیں جو اسے جلد طلب کر رہے ہیں بڑے تعجب اور حیرانگی کی بات ہے کہ مجرم عذاب سے ڈرنے اور کانپنے کی بجائے اس کو طلب کرتے ہیں اور اس کے لئے جلدی مچاتے ہیں پھر یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر یہ عذاب آگیا تو کیا وہ اس کو برداشت کرسکیں گے یا اس سے اپنے آپ کو بچا سکیں گے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تمہارے طلب کرنے پر عذاب آجائے تو پھر ایمان لاؤ گے کہ ہاں اب ہم نے مان لیا ہے لیکن اس وقت ایمان لانے کا کیا فائدہ حالانکہ تم خود کہتے تھے کہ عذاب جلدی آئے' اب آگیا ہے تو برداشت کرو اب تم اس سے نہیں بچ سکتے اور نہ اس وقت تمہارا ایمان لانا کوئی فائدہ دے سکتا ہے کیونکہ عذاب کے بعد ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا

ترجمہ: ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم اس کا شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا لیکن ہمارے عذاب کے دیکھ لینے کے بعد کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آرہا ہے اور اس جگہ کافر خراب وخستہ ہوئے۔ (المومن۔ 85-84)

اور جیسا کہ فرعون کے متعلق فرمایا

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر اس کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں اس (اللہ) پر کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں' اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ (یونس۔ 90-91)

اور فرمایا

ترجمہ: کاش کہ آپ دیکھتے جبکہ گنہگار لوگ اپنے رب تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے' کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب تو ہمیں واپس لوٹا دے ہم نیک عمل کریں گے ہم یقین کرنے والے ہیں: (السجدہ 12)

اور فرمایا

ترجمہ: وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دوبار مارا اور دوبار ہی زندہ کیا' اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں' تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟ (المومن۔ 11)

اور فرمایا

ترجمہ: اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال کہ ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے (اللہ کہے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا' سو مزہ چکھو کہ (ایسے ظالموں) کا کوئی مددگار نہیں۔ (فاطر 37)

اور فرمایا

ترجمہ: کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کر لوں' ہرگز ایسا نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک قول ہے' جس کا یہ قائل ہے ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے' ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک: (المومنون 100)

اور فرمایا

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نجات دے اگر اب بھی ہم ایسا ہی کریں تو بے شک ہم ظالم ہیں۔ (المومنون 107)

اس کے بعد فرمایا کہ پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ اب تم اپنے کئے کا بدلہ پاؤ اور مانگا ہوا عذاب چکھو اور اس کو برداشت کرو آخر خود ہی تو طلب کرتے تھے اور جلدی مچاتے تھے یہ سزا ہے تمہارے ظلم یعنی شرک اور فسق وفجور اور ظلم وزیادتیوں کی اور تم اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے اب یہ عذاب نہ تو ختم ہوگا اور نہ کم کیا جائے گا۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا:

ترجمہ: جس دن وہ دھکیل دھکیل کر آتش جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔ یہی وہ آتش دوزخ ہے جسے تم جھوٹ بتلاتے تھے۔ (اب بتلاؤ) کیا یہ جادو ہے؟ یا تم دیکھتے ہی نہیں ہو۔ جاؤ دوزخ میں اب تمہارا صبر کرنا اور نہ کرنا تمہارے لئے یکساں ہے۔ تمہیں فقط تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔۔ (الطور 13 تا 16)

اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ اے رسول ﷺ! آخرت اور بعث وجزاء کے منکرین آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا قیامت برحق ہے اور انسانوں کا مٹی ہو جانے اور فنا ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور عذاب وجزاء کا وقوع یقینی امر اور سچا معاملہ ہے یا قرآن اور جو آپ فرما رہے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ تو آپ فرما دیجئے ہاں میرے رب کی قسم! یہ امر یقینی اور سچ ہے تم ضرور بالضرور دوبارہ اٹھو گے اور تمہارا مٹی ہو جانا اور تمہاری ہڈیوں کا بوسیدہ اور بھربھرا ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز نہیں کرسکتا اور نہ تم اس سے بھاگ سکتے ہو بلکہ تم اس کے قبضہ وگرفت میں ہو اور جو دعوت (قرآن وحدیث) اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہوں وہ حق اور سچ ہے اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔

قرآن میں دو مقام اور بھی ہیں جہاں اللہ نے اپنے پیغمبر کو فرمایا ہے کہ آپ قسم اٹھا کر ان مکذبین کو وقوع قیامت اور بعث وجزاء کا یقین دلا دیجئے۔

ترجمہ: کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت قائم ہونے کی نہیں آپ کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر بھی چیز پوشیدہ نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے۔ (سبا 3)

۲۔ ترجمہ: ان کافروں نے خیال کیا ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل آسان ہے۔ (التغابن۔ 7)

فوائد

1۔ مخلوق میں سے کوئی بھی اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں چہ جائیکہ وہ کسی دوسرے کا نافع وضار ہو لہٰذا منافع حاصل کرنے اور نقصانات سے بچنے کیلئے رسل وانبیاء اور اولیاء وصلحاء کو پکارنا شرک وکفر اور ضلالت وگمراہی ہے۔

2۔ مخلوق میں سے ہر ایک کی موت وفنا کا وقت مقرر ومتعین ہے ذرہ برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہوسکتا لہٰذا موت کے ڈر سے دعوت وتبلیغ کے میدان اور دعوت وجہاد کے محاذ سے پیچھے رہ کر بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

3۔ ملک الموت اور عذاب کے آجانے کے وقت ایمان وتوبہ قابل قبول نہیں۔

4۔ بات کی تاکید وتثبیت مقصود ہو تو اللہ کی قسم اٹھانی جائز ہے۔

متوجہ ہوں

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ کے بڑے بھائی حافظ اسماعیل روپڑی جو کہ 12 جنوری 1962ء کو وفات پاگئے تھے۔ ان کا ریکارڈ خطبہ جمعہ' درس اور جلسے کی کیسٹ کسی کے پاس موجود ہو تو برائے مہربانی ہمیں اطلاع کریں۔ ہم خود آکر کیسٹ ریکارڈ کروالیں گے۔

جزاکم اللہ خیرا

شیخ عبدالقدوس مکان نمبر 61 بے بلاک ایکس پیپلز کالونی سیکٹر گوجرانوالہ فون 0431-272642-555942

fazifm100@yahoo.com

قرآن کے گیارہویں پارے کی ۹ ویں سورت 9/11

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے بارے میں سورۃ توبہ کی ایک قرآنی آیت کا انطباق مضمون نگار کا اپنا فہم ہے جس کی بنیاد یقیناً ایک علمی نکتے پر ہے اور موجودہ قرائن اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں تاہم اس سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے اور علماء کے لئے اس میں تحقیق کا وسیع میدان ہے کیونکہ قرآن کے معارف وحقائق یقیناً قیامت تک دنیا کے سامنے منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ ادارہ

تاریخ ۱۱ ...... سال کا نواں مہینہ ستمبر ...... ۱۱۰ منزلہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر

سپارہ ۱۱ نمبر ۱۱ قرآن کریم کی سورت نمبر ۹ سورہ توبہ کی آیت ۱۱۰

قرآن حکیم قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے رشد وہدایت کا سرچشمہ حیات ہے جس کی ضیاء باریاں چشم بصیرت کے لئے بغیر کسی رنگ وبوان گنت اور لامحدود ہیں جو ہر زمانے میں اور ہر مقام پر زندہ اور باقی رہنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف بے شمار انسان' بے شمار مقاصد لے کر رجوع کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک مفصل ہدایت نامہ اور مکمل کتاب آئین ہے۔ اس میں جہاں بعد از حیات الدنیا جنت وجہنم کا ذکر ہے تو کہیں ستاروں سے آگے اور جہانوں کے وجود اور تسخیر کائنات کی نوید مسرت یہی وجہ ہے کہ قیامت تک پیش آنے والے اہم واقعات کے بارے میں قرآن بعض مقامات پر صرف اشارے دیتا ہے تو بعض مقامات پر تسلسل کے ساتھ ان کی تفصیل جو کہ آج کی سائنسی تحقیقات اور موجودہ حالات میں حرف بہ حرف سچ ثابت ہو چکی ہیں مثلاً ماضی قریب میں امریکہ کے شہر نیویارک میں تباہ ہونے والے ورلڈ ٹریڈ سنٹر (wtc) کی تاریخ مہینہ اور اس کی کل 110 منازل تک کی نشاندھی قرآن کریم کا ایک عظیم معجزہ ہے اور پھر قرآن نے یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ اس تباہی کے بعد پیش آنے والے حالات' مجاہدین کی شجاعت' شہادت وشکست اور ان کی (طالبان) عہد نبوی ﷺ کی یاد تازہ کرتی ہوئی اسلامی طرز حکومت' اس حکومت کے دوران ان کی آزمائش اور پھر برگر مسلم حکمرانوں کی حالت زار اور انہیں وارننگ بھی دی گئی ہے۔ قرآن کریم نے یہ تمام صورتحال سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 101 تا 113 میں ترتیب وار اور تسلسل سے پندرہ سو سال قبل پیش کیں جو کہ کل عالم کو متوجہ کرتے ہوئے غور وفکر کرنے اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کرنے کی دعوت دے رہے ہیں کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ قرآن وہ بلند مرتبہ والی کتاب اللہ ہے جس میں کوئی شک نہیں اس میں متقین کے لئے ہدایت ہے۔ (بقرہ2) اور نہ ماننے والوں کے لئے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (بقرہ7-6)

جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا ہے ان کے لئے یکساں ہے خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو بہر حال وہ ماننے والے نہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔ وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔

مرزا ریاض الرحمٰن بیگ

کبھی ہم بھی کسی کا سر پر غرور تھے

wtc کی نشاندہی' تباہی اور یہود ونصاریٰ کا شک

اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ 109-110)

جس نے اپنی عمارت کی بنیاد پانی سے کٹتے ہوئے کنارے پر رکھی اور وہ بمع اپنے مکین کے آتش جہنم کے گڑھے میں جا گری۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں شک وشبہ کی بنیاد پر بے یقینی کا کانٹا بن کر کھٹکتی رہے گی بجز اس کے کہ ان کے دل ہی پارہ پارہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نہایت باخبر حکیم ودانا ہے۔

ان آیات کریمہ پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی بہت ہی اہم عمارت کی بربادی سے متعلق بات ہو رہی ہے تفسیر وحدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمارت ''مسجد ضرار'' تھی جو کہ منافقین نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی پناہ دینے کی غرض سے تعمیر کی تھی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے حکم پر اسے گرا دیا تھا۔ مسجد ضرار اور wtc پر مکمل طور پر صادق آتی ہیں۔ مسجد ضرار کسی کھائی' ندی' دریا یا سمندر کے کنارے واقع نہ تھی' لیکن یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ 15 سو سال پہلے wtc کی تباہی کو اجاگر کرنے کے لئے۔ (سورۃ التوبہ۔ 109 میں لفظ جرف کا استعمال کیا گیا اور عربی قواعد کی رو سے جرف کا اطلاق کسی ندی یا دریا کے کنارے پر ہوتا ہے اور نیویارک سمندر کے کنارے واقع ہے۔ قرآن کا یہ اعجاز اہل بصیرت کے لئے اپنی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ قرآن کسی انسان کا کارنامہ نہیں۔

موجودہ دور میں wtc بھی یہود ونصاریٰ کے غرور وتکبر کی نہ صرف علامت تھا بلکہ اس میں پورے عالم اسلام کے معاشی بدحالی وبربادی کے منصوبے تیار ہوتے تھے' مسجد ضرار کی طرح اس کا تباہ ہو جانا بھی ایک لازمی امر تھا اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کو بلند وبالا عمارتیں سخت ناپسند ہیں' قوم عاد وثمود پر انہی جیسی بلند عمارتیں بنانے پر عذاب آیا تھا۔ ان آیات کی رو سے 110,11,9 نمبر wtc کے

اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ..... وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ

۱۱۰ نمبر آیت اور ۱۱۰ منزلہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر

غور و فکر کا ایک مقام !!

حوالے سے اہم ہیں۔ قرآن کریم کی نویں سورت التوبہ ستمبر کے مہینہ کو اجاگر کر رہی ہے' گیارھویں پارہ اور گیارہواں رکوع' گیارہ تاریخ پر روشنی ڈال رہا ہے' آیت نمبر 110۔ 110 منزلہ عمارت کو نمایاں کر رہی ہیں اور صاف الفاظ میں بتایا جا رہا ہے کہ 11 ستمبر کو کوئی 110 منزلہ عمارت تباہ ہوگی جو کہ غور و فکر کرنے والوں کے لئے ایک مقام رکھتی ہے۔ یہ آیات wtc کا محل وقوع بھی بتا رہی ہیں۔ اس کے دھڑام سے گرنے کو بھی واضح کر رہی ہیں نیز اس کو بنانے والوں کے شک کو بھی نمایاں کر رہی ہیں کہ آج تک امریکہ اور پوری دنیا کو سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ یہ کیا ہوا۔ !! ہاں ان آیات کی رو سے وہ وقت آ پہنچا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے دل پارہ پارہ ہونے لگے ہیں امریکہ و برطانیہ میں کشیدگی شروع ہو چکی ہے۔

مجاہدین کا کردار ان کی حوصلہ افزائی

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ۔ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ۔ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (سورۃ توبہ 11)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے جان و مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور (کافروں) کو قتل کرتے ہیں اور خود شہید ہو جاتے ہیں یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے تورات انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ کون اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے تو اے مجاہدو! تم لوگ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے کیا ہے' خوشیاں مناؤ! اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو اپنے سپاہیوں سے ہے لیکن ہم کو غفلت کا پردہ اتار کر دیکھنا چاہئے کہ اس وقت پوری دنیائے کفر نے امت مسلمہ کے معصوم و پاک خون سے اپنے ہاتھ سرخ کئے ہوئے ہیں اور ان کی ناپاک انگلیوں سے پاکیزہ و معطر خون شہیداں زمین پر ٹپک رہا ہے۔ چاہے وہ کشمیر ہو یا مشرقی تیمور' چیچنیا ہو یا بوسنیا' افغانستان ہو یا فلسطین' اراکان ہو یا سوڈان' ہر جگہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے سیاہ قرآنی شریک رزم اور ان کے زر پرست و بے حس مسلم حکمران اہل صلیب کے شریک بزم ہیں۔

عصر حاضر میں عالمی منظر نہایت تیز رفتاری سے بدل رہا ہے ملحد نظریہ (کمیونزم) عملاً ختم ہو چکا ہے۔ اب جغرافیائی اور سیاسی سرحدوں کا تعین اور پوری دنیا کے مستقبل کا دارومدار ہلال و صلیب کے درمیان معرکہ آرائی سے ہوگا جس کا سب سے پہلا تصادم اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ کے سفیر حارث بن عمیر ازدی کو قیصر روم کے گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے گرفتار کر کے شہید کر دیا تھا' وہ دن ہے اور آج کا دن پندرہ سو سال گزر چکے ہیں لیکن ہلال و صلیب کے درمیان کشیدگی برقرار ہے۔ اسلام تو عفو و درگزر کا حکم دیتا ہے لیکن یہود و نصاریٰ اسلام کو نیچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ آج عیسائیت کے داعی روح محمد ﷺ سے انتقام لینے کی قسمیں کھا رہے ہیں' اور ایک دوسرے کو یہ بتا رہے ہیں کہ روس امریکہ تنازعہ سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ عیسائی کے ہاتھوں یہودی' یہودی کے ہاتھوں عیسائی مرے گا لیکن اس کا فائدہ مسلمانوں کو ہوگا۔ (یہود و نصاریٰ کی یہ سوچ امت مسلمہ کو شرم اور غیرت دلانے کے لئے کافی ہے کہ وہ تو ایک ہو رہے ہیں اور ہم مسلمان آپس میں بریلوی' دیوبندی' شیعہ سنی اہلحدیث سنی میں بٹے ہوئے باہم دست و گریبان ہیں۔ اب تیسری دنیا کی قوموں میں اسلامی انقلاب روسی انقلاب کی جگہ لے لے گا لہٰذا اب یورپ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں اسلام کا پھیلاؤ'' اسلام کو روکو'' جیسے مضامین پر کتابیں چھپ رہی ہیں۔ جون 1989ء میں نیٹو کی سربراہ کانفرنس میں سابق برطانوی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر نے کہا'' روسی خطرے میں کمی کے باوجود نیٹو کا وجود قائم رکھنا نہایت ضروری ہے تاکہ مشرقی وسطیٰ میں مسلم انتہا پسندوں کو دبانے کے لئے اس کی فوجی قوت سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ برطانوی اخبار'' آبزرور'' کا یہ تبصرہ بھی قابل توجہ ہے کہ'' کمیونزم مر رہا ہے تو کیا ہوا اصل ڈرنے کی بات تو یہ ہے کہ اسلام زندہ ہو رہا ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ 15 صدیاں گزرنے کے بعد اسلام کے خلاف اہل صلیب کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ دراصل یہ پرانی دشمنی ہے جو ہڈیوں میں اتر چکی ہے' اور آج اہل صلیب نے اسلام کے خلاف جنگ کیلئے وہی پرانا طریقہ اختیار کیا ہے جس کا آغاز عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے یوسف کا کرتا پھاڑ کر کیا تھا یعنی چور مچائے شور۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو کس نے تباہ کیا؟ امریکی حکومت سب کچھ جانتے ہوئے کیوں خاموش رہی۔ ایک ہی وقت میں 5

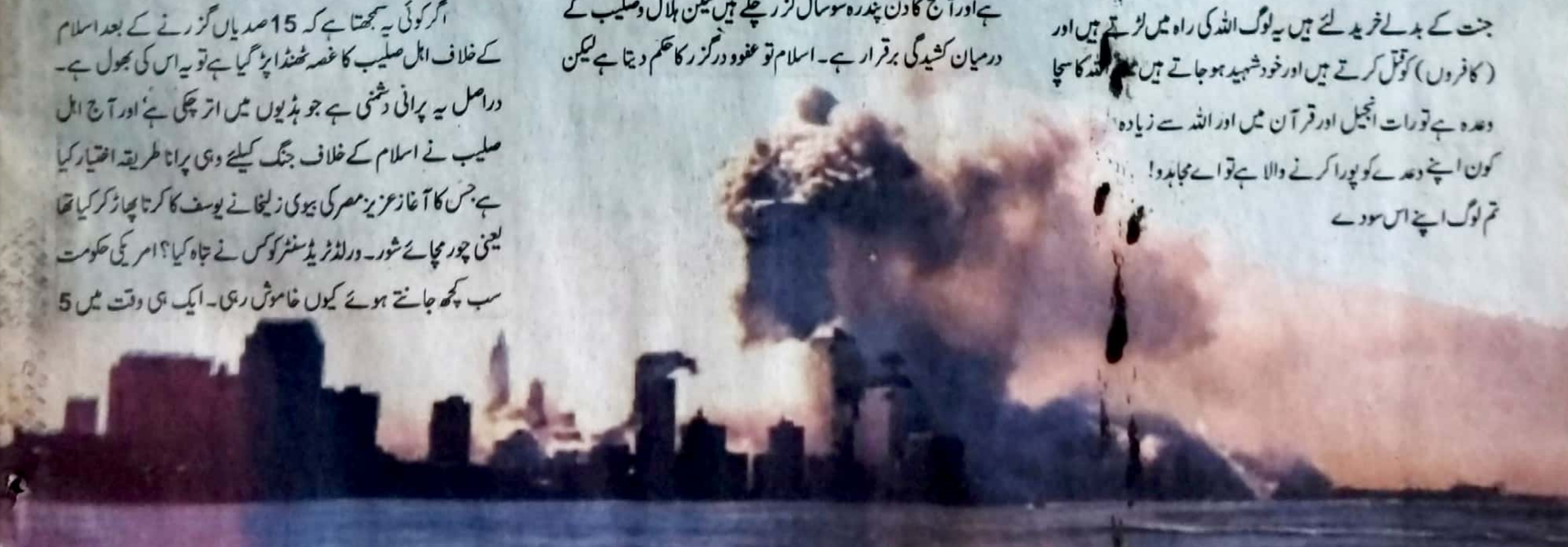

طیارے اغوا ہوئے؟ عین 11 ستمبر کو یہودی ٹاورز میں کیوں نہ آئے؟ ان سب حقیقتوں سے پردہ اٹھنا ابھی تک باقی ہے۔

امریکہ افغانستان کے خلاف نہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہوئے دل کی بات زبان پر لے آیا اور اس جنگ کو مقدس صلیبی جنگ قرار دیتے ہوئے 50 سال تک لڑنے کا اعلان کیا' کلنٹن سابق امریکی صدر نے اسرائیل کے لئے جان قربان کرنے کا عزم کیا جو کہ سارے عالم اسلام کے لئے ایک انتہائی سخت وارننگ ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اب امریکہ عراق کے بعد سعودی عرب کو آنکھیں دکھا رہا ہے اور اس کے بعد پاکستان کا نمبر بھی آنے ہی والا ہے اور یہ جنگ وہ ہماری سرحدوں پر نہیں بلکہ ہمارے شہروں کے اندر رہ کر خود ہمارے اپنے ہاتھوں سے ہمیں قتل کروا کر لڑنا چاہتا ہے' اس مقصد کے لئے داخلی محاذوں پر مسلمانوں کا ذہنی حصار توڑنے کے لئے نام نہاد مسلمانوں یعنی CIA کے ایجنٹوں کو استعمال کر رہا ہے جو کہ درحقیقت پسماندہ ممالک کے سربراہ ہوتے ہیں۔ بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی 15/14 مئی 2002ء یہ دشمنوں کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ جو مقصد اسے اپنے ہزاروں سپاہی مروا کر حاصل ہونا تھا' وہ ان ایجنٹوں کے ذریعہ سے پورا ہو رہا ہے۔

11 ستمبر کو شیطانی عمارتوں کی تباہی کے بعد یہود ونصاریٰ سے عالم اسلام کے خلاف کی گئی اس سازش کو دہشت گردی کا نام دے کر بین الاقوامی اتحاد بنایا اور افغانستان کے بت شکن طالبان وصف شکن القاعدہ کے مجاہدین کے سامنے اپنے ٹڈی دل لشکر کے ساتھ صف آراء ہو گئے۔ صلیبی جنگ کے آغاز کرتے ہوئے یہود ونصاریٰ بھائی بھائی بن گئے' عزیز مصر تو عزت دار اور غیرت مند تھا' اس نے مشاورت بلائی اور اللہ کے حکم سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیا لیکن بش نامی بھیڑیے نے تو بغیر کسی تحقیق اور ثبوت کے بے سروسامان مسلمانوں کے خلاف افغانستان وعراق میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کرتے ہوئے امریکیت یہودیت کی وہ بدترین مثال قائم کر کے کہ ہیروشیما' ناگا ساکی کی یاد تازہ ہو گئی۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایٹمی طاقت اور مال ودولت سے مالا مال نام نہاد مسلم حکمران بھی خاموش تماشائی ہی نہ رہے بلکہ شاہ سے زیادہ شاہ کے وفاداروں کا ثبوت دیتے ہوئے امریکی حملہ کے خوف نے ان کا برا حال کر دیا ان کی آنکھوں سے راتوں کی نیند اڑ گئی۔ گھٹنے اور دل بیٹھنے لگا ان کی اس کیفیت کی قرآن کریم نے کیا خوب عکاسی کی ہے:

اذ جاء وکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون بالله الظنونا (احزاب 10)

جب کفار کے لشکر تمہارے پاس اوپر اور نیچے (بحری بری' فضائی) سے چڑھ آئے۔ جب کہ (برگر مسلمانوں کی) آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ (احزاب 15)

برگر مسلمانوں نے مجاہدین کو دشمن کے لشکروں کا حوالہ دے کر ڈرانے کی ناکام کوشش کی لیکن غداروں کی اس کوشش کا مجاہدانہ جواب اور اس کا قرآنی نقشہ کچھ یوں بنا:

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران۔173)

اور وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا' اور انہوں نے کہہ کہ ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ (آل عمران 173)

ولماراء المومنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وما زادهم الا ايمانا وتسليما (الاحزاب 22)

اور ایمان والوں نے جب (کفار) کے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھے کہ یہ وہی چیز ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کیا تھا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات بالکل سچی تھی اور اس حملہ نے ان کے ایمان اور شیوہ فرمانبرداری میں اور اضافہ کر دیا۔

هنالك ابتلى المومنون وزلزلوا زلزالا شديدا (احزاب)

اس وقت مومنین خوب آزمائے گئے اور بری طرح جھنجوڑ ڈالے گئے۔

امریکی مفادات مجاہدین کی جانب سے امریکہ کے لئے وفاداری خریدنے میں مکمل طور پر ناکامی کے بعد مجاہدین سے منہ پھیر

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ 15 صدیاں گزرنے کے بعد اسلام کے خلاف اہل صلیب کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ دراصل یہ پرانی دشمنی اس کی ہڈیوں میں اتر چکی ہے اور آج اہل صلیب ظالم ہیں لیکن مظلوم بن کر شور مچائے جا رہے ہیں

کر اہل صلیب کے اتحاد میں شامل ہو گئے اور اپنے ہی بھائیوں کے خلاف مخبری کا شرمناک کردار ادا کیا اور ساتھ ہی ان کے جنتی خون میں اپنے ہاتھ رنگ کر یہود ونصاریٰ کے سامنے سجدہ بے غیرتی بھی ادا کیا لیکن پھر بھی ان کی خوشنودی حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن نے ان غداروں کی کیفیت کا نقشہ کچھ یوں دیکھا ہے۔

اشحة عليكم فاذا جاء الخوف رايتهم ينظرون اليك تدور اعينهم كالذى يغشى عليه من الموت فاذا ذهب الخوف سلقوكم بالسنة حداد اشحة على الخير اولئك لم يومنوا فاحبط الله اعمالهم وكان ذالك على الله يسيرا (الاحزاب 19)

(یہ نام نہاد مسلمان) تمہارا ساتھ دینے میں سخت بخیل ہیں خطرے کا وقت آ جائے تو اس طرح دیدے پھیلا پھیلا کر تمہاری طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی مرنے والے پر غشی طاری ہو رہی ہو مگر جب خطرہ گزر جاتا

امریکہ کو 56 ارب ڈالر کا تجارتی خسارہ

ایک مہینہ میں اتنا بڑا خسارہ نہیں ہوا۔ ماہرین برآمدات میں زبردست کمی' درآمدات میں اضافہ

امریکہ کے تجارتی خسارے میں اس سال جون میں غیر متوقع طور پر انیس فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور یہ پچپن عشاریہ آٹھ ارب ڈالر پر پہنچ گیا ہے۔ اس ریکارڈ خسارے کی ایک وجہ امریکہ کی برآمدات میں گزشتہ تین سالوں میں سب سے زیادہ کمی اور درآمدات میں ریکارڈ اضافہ ہے۔

اقتصادی ماہرین کو درآمدات اور برآمدات میں پائے جانے والے فرق میں اضافے کی توقع تھی لیکن وہ یہ توقع نہیں کر رہے تھے کہ یہ خسارہ اس تناسب سے بڑھے گا۔ ان کے اندازوں کے مطابق خسارے کو سینتالیس ارب ہونا چاہئے تھا۔ لیکن یہ چھپن ارب کا ہوا ہے۔

اس غیر متوقع خسارے سے صدر بش کی اقتصادی پالیسی کو اس مہینے ہونے والے ریپبلکن پارٹی کے اجلاس میں تنقید کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔

تجارتی خسارے کے بارے میں یہ اعداد وشمار اقتصادی صورتحال کے بارے میں حالیہ دنوں میں آنے والی بری خبروں میں سب سے بدترین خبر تھی۔

امریکہ کی برآمدات میں چار عشاریہ تین فیصد کی کمی واقع ہوئی اور یہ بانوے عشاریہ آٹھ ارب ڈالر رہیں۔ جب کہ امریکہ نے ایک سو اڑتالیس عشاریہ چھ ارب ڈالر مالیات کی مصنوعات اور خام مال درآمد کیا جو کہ گزشتہ سال کے مقابلے میں تین فیصد زیادہ تھیں۔

درآمدات میں اضافہ تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے بھی ہوا۔ چین کی مصنوعات کی درآمد کی وجہ سے چین سے امریکہ کا تجارتی خسارہ بڑھ کر چودہ عشاریہ دو ارب ڈالر ہو گیا۔

وال اسٹریٹ کے لئے بھی یہ غیر متوقع خسارہ کسی دھچکے سے کم نہیں تھا۔ اقتصادی ماہر کیون لوگن نے اس خسارے کو غیر معمولی قرار دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک مہینے میں اتنا بڑا خسارہ نہیں دیکھا۔

جمعہ کو جاری کردہ اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی شہریوں کا اپنی معیشت پر اعتماد کم ہوا ہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ معیشت پر شہریوں کے اعتماد میں کمی نوکریوں کے کم مواقع' تیل کی قیمتوں میں اضافے اور سکیورٹی کے بارے میں تحفظات کی وجہ سے آئی ہے۔

11 ستمبر (9/11) میں یہودیوں کا تعلق پھر واضح ہوگیا

11 ستمبر کا واقعہ جب ہوا تو اس وقت ہی یہ بات سامنے آ گئی تھی کہ اس میں یہودی ملوث ہیں۔ جس کا ایک بڑا ثبوت یہ تھا کہ اس دن 5 ہزار یہودی ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے غائب تھے۔ ظاہر ہے اتنی بڑی تعداد کا اکٹھے غائب ہو جانا محض کوئی اتفاق نہیں ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی امریکہ کے حساس ترین دفاعی اداروں میں یہودی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں...... اور وہی سکیورٹی کے رازوں سے واقف ہو کر بڑا حادثہ کرا سکتے تھے۔ اب حال ہی میں تازہ خبر آئی ہے کہ امریکی محکمۂ دفاع میں ایک اسرائیلی جاسوس پکڑا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ امریکہ کو یہودی ہی برباد کرنے کے درپے ہیں اور اس کے ذریعے مسلمانوں کو نشانہ بنا کر ایک تیر سے دو شکار کر رہے ہیں۔

ہے (جیسا کہ عنقریب ہونے والا ہے) تو یہی فائدوں کے حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لئے تمہارے استقبال کو آ جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ نے ان کے سارے اعمال ضائع کر دیئے۔ ایسا کرنا اللہ کیلئے بہت آسان ہے۔ (احزاب۔ 19)

مندرجہ بالا سطور جن پر ہم (سورہ التوبہ 11) کے حوالے سے غور و فکر کر رہے تھے' اس بارے میں ایک اور چیز قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے ساتھ اپنے وعدہ کا ذکر تورات انجیل اور قرآن'' کے حوالے سے کیا اور معرکہ افغانستان و عراق میں فریقین کا تعلق بھی تورات و انجیل اور قرآن کے ماننے والوں سے ہے۔ اول دونوں اسلام کے دشمن آخر الذکر خود اپنے دشمن' اپنے پیروں پر خود کلہاڑی چلانے والے اپنوں کا گلہ کاٹنے والے' اپنے ہوائی اڈے زمین و ضمیر اہل صلیب کے ہاتھوں گروی رکھنے والے۔

گیارہ ستمبر کو امریکہ کے ساحلی شہر نیویارک میں ہونے والی تباہی کے ساتھ ہی امت مسلمہ اور اللہ کے سپاہیوں کی آزمائش کا سلسلہ شروع ہوا حالانکہ تا حال کل دنیا WTC کی تباہی پر شک و شبہ میں پڑی ہوئی خود امریکی صدر اور حکومت پر بھی یہ الزام آ رہا ہے کہ انہیں اور FBI کو اس کی تباہی سے متعلق ثبوت و اطلاع پہلے ہی سے مل چکی تھی لیکن اس کے باوجود بغیر کسی ثبوت کے اس کا الزام القاعدہ پر لگا کر افغانستان پر حملہ کر دیا گیا جس کی اصل وجہ سے گزشتہ صفحات میں بیان کی گئی ہے کہ نفاذ شریعت اسلامی برگر مسلمانوں اور ہنود و یہود و نصاریٰ کو ہرگز قبول نہیں یہی وجہ تھی کہ مشرکین کے ساتھ مل کر خود مسلمان حکومتوں نے اپنے ہی بھائیوں کے قتل عام میں شرکت کا اعزاز حاصل کرنے کے لئے اپنے سمندر' اپنی فضاء' اپنی زمین اور اپنی عزت و غیرت سب کچھ اہل صلیب کے حوالے کر دیا ان برگر مسلمانوں کے میڈیا کا منہ ہر وقت اہل صلیب کو آشیرباد اور جے جے سے بھرا رہتا تھا اور آج تک ان کا یہی حال ہے ان برگر مسلمانوں کا تو پتہ نہیں بس نہیں چل رہا ورنہ یہ تو جارج بش کو آخری نبی تک تسلیم کر ڈالیں۔ حالانکہ کفار کی مدد یا ان کی خیر خواہی تک کے لئے زبان ہلانا مسلمانوں پر جائز نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ (النساء 144)

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کر لو۔

> **سپارہ و رکوع نمبر 11 قرآن کی سورت نمبر 9 کی آیت نمبر 110 میں مسجد ضرار کی تباہی کے تذکرے کے ساتھ ہی اس آیت کا انطباق WTC ورلڈ ٹریڈ سنٹر پہ بھی ہوتا نظر آتا ہے کیونکہ جرف کا اطلاق کسی ندی یا دریا کے کنارے پر ہوتا ہے اور نیویارک بھی سمندر کے کنارے واقعہ ہے اور wtc موجودہ دور میں کافروں کی سازشوں کا گڑھ تھا**

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؕ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس ہی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا' وہ بے شک انہی میں سے ہے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔ (المائدہ 51)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۠ ﴿۱۲۰﴾ (آل عمران 120)

اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو۔ ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے۔ (بش نامی بھیڑیے نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کیا بعد میں معذرت کر لی) اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے' وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لئے (صاف صاف) ہدایت والی آیتیں نازل فرما دی ہیں۔ اگر تم عقل مند ہو تو غور و فکر کرو) ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے۔ تم تمام آسمانی کتب کو مانتے ہو۔ (وہ نہیں مانتے پھر محبت کیسی) یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان (دوستی) کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصے کے انگلیاں چباتے ہیں کہ کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز بخوبی جانتا ہے۔ اگر تمہیں بھلائی ملے تو یہ غمگین ہوتے ہیں ہاں اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔

مسلمانوں کی جانب سے یہود و نصاریٰ کی مدد اور بین الاقوامی اتحاد میں شامل ہونے کی یہ توجیہ پیش کی گئی کہ ہمیں خطرہ تھا کہ اگر ہم یہود و نصاریٰ کے ساتھ شامل نہ ہوتے تو افغانستان' عراق کے خلاف حملے کا رخ ہماری طرف ہو جاتا۔ ایسے معصوم مسلمانوں کی طرف قرآن نے یوں اشارہ کیا ہے۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ؕ (المائدہ 52)

آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے' وہ دوڑ دوڑ کر ان (یہود و نصاریٰ) میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مصیبت ہم پر آ پڑے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ (مجاہدین کو) فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر بری طرح نادم ہونے لگیں گے۔

یہود و نصاریٰ کے لئے قرآنی خوشخبری اور دعوت اسلام

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران 64)

کہو! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے' یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔

ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتى هى احسن الا الذين

باقی صفحہ 22 پر

افریقہ کے بڑے پادری کا قبول اسلام
.....اور عیسائیوں کا انتقام

برادر گرامی وحید الزماں ابوالخیر اعظمی حفظہ اللہ لمبے عرصے سے افریقہ کے ملک نائجیریا میں مقیم ہیں اور درس وتدریس سے منسلک ہیں۔ ایتھوپیا کے نومسلم پادری نقادو کی خبر پر ان کو حساس ہونا ہی تھا۔ یہ خبر رابطہ کے اخبار میں آئی تھی جس کا حاصل مطلب ترجمہ کرکے آپ نے بھیجا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا۔

یہ خبر محض ایک حادثہ یا خبر نہیں ہے بلکہ اسلام کی حقانیت کی جہاں واضح مثال ہے وہیں ارباب کلیسا کی انسانیت دشمن گرمیوں میں صرف ایک پہلو کی نشاندہی کرتی ہے اور بانگ دہل یہ بتاتی ہے کہ رفاہ عامہ چیریٹی کے جتنے کام عیسائی مشنریاں انجام دیتی ہیں' ان میں انسان دوستی سے زیادہ لوگوں کو عیسائی بنانا مقصود ہوتا ہے اور اگر ان کو یقین ہوجائے کہ کوئی مخصوص شخص ان کے دام فریب میں آنے والا نہیں یا ان سے نکل چکا ہے اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی نکالنے کی کوشش کرے گا تو اس کو ایسے خفیہ اور خطرناک طریقوں سے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں کہ دوسروں کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی اور ان کا مدعا پورا ہوجاتا ہے۔ آج عراق میں جو کچھ ہورہا ہے اور جس بڑے پیمانے پر سرگرمیاں جاری ہیں' وہ انتہائی درجہ تشویش ناک ہیں اور یہ ساری باتیں اللہ کے فرمان کو صحیح ثابت کرتی ہیں کہ "یہود و نصاریٰ تم سے کسی صورت راضی نہ ہوں گے الا یہ کہ تم یہودی بن جاؤ یا نصرانی ہوجاؤ"......

نقادو: جس کا شمار ایتھوپیا کے مشہور ومعروف پادری عالموں میں ہوتا تھا' کیونکہ عیسائیت کی تبلیغ واشاعت اور اس کے پرچار میں اس کا بڑا ہاتھ تھا اور اس کی محنت وکوشش کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے عیسائی مذہب قبول بھی کیا تھا اور اس میدان میں اس قدر ملکہ حاصل کیا کہ اس کا شمار ایتھوپیا کے عظیم اور قابل قدر پادری علماء میں ہونے لگا' اس نے اپنی علمی صلاحیت وقابلیت اور دینی بصیرت و لیاقت کی وجہ سے دولت وثروت کے ساتھ ساتھ عوام میں شہرت و مقبولیت حاصل کی اور پھر افریقی عیسائیوں میں عزت ووقار اور بلند مقام ومرتبہ حاصل کیا۔

اس شخص نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ احد اللہ الصمد' لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد) پڑھ رہا ہے چونکہ یہ شخص نہایت ذہین وفطین اور ایک پڑھا لکھا آدمی تھا لہٰذا اس نے خواب کی حقیقت تلاش کرنے اور تعبیر کی جستجو میں دن رات ایک کردیا اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس واقعہ کے ہر پہلو پر غور وخوض کرنے لگا مگر وہ اپنی اس جستجو میں ناکامی کی دہلیز پر آ کھڑا ہوا اور حقیقت حال اس پر آشکارا نہ ہوسکی۔ پھر بھی وہ اس خواب کی حقیقت کی تعبیر تک پہنچنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا لیکن ان میں اس کے خواب کی تعبیر بتانے والا شاید کوئی نہیں تھا۔ مجبوراً اسے رابطہ عالم اسلامی کے اتھوپین آفس کا رخ کرنا پڑا۔ اس امید کے ساتھ کہ شاید وہاں کوئی اس کے خواب کی تشفی بخش تعبیر بتا کر اس کی الجھن اور مشکل کو آسان کردے' رابطہ کے آفس پہنچ کر اس کے ڈائریکٹر کو اپنا خواب بتا کر اس کی تعبیر طلب کی۔ محترم ڈائریکٹر نے اس کا خواب سننے کے بعد اس کی تعبیر یہ بتائی کہ "اللہ تعالیٰ آپ کو ضلالت وگمراہی کی زندگی سے نکال کر صراط مستقیم اور سیدھی راہ پر گامزن کرنا چاہتا ہے۔ ظلمت و تاریکی سے روشنی اور اجالے کی طرف لانا چاہتا ہے۔"

خواب کی تعبیر سن کر "نقادو" کے دل میں ہدایت کی روشنی جگمگانے لگی' رشد وہدایت کے نور کی پہلی کرن اس کے دل کو آہستہ آہستہ منور کرنے لگی لیکن وہ یہ چاہتا تھا کہ اسلام کی حقانیت سے پوری طرح آشنا ہوجائے تاکہ اس کا دل اسلام کے نور سے پوری طرح سے منور ہوجائے اس لئے وہ رابطہ کے آفس کا چکر لگاتا رہا' اور جب اس کو اسلام کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوگئیں اور دین حنیف کے حق ہونے کا یقین ہوگیا تو ایک دن رابطہ عالم اسلامی کے ڈائریکٹر کے سامنے کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام کے دائرے میں داخل ہوگیا اور اپنا عیسائی نام بدل کر مسلم نام "محمد سعید" رکھ لیا۔

اسلام لانے کے بعد اس کے امتحان کی سخت گھڑیاں شروع ہوگئیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی کیونکہ ہمیشہ ایسا ہوتا چلا آرہا ہے کہ ہر چہار جانب سے امتحان وآزمائش شروع ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی سخت آزمائش کے سبب پاؤں لڑکھڑانے بھی لگتے ہیں۔ لیکن دین کی سچی تڑپ رکھنے والے کے پائے استقامت میں کبھی ڈگمگاہٹ نہیں آتی بلکہ اس طرح کے موقع پر نہایت پامردی سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ محمد سعید کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ اس کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی عیسائیت کے ایوانوں میں زبردست بھونچال آگیا۔ عیسائی علماء کی جان توڑ کوشش یہ تھی کہ اس کو عیسائیت کی طرف دوبارہ واپس لایا جائے اور وہ مذہب اسلام سے اپنا رشتہ وناتا توڑ دے' اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ یہ شخص ایک بڑے منصب اور اعلیٰ مقام پر فائز اور عوام میں بے حد مقبول' شہرت یافتہ پادری تھا اور اس کے مسلمان ہونے کے سبب اس کے پرستار ومعتقدین اور اس کے ماننے والے بھی اسی کے ساتھ ہوجائیں گے۔ اسی لئے پوری عیسائی مشنری ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑگئی مگر وہ مشرف باسلام ہوچکا تھا اور ایمانی حرارت اپنے اندر محسوس کرنے لگا تھا اور عیسائی مذہب سے اب اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے مسلمان ہونے کا اثر یہ ہوا کہ پورا گاؤں حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

(۱) "واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم" (سورہ بقرہ ۲۱۳)

اللہ جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(۲) "لیس علیك ھداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء" (سورہ بقرہ ۲۷۶)

یہ تیرے ذمہ نہیں کہ ان کو راہ راست پر لائے لیکن اللہ جس کو چاہے راہ پر لے آتا ہے۔

(۳) "واللہ یدعوا الی دار السلام و یھدی من یشاء الی صراط مستقیم" (سورہ یونس ۲۵)

اور اللہ دار سلامت کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

(٤)"قل ان الله يضل من يشاء ويهدي اليه من اناب"(سورہ رعد ۲۷)

تو کہہ اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جو ان کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ہدایت کرتا ہے۔

(٥)"فذكر انما انت مذكر لست عليهم بمصيطر الا من تولى وكفر فيعذبه الله العذاب الاكبر ان الينا ايابهم ثم ان علينا حسابهم"(سورہ غاشیہ ۲۱-۲۶)۔

اچھا تو (اے نبی) نصیحت کیجئے 'آپ بس نصیحت کرنے والے ہی ہیں' کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اس کو بھاری سزا دے گا۔ ان لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے' پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔

یعنی اگر معقول دلیل سے کوئی شخص بات نہیں مانتا تو نہ مانے 'تمہارے سپرد یہ کام تو نہیں کیا گیا ہے کہ نہ ماننے والوں سے زبردستی منواؤ' تمہارا کام صرف یہ ہے کہ لوگوں کو صحیح اور غلط کا فرق بتا دو اور غلط راہ پر چلنے کے انجام سے خبردار کر دو۔ سو یہ فرض تم انجام دیتے رہو۔

یہ قرآنی آیات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ انسان کو راہ راست پر گامزن کر دینے کی ذمہ داری انبیاء ورسل کو بھی نہیں دی گئی تھی بلکہ ان کا کام دعوت وارشاد اور فریضہ تبلیغ ادا کرنا تھا' جو ان کی دعوت قبول کرے' اسے بشارت دینا تھا اور جو نہ قبول کرے' اسے برے انجام سے متنبہ کرنا تھا۔ باقی ہدایت وگمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہے سیدھی راہ پر لائے اور جس کو چاہے گمراہی پر چھوڑ دے۔

عیسائی مبلغوں نے جب یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ پاؤں نیچے سے زمین نکلتی نظر آنے لگی اور پھر ان کے دماغ میں انتقام کی آگ بھڑکنے لگی اور انہوں نے فیصلہ کیا چاہے جس طرح بھی ہوا سے ہلاک وبرباد کر کے ہی دم لینا ہے۔ اس کے لئے چاہے جو بھی طریقہ استعمال کرنا پڑے۔

ایتھوپیا میں رابطہ کے مدیر کو جب ان کے ناپاک عزائم اور بگڑتی صورت حال کا اندازہ ہوا تو فوراً رابطہ کے ہیڈ آفس مکہ مکرمہ سعودی عرب کو اس کی اطلاع دی اور ان سے درخواست کی کہ آپ اس کے لیے سعودی عرب کا انٹری ویزہ بھیج دیں تاکہ وہ عیسائیوں کے ظلم وستم کا نشانہ نہ بن سکے اور ان کے چنگل سے آزاد ہو کر سعودی عرب پہنچ جائے جہاں چین وسکون سے رہ کر اسلامی تعلیم حاصل کر سکے۔ رابطہ عالم سلامی مکہ مکرمہ نے معاملہ نزاکت کو سمجھتے ہوئے فوراً کاروائی کی۔ رابطہ کی کوششوں اور اللہ کے فضل وکرم سے "فقادو" محمد سعید اپنی اہلیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ پہنچنے کے بعد "جامعہ ام القریٰ" کے شعبہ "معهد اللغة العربية" مکہ مکرمہ میں عربی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلہ بھی لے لیا۔ اس کے اور اس کی فیملی کے رہنے سہنے' کھانے پینے اور اس کی جیب خرچ کی ذمہ داری رابطہ نے اپنے سر لے لی۔ یہ شخص عربی زبان سے نابلد ضرور تھا مگر ذہین وباصلاحیت اور تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں عربی زبان سیکھ لی۔ اسلام کے عبادات سے بھی واقفیت ہوگئی اور ساتھ ہی ساتھ قرآن کریم کی کچھ سورتیں بھی حفظ کر لیں۔ شکل وصورت سے لگتا تھا کہ اس میں کافی تبدیلی آگئی ہے' اب وہ بے حد مطمئن نظر آنے لگا تھا اللہ تعالیٰ نے جس عظیم نعمت سے سرفراز کیا تھا' اس کی خوشی میں ہر وقت مسرت وشادمانی کے آنسو ان کی آنکھوں سے چھلکتے رہتے تھے۔

کچھ دنوں بعد اس کی زندگی میں ایک عجیب وغریب موڑ آیا وہ یہ کہ ایتھوپیا کے چرچ کے ایک ذمہ دار پادری کی نوجوان 'خوبصورت اور حسین وجمیل بیٹی اداس وغمزدہ محمد سعید کے پاس آئی اور اپنی رام کہانی سنانے لگی کہ وہ بھی اسلام قبول کرنا چاہتی تھی لیکن اس کے گھر والے اس پر راضی نہیں تھے بلکہ وہ لوگ مجھے جان سے مار ڈالنا چاہتے تھے اور اب اس پاداش میں گھر والوں نے مجھے باہر نکال دیا ہے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ مجھے اس مصیبت سے بچائیں' اور اس مسئلہ کا حل خود ہی لڑکی نے نکالا کہ محمد

رابطہ عالم اسلامی سعودی عرب کو جب ایتھوپیا کے عیسائیوں کی گھناؤنے عزائم کا علم ہوا تو نو مسلم محمد سعید کا فوراً ویزا لگوا کرانہیں سعودی عرب بلالیا

سعید اس سے شادی کر کے اپنے پاس رکھ لے اور اسلام سے متعلق کچھ باتیں بھی سکھا دے۔ بہر حال محمد سعید نے اس سے شادی کی اور اس کے رہنے سہنے کا انتظام جدہ شہر میں کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی پہلی بیوی اسی کے ساتھ مسلمان ہوگئی تھی اور وہ اسی کے ساتھ رہتی تھی۔ کہتے ہیں جو انسان کسی مرد کے دھوکہ میں آجائے تو اس سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ تلاش کر لیتا ہے لیکن جب کسی عورت کے جال میں پھنس جائے تو اس سے بچ نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ محمد سعید (فقادو) کے ساتھ کچھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔

ایتھوپیا کی عیسائی مشنری نے جب دیکھا کہ "فقادو" اسلام کو بڑی مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے اور اسے ترک کرنے پر کسی طرح تیار نہیں ہے اور نہ اپنے سابقہ مذہب عیسائیت کی طرف واپس لوٹنے پر ہی راضی ہے تو اس کو ختم کرنے کا ایک منصوبہ اور پلان تیار کیا گیا جس میں سب سے اہم رول پادری کی اس نوجوان بیٹی کو کرنا تھا۔ اسی کو بطور آلہ استعمال کرنا تھا۔ پادری کی نوجوان خوبصورت بیٹی کا سعودی عرب اس مقصد کے تحت بھیجا گیا کہ وہ وہاں جا کر مسلمان ہونے کا ناٹک کر کے "فقادو" کو اپنے قبضہ میں کرے اس سے وقتی طور پر شادی رچائے اور شادی ہی اس کی ہلاکت وبربادی کا باعث بنے۔ کیوں کہ اس کو قتل کرنے کے لئے کسی اسلحہ کا استعمال کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے پادری کی حسین وجمیل نوجوان بیٹی کو ایک نئے حربہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔ دراصل پادری کے گھر والوں یہ بات معلوم تھی کہ اس کی بیٹی کو ایڈز کی بیماری ہے اور اسی بیماری کے ذریعہ فقادو کو ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اسی منصوبہ کے تحت اس نے سعودی عرب کا سفر کیا جہاں اسلام کا ناٹک کر کے "فقادو" سے شادی رچائی اور ایڈز جیسی مہلک اور جان لیوا بیماری اپنے شوہر فقادو میں پہنچا دی اور پھر شوہر کے ذریعہ یہ خطرناک مرض اس کی پہلی بیوی میں منتقل ہو گیا۔

جب پادری کی بیٹی کو یقین ہو گیا کہ ایڈز کی جان لیوا بیماری محمد سعید فقادو اور اس کی بیوی میں مکمل طور پر سرایت کر چکی ہے تو یہ مکار دھوکہ باز عورت ایک دن چپکے سے سعودی عرب سے بھاگ کر اپنے وطن ایتھوپیا واپس لوٹ آئی۔

اس خطرناک بیماری کی وجہ سے چند ماہ کے اندر پہلے اس کی بیوی لقمہ اجل بنی۔ پھر اس کا شوہر محمد سعید بھی تھوڑے عرصہ اندر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا اور مکہ مکرمہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور ان کا ٹھکانا جنت الفردوس بنائے۔ آمین۔

"وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ" (سورہ بقرہ:۱۲۰)

اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ ان مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔

(عربی سے ترجمہ ترجمان دہلی)

دعائے صحت

محترم مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کی والدہ محترمہ پتہ کے عارضے میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے قارئین الدعوۃ سے دعائے صحت کی خصوصی اپیل ہے۔ علاوہ ازیں محمد بسم اللہ مانگٹ کی والدہ بھی علیل ہیں۔ قارئین خصوصی دعا فرمائیں۔

اللهم الشفنا بشفائك وداونا بدوائك

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیاں

ہمارے ایک قاری کی اطلاع کے مطابق گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں بھی بعض اساتذہ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں میں مصروف ہیں۔ فلاسفی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ اطہر بیگ مرزا طالب علموں کو اسلام سے برگشتہ کرتے رہتے ہیں۔ ایک ٹیچر جاوید چیمہ نے رسول پاک ﷺ کی شان میں ایسی گستاخی کی ہے جو نا قابل بیان ہے...... اس کا صرف تبادلہ کیا گیا ہے۔ اس طرح کی ہرزہ سرائیوں میں اسسٹنٹ پروفیسر اعظم خان بھی مصروف ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ان لوگوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کا نوٹس لے اور انہیں قرار واقعی سزا دے۔

بقیہ 6 ستمبر

منهم وقولوا آمنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والهنا والهکم واحدا ونحن له مسلمون وکذلك انزلنا الیك الکتاب فالذین آتینهم الکتاب یومنون به ومن هؤلاء من یؤمن به وما یجحد بایتنا الا الکافرون (عنکبوت 47-46)

اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو۔ مگر عمدہ طریقہ سے سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں۔ اور ان سے کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی۔ ہمارا اللہ اور تمہارا اللہ ایک ہی ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ (اے نبی ﷺ) ہم نے اس طرح تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جن کو ہم نے پہلی کتاب دی تھی، وہ اس پر ایمان لاتے ہیں ور ان لوگوں میں سے بہت سے اس پر ایمان لا رہے ہیں اور ہماری آیات کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرہ۔62)

یقین جانو کہ نبی ﷺ کے ماننے والے ہوں یا یہود و نصاریٰ یا صابی، جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اس کا اجر اسے اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقعہ نہیں۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿113﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَ اُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿114﴾ وَ مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿115﴾

(آل عمران 115-113)

مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست (حق) پر قائم ہیں جو راتوں کو کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اللہ کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہین نیکی کا حکم دیتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ نیک بخت لوگوں میں سے ہیں اور جو نیکی بھی یہ کریں گے اس کی ناقدری نہ کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتے ہیں۔

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (آل عمران 199)

اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف نازل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کی آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیات کو معمولی قیمت پر فروخت نہیں کرتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿82﴾ (المائدہ 85-82)

یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے اور ایمان والوں سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب انہیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں اس لئے کہ ان میں علماء اور عبادت کے لئے گوشہ نشیں درویش پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ کلام کو سنتے ہیں تو آپ دیکھیں کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں یہ اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے اور ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کرے گا۔ ان کے اس قول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ایسے باغات دے گا۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔

مندرجہ بالا آیات کریمہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں جس طرح ایک بادشاہ کے بعد جب دوسرا آتا ہے تو سابق بادشاہ کے اکثر احکامات مؤخر کردیئے جاتے ہیں بالکل اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد تمام سابقہ شریعتوں کے اکثر احکامات منسوخ نہیں ہوئے وہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں اور اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ (الشوریٰ 13) لہٰذا میرے بھی دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ دوست اسلام کوئی نئی دعوت نہیں ہے۔ یہ وہی دعوت ہے جس کی ہدایت آپ کو بائبل میں ملتی ہے۔

مسلمان نصاریٰ کے لئے کتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ 610ء میں جب نبی ﷺ منصب نبوت پر سرفراز ہوئے اسی سال ہرقل قیصر روم بنا لیکن شاہ ایران خسرد پرویز نے جو کہ روم کے خلاف پہلے سے ہی رزم آرا تھا) ہرقل کے نام فتح کی نشہ میں چور ہو کر ایک پر تکبر خط لکھا (جیسا کہ آج مسلم حکمرانوں کو امریکی حکومت پرویزیت میں ڈوب کر اس خط کی فوٹو کاپی ارسال کرتی ہے۔

سب خداؤں سے بڑے خدا تمام روئے زمین کے مالک خسرو پرویز کی طرف سے اس کے کمینے اور بے شعور بندے ہرقل کے نام" تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچایا۔

(افسوس کہ آج مجاہدین اور جہاد کو بدنام کرنے کے لئے اسی طرح کے پرویزیت میں ڈوبے الفاظ استعمال کئے جارہے ہیں) بعثت نبوی کے چند سال بعد فارس کی حکومت مسیحی حکومت پر غالب آگئی جس پر مشرکین عرب خوشیاں منارہے تھے جبکہ مسلمان اہل کتاب کے غم میں مغموم ہو رہے تھے۔ ان حالات میں قرآن کی سورۃ الروم نازل ہوئی جس میں پیشین گوئی کی گئی کہ "قریب کی سرزمین میں رومی مغلوب ہو گئے مگر اس مغلوبیت کے چند سال کے اندر ہی وہ غالب آجائیں گے اول و آخر اختیار اللہ ہی کا ہوگا اور وہ دن ہوگا جبکہ اللہ کی دی ہوئی فتح سے اہل ایمان خوش ہو رہے ہوں گے" (الروم 1 تا 5)

اس آیت میں ایک کی بجائے دو پیشین گوئیاں تھیں یعنی رومن اور اسلامک وکٹری بظاہر جس کے آثار دور دور تک نظر نہ آتے تھے کیونکہ دونوں طرف اہل ایمان کی آزمائش جاری تھی یہاں تک کہ ہرقل کو شکست ہوگئی اور وہ قسطنطنیہ سے قرطاجنہ (تیونس) منتقل ہوگیا اور پھر دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہوا اور پرویزیت کی ہر شاخ آشیانہ جلاڈالی۔ اللہ کی شان اسی سال مسلمانوں کو بدر کے مقام پر پہلی مرتبہ مشرکین کے مقابلے میں فتح نصیب ہوئی اور اس طرح سورۃ الروم میں درج دونوں پیشین گوئیاں 10 سال سے کم عرصہ میں پوری ہوگئیں اور ان شاء اللہ عنقریب یعنی 10 سال سے کم عرصہ میں امریکہ ختم ہو جائے گا اور صرف قبر پر کتبہ رہ جائے گا۔

یہاں امریکہ نامی دہشت گرد مدفون ہے جو کہ 21 صدی کا فرعون تھا

جیسا کہ سورۃ التوبہ اور سورۃ النصر کی مذکورہ آیات میں اشارہ ہے۔ قیصر و کسریٰ کی اس داستان کو یہاں بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ تا کہ مسیحی برادری کو معلوم ہو کہ مسلمان ان کی خوشی میں خوش اور تکلیف میں افسردہ ہو جاتے ہیں لہٰذا مسیحی بھائیوں کو چاہئے کہ مسلمان اور اسلام سے دشمنی کی بجائے اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ دیگر مسلمانوں کا کیا کردار ہے، مسلمان دہشت گرد نہیں بلکہ

ہوں حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم۔ (سورۃ الفتح 29)
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا

مسلمانوں کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں پر ابتلاء و آزمائش کا دور آیا تو وہ مسلمانوں کے لئے ہر ممکن

بزم اطفال

ابو عاطف عبدالوکیل

انصاف ہو تو ایسا

اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ایاس بن معاویہ کو بصرہ کا قاضی مقرر فرمایا۔ ان کے عہد قضاء کے دوران کئی ایسے واقعات سامنے آئے جو ان کی بے پناہ ذہانت اور حقائق سے پردہ اٹھانے کی صلاحیت پر دلالت کرتے۔

ایک مرتبہ دو اشخاص ایک مقدمہ لے کر ان کے پاس عدالت میں آئے۔ ان میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنے ساتھی کو مال بطور امانت دیا تھا...... جب میں نے واپسی کا مطالبہ کیا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ ایاس بن معاویہ نے مدعی علیہ سے امانت کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا میں نے مال لیا ہی نہیں۔ اگر اس کے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرے۔ ورنہ میں قسم دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں بے گناہ ہوں' یہ سراسر مجھ پر الزام ہے۔ قاضی ایاس نے پہلے شخص سے پوچھا' تو نے اسے کس جگہ اپنا مال بطور امانت دیا تھا؟ اس نے کہا یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک بڑا درخت ہے۔ ہم نے اس کے سائے میں بیٹھ کر پہلے کھانا کھایا اور پھر میں نے اپنا مال اس کے سپرد کیا۔

قاضی ایاس نے کہا تم ابھی وہاں جاؤ۔ شاید تمہارا مال وہاں کہیں پڑا ہوا ہو۔ اس جگہ کا جائزہ لے کر سیدھے میرے پاس آؤ اور مجھے صورتحال سے آگاہ کرو۔ یہ حکم پاکر وہ شخص اس جگہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ قاضی ایاس نے مدعی علیہ سے کہا اپنے ساتھی کے واپس آنے تک میرے پاس بیٹھے رہو۔ وہ شخص وہاں چپ سادھ کر بیٹھ گیا۔ قاضی ایاس دیگر مقدمات کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تاہم مقدمات کی سماعت کرتے ہوئے دردیدہ نگاہوں سے مدعی علیہ کی جانب دیکھتے رہے۔ اس طرح وہ اس کے چہرے کے تاثرات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ وہ شخص بالکل آرام وسکون سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی خوف وہراس نہیں تھا۔ سماعت کے دوران قاضی یکدم اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا' ''آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا وہ آدمی اس جگہ پہنچ گیا ہوگا' جہاں اس نے اپنا مال آپ کے سپرد کیا تھا؟'' دوسرے شخص نے بے خیالی میں جواب دیا' ''نہیں وہ جگہ یہاں سے کافی دور ہے' ابھی وہ راستے میں جا رہا ہوگا۔''

قاضی ایاس نے غضبناک ہو کر کہا:

''اے بدبخت' تو مال لینے کا انکار کرتا ہے اور اس جگہ کا اعتراف بھی کرتا ہے جہاں تو نے اس سے مال لیا تھا۔ بخدا تو خائن' جھوٹا اور بددیانت ہے۔ وہ شخص اچانک یہ حملہ دیکھ کر خوف سے کانپنے لگا۔ اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور اس شخص کی امانت بھی واپس کر دی۔

مرسلہ: نجم السحر کراچی

مجھ کو مجاہد بننا ہے

مجھ کو مجاہد بننا ہے...... دین کا تحفظ کرنا ہے...... کفر سے ٹکر لینی ہے...... حق کی شہادت دینی ہے...... حق کو نافذ کرنا ہے...... مجھ کو مجاہد بننا ہے...... لے کر علم سچائی کا...... بن کر نقیب اچھائی کا...... خیر کی جانب بڑھنا ہے...... مجھ کو مجاہد بننا ہے...... قرآن کے سپاروں سے...... سنت کے میناروں سے...... ہر سو اجالا کرنا ہے...... مجھ کو مجاہد بننا ہے۔

فریحہ انجم' پسرور

علم کی دولت

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نافع بن الحارث کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ عسفان کے مقام پر نافع رضی اللہ عنہ کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ امیر المومنین نے ان سے پوچھا' ''تم اہل وادی پر کس کو اپنا جانشین مقرر کر کے آئے ہو؟'' انہوں نے کہا' ''ابن ابزیٰ (عبدالرحمٰن بن ابزیٰ) کو۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا' ''ابن ابزیٰ کون ہے؟'' نافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' ''ہمارے غلاموں میں سے ایک شخص ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ''کیا تو نے ایک غلام کو امیر مقرر کر دیا ہے؟'' نافع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' ''جی ہاں! اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کا سب سے بڑا قاری اور علم الفرائض کا سب سے بڑا عالم ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر خوش ہو گئے' فرمایا' ''ہمارے نبی ﷺ نے سچ ہی تو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو اوپر اٹھائے گا اور دوسروں کو اس کی وجہ سے نیچے گرا دے گا۔''

مرسلہ: رضوانہ سعدیہ' قصور

اور کہا کہ اس فتح کے بعد مراکش کا حکمران ہماری حکومت ختم کر کے خود اس پر قابض ہو جائے گا۔ اس صورت میں بھلا ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ تب المعتمد نے تاریخی جملے کہے۔ اس کے الفاظ کچھ یوں تھے۔

''اونٹ کی چرواہی منظور ہے مگر خنزیر کی چرواہی منظور نہیں۔ اگر میں ایک مسلم حکمران کا قیدی بن کر اس کے اونٹ چراؤں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں فرنگی بادشاہ کا قیدی بنوں اور اس کے سؤر چراؤں۔''

اس کے بعد المعتمد نے افریقہ کے حکمران کو مدد کے لئے سرکاری طور پر بلایا۔ وہ آبنائے جبرالٹر کو پار کر کے اندلس میں داخل ہوا۔ اس وقت مسلم لشکر کی مجموعی تعداد 20 ہزار تھی اور عیسائی فوج کی تعداد 50 ہزار سے زیادہ تھی۔ الفانسو اور مسلم اتحادی فوجیوں کے درمیان ''ذلاقہ'' کے میدان میں گھمسان کا رن پڑا۔ یہ رمضان کے مہینے کا پہلا عشرہ تھا۔ افریقی حکمران کے ہمراہ المعتمد بھی بڑی بہادری سے لڑا۔ اس کا چہرہ بھی زخمی ہوا۔ مسلمانوں کی شاندار فتح کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف تین عیسائی گھڑسوار میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ سکے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا نے جلد 7 صفحہ 138 میں اس واقعے کی یہی تفصیل بیان کی ہے۔ اس فتح کے بعد اندلس میں مسلمانوں نے مزید چار سو برس حکومت کی۔ یہ عظیم کامیابی صرف اس وقت ممکن ہوئی جب المعتمد نے ذاتی مفاد کی قربانی دے کر کسی غیر مسلم سے اتحاد کرنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی بجائے افریقی مسلم حکمران سے بلا شرط فوجی اتحاد کیا۔'' آپ کو یہ بتانا ہے کہ یہ افریقی حکمران کون تھا؟''

آپ کے خطوط ہمیں 15 ستمبر 2004ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔

ماہ اگست کا درست جواب: سلطان صلاح الدین ایوبی

درست جواب دینے والوں کے نام:

ابو تیمیہ ثانی' رحیم یار خاں۔ عمارہ کنول' شیخوپورہ۔ زین العابدین شوکت' ؟۔ طیب' ممتاز قریشی' سرگودھا۔ محمد حمزہ' قریشی' فیصل آباد۔ محمد اسامہ احمد خان' میانوالی۔ عبدالقدیر عاصم' پنڈ دادنخان۔ محمد شاہد ایوب' اوکاڑہ۔ محمد اسلم شاکر' شیخوپورہ۔ میاں محمد مشتاق' شیخوپورہ۔ اخت ابوحنظلہ' شیخوپورہ۔ ہاجرہ خورشید' میانوالی۔ ابوہارون اقبال' شیخوپورہ۔ عرشیہ واحد' شیخوپورہ۔ بلال طاہر' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ صدیقہ نسیم' گوجرانوالہ۔ اخت ابوعمار یاسر' ڈیرہ اسماعیل خان۔ محمد عمر' سیالکوٹ۔ اخت عبدالمنان' واہ کینٹ۔ نازیہ اقبال' شیخوپورہ۔ ارم شہزادی' ملتان۔ ثمینہ منور' بہاولپور۔ اخت ابوفہد' گوجرانوالہ۔ صفیہ سردار' سعودی عرب

بذریعہ قرعہ اندازی انعام حاصل کرنے والے خوش نصیب

☆ ابوہارون اقبال' شیخوپورہ

سچائی کا صلہ

ایک مرتبہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ! میرا جی چاہتا ہے کہ میں جنت میں جاؤں...... بتایئے میں کیا عمل کروں۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

سچ بولو...... کیونکہ جب آدمی سچا ہوتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے تو اس کے دل میں ایمان کی روشنی پیدا ہوتی ہے۔ جب اسے ایمان نصیب ہوتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ (حکیم محمد سعید کی ''نقوش سیرت'' سے اقتباس)

مرسلہ: سعدیہ آصف' لاہور

انعامی کوئز صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

آپ کے دینی مسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

کیا عورت جماعت کرواسکتی ہے؟

س: کیا عورت جماعت کرواسکتی ہے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود ہے:

ج: عورت جماعت کرواسکتی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا (سنن ابی داؤد باب امامۃ النساء ۵۹۲) قال الالبانی حسن

رسول اللہ ﷺ اس کی اس کے گھر میں زیارت کرتے تھے اور آپ نے اس کے لئے ایک مؤذن مقرر کردیا جو اس کے لئے اذان کہتا۔ آپ نے ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائے۔ عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری کہتے ہیں میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا وہ بوڑھا آدمی تھا۔

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۶۷۶) اور امام ابن الجارود (۳۳۳) نے صحیح قرار دیا ہے اور علامہ نیموی حنفی نے آثار السنن حدیث نمبر ۵۱۳ میں اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔

بعض لوگوں نے اس کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے عبدالرحمٰن بن خلاد کو مجہول قرار دیا ہے لیکن ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے اس کی تصحیح کر کے توثیق کردی ہے۔ اسی طرح ابن حبان نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ لہٰذا اس کی جہالت مرتفع ہوجاتی ہے۔ اور لیلیٰ بنت مالک نے اس کی متابعت بھی کر رکھی ہے۔

عورتوں کی امامت کے حوالے سے یہ بھی یاد رہے کہ سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا گھر کی خواتین کو ان کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کرواتی تھیں۔

(عبدالرزاق ((۵۰۸۶) ابن ابی شیبہ ۲/۸۹ بیہقی ۳/۱۳۱) نیموی نے آثار السنن (۵۱۴) اور ظفر احمد تھانوی نے اعلاء السنن ۴/۲۴۳ میں اس کی سند کو صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے درمیان میں کھڑے ہو کر عصر کی نماز عورتوں کو پڑھائی تھی۔ (عبد الرزاق ۵۰۸۲ الاوسط لابن المنذر ۴/۲۲۷ ابن ابی شیبہ ۲/۸۸ بیہقی ۳/۱۳۱)

بعض لوگ عورتوں کی امامت کے قائل نہیں ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ روایت پیش کرتے ہیں

لَا خَيْرَ فِي جَمَاعَةِ النِّسَاءِ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ أَوْ جِنَازَةِ قَتِيلٍ

مسجد اور کسی شہید کے جنازہ کے علاوہ عورتوں کی جماعت میں خیر نہیں ہے۔

طبرانی اوسط (۹۳۵۵) مسند احمد ۶/۶۶ (۲۴۸۸۰)

اس کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ مختلط ومدلس ہے اور اس کے قدیم شاگردوں نے اس سے یہ روایت بیان نہیں کی۔

یہ روایت الوازع بن نافع کی سند سے طبرانی اوسط ۸/۶۴ (۷۱۲۶) اور طبرانی کبیر ۱۲/۳۱۷ میں بھی موجود ہے لیکن الوازع بن نافع متروک راوی ہے۔

لہٰذا عورت کی امامت کی ممانعت پر کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ عورت اگر عورتوں کی جماعت کرانا چاہے تو درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتی ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔

کیا قرآن مجید یا دیگر الہامی کتابوں کو زمین پر رکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

س: کیا قرآن مجید یا دیگر آسمانی واسلامی کتب کو زمین پر رکھ دینا جائز ہے بعض لوگ اس بات کی پروا نہیں کرتے جہاں خود بیٹھے ہوتے ہیں اور وہاں زمین پر ہی قرآن پاک وغیرہ رکھ دیتے ہیں کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے:

ج: قرآن پاک ہو یا کوئی بھی اسلامی ودینی کتب ان کا ادب واحترام کرنا ہمارے اوپر لازم ہے۔ ہمیں ان کا ادب کرتے ہوئے بلند رکھنا چاہئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی قف کی طرف دعوت دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں مدراس میں چلے گئے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ہم میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے ان کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے لئے ایک تکیہ رکھا آپ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس تورات لاؤ تورات لائی گئی۔ آپ نے اپنے نیچے سے تکیہ نکالا اور اس کے اوپر تورات رکھی پھر فرمایا: آمنت بك وبمن انزلك میں تیرے اوپر بھی ایمان لایا اور اس پر بھی جس نے تجھے نازل کیا ہے۔ پھر فرمایا میرے پاس اپنے سب سے زیادہ علم والے کو لاؤ۔ ایک نوجوان کو لایا گیا۔ پھر آگے رجم کا قصہ ذکر کیا گیا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی رجم الیہودیین رقم (۴۴۴۹)

شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ یہ روایت ہشام بن سعد کی وجہ سے حسن ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ توراۃ جو آسمانی کتاب تھی نبی ﷺ نے اس کا ادب کرتے ہوئے اسے تکیے پر رکھا۔ قرآن حکیم تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان والی کتاب ہے اس کا ادب کرنا تو بالاولیٰ ضروری ٹھہرا۔ اس لئے قرآن پاک کا ادب کرتے ہوئے اسے زمین پر نہ رکھا جائے بلکہ اس کو کسی بلند جگہ پر رکھا جائے تاکہ اس کی توہین سے اجتناب ہو سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ماہنامہ
طیبات
لاہور پاکستان
خواتین اسلام کا ترجمان
3
محرم الحرام 1425ھ مارچ 2004ء

بیوٹی پارلر...
زیب و آرائش یا گناہ کے مرکز

"حاجی صاحب" کا فیشن ایبل گھرانہ

نکاح اور برادری ازم

بیٹا آنکھوں کا تارا اور بیٹی..؟

ایمانی دستک

خاموشی دانائی ہے

وعن انس رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ الصمت حكمة وقليل فاعله (اخرجه البيهقي في الشعب بسند ضعيف وصحح انه موقوف من قول لقمان الحكيم)

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاموشی دانائی ہے اور اسے (اختیار) کرنے والے کم ہیں اسے بیہقی نے شعب الایمان میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور صحیح یہ بات قرار دی ہے کہ یہ لقمان حکیم کا قول ہے جو (انس پر) موقوف ہے۔

تخرج: (ضعیف)

شعب الایمان میں جو الفاظ مجھے ملے ہیں یہ ہیں (الصمت حكم وقليل فاعله) زین الدین عراقی نے احادیث احیاء العلوم کی تخریج میں فرمایا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن حبان نے روضۃ العقلاء میں انس رضی اللہ عنہ تک صحیح سند کے ساتھ روایت کیا یہ لقمان حکیم کا قول ہے۔ (توضیح)

فوائد:

1۔ شعب الایمان (5026) میں اس کا سبب یہ بیان ہوا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لقمان رحمت اللہ علیہ داؤد علیہ السلام کے پاس تھے اور داؤد علیہ السلام ہاتھوں کے ساتھ زرہ بن رہے تھے لقمان کو انہیں دیکھ کر تعجب ہو رہا تھا اور ارادہ بن رہا تھا کہ ان سے پوچھیں مگر ان کی دانائی پوچھنے سے مانع تھی۔ جب داؤد علیہ السلام زرہ بنا چکے تو اپنے جسم پر پہن کر فرمانے لگے لڑائی کے لئے یہ قمیض اچھی ہے۔ لقمانؒ نے فرمایا خاموشی دانائی ہے اور اسے (اختیار) کرنے والے کم ہیں میرا ارادہ آپ سے پوچھنے کا تھا مگر میں خاموش رہا یہاں تک کہ آپ نے خود ہی مجھے بتا دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حکایت حدیث نبوی سے ثابت نہیں البتہ انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس میں انہوں نے لقمان حکیم کا مقولہ ذکر فرمایا ہے۔ اب آگے انس تک لقمان حکیم کی یہ بات کس ذریعے سے پہنچی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

2۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر خاموشی کی تعریف کئی صحیح احادیث میں بھی آئی ہے اور عقلمندوں اور شاعروں نے مختلف انداز میں اس کی مدح کی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ) (ق 18) آدمی جو بات بھی منہ سے بولتا ہے اس کے پاس ایک تیار نگہبان موجود ہوتا ہے اور رسول ﷺ نے فرمایا (من صمت نجا) جو خاموش رہ گیا نجات پا گیا۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ 536) مراد ایسی باتوں سے خاموشی ہے جن کا کوئی فائدہ نہیں۔

(کتاب الجامع از حافظ عبد السلام)

آئیے قرآن سیکھئے

قسط نمبر 12

ام صلاح الدین قصور

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ (53) وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ إِنَّكُمْ
ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى
بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ
بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ (54) وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى
نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ
تَنظُرُونَ (55) ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ (56) وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا
عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا
رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ
يَظْلِمُونَ (57) وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا
مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ
الْمُحْسِنِينَ (58) فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ
الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا
مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (59)

اور ہم نے موسیٰ کو تمہاری ہدایت کے لئے کتاب اور معجزے دیئے اور جس وقت کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے۔ اے میری قوم بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اب تم اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور اپنے آپ کو آپس میں قتل کرو۔ یہی بہتر ہے تمہارے لئے تمہارے رب کے نزدیک وہ تمہاری توبہ قبول کرے گا وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے جب تک دیکھ نہ لیں رب کو ظاہر' پس پکڑا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے۔ پھر ہم نے تم کو اس موت کے بعد بھی زندہ کر دیا تاکہ تم شکر گزاری کرو۔ اور ہم نے سایہ کیا تمہارے اوپر بادلوں کا اور نازل کیا ہم نے تمہارے لئے من اور سلویٰ تاکہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاتے رہو' انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا البتہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔ اور جس وقت کہا ہم نے تم سے' داخل ہو جاؤ اس بستی میں اور جو کچھ جہاں کہیں سے چاہو کھلا کھاؤ اور دروازے میں سے سجدہ کرتے ہوئے گزرنا اور حطہ کہتے جانا۔ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور نیکوکاروں پر مزید فضل کریں گے مگر ان ظالموں نے وہ بات ہی بدل دی جو ان سے کہی گئی تھی۔ سو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔

تفسیر:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵۳ میں کتاب سے مراد تورات ہے اور فرقان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حق وباطل ہدایت وضلالت میں فرق کرے۔

اگلی آیت میں ان کی توبہ کا طریقہ بیان ہو رہا ہے انہوں نے بچھڑے کو پوجا اور اس کی محبت نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا پھر سیدنا موسیٰ کے سمجھانے سے ہوش آیا' شرمندگی اٹھانی پڑی اور پھر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ استغفار کرے گا تب انہیں حکم ہوا کہ تم آپس میں قتل کرو۔ چنانچہ انہوں نے یہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ قاتل مقتول دونوں کو بخش دیا۔ موسیٰ اپنی قوم سے کہنے لگے کہ اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو گا کہ تمہیں پیدا تو اللہ تعالیٰ کرے اور تم پوجو غیروں کو۔ جب بنی اسرائیلیوں کو سزا ملنے لگی تھی تو ان کے تین گروہ بن گئے تھے ایک وہ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی' دوسرے وہ جوان پوجا کرنے والوں کو منع کرتے تھے۔ تیسرے گروہ نے نہ بچھڑے کی پوجا کی اور نہ ہی پوجا کرنے والے والوں کو منع کیا۔ لہٰذا پھر حکم یہ دیا گیا کہ منع کرنے والے پوجا کرنے والوں کو قتل کر دیں اور تیسرے گروہ کو معاف کر دیا گیا۔ موسیٰ جب کوہ طور سے کتاب لے کر واپس آئے اور اس کتاب کو جب قوم کے سامنے پیش کیا تو قوم کہنے لگی۔ ہمیں یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ کتاب واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ واقعی آپ سے ہم کلام ہوا تھا۔ اس صورت حال سے موسیٰ سخت پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا کہ تم اپنے ساتھ ستر آدمیوں کو بھی طور پر لے آؤ چنانچہ موسیٰ نے قوم سے ستر آدمی منتخب کئے اور انہیں اپنے ہمراہ طور پر لے گئے کہ وہ خود اپنے کانوں سے کلام الٰہی سن لیں پھر جب انہوں نے کلام الٰہی سن لیا تو کہنے لگے موسیٰ پردے میں سننے کا ہمیں کچھ اعتبار نہیں اور ہم تو جب تک اللہ کو صاف صاف دیکھ نہ لیں تمہاری بات پر اعتبار نہیں کریں گے۔ اب یہ تو صاف ظاہر ہے کہ موسیٰ کی قوم کا یہ مطالبہ انتہائی جہالت پر مبنی تھا۔ موسیٰ جب خود اللہ کی تجلی کی تاب نہ لا سکے تھے حالانکہ وہ پیغمبر کلیم اللہ تھے۔ پھر بھی قرآن نے کہا ہے۔

ترجمہ: پس گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر

تو پھر یہ لوگ کس کھیت کی مولی تھے۔ ان کے اس مطالبہ پر ان پر بجلی گری اور آن کی آن میں انہیں بھسم کر ڈالا اب موسیٰ انتہائی پریشان ہو گئے اور پھر اس پریشانی کے عالم میں اپنے رب سے دعائیں کرنے لگے اور کہنے لگے! اے اللہ اگر تیری یہی مرضی تھی تو آج سے پہلے انہیں اور مجھے بھی ہلاک کر دیا ہوتا کیا آج تو نادان لوگوں کی بات پر ہمیں ہلاک کرتا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی دعا قبول فرماتے ان سب کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

پہلی آیت میں گناہوں مصیبتوں پریشانیوں اور شرمندگی وغیرہ کا تذکرہ کر کے پھر توبہ کا تذکرہ کر دیا کہ ہم نے اب سب کو معاف کر دیا۔ اب ان آیات میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ فلاں فلاں نعمتیں بھی ہم نے تمہیں عطا کی۔ اس آیت میں غمام سے مراد ایک سفید رنگ کا بادل تھا جو وادی تیہ میں ان کے سروں پر سایہ کیئے رہتا تھا جیسے نسائی میں بھی ایک حدیث موجود ہے۔

موسیٰ جب بنی اسرائیل کو لے کر کر وادی سینا میں پہنچے تو اس وقت یہ قوم لاکھوں کی تعداد میں تھی۔ موسیٰ نے ملک شام پر حملہ کرنے کے لئے کہا اور یہی وہ ملک تھا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو کہنے لگے! موسیٰ وہاں تو جابر قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اگر یہ حملہ اتنا ہی ضروری ہے تو تم اور تمہارا پروردگار دونوں جا کر ان سے جنگ کرو ہم تو یہاں ہی بیٹھتے ہیں۔ ان کا یہ جواب دراصل ان کی بزدلی کی وجہ سے تھا جو سالہا سال فرعون کی غلامی میں رہنے کی وجہ سے ان میں پیدا ہو چکی تھی۔ اس جواب پر اللہ تعالیٰ نے ملک شام کی فتح چالیس سال تک ان کے لئے موخر کر دی۔ تاکہ اس عرصے میں یہ بزدل نسل مر کھپ جائے اور آئندہ جو نسل اس بیابان اور آزادانہ فضا میں پیدا ہو۔ اس میں کچھ ہمت اور جرات پیدا ہو اور جہاد کے قابل بن جائیں اب سوال یہ تھا کہ اس بیابان میں نہ کوئی مکان تھے اور نہ ہی کوئی کھانے پینے کا سامان تھا اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں تھے اندریں صورت اللہ تعالیٰ نے اس طویل مدت کیلئے آسمان کو ابر آلود رکھا ورنہ یہ سارے لوگ دھوپ کی شدت سے تباہ و برباد ہو جاتے اور خوراک کا یہ انتظام فرمایا کہ کثیر تعداد میں من وسلویٰ نازل فرمایا۔ من ایک ایسی چیز جو دھنئے کے بیج جیسی تھی اور رات کو اوس کی شکل میں نازل ہوتی تھی اور سلویٰ بٹیر کی قسم کے پرندے تھے جنہیں یہ لوگ بھون کر اور کباب بنا کر کھاتے تھے۔ اور یہ غذائیں بغیر محنت انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثیر مقدار میں اس طویل عرصہ میں ملتی رہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قوم پر خاص انعام تھے۔ ورنہ جو مایوس کن جواب انہوں نے موسیٰ کو دیا تھا۔ اگر اللہ چاہتا تو اس کی پاداش میں انہیں ہلاک کر دیتا اور پھر اس جزیرہ میں اس طرح زندگی بسر کرنا بھی ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا تھا۔ اس جنگل میں سیدنا ہارون علیہ السلام کی وفات ہوئی پھر ایک سال بعد موسیٰ علیہ السلام کی بھی وفات ہو گئی۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کھمبی من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

اب یہاں اس آیت میں اس بات کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ جب تربیت کا عرصہ گزر گیا اور انہوں نے ایک بستی کو فتح کر لیا تو ہم نے انہیں ہدایت کی کہ اس شہر میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر منکسرانہ انداز سے داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کرنا یعنی بدنی اور قولی دونوں طرح کی عبادات بھی کرنا اور حطۃ کا ایک یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں پر تم فتح پاؤ ان میں قتل وغارت نہ شروع کرنا بلکہ انہیں معاف کر دینا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ کہتے ہوئے دروازے میں داخل ہوں لیکن انہوں نے الفاظ کو بدل دیا اور اپنی رانوں پر گھسٹتے ہوئے حطۃ کی بجائے حبۃ فی شعرۃ کہتے ہوئے جانے لگے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے ذات الحنظل نامی گھاٹی کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اس گھاٹی کی وہ مثال بھی بنی اسرائیل کے اس دروازے جیسی ہے جہاں انہیں سجدہ کرتے ہوئے حطۃ کہتے ہوئے معافی مانگنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے کہ ہم نے ظالموں پر ان کے فسق کی وجہ سے آسمانی عذاب نازل فرمایا۔ رجز سے مراد عذاب ہے کسی نے کہا ہے غضب ہے کسی نے طاعون کہا ہے۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے طاعون رجز ہے اور یہ عذاب ہے اور یہ عذاب تم سے اگلے لوگوں پر اتارا گیا تھا

بخاری ومسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ دکھ اور بیماری رجز ہے تم سے پہلے لوگ انہی سے عذاب دیئے گئے تھے۔

بقیہ توبہ استغفار

تجھ سے کیئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں۔ تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر تیری نعمتیں ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔'' (بخاری)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس میں اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔

سنن میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سواری لائی گئی تا کہ وہ سوار ہو جائیں۔ جب انہوں نے رکاب میں قدم رکھا تو کہا بسم اللہ جب پیٹھ پر بیٹھ گئے تو کہا

الحمدللہ سبحن الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون

پھر تین بار کہا۔ الحمدللہ پھر سبحان اللہ (تو پاک ہے) پھر تین بار کہا اللہ اکبر اور پھر کہا میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے لہٰذا مجھے بخش دے۔ بے شک گناہ تو ہی بخشتا ہے۔ پھر ہنس پڑے تو پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین! آپ کس چیز سے ہنسے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ ہنس پڑے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس چیز سے ہنسے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا

''بے شک تیرا رب اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے۔ جب بندہ کہتا ہے' اے میرے پروردگار مجھے بخش دے۔ تو رب کہتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہ کوئی نہیں بخشتا۔''

فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا ٥

''تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو۔ بے شک وہ بڑا قبول کرنے والا ہے۔''

اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ اپنے رب سے دعا مانگو کہ جو خدمت اس نے تمہارے سپرد کی تھی اس کو انجام دینے میں تم سے جو بھول چوک یا کوتاہی بھی ہوئی ہو اس سے درگزر فرمائے۔ یہ ہے وہ ادب جو اسلام میں بندے کو سکھایا گیا ہے۔ کسی انسان سے اللہ کے دین کی خواہ کیسی بڑی سے بڑی خدمت انجام پائی ہو' اس کی راہ میں خواہ کتنی ہی قربانیاں اس نے دی ہوں اور اسی کی عبادت و بندگی بجالانے میں خواہ کتنی جانفشانیاں اس نے کی ہوں' اس کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہیں آنا چاہئے کہ میرے اوپر میرے رب کا جو حق تھا وہ میں نے پورے کا پورا ادا کر دیا ہے' بلکہ اسے ہمیشہ یہی سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا وہ میں نہیں کر سکا اور اسے اللہ سے یہی دعا مانگنی چاہئے کہ اس کا حق ادا کرنے میں جو کوتاہی بھی مجھ سے ہوئی ہو اس سے درگزر فرما کر میری حقیری خدمت قبول فرمائے۔ یہ ادب جب رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا جن سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں سعی وجہد کرنے والا کسی انسان کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا' تو دوسرے کسی کا یہ مقام کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے عمل کو کوئی بڑا عمل سمجھے اور اس غرے میں مبتلا ہو کہ اللہ کا جو حق اس پر تھا وہ اس نے ادا کر دیا ہے۔ اللہ کا حق اس سے بہت بالا و برتر ہے کہ کوئی مخلوق اسے ادا کر سکے۔ (تفہیم القرآن تفسیر سورہ نصر)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے یہ سبق دیتا ہے کہ اپنی عبادت وریاضت اور کسی خدمت میں دین کو بڑی چیز نہ سمجھیں بلکہ اپنی جان راہ الہٰ میں کھپا دینے کے بعد بھی یہی سمجھتے رہیں کہ ''حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا'' اسی طرح جب کبھی انہیں کوئی فتح نصیب ہو' اسے اپنے کسی کمال کا نہیں بلکہ اللہ کے فضل ہی کا نتیجہ سمجھیں اور اس پر فخر و غرور میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے رب کے سامنے عاجزی کے ساتھ سر جھکا کر حمد وتسبیح اور توبہ واستغفار کریں۔

دہشت اگر ہماری ہے کفار پر جناب
ہمیں تو اس الزام پہ ہے ناز
اللہ شہادتوں کی سعادت ہمیں ملے
انجام اگر یہ ہو تو اس انجام پر ہے ناز

اخت طاہر عاشق' خانیوال

مومن کا شعار......توبہ واستغفار

فائزہ افضل

اللہ کی طرف رجوع کے لئے عام طور پر دو لفظ استعمال ہوتے ہیں ایک ''استغفار'' اور ایک ''توبہ''۔ اصل ان میں توبہ ہے اور ''استغفار'' اس توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ محض زبان سے استغفر اللہ پڑھ لینے سے ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہو جائے گا تو یہ نادانی ہے کیونکہ استغفر اللہ پڑھنا توبہ نہیں ہے' صرف ایک درخواست اور دعا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق رد یا قبول فرماتا ہے جبکہ توبہ کے معنی پلٹنا' رجوع کرنا وغیرہ یعنی بندے کا اس معصومیت کی طرف پلٹنا جس پر اس کے خالق بزرگ و برتر نے اسے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تین طرح کے نفسوں کا ذکر کیا ہے۔ (i) نفس امارہ۔ (ii) نفس لوامہ۔ (iii) نفس مطمئنہ

نفس امارہ انسان کو ہر برائی کی طرف ابھارتا ہے اور انسان گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ گناہ کرنے کے بعد اگر انسان کا نفس اس کو ملامت کرے تو اس شخص کے لئے خوشخبری ہے کہ اس کے اندر نفس لوامہ موجود ہے۔ نفس لوامہ کا معنی بہت ملامت کرنے والی جان ہوتا ہے۔ اس نفس کی بدولت انسان توبہ و استغفار کو اپناتا ہے اور نفس مطمئنہ کے درجات کو پہنچ جاتا ہے۔ جو اللہ کی قربت کی طرف ایک راستہ ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا ''اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (222:2)

اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے دل پر بھی (بعض دفعہ) پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے لیکن کسی وقت کثرت ہجوم یا عوارض بشری کے تحت دل پر غفلت کا پردہ بھی پڑ جاتا۔ یہ کیفیت اگرچہ لمحہ گزراں کی طرح ہوتی پھر بھی آپ جس مقام پر فائز تھے اتنی سی غفلت بھی آپ کو بہت بڑی محسوس ہوتی اور اسے اپنی کوتاہی گردان کر اللہ سے استغفار کرتے جبکہ ہم کثرت ذنوب ومعاصی کے باوجود اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس سے استغفار نہیں کرتے۔

توبہ کرنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں' ایک فکر آخرت یعنی اللہ سے ملاقات کا یقین' جس کی بنیاد پر انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ گویا آخرت پر یقین' توبہ کی طرف مائل کرتا ہے اور آخرت سے بے فکری انسان کو بے عمل بلکہ بدکردار بنا دیتی ہے۔ دوسری وجہ پریشانیاں اور مشکلات ہیں۔ سورہ شوریٰ میں فرمایا'' جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے' وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے اور وہ بہت سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔'' (30:25)

> **حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے قحط' دوسرے نے محتاجی اور تیسرے نے بے اولادی کا شکوہ کیا تو انہوں نے ہر ایک کو استغفار کا حکم دیا اس پر کسی نے اعتراض کیا تو جواباً انہوں نے سورہ نوح والی آیت استغفار تلاوت کردی**

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' بلا اور آزمائش صرف گناہ کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اور توبہ کے ذریعے سے اس کا ازالہ ہوتا ہے۔''

استغفار سے حاصل ہونے والے دنیوی فوائد:

سورہ نوح میں فرمایا''میں نے کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا' تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا۔ تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔'' (نوح 71: 12-10)

استغفار کے دنیا میں حاصل ہونے والے ایسے فوائد کا ذکر قرآن میں اور بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً سورہ مائدہ میں فرمایا'' اور اگر اہل کتاب تورات' انجیل اور جو کچھ ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا تھا' پر عمل پیرا رہتے تو ان کے اوپر سے بھی رزق برستا اور نیچے سے بھی نکلتا۔'' (66:55)

اور سورہ اعراف میں فرمایا'' اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔'' (96:7)

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کا دنیا میں بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے تنگدستی اور کئی دوسری پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حسن بصریؒ سے ایک شخص نے قحط کا شکوہ کیا' دوسرے نے محتاجی کا اور تیسرے نے اولاد نہ ہونے کا شکوہ کیا تو انہوں نے تینوں کو استغفار کا حکم دیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے شکوے تو الگ الگ ہیں لیکن آپ ہر ایک کو استغفار کا ہی حکم دے رہے ہیں؟ اس جواب میں آپ نے یہی آیات سورۃ نوح والی پڑھ کر اسے مطمئن کر دیا بلکہ بعض علماء تو کہتے ہیں کہ ہر مقصد کے حصول کے لئے اللہ کے حضور استغفار کرنا چاہیے۔ چنانچہ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کرنے کے لئے باہر نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا۔ کسی نے عرض کیا' امیر المومنین! آپ نے بارش کے لئے دعا تو کی ہی نہیں؟ تو فرمایا

''میں نے آسمان کے ان دروازوں کو کھٹکھٹا دیا ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے۔''

پھر آپ نے سورہ نوح کی یہی آیات لوگوں کو پڑھ کر

سنا دیں۔

استغفار کے اُخروی فوائد:

سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو! اللہ کے حضور خالص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دور

> **جو استغفار کو لازم کر لیتا ہے اللہ اس کے لئے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو۔ (ابوداؤد)**

کردے اور تمہیں اپنی جنتوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔" (66:8)

اس آیت میں توبہ نصوحا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ نصح کے معنی عربی زبان میں خلوص اور خیر خواہی کے ہیں۔ لغت کے اعتبار سے یا توبہ ہوگا کہ آدمی ایسی خالص توبہ کرے جس میں ریاء اور نفاق کا شائبہ تک نہ ہو۔ یا یہ کہ آدمی خود اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرے اور گناہ سے توبہ کر کے اپنے آپ کو بدانجامی سے بچالے یا یہ کہ گناہ سے اس کے دین میں جو شگاف پڑ گیا ہے توبہ کے ذریعہ سے اس کی اصلاح کر دے یا یہ کہ توبہ کر کے وہ اپنی زندگی کو اتنا سنوارے کہ دوسروں کے لئے نصیحت کا موجب ہو اور اس کی مثال کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس کی طرح اپنی اصلاح کر لیں اور سورہ نور میں فرمایا "اے مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔" (24:31)

اس آیت کے پہلے حصے میں پردے کے متعلق احکامات ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ توبہ کرو مطلب یہ کہ زمانہ جاہلیت میں اگر ان احکام کی جو خلاف ورزی ہوئی ہے وہ چونکہ اسلام سے قبل کی باتیں ہیں اس لئے تم سچے دل سے توبہ کرو اور ان احکام کے مطابق پردے کا صحیح اہتمام کرو تاکہ فلاح و کامیاب اور دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر سکو۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اب تک ہم نے جو پردے میں کوتاہیاں کی ہیں ان سے توبہ کر کے پردے کا صحیح اہتمام کریں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو استغفار کو لازم کر لیتا ہے۔ اللہ اس کے لئے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو۔" (ابوداؤد)

توبہ کی شرائط:

توبہ نام ہے اس ندامت کا جو عزم اور قصد (ارادہ) پیدا کرے اور یہ ندامت شریعت کے علم سے پیدا ہوتی ہے کہ گناہ انسان اور اللہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور ندامت دل کی اس تکلیف کا نام ہے جو اللہ کی دوری سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی علامت طویل غم اور رونا ہے مثلاً جس آدمی کو اپنے بیٹے یا کسی عزیز کی مصیبت کا حال معلوم ہوتا ہے تو وہ بہت دیر تک روتا ہے۔ غور کرنا چاہئے اپنی جان سے زیادہ کون عزیز ہے؟ اور آگ سے زیادہ سخت سزا اور کون سی ہے؟ اور گناہ سے زیادہ مصیبت آنے کا سبب اور کیا ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سچی خبر دینے والا اور کون ہے؟ اگر کسی آدمی کو طبیب خبر دے کہ اس کا بیٹا بیماری سے شفایاب نہ ہوگا تو وہ فوراً غم میں مبتلا ہو جائے گا' اگرچہ اس کا بیٹا اس کی اپنی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہے اور نہ طبیب اللہ اور رسول ﷺ سے زیادہ جاننے والا ہے اور نہ موت آگ سے زیادہ سخت ہے اور نہ بیماری اتنی موت پہ دلالت کرتی ہے جتنی کہ گناہ خدا کی ناراضگی اور آگ کے داخل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ (منہاج القاصدین)

توبہ کرنے والے کو چاہئے کہ جو برائیاں کی ہیں ان کے بدلے میں نیکیاں کرے کہ وہ برائیوں کا کفارہ بنیں اور ان کو مٹا دیں۔ کفارہ بننے والی نیکیاں دل' زبان اور اعضاء سے ہوتی ہیں جیسا کہ برائیاں بھی انہیں اعضاء سے ہوتی ہیں۔ دل کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا اور اس کے حضور پست ہونا ہے۔ زبان کی نیکیاں گناہ کا اقرار کرنا اور پھر استغفار کرنا ہے۔ حدیث میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جو آدمی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے۔"

بدنی نیکیوں کی صورت' عبادات اور طاعات بجالانا اور صدقات دینا یا درہے کہ صرف ایک بار ہی نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنا اہل ایمان کی صفت ہے۔

> **سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کے لئے باہر نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا" کسی نے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ نے بارش کے لئے دعا تو کی نہیں؟ تو فرمایا میں نے آسمان کے ان دروازوں کو کھٹکھٹا دیا ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے**

علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔ اگر گناہ کا تعلق اللہ سے ہے' کسی آدمی کے حق کا اس سے تعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اس گناہ کو چھوڑ دے' جس سے وہ توبہ کر رہا ہے...... دوسری یہ کہ اس پر ندامت کا اظہار کرے...... تیسری یہ کہ وہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔ اگر تین شرطوں میں سے ایک شرط بھی پوری نہ ہوگی' تو توبہ صحیح نہیں ہوگی اور اگر اس گناہ کا تعلق دوسرے آدمیوں سے ہے تو اس کے لئے چار شرطیں ہیں۔ تین وہی جو ابھی مذکور ہوئیں اور چوتھی ہے کہ وہ صاحب حق کا حق ادا کرے۔ اگر کسی کا مال یا اسی قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے لی ہو تو اسے واپس کرے' کسی پہ تہمت وغیرہ لگائی ہو تو اس کی حد اپنے نفس پر لگوائے یا اس سے معافی طلب کر کے اس کو راضی کرے اگر کسی ایک یا چند ایک گناہوں سے توبہ کرے گا تو اہل سنت کے نزدیک توبہ تو صحیح ہے لیکن یہ توبہ صرف اسی گناہ سے ہوگی' دوسرے گناہ اس کے ذمے باقی رہیں گے' جب تک کہ ان سے بھی بشرائط مذکورہ توبہ نہیں کرے گا۔

استغفار کے لئے چند دعائیں:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

لا الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظلمین ○

"تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو پاک ہے بے شک میں ظالم ہوں۔"

رکوع اور سجدے کی دعا

سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی

"تو پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے رب اور تیری حمد ہے اے اللہ مجھے بخش دے۔" (بخاری)

سجدے کی دعا:

اللهم اغفرلی ذنبی کله' دقه وجله واوله واخره وعلانیته وسره○

اے اللہ!" میرے سارے گناہ بخش دے' چھوٹے کیا بڑے کیا اگلے کیا' پچھلے کیا' کھلے کیا چھپے کیا' تھوڑے کیا زیادہ کیا۔"

صبح وشام کی دعا:

اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عهدك ووعدك مااستطعت اعوذبك من شرما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لایغفرالذنوب الاانت

اے اللہ!" تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ میں اپنی طاقت کے مطابق

باقی صفحہ نمبر 6 پر

مسجد کی پکار

عاتکہ بشیر ملک، شاہدہ لاہور

رمضان گزرتے ہی مسجد نے زبانِ دل سے پکارا" کیا مجھے صرف رمضان کی عبادات کے لئے ہی بنایا گیا؟ کیا میں صرف رمضان کے لئے بنی ہوں......؟"

مسجد کی لغوی معنی ہیں سجدہ کرنے کی جگہ۔ مسجد اس جگہ کو کہا جاتا ہے جسے نماز ادا کرنے کے لئے مخصوص کردیا گیا ہو اور جہاں باجماعت نماز ادا کی جاتی ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے۔"

جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہر پاک وصاف جگہ پر سجدہ کرسکتا ہے۔ رمضان کا بابرکت مہینہ اپنی تمام تر رحمتوں و برکتوں کے ساتھ رخصت ہوگیا۔ ہر مسلمان خواہ وہ کسی مکتبہ فکر یا فرقے سے تعلق رکھتا ہو اس مہینہ میں عبادات کی ادائیگی کے لئے آتا ہے۔ خاص طور پر جمعۃ المبارک کے دن مساجد میں اس قدر لوگ آتے ہیں کہ جگہ کم پڑجاتی ہے اور مسجد کی زبان سے یہ پکار بے ساختہ نکلتی ہے کہ

"کیا میں صرف رمضان کے لئے بنی ہوں؟"

آخر کیا وجہ ہے کہ عام دنوں میں تو مساجد میں نمازیوں کی ایک یا دو سے زیادہ صفیں نہیں ہوتیں۔ فجر اور عشاء کی نماز میں ایک صف بھی نہیں ہوتی۔ ادھر رمضان میں مساجد میں جگہ کم پڑنے لگتی ہے۔ اگرچہ احادیث اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور عبادات کی فضیلت اور ثواب بھی ستر درجے زیادہ ہے۔ مگر پھر بھی آخر انسان مؤذن کی اس پکار کو۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ

"نماز کی طرف آؤ۔"

حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

"فلاں کی طرف آؤ۔"

کو کیوں نظر انداز کردیتا ہے؟ اور دنیاوی مصروفیات میں ہی گم رہتا ہے جبکہ فلاح صرف نماز ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ دنیا جس کی حقیقت آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، اسی کی رنگینیوں کے پیچھے کیوں پڑے رہتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

"دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں اسی طرح ہے جس طرح سمندر کے مقابلے میں پانی کا ایک قطرہ۔"

اگرچہ رمضان میں شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ بھی ہے کہ

"شیطان جب نماز کے لئے اذان سنتا ہے تو مقام روحاء تک دور چلا جاتا ہے۔ سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے (جو حدیث کے راوی ہیں) مقام روحاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مدینہ سے چھتیس میل دور ہے۔" (مسلم)

مسجد تک چل کر آنے کی فضیلت میں "سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کے اردگرد کچھ خالی زمین پڑی تھی۔ بنوسلمہ (جو مدینہ میں ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دور تھے انہوں) نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہوجائیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا۔

"مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! بے شک ہم یہی چاہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بنوسلیم وہیں رہو! تمہارے (مسجد تک آنے کے) سب قدم لکھے جاتے ہیں' وہیں رہو! تمہارے (مسجد تک آنے کے) سب قدم لکھے جاتے ہیں۔" (مسلم)

مسجد نبوی سے زیادہ فاصلے پہ رہنے والے قبیلہ بنو سلیم نے مسجد نبوی کے نزدیک آکر بسنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو سلیم تم وہیں رہو، تمہارے مسجد تک آنے کے سب قدم لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا

"جو شخص نماز کے لئے کامل وضو کرتا ہے پھر فرض نماز کے لئے چل کر جاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا یا آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یا فرمایا نماز مسجد میں ادا کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔" (مسلم)

سب سے پہلی صف میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف کا ثواب معلوم ہوجاتا تو انہیں اذان اور پہلی صف قرعہ اندازی کے بغیر حاصل نہ ہوتی تو وہ ضرور قرعہ اندازی کرتے۔" (بخاری)

باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

رمضان کے بعد مساجد خالی ہوتی دیکھ کر مساجد زبانِ حال سے پکار کر کہتی ہیں کیا ہم رمضان میں عبادات کے لئے ہی بنائی گئی ہیں جبکہ جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑنا بھی کفر و شرک ہے

"اگر لوگوں کو ظہر کی نماز کے لئے دوپہر کی گرمی میں چل کر مسجد جانے کی فضیلت معلوم ہوجاتی تو وہ ظہر کی نماز کے لئے دوڑتے ہوئے جاتے اور اگر انہیں عشاء اور فجر کی نمازوں کی فضیلت معلوم ہوجاتی تو وہ ان نمازوں کے لئے مسجد جاتے چاہے انہیں (کسی بیماری کی وجہ سے) گھسٹ کر ہی جانا پڑتا۔" (بخاری)

نماز عصر کی فضیلت کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

"جس نے عصر کی نماز چھوڑی گویا اس کا گھر بار سب لٹ گیا۔" (بخاری)

ایک ارشاد ربانی کا مفہوم ہے۔

"اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی اور (اللہ پر ایسا توکل کیا کہ) سوائے اللہ کے کسی اور سے نہ ڈرے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔" (سورۃ توبہ ۱۸)

باقی صفحہ نمبر 31 پر

تعزیہ کی تاریخی اور شرعی حیثیت

بنت غلام رسول

تعزیہ کے لغوی معنی کسی مصیبت زدہ کو صبر کی تلقین کرنا اور تسکین دینے کے ہیں کیونکہ کسی کی موت اس کے ورثاء کے لئے سخت رنج وغم کا باعث ہوتی ہے۔ لہٰذا تلقین صبر کو بھی تعزیت کہتے ہیں بلکہ اکثر اسی موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جبکہ شریعت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی وفات پر صرف تعزیت کرنا جس میں رونے، چیخنے، چلانے، کپڑے پھاڑنے اور گریبان چاک کرنے کی ضرورت نہیں اور بال نوچنا، رخساروں پر مارنا اور اس کے لئے کوئی تعزیتی اجتماع و اہتمام ناجائز اور حرام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۳۴۱ھ میں ایک قوم تناسخ کی قائل تھی۔ ان میں ایک نوجوان شخص نے دعویٰ کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روح مبارک اس کے اندر حلول کر آئی ہے اور اس کی بیوی نے کہا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح اس کے اندر حلول کر آئی ہے اور کسی جماعت کے ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ میں بذات خود جبرائیل ہوں۔ جب یہ خبر خلیفہ وقت تک پہنچی تو تینوں کو تعزیر و تشہیر کا حکم دیا۔ تب اس قوم نے مکر سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو اہل بیت سے منسوب کردیا تاکہ اس سزا سے بچ جائیں۔ معزالدولہ شیعی نے بہت سفارش کی اور تینوں کو بری کرا کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا۔ اسی شرارت کے باعث معزالدولہ کی نسبت امام سیوطی فرماتے ہیں کہ

هذا من افعاله الملعونة

''یعنی یہ اس کے لعنتی کاموں میں سے ہے۔''

اسی کتاب کے صفحہ ۴۷۸ پر علامہ فرماتے ہیں کہ ۳۵۴ھ میں معزالدولہ نے لوگوں پر لازم کردیا کہ عاشورہ کے دن تمام دکانیں، بازار اور دفتر وغیرہ بند کردیئے جائیں۔ خرید وفروخت بالکل نہ کریں۔ نانبائی اور باورچی، سالن روٹی وغیرہ بالکل نہ پکائیں۔ معزالدولہ نے لکڑیوں پر ٹاٹ ڈلوا کر انہیں بازاروں میں نصب کردیا۔ عورتیں اپنے بال کھولے منہ پر طمانچے مارتی اور مرثیہ پڑھتی ہوئی بازاروں اور گلیوں میں گشت کرتیں۔

یہ پہلا دن تھا کہ بغداد میں یہ رسم ادا کی گئی اور یہ بدعت آج تک جاری ہے بلکہ آج تک عروج پر ہے۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ تعزیہ معزالدولہ شیعی کے حکم سے بنا اسی کے حکم سے ماتم وگریہ و تعزیہ داری ایجاد ہوئی۔ بعدازاں اس کے لڑکے بختیار نے اپنے باپ کی گدی سنبھالی اور مذہب شیعہ امامیہ کی تاریخ میں نہایت ہی اہم کردار ادا کیا۔ بختیار کا لقب معزالدولہ تھا اور وہ اپنے لقب سے ہی مشہور ہوا۔

سید امیر علی سپرٹ آف اسلام میں لکھتے ہیں کہ معزالدولہ نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں یوم عاشورہ کو ماتم کا دن مقرر کیا۔ (بمطابق سپرٹ آف اسلام، ص ۴۶۱)

علامہ ابن خلدون کے مطابق معزالدولہ وہ شخص ہے جس نے اول بغداد میں بزور حکومت عشرہ یعنی تعزیہ کی رسم دھوم دھام سے منائی اور تبرئ وغیرہ کا اضافہ کیا۔ (بحوالہ تاریخ ابن خلدون، ج ۳ صفحہ ۴۲۵)

البتہ تعزیہ کی ایجاد کی تاریخ میں تھوڑا بہت فرق ہے۔ مثلاً علامہ سیوطی کے مطابق ۳۵۴ھ میں اس کا آغاز ہوا جبکہ کامل ابن اثیر جلد دوم میں ہے کہ معزالدولہ نے یوم عاشورہ منانے کا حکم محرم ۳۵۰ھ کو دیا لیکن یہ بات مسلم ہے کہ تعزیہ کا موجد معزالدولہ ہی ہے۔

اسی طرح مولوی اعجاز حسین شیعی بھی اپنی کتاب تلخیص، مرقع کربلا ص ۸۷، ۹۷ میں بحوالہ تاریخ الخلفاء تسلیم کرتے ہیں کہ معزالدولہ پہلا بادشاہ مذہب امامیہ پر تھا جس نے یوم عاشورہ کو بازار بند کئے اور نانبائیوں کو کھانے پکانے کی ممانعت کردی۔ عورتیں سر کھولے نکلیں اور ماتم حسین کیا۔ ۱۸ ذوالحجہ کو عید غدیر کی وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ اس بدعت کا موجد معزالدولہ تھا۔ معزالدولہ کے بیٹے اور جعفر بن فلاح کو بھی اس بدعت کا موجد کہنا بے جا نہ ہوگا۔ بالخصوص معزالدولہ کے بیٹے نے مذہب شیعہ امامیہ کی ترویج کی۔ ہدیہ مجیدیہ تحفہ اثناعشریہ کے ترجمہ میں ہے۔

کہ مختار بن عبید شیعی نے بنام تابوت سکینہ جناب امیر کی کرسی کی پرستش شروع کردی حالانکہ یہ کرسی جناب امیر کی نہ تھی بلکہ طفیل بن جعدہ کسی روغن فروش کی دکان سے اٹھالایا تھا۔ (ہدیہ مجیدیہ ص ۴۲)

علامہ عبدالکریم شہرستانی الملل والنحل کے ص ۸۴ پر اس کرسی کی بابت تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ایک پرانی کرسی تھی جس پر مختار نے ریشمی غلاف چڑھا کر خوب آراستہ پیراستہ کیا اور ظاہر کیا کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے توشہ خانہ سے ملی ہے۔ جب کسی دشمن سے جنگ کرتا تو اسے صف اول میں رکھ کر کہتا کہ بڑھو اور قتل کرو۔ فتح ونصرت تمہارے شامل حال ہے۔ یہ تابوت سکینہ تمہارے درمیان بنی اسرائیل کے تابوت کی طرح ہے اور اس میں فرشتے مدد کے لئے نازل ہوتے ہیں۔ (الملل والنحل ص ۸۴)

ہندوستان میں تعزیہ کا آغاز:

ہندوستان میں تعزیہ داری کی ایجاد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تیمور کے عہد حکومت میں بادشاہ وزراء اور بیگمات شیعہ تھے اور ہندوستان میں سلطنت و جنگ کے باعث ہر سال کربلائے معلیٰ نہیں جاسکتے تھے۔ یہ شکایت بادشاہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو تیمور نے مزار حسین رضی اللہ عنہ کی نقل حاصل کی اور اس کو تعزیہ کی صورت میں تیار کروایا کہ ہندوستان کے شیعہ یہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کی روضہ کی زیارت کرکے ثواب حاصل کریں۔ چنانچہ یہی ہوا اور کربلا کی بجائے نقل کی زیارت ہونے لگی جس نے بہت جلد یہ صورت اختیار کرلی جو آج مروج ہے۔ مولوی خیرات احمد وکیل شیعہ اپنی کتاب ''نور ایمان'' میں اعمال محرم کے عنوان سے (ص ۳۳۴ سے ۳۸۲ تک) مفصل بحث کرتے ہوئے تعزیہ کی غرض وغایت بھی لکھتے

مختار بن عبید شیعی نے بنام تابوت سکینہ جناب امیرؓ کی کرسی کی پرستش شروع کردی حالانکہ یہ کرسی جناب امیرؓ کی نہ تھی بلکہ طفیل بن جعدہ کسی روغن فروش کی دکان سے اٹھالایا تھا۔ (ہدیہ مجیدیہ تحفہ اثناعشریہ صفحہ نمبر 42)

ہیں۔تحریر فرماتے ہیں کہ "تعزیہ نقل روضہ حسین رضی اللہ عنہ ہے۔اس کی غرض یہ ہے کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کا بدنما داغ مٹ جائے۔" مولوی صاحب کی یہ بات بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔

دسہرہ (رام لیلا) اور تعزیہ میں مماثلت:

رام لیلا ہندوؤں کا ایک تہوار ہے اگر دیکھا جائے تو رام لیلا اور تعزیہ میں بہت حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔مثلاً دسہرہ (رام لیلا) میں دس دن ہیں تو تعزیہ کرنے والوں کے ہاں بھی دس یوم ہیں۔دونوں کے ہاں ایک جنگ کا ذکر ہے۔ہندو رام رام کہہ کر پکارتے ہیں جبکہ اہل تشیع یا حسین یا حسین کہہ کر پکارتے ہیں۔پس یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تعزیہ دسہرہ کی نقل ہے۔

یہ تعزیہ کی مختصری تاریخی کہانی ہے جسے مختار و معز الدولہ نے ایجاد کیا اور ترقی دی۔پھر اہل تشیع نے اس پر مذہبی رنگ چڑھایا۔اب عشرہ محرم میں شیعوں کے گھر بس اسی کا جلوہ ہے۔

تعزیہ کے غیر شرعی پہلو:

اب ہم دس محرم کے تعزیہ کے غیر شرعی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔تعزیہ میں لوگ تعزیہ کے پاس باادب کھڑے ہوجاتے

لی وصیت کے خلاف بھی ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے پہلے اپنے خیمہ میں تشریف لاکر تمام اہل بیت کو مخاطب کرکے فرمایا اور وصیت کی کہ "میں جب دشمن کے ہاتھوں مارا جاؤں تو تم میرے ماتم میں گریبان چاک نہ کرنا' نہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارنا' نہ اپنے منہ کو زخمی کرنا۔"

تعزیہ کے بانی کے قائل ہی ہیں۔یہ آپ کے عرصہ دراز کے بعد ایجاد ہوا اور پھر اس کو دین میں شامل کرلیا گیا۔تعجب ہے کہ یہ خود ہی تعزیہ بناتے ہیں' پھر خود ہی اس سے حاجت روائی کرتے ہیں۔اس کے سامنے سجدہ وطواف کرتے ہیں۔دعائیں مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ

قال اتعبدون ماتنحتون ٥والله خلقكم وما تعملون٥(صافات ٣)

"تم اس چیز کو پوجتے ہو جس کو خود تراشتے ہو حالانکہ اللہ نے تم کو اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔"

عبادت کا حق دار پیدا کرنے والا ہے نہ کہ تعزیہ بنا کر اس کی عبادت شروع کردی جائے۔انصاف کیجئے کہ اگر کفار پتھروں کی مورتیاں تراش کر پوجیں تو وہ مشرک کہلائیں گے اور اگر مسلمان کاغذ

بزرگ و برتر ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

وما يؤمن اكثرهم بالله الاوهم مشركون.

(یوسف-106)

یعنی اکثر لوگ ایمان لانے کے بعد شرک کے کام کرتے ہیں۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو فضول اور لغو کام کرکے اسے اچھا تصور کرتے ہیں۔جیسے تعزیہ بنانے والے تعزیہ کو بہت متبرک اور اچھا سمجھتے ہیں حالانکہ تعزیہ سراسر شرک ہے۔تعزیہ کے مشرکانہ فعل ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ تعزیہ دسہرہ (رام لیلا) کی نقل ہے بقول حالی

کرتے ہیں ہر سال ہندو نقل رام
ترک کرتے ہیں تماشائے امام
ان کی دسویں تو ہے نقل فتح رام
ان کی دسویں نقشہ قتل امام

تعزیہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔اہل تشیع تعزیہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربت حاصل کریں گے۔امام حسین رضی اللہ عنہ ہم سے خوش ہوکر اللہ سے ہمارے لئے جنت کی سفارش کریں گے لیکن یہ ان کی خوش فہمی ہے۔کہتے ہیں کہ ہم محب حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔یہ محب حسین رضی اللہ عنہ اس وقت ہوتے جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی روش پر چلتے۔ان کی طرح قرآن وحدیث کے مطابق عقیدہ اپناتے اور پھر راہ خدا میں شہید ہوتے' نہ کہ ناشائستہ حرکات کرتے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا تعزیہ بناتے۔

تعزیہ نقل روضہ حسین ہے اس کی غرض یہ ہے کہ قتل حسینؓ کا بدنما داغ مٹ جائے
مولوی خیرات احمد وکیل شیعہ کی کتاب "نور ایمان" ص 334 تا 382 اعمال محرم کے عنوان سے بحث قابل مطالعہ ہے

ہیں۔سلام وسجود کرتے ہیں۔جناب حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سبیلیں لگاتے ہیں۔نذر و نیاز ادا کرتے ہیں۔مرثیہ اور نوحہ کرتے ہیں۔خنجر زنی' سینہ کوبی کے علاوہ روپیہ' پیسہ' مٹھائیاں اور کھانے' کونڈوں میں بھر بھر کر چڑھاتے ہیں۔یہ سب مشرکانہ کام ہیں۔بقول حالی

تعزیہ سازی سراسر شرک ہے۔شرک سے بھی بڑھ کے اس میں جرم ہے۔یعنی اول شرک پھر جو امام کے دوستوں کی ہے۔غور وعبرت کا مقام ہے جبکہ نوحہ کی بھی اسلام میں ممانعت ہے۔

نوحہ کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

اثنتان في الناس هما بهم كفر: الطعن في النسب النا حية على الميت (مسلم)

"دو باتیں مسلمانوں میں کفر کی ہیں' نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔"

اور ایسی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے ماتم اور نوحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور اس حرمت پر تمام امت کا اتفاق ہے۔بہر حال نوحہ و ماتم کرنا شرعاً وعقلاً معیوب ہے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

اور پتلیوں کا ڈھانچہ بنا کر عبادت کریں تو پکے مسلمان ہیں۔

مولانا حالی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

ان اشعار کا لب لباب یہ ہے کہ شیعہ اور جاہل سنی اس تعزیہ کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جو درجہ شرک کو پہنچ جاتا ہے۔خدائے

یاد رکھیں

طبلے کی تھاپ پر...... باجے کی آواز پر...... سارنگی کی کیں کیں پر...... گھنگھرو کی جھنکار پر...... گانوں کی آواز پر جھومنے والی ماؤں کے بطن سے...... طارق بن زیاد' محمد بن قاسم' خالد بن ولید' صلاح الدین ایوبی' محمود غزنوی...... پیدا نہیں ہوتے بلکہ...... ان کے بطن سے بدکردار لوگ پیدا ہوتے ہیں۔

(موت کے منظر سے مراسلہ: بنت عبدالرؤف انجم فروکہ)

حدیث نبوی ﷺ

بہت سے لوگ دو نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ایک صحت' دوسری فراغت۔(صحیح بخاری)

لشکروں کے ٹکرانے' اذان اور اقامت کے درمیان اور بارش کے نزول کے وقت دعا قبول کی جاتی ہے۔(صحیح جامعہ)

لذتوں کو توڑنے والی "موت" کو کثرت سے یاد کرو۔

لوگوں کی دو چیزیں کفر پر مبنی ہیں۔نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔

(سلمیٰ عندلیب' وہاڑی)

نکاح (سنت نبوی ﷺ) اور برادری ازم

اقصیٰ عبدالرشید: شاھدرہ لاہور

نکاح سنت نبوی ﷺ ہے جس کا بنیادی مقصد نسل انسانی کی بقا ہے نکاح بے حیائی و بدکرداری سے بچاتا ہے اور دو خاندانوں کو جوڑنے کا سبب بنتا ہے۔ اسلام نکاح کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ کچھ

کافروں کے قوانین کو مداری کے بچے جمورے کی طرح ماننے والے کیا اللہ کے نبی کا فرمان نہیں جانتے کہ اللہ کے ہاں عربی کو عجمی پر گورے کو کالے پر کوئی فوقیت نہیں ہاں کوئی قابل عزت ہے تو وہ متقی و پرہیز گار ہے

شرائط بھی عائد کرتا ہے' پہلا مرحلہ نکاح کیلئے جوڑے کا انتخاب ہے جس کا اسلام نے معیاری پیمانہ مقرر کر دیا ہے۔ کہ تم میں سے عزت کے قابل وہ ہے جو تقوی میں سب سے بڑھ کر ہے جبکہ آج ہمارے نزدیک عزت والا وہ ہے جس کے پاس ڈھیروں بینک بیلنس ہے' معاشرے میں عزت ہے اور اونچی ذات والا ہے اور اگر وہ متقی اور پرہیز گار نہیں تو کیا؟

شادی کرنے کے لئے ہمارے اپنے بنائے ہوئے معیار ہیں۔ شادی لڑکی کی ہو یا لڑکے کی' دونوں کے والدین پر دنیا داری غالب ہے۔ پہلا معیار ذات پات کا ہے اپنی ذات کا (رشتہ) تلاش کرنے کے لئے مہینوں بلکہ سالوں خوار ہوا جاتا ہے۔ لڑکی کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکا خوبصورت' اعلیٰ تعلیم یافتہ' سرکاری افسر ہو۔ خوبصورت گھر اور اپنی گاڑی ہو کنبہ مختصر اور ساس نند بھی نہ ہی ہو تو اچھا ہے' لڑکے والے چاہتے ہیں لڑکی چاند کا ٹکڑا ہو ذات بھی اپنی ہو۔ لاکھوں کا جہیز بھی لائے۔ لڑکے کو گاڑی ملے ماں اور بہنوں کو سونے کے کنگن ملیں تو ہمارے وارے نیارے ہو جائیں۔ یہ ہے ہمارا بنایا ہوا معیار جو نبی ﷺ کے معیار سے کھلی بغاوت کرتا ہے۔ اس معیار پر ہزاروں بیٹیاں والدین کی دہلیز پر بیٹھی ہیں جو نہ اونچی ذات سے تعلق رکھتی ہیں اور نہ لاکھوں کا جہیز لا سکتی ہیں۔ بوڑھے والدین بیٹی کی پیدائش سے لے کر جوانی تک جہیز جیسی لعنت کو جمع کرتے ہیں مگر تب تک ان کا جمع کیا ہوا جہیز آؤٹ آف فیشن بن چکا ہوتا ہے جو آنے والوں کے معیار کو پورا نہیں کر پاتا اور بیٹی والدین کی دہلیز پر بیٹھی رہ جاتی ہے۔ آج ہمارے مسلم معاشرے میں ذات' برادری' جہیز جیسی رسومات کا ناسور اس حد تک بگڑ چکا ہے کہ مسلم معاشرے کی کوئی خوبی ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتی مسلمان کہلانے والوں کا اپنے اللہ سے ایمان اٹھ چکا ہے۔ سنت نبوی ﷺ کو پس پشت ڈال دینے سے شادی جیسا مقدس فریضہ بوجھ بن چکا ہے۔ عہد نبوت میں شادی بہت آسان تصور کی جاتی تھی نہ لمبی چوڑی بارات کی ضرورت ہوتی تھی نہ لاکھوں کا جہیز ہوتا نہ ذات برادری پرکھی جاتی تھی۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کو معیار بنا کر چند گواہوں کی موجودگی میں سادگی سے نکاح ہوتا اور ولیمے کی تقریب ہوتی کوئی اپنی حیثیت کے مطابق ایک بکری ہی ذبح کر لیتا اور یوں اخراجات کے بغیر شادی انجام پا جاتی والدین بیٹیوں کو جہیز کی بجائے دینی تعلیمات' شرم وحیا' صبر واستقامت عجز وانکساری کا درس دے کر رخصت کرتے تھے۔ آج کے والدین نے جہیز کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ لاکھوں کے جہیز کی بدولت ہماری بیٹی سسرال والوں پر راج کرے گی مگر ہوتا کیا ہے سسرال والے لالچ میں آ کر بہو کو ہر وقت ماں باپ سے مانگنے پر لگا دیتے ہیں' انکار کرنے پر بیٹی والدین کی دہلیز پر آ بیٹھتی ہے۔ والدین

اونچے خاندان' سید' اونچی برادری کے پندار والے فخر وغرور اپنانے والے ذات برادری کی خونی کالی دیوی کے پجاری ہیں۔ اسلام کی روشنی کے باوجود ان کی اونچی حویلیوں میں اندھیروں کا راج ہے۔ اپنے حرم آباد رکھنے کے لئے یہ آزاد ہیں اور خود ان کی اپنی بیٹیاں شادی کے بغیر بوڑھی ہو رہی ہیں

روتے دھوتے ہیں تقدیر سے شکوہ کرتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ اپنی تباہی کے ذمہ دار ہم خود ہی ہیں۔ جس شادی میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہو کیا وہ شادی خیر و برکت والی ہو سکتی ہے۔ سادگی کو چھوڑ کر نمود ونمائش اپنائی ہو جو شادی ذات پات اور جہیز کے معیار پر انجام پائی ہو وہ کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے؟ دنیا کے بنائے ہوئے کھوکھلے معیار جو ہمارے نافرمان ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ جنہیں پورا کرتے ہوئے ہم اللہ کی رضا حاصل کرنے سے بھی محروم رہتے ہیں اور نبی ﷺ کی اطاعت کرنے سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ اس دور کے مشرکین اپنی ذات اور خاندانی برتری کے غرور میں رہتے تھے۔ انہیں اپنے اونچے خاندان کا بہت زعم تھا وہی غرور اور برتری کا احساس مسلم معاشرے میں اونچے طبقے کے اندر موجود ہے۔ اونچی ذات کے رئیس جاگیردار اور سید زادے ذات برادری کی خونی دیوی کے پجاری ہیں۔ اپنے اونچے شملے کی خاطر خون کی ندیاں بہا دیتے ہیں مگر اپنی ذات کے غرور میں کمی نہیں آنے دیتے۔ ان کی اونچی عالیشان حویلیوں کے اندر اسلام کی روشنی کے باوجود اندھیروں کا راج ہے۔ ان کی بیٹیاں شادی کے انتظار میں بوڑھی ہو جاتی ہیں مگر کوئی اونچی ذات والا انہیں بیاہنے نہیں آتا۔ یہ جاگیردار اور سید زادے اونچی ذات کے زعم میں جس کی بہو بیٹی پسند آ جائے اس سے اپنے حرم آباد رکھتے ہیں مگر اپنی بیٹیوں کی اونچی آواز سن کر ان کی غیرت جوش میں آ جاتی ہے۔ اپنی بیٹیوں کو ڈھیروں جہیز سجا کر دلہن بنا کر انہیں (تارک) کر دیتے ہیں اللہ جانے وہ (تارک الدنیا) ہوتی یا (تارک الحسرت) کہ (جن کی قسمت میں اصلی سید زادہ نہیں ہوتا جو انہیں بیاہنے آئے' کبھی اپنی بیٹیوں کے اپنے خاندان کے شیر خوار بچوں سے نکاح کر دیئے جاتے ہیں کہ انہیں یہ دھوکہ دیا جاتا ہے کہ وہ نکاح میں ہیں اور نکاح بھی کیا ہوتا ہے اک انتظار لاحاصل جو کبھی ختم نہیں

ہوتا۔ ان کی جوانی کے انتظار میں خود بوڑھی ہو جاتی ہیں اور وہ کم عمر شوہر جوان ہو کر اپنی مرضی کی دلہن بیاہ لاتے ہیں) اور وہ بیٹیاں جو اک عمر انتظار میں گزارتی ہیں بالآخر مرگی کا شکار ہو کر (شیزوفرینیا) کی مریض بن جاتی ہیں جنہیں عزت اور غیرت کی خاطر اپنے ہی باپ' بھائی اونچی حویلی میں دفن کر دیتے ہیں۔ کبھی ان حوا کی بیٹیوں کو مقدس کتاب (قرآن مجید) سے بیاہ دیتے ہیں اور ساری عمر کے لئے سفید لباس پہنا دیا جاتا ہے اور وہ کلیسا کی راہبہ کی مانند تمام عمر بھٹکی ہوئی روح کی طرح اونچی دیواروں سے سر ٹکراتی رہتی ہیں' احساس برتری کے مارے ہوئے یہ ظالم لوگ اپنے خون میں ملاوٹ نہیں کر سکتے۔ ذات پات کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں کیا یہ سید زادے نبی ﷺ کے خاندان سے بھی افضل ہیں وہ نبی ﷺ جن کا فرمان ہے کہ اللہ کے نزدیک نہ عربی کو عجمی پر فوقیت ہے اور نہ عجمی کو عربی پر اور نہ کالے کو گورے پر فوقیت ہے اور نہ گورے کو کالے پر' اگر اللہ کے ہاں کوئی قابل عزت ہے تو وہ متقی اور پرہیز گار ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ذات پات کے بت کو توڑ کر بڑا خوبصورت معیار بنا دیا تا کہ کوئی مسلم نکاح جیسی سنت سے محروم نہ رہ جائے خود اللہ کے نبی کے نکاح میں گیارہ عورتیں آئیں کیا وہ سب کی سب قریش سے تھیں؟ صحابہ کرام کی شادیاں ہوئیں کیا ان کی بیویاں ان کے خاندان سے تھیں؟ جب مسلمانوں نے انتہائی کڑے وقت میں ہجرت کی تو اللہ کے نبی نے مہاجرین کی مدد کیلئے انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تو انصار نے اپنی جائیداد میں انہیں برابر کا حصہ دیا اگر کسی کے پاس بکریاں تھیں تو اس نے آدھی بکریاں اپنے مہاجر بھائی کو دے دیں اگر کسی کی دو بیویاں تھیں تو اس نے ایک بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیا تا کہ اپنے مہاجر بھائی کی شادی کر دے۔ وہ مہاجرین اور انصار جو کئی رنگوں اور کئی ذاتوں سے تعلق رکھتے تھے نبی ﷺ کے فرمان کے بعد نہ انہوں نے اپنی ذاتوں کو اہم جانا نہ اپنی دولت و جائیداد کو اہم جانا اگر اہم جانا تو نبی ﷺ کے فرمان کو اہم جانا اور ذات پات اور دولت مندی کے بت کو پاش پاش کر دیا آج اسلامی معاشرے میں اسلام لانے والے تو بہت ہیں مگر مسلمان کوئی نہیں۔ ان نام نہاد مسلمانوں نے نام تو مسلمانوں والے رکھ لئے ہیں مگر کام سارے یہود و نصاریٰ جیسے ہیں۔ اللہ کے نبی نے حسب و نسب اور غرور تکبر کے اس معیار کو توڑ کر امت مسلمہ کو شادی کرنے کے لئے بہت خوبصورت معیار بتا دیا مگر مسلمانوں نے یہود ہنود کی دیکھا دیکھی اپنی من پسند معیار بنا لیا جو سراسر اسلام کی مخالفت کرتا ہے۔ من گھڑت معیار کو ڈھونڈتے ہوئے لڑکے اور لڑکیوں کی عمریں بڑھنے لگتی ہیں تو لڑکیاں ذات' پات کی قید سے آزاد ہو کر گھروں سے بھاگ جاتی ہیں۔ اپنے عزت دار والدین کے فخر و غرور کو مٹی میں رول دیتی ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ آج معاشرے میں ہر گھر کی یہی کہانی بن چکی ہے؟ ایک اللہ اور رسول کو ماننے والے اس نسلی تعصب ذات برادری کو چھوڑنے پر تیار ہی نہیں' احساس برتری کے نشے میں چور یہ نہیں جانتے کہ انسان کا اشرف المخلوقات ہونا ہی کتنا افضل ہے اور جو انسان مسلمان ہو جائے وہ تو افضل ترین ہے۔ اس کی فضیلت تو فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔ یہ اونچی ذات کے سنگھاسن پہ بیٹھے ہوئے اونچے لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ تمام انسانوں کا خالق اللہ ہے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ ہی قرآن و حدیث سب کیلئے ایک ہے کھانا پینا' اٹھنا بیٹھنا' سونا جاگنا' حتیٰ کہ موت تک تمام معاملات سب کے ایک جیسے ہیں۔ مٹی کے اندر مل جانے کے بعد کوئی کچھ نہیں رہتا۔ مٹی کے اندر سب کی حیثیت ایک جیسی ہے۔ کوئی اونچی ذات والا ہے یا کمتر اللہ کے نزدیک اس کے اعمال اس کا تقویٰ قابل قبول ہے جو پرہیز گار ہو گا وہ عزت کے لائق ہے۔ جو بے عمل ہے اس کی اونچی ذات اس کے کسی کام کی نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ہر عمل ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ انہوں نے ذات' پات کی تفریق کو ہمیشہ کے لئے ختم فرما دیا اور تمام مسلمانوں کو برابری کا درس دیا ایک امتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ہر حکم کو تسلیم کرے۔ اللہ کے نبی نے اپنے منہ بولے بیٹے سیدنا زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کے لئے اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینب کو پیغام بھیجا تو سیدہ زینب نے عجیب سا محسوس کیا کہ کہاں زید آزاد کردہ غلام اور کہاں میں اتنے اعلیٰ خاندان کی بیٹی' انہوں نے اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہوئے نکاح سے انکار کر دیا۔ اللہ کے نبی نے دوبارہ پیغام بھیجا کہ زینب تم ضرور یہ نکاح کرو تو انہوں نے کہا اچھا میں سوچوں گی ان کی بات پر اللہ تعالیٰ نے اور سورہ احزاب میں وعید نازل فرما دی۔ فرمایا کسی مسلمان (مرد یا عورت) کو یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی حکم دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا فرمان نہ مانے وہ کھلا گمراہ ہے۔ (احزاب۔ ۵۶۔ ۳۵)

قارئین! اندازہ کیجئے اللہ فرما رہے ہیں جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے۔ وہ کھلا گمراہ ہے۔ وہ ہستی جو اتنی اعلیٰ و ارفع' اللہ تعالیٰ نے انہیں وعید سنا دی تو ہم جیسے معمولی لوگ کس باغ کی مولی ہیں۔ ذرا غور کریں اگر ہم نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تو ہمارا ٹھکانہ جہنم ہی ہو سکتا ہے۔ (استغفر اللہ) اللہ کے نبی کی حدیث ہے تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والدین' تمام برادری' رشتہ دار اس کی اولاد اور دنیا جہاں کے تمام انسانوں سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم) آج ہم اللہ کے نبی سے محبت کے دعویدار ہیں عاشق رسول ہیں مگر ہمارا ہر عمل چیخ چیخ کر اس بات کا انکار کرتا ہے۔ اگر اپنی محبت کا ایمانداری سے تجزیہ کریں تو سر شرم سے جھک جائیں صحابہ کرام کی زندگی کا جائزہ لیں تو ان کے ہر عمل سے نبی کی بے پناہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے لئے نبی ﷺ کی بات حرف آخر ہوتی تھی اگر اللہ کے نبی ﷺ کو ان کی کوئی چیز ناگوار گزرتی تو صحابہ کرام فوری طور پر اس چیز کو اپنی زندگی سے نکال دیتے۔ ایک دفعہ ایک صحابی سونے کی انگوٹھی پہنے اللہ کے نبی کی محفل میں آ گئے تو اللہ کے نبی نے ناگواری سے منہ پھیر لیا کہ سونا مرد کے لئے حرام ہے۔ صحابی نے جب نبی ﷺ کی ناراضگی کو دیکھا تو انگوٹھی کو اتار کر دور پھینک دیا پاس بیٹھے دوسرے صحابہ نے کہا کہ اسے اٹھا کر گھر لے جا اپنی بیوی کو پہنا دیجئے گا لیکن انہوں نے کہا جس چیز کو میرے نبی ﷺ ناپسند کر دیں میں اسے ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔ انہیں اپنے محبوب کی ناراضگی کا اتنا احساس تھا کہ انہوں نے اسی وقت انگوٹھی کو خود سے دور کر دیا۔ آج کے مسلمان کو اگر نبی کی حدیث کا علم ہو جائے تو بجائے اس کے کہ اس پر عمل کیا جائے سو طرح کی بہانے بازیاں کی جاتی ہیں۔ ہزاروں تاویلیں پیش کی جاتی ہیں اور کتاب الحیل کھول کر بیٹھ جاتے ہیں جی وہ اتنے اعلیٰ ارفع لوگ تھے اللہ کی ان پر رحمتیں تھیں اس لئے وہ اتنے بڑے بڑے عمل کر گزرتے تھے۔ اللہ کی رحمتیں تو آج بھی بہت وسیع ہیں مگر انہیں سمیٹنے والے ہاتھ پھیلیں تو سہی ہمارے کھوکھلے عقیدوں نے ہمیں در بدر بھٹکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ نمود و نمائش اور خواہشات کا عادی ہو کر اسلام کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ہم اپنے کمزور ایمان کو رسومات کی بھینٹ چڑھا کر خود کو تسلی دے بیٹھے ہیں کہ اسلام انصاف پسند اور آسان دین ہے وقت کے ساتھ ساتھ زمانے کا ساتھ دینے کے لئے تھوڑا بہت بدل لینا چاہئے مگر یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کو لولا لنگڑا اسلام نہیں چاہئے۔ اللہ فرماتے ہیں اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور اسلام میں داخل ہونے والا مسلم کہلاتا ہے۔ مسلم ایسے

کسی مسلمان (مرد یا عورت) کو یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی حکم دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا فرمان نہ مانے اور دوسروں کی رائے پر چلے تو وہ کھلا گمراہ ہے

برادریوں کے پجاری اپنی بیٹیوں کو محض جائیداد بچانے کی خاطر کمسن بچوں سے بیاہ دیتے ہیں یا پھر قرآن سے شادی ایسی بھیانک رسم کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں جو کلیسا کی راہباؤں کی طرح ساری عمر دیواروں سے سر ٹکراتی مر جاتی ہیں

باقی صفحہ نمبر 33 پر

حاجی صاحب کا فیشن ایبل گھرانہ

فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا الله کذکرکم اباء کم
او اشد ذکراً (البقرہ-200)

پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے تھے اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ اللہ کی یاد کرو۔

اسلام سے پہلے اہل عرب حج سے فارغ ہوتے تو منیٰ میں میلہ لگاتے اور اپنے آباؤ اجداد کا خوب تذکرہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس طرح ذکر الٰہی کیا کرو۔ (شوکانی)

شادی کی ان بے ہودہ رسموں کی وجہ سے کئی ننھی کلیاں اپنے گھروں کو جانے کی بجائے باپ کے گھر کی دہلیز پر جوانی گزار دیتی ہیں

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے سے اپنی یاد کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس کا انداز بھی بتا دیا یعنی یہ کہ صرف یادالٰہی ہی اول و آخر ہو اس سے بڑھ کر اور نہیں۔ لیکن ادھر ہماری زندگی دیکھیں۔ ادھر حج بیت اللہ کا فریضہ سرانجام دیا اور ساتھ ہی اولاد کے مطالبات اور بیوی کی فرمائش بھوت کی طرح سر پر سوار ہوگئی یہ مانا کہ اللہ ربّ العزت نے حج کے دوران خرید و فروخت کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن شیطانی کھیل تماشے اور بے ہودہ خرافات کی خریداری کہاں کا انصاف ہے؟ پائی پائی جوڑ کر بیت اللہ جائیں زندگی کے گناہ بخشوانے اور آتے ساتھ لائیں، حیا کو گھول کر پینے والا (T.V)۔ اوپر سے کہلوائیں۔ فلاں فلاں حاجی صاحب۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة
واحسنوا ان الله یحب المحسنین (البقرہ-195)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو اور نیکی (احسان) کرو۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آیت کریمہ مفہوم کے اعتبار سے عام ہے۔ کہ سب نیک کاموں میں مال خرچ کرنے کا حکم ہے اور دنیوی خطروں سے دور رہنے کا حکم ہے۔

لیکن آج کا مسلمان مدہوشی کے عالم میں دنیاوی خواہشات کے نشے میں دھت اخروی خطروں سے بے گانہ عالمی فحاشی کے ریکارڈ رقم کروا رہا ہے۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے گندگی سے لبریز طمانچہ ہوگا۔ پہلے تو دلیر اور جانثار مجاہدوں کی شہادتوں کے کارنامے سن کر دل جذبہ ایمان سے سرشار ہوتے تھے اور مائیں بھی خنساء، خولہ اور عمارہ جیسی سیرت سے متاثر ہو کر اپنی گودوں سے غیرت مند شاہین تیار کر کے دشمن کا سر جھکایا کرتی تھیں۔ بہنیں بھی ایسے چراغوں کے لئے موزوں ماحول مہیا کیا کرتی تھیں۔ آج کے دور کی جدید فیشن ایبل بہن کی طرح نہیں جس نے انڈین فلم سے متاثر ہو کر گھر میں ایسا ماحول پیدا کیا کہ باپ نے حج سے واپسی پر بیٹی کے لئے رنگین ٹی وی، وی سی آر (امپورٹڈ) اُٹھایا اور بھائی نے بہن کی رسم حنا اور مائیوں کے لئے بازار سے سجی کرسی کو اُٹھایا ہوا ہے۔

ادھر باپ اور ماں کو نچایا کہ ''مہندی تاں سجدی جے نچے منڈے دی ماں...... مہندی تاں سجدی جے نچے منڈے دا پیو'' یہی کہہ کر بیٹی کی مہندی پر بھی نچایا جاتا ہے۔

اسلام میں تو نکاح، رخصتی اور دعوت ولیمہ کے علاوہ دوسری تیسری فضول اور بے ہودہ خرافات کا نام ہی نہیں۔ لیکن آج ہمارے ہاں شادی خانہ آبادی کیا...... خانہ بربادی تک نوبت لے آئی ہے۔

پائی پائی جوڑ کر حاجی صاحب زندگی بھر کے گناہ بخشوانے بیت اللہ جاتے ہیں مگر واپسی پہ بصد شوق گناہوں کا پنڈورا رنگین ٹی وی اور وی سی آر ساتھ لے آتے ہیں

قبل از شادی دس یا پندرہ دن کے لئے گھریلو کام کاج سے کنارہ کر کے لڑکے، لڑکی کو مائیوں (تیل کی رسم) بٹھا دیا جاتا ہے۔ یہ رواج آج کل کے فیشن ایبل گھرانوں سے کچھ حد تک ختم ہوگیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جدید طریقے ڈش، فلموں سے سیکھ کر ان پہ عمل درآمد شروع کر دیا ہے کہ وہ رخصتی سے چند گھنٹے پہلے بازاروں اور پالر کے چکر کاٹ رہی ہوتی ہیں۔ دو دن سے پہلے مائیوں کی رسم پھر شادی کی رات رسم حنا، رخصتی اور پھر ولیمہ اور آخر پر مکلاوا (یعنی منہ کالا) اس ہنگامہ خیز شادی کے دورانیے میں دنیا جہاں کی ذلالتیں اور خرافات کہ اللہ کی پناہ......

(اگر یہی حال رہا تو وہ دن دور نہیں جس دن یہ لوگ فیشن ایبل ہونے کے نشے میں مدہوش نکاح مسنونہ کو بھول کر ہندوؤں کی طرح پھیرے لگا کر شادی کی رسم مکمل کر لیا کریں گے۔ شادی کی ان بے ہودہ رسموں کی وجہ سے کئی ننھی کلیاں اپنے گھروں کو جانے کی بجائے باپ کے گھر کی دہلیز پر ہرگز رنے والے کی باتوں کا نشانہ بنتی ہیں کہ فلاں بیٹی کے ساتھ کیا علم کیا واقعہ ہوا۔ شادی کی رات انکار ہوگیا۔ بات کچھ نہ بھی ہو تو بھی زمانہ بنا دیتا ہے۔ بات معمولی ہو اور کسی کو علم بھی ہو لیکن سنسنی پھیلا کر بڑھا دیا جاتا ہے۔

اصل بات کیا ہوتی ہے کہ شرعی حدود کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں انجام بد کی سزا ملتی ہے۔ کسی کو اسی وقت اور کسی کو تاخیر سے...... شرعی حدود کی پامالی بھی بے دریغ ہو رہی ہے۔ کہ شادی اور رسم حنا پر لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کی طرف مہندی لے جائی جاتی ہے۔ اسی طرح کا تبادلہ پھر لڑکی والوں کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ شیطانی الجھاؤ میں بلا امتیاز لڑکے لڑکیاں رسم حنا کو چار چاند گرہن لگا رہے ہوتے ہیں کہ کسی کا دوپٹہ جل گیا یا کسی نے جلا دیا...... کسی نے لڑکی کو چھیڑ دیا...... کسی نے فقرہ بول دیا...... کہیں انا کا مسئلہ آ گیا...... مقابلہ بازی ہوگئی...... مہندی پہ کھانا اچھا نہ دیا وغیرہ وغیرہ۔ کسی بھی لمحے شیطانی کام اثر دکھا جاتا ہے۔ جس سے مسئلہ بڑھ کر سنگین صورت اختیار کر جاتا ہے اور آخر یہ کہ ہم کل بارات نہیں لائیں گے اور ہم اپنی بیٹی کی رخصتی نہیں کریں گے......

جب بھی مسلمان اسلام کی زنجیر کو توڑے گا، رسوائی جینا دشوار

باقی صفحہ نمبر 22 پر

بیٹا آنکھوں کا تارا اور بیٹی؟

ساجدہ اسلم

لله ملك السموات والارض يخلق مايشآء ؕ يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذكور ۙ اويزوجهم ذكرانا واناثا ۚ ويجعل من يشاء عقيما ؕ انه عليم قدير ۝ (الشوریٰ: 50-49)

''اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے عطا کرتا ہے یا پھر ملا کر دیتا ہے لڑکے اور لڑکیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ (سب کچھ) جاننے والا اور (ہر چیز پر) قدرت رکھنے والا ہے۔''

نبی علیہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔''

اس لئے کہ والدین کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً

1- اولاد کو پڑھانا۔

2- ان کی اچھی تربیت کرنا۔

3- ان کی ضروریات کا خیال رکھنا۔

4- بیمار ہو جائے تو ان کی دیکھ بھال کرنا۔

5- مکمل نگہداشت سے ان کی پرورش کرنا۔

6- جب جوان ہو جائے تو یہ خیال رکھنا کہ باہر کس قسم کے لوگوں کے ساتھ میری اولاد کے تعلقات ہیں۔

بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنے فرائض بھول جاتے ہیں اور اولاد کے فرائض ان کو یاد رہتے ہیں کہ ہم تو بچوں کے والدین ہیں ہم نے انہیں جنم دیا اور اس لئے جو جی چاہے ہم کریں' چاہے ان کو پڑھائیں یا کام کاج کروائیں۔ ایسے والدین کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا جنہوں نے اپنی اولاد پر ظلم کیا۔ اگر بیٹا تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے تو والد کام کاج چھوڑ کے فارغ ہو کر گھر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر بیٹی بڑی ہوئی تو ماں آرام سے گھر کے کام کاج چھوڑ کر بیٹھ جاتی ہے۔ سارا گھر کا بوجھ بیٹی پر ڈال دیتی ہے۔ بہت سے ایسے والدین ہیں جو کہ صرف بیٹوں کو ہی پیار کرتے ہیں۔ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی نظروں میں بیٹی ایک بے وقعت چیز سمجھی جاتی ہے اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بیٹی کو ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رکھتے ہیں۔ نہ تو بیٹی کی تعلیم کا خیال اور نہ ہی بیٹی کی صحت کا خیال۔ اگر بیٹا بیمار ہو جائے تو ماں کی جان پر بن جاتی ہے اگر بیٹی بیمار ہو جائے تو اس کی کوئی پروا نہیں۔ ایسے والدین غلطی پر ہیں جو اپنی بیٹی کو جان بوجھ کر اس سے پیار نہیں کرتے اور بیٹے کو اتنا پیار کرتے ہیں کہ اگر وہ غلطی بھی کریں تب بھی بڑے پیار سے سمجھانا...... اگر بیٹی سے کوئی چھوٹا سا نقصان ہو جائے تو سخت سے سخت سزا دیتے ہیں۔ پھر جو بیٹے ہوتے ہیں ان کا بھی اپنی بہنوں سے پیار نہیں ہوتا۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ایسے ہی ہیں۔ ہمارے کام کاج کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ بغیر کسی وجہ کے بہن پر رعب ڈالنا بھائی اپنا حق سمجھتا ہے۔ بہن سے اپنا جوتا صاف کروانا' بہن کو چھوٹی چھوٹی بات پر مارنا' گندی گندی گالیاں

> جس کی ایک بچی ہو وہ اسے زندہ در گور کرے نہ اس کی توہین کرے اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اس کام کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ (حدیث)

نکالنا' ماں سامنے بیٹھی دیکھ رہی ہے کہ میرا بیٹا ناجائز بہن کو مار رہا ہے' گالیاں نکال رہا ہے' اس کو منع کرنے کی بجائے بیٹی کا ہی قصور نکالتی ہے۔ کیا ایسی ماں کو وہ مظلوم بیٹی اپنی ماں سمجھے گی' اپنا سہارا تسلیم کرے گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے دل میں تو ایسی ماں کے لئے نفرت ہی نفرت ہوگی۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح کھڑے ہوں گے یہ فرما کر نبی اکرم ﷺ نے اپنی شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو جوڑ دیا۔'' (مسلم)

نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی جناب قیس رضی اللہ عنہ ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب سے میں اسلام لایا ہوں' سخت پریشان رہتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آٹھ بچیوں کو زندہ دفن کر چکا ہوں۔ اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اسلام لانا پہلے کئے ہوئے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اس دور میں بھی بہت سے والدین ایسے ہیں جو اسلام لانے کے بعد بیٹی کے ساتھ زمانہ جاہلیت والا سلوک کرتے ہیں۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ سات بیٹے بھی عطا کر دے تب بھی وہ کہتے ہیں کہ کہیں بیٹی نہ آ جائے۔ بیٹی کو تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے بہت بڑا مقام عطا کیا ہے۔ بیٹی کو رحمت بنایا اور بیٹے کو نعمت' سوچنے کی بات ہے نعمتیں تو بے شمار ہوتی ہیں جب تک رحمت نہ ہو تو نعمتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت سی مائیں جو اپنے بیٹے کو بڑے نازوں' نخروں سے پالتی ہیں' اس کی ہر جائز ناجائز خواہش کو پورا کرتی اور اس کی ہر چھوٹی بڑی غلطی نظر انداز کر دیتی ہیں جبکہ بیٹی کو حقارت سے دیکھتی اور اسے ہر کام میں روک ٹوک کرتی رہتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں بے چاری کسی بھی میدان میں کامیاب نہیں ہوتیں۔ ان میں اعتماد بالکل ختم ہو جاتا ہے اور وہ سہمی سہمی سی رہتی ہیں کہ کہیں میرے منہ سے ایسی بات نہ نکل جائے جس کی وجہ سے مجھے ماں باپ یا بھائی سے ڈانٹ پڑے۔ وہ خاموشی اختیار کر لیتی ہے اور اگر بیمار ہے تو تب بھی والدین کو نہیں بتاتی پھر وہ آہستہ آہستہ بڑی ہوتی ہے۔ ان کے متضاد رویے کو سمجھنے لگتی ہے۔ ان کی اپنے اوپر پڑنے والی چبھتی نظروں کو پہچان لیتی ہے مگر پھر بھی ظاہر نہیں کرتی۔ سارا دن گھر کے کاموں میں گزار دیتی ہے نہ والدین کو اس کی صحت کی پروا نہ تعلیم کی' بات بات پر ڈانٹنا ایسی لڑکی نہ تو تعلیم کے میدان میں کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ اچھی ذمہ دار ثابت ہو سکتی ہے بلکہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس میں اس کا نہیں بلکہ والدین کا قصور ہے اس کے ذہن میں صرف یہی بات سما جاتی ہیں کہ میں کوئی کام نہیں کر سکتی بہت ہی حقیر سی ہوں جب تک بیٹی کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے تو وہ بچی کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک والدین اور بھائیوں کا اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ ہو۔ اس کی ذہنی جسمانی نشوونما صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایسے والدین جو بیٹی کو بوجھ سمجھتے ہیں اور بیٹے کو اپنا سہارا بیٹی کو اپنے اوپر بوجھ سمجھ کر اس کا حق نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے تو بیٹی

کو رحمت اور بیٹے کو نعمت قرار دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ ایک روز ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ میرے پاس آئی۔ اس نے کچھ مانگا میرے پاس صرف ایک کھجور تھی وہ میں نے اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اس عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور آدھی آدھی دونوں میں بانٹ دی۔ خود نہ کھائی اس کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی اس وقت نبی ﷺ گھر تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ سے یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا گیا اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس آزمائش میں کامیاب رہا تو یہ بچیاں اس کے لئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے پردہ ثابت ہوں گی۔ (بخاری و مسلم)

جو شخص بھی بیٹیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا گیا اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس آزمائش میں کامیاب رہا تو یہ بیٹیاں قیامت کے روز اس کے لئے جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے پردہ ثابت ہوں گی۔ (بخاری و مسلم)

یہ حدیث کتنی زبردست ہے کہ اگر ہمیں بیٹی کی اچھی تربیت پر جنت مل جائے تو اس سے بڑی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنی چاروں بیٹیوں کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی بیٹیوں کو بے حد پیار دیا۔ ان کی اچھی تربیت کی۔ ان کو دین کی تعلیم سکھائی لیکن اس معاشرے میں بہت سے ایسے والدین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تین یا تین سے زیادہ بیٹیاں دیں وہ شخص اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظلم کیا اتنی زیادہ بیٹیاں دے کر۔ نعوذباللہ من ذلک ۔ اللہ ایسے والدین کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے جو کہ قرآن وحدیث سے بالکل غافل ہیں اور زمانہ جاہلیت والا سلوک بیٹی کے ساتھ کرتے ہیں۔

سورۃ النمل میں اللہ تعالیٰ کافروں کے متعلق فرماتے ہیں۔

کہ

واذا بشر احدهم بالانثی ظل وجهه مسودا وهو کظیم ○ یتوارٰی من القوم من سوء ما بشر به ایمسکه علی هون ام یدسه فی التراب الا سآء ما یحکمون ○

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ اس خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی (سوچتا ہے) کیا ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا اسے مٹی میں دبا دے خبردار بہت برا ہے وہ ایسا فیصلہ کرتے ہیں۔"

بڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن پاک میں ذکر ہوتا ہے یہودیوں، عیسائیوں، مشرکوں، کافروں اور منافقوں کی باتوں کا مگر بدقسمتی سے ان میں سے اکثر باتوں کا اطلاق مسلمانوں پر ہوتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں بعض عرب قبائل اور ہندوستان میں جب کسی کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تو وہ اسے زندہ درگور کر دیتے تھے۔ زندہ درگور کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جب بچی چھٹے سال میں داخل ہوتی تو اس کو خوب نہلا دھلا کر بہترین چمکیلے کپڑے پہنا کر باہر جنگل میں لے جاتے۔ جہاں اس کام کے لئے پہلے سے ایک گڑھا کھود آتے۔ بچی کو گڑھے میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال دیتے۔ بعض ظالم بچی کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیتے اور بعض کسی پہاڑی پر لے جا کر نیچے گرا دیتے۔ زمانہ جاہلیت میں بچیوں کے دل پر کیا گزرتی ہوگی جب انہیں زندہ دفن کرنے کے لئے جاتے ہوں گے بلکہ ایک واقعہ تو ایسا ہے کہ جب بھی ذہن میں آتا ہے دل کانپ اٹھتا ہے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سے اپنے عہد جاہلیت کا یہ واقعہ بیان کیا کہ

"میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔ جب میں اس کو بلاتا وہ دوڑی میرے پاس آتی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔ راستہ میں کنواں آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں دھکا دے دیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اس کی آخری آواز جو میرے کانوں میں آئی وہ تھی ہائے ابا، ہائے ابا یہ سن کر نبی اکرم ﷺ رو دیئے۔ آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا اے شخص تو نے نبی اکرم ﷺ کو غمگین کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے مت روکو جس چیز کا اسے احساس ہے اس کے بارے میں اسے سوال کرنے دو۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کرو۔ اس نے دوبارہ اسے بیان کیا آپ ﷺ سن کر اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔"

تیری بیٹی جو طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا اس کے لئے کمانے والا کوئی نہ ہو اس کی خدمت ہی سب سے بڑا صدقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

بچی کو زندہ درگور کرنے کا آغاز اس طرح ہوا کہ دو قبیلے تھے ان کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ ایک قبیلہ جس کا نام ربیعہ تھا۔ ربیعہ قبیلے کے سردار کی بیٹی تھی اور اسے دوسرے قبیلے والے اٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے سردار کی بیٹی کو تکلیف دینے کی بجائے پیار و محبت سے رکھا۔ باپ سے زیادہ لڑکی کو پیار ملا۔ آہستہ آہستہ لڑکی کو بھی ان کے ساتھ پیار ہو گیا۔ جب دونوں قبیلوں کے درمیان صلح ہوئی تو لڑکی کو بھی واپس کر دیا گیا۔ اسے اختیار دیا گیا کہ چاہے اپنے باپ کے پاس رہے یا چاہے تو اسیری میں جس کے ساتھ رہتی تھی اس کے پاس واپس چلی جائے۔ جن کے پاس لڑکی اسیر تھی۔ ان کا دل بھی نہیں چاہتا تھا کہ لڑکی واپس چلی جائے اور نہ لڑکی کا۔ جب لڑکی کو اختیار ملا تو اس نے فوراً باپ کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے باپ کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے اپنے قبیلے میں یہ رسم جاری کر دی کہ جب کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہو تو اس کو زندہ دفن کر دیا جائے تاکہ آئندہ ایسی رسوائی نہ ہو۔ آہستہ آہستہ دوسرے قبائل میں بھی یہ رواج مقبولیت اختیار کرتا گیا۔ ان کے ہاں جب بچی پیدا ہوتی تو ماں خود ہی گڑھے میں گرا دیتی اور اوپر مٹی ڈال دی جاتی۔ جب اس ننھی جان پر ظلم بڑھتا گیا۔ اللہ رب العزت سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اور قرآن پاک میں فرمایا

واذا الموءدة سئلت ۔ بای ذنب قتلت

"اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی تھی۔"

اس رسم کا خاتمہ اس وقت ہوا جب اللہ کے رسول ﷺ رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے اور بیٹی کو وہ شان بخش دی کہ وہ ذلت کی بجائے باعث رحمت بن گئی۔

لیکن آج اس معاشرے میں بہت سے لوگ اس حدیث کو الٹ لیتے ہیں وہ بیٹی کو رحمت کے بجائے زحمت سمجھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سراقہ بن مالک بن جعشم سے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے صدقے سے آگاہ نہ کروں۔ عرض کیا ضرور مہربانی فرمایئے۔ فرمایا تیری بیٹی جو (طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر) تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا اس کے لئے کمانے والا کوئی نہ ہو اس کی خدمت ہی سب سے بڑا صدقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کی ایک بچی ہو وہ اسے زندہ درگور کرے نہ اس کی توہین کرے اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اس کام کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ کی قسم! یہ بیٹیاں بیٹوں سے زیادہ پیار کرنے والی ہوتی ہیں۔ والدین کے حق میں بیٹوں سے زیادہ خیر خواہ ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ بچیاں آخرت میں کامیابی کی نشانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام والدین کو نبی ﷺ کی سنت کے مطابق بیٹی کی پرورش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تربیتی واصلاحی کالم

اہل ایمان کے لیے جنت کی خوشخبریاں

اہلیہ حافظ عبدالسلام بھٹوی

میرا دل چاہتا ہے کہ جنت کی نعمتوں کا ذکر کروں تاکہ جنت کے حصول کی ہماری کوششیں تیز تر ہو جائیں۔ سورۃ طور میں ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ(١٧)فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ(١٨)كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ(١٩)

یقیناً پرہیزگار لوگ وہاں باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے ان چیزوں سے جو ان کا رب ان کو دے گا اور بچالیا ان کو ان کے رب نے جہنم کے عذاب سے کھاؤ اور پیو خوشی خوشی اس چیز کے بدلے جو تم عمل کرتے تھے"

اسی طرح سورۃ النبا میں ہے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا(٣١)حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا(٣٢) وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا(٣٣)وَكَأْسًا دِهَاقًا(٣٤)لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا(٣٥)جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا(٣٦)

یقیناً پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے باغات اور انگور نوجوان ہم عمر لڑکیاں، اور چھلکتے ہوئے پیالے ہیں، نہیں اس میں لغوبات اور نہ جھوٹ سنیں گے تیرے رب کی طرف سے ایسا عطیہ ملے گا جو کافی ہوگا"

سورۃ الغاشیہ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ(٨)لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ(٩)فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ(١٠)لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً(١١)فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ(١٢) فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ(١٣)وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ (١٤) وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ(١٥)وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ

کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنی کوشش پہ خوش عالیشان جنت میں ہوں گے نہیں سنیں گے اس میں کوئی لغوبات اس میں چشمے جاری ہوں گے اس میں بلند تخت ہوں گے۔ آب خورے رکھے ہوئے گاؤ تکیے قطاروں میں لگے ہوئے نفیس فرش بچھے ہوئے"

سورۃ الحاقہ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ(١٩)إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ(٢٠)فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ(٢١)فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ(٢٢)قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ(٢٣)كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ(٢٤)

جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا وہ کہے گا آؤ پڑھو میرا اعمال نامہ بے شک میں یقین رکھتا تھا کہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں، وہ ایک خوشی والی زندگی میں ہوگا۔ بلند جنتوں میں جس کے میوے قریب ہوں گے کھاؤ پیو مزے سے اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں آگے بھیجے تھے۔"

دنیا میں انسان محنت و جہد سے مال ومنال جاہ و مراتب، مقام و ناموری حاصل کر تو لیتا ہے مگر انہیں دوام نہیں جبکہ جنت کی نعمتیں ابدی ہیں اور ان میں سب سے بڑی نعمت دیدار رب ذوالجلال ہے

سورۃ محمد میں فرمان الٰہی ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ

مثال جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے اس کی شان یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ستھرے پانی کی اور نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہوگا۔ اور نہریں شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوں گی اور صاف شفاف شہد کی نہریں اور ان کے لئے ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے بخشش"

سورہ رحمٰن میں ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ(٤٦)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٤٧)ذَوَاتَا أَفْنَانٍ(٤٨)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٤٩)فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ(٥٠)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥١)فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ(٥٢)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٣)مُتَّكِئِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ(٥٤)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٥)فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ(٥٦)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٧)كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ(٥٨)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٩)هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

ہر اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے۔ اس کے لئے دو باغ (جنتیں) ہیں۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ٹہنوں والے دونوں باغوں میں چشمے رواں ہوں گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغوں میں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں۔ جنتی لوگ اپنے فرشوں پہ تکیہ لگائے بیٹھے کہ جن کے استر سبز ریشم کے ہوں گے اور باغوں کی ڈالیاں پھلوں سے جھکی ہوں گی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان میں نیچی نگاہوں والیاں ہوں گی۔ جنہیں اس سے پہلے کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ ہی جن نے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو

جھٹلاؤ گے۔ ایسی خوبصورت جیسے ہیرے موتی' نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔"(۶۰)

بخاری مسلم کی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں نہ کسی کان نے سنی نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال آیا آپ نے فرمایا تم اگر چاہو یہ آیت پڑھو۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (السجدہ:۱۷)

نہیں جانتا کوئی نفس جو چھپا کر رکھا گیا ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک"

جنت کی نعمتیں بے شمار ہیں میں نے ان میں سے چند ایک لکھی ہیں۔ ان نعمتوں کے حق دار لوگ کون ہیں؟ جو اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں۔ اس کی ناراضگی سے بچتے ہیں۔ جنت اور جہنم دو مقام ہیں۔ جن کا تعلق ہماری آخروی زندگی سے ہے۔ موت کے بعد ہمارے عمل کی زندگی ختم پھر اس کے بعد جزا یا سزا۔ جزا اچھے عملوں کا بدلہ ہے جن کا ذکر اوپر کیا ہے اور جو انسان کو جنت کی صورت میں ملے گا۔

جو کام اللہ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ اس نافرمانی کی سزا جہنم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ دنیا میں انسان کی خوشی کے لئے بہت سی چیزیں ہیں مثلاً علم 'مال' اولاد' خوبصورت شکل' مرتبہ' مقام' ناموری' ان کے حصول کے لئے بہت سی جدوجہد اور محنت درکار ہے۔ پھر اتنی جدوجہد کے بعد بھی اگر اللہ چاہے۔ انسان کو ملتی ہیں وگرنہ نہیں۔ بالفرض یہ نعمتیں مل بھی جائیں تو ان کو بقا نہیں ہر وقت ان کے زوال سے لرزاں ترساں رہنا چاہئے۔

اس کے برعکس جو کچھ جنت میں ملے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حاضر موجود ہوگا۔ پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر جو نعمت ملے گی وہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا مومن جب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو ان کو اس سے بڑی خوشی اور کوئی نہیں ہوگی۔

ایک اور نعمت جس کا قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ہے کہ وہاں انسان کوئی لغو بات کوئی جھوٹ' غیبت طعن تشنیع تمسخر نہیں سنیں گے ہر ذوق سلیم رکھنے والے انسان کو پتہ ہے کہ یہ سب کچھ سننا کتنا عذاب ہے جو خواہ مخواہ اسے سہنا پڑتا ہے۔

وہاں رنجش' رقابت' عداوت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا یہاں پر رہ کر انسان کو ان رشتوں سے واسطہ پڑتا ہے تو اس کی جان کو یہ رشتے ایک جونک کی طرح چمٹ کر اس کا خون چوستے رہتے ہیں۔ وہاں ان سب چیزوں سے پاک ماحول ہوگا ہر طرف سلامتی اور امن کا راج ہوگا۔ کس قدر اعلیٰ وارفع ماحول ہوگا جنت کا۔ اللہ ہم کو اس جنت کا قدردان بنادے جو اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کی ہے۔ موت آئے تو اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ الفجر میں فرمایا ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

اے اطمینان والی جان لوٹ جا اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی' داخل ہو جا"

تو میری بہنو! ہم نے اس جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نیک اعمال کرنے ہیں۔ (ان شاء اللہ) اللہ ہماری مدد کرے۔ آمین (وماعلینا الاالبلاغ المبین)

بقیہ مسجد کی پکار

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔"(مسلم)

اللہ تعالیٰ اور نبی آخرالزمان ﷺ نے منافق اس شخص کو قرار دیا جو نماز باجماعت میں سستی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"جب وہ (منافقین) نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست کھڑے ہوتے ہیں۔"(النساء ۱۴۲)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

"منافق کی پہچان یہ ہے کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ باقاعدہ نماز کے اہتمام میں سستی کرتا ہے۔"

باجماعت نماز پڑھنے کے ثواب کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

"جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے اجر وثواب میں ستائیس درجے زیادہ ہے۔"

نماز باجماعت کی رسول ﷺ نے اتنی تاکید فرمائی کہ

"آپ ﷺ نے ان لوگوں کے گھروں کو جلادینے کی خواہش فرمائی جو گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔"

جب رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو مساجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ رمضان المبارک کی آخری رات (چاندرات) کو ہی عشاء کی نماز کے لئے بہت کم لوگ مساجد میں آتے ہیں۔ اگرچہ مسلمان عورتوں پر مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا فرض نہیں ہے لیکن خواتین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خاوندوں' بچوں کو باجماعت نماز ادا کرنے کی تلقین کریں اور انہیں فضیلت بیان کر کے مساجد میں بھیجیں...... کیونکہ اسی میں فلاح وکامرانی کا راز ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ

"ہر کوئی نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور برے کاموں سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ بیوٹی پارلر

جائے اور اس کے گنوانے کا گناہ اور عذاب ان کے ذہن میں ڈالا جائے تاکہ وہ اپنی سیکھنے کی عمر میں اس عمل کو پکا کر لیں۔ یاد رکھیں اولاد کی تربیت ایک مکمل ذمہ داری ہے۔ جس کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔

دوسری صورت میں ہر موسم میں اپنا خیال رکھئے۔ زیادہ کیمیکل چہرے کو خراب کرتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ میک اپ چہرے کی جلد میں مزید مسئلے پیدا کرتا ہے۔ سادی غذا اور خوب پانی جلد کے لئے بہترین ہے اور سب سے زیادہ حسن' اور خوبصورتی حاصل کرنے کا فارمولا یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ وضو کریں۔ آپ یقین کریں کہ اس سے آپ کا چہرہ ہی نہیں پاؤں' ہاتھ' منہ اور سر بھی چمکے گا اور زیادہ سے زیادہ سجدہ کریں۔ یہی چہرے کی خوبصورتی کے اضافے کے ساتھ ساتھ جسم کے لئے بہترین ورزش ہے اور دوسرے کام جو ہم پارلر سے لیتے ہیں وہ میرے خیال میں ضروری نہیں کیونکہ یہ اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تبدیلی کا نام ہے اور ایسا کرنا منع ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

فتبرك الله احسن الخالقين

میرے خیال میں ان تمام باتوں کے بعد شاید بیوٹی پارلر کی ضرورت نہیں رہتی۔ خواتین جتنا روپیہ پیسہ' بیوٹی پارلر پر خرچ کرتی ہیں۔ اگر صدقہ خیرات میں استعمال کریں۔ تو اس سے جہاں دوسروں کے دل کو خوشی ہوگی۔ صدقہ کرنے والی کو بھی دلی مسرت وراحت ملے گی۔ خوش مزاجی سے بھی انسان توانا اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ اپنی بچیوں کو یہ کام نہ سیکھنے دیں کیونکہ کل جب ان کو عذاب ہوگا تو آپ کو بھی برابر کا حق دار بنایا جائے گا۔ کیا آپ یہ پسند کریں گی کہ آپ اور آپ کی اولاد ایسا سفر شروع کرے جس کی منزل تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اپنے اپنے گھروں سے بے پردگی' بے ہودہ فیشن کا خاتمہ کریں۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ خواتین اپنے گھر کے بڑوں یا اپنے شوہر سے چھپ کر کوئی بہانہ بنا کر بچیوں کو بیوٹی پارلر کا کورس کرواتی ہیں جو کہ ان کے لئے کسی طرح مناسب نہیں۔

کل قیامت والے دن والدین یا سرپرست سکھانے والا' کام کروانے والا اس جگہ کا حاکم اور کئی دوسرے لوگ جو کہ اس میں شامل ہوگئے وہ اپنے اللہ کے حضور جواب دہ ہوں گے۔ ابھی وقت ہاتھ میں ہے کچھ کرلو۔

ہر نماز کے بعد اپنے لئے اور دوسرے تمام مسلمانوں کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا کریں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٥

"اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا (تو بخش دے) اگر ہم کو نہ بخشے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔

نفسیاتی کالم

خوشامد بری بلا ہے

ام ایمن

خوشامدی لوگوں کا نفسیاتی تجزیہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک کوا کسی درخت پر بیٹھا تھا۔ وہ کہیں سے روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھالایا تھا اور اب اس درخت پہ بیٹھا شغل فرما رہا تھا کہ اچانک درخت کے نیچے سے کسی لومڑی کا گزر ہوا۔ اس نے جب کوے کو روٹی کھاتے ہوئے دیکھا تو اس کے بھی منہ میں پانی بھر آیا۔ لومڑی نے سوچا کہ وہ کوے سے کسی طرح روٹی کا یہ ٹکڑا حاصل کرلے۔ چنانچہ اس نے ایک ترکیب سوچی اور اس پر یوں رطب اللسان ہوئی۔

''کوے میاں تم کتنے اچھے ہو۔ تمہارے پر کتنے خوبصورت ہیں۔ تمہارے یہ کالے کالے سے پر دھوپ میں کس قدر چمکیلے لگتے ہیں۔ تمہاری چونچ کتنی پیاری ہے اور اگر تمہاری چونچ اس قدر پیاری ہے تو تمہاری آواز کتنی پیاری ہوگی؟ مجھے ذرا اپنی خوبصورت سی آواز میں کوئی ''ترانہ'' تو سناؤ۔''

کوے میاں لومڑی کے منہ سے اپنی خوشامد سن کر پھولے نہ سمائے اور اپنی بھونڈی سی آواز میں کائیں کائیں کرنے لگے۔ اسی اثناء میں روٹی کا ٹکڑا نیچے گر پڑا تو لومڑی نے جھٹ اٹھالیا اور کوے میاں سے یہ کہتے ہوئے بھاگ گئی کہ ''خوشامد بری بلا ہے۔''

محترم قارئین کرام! آپ نے ضرور یہ کہانی بچپن میں سنی یا پڑھی ہوگی، یہاں مقصد آپ کو کہانی سنانا نہیں بلکہ وہ سبق بتانا ہے جو اس کہانی کے اندر مذکور ہے۔ یقیناً آپ کو اپنے اردگرد معاشرے میں لومڑی جیسے کردار والے افراد سے واسطہ پڑا ہوگا۔ اگر خود واسطہ نہیں پڑا تو کسی دوسرے شخص کو ضرور مبتلا دیکھا ہوگا۔

خوشامد کرنے والے لوگ فطرتاً بھی ہوتے ہیں اور عادتاً بھی...... ان لوگوں کو پہچاننا جس قدر ضروری ہے اسی قدر آسان بھی۔

ایسے افراد یا لوگ جو حسد کے مرض کا شکار ہوں اور کسی دوسرے فرد کے پاس اس چیز کو ہرگز برداشت نہ کریں جو کہ خود ان کے اپنے پاس موجود نہ ہو۔ اسی طرح ایسے افراد بہت زیادہ غلو سے کام لینے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بے انتہا باتونی واقع ہوتے ہیں۔ خوشامدی لوگ سہل پسند بھی ہوتے ہیں۔ وہ کسی بھی چیز کو محنت سے حاصل نہیں کرتے بلکہ اپنی چرب زبانی سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پنجابی کا مشہور مقولہ ہے کہ

''گلاں داکھٹیا کھاندے نیں۔''

> خوشامدی لوگ محنت سے جی چراتے ہیں بلکہ چرب لسانی اور چکنی چوپڑی باتوں سے اپنا مطلب حاصل کرتے ہیں۔ انہی کے بارے میں پنجابی کی یہ ضرب المثل ہے کہ ''گلاں داکھٹیا کھاندے نیں۔''

مبالغہ آرائی بھی ان کی فطرت میں شامل ہوتی ہے۔ ایسے افراد زبانی جمع خرچ سے بہت زیادہ کام لیتے ہیں۔ نیز اپنی باتوں سے افسانوں میں حقیقت کا رنگ بھر دینے کے ماہر ہوتے ہیں۔ ایسے افراد موقع پرست اور خودغرض بھی واقع ہوتے ہیں۔

ایسے تمام افراد جن میں مندرجہ بالا خصوصیات موجود ہوں، بلا شک وشبہ ان افراد کا شمار خوشامدی لوگوں میں ہوگا اور یہ کچھ ایسی پسندیدہ عادت بھی نہیں کہ اسے سراہا جائے یا اسے مستقل اختیار کیا جائے۔ اس لئے اس قبیح عادت سے پیچھا چھڑانا ضروری ہے اور اس کام کے لئے آپ کو کچھ ضروری امور پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ تبھی آپ ایک اچھے اور کامیاب انسان کے طور پر زندگی گزار سکتے ہیں اور دوسرے افراد کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

1- سب سے پہلے آپ اپنے اندر سے حسد کو نکال دیں۔ کوئی ایسی چیز جو آپ دوسرے افراد کے پاس دیکھیں جو کہ آپ کے پاس موجود نہ ہو، سے ہرگز حسد محسوس نہ کریں۔ بلکہ ان کے پاس اس چیز کی عمدہ طریقے سے تعریف کریں۔ نیز اس میں برکت کی دعا دیں۔ اس عمل سے نہ صرف آپ کو سکون حاصل ہوگا بلکہ آپ کو قلبی روحانیت بھی محسوس ہوگی۔

2- کسی بھی شخص کی منہ پر تعریف کرنے سے بچیں، کیونکہ یہ اچھا فعل نہیں ہے۔ اگر تعریف کرنا ہی ہے تو اس کے پیٹھ پیچھے سر محفل اس کی تعریف کریں۔ ہم لوگ پیٹھ پیچھے برائی کرنے میں تو بہت تیز ہوتے ہیں، لیکن تعریف کرنے میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔

اگر آپ کسی شخص کا اس کی غیر موجودگی میں اس کے دوستوں کے درمیان اچھے الفاظ سے ذکر کریں گے تو یقیناً ایسا کرنے سے اس شخص کی محبت وعزت آپ کے دل میں پیدا ہوگی۔ پھر آپ اس شخص سے حقیقی قلبی تعلق محسوس کریں گے۔ جو یقیناً باہمی خوشگوار تعلقات میں سنگ میل ثابت ہوگا۔

میں نے ایسے بہت سے افراد کو دیکھا ہے جو منہ پر کسی کی خوشامد میں رطب اللسان تو ہوتے ہیں لیکن اس شخص کے چلے جانے کے بعد اسی محفل میں اس کی مذمت شروع کردیتے ہیں۔ ایسے افراد کا یہ طرز عمل دیکھ کر میں اکثر سوچا کرتی تھی کہ ابھی یہ اس شخص کی اس طرح تعریف کر رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی غیر معمولی شخصیت ہے اور اب

> اگر آپ کسی شخص کی اس کی غیر موجودگی میں تعریف کریں گے تو اس سے آپ کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگی اور باہمی تعلقات خوشگوار رہیں گے۔

یہ اس کی مذمت بیان کر رہا ہے۔ یہ منفی رویہ دیکھ کر ایک بات سمجھ میں آئی ہے کہ جو لوگ دوسرے افراد کے دلوں میں یا معاشرے میں اگر کوئی مقام اپنی محنت یا قابلیت سے حاصل نہیں کرپاتے تو پھر وہ اسی طرح خوشامد کا ہی سہارا لیا کرتے ہیں اور اپنے تئیں کامیابی کی سیڑھی چڑھنا شروع کردیتے ہیں اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ یہ کامیابی عارضی ہے، دائمی نہیں اور جب وہ اس سیڑھی سے گرتے ہیں تو بری طرح چوٹ کھاتے ہیں اور دوبارہ کبھی وہ مقام وہ مرتبہ حاصل نہیں کرپاتے۔ محنت سے انسان کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرلیتا ہے مگر خوشامدی اور موقع پرست افراد خسارے میں ہی رہتے ہیں۔ پھر یہ وقتی کامیابی کس کام کی؟ جس شخص کا انجام اچھا ہے، اصل میں وہ کامیاب ہے اور جس کا انجام اچھا نہیں اگر اس کا حال اچھا بھی ہو تو اسے ہم کامیاب قرار نہیں دے سکتے۔ خودغرض اور مفاد پرست انسان کتنی دیر تک لوگوں سے مفاد حاصل کرتا رہے گا۔ آخر انجام کار ذلت ورسوائی اس کا مقدر ہے۔

3- زیادہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پاس کرنے کو کچھ کام نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ زبانی جمع خرچ سے کام چلانے کی کوشش

باقی صفحہ نمبر 29 پر

ایمان کا رشتہ خون کے رشتے سے بالاتر

طیبہ مختار پنڈوریاں ضلع شیخوپورہ

سترہ رمضان المبارک کا دن تھا۔ بدر کا میدان تھا۔ جنگ کا منظر تھا۔ سورج پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ ہر طرف تلواروں کی جھنکار تھی۔ لڑائی اپنے عروج پر تھی چیخ وپکار ایسی کہ رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے۔ دونوں طرف سے زور دار مقابلہ تھا۔ آج کفار اپنی تمام تر قوت کو اکٹھا کر کے آیا تھا۔ وہ مسلمانوں کو مٹا دینا چاہتا تھا۔ آج بھائی بھائی کے خلاف باپ بیٹے کے خلاف بیٹا باپ کے خلاف اور دوسرے خونی رشتہ دار اپنے خونی رشتہ داروں کے خلاف لڑنے کو جمع تھے۔ آج کفر اور حق کے درمیان فرق ہونا تھا۔ میدان خوب گرم تھا۔ مسلمان کفار کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے۔ مسلمانوں کے لئے یہ دن سخت آزمائش کا دن تھا کیونکہ وہ اسلام کو سربلند رکھنے کے لئے اپنے بھائیوں' باپ' بیٹوں اور دوسرے خونی رشتہ داروں کے ساتھ لڑ رہے تھے ان کو صرف اسلام کو غالب رکھنے کی فکر تھی۔

عظیم جرنیل نے باپ کے روپ میں شرک کے علمبردار کو واصل جہنم کر کے یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے مقابلے میں بڑے سے بڑا خونی رشتہ بھی ہیچ ہے

مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ کڑی آزمائش سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو درپیش تھی۔ یہ آزمائش اس قدر نازک تھی کہ انسانی تخیل میں بھی نہ آسکے۔ ہوا یہ کہ غزدہ بدر میں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بے خوف وخطر دشمنوں کو کاٹتے ہوئے اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جارہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس جرات مندانہ اقدام سے دشمنوں کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں یوں بے خوف وخطر چکر لگا رہے تھے جیسے موت کا کوئی ڈر ہی نہ ہو۔ آپ کا یہ انداز دیکھ کر قریش کے شہسوار گھبرا گئے۔ جونہی آپ کسی شہسوار کے سامنے آتے تو وہ گھبرا کر طرح دے جاتا۔ لیکن ان میں سے ایک شہسوار ایسا تھا جو آپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا اور تلوار کا وار کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن آپ پہلو تہی اختیار کر جاتے۔ لڑائی کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اس شخص نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ جب سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لئے تمام راستے بند ہو گئے یہاں تک کہ وہ شخص آپ کے راستے میں ایسا حائل ہوا کہ آگے بڑھنے یا پہلو تہی اختیار کرنے کا کوئی چارہ باقی نہ رہا تو آپ نے مجبور ہو کر اس کے سر پر تلوار کا ایسا زور دار وار کیا جس سے اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ چشم زدن میں آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ قتل ہونے والا شخص کون تھا؟ میدان بدر میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والی یہ آزمائش ایسی نازک تھی کہ انسانی قوت ادراک میں بھی نہ آسکے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ لاش سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد کی تھی تو آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

دراصل عظیم جرنیل نے اپنے باپ کے ہیولے میں شرک کے علمبردار کو قتل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بے مثال کردار ادا کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے مقابلے میں بڑے سے بڑا خاندانی رشتہ بھی ہیچ ہے۔ اللہ کی محبت تمام تعلقات پر غالب ہے۔ دین اسلام کی سربلندی وسرفرازی ہر دم پیش نظر ہے۔ اس کے آگے اگر کوئی چیز آئے تو اسے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ کوئی پہاڑ بھی حائل ہو تو اسے ٹھوکر سے دونیم کر دیا جائے گا۔ کوئی دریا آئے تو اس کے پانیوں کو چیرتے ہوئے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے ساحل سے آشنائی حاصل کی جائے گی۔ عظیم جرنیل سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی تلوار اپنے باپ کی گردن پر نہیں پڑی بلکہ باایں صورت کفر وشرک کی گردن کو کاٹا گیا۔ اور آپ کا یہ کارنامہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ آپ کی شان میں درج ذیل آیات نازل کر دیں تا کہ یہ حیرت انگیز تذکرہ قیامت تک محفوظ کر دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لاتجدقوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوآدون من حآداللہ ورسولہ ولو کانوا اباآء ھم او ابنآء ھم او اخوانھم او عشیرتھم ط اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ط ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ط اولئک حزب اللہ ط الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۝ (المجادلہ :22)

ترجمہ:

"جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان پیوست کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوئے' یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں۔ خبردار اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔"

اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے کہ کتاب مقدس قرآن مجید کے نورانی الفاظ کسی کی تعریف میں نازل ہوں۔ بلاشبہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو یہ قابل رشک اعزاز حاصل ہوا۔ جب تک یہ دنیا رہے گی قرآن مجید کی تلاوت ہوتی رہے گی اور اہل ایمان یہ آیت پڑھ کر اپنے عزم وحوصلہ اور ایمان وایقان کو جلاء بخشتے رہیں گے۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں اس شان سے بے خوف خطر چکر لگا رہے تھے جیسے انہیں موت کا کوئی ڈر ہی نہ ہو ان کی جرأت وبہادری دیکھ کر قریش کے بڑے بڑے سردار سامنا کرنے کی ہمت نہ پاتے

راہ وفا میں ہر سو کانٹے دھوپ زیادہ سائے کم
لیکن اس راہ پر چلنے والے خوش ہی رہے پچھتائے کم

بقیہ دردناک خط

اس سے بے انتہا پیار کروں۔ میری حالت ایسی ہے کہ میں لکھ نہیں سکتی اے کاش کہ والدین اپنی بچیوں کے رشتے کرنے سے پہلے سوچ سمجھ لیا کریں تا کہ دنیا اور آخرت میں فلاح پا جائیں۔

آپکی دعاؤں کی امیدوار

رشتے میں دین کو ترجیح نہ دینے کا انجام

ایک بہن کے دردناک خط کے آئینے میں

ام مسفرہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم باجی ام حماد صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

باجی اللہ سے امید کرتی ہوں کہ آپ ان شاء اللہ ٹھیک ٹھاک ہوں گی اور دین کے کاموں میں دن رات مصروف ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی زیادہ ہمت دے اور صحت دے تاکہ دین کی اس دعوت کو ہر ایک تک پہنچاسکیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں صحابیات، امہات المومنین کی طرح کا صبر دے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

شادی کے دس مہینے بعد جب میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو اسی دن سسرال والوں نے تین طلاقیں بھیج دیں۔

باجی میں ایک باپردہ اور مذہبی ذہن رکھنے والی لڑکی ہوں۔ پابند صوم وصلوٰۃ ہوں۔ میں آپ کو اپنی داستان غم لکھ رہی ہوں۔ آج کل کے والدین اپنی بیٹیوں کے بوجھ سے سبکدوش ہونے سے پہلے غور وفکر نہیں کرتے جیسے بھی رشتے مل گئے شادی کرنے پر رضامند ہوگئے۔ بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف نام کے ہی مسلمان تھے۔ میری جیسی بہت سی لڑکیاں جو ماں باپ کے فیصلے کے آگے سرخم تسلیم کردیتی ہیں۔ زندہ درگور ایسی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ اپنی بچیوں کی شادیاں ہمیشہ اسلامی لوگوں میں کریں تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوجائیں...... اصل بات کی طرف آتی ہوں۔

میں اپنے پانچ بہن بھائیوں کی سب سے چھوٹی اور انتہائی لاڈلی بہن ہوں کیونکہ جب میں تین سال کی تھی میرے والد کا انتقال ہوگیا تھا جس کی وجہ سے مجھے کبھی بھی ابو کی شفقت سے محرومی کا احساس نہیں ہونے دیا گیا۔ ایف اے تک پڑھا' اس کے بعد مجھے عربی فاضل کرنے کا شوق ستانے لگا لہٰذا میں نے مدرسے میں داخلہ لے لیا۔ اس کے بعد میری شادی کی دن رات فکر ہونے لگی اور میری والدہ نوافل پڑھ پڑھ کر دعائیں مانگنے لگیں' کہ اللہ کوئی بہتر اور سلجھا ہوا گھرانہ مل جائے۔ خیر بہت سے اسلامی رشتوں کو ٹھکرادیا گیا۔ ان کے اس عمل سے میں پریشان تو ہوتی کہ اللہ کی رحمت کو رد کررہے ہیں اللہ انجام اچھا کرنا! خیر میرے والدین نے ایک رشتہ پسند کرلیا۔ ہم نے انہیں لاکھوں بار سمجھایا کہ ہم تصویر وغیرہ نہیں بنواتے انہوں نے ہمیں ہر بار تسلی دی کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ تیاریاں وغیرہ کرتے ہوئے شادی کا دن آگیا میرے والدین نے مجھے بہت ہی اچھے طریقے سے باپردہ رخصت کیا۔ جب مجھے ان کے گھر میں لایا گیا تو میری چادر اتار کر تصویریں وغیرہ بننا شروع ہوگئیں میرے دل ودماغ میں جیسے دھماکے ہونے لگے۔ دل چاہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں مگر افسوس کہ میں کچھ بھی نہ کرسکی۔ باجی ایک بہت ہی اہم بات میں نے شادی سے پہلے بہت ہی استخارہ کیا تھا مگر میں ہر دفعہ روتی ہوئی اور بے انتہاء پریشان نظر آتی۔ میں نے چیخ چیخ کر سب کو سمجھانے کی کوشش کی مگر سب کا ایک ہی جواب تھا کہ ہم زبان کرچکے ہیں۔ اب ہم کیا کرسکتے ہیں جبکہ لڑکے کی ماں جو کہ میری ساس تھی وہ انتہائی لڑاکا قسم کی عورت تھی۔ بہرحال یہ سوچتے ہوئے کہ تمہیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں مقدر اچھے ہوئے تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ سسرال والوں نے شادی کے فوراً بعد باتیں بنانا شروع کردیں کہ یہ نماز کیسے پڑھتی ہے اور گانے نہیں سنتی' اسے ناچنا نہیں آتا' فلاں اور فلاں' ہر ٹائم ٹی وی فل آواز میں چل رہا ہے جیسے گونگے اور بہرے رہائش پذیر ہیں۔ باجی یقین جانئے ایسے ماحول سے میرا دل انتہائی گھبراتا تھا۔ خیر شادی کے تیسرے مہینے مجھے والدین کے گھر چھوڑ گئے۔ جب مجھے Pragnancy کا دوسرا مہینہ تھا اس کے بعد انہوں نے خبر تک نہ لی کہ میں زندہ ہوں یا مرگئی ہوں۔ 30 دسمبر 2002ء کو شادی ہوئی

ہم باپردہ لوگ تھے جب میں بیاہ کر سسرال پہنچی تو ان ظالموں نے میرے چہرے سے نقاب اتروا کر غیر محرم سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ میری تصویریں بنا کر میرے ہوش اڑا دیئے

30-10-03 یعنی ٹھیک دس مہینے کے بعد میری پیاری مسفرہ نے اس دنیا میں آکر مجھے تمام پریشانیوں سے ہمکنار کردیا۔ اس کے آنے سے میں بہت ہی خوش تھی اور اس کے چھوٹے چھوٹے کپڑے دھوکر مجھے بہت سکون ملتا کہ مجھے ٹائم کا احساس ہی نہیں ہوتا مجھے نہیں پتا تھا کہ کب دن اور کب رات ہورہی ہے۔ جس دن میری مسفرہ پیدا ہوئی اسی دن انہوں نے تین طلاقیں بھیج دیں۔ ہم نے انہیں بہت کہا کہ اس بچی کی خاطر ایسا نہیں کرو اور یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے تین طلاقیں یکبارگی دینے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ ایک ہی طلاق ہے مگر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے مسلک میں تینوں طلاقیں اکٹھی دی جاتی ہیں۔ باجی میں اپنے آپ کو بدنصیب نہ کہوں کہ ٹھیک دسویں مہینے میں طلاق میرے ہاتھ میں تھی اور دوسرا اس کا جگر کا ٹکڑا بھی چھن جائے۔

میری گڑیا میری پیاری بیٹی تو سسرال والوں نے مجھ سے چھین لی۔ کوئی اللہ کا بندہ مجھے واپس دلادے تاکہ میں اسے بے انتہا پیار کروں

باجی وہ ظالم لوگ ٹھیک ایک مہینے بعد میری بیٹی کو لے گئے۔ میری جان سے پیاری مسفرہ کو مجھ سے لے گئے۔ میں اپنی بیٹی کے جانے کے بعد پاگل ہوگئی ہوں۔ کچھ بھی کھانے پینے کا ہوش نہیں سارا سارا دن رونا اور دعائیں کرنا کہ میری مسفرہ آجائے۔ چھوٹے چھوٹے تمام بچے نماز پڑھتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں کہ اللہ میاں مسفرہ ایک دفعہ آجائے پھر ہم اسے کبھی بھی نہیں جانے دیں گے۔ میں اپنی گڑیا کو کبھی ان مشرک لوگوں کے ہاتھ نہ دیتی مگر میں کیا کروں۔ کیا والد کا اتنا حق ہوتا ہے اور ماں کا کچھ بھی نہیں باجی کل بھائی کے چھوٹے بچے کتیا کے بچے کو اٹھا کر لے آئے اور اس کی ماں دروازہ توڑ رہی تھی۔ جیسے رو رہی ہو اور بددعائیں دے رہی ہو۔ جب میں نے دیکھا تو میں نے بچیوں کو ڈانٹا اور اس کے بچے کو اس کی ماں کو دے دیا۔ یقین کریں کتیا اتنی خوش ہورہی تھی اپنے بچے کو چوم چاٹ رہی تھی اور جیسے مجھے دعائیں دے رہی تھی اور یہ منظر دیکھ کر میری حالت اتنی بگڑی کہ کافی دن بیمار رہی ہوں۔ میرے دل کی حالت بھی ایسی ہے کہ میری گڑیا کوئی اللہ کا نیک بندہ مجھے لادے میں

باقی صفحہ نمبر 37 پر

دودھ ایک مکمل غذا ہے

صائمہ عبدالرشید، چونیاں

دودھ ایک مکمل اور بہترین غذا ہے جو قدرتی طور پر جانوروں سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر جانور میں اس کے بچوں کے لئے قدرتی طور پر دودھ پایا جاتا ہے۔ ان میں گائے، بھینس، بکری، بھیڑ اور اونٹنی کا دودھ جو نہ صرف ان کے بچوں کی ضرورت کو پوری کرتا ہے بلکہ انسانوں کو بھی دودھ فراہم کرتا ہے۔

> دودھ پینے سے رنگت صاف ہوتی ہے، آنکھوں اور جلد میں چمک پیدا ہوتی ہے

دودھ کی اہمیت نہ صرف بچوں کے لئے ہے بلکہ بڑوں کی صحت کے لئے بھی ضروری ہے۔

دودھ سفید اور پیلے رنگ کا مائع ہوتا ہے۔ جس میں تمام غذائی اجزاء جیسا کہ کیلشیم، پروٹین، وٹامن، چربی، پانی، قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے۔ اس طرح دودھ ایک مکمل غذا ہے۔

دودھ ہمارے جسم کو حرارت فراہم کرتا ہے۔ جو ہم ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ دودھ ہر عمر میں ضروری ہے۔ بچوں کے لئے روزانہ 3 سے 4 کپ، لڑکپن میں روزانہ 4 کپ، بڑی عمر کے لوگوں میں 2 کپ یا زیادہ، حاملہ عورت کے لئے روزنامہ 4 سے 6 کپ، دودھ پلانے والی ماں کے لئے 4 سے 6 کپ۔

> دودھ جلد ہضم ہو جاتا ہے اس لئے بیماروں کی خوراک میں اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ دودھ نہ پینے سے پروٹین کی کمی ہوتی ہے جس سے جسم ٹھیک طرح سے اپنے افعال سرانجام نہیں دے سکتا

1- دودھ میں کیلشیم اور فاسفورس پائے جاتے ہیں۔ جو دانتوں اور ہڈیوں کی نشوونما کرتے ہیں اور مضبوطی فراہم کرتے ہیں۔ دودھ خون جمنے میں مدد دیتا ہے اور فاسفورس ایسڈ کے توازن کو خون میں کنٹرول کرتا ہے۔

2- دودھ میں آئرن پایا جاتا ہے جو کہ خون کو سرخ رنگ دیتا ہے۔ ہیموگلوبن بناتا ہے اور ~Q فراہم کرتا ہے۔

3- دودھ میں تھایامین پائی جاتی ہے جو نشاستے کی توڑ پھوڑ میں مدد دیتی ہے۔

4- دودھ میں رائبوفلون پایا جاتا ہے جو کہ جسم کی نشوونما کے لئے ضروری ہے۔

5- پروٹین جو دودھ میں وافر مقدار میں موجود ہوتی ہے بافتیں بنانے میں مدد دیتی ہے۔

دودھ میں مختلف اجزاء درج ذیل تناسب میں پائے جاتے ہیں۔ پروٹین 305%، کیلشیم 28%، چربی یا چکنائی 39%، چینی 4.9%، نمکیات 0.7% اور پانی 87%

6- دودھ میں موجود کاربوہائیڈریٹ جو کہ لیکٹوز کی صورت میں ہوتے ہیں۔ کیلشیم کو جذب کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

7- دودھ پینے سے رنگت صاف ہوتی ہے۔ آنکھوں اور جلد میں چمک پیدا ہوتی ہے۔

8- دودھ کا ایک فائدہ یہ ہے کہ کم پیسوں میں وہ تمام اجزاء حاصل ہو جاتے ہیں جو مہنگے فروٹ کھا کر حاصل ہوتے ہیں۔

9- دودھ میں موجود چربی ہاضمے میں مدد دیتی ہے۔

دودھ نہ پینے کے نقصانات:

1- دودھ اگر نہ ابالا جائے تو اس کے استعمال سے ٹی بی (تپ دق) ہو سکتی ہے۔

2- اگر ماں بچے کو دودھ نہ پلائے تو کواشیرکور کی بیماری ہو سکتی ہے۔

3- دودھ میں موجود وٹامن اے کی کمی سے جلد خشک ہو جاتی ہے اور اس کی شدید کمی سے اندھا پن ہو سکتا ہے۔

4- اگر جسم میں تھایامین کی کمی ہو جائے تو بھوک نہیں لگتی، چکر آتے ہیں اور تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔

5- دودھ نہ پینے سے کیلشیم اور فاسفورس کی کمی ہو جاتی ہے۔ جس سے ہڈیوں اور دانتوں پر برا اثر پڑتا ہے۔

6- دودھ نہ پینے سے قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے۔

7- دودھ نہ پینے سے پروٹین کی کمی ہو جاتی ہے جس سے جسم ٹھیک طرح سے اپنے افعال سرانجام نہیں دیتا۔

دودھ چونکہ جلدی ہضم ہو جاتا ہے اس لئے یہ بیماروں کی خوراک میں خاص اہمیت کا حامل ہے اگر مریض کو دودھ پسند نہ ہو تو دودھ سے بنی ہوئی اشیاء کھائے۔ یہ خوراک جلدی ہضم ہوتی ہے اور معدے میں بھاری پن پیدا نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کے سینے میں جلن (Heart Burn) ہوتی ہے وہ دودھ کا زیادہ استعمال کریں اور وقفے وقفے سے دودھ پئیں۔ دودھ کو ہمیشہ ابال کر استعمال کریں۔ اس میں پانی ملائیں اور مریض کو دیں یہ طاقت کے ساتھ جلد ہضم ہو جاتا ہے۔

> دودھ میں کیلشیم اور فاسفورس پائے جاتے ہیں جو دانتوں اور ہڈیوں کی نشوونما کرتے ہیں آئرن بھی وافر مقدار میں ہوتا ہے جو خون کو سرخ رنگ دیتا ہے

دودھ سے مختلف اشیاء بنتی ہیں۔ جیسے کھیر، کسٹرڈ، ساگودانہ، لسی، دہی، دودھ والی سویاں، مکھن اور پنیر وغیرہ

دودھ کو مختلف طریقوں سے محفوظ کرتے ہیں۔ ابال کر Evaporatioh, Homogenzation, Pasteurization اور Drying وغیرہ اس طرح دودھ کی غذائیت قائم رہتی ہے۔ جو لوگ زیادہ موٹے ہوں وہ دودھ سے بالائی اتار کر استعمال کریں۔ لیکن چھوٹے بچوں کے دودھ سے بالائی مت اتاریں کیونکہ ان کی نشوونما تیزی سے ہو رہی ہوتی ہے اور انہیں چکنائی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کا معدہ ٹھیک طرح سے اپنے افعال سرانجام نہیں دیتا یعنی کمزور ہوتا ہے۔ انہیں دہی کا زیادہ استعمال کرنا چاہئے۔

نہ بک سکی کسی بازار مصلحت میں کبھی
میری زباں کی صداقت میری انا کی طرح

بنت ڈاکٹر محمد رفیق راشد، مانانوالہ

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا کردار زندگی

ساجدہ اسلم

پیارے بچو!

ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول مقبول ﷺ کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔

ان کا نکاح بعثت نبوی ﷺ سے پہلے ابولہب کے بیٹے سے ہوا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی ہم بتا چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کا نکاح ابولہب کے بیٹوں سے ہوا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے آپ نے لوگوں کو دعوت اسلام دینی شروع کی تو ابولہب اور اس کی بیوی آپ ﷺ کے سخت دشمن ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو تکالیف دینا شروع کر دیں۔ اللہ رب العزت نے فوراً ہی سورہ لہب نازل کر دی۔ ابولہب کو سخت غصہ آیا اس کم بخت نے اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کہ تم محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو ان کم بختوں نے بھی باپ کے حکم کو مانا اور رسول اللہ ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دی جس کا رسول اللہ ﷺ کو بے حد دکھ ہوا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے سے ہوا تھا۔ اگرچہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب عتبہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو اور عتیبہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ واقعہ طلاق کے بعد سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا' عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اس نکاح کو چند ہی سال گزرے تھے کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وقت آخر آ پہنچا اور انہوں نے ۲ ہجری میں وفات پائی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا۔ اسی زمانے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی بیوہ ہوئیں انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیں لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تامل کیا۔

رسول کریم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تم کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر رشتہ بتاتا ہوں۔ پھر فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مجھ سے کر دو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول کریم ﷺ سے ہو گیا اور رسول کریم ﷺ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا بے حد صدمہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

نکاح کے وقت نبی ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام کی معرفت مجھے حکم بھیجا ہے کہ اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اسی حق مہر پر جو رقیہ رضی اللہ عنہا کا تھا تمہارے عقد میں دے دوں۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اس نکاح کے بعد چھ سال تک زندہ رہیں اور شعبان ۹ ہجری میں وفات پائی۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب' سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق غسل دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے کفن کے لئے اپنی چادر دی اور خود نماز جنازہ پڑھائی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ جس وقت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا گیا تو نبی اکرم ﷺ قبر کے پاس تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

''سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔''

تذکرہ صحابیات

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا

اخت محمد انور نورپوری

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ تھیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس سے تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ تھا...... ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ

نام معلوم نہیں' کنیت ام رومان تھی اور ان کا پہلا نکاح عبداللہ بن سنجرہ سے ہوا اور انہی کے ساتھ آپ مکہ آئیں۔ اقامت کے لئے جب یہ لوگ مکہ آئے تو عبداللہ ان کے حلیف بن گئے۔

جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سیدنا ام رومان رضی اللہ عنہا سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا۔ ابھی نکاح کو کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ مکہ سے اسلام کی صدا گونجنے لگی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ بعد ازاں انہوں نے بھی تمام مسلمانوں کی طرح ہجرت مدینہ کی۔ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نہایت سادہ متقی اور شکر گزار تھیں۔

ایک مرتبہ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا کا دل چاہا کہ ہم کوئی پکوان (اچھی سی میٹھی چیز) بنا کر کھائیں۔ لہٰذا انہوں نے بچت کر کے کچھ سکے جمع کیے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیئے کہ بازار سے سودا سلف لے آئیں تاکہ وہ پکوان بنا کر کھائیں۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ پیسے کہاں سے آئے ہیں؟ تو کہنے لگیں ماہانہ خرچ میں سے بچائے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدھا ان پیسوں کو لے کر بیت المال گئے اور وہاں جا کر جمع کروا دیئے اور کہا کہ آئندہ اتنے پیسے ہمارے وظیفے سے کم کر دیں۔ اس لئے کہ ہم اتنے پیسوں سے بھی گزارہ کر سکتے ہیں اور آ کر سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا کو بتا دیا کہ میں ان پیسوں کو بیت المال میں جمع کروا آیا ہوں اور یہ پکوان ان شاء اللہ ہم جنت میں جا کر کھائیں گے۔ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے سنا تو خاموش ہو گئیں۔ شوہر کے سامنے بالکل احتجاج نہ کیا بلکہ صبر و شکر سے کام لیا۔

جب 6 شعبان کو واقعہ افک پیش آیا تو ام رومان رضی اللہ عنہا کے لئے یہ نہایت مصیبت اور پریشانی کا وقت تھا۔ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ نبی ﷺ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر آئیں۔ جب گھر آئیں تو سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو صحن میں ہی مل گئیں اور پوچھا

کیسے آئیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ سنا دیا۔ تو ام رومان رضی اللہ عنہا نے تسلی دیتے ہوئے کہا بیٹی گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ بہتر کرے گا جو عورت اپنے شوہر کو زیادہ محبوب ہوتی ہے تو اس کی سوتنیں حسد کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں۔ مگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس سے تسکین نہ ہوئی اور پھوٹ کر رونے لگیں جس سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا۔ یہ بخار ایک ماہ تک رہا مگر سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا ان دنوں ان کی تیمارداری کرتی رہیں اور ان کو حوصلہ دیتی رہیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کے تین صحابیوں کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے کے لئے لائے اور خود نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تو واپسی پر دیر ہو گئی گھر آئے تو سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے مہمانوں کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا؟ جواب ملا نہیں۔ مہمانوں کو کھانا بھجوایا تھا مگر انہوں نے کھایا نہیں۔ غرضیکہ پھر کھانا کھلایا گیا تو کھانا وافر مقدار میں بچ گیا۔

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا کی وفات 9 ہجری کے بعد ہوئی نبی اکرم ﷺ نے ان کو خود اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ (بحوالہ سیرت الصحابیات)

اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس کا وارث بنائے۔ آمین

چیدہ چیدہ

مسلم کا لیبل لگا کر اسلام کو مت بدنام کرو

طوبیٰ صفدر

سیانوں (بزرگوں) کا قول ہے کہ "ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی۔" اور یہ حقیقت بھی ہے مگر مسلمان تو "ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھتے ہیں۔" خواہ کوئلے میں سے ہی چمک کیوں نہ ہو اور اسی چمک کے لئے مسلمانوں نے اپنا دین ایمان بیچ ڈالا۔ اسی چمک نے مسلمانوں کو مغربی و ہندی تہذیب کے پیچھے لگا دیا۔

سفید چمڑی والوں اور ان کے ڈالروں نے مسلمانوں کو یورپی تہذیب کا دلدادہ بنا دیا۔ مغربی تہذیب نے مسلمانوں کو اندھا بہرہ بنا دیا اور یہ مغربی لوگ مسلمانوں کو اپنے مفاد میں اور مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے میں اور دین اسلام کو مٹانے کے درپے رہے اور مسلمان اپنے مذہب اور اپنے قرآن سے غافل ہو کر غیر مسلموں کی خوشنودی میں لگ گئے اور تمام ائمۃ الکفر نے مل کر مسلمانوں کو جہاد سے ہٹانے کے لئے انہیں مختلف چکروں میں ڈال دیا۔ کہیں پر کرکٹ میچ اور کہیں پر ہاکی ٹورنامنٹ اور پھر ان تمام شیطانی کھیلوں میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی "آزادی نسواں" کے نام پر کھیلوں کے میدان میں لے آئے اور ان کھلاڑی خواتین کے جسم پر لباس صرف برائے نام ہوتا ہے اور ان خواتین کے کھیلوں کو T.V اور اخبار کے علاوہ انٹرنیٹ پر دکھایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ مسلمان کے لیبل لگا کر اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے۔ بھلا اس قماش کی بے دین اور بے پردہ عورتوں کی گمراہی میں کیا شک ہے کہ ان کا تعلق اسلام سے صرف نام تک ہے۔

روزمرہ کی طرح آج بھی نوائے وقت نے دیگر خبروں کے ساتھ ایک اور دل کو ہلا دینے والی خبر شائع کی۔ خبر کچھ اس طرح تھی "لیلیٰ علی سے متاثر ہو کر کئی مسلمان لڑکیاں باکسر بن گئیں۔ 23 سالہ رضیہ بھارت کی معروف باکسر ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی ریفری بھی ہیں۔ صبح سویرے کلکتہ میں دوڑ لگاتی ہیں۔ راہگیر ایک دوسرے سے کہتے ہیں یہ باکسر ہے" (ذرائع کے۔)

قارئین کرام! وہ بھارت جو پاکستان کا اور اسلام کا ازلی دشمن ہے۔ جہاں پر مسلمانوں کے جان و مال اور عزتیں محفوظ نہیں۔ جہاں پر مسلمانوں کی عبادت گاہیں محفوظ نہیں، جہاں پر ہندو جب چاہتا ہے مسلمانوں پر وار کر دیتا ہے، جہاں پر کچھ دیر قبل ہی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی، کئی معصوم بچوں کو جلایا گیا۔ اسی بھارت نے ایک نہیں سینکڑوں مسلمان لڑکیوں کو باکسر کے طور پر متعارف کروایا۔ گویا مسلمان کو غیر مسلم ہر طرح سے ذلیل و رسوا کرنے کے پروپیگنڈے میں مصروف ہے اور مسلمانوں پر چاروں اطراف سے حملہ آور ہیں اور مسلمانوں کے دل و دماغ سے اسلام خارج کرنے میں مصروف ہیں بلکہ اس میں کافی حد تک کامیاب بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی حسین اداؤں سے نام نہاد مسلمانوں کے دل جیت کر ان کو اپنا آلۂ کار بنا لیا۔ وہ ہندو جو مسلمان کا نام لینے کے بعد گنگا میں جا کر پاک ہونے کے لئے غسل کرتے ہیں آج یہی ہندو پاک بھارت دوستی کی باتیں کرتے ہیں اور ماضی کے زخم بھول جانے کی باتیں کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے تربیت یافتہ فنکاروں اور اداکاروں کو پاکستان بھیج رہے ہیں۔ جن کے ساتھ پاکستان کے رینجرز افسران بڑے پوز بنا بنا کر تصاویر بنوانے میں فخر محسوس کرتے اور پاکستانی نوجوان ان فنکاروں پر اس قدر فریفتہ ہیں کہ ان کو دیکھنا اور ان کی ادائیں اپنانا ان کا پسندیدہ مشغلہ بن گیا۔ وہ ہندو جو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے اور جو ابھی تک مسلمانوں میں محمد بن قاسم اور سلطان محمود غزنوی کی جھلک دیکھ کر اپنے پرانے دکھوں سے لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ مکاری کی چال چلتے ہوئے بغل میں چھرا لئے منہ سے رام رام کہتا ہوا مسلمانوں کے دل و دماغ پر ایسے خنجر چلا رہا ہے جو بظاہر تو بڑے میٹھے اور پرسکون ہیں مگر اندرونی طور پر وہ انتہائی خطرناک زہر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

پچھلے دنوں اخبار نے اطلاع دی کہ پاکستان کے ہزاروں نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن بننے والی اور اپنے آپ کو فحاشی اور عریانیت میں نمبرون کہلوانے والی اداکارہ ریما بھارت کے دورے پر گئیں تو پاکستان کے نوجوانوں کی طرح ہندوستان کے نوجوانوں کے دلوں کی بھی یہ فنکارہ دھڑکن بنی رہی اور نوجوان نسل نے اسے بھارت میں بہت ہی عزت دی اور ہاتھوں پر اٹھائے رکھا، اتنی زیادہ چاہت اور محبت کی بنا پر ریما 14 گھنٹے کھانا بھی نہ کھا سکی۔ یہ خبریں تھیں جو ایک سچے مسلمان کی غیرت کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی تھیں مگر یہاں پر کسی پاکستان، اسلام سے محبت کا دعویٰ کرنے والے کی غیرت نہ جاگی اور مزید یہ کہ ادھر سے بھی مزید فنکارائیں ادھر کا دورہ اور فنکاری کا مظاہرہ کرنے کے لئے آئیں گی۔ دونوں ممالک کی فلمی صنعت پچھلی تمام رنجشیں چھوڑ کر ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہو کر فلمیں بنائے گی اور پاکستان کی فلم انڈسٹری پہلے کی نسبت نکھرے گی۔

قارئین کرام! ان کے نکھرنے سے مراد ہے کہ رہی سہی حیا بھی ختم ہو جائے گی اور پاکستان کے فنکاروں کے جسم پر جو مختصر لباس ہے یہ یا تو مزید مختصر ہو جائے گا یا پھر ختم ہو کر رہ جائے گا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ ازل سے ہم سے نفرت کرنے والا بنیا مسلمانوں پر اس قدر مہربان کیوں ہے؟ اس لئے کہ وہ مسلمانوں کو اب میٹھی چھری سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو انہوں نے ہر حربے سے ختم کرنے کے داؤ پیچ کھیل لئے، ہر حربہ آزمایا، سارے کھیل کھیل لئے مگر ناکام رہے۔ اب وہ مسلمانوں کو اس انداز سے ختم کرنے کے لئے، سلطان محمود غزنوی، شہاب الدین غوری اور احمد شاہ ابدالی اور دین اسلام کی جرأت وایمان کے پیکر محمد بن قاسم کے حملوں کا بدلہ لینے کے لئے اپنے سومنات کے بت کا بدلہ لینے کے لئے برصغیر کی تقسیم کا انتقام لینے کے لئے سازشوں کا جال بن رہا ہے۔ مگر بے چارہ ہندو کیا جانے کہ اسلام کو آج تک ان کا کوئی بھی بزدل سالار ہلکی سی آنچ بھی نہ دے سکا۔

قرطاس مستورات

مراسلہ: شہناز صفدر

مسور پلاؤ:

اشیاء	مقدار	اشیاء	مقدار
مسور ثابت	آدھا کلو	چاول	تین پاؤ
آلو	دو عدد درمیانے	ٹماٹر	تین عدد
پیاز	تین عدد	دار چینی	دو عدد
بڑی الائچی	دو عدد	چھوٹی الائچی	چار عدد
لونگ	چھ عدد	کالی مرچ	آٹھ عدد
سفید زیرہ	ایک چائے کا چمچ	ادرک، لہسن	پیس کر دو چمچ
لال مرچ	ایک چائے کا چمچ	دھنیا پاؤڈر	تین کھانے کے چمچ
ہلدی	ایک چائے کا چمچ	نمک	حسب ذائقہ
ہری مرچ	ثابت تین عدد	کیوڑا	دو کھانے کے چمچ
زردہ رنگ	چٹکی بھر	کوکنگ آئل	دو سالن والے چمچ
دودھ	آدھی پیالی		

ترکیب:

ثابت مسور کو نیم ابال لیں اور چاولوں کو ایک کنی ابال لیں۔

اب دیگچی میں کوکنگ آئل ڈال کر گرم کریں اور اس میں پیاز ڈال کر براؤن کر لیں۔ براؤن کی ہوئی آدھی پیالی پیاز الگ کر لیں۔ اب اس آدھے میں سارا مسالہ ڈال دیں۔ ایک منٹ بعد ادرک، لہسن، پیاز، سرخ مرچ، دھنیا، ہلدی، نمک اور ٹماٹر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے شامل کر کے آدھی پیالی پانی گرا کر مسالہ بھون لیں اور پھر اس میں آلو ڈال دیں پھر اس کو اچھی طرح بھون لیں اور پھر ایک پیالی اس میں پانی ڈال لیں۔ ابالا آنے پر نیم ابلی ہوئی مسور اور بقایا براؤن پیاز ڈال کر مکس کر لیں اور ڈھانپ کر ہلکی آنچ کر دیں۔ جب ثابت مسور اچھی طرح گل جائیں تو اس میں ہری مرچ ڈال کر پانچ منٹ کے لئے اس تمام مسالے کو اور مسور کو دم پر رکھ دے اور آدھ کنی ابلے ہوئے چاول کو دوسری پتیلی میں گھی ڈال کر چاول ڈالیں پھر مسور پھر چاول پھر مسور اس دو تین تہہ مسور اور چاولوں کی لگا کر کیوڑہ میں زردہ رنگ ڈال کر چاولوں پر چھڑک دیں اور آخر میں اس پر دودھ چھڑک دیں اور دیگچی کو ڈھانپ کر دو منٹ تیز آنچ کر لیں اور پھر آنچ ہلکی کر کے اس پر دم دیں۔ مسور پلاؤ تیار۔ اب اسے آپ مہمانوں کو بھی پیش کر سکتے ہیں اور اگر کچھ اشیاء کم کرنی ہوں کر سکتے ہیں۔

پسندیدہ اشعار

قدم شب اٹھے بھی نہ تھے اور سفر تمام ہوا
غضب ہے راہ کا اتنا بھی مختصر ہونا

امتیاز یٰسین

کشمیر کی مٹی مانگتی ہے خوں میرے جگر کے ٹکڑوں کا
نہیں اس کی پیاس بجھا پائے کوہساروں میں بہتے دریا

اخت غازی ابوسعد، قبولہ شریف

اے قاسم اشیاء! تیری تقسیم عجب ہے
دستار بھی انہیں دی جو سر نہیں رکھتے

صائمہ عظیم، حاصلپور

کہو موت کی شام سے آج نکلے
کہ ہم نے مقدر کی ہستی مٹا دی
ہمیں لوٹ کر گھر جانا نہیں
ہم نے کناروں پہ کشتی جلا دی

عائشہ عبدالرشید

کافر رکھتا ہے عزم ہمیں قتل کرنے کا
بتا دو انہیں کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے

نوریا جاوید، ساہیوال

رکھتے ہیں خون آباء کا اب تک وہی رگوں میں
شک ہو جسے وہ کرے پھر امتحان ہمارا
ہم خاک ہو گئے گو پامال کرنے والو
اٹھے ہیں ہم کہ پھر سے ہو سارا جہاں ہمارا

ماریہ عبدالرشید

آج بھی ہو اگر جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

شمائلہ نواز، مریدکے

اے مغربی تہذیب تیری بات رہ گئی
نسوانیت کی شرم ہی آنکھوں سے بہہ گئی

سلمٰی عندلیب، وہاڑی

گھریلو ٹوٹکے

پاؤں کی انگلیوں پر سوزش:

اکثر لوگوں کی پاؤں کی انگلیاں سردیوں میں سردی کی وجہ سے سرخ ہو کر سوج جاتی ہیں۔ پاؤں کی سوج کو دور کرنے کے لئے دیسی شلجم ابال لیں۔ ابلے ہوئے شلجم کے پانی میں نمک اور سرسوں کا تیل ملا کر پاؤں کو اس میں ڈبوئے رکھیں اور شلجم کے ٹکڑوں کی آہستہ آہستہ اپنی انگلیوں پر مساج کریں۔ تھوڑی دیر تک یہ مساج کرتے رہیں اور پھر پاؤں کو خشک کر کے سوتی ململ کا کپڑا لپیٹ لیں اور سو جائیں۔ ان شاء اللہ اٹھتے وقت تک پاؤں کی انگلیوں سے سرخی اور سوج ختم ہو جائے گی۔ یہ عمل رات اور دن میں جب چاہیں کر سکتے ہیں۔

سوکھی پالش کو کارگر بنانا:

کبھی کبھار جوتوں والی پالش زیادہ مدت ہونے کی وجہ سے سوکھ جاتی ہے۔ سوکھی ہوئی پالش میں اگر تھوڑا سا پیٹرول ڈال کر ملا لیا جائے۔ تو وہ نرم ہو کر دوبارہ پالش/جوتے پر کرنے کے قابل ہو جائے گی۔

ادرک سے پیٹ درد کا علاج:

اگر پیٹ میں شدید درد ہو تو تھوڑے سے ادرک کو پہلے اچھی طرح کوٹ کر باریک کر لیں اور پھر پسے ہوئے ادرک کو آٹے میں ملا کر روٹی بنا کر کھائیں تو اس سے پیٹ کی تکلیف کو افاقہ ہوگا اور نہ ہی مرض اعادہ کرتا ہے۔

پھٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کا بینگن سے علاج:

اکثر مرد و زن کے سردیوں میں ہاتھ پاؤں پھٹ جاتے ہیں تو اس کے لئے پکے (یعنی کھانے کے لئے پکائے ہوئے نہیں) بینگن کو لے کر اچھی طرح پیس کر باریک کر لیں اور پھر پسے ہوئے بینگن سے چار گنا زیادہ ویسلین لے کر اس میں اچھی طرح ملا کر مرہم تیار کر لیں اور روزانہ ہاتھ پاؤں اچھی طرح دھو کر لگائیں تو ہاتھ پاؤں مزید پھٹنا بند ہو جائیں گے اور پھٹے ہوئے ہاتھ پاؤں بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر آپ کے ہاتھ پاؤں کو بہت زیادہ پسینہ آتا ہے تو پھر آپ بینگن کو ابال کر اس کے پانی سے ہاتھ پاؤں دھو لیں پسینہ آنا بند ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ماہنامہ
طیبات
لاہور
پاکستان
خواتین اسلام کا ترجمان
2 ذوالحجہ 1424ھ فروری 2004ء

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ.

یہ ہر ماہ ، ہر تقریب پر

نت نئے فیشن نت نئے فحش لباسوں کی بھرمار...

آخر کیوں؟

کیا ہمارا دین فاحشہ عورتوں کی نقالی کی اجازت دیتا ہے؟

اسرائیلی فوجیوں میں جرأت انکار......

اسلام کے نام لیواؤں میں کیوں نہیں.....؟

ماہ محرم

نیا اسلامی سال اور اس کے تقاضے

دنیا میں جتنے بھی سنین جاری ہیں، اکثر شخصیات کے گرد گھومتے ہیں۔ اگر سن عیسوی، عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی سے شروع ہوتا ہے تو بکرمی سن ہندو حکمران بکر ماجیت کی پیدائش سے تعلق رکھتا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس دیگر سن شخصی یا علاقائی ہیں۔ اس کے برعکس اسلام نے انبیاء کے امام محمد ﷺ کے یوم پیدائش یا یوم وفات سے اپنے سن کا آغاز کیوں نہیں کیا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ کسی کے پیدا ہونے اور فوت ہونے میں اس شخصیت کا کیا کمال ہے؟ کمال تو اس کے عمل سے واضح ہوتا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلامی سن کا آغاز ہی نبی ﷺ کی ہجرت ایسے عظیم عمل کی ہمیشہ کے لئے یاد تازہ کرتے رہنے کی غرض سے کیا تاکہ امت مسلمہ عروج و اقبال کے زینے چڑھتی چلی جائے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہم نے اسلام کے نام پہ ملک لے لیا لیکن قوم کو جرأت سے اتنا بھی نہ بتا سکے کہ ہمارا ملک لیلۃ القدر کی رات 27 ویں رمضان کو منصۂ شہود پر آیا۔ اسلامی کیلنڈر ہمیں تاریخ اسلام کی یادیں تازہ کرنے اور جہاد و قتال کے مراحل کی طرف لے جاتا ہے مگر افسوس! ہم نے اس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ تاریخِ اسلام کے اسباق یاد رکھنا ضروری ہیں۔ ہمارے اسلاف نے جو غلبہ حاصل کیا، وہ پیٹ بھرنے سے نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ کی اعلیٰ منازل کو پا کر ہی حاصل کیا تھا۔ انہوں نے معیشت کی بجائے دین کو ترجیح دی تو اللہ نے ان کے سارے معاملات ہی درست کر دیئے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنھم کا تقویٰ دیکھ لیں کہ ہجرت کرنے والے ہی سرداری کے اہل ٹھہرے۔ ہجرت جہاد کی بنیاد ہے اور جہاد غلبے اور فتح کی ضمانت ہے۔

نبی ﷺ ہجرت کی رات کعبے کے پاس سے گزرتے ہوئے کعبے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ''بیت اللہ مجھے تجھ سے بڑا پیار ہے مگر کیا کیا جائے، یہاں کے رہنے والے لوگ مسلمانوں کی جان و مال اور عزت کے درپے ہیں۔'' جب دین کی دعوت کے پھیلاؤ کے سارے امکانات ختم ہوتے نظر آئیں تو پھر ہجرت کا مرحلہ آتا ہے۔ ہجرت نبوی ہو یا ہجرت صحابہ، ہندوستان و افغانستان کے مسلمانوں کی ہجرت ہو یا فلسطین و کشمیر کے، سبھی کا مقصد مسلمان کی جان و مال اور عزت کا دفاع تھا اور ہے اور ہجرت سے اگلا مرحلہ کیا ہے؟ قرآن بتاتا ہے ''وَاَخْرِجُوْھُمْ مِنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ'' ''مسلمانو! ان کافروں کو وہاں سے نکالو جہاں سے تمہیں ان کافروں نے نکالا تھا۔'' آؤ محرم کے مبارک مہینے میں اس بات کا عزم کریں کہ ہم آپس کی لڑائیاں ختم کر کے مکمل اتحاد و اتفاق اور اعتصام بالحق کرتے ہوئے کافروں کے ظلم کو ختم کر کے دم لیں گے اور ان کو اللہ کے حکم کے مطابق مقبوضہ علاقوں سے نکال باہر کریں گے ان شاء اللہ۔ اس مرحلے تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام اور مسلمانوں کا درد اپنے اندر پیدا کریں۔ دنیا کے ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھیں اور گفتار کے غازی بننے کی بجائے ہجرت و جہاد جیسے افضل اعمال پر کاربند ہو کر عمل کے غازی بن کر پوری دنیا سے ظلم کا خاتمہ کر دیں کہ پوری زمین اس وقت خون مسلم سے رنگین ہے۔ ہمیں اب غیروں کی غلامی کا جوا اپنے گلے سے اتار پھینکنا چاہیے۔ مسلمانوں کی اجتماعیت کا خاتمہ ہو رہا ہے جبکہ اللہ کو تفرقہ بازی جو کہ مومنین کو کمزور کرنے کا باعث ہے، سخت ناپسند ہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ. (انفال۔٤٦)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو (اس صورت میں) پس تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' اس آیت کی سیدھی سادی تشریح ہی یہ ہے کہ صرف قرآن و حدیث سے ثابت شدہ باتیں ہی قابل عمل ہیں۔ باقی جو قرآن و حدیث کے مطابق اجتہادات ہوں، قبول کیے جائیں۔ آپس میں جھگڑا نہ کیا جائے۔ کتنے بے درد ہیں وہ لوگ جنہیں پوری دنیا میں بہتے ہوئے مسلم خون اور جلی ہوئی لاشوں کی سڑاند نہیں پہنچتی اور ادھر ایک دوسرے کو مردار ہے ہیں۔ اس آیت میں صبر کی تلقین کے ساتھ اللہ کی معیت کی خوشخبری ہے۔ قرآن مجید میں 99 آیات اس عمل کی عظمت کو واضح کر رہی ہیں۔ حرمت والے چار مہینے ازل سے تا قیامت قرار دیئے گئے ہیں۔ رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ ان میں لڑائی منع ہے البتہ اگر کافر حملہ کر دیں تو پھر ان پر حملہ ضروری ہو جاتا ہے۔ محرم میں نو تاریخ کا روزہ ثابت ہے۔ اس سے گناہوں کی معافی ملتی ہے۔ نبی ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہود 10 محرم کو بنی اسرائیل کی فرعون سے نجات کی خوشی میں روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے آئندہ سال 9 محرم کو روزہ رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تاکہ اس آزادی کا شکریہ بھی ادا ہو جائے اور یہود کی مخالفت بھی ہو جائے۔ افسوس کہ آج ہمیں آزادی کی کوئی قدر نہیں۔ مسلمان کی مساجد، قرآن، قبلہ اول اور بیت اللہ کافروں کی دست بُرد کا شکار ہیں، ہمیں ان کا کچھ خیال نہیں۔ مسلمان کی عزت اجتماعی زیادتیوں کے نیچے دفن ہو رہی ہے۔ آپس کی لڑائی سے سختی کے ساتھ اللہ کے منع کرنے کے باوجود بھی ہم باز نہیں آ رہے تو کیا ہم ایسا کر کے اللہ کے عذاب کو دعوت نہیں دے رہے؟ ہمیں محرم میں سنت و جہاد کو تازہ کرنا ہوگا ۔ جہاد کا پہلا مرحلہ ہجرت 1947ء میں طے ہو چکا اور اب ان ظالم کافروں کے خلاف قتال کا مرحلہ آ چکا ہے۔ ان کے ایوانوں کے مسمار کرنے کا وقت آ گیا ہے جو کہ کافروں نے مسلمانوں کی لاشوں پر تعمیر کیے ہیں۔ لیکن اس مقصد کے لئے اسلامی تہذیب، اسلامی سن، اسلامی کیلنڈر، اسلامی ثقافت و شعار کو اپنانا اور شرک و بدعات سے احتراز اور جہاد فی سبیل اللہ بہت ضروری ہے۔ اللہ ہمیں عمل کی ہمت دے۔ آمین

آئیے قرآن سیکھئے

وجیہا قمر قصور

قسط نمبر 11

يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿47﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿48﴾ وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿49﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿50﴾ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿51﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿52﴾ (البقرہ۔۴۷تا۵۴)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ اور اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہیں دے سکے گا اور نہ شفاعت قبول ہوگی اور نہ کوئی بدلہ لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے اور جس وقت ہم نے نجات دی تم کو فرعونیوں سے جو تمہیں بدترین عذاب دیتے تھے جو تمہارے لڑکوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا چیر دیا اور تمہیں اس سے پار کرا دیا اور فرعونیوں کو تمہاری نظر کے سامنے ڈبو دیا۔ اور جس وقت وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور ظالم بن گئے۔ پھر ہم نے اس کے بعد بھی تمہیں معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔

تفسیر:

بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد پر جو نعمت الٰہیہ انعام کی گئی تھی اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان میں سے رسول ہوئے اور کتابیں اتریں انہیں دوسرے لوگوں پر مرتبہ دیا گیا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ (المائدہ:۲۰)

ترجمہ: اور جس وقت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر انعام کی گئی ہے تم میں اس نے پیغمبر پیدا کئے تمہیں بادشاہ بنایا اور وہ کچھ دیا جو تمام زمانے کو نہیں دیا۔

تمام لوگوں پر فضیلت ملنے سے مراد ان کے زمانے کے تمام اور لوگ ہیں۔ اس لئے کہ امت محمدیہ ان سے یقیناً افضل ہے اس امت کی نسبت فرمایا گیا ہے کنتم خیر امۃ تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے بنائی گئی ہو تم بھلائیوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔

مسانید اور سنن میں مروی ہے کہ نبی فرماتے ہیں کہ تم سترویں امت ہو اور سب سے بہتر اور بزرگ ہو۔

واتقوا...... نعمتوں کے بیان کرنے کے بعد اب عذاب سے ڈرایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ کوئی کسی کو کچھ فائدہ نہ دے گا جیسے فرمایا ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ یعنی کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ فرمایا

لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ

اس دن ہر شخص نفسا نفسی میں پڑا ہوگا اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کا خوف کھاؤ اور اس دن سے ڈرو جس دن باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا اور ارشاد ہے۔

وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ

یعنی کسی کافر کی نہ کوئی سفارش کرے نہ اس کی سفارش قبول ہو اور فرمایا

ان کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہ دے گی۔

دوسری جگہ اہل جہنم کا یہ مقولہ نقل کیا گیا ہے کہ افسوس آج ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے نہ دوست' یہ بھی ارشاد ہے فدیہ بھی نہ لیا جائے گا اور جو لوگ کفر پر مر جاتے ہیں وہ اگر زمین بھر کر سونا دیں اور ہمارے عذابوں سے چھوٹنا چاہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا ایک اور جگہ ہے وہ کافروں کے پاس اگر تمام زمین کی چیزیں اور اس کے مثال اور بھی ہوں اور قیامت کے دن وہ اسے فدیہ دے کر عذابوں سے بچنا چاہیں تو بھی کچھ قبول نہ ہوگا اور دردناک عذابوں میں مبتلا رہیں گے ایک اور جگہ ہے گو وہ زبردست فدیہ دیں پھر بھی قبول نہیں۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اسی کی آگ تمہاری وارث ہے مطلب یہ ہے کہ ایمان کے بغیر سفارش اور شفاعت کا آسرا بیکار محض ہے قرآن میں ارشاد ہے۔ اس دن سے پہلے نیکیاں کر لو جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی اور شفاعت مزید فرمایا

لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ۔ (ابراہیم:۳۱)

اس دن بیع نہیں ہوگی نہ دوستی

ایک اور آیت میں ہے

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً (الاحقاف:۲۸)

اللہ کی نزدیکی کے لئے وہ اللہ کے سوا جن کی پوجاپاٹ کرتے تھے آج وہ معبود اپنے عابدوں کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ سب کے سب آج گردنیں جھکائے تابع فرمان بنے کھڑے ہیں بلکہ وہ تو غائب ہو گئے مطلب یہ کہ محبتیں فنا ہو گئیں' رشتے کٹ گئیں' شفاعتیں مٹ گئیں' آپس کی امداد و نصرت نابود ہو گئی

معاملہ اس عادل' حاکم' جبار و قہار 'اللہ تعالیٰ' مالک الملک سے پڑا ہے جس کے ہاں سفارشیوں اور مددگاروں کی مدد کچھ کام نہ آئے بلکہ اپنی تمام برائیوں کا بدلہ بھگتنا پڑے گا' ہاں یہ اس کی کمال بندہ پروری اور رحم و کرم' انعام و اکرام ہے کہ گناہ کا بدلہ برابر دے اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا بڑا کر دے قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے کہ ٹھہراؤ تاکہ ان سے ایک سوال کر لیا جائے کہ آج یہ ایک دوسرے کی مدد چھوڑ کر نفسی نفسی میں کیوں مشغول ہیں؟ بلکہ ہمارے سامنے سر جھکائے اور تابع فرمان ہیں۔

واذ نجینکم من ......

ان آیتوں میں احسانات کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے کہ اے اولاد یعقوب میری اس مہربانی کو بھی یاد رکھو کہ میں نے تمہیں فرعون کے بدترین عذابوں سے چھٹکارا دیا۔

فرعون نے ایک خواب دیکھا تھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ بھڑکی جو مصر کے ہر ہر قبطی کے گھر میں گھس گئی اور بنی اسرائیل کے مکانات میں یہ نہیں گئی جس کی تعبیر یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہو گا جس کے ہاتھوں اس کا غرور ٹوٹے گا اس کو دعویٰ ربوبیت کی بدترین سزا اسے ملے گی! اس لئے اس ملعون نے چاروں طرف احکام جاری کر دیئے کہ بنی اسرائیل میں جو نومولود بھی پیدا ہو' سرکاری طور سے اس کی دیکھ بھال رکھی جائے اگر لڑکا ہو تو فوراً مار ڈالا جائے اور لڑکی ہو تو چھوڑ دی جائے [illegible] بنی اسرائیل سے سخت بیگار لی جائے ہر طرح [illegible] کے کاموں [illegible] بر عذاب [illegible] کے مار ڈالے [illegible] سورہ ابراہیم میں [illegible]

یسومونکم کے معنی [illegible] یعنی وہ برابر دکھ دیئے جاتے تھے چونکہ اس آیت میں پہلے یہ فرمایا تھا کہ میری انعام کی ہوئی نعمت کو یاد کرو اس میں فرعون کے عذاب کی تفسیر لڑکوں کے قتل کرنے کے طور پر بیان فرمایا اور سورہ ابراہیم کے شروع میں فرمایا تھا کہ تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اس لئے وہاں عطف کے ساتھ بیان فرمایا تاکہ نعمتوں کی تعداد زیادہ ہو' یعنی متفرق عذابوں سے اور بچوں کے قتل ہونے سے تمہیں سیدنا موسیٰ کے ہاتھوں نجات دلوائی۔ مصر کے جتنے بادشاہ عمالیق وغیرہ کفار میں سے ہوئے تھے ان سب کو فرعون کہا جاتا تھا جیسے کہ روم کے بادشاہ کو قیصر اور فارس کے بادشاہ کو کسریٰ اور یمن کے بادشاہ کو تبع اور حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی اور ہند کے بادشاہ کو بطلیموس ہوتا تھا ان دنوں اس فرعون کا نام رعمیس تھا۔

عمرو بن میمون اودی فرماتے ہیں کہ جب سیدنا موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر نکلے اور فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ جب مرغ بولے تب تم سب نکلو اور ان سب کو پکڑ کر قتل کر ڈالو لیکن اس رات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صبح تک کوئی مرغ نہ بولا مرغ کی آواز سنتے ہی فرعون نے ایک بکری ذبح کی اور کہا کہ اس کی کلیجی سے میں فارغ ہو لوں اس سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر جرار میرے پاس حاضر ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ لشکر حاضر ہو گیا اور یہ ملعون اتنی بڑی جمعیت کو لے کر بنی اسرائیل کی ہلاکت کے لئے بڑے کروفر سے نکلا اور دریا کے کنارے انہیں پالیا۔ اب بنی اسرائیل پر دنیا تنگ ہو گئی پیچھے ہٹیں تو فرعونیوں کی تلواروں کی بھینٹ چڑھیں گے آگے بڑھیں تو دریا کے پانی کا لقمہ بنیں۔ اس وقت سیدنا یوشع بن نون نے کہا کہ اے اللہ کے نبی اب کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا حکم الٰہی ہمارا رہنما ہے یہ سنتے ہی انہوں نے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا لیکن گہرے پانی میں جب غوطے کھانے لگا تو پھر کنارے کی طرف لوٹ آئے اور پوچھا: "اے موسیٰ! رب کی مدد کہاں ہے؟ ہم نہ آپ کو جھوٹا جانتے ہیں نہ رب کو۔ تین مرتبہ ایسا ہی کہا" اب سیدنا موسیٰ کی طرف وحی آئی کہ اپنا عصا دریا پر مارو۔ عصا مارتے ہی پانی نے راستہ دے دیا اور پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ سیدنا موسیٰ اور آپ کے ماننے والے ان راستوں سے گزر گئے انہیں اس طرح پار اترتے دیکھ کر فرعون اور فرعونی افواج نے بھی اپنے گھوڑے انہی راستوں پر ڈال دیئے۔ جب تمام کے تمام اس میں داخل ہو گئے تو پانی کو مل جانے کا حکم ہوا۔ پانی کے ملتے ہی تمام کے تمام ڈوب مرے۔ بنی اسرائیل نے قدرت الٰہی کا یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھا جس سے وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ اپنی آزادی اور فرعون کی بربادی ان کے لئے خوشی کا سبب بنی۔ یہ بھی مروی ہے کہ یہ دن عاشورہ کا تھا [illegible] اور مسند احمد میں حدیث ہے کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں پوچھا کہ تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ اس مبارک دن میں بنی اسرائیل نے فرعون کے ظلم سے نجات پائی اور ان کا دشمن غرق ہوا جس کے شکریہ میں موسیٰ نے روزہ رکھا آپ نے فرمایا تم سے زیادہ حق دار موسیٰ کی میں ہوں۔

واذ واعدنا موسی......

یہاں پر بھی اللہ برتر و اعلیٰ اپنے احسانات یاد دلا رہا ہے کہ تمہارے نبی موسیٰ چالیس دن کے وعدے پر تمہارے پاس سے گئے اور اس کے بعد تم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی پھر ان کے آنے پر جب تم نے اس شرک سے توبہ کی تو ہم نے تمہارے اتنے بڑے کفر کو بخش دیا اور قرآن میں ہے واذ وعدنا موسی ثلاثین لیلة واتممنا ها بعشر یعنی ہم نے سیدنا موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دس بڑھا کر پوری چالیس کر دیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وعدے کا زمانہ ذوالقعدہ کا پورا مہینہ اور دس دن ذوالحجہ کے تھے یہ واقعہ فرعونیوں سے نجات پا کر دریا سے بچ کر نکل جانے کے بعد پیش آیا تھا۔

اللہ کرے آج کا فرعون اور اس کے گرگے یہودی بھی اپنے پیشرو فرعون والے انجام سے جلد دوچار ہوں۔ آمین

بقیہ والفجر

سویرے فضائی آلودگی سے صاف ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں سانس لینے سے جسم کو فرحت اور تازگی کا حسن ملتا ہے۔

صبح شفق پر پھیلنے والی سرخی ...... اور پھر سورج کی دھیرے دھیرے بڑھنے والی تمازت بھی انسانی جسم کے لئے صحت کا پیغام بن کر آتی ہے۔

رات بھر آرام کے بعد جسم بیدار ہوتا ہے تو نظام ہضم' نظام تنفس' دوران خون اور درجہ حرارت اپنے معمول پر آ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ طبیب حضرات نہار منہ مریض کی کیفیت کا معائنہ کرتے ہیں اور اس کی نبض دیکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس پر دنیا بھر کے تمام ڈاکٹرز کا اتفاق ہے' اسی لئے ہر ہسپتال میں ڈاکٹر چیک کرنے کے لئے صبح صبح راؤنڈ کرتے ہیں۔

ورزش کے طریقے بھی صبح کے وقت کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ صبح چہل قدمی کرنا' کھیتوں اور باغوں میں سیر کرنا علم الابدان کے ماہرین اکثر مریضوں کے لئے تجویز کرتے اور اسے حفظان صحت کا ایک اہم اصول گردانتے ہیں۔

صبح کے وقت میں اللہ کے رکھے ہوئے فرحت و صحت کے تمام خزانے ایک بندہ مومن صرف صبح کی نماز کے لئے اٹھ کر کسی تردد' پریشانی اور تکلیف کے بغیر حاصل کر لیتا ہے۔ جب وہ نماز کے لئے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف چلتا ہے تو قدم قدم پر نیکیوں کا خزانہ حاصل کرنے کے ساتھ صبح کی سیر کے تمام فوائد بھی سمیٹ لیتا ہے۔

کاش! ایک ڈاکٹر کے کہنے پر بوجھل دل کے ساتھ سیر کرنے والے مریض ...... اپنے حکیم و علیم رب کے فرمان ...... "الصلوة خير من النوم" پر عمل کریں۔ اور دنیوی صحت کے ساتھ ساتھ اخروی اور دائمی عیش و عشرت بھی حاصل کر لیں۔

جاگنے کی اجازت:

رات کو جاگنے کی اجازت صرف اس شخص کے لئے ہے جو حصول علم' دینی کتب کا مطالعہ اور عبادات میں مصروف رہنا چاہتا ہے۔ ابو بکر بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ میرے والد (ابو موسیٰ) عشاء کے بعد ایک روز عمرؓ کے پاس آئے عمرؓ نے پوچھا "کہو کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا!" "آیئے ہم دینی امور سمجھنے کے لئے مذاکرہ کریں" ابو موسیٰ کہتے ہیں رات گئے تک بات چیت جاری رہی' پھر میں نے کہا آیئے! اب نماز پڑھیں (یعنی نفل) عمرؓ نے فرمایا کہ میں نماز ہی میں ہوں۔ (دین کے مسئلے سمجھ سمجھا رہا ہوں اور یہ بھی عبادت میں شامل ہے۔)

ام عبد منیب

والفجر اور قسم ہے فجر کی

اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا (صحیحین' الطبرانی فی الاوسط)

اے "اللہ میری امت کے بکور یعنی دن کے پہلے حصے میں برکت دے" (آمین)

یہ وہ دعائے برکت ہے جو اپنی امت کے لئے رسول ﷺ نے اس رب العالمین سے مانگی جو ارض وسماء کا پیدا کرنے والا' سورج اور چاند کو اپنے اپنے مدار پر دوڑانے والا اور رات اور دن کو آگے' پیچھے لانے اور لے جانے والا ہے۔

دنیا کے مہذب اور غیر مہذب' دانش ور اور کم علم' شہری ودیہاتی سبھی انسان یہ حقیقت جانتے اور محسوس کرتے ہیں کہ صبح کا وقت اپنی برکات اور ثمرات میں دن کے دوسرے تمام اوقات سے منفرد بھی ہے اور افضل بھی۔

رات کو جب زندگی کا ہنگامہ تھم جاتا ہے پوری دنیا کو ایک پرسکون اور اطمینان آمیز سکوت کا سحر ٹھنڈی میٹھی لوری دے کر سلا دیتا ہے...... جب چاند' ستارے اور کہکشاؤں کے جھرمٹ نیلے آسمان پر محفل نشاط ونور سجا لیتے ہیں...... تو اس کی کوکھ سے وہ وقت جنم لیتا ہے جب انسانی جسم' دن بھر کی مشقت کے بعد سو کر...... اپنی تھکن کو رات کے سناٹے کے سپرد کر کے صبح دم نئی زندگی اور نئی توانائی کے ساتھ کارزار حیات میں اترتا ہے۔

یہی وہ وقت ہے جب ذہن اپنے ارادوں اور ولولوں کو باہم متفق پاتا اور کچھ کر گزرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیتا ہے۔

یہی وہ وقت ہے جب مرغ اہل آسمان کو دیکھ کر بانگ دیتے...... اللہ کی ربوبیت کا اعلان کرتے اور فضائے بسیط میں اپنی کی صوتی لہریں بکھیر کر دوسروں کو بھی ہم نوا وہم فکر بننے کی دعوت دیتے ہیں۔

یہی وہ وقت ہے جب جانور بیدار ہو کر رب العالمین کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان کو اس بابرکت وقت کا اتنا صحیح ادراک ہوتا ہے کہ شفق پر لالی پھیلے یا نہ پھیلے' سورج نظر آئے یا نہ آئے۔ بہر صورت اپنی تسبیح خوانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور پھر خالی پیٹ گھونسلوں سے نکل کر حصول معاش کے بعد شام کو لوٹ آتے ہیں۔

یہی وہ وقت ہے جب شبنم کے ننھے ننھے آب دار قطرے پتوں اور پھولوں کی مخملیں سیج پر بیٹھ کر اہل نظر کے لئے کیف وسرور بہم کرتے ہیں۔

یہی وہ وقت ہے جب باد نسیم' باد صبا اور باد سحر جیسے ناموں سے یاد کی جانے والی خوش گوار ہوا کے جھونکے آتے ہیں۔

یہی وہ سرور آگیں' کیف آمیز' روح پرور وقت ہے جس کے مرقع اوصاف پر ہر زبان کے شعر وادب کے موتی جڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یہی وہ وقت ہے جب کسان خشک زمین کے سینے میں بیج ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بالیدگی سے نواز کر زمین کو سبز خلعت پہناتا اور خطہ ارضی پر بسنے والے ان گنت انسانوں اور جانوں کے لئے غذا تیار کرتا ہے۔

یہی وہ وقت ہے جب سرسبز پودے آکسیجن کا حیات بخش جوہر' فضا کے حوالے کرتے ہیں' یوں رب العالمین انسانوں اور حیوانوں کے تنفس کو جاری رکھنے کا سامان مہیا کرتا ہے۔

یہی وہ وقت ہے جب بیمار بھی مرض میں افاقہ اور جسم میں آسودگی کی نعمت محسوس کرتے ہیں۔

رسول ﷺ نے "بکور" کہہ کر اس وقت میں برکت کے لئے دعا کی

بکور ہے کیا؟ اس کیلئے عربی کی طرف رجوع کیا تو پتا چلا کہ بکر کسی چیز کے پہلے حصے کا نام ہے نیز اس کا مطلب کنوار پن بھی ہے۔ (الیاس قاموس العصری)

اہل زمین نے دن کے اس پہلے حصے کو کئی ناموں اور حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

قرآن میں اس کے نام سحر' فجر اور صبح بھی آئے ہیں۔

ہمارے اردو محاورے میں کبھی تو سحر فجر اور صبح کو ہم معنی استعمال کی اجازت ہے اور کبھی اس میں فرق بھی کیا جاتا ہے۔ اسے سحری کہتے ہیں مثلاً رمضان میں جس وقت کھانا کھا کر روزہ رکھا جاتا ہے اسے سحری کہتے ہیں اور اس کے بعد اذان اور نماز کے وقت کے لئے لفظ صبح اور فجر البتہ ضحیٰ یعنی چاشت کا وقت سورج نکلنے کے بعد سے لے کر...... اس کے اچھے خاصے بلند ہو جانے کے عرصے پر محیط سمجھا جاتا ہے۔

رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا کیئے تھے۔ آپ نے دن کے پہلے پہر کے کسی مخصوص حصے کا نام لینے کی بجائے اس کا ایک جامع نام لیا تا کہ ہر زبان اور ہر محاورے کے مطابق...... دن کے پہلے حصے میں موجود ہر لمحہ اور گھڑی اس دعائے برکت کے احاطہ رحمت میں سمٹ کر خوش نصیب امتیوں کے لئے سعادت کا پیش خیمہ بن جائے۔

اور اب آیئے! یہ دیکھیں کہ رسول ﷺ کے پیش کردہ دین کی زبان اور بیان میں ان اوقات بکور کا تعین کس طرح کیا گیا ہے:

سحر:

سحر کا اصل مطلب پھیپھڑے کے ہیں۔ مجازاً اس کا استعمال صبح سے کچھ پہلے رات کے آخری حصے کے لئے ہوتا ہے۔ جب رات کی سیاہی دن کی روشنی سے مل جاتی ہے کیونکہ یہ دن کے آنے اور صبح کے سانس لینے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت کا نام بطور استعارہ پڑا۔ (لغات القرآن)

قرآن حکیم میں سحر کا لفظ نماز اور اذان سے قبل کے وقت ہی کے

لئے آیا ہے۔

اہل ایمان کی تعریف میں فرمان الٰہی ہے:

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ (۱۷) وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

وہ راتوں کو کم ہی سوتے تھے' پھر وہ رات کے پچھلے پہروں میں استغفار کرتے تھے"

نیز فرمایا:

الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ

صبر کرنے والے' سچ بولنے والے' عبادت میں لگے رہنے والے۔ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے' اور سحر کے وقت معافی مانگنے والے

سحری کھایا کرو' اس کے لئے سحری میں برکت ہے"۔ (بخاری ومسلم)

معلوم ہوا کہ سحر یا سحری اصلاً رات کا حصہ ہے لیکن فجر کے ساتھ ملحق ہونے کی وجہ سے یہ بھی "بکور" کی برکات سے معمور ہے اور یہ وہ وقت ہے جس میں نماز تہجد ادا کی جاتی ہے۔

لیلۃ القدر (قدر والی رات) کب تک رہتی ہے؟ قرآن حکیم نے اس کی جو وضاحت کی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سحر رات کا آخری حصہ ہے اور فجر دن کا ابتدائی وقت...... حکم ہے:

سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر ۶)

وہ رات) سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک"

فجر کا آغاز اور اس کا اختتام کیا ہے؟ اس کی وضاحت اس حدیث میں ملتی ہے جس میں رسول ﷺ نے نماز کے اوقات کے بارے میں بتایا اور کہا مجھے جبریل نے فجر اس وقت پڑھائی جب روزہ دار کھانا پینا ترک کر دیتا ہے"...... اور پھر اسی حدیث میں دوسرے روز کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "دوسرے دن نماز فجر اس وقت پڑھائی جب روشنی پھیل گئی"۔

(ایک طویل حدیث کا حصہ...... سنن ابی داوٗد' باب مواقیت الصلوٰۃ)

صبح اور صباح:

اس کا مطلب بھی پو پھٹنا ہے۔ اللہ نے صبح کے حوالے سے اپنا تعارف یوں کرایا: فالق الاصباح (وہ صبح کا پھاڑنے والا ہے)

فجر جس کی اللہ نے قسم اٹھائی انتہائی زیادہ فضیلت و برکت والا وقت ہے تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں' ہے کوئی سوالی میں اسے عطا کروں' کوئی مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے تو میں اس کے گناہ معاف کر دوں

اقبال نے سحر کے عنوان کے تحت کہا تھا۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذان سے پیدا
(ضرب کلیم)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ مندرجہ ذیل حدیث میں اذان سحر کا ذکر ہے کہ بلال رات کو (جگانے کے لئے) اذان دیتے' لہٰذا رسول ﷺ نے فرمایا

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان تک سحری کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ وہ طلوع فجر سے پہلے اذان نہیں دیتے۔ (بخاری ومسلم)

فجر:

اس کا مطلب پو پھٹنا ہے صبح کی سفید سفید' دھیرے دھیرے پھیلنے والی روشنی کا نام ہے اور یہ سحر کے بعد کا وقت ہے۔ چنانچہ روزہ داروں کے لئے ارشاد ربانی ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ ہو جائے۔

ضحیٰ:

اسے اردو اور فارسی میں چاشت کہتے ہیں۔ اہل عرب نے سورج نکلنے کے بعد بالترتیب مندرجہ ذیل نام تجویز کر رکھے ہیں۔ اشراق' بکور' غدوہ ضحیٰ' ہاجرہ' (مترافات القرآن)

اس ترتیب کے مطابق ضحیٰ دن کے پہلے حصے کا آخری وقت ہے۔ جب کہ عموماً ان چاروں اوقات کو کسی وقت کا نام لے کر ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اردو میں اس سارے وقت کا نام چاشت (پنجابی میں چھاہ ویلا) ہے۔

اور اس تمام وقت میں کسی وقت بھی نفلی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہے کہ زید بن ارقم ؓ نے کچھ "لوگوں کو چاشت کی نماز ادا کرتے دیکھا تو کہا" کیا لوگوں کو علم نہیں کہ اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز کے لئے افضل ہے اور یہ وہ وقت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

نماز اوابین کا وقت تب ہی ہوتا ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔ (مسلم)

بکور...... دن کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے کون کون سی رحمتوں' برکتوں اور مہربانیوں کے گوہر نایاب رکھ دیئے ہیں۔ قرآن وحدیث کی الہامی عبادات ان کی وضاحت کیسے کرتی ہیں؟

اب ذرا اس کا تذکرہ ہو جائے اور ابتدا اس وقت کے نقطہ آغاز کے پیشرو سحر سے۔

سحر کی برکات:

ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہمارا رب ہر رات جب آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے:

کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں' کون! مجھ سے کچھ مانگتا ہے کہ میں اس کو دوں' کون! مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کر دوں" (بخاری)

نیز فرمایا:

"رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں بندہ مومن اللہ سے دنیا وآخرت کی بھلائی طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے" (مسلم)

اور ارشاد فرمایا:

"رات کے آخری حصے میں رب اپنے بندے کے بہت قریب ہوتا ہے لہٰذا اگر اس وقت اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہونے کی ہمت کر سکو تو کرو" (سنن ترمذی)

سورہ آل عمران میں انسان کی فطرت میں رکھی گئی بیویوں بیٹوں' سونے چاندی گھوڑوں مویشی اور کھیتی کی محبت کا ذکر کرنے اور اسے دنیا کا سامان کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی وضاحت فرماتا ہے کہ اس سے بہتر چیز تو پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس باغات' پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور ان لوگوں کے اوصاف کا یوں ذکر کیا: (آل عمران)

جو اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں ہمارے گناہ معاف کر دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ صبر کرنے والے' سچ بولنے والے' عبادت میں لگے رہنے والے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور سحر کے وقت معافی مانگنے والے" (آل عمران ۱۷'۱۶)

معلوم ہوا کہ مذکورہ تمام صفات کے حامل لوگ سحر کے وقت اللہ سے استغفار کرنے والے ضرور ہوتے ہیں۔

اللہ نے ان لوگوں کا ذکر اسی طرح بھی کیا:

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ (۱۷) وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الذاریات ۱۷'۱۸)

تہجد:

رات کے اس آخری وقت اور صبح کے پیشرو کی سب سے اہم اور افضل عبادت تہجد ہے جسے قیام اللیل بھی کہتے ہیں جس کے بارے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

فرض نمازوں کے بعد افضل نماز قیام اللیل ہے"۔

حقوق العباد کے ذکر کے ساتھ ساتھ نماز تہجد کا اجر آپ نے یوں بیان فرمایا:

اے لوگو! سلام کو عام کرو' کھانا کھلاؤ' رات کو نماز پڑھو جب کہ سب لوگ سو رہے ہوں اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (ترمذی)

نماز تہجد کی رکعات کی مسنون تعداد گیارہ ہے' آٹھ رکعت نفل اور تین رکعت وتر۔ (دیکھیے بخاری اور مسلم عن عبداللہ بن عباس)

لیکن جس شخص نے وتر نماز عشاء کے ساتھ پڑھ لئے ہیں وہ تہجد کے بعد ادا نہیں کرے گا اگر وقت کم ہو تو آٹھ رکعات سے بھی کم بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ عبداللہ بن عمر نے رسول ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ رات کو دو دو رکعت نماز پڑھو' جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھو یعنی وتر (بخاری و مسلم)

قیام اللیل اپنی استطاعت پر منحصر ہے۔ تیرہ یا آٹھ رکعات سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور صرف دو رکعت بھی نیز اللہ تعالیٰ کا ذکر' دعا' استغفار اور تلاوت بھی کی جاسکتی ہے۔

فجر یا صبح کی برکات:

ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا "جب کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں باندھتا ہے' ہر گرہ پر یہ دم کرتا ہے کہ "بڑی لمبی رات ہے سو یا رہ" اب اگر وہ بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ صبح کے وقت وہ آدمی خوش باش اور تازہ دم ہو جاتا ہے ورنہ بدمزاج اور سست رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم' ریاض الصالحین' ح ۲۷۳)

شیطان انسان کا کھلم کھلا اور ہمہ وقتی دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ انسان کسی قسم کی بھلائی کو حاصل نہ کرے۔ وہ صبح کی نماز اور اس کی برکات سے بھی آگاہ ہے۔ وہ انسان کو نماز سے روکنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اس کے گرہ دینے اور ابھی سو تا رہ" کے فسوں کو ہم سب ہر روز صبح کے وقت محسوس کرتے ہیں اور ہم سب جانتے ہیں کہ خود کو بستر سے اٹھانے اور وضو کرنے تک ہمیں کس قدر مسلسل ان دیکھے دشمن کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے؟ اگر انسان نماز شروع کر دیتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ پھر شیطان انسان کو نماز سے روکنے سے مایوس ہو جاتا ہے اور نماز کی ادائیگی کا ثمرہ یہ کہ آدمی اپنی صبح کا آغاز چاق و چوبند اور ہشاش بشاش حالت میں کرتا ہے لیکن جو شخص نماز سے محروم رہے وہ دن بھر سست اور بدمزاج رہتا ہے اور اس کی تمام کام برکت سے خالی رہتے ہیں۔

فجر یا صبح کی نماز:

صبح کی نماز اس رب کریم کے حضور اعتراف عجز اور اقرار شکر کا وہ مؤدب مؤقر اور مکتوب ذریعہ ہے جسے ادا کر کے انسان اپنے آپ کو اللہ کی ضمانت میں دے دیتا ہے۔ رسول ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے: جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ کی ضمانت میں ہے۔ اے بنی آدم! غور کر اللہ تعالیٰ اپنی ضمانت کے بدلے میں تجھ سے کوئی چیز طلب نہیں فرماتے" (مسلم)

جنت میں داخلہ:

ابو موسیٰ اشعری سے روایت کردہ حدیث کا مفہوم ہے:

جس نے صبح کی دو ٹھنڈی رکعتیں پڑھیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔" (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ الفجر کی تاکید میں فرمایا:

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (بنی اسرائیل ۷۸)

رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جس میں بندہ مومن اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔ مسلم

نماز قائم کرو سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن (پڑھنے) کا بھی التزام کرو کیونکہ قرآن فجر مشہود ہوتا ہے"

مفسرین لکھتے ہیں مندرجہ بالا آیت میں صبح کی نماز میں خصوصاً قرآن حکیم کی تلاوت کا حکم دیا گیا ہے۔ رہا اس کا مشہود تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات اور دن کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ دیکھیے بخاری کتاب التفسیر...... ابو ہریرہ ؓ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا "اگر تم چاہو تو قرآن کی آیت پڑھ لو" (یعنی مذکورہ بالا)

آگ سے نجات:

ابو زہیر عمارہ بن رویبہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا "جس نے سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر کی وہ ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

رب کریم کا دیدار:

جریر بن عبداللہ البجلی ؓ سے روایت ہے کہ چاند کی چودھویں رات میں ہم رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا "تم اپنے رب کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھو گے جس طرح تم چاند کو دیکھتے ہو۔ اگر تم ایسا کر سکو تو ضرور ایسا کرو کہ طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل کی نماز میں عاجز و مغلوب ہو کر نہ رہ جاؤ یعنی فجر اور عصر کے نماز کا بہر حال التزام کرو۔ (متفق علیہ)

یہ تو فجر کی نماز پڑھنے کا اجر و ثواب ہے اور اب آئیے دیکھیں کہ فجر کی دو سنت ادا کرنے سے کون سا لازوال خزانہ ہاتھ آتا ہے۔

دنیا و مافیہا سے بہتر:

رسول ﷺ کے ایک اور ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ مجھے فجر کی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں" مسلم

بروایت عائشہ ؓ...... دوسری روایت میں ہے کہ یہ پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہیں"۔

تمام نفل نمازوں سے مؤکد:

عائشہ صدیقہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول ﷺ تمام نفل نمازوں میں سے سب سے بڑھ کر فجر کی دو رکعت کی پابندی فرماتے تھے۔

نماز فجر کے بعد کا ذکر:

ابوذر ؓ سے روایت کردہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جس شخص نے نماز فجر کے بعد بیٹھے بیٹھے کوئی بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ پڑھا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے لاشریک ہے' اس کے لئے بادشاہت ہے' وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"

تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے' اس کی دس برائیاں مٹاتا ہے اور اس کے دس درجے بڑھاتا ہے...... نیز وہ شخص اس روز ہر قسم کے مکروہات اور شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور کوئی گناہ اسے نقصان نہیں دیتا سوائے اللہ کے ساتھ شرک کے۔

نماز ضحیٰ ایک حج اور عمرہ کا ثواب:

رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے۔

جس نے فجر کی نماز ادا کی پھر وہ طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا اور اس نے دو رکعت نماز ادا کی تو اس کا اجر حج اور عمرہ کے برابر ہوا'

آپ نے تین بار فرمایا' تامہ' تامہ' تامہ یعنی حج و عمرہ کا مکمل اجر۔ (ترمذی' حسن صحیح)

ضحیٰ (چاشت) اشراق، اوابین؟:

احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد سے لے کر...... اس میں اتنی حدت پیدا ہونے تک کہ اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں...... اس نماز کا وقت رہتا ہے۔

اہل علم نے جلدی یا تاخیر کے لحاظ سے اس نماز کے ناموں میں فرق بھی ظاہر کیا ہے۔ اگر سورج طلوع ہونے کے پندرہ بیس منٹ بعد یہ نوافل ادا کئے جائیں تو نماز اشراق کہلاتے ہیں اگر طلوع آفتاب سے تقریباً ایک گھنٹہ بعد یہ نفل ادا کئے جائیں تو اسے نماز ضحیٰ (چاشت) کہتے ہیں اور اگر طلوع آفتاب کے دواڑھائی گھنٹے بعد ادا کئے جائیں تو نماز اوابین کہلاتے ہیں۔

گویا دن کے پہلے پہر سے آخر پہر تک جب بھی وقت میسر آئے یہ نوافل ادا کرلیں۔

> **نبی ﷺ نے فجر کی وضاحت کے لئے جامع لفظ بکور ارشاد فرمایا تاکہ سحری تا اشراق تک کے ہر لمحہ اور گھڑی اس دعائے برکت کے احاطہ، رحمت میں سمٹ کر خوش نصیب امتیوں کے لئے سعادت کا پیش خیمہ بن جاتا ہے**

اللہ کی کفایت:

ابو درداء اور ابوذر سے روایت کردہ حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا "اللہ فرماتے ہیں! اے آدم کے بیٹے! دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعت نماز ادا کر، میں تیرے سارے کاموں کے لئے کافی ہو جاؤں گا۔ نماز چاشت کے لئے کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں۔ البتہ چار رکعت پڑھنا افضل ہے۔ (بحوالہ نماز کے مسائل، محمد اقبال کیلانی)

لمحہ فکریہ:

کسی چیز کا گراں، نایاب اور بہت سے فوائد کا حامل ہونا اپنی جگہ لیکن جب تک ہم اس کی اہمیت، وقعت، قدر و منزلت اور فوائد سے آگاہی، نیز اس کے حصول کا طریق کار معلوم نہیں کریں گے اس کو حاصل کرنے کے لئے بے قرار تمنا، اپنی بھرپور توجہ، لگن محنت اور کوشش بروئے کار نہیں لگائیں گے، ہم اس کے فوائد سے فیضیاب نہیں ہو سکیں گے۔

ہم نے دن کے "بکور" (پہلے حصے) کے بارے میں جان لیا۔ اس کے ثمرات و برکات سے آگاہی حاصل کرلی۔ اب ہمیں ان برکات کو سمیٹ کر اپنے لئے جمع کرنا ہے۔ تاکہ رسول ﷺ کی دعائے برکت ہمارے ہر روز اور ہر شب کا مقدر بن جائے۔

مانا کہ رات کے پچھلے پہر سحر اور فجر کو اٹھنا بہت مشکل ہے۔ نیند ہے کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔ جسم ابھی مزید آرام کرنے پر بضد ہیں۔ آنکھیں کھلنے سے انکار کر رہی ہیں۔ انگڑائی لی..... آدھ کھلی آنکھوں سے دیکھا تو شیطان نے افسوں پھونکا کہ ابھی رات باقی ہے! "سویارہ" پھر آنکھیں بند کر کے کروٹ لی اور خواب غفلت میں ڈوب گئے۔

سورج بلند ہو چکا' اس کی کرنوں نے چھیڑا تو اٹھے' پتا چلا کہ سحر کا قافلہ برکت تو بہت آگے نکل چکا۔ اب کف افسوس مل رہے ہیں کہ کھوئے وقت کا واپس آنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وقت کی اس خاصیت کا یوں ذکر کیا:۔

وَالْعَصْرِ(١)إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ(٢)إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔

زمانے کی قسم بلاشبہ انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

رب کریم کے بہت قریب ہونے اور اپنی دعا کو یقینی بنانے، خصوصی انعامات و برکات اور رضائے الٰہی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بہتر تو یہی تھا کہ رات کے پچھلے پہر اٹھ جاتے۔

اپنے شریک زندگی (شوہر/ بیوی) کو بھی اس حصول خیر اور رب مجیب الدعا کی قربت کے لئے اس کے حضور لا کھڑا کرتے اور رسول کی ایک اور دعا کی بشارت وصول کرلیتے۔

ابوہریرہ سے مروی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نوافل ادا کرے، اپنی بیوی کو جگائے کہ وہ بھی نوافل ادا کرے اور بیوی اٹھنے میں سستی کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک کر اسے جگائے...... اللہ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کے وقت اٹھے اور نوافل ادا کرے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے اور وہ بھی نوافل ادا کرے اگر شوہر اٹھنے میں سستی کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک کر اسے جگائے۔ (ابوداؤد)

دو باہم محبت کرنے والے زوجین کے لئے کتنی اچھی اللہ کے رحم کی دعا ہے اور کتنا اچھا عمل ہے جس میں یکساں ایک دوسرے کو اللہ کی قربت حاصل کرنے اور برکات سحر سمیٹنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اگر واقعتاً میاں بیوی اس روش پر چل پڑیں۔

آگاہی کی تڑپ سے آگاہ ہو جائیں تو باہمی تعلقات میں کوئی دراڑ یا خلا باقی نہ رہے' ہر پہلو اخلاص اور ہمدردی کے جذبات ہی موجزن نظر آئیں۔

رسول ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو سورج چڑھے تک سوتا رہتا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کے دونوں کانوں یا کان (راوی کو صحیح یاد نہیں کان کہا یا کانوں) میں شیطان نے پیشاب کیا ہے" (بخاری ومسلم)

پیشاب تو بجائے خود گندگی اور نجاست ہے اور وہ جو بھی تمام نجاستوں کے باپ شیطان کا پیشاب تو پھر......؟

دیکھا ظاہر ذرا سی لاپرواہی سے دشمن نے کتنی کمینی حرکت اور کیسی ظالمانہ دشمنی کی' اس کھلم کھلا' عیار' مکار اور حاسد دشمن کے فسوں کو توڑنے کے لئے چاہئے کہ رات کے مہیب سناٹے کو توڑنے والے اللہ اکبر کے الفاظ سنتے ہی بیدار ہو جائیں "الصلوۃ خیر من النوم" کی تلقین پر کان دھریں۔

اس حی وقیوم ذات کا نام لیں جس کی تعلیم ہم سنت نبوی سے اس طرح ملتی ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (بخاری)

اس اللہ کی تعریف جس نے ہمیں زندہ کیا بعد مرنے کے اور اسی کی طرف اٹھنا ہے"

اس موذن کے ساتھ ساتھ اذان کے الفاظ دہراتے جائیں "حی علی الصلوۃ" اور حی علی الفلاح" کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہہ کر شیطان کو زوردار مکا رسید کریں اور رسول ﷺ کی اس خوش خبری کو اپنے نام محفوظ کرالیں۔

"جس نے پورے یقین سے اذان کا جواب دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (نسائی)

اور اب رسول ﷺ کی تعلیم کردہ یہ دعا پڑھیں تاکہ گناہوں کی بخشش کا پروانہ بھی مل جائے۔ (دیکھئے، مسلم)

وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔" (مسلم، ابوعوانہ ترمذی)

اس کے بعد اپنے محسن اعظم رسول ﷺ کے لئے مقام محمود "وسیلہ" طلب کریں۔ جس کا صلہ یہ ہے کہ روز قیامت آپ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ (متعلقہ دعا کے لئے دیکھئے صحیح مسلم)

سنت کی پیروی میں تو ضا بسم اللہ کہہ کر وضو کریں۔ لیجئے

وضو کریں۔ لیجئے! شیطان کی لگائی ہوئی دوسری گرہ کو توڑنے میں بھی آپ کامیاب ہو گئے اور روز حشر اعضاء وضو کی چمک دمک کا لازوال ربانی عطیہ حسن بھی مل گیا۔

اب رب السماوات والارض کے حضور...... سراپا عجز و نیاز بن کر...... اللہ اکبر کہہ کر...... دو رکعت سنت ادا کریں۔ صبح کی دو سنتیں پیارے نبی کو بہت محبوب تھیں' جائے نماز پر کھڑے ہوتے ہی تیسری آہنی گرہ بھی کھل گئی۔ رب کائنات کے حضور بندے کو کھڑے دیکھ کر شیطان کافسوں بے اثر ہو گیا۔

دو سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر تھوڑی دیر لیٹ جائیں تو یہ اس حکم نبوی کی تعمیل ہوگی جس کا مفہوم ہے کہ

"تم میں سے جب کوئی فجر کی دو رکعت سنت ادا کرے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جائے"(ترمذی' ابوداؤد)

اب اس برکت والے وقت میں...... رسول کی اتباع کرتے ہوئے دعائے نور کی رفاقت میں مسجد کی طرف قدم بڑھائیں! ایک ایک قدم پر نیکیاں لکھنے والے فرشتے ساتھ ساتھ چلیں گے اور نور کی تمام ٹھنڈک اور روشنی کا احساس رگ و پے میں سرایت کر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی ایک دعا کا ذکر کیا ہے:

ربنا اتمم لنا نورنا

ذرا پوری توجہ کے ساتھ اسے بھی تصور میں لائیں۔

دین اسلام اور ایمان کا یہ نور دنیا کی ہر الجھن' پریشانی' غم' شرک' کفر' نیز اخلاق رذیلہ' قبر کی وحشت تنہائی' قیامت کی ہولناکی' اور گھبراہٹ غرض ہر مشکل مقام پر ہر طرح کے اندھیرے دور کر کے روح و جسم میں عافیت اور طمانیت کا نور بھر دے گا۔ ان شاء اللہ

صبح کی باجماعت نماز کی فضیلت سے محرومی ایک مرد مومن کو کسی صورت گوارا نہیں ہونا چاہئے۔ اکیلے دیر کر کے' سستی کے ساتھ نماز ادا کرنا تو منافقوں کا وطیرہ ہے۔ ابوہریرہ سے مروی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ

رسول نے فرمایا: منافقوں پر فجر اور عشا کی نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں اگر انہیں پتا چل جائے کہ اس کا ثواب کتنا زیادہ ہے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور آتے خواہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا۔ میں نے ارادہ کیا کہ موذن کو حکم دوں کہ اقامت کہے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ امامت کرائے اور خود آگ کا شعلہ لے کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو اس (اذان اور اقامت کے بعد نماز کیلئے نہیں نکلتے۔ (بخاری و مسلم)

نماز کے بعد پھر وہی ذکر رب رحیم...... تلاوت یا دعاؤں کا سلسلہ! ہاں اب کوئی نفل یا قضا نماز نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

طلوع آفتاب' زوال آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ (مسلم ابوداؤد۔ ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

سورج نکل آیا اگر اللہ نے توفیق دی ہے تو نماز اشراق ادا کر کے ایک حج اور عمرے کا ثواب حاصل کریں...... ورنہ خوب دن چڑھے اوابین چار رکعت یا بارہ رکعت سے کم جتنی رکعتیں ہو سکیں ادا کر لیں۔

مذکورہ بالا تمام امور کا مرکز اصل اور محور صبح کی بروقت نماز ہے' باقی تمام امور ہماری اپنی حب' شوق اور استطاعت پر منحصر ہیں۔ رب کریم نے ہم پر انہیں فرض قرار نہیں دیا۔

اور ہاں! سحر کے ساتھ ساتھ مرغ کی بانگ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مرغ آمد سحر سے آگاہ کرنے والا...... اللہ تعالیٰ کا الہام کردہ طائر خوشنوا ہے جو بیداری سحر کی برکات سے ایک بار نہیں دوبار نہیں بلکہ بار بار بانگیں دے کر مخلوقات کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بارے فرمایا

"مرغ کو برا نہ کہو' اس لئے کہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔"

> بکور' فجر کی برکات میں سے نماز ضحیٰ (اشراق) بھی ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا جس نے نماز فجر ادا کی پھر وہ طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی تو اس کا اجر حج اور عمرہ کے برابر ہوتا ہے

(ابوداؤد بسند صحیح بحوالہ ریاض الصالحین جلد ۲ ص ۸۳۹)

یہ بھی فرمایا کہ "مرغ کی آواز سنو تو اللہ کا فضل طلب کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

لہٰذا جیسے اس کی بانگ سنائی دے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ

کہہ کر اللہ سے اس کے فضل کی طلب بھی جاری رکھیں۔

جن اعضائے بدن کو اللہ کے حضور جھکا کر دن کا آغاز کیا ہے اللہ کی عبادت اور اطاعت کی ہر رکعت میں...... ایاک نعبد...... کہہ کر تجدید کی ہے' اب اس کا تقاضا ہے' دن بھر ان اعضاء سے صرف وہی کام لئے جائیں جو ان کے خالق و مالک کو پسند ہیں ورنہ اپنے اقرار سے بدترین انحراف بھی ہوگا اور آغاز سحر سے لے کر کی گئی قولی و بدنی عبادات کے ضائع ہونے کا سبب بھی ٹھہرے گا۔ اعضائے بدن اصلاً تو اللہ ہی کے فرماں بردار ہیں اور وہ پسند بھی یہی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اعضائے بدن کے بارے میں فرمایا:

جب آدم کا بیٹا صبح کرتا ہے تو تمام اعضا زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ہمارے متعلق اللہ سے ڈر جا' اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو درست رہے گی تو ہم بھی درست رہیں گے اگر تو ٹیڑھا پن اختیار کرے گا تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے"(سنن ترمذی بحوالہ ریاض الصالحین' جلد ۲)

بظاہر بے زبان اعضاء کی روزانہ صبح صبح زبان کے سامنے کی جانے والی گزارش سے رسول ﷺ نے ہمیں اس لئے آگاہ کیا کہ ہم زبان کی حفاظت کریں اور اس کے ذریعے سرزد ہونے والے تمام منکرات و منہیات سے خود کو بچائیں۔

مثلاً غیبت' چغلی' جھگڑا' گالی' جھوٹ' فریب' تہمت' تمسخر' طنز' خوشامد' بے حیائی کی باتوں' نوحہ و بین اور گانے بجانے وغیرہ امور سے اس کی مکمل حفاظت کریں۔

رات کو جلد سونا فجر:

فجر کی برکات ایک مومن کے لئے اتنی مرغوب و محبوب ہیں کہ رسول ﷺ عشاء سے قبل سونے اور عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (بخاری عن عائشہ)

کیونکہ عشاء سے قبل سو جانے سے عشاء کی نماز جاتی رہتی ہے جس کے بارے رسول ﷺ نے فرمایا:

کہ اگر لوگوں کو اس کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی آنا پڑے تو مسجد میں آئیں۔ (متفق علیہ)

تجربہ بتاتا ہے کہ رات کو تادیر جاگے رہنے سے نیند پوری نہیں ہوتی' صبح آنکھ نہیں کھلتی' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نماز ضائع ہو جاتی ہے اور صبح کی دیگر تمام برکات سے بھی محروم رہتے ہیں۔

رسول ﷺ کے اس ناپسندیدہ امر سے بچنے کے لئے صحابہ کرام عشاء کے بعد جلد سو جایا کرتے تھے۔ عمرؓ ایسے لوگوں کی سرزنش کرتے جو عشاء کے بعد جاگتے یا باتیں کرتے رہتے اور فرماتے کیا خوب! رات کے آغاز میں باتیں کرنا اور آخر شب میں سونا"(ابن ابی شیبہ بروایت حرشہ بن الحر' از فقہ عمر)

اللہ تعالیٰ نے دن ہر ذی نفس کے لئے جاگنے اور حصول معاش کے لئے بنایا ہے تبھی تو اسے روشن بنایا تاکہ لوگ آسانی سے اپنے کام انجام دے سکیں اور رات کو آرام کرنے کیلئے بنایا یہی وجہ ہے کہ اس میں اندھیرا چھا جاتا ہے اور ہر چیز پر اسرار سکوت کی تہہ میں جا اترتی ہے۔

ہمارے رت جگے:

افسوس' دور حاضر کے انسان نے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ آرام اور کام کے اوقات کو کافی حد تک تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ شادی اور سالگرہ کے لئے عصر کے بعد کا وقت رکھا جاتا ہے۔ نیز

ان میں کھیل تماشا' ناچ رنگ' ہلڑ بازی' بے حیائی و بے پردگی اور فضول رسومات بھی کی جاتی ہیں گویا ایک نہیں بیسیوں گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

قومی و عوامی تقریبات اور میلے ٹھیلے بھی رات ہی کو اپنا رنگ دکھاتے ہیں۔

ادبی تقریبات شاعری وغیرہ بھی رات ہی کو منعقد ہوتے ہیں۔ "شام غزل" اور ایک شام فلاں کے نام" وغیرہ ادبی لوگوں کی مشہور اصلاحات ہیں۔

ریڈیو اور ٹی وی پر بھی اہم پروگرام رات ہی کو نشر کرتے ہیں

سربراہان مملکت کا خطاب بھی اکثر رات عشاء کے وقت ہی نشر کیے جاتے ہیں۔

کاروباری حضرات رات گئے تک اپنی آمدنی بڑھانے اور نوٹ گننے میں مصروف رہتے ہیں۔

خریداری کرنے والے مرد و خواتین بھی عصر کے بعد ہی بازار کا رخ کرتے ہیں۔

شام کا کھانا بھی اکثر گھرانے ۱۰ بجے کے بعد کھاتے ہیں

غرض دنیا بھر کے لوگ تادیر جاگنے اور صبح کو سونے کی عادت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ صبح سڑکوں پر صرف بیماری سے ہارے ہوئے نیم برہنہ لوگ چہل قدمی کرتے نظر آتے ہیں یا پھر وہ لوگ جن کا دفاتر اور اسکولوں میں حاضر ہونا ایک مجبوری ہے' یہ لوگ بھی نیند بھری آنکھوں' تھکے ہوئے جسموں' بوجھل قدموں اور سست ذہنوں کے ساتھ اپنے کام پر روانہ ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں باہمی چپقلش' شکایات' بدنظمی اور اپنے کام سے بے توجہی جیسی بیماریاں معاشرے پر مسلط ہو چکی ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو؟ سچ فرمایا اللہ کے نبی نے "اگر انسان صبح کی نماز پڑھ لیتا تو شیطان کی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس کا دن چاق و چوبند حالت میں گزرتا ہے ورنہ سست' چڑچڑا اور بدمزاج رہتا ہے۔

رات کو جاگنے کے نقصانات:

رات کو معمولات انجام دینے سے عبادت کا نقصان تو ہوتا ہی ہے معیشت بھی بری طرح تباہ ہوتی ہے۔ غور کیجئے

رات کو دکان دار اپنی دکانوں کو چمکانے' اور اپنا سامان خوبصورت دکھانے کیلئے طرح طرح کی روشنیوں کا سہارا لیتے ہیں جن میں بجلی ہی صرف ہوتی ہے۔

تقریبات بھی اندھا دھند برقی قمقموں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لوگ ویڈیو بناتے اور بجلی کی چکا چوند میں ...... اپنے لباس اور جیولری کو خوب صورت دکھانے کے جنون میں رات کو تقریبات منعقد کرتے ہیں۔

سیرگاہوں' نہروں اہم عمارات کاروباری مراکز پر برقی آرائشی' دروازے' محرابیں' پھول' درخت اور کئی قسم کے ڈھالے ہوئے مجسمے رات کو جگمگ کرتے نظر آتے ہیں وہ بجلی کی تقریبا ۱/۴ حصہ روزانہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ یہ وہ حرام خرچی (تبذیر) اور فضول خرچی (اسراف) ہے جسے ناپسندیدہ کہہ کر اللہ نے ایسا کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ (بنی اسرائیل)

اگر دن کو یہ سب کام انجام دیئے جائیں تو بجلی کے نارو ا اور روا دونوں قسم کے خرچ سے نجات مل جائے...... جب کہ صبح کی دعائے برکت کمائی اور دیگر امور کو بھی برکت سے ہمکنار کردے گی۔

رات کو خرید و فروخت کرنے سے گاہک کو دھوکا دینا آسان ہوتا ہے۔ مصنوعی روشنی میں کسی چیز کا جو رنگ و روپ نظر آتا ہے وہ دن کی روشنی میں کچھ اور ہوتا ہے۔

رات کو بازار اور اہم عمارتیں بقعہ نور بنی ہوتی ہیں لیکن باقی جگہیں اندھیرے میں ڈوبی ہوتی ہیں۔ لہٰذا چور' ڈاکو' زانی' قاتل جواری اور نشہ باز آسانی سے جرم کر کے روپوش ہو جاتے ہیں۔

فجر کے وقت کی وضاحت سورۃ القدر میں بھی کر دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر رات کا آخری حصہ اور فجر دن کا ابتدائی حصہ ہے اور طلوعِ فجر کا وقت صبح کی اذان کا بھی ہے

دشمن بھی رات کو تاریکی ہی سے فائدہ اٹھا کر حملہ کرتا ہے۔ بے حیائی و بے پردگی کے تمام اڈے' کلب' تھیٹر' سینما' وغیرہ رات ہی کو اپنے گھناؤنے اور سڑے بسے دھندے کرتے ہیں۔

گویا شیطان دن کی نسبت رات کو زیادہ بیباکی' شوخی اور گھمنڈ کے ساتھ زمین پر پھیل جاتا اور اپنے دشمن انسان کو دوزخ کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام جرائم' خرافات اور فضول خرچی کے جراثیم اپنے ایمان کو بچانے اور دن کی برکات کا حقیقی فائدہ اٹھانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے تجویز کردہ معمول...... نماز فجر کے لئے اٹھ جانا اور رات کو نماز عشاء کے بعد سو جاناگزیر ہے۔

بیڈ ٹی اور ٹی وی نشریات:

برکت و رحمت سے معمور وہ صبح جو کبھی قرآن حکیم کی تلاوت' نماز اور ذکر و دعا سے معمور ہوئی تھی اب ٹی وی نشریات نے اس میں ساز' رقص اور عریاں بدن سے بے حیائی کا دو آتشہ زہر گھول دیا ہے۔ اب ہماری نوجوان نسل رقص و سرود کی تان پر جھومتے ہوئے اپنی صبح کا آغاز کرتی ہے...... ایک طبقہ صبح صبح بیڈ ٹی اور سگریٹ کے کش لگانے کا بھی رسیا ہے۔۔ المیہ تو یہ ہے کہ اکثریت پر ٹی وی کا ایسا جادو چل چکا ہے کہ لوگ تبرکاً نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز کے بعد ہاتھ میں تسبیح لئے یا کوئی ورد کرنے کے ساتھ ساتھ ٹی وی کو شوخ و شنگ بے باک اور عریاں بدن لڑکیاں دیکھنے میں مصروف رہتے اور اسے گناہ نہیں بلکہ روشن خیالی قرار دیتے ہیں۔

والدین' بچے اور سحر خیزی:

دورِ حاضر میں اکثر گھروں میں بچے ٹی وی دیکھتے یا کھیل کود اور سیر و تفریح سے دل بہلا کر رات گئے سوتے ہیں۔ اکثر بچوں کا نماز کا وقت خواب غفلت میں گزر جاتا ہے۔ جب اسکول یا کالج کی وین آتی ہے تو والدین بچوں کی چاپلوسی کر کے زبردستی بستر سے اٹھاتے ہیں۔ جلدی جلدی منہ ہاتھ دھلا کر...... یونیفارم پہنایا ...... چیونگم اور ٹافی کا لالچ دیا...... ٹفن میں ناشتہ ڈالا اور وین میں بچے کو بٹھا دیا۔

یوں دنیوی تعلیم کے لئے تو بچے کے نخرے بھی دیکھے جاتے ہیں کچھ کھلانے پلانے' سیر کرانے اور انعام کا لالچ بھی دیا جاتا ہے۔ زبردستی اسکول بھیج دیا جاتا ہے لیکن اللہ رب العالمین کے بلاوے پر بچے کو نماز پڑھوانے کے لئے بہت کم والدین یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ہاں دل کو تسلی دی جاتی ہے کہ ابھی بچہ رات کو دیر سے سویا تھا' نیند پوری کر لے ورنہ صحت خراب ہو جائے گی۔ نماز کے لئے پوری عمر پڑی ہے...... دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ بچہ دفتر کی عمر تک والدین کی نظروں میں بچہ ہی رہتا ہے حالانکہ حکم نبوی یہ ہے کہ بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار پیٹ کر نماز پڑھاؤ (یعنی سستی کرنے پر) (مستدرک حاکم)

صبح جلد جاگنے کے طبی فوائد

عمرؓ جن کی رائے کی تائید اکثر مواقع پر وحی الٰہی نے بھی کی' فرمایا کرتے تھے کہ

صبح سونے سے پرہیز کرو اس سے پراگندہ ذہنی' فساد بدنی اور طبیعت میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔"

رات کو زندگی کا شور و شغب تھم جاتا ہے جس کی وجہ سے فضائی آلودگی کسی حد تک کم ہو جاتی ہے۔ نیز ہوا متوازن انداز میں چلتی اور بغیر کسی رکاوٹ اور آلودگی کے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہے۔ اس لئے اس میں لطیف' خنک اور صحت مند عناصر ہی شامل ہوتے ہیں "رات کو سوچ نہ ہونے کی وجہ سے فضا ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور کثیف عناصر تحلیل ہو جاتے ہیں۔ پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی اضافی مقدار جذب کر کے تازہ آکسیجن صبح کے وقت خارج کرتے ہیں۔ یہ آکسیجن صبح

باقی صفحہ نمبر 6 پر

بیت المقدس صہیونی پنجے میں کیوں؟

عائشہ عبدالرشید

بیت المقدس یعنی پہلا قبلہ اوّل یہ وہ مبارک صخرہ شریف اور قدیم قبلہ ہے جس میں خاتم الانبیا ﷺ تشریف لائے اور آسمانی برکتوں کا نزول متواتر اس مقام پر ہوا۔ اس کے پاس رسول مقبول ﷺ نے تمام پیغمبروں کی امامت کی۔ سیدنا روح الامین ہمراہ تھے۔ جبکہ پیغمبر رسول ﷺ نے یہیں سے اعلیٰ علیین کو صعود فرمایا۔ اس میں سیدہ مریم کی وہ محراب ہے جس کے متعلق اور حق میں پروردگار عالمین نے فرمایا ہے کہ

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا

(آل عمران 37)

یوں بیان کرتے ہیں کہ۔

الذی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا

''یہ وہ مقام ہے جس کے ارد گرد کو ہم نے برکت دے رکھی ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل-1)

اور یہ آیات نبی محمد ﷺ پر اسی مقام پر نازل ہوئی اور اسی مقام کے فضائل ہم نے نبی محمد ﷺ سے سنے ہیں جو کہ بذریعہ روایت (حدیث) ہم تک پہنچے ہیں۔

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے جو کہ انبیاء کرام اور اولیا کرام کا مقام رہا ہے۔ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کا داخل ہونے والا بہشت میں داخل ہوگا۔ اس میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تخت اور سیدنا داؤد علیہ السلام کی محراب ہے۔ اس میں چشمہ سلوان ہے جس کو دیکھنے والے کو حوض کوثر یاد آجاتا ہے۔

یہ مسلمانوں کا پہلا بیت المقدس ہے اور دو گھروں میں ایک اور تین مساجد میں سے ایک مسجد ہے جن کی طرف سفر کرنا مشروع ہے۔ بیت المقدس میں کئی مادی اور روحانی برکات ہیں زرخیز اور سرسبز حصہ ہے، خوبصورت پھلوں کی کثرت اور کئی انبیاء کا مدفن ہے۔

بہت زیادہ پیغمبروں نے یہاں عمریں گزاریں۔ اولیاء شہدا علماء، فضلاء اور صلحاء کا تو کچھ شمار ہی نہیں۔ یہ برکتوں کا سرچشمہ اور خوشیوں کی پرورش گاہ ہے۔

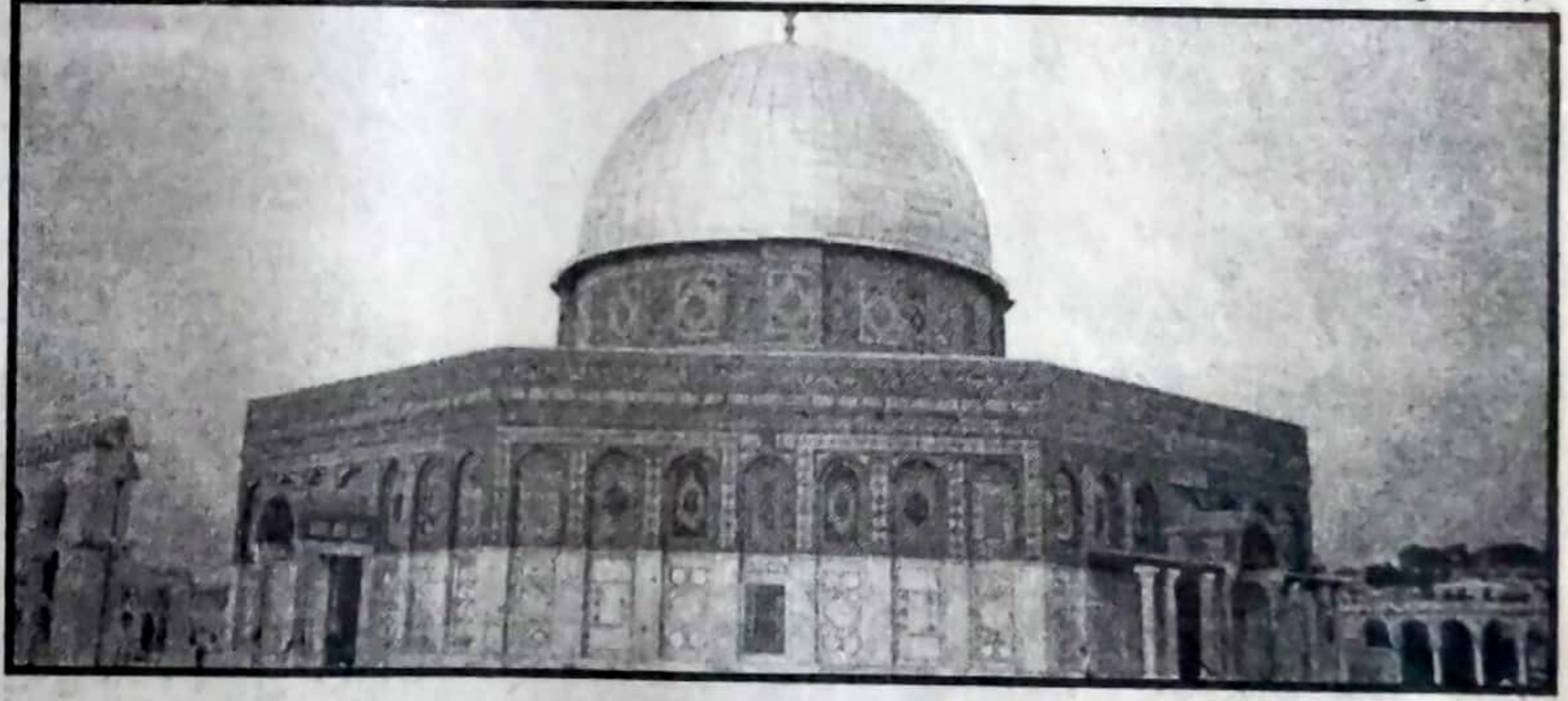

قبۃ الصخرہ.....وہ جگہ ہے جہاں معراج کی رات نبی اکرم ﷺ کی براق سواری باندھی گئی تھی

اللہ کے نیک بندے اس میں تمام دن عبادت کرتے ہیں اور راتوں کو بیدار رہتے ہیں۔ یہ وہی مسجد ہے جس کی بنیاد داؤد علیہ السلام نے ڈالی اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اس کی حفاظت کی وصیت کر گئے۔ اس سے بڑھ کر اس کی بزرگی کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود پروردگار دو جہانوں کے مالک نے اس کی تعریف کو

سبحن الذی اسری.....(بنی اسرائیل-1)

اس کی تعریف میں اللہ تبارک تعالیٰ نے ایک بزرگ سورہ کو شروع کیا اور قرآن کا نصف بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ مقام کتنا بزرگ اور عالی شان ہے اور یہ مسجد بھی اتنی ہی عظمت والی ہے۔ جس کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی شان کو معبد اور آسمان کے فرشتوں کی زیارت گاہ ہے۔ سب سے زیادہ غضب کی بات یہ ہے کہ وہاں پر کافروں کا قبضہ ہے۔ کافروں نے اسے اپنا تیرتھ بنا رکھا ہے۔ افسوس! اللہ کے پیارے بندے گروہ در گروہ اس کی زیارت کو آتے رہے ہیں اور اب بھی جانا چاہتے ہیں لیکن یہ آج کتنا کٹھن اور دشوار مرحلہ ہے۔ اس میں وہ عظیم پتھر ہے جس پر محمد ﷺ کے معراج پر جانے کا منہاج بطور یادگار بنا ہوا ہے۔ جس پر ایک بلند قبہ تاج کی مانند تیار کیا ہوا ہے۔ جہاں سے بجلی کی پھرتی کے ساتھ برق رفتار سواری پر خاتم المرسلین محمد ﷺ سوار ہو کر آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ جس سے پورا جہاں روشن اور منور ہو گیا۔ اس کے ایک دروازے کا نام باب الرحمۃ ہے۔ جس میں سے

> یہودیت کی تاریخ سے یہ حقیقت طشت از بام ہوتی ہے کہ صہیونیت کے پودے کی نشوونما ہمیشہ نوع انسانی کا خون بہا کر ہوئی ہے

خاتم الانبیاء کو فوت ہوئے ابھی کچھ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مسلمانوں نے شام اور مصر کو فتح کر لیا تھا۔ ایرانی بادشاہت کو گرا دیا تھا اور عربی اسلامی سلطنت قائم کر لی تھی۔ مسلمانوں کی افواج فتح و نصرت کے شادیانے بجاتی ہوئی افریقہ میں جا پہنچیں اور اپنے پیغمبر کا جھنڈا کارتھیج کے کھنڈروں پر گاڑ دیا۔ مسلمانوں کے ہتھیاروں کا خوف بحر ظلمات کے کناروں تک پہنچ گیا۔ عیسائیت اور یہودیت مشکل سے موجود تھی۔ مسلمانوں کی ان ابتدائی عظیم الشان اور بے نظیر فتوحات کا نتیجہ تھا کہ یروشلم بھی انہوں نے جلد فتح کر لیا جو مسلمانوں کی نظر میں بھی ایسا ہی مقدس تھا جیسا کہ عیسائیوں کی نظر میں تھا۔ مسلمانوں کا پہلا قبلہ ہونے کے علاوہ رسول پاک ﷺ کے معراج کا محل اور مسجد اقصیٰ کا موقع ہونے نے اس کو اور بھی عزیز اور قابل احترام بنا دیا تھا۔ ہجرت کے پندرہویں سال ہی میں (636ء)

مسلمانوں نے اس عظمت والے مقام کو فتح کر کے اپنی تمناؤں کو پورا کرلیا تھا۔

لیکن مسلمانوں کی فتح خسرو ایران کی غارت گر فتح سے مختلف تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مبارک خلافت کے عہد میں جب کہ مسلمانوں کی فتح وظفر کے جھنڈے ہر سمت اڑ رہے تھے۔ شام میں اس وقت سب سے نامی سپہ سالار رومیوں سے قسمت آزمائی کر رہے تھے۔ خالد بن ولید، عمرو بن العاص، ابو عبیدہ بن الجراح، شرجیل اور یزید سب اس ملک میں تھے۔

رومی جرنیل ارطغون نے یروشلم میں پناہ نہ دیکھی تو اس کو بے پناہ چھوڑ کر مصر کا راستہ لیا اور شہر بطریق کے سپرد کر دیا۔ جب اسے کوئی اور چارہ نہ نظر آیا کہ شہر کو مسلمانوں کے حوالے کر دے تو اس نے ایک شرط پیش کی کہ خود خلیفہ آ کر شہر پر قبضہ حاصل کریں۔ جب یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس جانے کا فیصلہ کیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا۔ خلیفہ دوئم ایک اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ الرسول سے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے یہاں نماز کی امامت کرائی۔ یروشلم میں خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بطریق اور اہل شہر سے مہربانی اور شفقت سے ملاقات کی۔

لیکن افسوس! مسلمانوں کی عیش وعشرت پسند طبیعت اور دنیاوی علتوں میں ڈوبنے کی وجہ سے بیت المقدس پھر 1967ء کی جنگ کی وجہ سے کافروں کے پاس چلا گیا اور کافروں (یہودیوں) نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے فلسطینی علاقے کے اندر ایک چوڑی توس کھینچ دی اور اسے یہودی مملکت ''ابدی اور ناقابل تقسیم دارالحکومت'' کی نئی حد قرار دے دیا۔ عالمی مطالبے کے برعکس اسرائیل نے باڑ کی تعمیر کا کام تیز کر دیا۔ 80 کلومیٹر لمبی باڑ اور دیوار بیت المقدس کے غرب مضافات اور عرب اردن کے علاقوں میں سے گزرے گی۔ جنہیں القدس (بیت المقدس) کا حصہ قرار دیا جا چکا ہے۔ اس دیوار کی تکمیل پر تقریباً 30 فلسطینی سکولوں کے بچوں کو نئے سکولوں میں داخلہ لینا پڑے گا۔ دیہات کے لوگ ایک دوسرے سے کٹ جائیں گے جو اس سے پہلے چند منٹ پیدل چل کر باہم مل لیتے تھے۔ بیت المقدس پر یہودیوں کے قبضہ کے باعث وہ مسلمانوں کے خون کے ساتھ ہولی کھیل رہے ہیں۔ مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ ان کی رہائش گاہوں اور املاک کو بلڈوزروں کے ذریعے منہدم کر کے یہودی اپنی رہائش گاہیں تعمیر کر رہے ہیں اور امریکہ نے اسرائیل کی ان ظالمانہ کارروائیوں کی حمایت کرنا اپنا فریضہ سمجھ رکھا ہے۔ امریکہ اسرائیل کو ہر سال اقتصادی و فوجی امداد کی خاطر 3 ارب ڈالر بطور گرانٹ دیتا ہے۔ اتنی خطیر رقم لے کر ہی تو اسرائیل عالمی رائے عامہ کا منہ چڑاتا ہے اور امریکہ ہی کے بل پر اس نے فلسطین کے علاقے غصب کر رکھے ہیں اور کر رہا ہے اور فلسطینی مسلمانوں کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیا ہے۔ یہودی اپنی مختصر بستی میں توسیع لانے کی خاطر آئے روز فلسطینی مسلمانوں کی بستیوں کو تباہ کر کے سینکڑوں ایکڑ زمین پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی کثیر تعداد کو شہید یا گرفتار بھی کر رہے ہیں۔ یہودیوں کے مسلمانوں پر بے جا تشدد اور ظلم کے بارے میں خود یہودیوں کے ''حاخام'' خلاف ہیں۔ یہودیوں میں چوٹی کے عالم دین کو ''حاخام'' کہا جاتا ہے۔ اسی طرح یہودیوں کی ایک بہت زیادہ مقبول و مشہور تنظیم ''ناطوری کارتا'' (یہ آرامی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ارض مقدس کے محافظین) جو اسرائیلیوں کے الگ ملک بنانے اور مسلمانوں پر بے جا ظلم و تشدد کے خلاف ہے۔ ''ناطوری کارتا'' سے مراد وہ یہودی علماء ہیں جن کا یہ فریضہ ہے کہ وہ یہودیوں کو تورات کے اصولوں پر قائم رکھیں۔ ان کی اس بارے میں مزید چار تنظیمیں اور بھی سرگرم ہیں اور یہ زیادہ تر امریکہ، کینیڈا اور یورپ میں سرگرم عمل ہیں۔ ان کی سب سے بڑی تنظیم ''ناطوری کارتا'' ہے۔ جس کا ہیڈ کوارٹر نیویارک کے علاقے ''بروکلین'' میں واقع ہے۔ ناطوری کارتا کی بنیاد 1938ء کو القدس میں رکھی گئی تھی۔ اس تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ صہیونی جو اسرائیل کے نام سے یہودیوں کا ملک بنانا چاہتے تھے ان کو ایسا کرنے سے روکا جائے کیونکہ یہود کے لیے کسی ملک کا قیام ''تورات'' کے احکامات کی خلاف ورزی ہے لیکن ''ناطوری کارتا'' کی تنظیم اسرائیل کے قیام کو جب نہ روک سکی تو اس تنظیم کے لوگوں نے ارض مقدس کو چھوڑنا شروع کر دیا اور یورپ، امریکہ اور کینیڈا میں آباد ہونا شروع ہو گئے۔ اس تنظیم کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ صہیونی لوگ سیکولر ہیں اور اسی سیکولرزم کی اساس پر اسرائیل کی حکومت قائم ہے۔ لہٰذا یہ حکومت کافر حکومت ہے۔ کیونکہ اسرائیل کا آئین سیکولر ہے اور یہ تورات کے مطابق نہیں ہے۔

نیویارک کا رہنے والا یہودی حاخام یوسرائیل ڈیوڈ وائز جو اپنی جماعت کی ذیلی تنظیموں میں کارکنان کے اجتماعات سے خطاب کرتا ہے اور اپنی تنظیم کے سکولوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کو لیکچر دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں ہر پروگرام کے بعد یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صہیونی حکومت کو تباہ و برباد کر دے کیونکہ یہ تورات کی صریح دلیل کے خلاف قائم کی گئی ہے۔ نیویارک کے ایک اور حاخام اسرائیل فیلڈ مین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم محض عام تنظیموں کی طرح ایک تنظیم نہیں بلکہ ہم ایک یہودی جماعت ہیں جو تورات اور اللہ کے کلام پر ایمان رکھتی ہے۔ جسے اللہ نے اس وقت ہمارے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا۔ یہودیت کا دفاع کرنا ہمارا فرض ہے۔ آج صہیونیت نے یہودیت کے چہرے کو ظلم و وحشت سے داغدار کر دیا ہے۔ ہم ساری دنیا کو اور خصوصاً عربوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ اسرائیلی ریاست کا یہودی مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے مذہب کے مطابق اسرائیلی ریاست کا قیام اللہ کے حکم کی نافرمانی اور کفر ہے۔ اللہ کو جو چیز ہم سے مطلوب ہے وہ توبہ اور تقویٰ ہے جبکہ صہیونی حکومت جو قوت کے ساتھ فلسطینی باشندوں کو قتل اور جلا وطن کر رہی ہے یہ تورات اور نبیوں

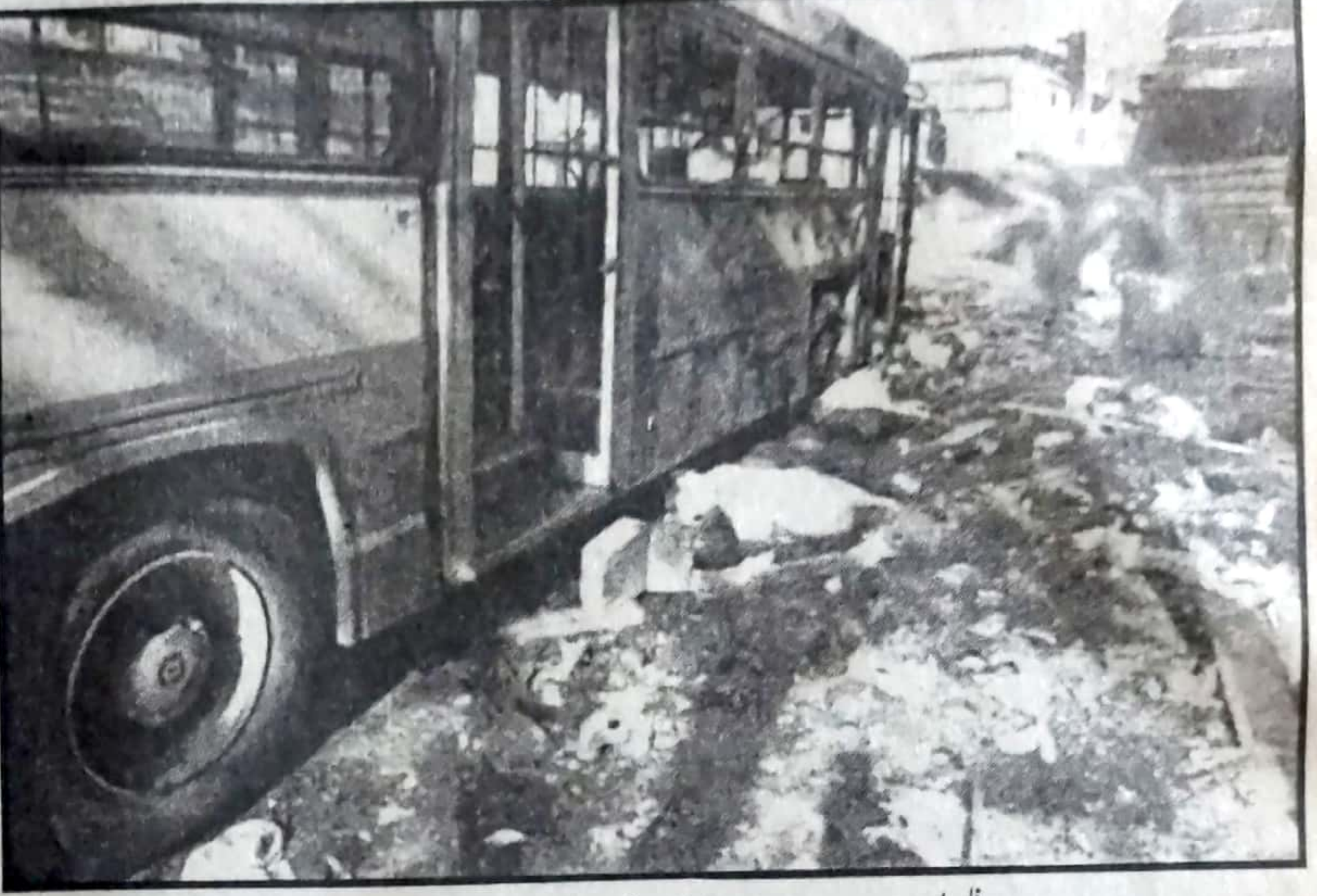

فلسطینی فدائیہ نے اپنی جان پیش کر کے کئی ایک یہودیوں کو جہنم رسید کر دیا

بدامنی اور خون ریزی سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اسرائیل کا خاتمہ ہو۔ وہاں کا اقتدار وہاں کے اصل باسیوں (مسلمانوں) کے سپرد کیا جائے

کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ پس یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جلا وطنی کا سلسلہ بند نہ ہو گا حتیٰ کہ ان سے زمین چھینی جائے گی۔ صہیونی غیروں کے ہاتھوں قتل ہوں گے ان کو ان کے گھروں سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ یہ خون ریزی اور بربادی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ اسرائیل کی کافر ریاست ختم نہ ہو جائے۔

بدامنی اور خون ریزی سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسرائیل کا خاتمہ ہو اور وہاں کا اقتدار وہاں کے اصل باسیوں (مسلمانوں) کے سپرد کیا جائے۔ ہم اللہ سے ڈرنے والے لوگ ہیں۔ ہم 54 سال سے صہیونیت کے خلاف ہیں۔ ہم حسب استطاعت اسرائیل اور اسرائیل سے باہر مظاہروں وغیرہ کے ذریعے اپنا پیغام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اسرائیل نے ہمارے لوگوں کو جیلوں میں ڈالا' دھمکیاں دیں حتیٰ کہ قتل بھی کیے گئے لیکن اس کے باوجود ہم اپنے عقائد پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

مسجد القدس کا خوبصورت منظر

صہیونی جو امریکہ میں بھی طاقتور ہیں وہ یہاں پر بھی ہم کو ڈراتے دھمکاتے ہیں۔ یہاں پر بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتے لیکن وہاں (اسرائیل) کی نسبت امریکہ کا قانون ہمیں کچھ تحفظ دیتا ہے۔ اس لئے یہاں پر ہم اپنا کام برابر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس تحفظ کے باوجود یہاں کے صحافی حضرات ہمارے پروگراموں کو اس لیے کوریج نہیں دیتے کہ صہیونی یہاں پر بھی ہمارے کئی بڑے بڑے حاخام اور دوسرے لوگوں کو قتل کر چکے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہمارا بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں بیس (20) ہزار سے زائد لوگوں نے شرکت کی لیکن میڈیا جو صہیونیوں کے کنٹرول میں ہے۔ اس نے ہمارے اتنے بڑے پروگرام کو نظر انداز کر دیا۔

صہیونیت کی بنیاد آج سے سو سال قبل ایک یہودی ''تھیوڈور ہرزل'' نے رکھی۔ صہیونیت کے نام سے یہودیت کی اس تحریک کا مقصد اسرائیل کا قیام تھا اور عرب دشمنی کے ساتھ ساتھ ترکی کی خلافت کا خاتمہ تھا۔ یہ تحریک بنیادی طور پر کامیاب نظر آتی ہے لیکن یہودیوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس کے قیام کے خلاف ہے اور اپنے مخصوص خیالات کا حامل ہے۔ انھی میں بیشتر یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ انہیں سیاست اور حکومت سازی کی کوشش اس وقت تک نہیں کرنی چاہئے جب تک حضرت مسیح کا ظہور نہیں ہوتا۔ گو کہ اس طرح سے یہ اپنے بارے میں خدائی فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر چکے ہیں۔

انھی یہودیوں نے پچھلے دنوں امریکہ میں وائٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کیا جو اسرائیلی ریاست اور صہیونیت کے خلاف تھا۔ اس دوران انہوں نے جو کتبے اٹھا رکھے تھے ان میں سے ایک پر اسرائیل کا چھ ستاروں والا پرچم بنا کر اوپر سرخ کانٹا لگایا گیا تھا اور نیچے تحریر تھا کہ تورات کسی بھی طرح کی یہودی ریاست سے روکتی ہے۔

☆ صہیونیوں کو اس بات کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس مقدس سرزمین کے کسی بھی حصے پر حکمرانی کریں۔

☆ صہیونیت اور یہودیت ایک دوسرے کے انتہائی مخالف ہیں۔ اسی طرح ایک اور کتبے پر تحریر تھا کہ

صہیونیوں نے یہودی عورتوں اور بچوں کا قتل عام کیا اور نام عربوں کا لگا دیا' مقصد تھا کہ یہودیوں کے لئے دنیا بھر میں عدم تحفظ پیدا کیا جائے اور اسرائیلی ریاست کا جواز پیدا کیا جائے

☆ مقتدر یہودی علماء نے ہمیشہ سے ہی صہیونیت اور اسرائیلی ریاست کے قیام کی مخالفت کی ہے۔

اسی طرح کے مختلف جملے کتبوں پر تحریر تھے جن سے صہیونیوں کو یہ باور کرایا جا رہا تھا اور ہے کہ آپ کے یہ اقدامات کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہیں۔ لہٰذا ان سے باز ہی رہیں تو بہتر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ...... دیر ہے ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔

لندن میں ایک حاخام مچلین نے کہا ہے کہ تمام اشیاء زمین سے نشوونما کا مواد حاصل کرتی ہیں جبکہ کچھ ہوا اور کچھ پانی سے مگر صہیونیت کا پودا خون سے نشوونما پاتا ہے۔ یہ یہودیوں کے خون سے بھی نشوونما پاتا ہے۔ اس نے یہودیوں کو مروا کر اپنا الو سیدھا کیا اور کہا کہ دیکھو یہود کو خطرہ ہے لہٰذا ہم یہودی کی حفاظت کی خاطر فلسطینیوں پر ظلم کر رہے ہیں۔

ہم یہ بتلائے دیتے ہیں کہ ہماری تنظیم کے لوگ نہ تو اسرائیلی لشکر میں بھرتی ہوتے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو صہیونی ریاست کے لادین سکولوں میں بھیجتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں کہ یہودی اور سچے یہودی اسرائیل کی ریاست کے خلاف ہیں تو بھاگ بھاگ کر اسرائیل کیوں پہنچ رہے ہیں کے جواب میں فلیڈ مین کہتے ہیں کہ تاریخ گواہ ہے کہ ہم سینکڑوں سالوں سے عربوں کے ساتھ امن اور سلامتی کے ساتھ رہ رہے تھے کہ صہیونیت وجود میں آگئی۔ اب حقیقت کے مستند ثبوت سامنے ہیں کہ صہیونیوں نے یہودیوں کی عبادت گاہوں' ان کے علاقوں اور زمین کو تاراج کیا۔ یہودی عورتوں اور بچوں کا قتل عام کیا اور نام عربوں کا لگا دیا۔ مقصد تھا کہ یہودیوں کے لئے دنیا بھر میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کیا جائے اور اسرائیلی ریاست کا جواز پیدا کیا جائے۔ صہیونیوں کی لکھی ہوئی کتب میں اس بات کا انکشاف ہو چکا ہے کہ اسرائیلی ریاست کے قیام کے لیے انہوں نے یہ بازار خود گرم کیا تھا۔ ان بے دینوں نے مذہبی رنگ اس طرح اپنایا کہ دنیا بھر کے یہودیوں کو باور کرایا کہ مسیح علیہ السلام عنقریب ارض مقدس میں آنے والے ہیں لہٰذا اب سب یہودی ارض مقدس موعود یعنی فلسطین پہنچیں جو صہیونیت نے اپنے عزائم کی خاطر مسلمانوں اور یہودیوں کا خون بہایا اور عربوں اور دوسرے لوگوں کو دنیا میں بدنام کیا۔

ایک یہودی استاد موشی لیبرمین کا کہنا ہے کہ جرمنی میں ہولو کاسٹ یعنی قتل عام اس لیے ہوا تا کہ یورپ کے لوگ اسرائیل کی جانب بھاگ جائیں کیونکہ وہ یورپ کی پر تعیش زندگی کو کبھی نہ چھوڑتے اگر انہیں عدم تحفظ سے دوچار نہ کیا جاتا۔

حال ہی میں معروف مصری دانشور اور یہود شناسی کے ماہر

ڈاکٹر عبدالوہاب میسری نے ''پروٹوکولز' یہودیت اور صہیونیت'' کے نام سے عربی زبان میں ایک نئی کتاب لکھی ہے' جو کہ قاہرہ کے دارالشرق کی طرف سے 254 صفحات پر شائع کی گئی ہے۔ ڈاکٹر میسری نے اس سے قبل آٹھ ضخیم جلدوں میں یہود' یہودیت اور صہیونیت کے بارے میں ایک تاریخی انسائیکلو پیڈیا لکھ کر عرب دنیا میں دھوم مچائی تھی۔ ڈاکٹر میسری کی اس نئی کتاب کے مطابق فلسطین میں ریاست کے قیام کا خواب تھیوڈو ہرزل سے قبل نپولین 'بسمارک' بالفور اور پالمرسٹون نے دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی یہود دشمن فطرت کی بنیاد پر انہیں یورپ بھر سے نکالنا چاہتے تھے۔

یہودی بنی اسرائیل کی اس قوم کا نام ہے جو کہ دین موسیٰ اور اللہ کی کتاب تورات کے مطابق ایک خاص مذہبی قید میں رہ کر اپنی زندگی کے معاملات طے کرنے پر یقین رکھتی ہے جبکہ ان کی اگر اکثریت نہیں تو ایک معتد بہ حصہ اپنے ہی مذہبی معتقدات کی رو سے درگاہ خداوندی کے سامنے اپنی ملامت کا برملا اعتراف کرتے پھرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مختلف ادوار میں اللہ اور اس کے برگزیدہ انبیاء ورسل کے مقابلے میں اختیار کیے گئے اپنے غلط اور گمراہ کن موقف اور اس کے بطلان کا نہ صرف اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان کی تلافی میں بھی برابر لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے' اسلام کو دین حق اور پیغمبر رسول ﷺ کو آخری اور برحق نبی ماننے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔

یہودی دیانت کی اصل تعلیمات کو پھیلانے کے لیے (جو کہ اپنے معتوب الٰہی ہونے کے اعترافات سے بھرے پڑے ہیں) امریکہ سمیت دنیا بھر میں درجنوں یہودی مذہبی تنظیمیں اور مشن کام کرتے ہیں۔ تمام مذہب پسند یہودی اسرائیل کی حیثیت سے ایک خالص یہودی ملک کے تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں اور اسے ایک مقبوضہ اسلامی سرزمین قرار دیتے ہیں اور اس بات میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہودی ازل سے بدبخت اور معتوب الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی بار اس قوم کی بداعمالیاں بیان کیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرکوبیاں' بغاوت' انبیاء کرام کا قتل ان کی بدبختی اور بارگاہ ایزدی سے راندے جانے کا سبب بن گئے ہیں۔ اس قسم کے برے اعمال کا ارتکاب شریر ذہن کے لوگ ہی کرسکتے ہیں۔ اچھائیوں پر یقین کرنے والی کوئی بھی قوم کبھی بھی احکام خداوندی کی سرعام پامالی نہیں کرسکتی۔ جس طرح اس قوم (یہود) نے کی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دوسری بدبختیوں کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی کے ساتھ عداوت میں بھی ایک بہت بڑی ذلت آمیز مصیبت اور عذاب سے دوچار کیا ہے۔

ان میں بہت سی ایسی تنظیمیں ہیں جو اسرائیلی ریاست کے قیام کے خلاف ہیں۔ ان مختلف تنظیموں میں جو بات سب سے زیادہ مشترک ہے وہ یہ کہ یہ تنظیمیں اسرائیلی ریاست کے قیام کو عذاب الٰہی کے قرب کی علامت سمجھتی ہیں۔ ہر سال امریکہ سمیت پوری دنیا میں جہاں جہاں یہودی آباد ہیں اسرائیلی ریاست کے قیام کے خلاف زبردست مظاہرے' احتجاجی جلسے جلوس اور ریلیاں نکالی جاتی ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل کے صدر کے خلاف دھواں دھار تقاریر کی جاتی ہیں اور ان کے پتلے جلائے جاتے ہیں۔ یہودیوں اور صہیونیوں کے آپس کے اختلافات اور ہنگامہ آرائی مزید یہ ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف قاتلانہ حملے امریکہ بھر میں یہودی رہائش والے علاقوں میں روزانہ کا معمول بن گئے مگر امریکی میڈیا پر صہیونیوں کا قبضہ ہونے کی وجہ سے درست حقائق کو منظر عام پر نہیں لایا جاتا اور اس طرح دیندار اور غیر متعصب یہودیوں کی تمام سرگرمیاں ''سنسر کے پردہ'' تلے دب جاتی ہیں۔

اس میں وہ عظیم پتھر ہے۔ جس پر محمد ﷺ کے معراج پر جانے کا منہاج بطور یادگار بنا ہوا ہے۔ اس کے ایک دروازے کا نام باب الرحمہ ہے۔ جس میں سے داخل ہونے والا بہشت میں داخل ہوگا۔ اس میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تخت اور سیدنا داؤد علیہ السلام کی محراب ہے۔ اس میں چشمہ سلوان بھی ہے۔

دو سال قبل جب الجزیرہ ٹی وی نے امریکہ کی ریاست ٹیکساس میں ان یہودیوں کی ایک امریکہ واسرائیل مخالف ریلی کو کوریج دینے کی کوشش کی تو صہیونیوں نے ان پر قاتلانہ حملے کرائے اور بعد میں الجزیرہ ٹی وی کے خلاف امریکی عدالت میں پٹیشن بھی دائر کردی تاہم جہاں تک صہیونیوں کا تعلق ہے تو وہ ان دیندار یہودیوں کے خیال میں یہودیوں کا ایک گمراہ کن فرقہ ہے جو کہ اپنے اعمال بد اور اللہ تعالیٰ کی ایک محبوب قوم (مسلمانوں) کو ستانے کے ذریعے پوری یہود قوم کی تباہی پر تلی ہوئی ہے۔

اور یہ ایک درست حقیقت بھی ہے کہ صہیونیت اپنے ہی یہودی بھائیوں کے لئے عذاب الٰہی بنی ہوئی ہے۔

اسی سلسلے میں ایک امریکی صحافی کی چند سچی باتیں۔

''مائیکل مور ایک امریکی مصنف اور صحافی ہے جس نے اپنی حکومت کی مخالفت کی بنا پر پوری دنیا میں شہرت حاصل کی ہے۔ مائیکل مور ان چند افراد میں سے ہے جس نے امریکی حکام کے مظالم اور ناجائز پالیسیوں کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی ہے اور بجا طور پر اس کی آواز کو سنا بھی گیا۔ مائیکل کی شہرت کا سب سے بڑا سبب اس کی وہ کتاب ہے جو اس نے گیارہ ستمبر 2001ء کے بعد تحریر کی اور اس میں امریکی سرکاری پالیسیوں پر سخت اور کڑی تنقید کی ہے۔ مائیکل کی یہ باتیں امریکی قوم کے خلاف فرد جرم کی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ مائیکل مور خود امریکی معاشرے ہی کا فرد ہے۔''

مائیکل مور کا بیان ہے کہ 1988ء میں جب انتفاضہ کی پہلی تحریک شروع ہوئی تھی میں نے اسرائیل اور فلسطین کا دورہ کیا تھا۔ میں نے مشرقی وسطیٰ' ایشیاء اور جنوبی امریکہ کے بھی دورے کیے ہیں لیکن فلسطینی مہاجرین کے خیموں میں میں نے مسلمانوں کو جن مشکلات میں دیکھا ہے ایسی صورتحال کہیں نہیں دیکھی۔ مجھے معلوم ہے کہ یہودی بھی مظلوم رہے ہیں اور ان کے خلاف نفرت ہمیشہ بڑھتی رہی ہے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب لاٹھی مظلوم کے ہاتھ میں آئی ہے تو اس نے دوسروں پر ظلم شروع کردیا ہے۔ میری نظر میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اسرائیل کے مظالم بڑھ رہے ہیں اور فلسطینیوں کی اسرائیل کے خلاف عداوت بڑھ رہی ہے۔ اب جبکہ ہمارا ملک ہر سال اسرائیل کو تین ارب ڈالر کی امداد دیتا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اسرائیل کو خبردار کریں کہ اگر صرف ایک ماہ میں اس نے فلسطینیوں پر مظالم بند نہ کئے تو ہم اس کی امداد بند کردیں گے۔ میں شخصی دہشت گردی کا مخالف ہوں لیکن حکومتی دہشت گردی اس سے بھی بڑی برائی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ اسرائیل نے فلسطین پر کیوں قبضہ کرکے وہاں مظالم جاری رکھے ہوئے ہیں؟

بقیہ الحب للہ

قال الله تعالیٰ عزوجل المتحابون فی جلالی لهم منابر من نور یغبطهم النبیون والشهداء (الترمذی)

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ میری عظمت اور جلال کے سبب جو لوگ آپس میں محبت کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں نور کے منبر ہوں گے اور انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔

لہٰذا معلوم ہوا اللہ کی خاطر کسی سے محبت یا دوستی رکھنا ایک ایسی چیز ہے جو رشتہ داری سے بھی بہتر ہے یعنی اس طرح کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے رشتہ دار اس کی جائیداد کے وارث بن جاتے ہیں اور اس کی تقسیم میں جھگڑا کرتے ہیں مگر دوست صرف غم کا وارث بنتا ہے اور اس کے لئے کام چھوڑ دیتا ہے اور جب وارث جائیداد تقسیم کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے لئے اس (مردہ دوست) سے محبت کرنے والا دوست کے لئے مغفرت کی دعا کر رہا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسلامی شرع اور الولاء والبراء کے تحت ہمیں اپنا عقیدہ درست کرنے کی توفیق وہمت عنایت فرمائے۔ آمین

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ۔

یہ ہر ماہ، ہر تقریب پر

نت نئے فیشن، نت نئے فحش لباسوں کی بھرمار...

ماریہ عبدالرشید

آخر کیوں؟

کیا ہمارا دین فاحشہ عورتوں کی نقالی کی اجازت دیتا ہے؟

عیدالفطر کے بعد شادیاں اور پھر اس کے بعد عیدالاضحیٰ کے بعد پھر شادیوں کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔ پہلے تو شادیاں موسم اور فصلوں کی کٹائی وغیرہ دیکھ کر کی جاتی تھیں لیکن اب تو وہ زمانہ اور باتیں ہی نہیں رہیں۔ جدید دور ہے۔ پندرھویں صدی ہے اس لئے سب کچھ ہی درست ہے' جائز اور ناجائز سب چلتا ہے۔ ہاں البتہ دین جاتا ہے تو جائے لیکن بہروپیے جیسی زندگی اپنانے میں بے ہودہ خرافات سے ناطہ نہ ٹوٹے۔ ماڈرن ہونے کا لیبل ضرور لگ جائے۔ کوئی یہ نہ کہے! یہ کیا دقیانوسیت ہے کہ ڈھنگ اور سلیقہ ہی نہیں۔ زمانے کے ساتھ چلنا چاہئے۔ جی! تو ان باتوں کا مقصد یہ ہے کہ اس دفعہ ہم ایک ایسے فیشن پر خیال آرائی کر رہے ہیں۔ جس سے ہر طبقہ کے افراد متاثر ہوتے ہیں بلکہ سیلاب کے متاثرین کی مانند...... جس طرح پانی سیلاب کے دوران سب کچھ اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح فیشن ایبل ہونے کی دوڑ میں اس سے متعلقہ افراد بھی اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ ان کا سب کچھ اس میں بہہ جاتا ہے۔ فیشن کے سیلاب میں عزت' غیرت' شرم وحیا بلکہ ساتھ ہی ایمان بھی جاتا رہتا ہے۔ ہاتھ کیا آتا ہے' کچھ بھی تو نہیں۔

لباس:

''لباس'' یہ ایک اہم جزوِ زندگی ہے۔ دین اسلام نے اس کی تفصیل سے وضع قطع بتادی ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ ماڈل دے دیا ہے۔ تو ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن افسوس اب ہر دوسرا شخص پریشان نظر آتا ہے کہ جی شادی ہے تو کیسا لباس تیار کریں اور عید ہے تو کیسا سوٹ بنائیں۔؟ وغیرہ وغیرہ

غرضیکہ جب ہی نیا سوٹ خریدا تو پیسے خرچ ہونے کے ساتھ دوسری پریشانی یہ لاحق ہو جاتی ہے کہ اب اس کی سلائی کیسی ہونی چاہئے۔ کچھ لوگ نیا کپڑا خرید کر اس غم میں ہلکان ہوتے ہیں کہ اسے فیشن کے مطابق سلوانا چاہئے۔ کچھ لوگ فیشن دیکھ کر بے چین ہوتے ہیں کہ اب اس فیشن کے مطابق لباس سلوایا جائے' ورنہ کہیں یہ فیشن ختم نہ ہو جائے اور ہم اس فیشن کے مطابق لباس پہننے سے محروم رہیں گے۔ بات پھر وہی ہے کہ میڈیا نے تو معاشرے کے بگاڑ کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور اس کی معاونت کفار کی سازشیں کرتی ہیں اور ''الضالین'' لوگوں کا بادشاہ ابلیس ہے۔ جس کے سر پر عریانی' فحاشی' بے راہ روی' حکم الٰہی کی نافرمانی' سرکشی' غرض ہر برائی کا سہرا ہے۔ دین سے دوری کے باعث گمراہی کے اندھیرے میں گرے لوگ جلد ہی برائی کی ظاہری چمک سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ افسوس کہ صدیوں سے قرآن وحدیث کی پکار ان کو سنائی نہیں دے رہی کہ وہ ہم سے کیا کہہ رہا ہے اور اللہ ربّ العزت نے ہمیں زندگی گزارنے کے کون سے اصول بتائے' کیا ہم پر اسلام کی چھاپ نظر آتی ہے؟ ہمارے لباس سے کوئی

> **افسوس! کہ آج مسلمان نے اپنا وقار کھو دیا۔ اپنا رتبہ اور شان بھلادی' اس کی شان تو اسلام میں ہے نہ کہ ہندو یہودی' عیسائی اور سکھ کی نقالی میں**

کافر اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ مسلمان ہے؟ کیا ہمارا لباس ہمارے مسلمان ہونے کی شناخت دے رہا ہے؟ یا یہ کہ الٹا کفار ہمارے لباس پر شرم محسوس کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں آج کے کفار مسلمان کے لباس پر ہنسنے کے ساتھ شرم بھی محسوس کرتے ہیں۔

میرا ان بہنوں سے سوال ہے کہ کیا ہمارا دین اجازت دیتا ہے کہ ہم ان بدکردار' بے غیرت' فاحشہ عورتوں کی نقالی کریں اور اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دامن پر سیاہی کے داغ بننے والی فلم سٹارز' ٹی وی سٹارز اور ماڈلز کی تقلید کرتے ہوئے فحاشی کی حدود کو پار کرنے والے لباس کی نقل کرنے کی دھن میں لگیں؟ آج ہر ماں' بہن' بیٹی کی گفتگو صرف اور صرف فیشن کے موضوع پر ہوتی ہے بلکہ کئی تو اپنا قیمتی وقت اور پیسہ اس فضول کام میں صرف کر رہی ہیں۔ مختلف انداز سے کچھ تو پیسہ کمانے اور شہرت حاصل کرنے کے چکر میں ہیں اور کچھ پیسہ لٹانے اور فحاشی پھیلانے میں مصروف ہیں۔ یہ ساری کی ساری شیطانی چالیں ہیں جو مسلمان سمجھ نہیں پا رہے کہ یہ مسلمانوں کو رسوائی اور پستی کے اندھیروں میں دھکیلنے میں معاون کے طور پر استعمال کرنے کے حربے ہیں۔

افسوس! کہ آج مسلمان نے اپنا وقار کھو دیا۔ اپنا رتبہ اور شان بھلادی۔ اس کی شان تو اسلام میں ہے نہ کہ الٹے سیدھے بے ہودہ لباس کو فیشن سمجھ کر پہننے میں آج میری مسلمان بہن کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو وہ قرآن وسنت کو نہیں اٹھاتی۔ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتی۔ اپنے مسائل کا حل تلاش نہیں کرتی بلکہ لباس کی کٹائی اور سلائی کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں جسے مسئلہ بنالیا گیا ہے اور پھر اس کے حصول کے لئے کبھی بازاروں کے چکر کاٹتی اور کبھی رسالوں اور میگزین کا سہارا لیتی ہے۔ کبھی ڈش' کیبل اور ٹی وی سے مدد لیتی ہے اور کچھ تو فیشن شوز سے فیشن کی پیاس بجھاتی ہیں۔

اور اگر کوئی دوسری بہن دین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنا لباس سادہ اور باحیاء پہنتی ہے تو عجیب نظروں سے اس کا تعاقب کیا جاتا ہے اور کچھ اس طرح کی باتیں بھی سننے کو ملتی ہیں کہ یہ تو سیدھی سادی ہے' اس کو زمانے کے تقاضوں کا پتہ ہی نہیں۔ اسے تو کپڑے پہننے کا سلیقہ وڈھنگ نہیں۔ آج کا دور دیکھو زمانہ کہاں کا کہاں پہنچ گیا اور یہ لوگ...... بدھو کے بدھو رہ گئے۔

کچھ بہنیں اس طرح کی باتوں سے بہک جاتی ہیں اور دین ودنیا کو ایک ساتھ اپنے انداز سے لے کر چلنے کی کوشش میں لگ جاتی ہیں لیکن جو ربّ کا خوف سینوں میں بٹھالیں اور دنیا کا خوف نہ کھائیں وہ ڈگمگاتے نہیں۔ رستہ جیسا بھی دشوار ہو کبھی بھٹکا نہیں کرتے بلکہ اللہ کی مدد ساتھ ہوتی ہے۔ رہی بات فیشن کی تو یہ کٹے پھٹے پائنچے' فٹنگ والی شلواریں' پسلیوں کو چھوتے چاک' عریانیت اور

فحاشی کی حدوں کو چھوتے ہوئے بڑے بڑے گریبان (کھلے گلے) قمیضوں کی فٹنگ' ہاف سلیو بازو' اونچی سے اونچی قمیض کیا ایسا بے ہودہ لباس پہن کر ہم مسلمان کہلوانے کے حقدار ہیں۔ ایسے لباس کا تو یہ حال ہے کہ ''پاندے آں تے پیندا ئیں۔ پالیندے آں تاں لیندا ئیں' اک واری پا کے دوجی واری پان جوگا رہندا ئیں۔'' اس کے علاوہ ایک اور فیشن...... کہ بازو تو لمبے لیکن آگے سے کھلے اتنے کہ بازو اوپر اٹھائیں تو بازو کا آخری حصہ بھی بغلوں تک نظر آئے۔ کیا ہمارا مذہب ایسے بے ہودہ فیشن اور لباس پہننے کی اجازت دیتا ہے۔ جن کو زیب تن کر کے بھی ننگے ہونے کا احساس ہو۔ طرّہ یہ کہ باریک کپڑے کے فیشن نے لوگوں کو اتنا اندھا کیا کہ سردیوں کے موسم میں بھی باریک لباس پہننے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی۔ یہودیوں کی سازش کے تحت کپڑا بنانے والی ملوں اور فیکٹریوں نے لان کے سوٹ حد سے زیادہ باریک بنانے شروع کر دیئے۔ جن کو زیب تن کرتے ہوئے کوئی عریانیت محسوس نہیں کی جارہی بلکہ یہ کہہ دیا جاتا ہے' اب کیا کریں مارکیٹ میں ایسا ہی کپڑا آرہا ہے۔ اب کون سے پہنیں۔ شلوار کا ڈیزائن قمیض کی بہ نسبت چھوٹا ہوتا ہے۔

کے لئے تنبیہ ہے۔ یہ نہیں کہ ہم عمل اپنی من مانی سے کریں اور کہلائیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عاشق اور پیارے اور ان پہ جانیں دینے والے' ہمیں اپنے ہر عمل پر نگاہ رکھنی ہوگی کہ کہیں نافرمانی کی طرف تو نہیں جارہے۔ حقیقت میں وہی کامیاب وکامران ہوگا' جس نے ربّ کی رضا کو پالیا اور نبی ﷺ کی سنت کو سینے سے لگالیا۔ یہ نہیں کہ دل اور دنیا کو ہر معاملے میں آڑے لے آئیں۔ اب کیا کریں دل کو اچھا لگتا ہے اور دنیا میں رہنا ہے کا فارمولا لگا کر اونچی سے اونچی قمیض' تنگ سے تنگ شلوار یا پھر پائنچوں سے پھاڑی ہوئی شلواریں کہ جیسے کتا پیچھے پڑ گیا ہو تو اس سے پیچھا چھڑا کے بھاگے ہوں اور جدید ہونے کی دھن میں مردوں کی مشابہت پر ٹراؤزر وغیرہ کا فیشن ہے تو یہ ہی سلا کر پہنیں ورنہ گھر میں طوفان کھڑا کر دیں۔ جی مجھے ایسا کپڑا اور ایسا سلائی کیا ہوا لباس چاہئے میں ایسا ہی پہنوں گی۔ لوگ کیا کہیں گے ایک تو لوگوں کی وحشت سر پر سوار رہتی ہے اور اللہ کا کوئی خوف نہیں۔ اسی وحشت نے ایک اور مسئلہ کھڑا کر رکھا ہے کہ یہ سوٹ تو پہلے پہنا ہوا ہے اب دوبارہ پہنا تو لوگ کیا کہیں گے' اس کے پاس وہی سوٹ ہے یہ کہا اور گھر والوں کے لئے مسئلہ کھڑا کر دیا۔

لباس ایک اہم جزوِ زندگی ہے۔ دین اسلام نے اس کی تفصیل سے وضع قطع بتادی ہے بلکہ یوں کہیں کہ ماڈل دے دیا ہے۔ تو ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں

جس سے پوری ٹانگیں نظر آتی ہیں۔ کچھ تو قمیض کے نیچے شمیض پہننے کی تکلیف بھی نہیں کرتیں اور بازاروں میں بے پردہ گھومتی ہیں۔ پسینہ آنے کی صورت میں بھی انہیں بے حیائی اور بے پردگی کا احساس نہیں ہوتا۔ ایسی بے پردہ اور لباس کا مذاق اڑانے والیوں کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ یہ مسلمان کا لیبل لگائے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے فاحشہ عورت بننے میں فخر محسوس کرنے والی کو علم نہیں۔ اس بدن نے ایک دن منوں مٹی تلے دفن ہونا ہے۔ اس وقت کس منہ سے اس ذات باری تعالیٰ کا سامنا کرے گی جس نے زندگی کے تمام اصول وضوابط بتائے ہیں اور امہات المومنین اور صحابیات کی حیات طیبہ کو ہمارے لئے نمونہ بنایا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو عملی جامہ ایسے احسن انداز میں پہنا دیا کہ ہمارے پاس عذر ہی نہیں رہا۔ چودہ سو سال پہلے ہمارے نبی ﷺ نے آج کے دور کے عریاں لباس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

حدیث نبوی کا مفہوم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دو گروہ دوزخی ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک گروہ جن کے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے اور اکثر ان سے' لوگوں کو مارتے ہوں گے یعنی ظالم اور متکبر' امیر وحاکم اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا کہ کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی اور پھر ننگی ہیں یعنی ایسے باریک یا کتے ہوئے کپڑے پہنیں گیں جس میں بدن اور زیور سب نظر آئے۔ (مسلم)

یہ حدیث نبوی اس وقت امت کی ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں

ان خرافات میں تو انا کا مسئلہ بنالیا جاتا ہے لیکن جب شرعی حدود کو توڑ کر بے حیائی کا لبادہ اوڑھ کر مسلم امۃ کی بیٹی آنچل کو زمین پر روندتی ہوئی کسی فیشن شو میں سٹیج پر آتی ہے اور ساتھ ہی سیٹیوں' تالیوں کی آواز بلند ہوتی ہے اور ناپاک نظروں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ سٹیج پر کچھ اس طرح کے الفاظ سے فیشن اور ماڈل گرل کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ ''ماڈلنگ کی دنیا میں ابھرتا ہوا چاند سا چہرہ' قاتل اداؤں والی' بے شمار صلاحیتوں کی مالک وفلاں فیشن کو پیش کریں گی۔''

اس وقت ان کی انا' عزت اور غیرت کہاں دفن ہو جاتی ہے۔ فرسودہ اور بے ہودہ فیشن پھیلانے والے اور ان کی تقلید کرتے ہوئے فیشن کو اپنانے والے اور ان خرافات میں پیسے کا بے جا خرچ کرنے والے ذرا لمحہ بھر کے لئے سوچیں کیا اللہ ربّ العزت نے ان بے مقصد امور کو سرانجام دینے کے لئے تو دنیا میں نہیں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے تو بڑے بڑے کام اور ذمہ داریوں کو سونپا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وماخلقت الجن والانس الا ليعبدون. (سورة الذاريات)

''اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اپنی عبادت کے لئے۔''

آج انسان کیسا بہکا جارہا ہے۔ کوئی دین کی ہوش نہیں کہ ہمارا دین ہم سے کیا تقاضہ کرتا ہے۔ اس دین نے تو ہمیں جہالت کی پرانی رسومات سے نجات دلائی۔ جہالت کے زمانے کی ہر فرسودہ رسم ورواج کو دین اسلام نے آکر مٹایا۔ افسوس آج کے مسلمان اسلام سے پہلے کے رواج کو دوہرائے جانے کو جدید اور ترقی یافتہ کہتے ہیں حالانکہ یہ سارے رسم ورواج اسلام سے پہلے کے ہیں' جن کو ماڈرن کے لیبل کے ساتھ معاشرے میں پھیلایا جاتا ہے۔ اصل میں تو دین اسلام ماڈرن ہے کیونکہ وہ جہالت کے بعد جہالت کو ختم کرنے کے لئے آیا۔

سامان ہدایت ٹھکرایا اور چن لی انہوں نے گمراہی
وہ ملت رسوا ہوتی ہے جو سونپ دے عورت کو شاہی

بقیہ امر بالمعروف

نہ کرو' نماز پڑھو' رمضان کے روزے رکھو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو اور اپنے عیال کو سلام کرو' جس نے ان میں سے کسی ایک کام کو نہیں کیا' اس کے اسلام کا ایک حصہ ناقص ہے اور جس نے سب کو ترک کر دیا ہے تو اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔''

کیمیائے سعادت میں ہے کہ

''اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوشع بن نون پر وحی بھیجی کہ میں تیری قوم میں سے ایک لاکھ آدمیوں کو ہلاک کروں گا' چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار بُرے عرض کیا' کہ خدایا نیکوں کو کیوں ہلاک کرے گا' ارشاد ہوا' اس لئے کہ بُروں سے دشمنی نہیں کی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کیا' بلکہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے۔''

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے کہا' ہم ان مجالس میں روزمرہ کی بات چیت کے لئے بیٹھتے ہیں۔ اس کے بغیر ہمارا کوئی چارہ نہیں۔ فرمایا تو پھر راستے کے حقوق ادا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا' اس کے کیا حقوق ہیں؟ فرمایا نظر نیچی رکھنا' ایذا نہ دینا' سلام کا جواب دینا' اچھائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا بعض روایات میں ہے کہ ناواقف کو راستہ بتانا۔''

صحیح مسلم میں ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

''ہر نبی کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے مبعوث فرمایا کچھ حواری اور مخلص ساتھی بھی ہوئے جو اس کے طریقہ پر چلے اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے رہے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئے جو گفتار وکردار میں ایسے کام کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں ہوتا تھا۔ (آئندہ بھی یہی صورت حال ہوگی) جو ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو ان سے زبان سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے ان کے خلاف جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے (یہ بھی نہیں کرسکتا تو) اس کے بعد رائی کے دانہ کے بقدر بھی ایمان نہیں ہے۔''

سورۃ الاعراف کی آیت 165 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اور ہم نے ان کو نجات دی' جو برائی سے روکتے تھے اور ان کو برے عذاب میں پکڑ لیا جنہوں نے ظلم کیا' اس لئے کہ وہ نافرمان تھے۔''

حصولِ نیکی کے آسان طریقے

عائشہ بشیر ملک

حصولِ نیکی میرے خیال میں دنیا کا سب سے آسان ترین کام ہے مگر موجودہ دور میں سب سے مشکل ترین بن چکا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم ان طریقوں کو ہی فراموش کر چکے ہیں جس کی وجہ سے ہم نیکیوں کا وسیع ذخیرہ اپنے دامن میں سمیٹ سکتے ہیں۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے لاتعداد نیکیاں حاصل کر سکتے ہیں...... مگر کیسے......؟

اپنی عقل کی بدولت جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ ''عقل مند وہ لوگ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔'' (ال عمران)

اگرچہ دنیاوی معاملات میں عقل مند وہی لوگ ہوتے ہیں جو دنیاوی آسائشوں و مال و متاع کے زیادہ سے زیادہ انبار جمع کرنے میں کامیاب رہتے ہیں مگر اللہ کا بتایا ہوا معیار تو اس کے بالکل متضاد ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے تو اللہ کے ذکر کرنے والے کو زندہ اور یاد نہ کرنے والے کو مردہ قرار دیا ہے۔ فرمایا

ترجمہ ''اس شخص کی مثال جو اپنے ربّ کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے ربّ کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔'' (بخاری)

''فارغ بیٹھنے سے اللہ کا ذکر بہتر ہے۔'' کے اسٹیکر بازار میں دستیاب ہیں جو مختلف جگہوں پر چسپاں کیے جاتے ہیں۔ جو چسپاں کرنے والوں کے لئے صدقہ جاریہ ہیں کیونکہ جب بھی کوئی باشعور اس کو پڑھتا ہے تو وہ اپنی زبان سے اللہ کا ذکر کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ایسے بے شمار چھوٹے و آسان اذکار بیان کئے ہیں جس کو پڑھ کر زیادہ سے زیادہ نیکیاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے سوال کیا ''ہم میں سے کوئی آدمی ایک ہزار نیکیاں کس طرح کما سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

''سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھنے سے اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' (مسلم)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ سے دریافت کیا کہ افضل کلام کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''افضل کلام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنے فرشتوں یا اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے وہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔'' (مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ کو بہت محبوب ہیں زبان پر ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی ہیں۔ وہ کلمات سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہیں۔'' (بخاری)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

> **عقل مند وہ لوگ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (ال عمران)**

''چار کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ان میں سے جس کو چاہو پہلے پڑھو۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص قرآن مجید کی آخری تینوں سورتیں اخلاص، الفلق اور الناس صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے تو اسے یہ ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہیں۔'' (ابوداؤد ترمذی اور صحیح الترمذی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ دعا تین مرتبہ صبح و شام پڑھے اللہ پر حق ہو جاتا ہے کہ اسے راضی کرے۔

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا

(ترمذی و صحیح الترمذی)

سیدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اپنے اوپر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) اور تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا مثلاً سبحان الملک القدوس کہنا) لازم کر لو اور انگلیوں پر گنا کرو اس لئے کہ انگلیوں سے سوال کیا جائے گا اور بولنے کی طاقت دی جائے گی اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا ورنہ تم اپنے آپ کو رحمت الٰہی سے محروم کر لوگی۔'' (رواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن غریب)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ نہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا 'ضرور بتایئے'۔ ارشاد فرمایا 'وہ دروازہ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' ہے۔'' (مستدرک حاکم)

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز اُحد پہاڑ کے برابر عمل نہیں کر سکتا؟ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُحد کے پہاڑ کے برابر کون عمل کر سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک کر سکتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا عمل ہے؟ ارشاد فرمایا

''سبحان اللہ کا ثواب اُحد سے بڑا ہے' الحمدللہ کا ثواب اُحد سے بڑا ہے' لا الہ الا اللہ کا ثواب اُحد سے بڑا اور اللہ اکبر کا ثواب اُحد سے بڑا ہے۔'' (طبرانی)

اللہ کے نبی ﷺ نے لا الہ الا اللہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میری شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا شخص وہ ہوگا جو اپنے دل کے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے۔'' (بخاری)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو بندہ لا الہ الا اللہ کہے اور پھر اسی پہ اس کی موت آ جائے تو وہ جنت میں ضرور جائے گا۔ عرض کیا اگرچہ اس نے چوری و زنا کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) چوری یا زنا کیا ہو...... میں نے تیسری مرتبہ فرمایا اگرچہ اس نے چوری و زنا کیا ہو آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا اس نے چوری کی ہو خواہ ابوذر کو کتنا ہی ناگوار گزرے وہ جنت میں ضرور جائے گا۔ (بخاری)

اگرچہ نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کو نیکیوں کے حصول کے

لئے کئی آسان وسہل اذکار بیان کردیئے ہیں جو پڑھنے میں بڑے آسان اور نیکیوں میں کمال درجہ فضیلت رکھتے ہیں۔ اب نبی کریم ﷺ کی امت میں سے ہونے کی وجہ سے ہمیں چاہئے کہ ہم روزمرہ معاملات کے دوران چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے' آتے جاتے اپنی زبان کو ذکرالٰہی سے تر کریں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوسکیں اور جنت

> **نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا شخص وہ ہے جو اپنے دل کے خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے**

میں اعلیٰ وارفع مقام حاصل کرسکیں۔ عقائد کے درستگی کے ساتھ رضائے الٰہی کی نیت سے اللہ کا ذکر نہایت ہی بڑی سعادت ہے لیکن دین کا علم حاصل کرنا اور اس پہ عمل پیرا ہونا دنیا و آخرت کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ یہ پہلو بھلانے والا نہیں لیکن ہم بھلا دیتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں دین و دنیا میں سرخرو کرے اور دین کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: امریکہ

کو پختہ کیا جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے۔ دیکھنے میں سادہ ہو کہ اس کو دیکھ کر دنیا کی بے ثباتی کا احساس اور آخرت کی یاد دل میں پیدا ہو۔ (صحیح مسلم)

جو انسان دنیا سے رخصت ہوگیا پھر اسے اپنی قبر کی سجاوٹ بناوٹ سے کیا غرض؟ مرحوم کی جنت اور دوزخ کا دارومدار علاقوں شہروں اور قبروں سے نہیں بلکہ اس کے اعمال پر ہے۔ میت کی وصیت اگر آقا ﷺ کے ارشادات کے خلاف ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ لواحقین میت کی اخروی بھلائی کی خاطر شرعی حکم کے مطابق اسے دفن کرنے کے مجاز ہیں۔

دنیا میں مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ منورہ جیسی مقدس سرزمین کوئی نہیں مگر اللہ کے مقرب اور نبی پاک ﷺ کے کئی اہل خانہ اور اصحاب رضی اللہ عنھم نے تمام عمر نبی کریم ﷺ کے شہر مقدس میں بتادی مگر ان کی قبروں کو مدینہ کی مٹی نصیب نہ ہوسکی۔ سیدنا ابوایوب انصاری وہ خوش نصیب ہستی جن کے شکستہ جھونپڑے کو نبی کریم ﷺ کی شرف مہمانی نصیب ہوئی۔ نبی کریم ﷺ سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک جتنی جنگیں بھی ہوئیں سب میں حصہ لیا اور غازی بن کر رہے۔ اسی برس کی عمر کو پہنچ گئے مگر قسطنطنیہ کی جنگ میں بھی شرکت کی...... وہاں شدید بیمار ہوگئے۔

لشکر اسلام کو وصیت کی کہ دشمنوں کی صفیں چیرتے ہوئے میری لاش کو اٹھا لے جانا۔ قسطنطنیہ کی دیوار کے نزدیک دفن کرنا ان کی خواہش کی تعمیل کی گئی۔ اللہ کے اس جلیل القدر عاشق رسول ﷺ کو اپنے شہر مقدس میں دفن ہونا چاہئے تھا مگر اطاعت نبوی ﷺ یعنی جہاد کو اپنی خواہش پر فوقیت دی۔ لاکھوں جانثاروں کی قبروں کا علم ہی نہیں یا شاید اللہ نے ان کی قبروں کو پوشیدہ کر رکھا ہے کہ مبادا مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کی طرح قبروں کو عبادت گاہ نہ بنالیں۔ قبروں کو پختہ کرنے کی بجائے ایمان میں پختگی کی آرزو کرنی چاہئے۔ قبریں سیلاب کے ریلے میں بہہ جاتی ہیں۔ بلڈوزر تلے کچلی جاتی ہیں مگر ایمان کی دولت...... اعمال کی پوٹلی...... اللہ کا قرب اور نبی پاک ﷺ کی اطاعت و محبت دنیا کو اپنے ساتھ بہا لے جاتی ہیں۔

(بشکریہ نوائے وقت...... بقلم طیبہ ضیاء)

بقیہ: تربیتی نشست

اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ام وقاص (سرگودھا) انجام دے رہی تھیں۔

تعارفی نشست:

پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے ام وقاص نے آئی ہوئی مہمان بہنوں سے تعارفی نشست کا سلسلہ شروع کیا۔ بہت سی مہمان خواتین دور دراز کے علاقوں سے تشریف فرما تھیں لیکن ایک ہماری بہن ام عبداللہ کراچی سے نشست کے لئے خصوصی طور پر تشریف لائی تھیں اور وہ اس میں اپنی شرکت کو یقینی بنانے کے لئے نشست سے تقریباً سات دن پہلے پہنچ گئی تھیں۔

نشست کے دوران گجرات کی مسئولہ ام محسن نے ایک دینی بہن کے جہادی جذبات کو نظم کی صورت میں پیش کیا۔

غیب سے فتح کی نوید جاری رہے
میرے بیٹے یہ ماں تجھ پہ واری رہے

اس کے بعد ایک اور بہن امۃ المنعم نے یہ نظم پڑھی۔

آنسوؤں اور آہوں کی روداد سن
ربّ کونین میری بھی فریاد سن

تعارفی نشست نماز عصر تک جاری رہی۔ تعارف کے دوران ایک بہن جمیلہ جو وزیرآباد سے تشریف لائی تھیں' انہوں نے اپنا تعارف اس طرح کروایا۔

باجی جمیلہ' وزیرآباد:

انہوں نے بتایا کہ میں پہلی مرتبہ اس قسم کی نشست (پروگرام) میں شرکت کررہی ہوں۔ مجھے ایسے پروگرام کے بارے میں کچھ زیادہ علم نہیں اور نہ ہی میں اتنی مجاہدین کے بارے میں واقفیت رکھتی ہوں بلکہ یوں کہیں کہ جہاد کے بارے میں تو اب کچھ جانتی ہوں پہلے بالکل علم نہیں تھا۔ لیکن بچپن سے اپنے نام کے ساتھ مجاہدہ لکھنا شروع کردیا تھا۔ اس وقت میں نے ایک فدائیہ کا اخبار میں پڑھا تھا لیکن مجھے فدائیہ کے مقاصد اور جہاد کے بارے میں کوئی زیادہ علم نہیں تھا۔ اب الحمدللہ بہت زیادہ نہیں تو بہت کچھ جان چکی ہوں۔ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ شعبہ تعلیم سے وابستہ ہوں۔ اکثر اوقات میری ساتھی لیکچرارز سے شرعی امور پر بحث ہوجاتی ہے تو پھر میں ان کو قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کے بارے میں بتاتی ہوں۔

(جاری ہے)

سلسلہ سوال وجواب

آپ کے دینی مسائل اور ان کا قرآن وحدیث کی روشنی میں حل

اہلیہ حافظ عبدالسلام بھٹوی

س: محترمہ باجی جان! کیا بچے کو دھونے سے جب اس نے پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کیا ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ نیز کیا قہقہہ مار کر ہنسنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔ ام حیدر' مسافر

ج: بچے کو دھونے سے (جب اس نے پیشاب یا پاخانہ کیا ہو) وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے یہ ان چیزوں میں شمار نہیں ہوتا جن سے وضو لازم ہے۔ ابوداؤد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لانتوضا من موطی (ابوداؤد حدیث نمبر 204)

''ہم پاؤں کے روندنے کی وجہ سے وضو نہیں کرتے تھے۔''

بس اتنا ہی کافی ہے کہ بچے کا پیشاب یا پاخانہ وغیرہ دھو کر ہاتھوں کو اچھی طرح دھو لیا جائے۔ اسی طرح قہقہہ مار کر ہنسنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کا بھی کسی حدیث میں ذکر نہیں آتا۔

س: باجی جان! شوال کے روزے کتنی مدت تک رکھے جاسکتے ہیں۔ عید کے فوراً بعد یا شوال کے آخر تک۔ قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کریں۔؟

ج: مسلم' ابوداؤد کی حدیث ہے کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھے روزے رکھے وہ اس طرح ہے کہ اس شخص نے گویا زمانہ بھر کے روزے رکھے ہوں۔ الفاظ یہ ہیں۔

من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كانه يصام الدهر

اس حدیث مبارکہ میں یہ ذکر نہیں ہے کہ شوال کے روزے رمضان کے فوراً بعد ہی رکھے جائیں اس لئے اگر کوئی رمضان کے فوراً بعد رکھ لے تب بھی ٹھیک ہے۔ اگر فوراً بعد نہ بھی رکھے جائیں تو بھی وہ پورے شوال میں یہ چھے روزے رکھ سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور حدیث کا مطلب بھی پورا ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ نرمی چاہتا ہے' مشکل میں نہیں ڈالتا۔

اخبارات سے انتخاب

امریکہ کی محبت پالنے والوں کا عبرت ناک انجام

امریکہ اور کینیڈا کے عوام اتوار کی صبح بیدار ہوئے تو دو ہی خبریں سامنے تھیں "برفباری اور گرفتاری" افغانستان یا عراق کے حوالے سے بمباری کی خبروں میں تو اب کوئی کشش باقی نہیں رہی کہ کوئی نئی بات نہیں، روز کا معمول ہے۔ کسی بہادر فوجی نے چند مزید بے گناہ اور معصوم پھڑکا دیئے۔ کہیں بچے مارے گئے تو کہیں مشتبہ دہشت گرد کی اصطلاح کافی اچھی ایجاد ہے کہ قاتلوں کو مارنے کا لائسنس مل جاتا ہے۔ سی این این کو سر جھاڑ منہ پھاڑ دیکھ کر آمنا صدقنا بولنے اور ہر جھوٹ کو سچ سمجھنے والے چند صدام حسین کی گرفتاری کے ڈرامے پر خوش ہوئے ہوں تو کچھ عجب نہیں لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں ایک سپر پاور سے ایسے بھونڈے ڈرامے کی امید نہ تھی۔ عراق میں پھنسی اپنی مجبور اور خوفزدہ فوج کو تعطیلات کے زمانے میں اطمینان کا سانس دلانے کے لئے کوئی جھنجھنا درکار تھا سو چوہدری صاحب نے تھیلے کی بلی بلکہ جادوگر کے پیٹ سے خرگوش کی طرح صدام حسین کو باہر نکال کر گویا اپنی ساری پژمردہ قوم کو بہلا لیا ہے۔

عراق جس طرح سانپ کے گلے میں چھچھوندر کی طرح پھنسا ہوا ہے اور جس طرح وہاں قابض افواج اپنے سائے سے بھی بدکتی ہیں اور سکول جانے والے بچوں سے بھی ان کی ہوا اکھڑتی ہے وہ کسی انقلابی تحریک کا ثمر نہیں۔ عوام کی اپنی تحریک آزادی ہے۔ جسے اب دہشت گردی کا نام دے دیا گیا ہے حالانکہ دہشت گرد تو صدام حسین کی صورت میں وہ کٹھ پتلی ایجنٹ تھا جس نے کویت پر حملے کا مشورہ مان کر ایک طاقتور مسلم فوج کو نیست و نابود کرانے اور بالآخر ساری مملکت کو ایک ناجائز جنگ کی بھٹی میں جھونک کر تاخت و تاراج کرا دیا۔ اب بغداد کے چور صرف تیل پر ہی نہیں تمام وسائل پر پنجے گاڑے بیٹھے ہیں۔ اسی پر بس نہیں مقبوضہ عراق کو فرقہ بندی اور نسلی اختلافات کی آگ میں جھلسا کر اسے تقسیم کرنے کی سازش میں بھی مصروف ہیں۔ سازشوں کا ایجنٹ چھ فٹ کا صدام اگر آٹھ فٹ کے ایک بل میں چھپا بیٹھا تھا تو اس کے وہ دس ہزاری پبلکن گارڈ اس کی گرفتاری میں آڑے کیوں نہیں آئے جن کا ہوا دکھا کر دنیا بھر کو ڈرایا جا رہا تھا۔ اس کے وہ اڑھائی ہزار فدائین نقاب پوش کیا ہوئے جو صدام کے اشارہ ابرو پر جان نچھاور کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اگر صدام حسین کو سقوط بغداد سے قبل حضور نے اپنی پناہ میں نہیں لے لیا تھا تو اس گرفتاری ڈرامے میں چند باڈی گارڈ کے کردار بھی ڈال لئے جاتے تو ذرا حقیقی رنگ آ جاتا لیکن "کاہلیاں اگے ٹوئے" ایک گولی چلائے بغیر کامیابی سے مکمل ہونے والا یہ مشن جیسیکا لنچ ڈرامے کی طرح ٹی وی کیمروں کی آنکھ سے محفوظ بھی کیا جا رہا تھا۔ واہ پپو یار! اس سے تو اچھی ہماری پاکستانی پولیس ہے جو پولیس مقابلے کا کچھ تو بھرم رکھ لیتی ہے۔ "کچھ گولیاں شولیاں ایدھر چھریاں اودھر چاقو" یعنی تھوڑا بہت اصلی بھی لگتا ہے لیکن یہاں تو آپ نے کھوتا ای کھوہ

> اس سے اچھی تو ہماری پاکستانی پولیس ہے جو پولیس مقابلے کا کچھ تو بھرم رکھ لیتی ہے، یعنی تھوڑا بہت اصلی بھی لگتا ہے

میں ڈال دیا بلکہ نکال لیا اور وہ جو مسخرے آپ نے اپنی پہلی چڑھائی کے موقعہ پر بھنگڑے وغیرہ ڈالنے کے لئے بھرتی کیے تھے ان کی تعداد میں اب کچھ اضافہ ہی کر لیا ہوتا۔ ایک پک اپ ٹرک میں آٹھ ہیجڑوں کا موبائل مجرا جگہ جگہ ہو رہا تھا اور یہی ٹرک ان بے چارے دیہاڑی داروں کو میڈیا کوریج دلانے "بارہ من کی دھوبن دیکھو" جیسے ناٹک کے ساتھ سارے شہر میں گھومتا رہا۔ شہر کے چوک چوباروں پر بھالو ڈانس کرنے والے بھی ڈھنگ کے نہیں ملے۔ چوہدری صاحب

> **عراق کو دنیا بھر سے جو 150 کمپنیاں بایولوجیکل اور کیمیاوی ہتھیاروں کے لئے خام مال دیتی تھیں، ان میں سے 24 بڑی امریکی اور 50 ان کی ذیلی کمپنیاں تھیں**

اگر کچھ بھانڈ ایڈ دانس میں بھرتی کئے ہوتے تو اس خوشی کے موقع پر ان پچاس اداکاراؤں سے چالو کام نہ کرانا پڑتا۔ بہتر ہوگا کہ اپنے منتظم اعلیٰ وادنیٰ کے کان پکڑوائیں کئی بلین ڈالر اب تک دوستوں کی کمپنیوں پر لٹا چکے ہیں لیکن جشن منانے کے لئے چند سو مظاہرین باہر نہ نکال سکے۔ اگر ہمارے ناظمین اور ڈپٹی کمشنروں کی خدمات مستعار لی ہوتیں تو ٹرانسپورٹروں کی بسیں چھین کر ارد گرد کے کئی ہزار دیہاتیوں کو پنڈال میں ڈمپ کرا دیتے۔ آپ نے اپنی بکل کا چور نکالا بھی تو پھس پھسے انداز میں۔ یہ بھی نہ سوچا کہ یکا یک سڑکوں پر نکل آنے والوں کے ہاتھوں میں ایک جیسے سرخ جھنڈے دیکھ کر کچھ شکی مزاج لوگ سوچیں گے کہ اس ٹوپی ڈرامے کی پہلے سے تیاری کی گئی ہوگی، ورنہ ایک گھنٹے میں ایک ہی طرح کے جھنڈے کہاں سے آ گئے؟ یہ کسی نے نہیں سوچا کہ خوامخواہ تنقید کرنے والے یہ بھی کہیں گے کہ اچانک ملنے والی خبر پر تو شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے پھر یہ بغداد اور دوسرے شہروں کے کونے کھدروں سے ایک ہی طرز اور سائز کے جھنڈے کس طرح برآمد ہو گئے۔ یہ جس جھنڈے شاہ کی تجویز تھی اس کا پرچم ضرور سرنگوں کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے دوست پپو کے خلاف سازش ہے کیونکہ یہ خطرناک حد تک اتفاق بھی تو ہو سکتا ہے۔ ہمارا اپنے دوست کو برادرانہ مشورہ ہے کہ یار پپو! اگر تم نے بقول تمہارے موذی صدام کو پکڑ کر آٹھ فٹ بل سے باہر نکال ہی لیا ہے تو تم بھی شیر بنو شیر۔ جب تک عراق کے گلی کوچوں میں بھنگڑے کا تازہ پروگرام چل رہا ہے تم بھی ایک پھیرا ڈال ہی آؤ تاکہ یہ تمہارے گلے میں پھولوں کے ہار پہنا کر تمہیں کاندھوں پر اٹھا کر آوے ای آوے کے نعرے لگاتے آوے کا آوا سنوار دیں۔ ویسے تو سب نے کندھوں پر ایک دن جانا ہی ہے لیکن یہ کوفہ والوں کا ریکارڈ کچھ ٹھیک نہیں۔ مہمانوں کے ساتھ آنکھیں بدل بھی سکتے ہیں۔ اس لئے احتیاطاً نئے جوتے اور ایک ٹوپی والا برقعہ ہمراہ لے جاؤ اور اس بھنگڑا گروپ پر زیادہ اعتماد نہ کرنا یہ کسی کے سجن نہیں ہیں۔ چاہے لاکھ تمہارے نعرے دجن، تم حفاظت خود اختیاری میں غفلت مت کرنا۔ ویسے دوست کے ساتھ حسن سلوک کو آپ سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے کیونکہ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

تاریخ شاہد ہے کہ جس نے آپ سے متھا لگایا اور عہد وفا نبھایا اسے آپ نے اسی طرح رلایا۔ یہ حسن ادا محض صدام کے ساتھ ہی نہیں قبل ازیں رضا شاہ پہلوی، فرنانڈیس مارکوس، جنرل نوریگا حتیٰ کہ جنرل ضیاء الحق تک کو آپ کی پالیسیوں سے وفاداری کا کیا صلہ ملا؟ صدام کا یہ انجام منطقی تھا کیونکہ آپ کی صدام حسین سے دوستی تھی۔ برطانیہ کے رکن پارلیمنٹ جارج گیلوے نے گزشتہ دنوں ٹورنٹو میں خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا تھا کہ دسمبر 1983ء میں ڈونلڈ رمزفیلڈ نے صدام حسین سے ملاقات کی تھی اور عراق کو جوہری کیمیاوی اور بایولوجیکل ہتھیاروں کی تیاری کے لئے خام مال دینے

کے معاہدے کیے جن کی تصدیق خود عراق نے اقوام متحدہ کو دی گئی اپنی رپورٹ میں کی تھی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ عراق کو دنیا بھر سے جو 150 کمپنیاں بایولوجیکل اور کیمیاوی ہتھیاروں کے لئے خام مال دیتی تھیں ان میں سے 24 بڑی امریکی اور 50 ان کی ذیلی کمپنیاں تھیں۔

بی بی سی کا کہنا ہے کہ امریکہ کو یہ بات 1980ء سے معلوم تھی کہ عراق کس قسم کے بایولوجیکل اور کیمیکل ہتھیار تیار کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ نومبر 1987ء میں امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک سینئر اہلکار جوناتھن ہاؤ نے وزیر خارجہ جارج شلز کو تحریری رپورٹ دی کہ عراق ایرانیوں کے خلاف روزانہ کیمیاوی ہتھیار استعمال کر رہا ہے اور اس رپورٹ کے 5 ماہ بعد ہی صدام حسین نے شمالی کردستان کے قصبے حلب جاہ میں 5 ہزار شہریوں کو کیمیاوی گیس سے ہلاک کر دیا تھا۔ اس حملے کے 2 برس بعد بڑے ابا جی کی پارٹی کے 5 سینیٹرز نے صدر صدام سے ملاقات کی اور اس ملاقات کے 4 ماہ بعد ہی تھپکی اور ہلاشیری کے باعث صدام نے کویت پر قبضہ کر لیا۔ اب یہ تو کوئی نہیں جانتا کہ اس ملاقات میں کیا کھچڑی پکی تھی لیکن جس دال میں کچھ کالا تھا وہ اب گلی ہے۔ صدام کو اب معلوم ہوا کہ

بھونچاں دی اشنائی کولوں فیض کسے نہ پایا
کیکر تے انگور چڑھایا تے ہر گچھا زخمایا

صدام کو اپنی بغل سے برآمد کر کے امریکہ نے اتحادی فوجوں کو کافی راحت دی ہے جو اب ٹن پھر رہے ہیں۔ چند روز بعد اولے گریں گے تو نشہ ہرن ہوگا۔ پوپیار نے صدام کا نہلا پھینکا ہے۔ اب ہمیں تمہارے دہلے کا انتظار ہے۔

(بشکریہ 16 دسمبر نوائے وقت، طارق نسیم)

امریکہ کی موت

تیس سالہ پاکستانی عورت کینسر سے فوت ہوگئی۔ مرحومہ کی حالت دیکھ کر دل دہل گیا جس کے ناک منہ جسم پر ابھی تک مختلف قسم کی نالیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس کے دیندار شوہر کو مدد کے لئے بلایا تو اس نے کہا کہ کسی غیر محرم اور مشرک کا مسلمان عورت کی میت کو چھونا ممنوع ہے۔ مرحومہ کے وفات پاتے ہی ڈاکٹروں اور نرسوں کو میت کو ہاتھ لگانے سے منع کر دیا۔ میرا ابھی مرحومہ کے ساتھ رشتہ ازدواج منقطع ہو چکا ہے۔ لہٰذا میں بھی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ میں حیرت سے نام نہاد دیندار شوہر کا منہ تکتی رہ گئی کہ گزشتہ آٹھ ماہ سے مرحومہ کا علاج مشرک ہی تو کر رہے تھے اس وقت موصوف کا اسلام کہاں تھا؟

امریکہ کے بڑے شہروں میں جہاں مسلم کمیونٹی کی اکثریت ہے وہاں کے اسلامک سینٹرز یعنی مساجد مسلمانوں کے لئے عیسائیوں کے قبرستان میں کچھ زمین خرید لیتے ہیں اور جن علاقوں میں یہ سہولت میسر نہ ہو وہاں مسلمان میت کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

قبرستان سے منسلک عیسائی فیونرل ہوم میں ہی مسلمان میت کو غسل دیا جاتا ہے۔ میت کی تجہیز و تکفین پر 2600 ڈالر کے لگ بھگ خرچ اٹھتا ہے۔ جس میں قبر کی رقم بھی شامل ہوتی ہے اور یوں زمین کی قیمت ادا ہوتی رہتی ہے۔ اگر کوئی تجہیز و تکفین کے اخراجات برداشت کرنے کی حیثیت نہ رکھتا ہو۔ اسلامک سینٹر کے فنڈز سے یہ نیک فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔ کئی لوگ اپنی زندگی میں ہی اپنے لئے قبر خرید لیتے ہیں۔ مسز عبدالقدیر نے حال ہی میں اسلامک سینٹر کو اپنی تیسری قبر کے لئے رقم ادا کی ہے۔ ان کا شوہر فوت ہوا تو ان کی خریدی ہوئی قبر کام آ گئی۔ دوسری قبر میں ان کے داماد جا سوئے۔ ان کا بیٹا انہیں تیسری قبر خریدنے سے منع کرتا ہے کہ ماں اب مجھے دفن کرواؤ گی۔

مسز عبدالقدیر کا کہنا ہے کہ مومن کو ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ میں اپنا کفن دفن اپنی پنشن سے کرنا چاہتی ہوں۔ مسز عبدالقدیر ہیں کہ موت کی ہر دم منتظر اور ایک وہ مسلمان جو موت سے فرار حاصل کرتے ہیں۔ سائنس نے بہت ترقی کی ہے مگر موت کے فرشتہ کو کوئی قید نہ کر سکا۔ امریکہ نے پوری دنیا کو آگے لگا رکھا ہے مگر موت اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔ ایک پاکستانی اپنی عمر بھر کی کمائی لے کر امریکہ آ گیا۔ پٹرول پمپ خریدا۔ گھر خریدا اور بچوں کو بلا لیا۔ فیملی کے آنے میں ایک ہفتہ باقی تھا کہ اچانک اس کا ہارٹ فیل ہو گیا اور اپنے سجے سجائے اپارٹمنٹ میں بے یار و مددگار موت کی گود میں سویا پڑا رہا۔ جس مٹی کا خمیر ہو اسی میں دفن ہوتا ہے۔

امریکہ میں غیر مسلم باشندے کی میت کو نہلانے سے قبرستان تک لے جانے کے اخراجات تقریباً 3500 سے 10,000 ڈالر ہیں۔ اس میں دفنانے کا خرچ شامل نہیں جو کہ 600 سے 1200 ڈالر تک ہے۔ کتبہ کی لاگت 1000 سے 7000 ڈالر تک ہے۔ اس حساب سے غریب میت پر ایک اندازہ کے مطابق 5000 اور مالدار میت پر 12000 ڈالر تک کی لاگت آتی ہے۔ لاش کو نہلانے کے بعد محفوظ (Preserve) رکھنے کے لئے اس کی شریانوں کے ذریعہ جسم میں خاص قسم کے کیمیکلز پہنچائے جاتے ہیں جسے Embaling کہا جاتا ہے۔ اس سے میت تقریباً ایک ہفتہ تک محفوظ رہتی ہے۔ میت کو اس کا پسندیدہ لباس پہنایا جاتا ہے اور اسے ایک ڈبہ جسے کفن (Casket یا Cofin) بولا جاتا ہے میں ڈال کر ایک لمبی گاڑی میں قبرستان لے جایا جاتا ہے۔ لواحقین و احباب کی گاڑیاں میت کی گاڑی کے پیچھے آہستہ رفتار میں چلتی ہیں۔ جنازہ کے احترام میں بقیہ ٹریفک بھی آہستہ ہو جاتی ہے۔ مشرک کے جنازہ پر اہل ایمان کو بھی احتراماً کھڑے ہونے کا حکم ہے۔

نبی کریم ﷺ کے سامنے سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ (بخاری)

میت کے ساتھ آئے ہوئے مردوں اور عورتوں نے سیاہ رنگ کے قیمتی لباس زیب تن کئے ہوتے ہیں۔ کوئی واویلا، ماتم چیخ و پکار کا ماحول نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس قوم کو اپنے عزیز واقربا کی موت کا دکھ نہیں ہوتا بلکہ ہر معاشرہ اور مذہب کے اپنے رسوم ورواجات ہیں، وگرنہ اللہ کے بنائے ہوئے رشتوں اور الفتوں سے کسی کو انکار نہیں۔ ایک عیسائی لڑکی مسلمان ہوئی تو اس نے اپنی عیسائی ماں کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ اس کی ماں اپنی بیٹی اور نواسے کو ملنے کے لئے تڑپتی تھی۔ ایک روز میرے پاس روتی آئی اور کہا ماں کی ممتا کا کوئی مذہب نہیں۔ وہ صرف ماں ہوتی ہے۔ صدمہ سے چہرے پر تھپڑ مارنا اور سینہ کوبی وغیرہ کی اسلام نے بھی سختی سے مذمت کی ہے۔ پاکستانی معاشرہ خاص طور پر دیہاتوں میں باقاعدہ بین ڈالا جاتا ہے اور جو ایسا نہ کرے اسے سنگ دل خیال کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے میت کو اذیت ہوتی ہے اور جو ایسا کرتا ہے ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔" (بخاری)

میت کے ساتھ آئے ہوئی مردوں اور عورتوں نے سیاہ رنگ کے قیمتی لباس زیب تن کئے ہوتے ہیں، کوئی واویلا چیخ وپکار اور ماتم کا ماحول نہیں ہوتا

کچھ لوگ میت کو وطن لے جاتے ہیں۔ امریکہ کے مسلمانوں میں اسلام کا شعور بیدار ہو چکا ہے۔ لہٰذا اکثریت قریبی قبرستان میں دفن ہونے کو ترجیح دیتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ میت کو جلد دفنا دیا جائے۔ آپ ﷺ نے میت کو دیر تک گھر میں نہ رکھنے اور کفن میں جلدی کرنے کی ہدایت فرمائی اور اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کہ قبر

باقی صفحہ نمبر 20 پر

تربیتی کالم

نماز کی اہمیت ترغیب اور بے نماز کی سزا

اہلیہ حافظ عبدالسلام

میں حسب معمول گھر کے کام کاج میں مصروف تھی کہ مسجد سے مؤذن کی آواز بلند ہوئی۔ بڑی پرسوز آواز تھی۔ میں غور سے سننے لگی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر...... اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ پکارنے والا پکار پکار کر مسلمانوں کو اللہ کی عظمت کی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ میں مؤذن کے کلمات پر غور کرنے لگی۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ بڑے تو پہاڑ بھی ہیں، سمندر بھی بہت بڑا ہے۔ یہ دنیا بھی بہت بڑی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اللہ ہی ہر شے سے بڑا ہے۔ جیسے جیسے میں غور کرتی گئی ویسے ویسے ہی میرا ذہن کھلتا گیا کہ ہاں اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ یہ پہاڑ جن کو ہم بڑا سمجھتے ہیں یہ تو قیامت والے دن دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑ جائیں گے۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ

اور یہ جو کائنات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہموار کر دیں گے۔ اس پر تمام پہلی پچھلی مخلوق کو اکٹھا کر کے خود مالک الملک جلوہ افروز ہوں گے۔ پھر اپنے بندوں سے پوچھیں گے کہ ہاں اے میرے بندو! بتاؤ جب تم یہ صدا سنتے تھے اور جس چیز کی طرف تمہیں یہ بلانے والا بلاتا تھا کیا تم اس چیز کی طرف آتے تھے؟ اس وقت پتہ چلے گا کہ اس پکار کی کیا اہمیت تھی۔ اس لئے آج ہمیں اس پکار پہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی وقت ہے مہلت ہے، نہ جانے کب عمل کی مہلت ختم ہو جائے۔ پھر حسرتوں، پچھتاوں کے علاوہ کچھ نہ رہ جائے گا۔ مؤذن کہتا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ بار بار کہتا ہے۔

اے لوگو! یہ کاروبار جو تم کرتے ہو یہ بڑے نہیں ہیں۔ یہ ملازمتیں بڑی نہیں، یہ عیش و عشرت کے سامان یہ بیوی بچوں کی محبتیں بڑی نہیں بلکہ بڑا حکم اللہ رب العالمین کا ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے حکم کی طرف لپکو۔ پکارنے والا اللہ کی واحدانیت کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسی کی بندگی میں رہا جائے۔ پھر مؤذن محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مان کر اس کی رسالت کا اقرار کرتا ہے۔ موذن کا خود اللہ کی توحید اور اس کے رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنا۔ فقط اس کے اپنے لئے نہیں بلکہ سب کلمہ گو کو یاد کراتا ہے کہ تم نے یہ کلمہ پڑھ کر جو اقرار کیا ہے اس پہ عمل کا وقت آن پہنچا ہے۔

عمل کیا ہے؟ نماز عمل ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ اپنی بے بسی کا اس کے سامنے اظہار کر دو۔ مؤذن کہتا ہے، آ جاؤ نماز کی طرف ساتھ ہی کہتا ہے کہ آ جاؤ فلاح کی طرف، کامیابی کی طرف آ جاؤ۔ نماز کیا ہے؟ کامیابی ہے، نجات ہے، اللہ کی رضامندی ہے، اللہ راضی ہو جائے گا کہ میرے بندے نے میری بات مان لی، میری اطاعت کر کے سب کچھ چھوڑ کر میرے سامنے حاضر ہو گیا۔ اللہ کو اپنے بندے کی اطاعت ہی تو مطلوب ہے۔ اطاعت کرنے سے ہی انعام کا مستحق وگرنہ شیطان مردود کی طرح راندہ درگاہ۔

> مؤذن کہتا ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے لوگو! یہ کاروبار جو تم کرتے ہو یہ بڑے نہیں ملازمتیں بڑی نہیں، یہ عیش و عشرت کے سامان یہ بیوی بچوں کی محبتیں بڑی نہیں بلکہ بڑا حکم رب العالمین کا ہے

غور کرو میری بہنو! آج تو اللہ ہمیں بڑے پیار سے بلاتا ہے اور بار بار بلاتا ہے کہ میرے حکم کی طرف آ جاؤ۔ آج وقت ہے مہلت ہے لیکن یاد رکھو یہ مہلت، یہ وقت بہت جلد ختم ہونے والا ہے۔ پھر ایک ہولناک وقت ہمارا منتظر ہو گا۔ اس وقت کی ہولناکی قرآن کریم بیان کرتا ہے۔

''جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور لوگوں کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی نظریں نیچی ہوں گی۔ ذلت ان پر چھا رہی ہو گی، جس وقت یہ صحیح و سالم تھے تو انہیں سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا۔ (یہ انکار کرتے تھے)۔'' عربی محاورے کے مطابق سخت وقت آ پڑنے کو کشف ساق سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ابن عباس کے قول کے مطابق کشف ساق سے مراد حقائق سے پردہ اٹھانا ہے۔ اس تاویل کی رو سے یہ مطلب ہوا کہ جس دن تمام حقیقتیں بے نقاب ہو جائیں گی اور لوگوں کے اعمال سامنے آ جائیں گے۔ اس روز سب کے سامنے اس بات کا مظاہرہ کرایا جائے گا کہ دنیا میں کون مؤذن کے اعلان پر لبیک کہہ کر اللہ کی عبادت کرتا تھا اور کون اس کا انکاری تھا۔ اسی مقصد کے لئے لوگوں کو بلایا جائے گا۔ جو لوگ دنیا میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے وہ اس دن بھی حکم سنتے ہی سجدے میں گر جائیں گے اور جنہوں نے دنیا میں سجدہ کرنے کو عار سمجھا انکار کیا اور تکبر کیا، ان کی کمر تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو بھی نہ کر سکیں گے۔ ذلت اور پشیمانی کے ساتھ نظریں جھکا کر کھڑے رہ جائیں گے اور فرشتوں کو حکم ہو گا کہ پکڑ لو ان کو اور ستر ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ لو پھر جہنم میں داخل کر دو۔ یہ اس لئے کہ یہ اس تکبر کا نتیجہ ہے جو دنیا میں تم میرے مقابلہ میں کرتے تھے۔

> قیامت کے دن اذان و نماز کا مظاہرہ کروایا جائے گا جو لوگ دنیا میں نماز پڑھتے ہوں گے قیامت کے دن بھی حکم ہوتے ہی سجدے میں پڑ جائیں گے اور جو دنیا میں نماز کو عار سمجھتے رہے وہ اس دن چاہت کے باوجود سجدہ نہ کر پائیں گے اور ان کی کمریں تختہ ہو جائیں گی

اللھم انا نعوذبك من عذاب جھنم

سورۃ مدثر میں ہے کہ جنتی لوگ مجرموں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کس چیز نے سقر جہنم میں داخل کیا تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ایمان لانے کے بعد پہلا حق نماز کا ہے۔ اب یہاں نمازیوں میں نہ ہونے کو دوزخ میں جانے کا سبب قرار دے کر یہ بات واضح کر دی گئی کہ ایمان لا کر بھی انسان دوزخ سے بچ نہیں سکتا اگر وہ بے نماز ہو۔

اس لئے میری بہنو! ہمیں نماز ہر حالت میں پڑھنی چاہئے اور وقت پر پڑھنی چاہئے اور اس طریقے سے پڑھنی چاہئے جس طرح ہمارے رسول اکرم ﷺ نے پڑھی اور ہمیں بتائی۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں کر لیں کہ کام کا وقت تو رہتا ہے اور کام ہو بھی جاتا ہے، دیر ہو یا سویر لیکن نماز کا وقت نکلا تو وہ واپس نہیں آتا۔ نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو نمازی بنائے اور ہر وہ کام کرنے کی توفیق دے جس پر وہ راضی ہو اور ہمیں نعمتوں بھری جنتوں کا وارث بنائے۔ حشر کی سختیوں اور رسوائیوں سے بچائے۔ آمین

ربنا فاغفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار

''اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ کر دیجئے۔''

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

بنت بشیر ملک

سورۃ ال عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور نیک کاموں کا حکم کرتی رہے اور بری باتوں سے منع کرتی رہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

سورۃ الزاریات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''اے نبی ﷺ! آپ لوگوں کو وعظ و تذکیر کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والوں کو نفع پہنچاتی ہے۔''

سورۃ ال عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو' تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''عصر کی قسم!'' بے شک وبالیقین انسان سراسر نقصان ہی نقصان میں ہے' سوائے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

سورۃ حٰم سجدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''اور اس سے اچھی بات والا کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔''

بخاری شریف میں سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''جو شخص اللہ کی باندھی ہوئی حدوں میں قائم رہے (آگے نہ بڑھے) اور جو ان میں گھس گیا (گناہ میں پڑ گیا) دونوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے جہاز میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی' کسی نے اوپر کا درجہ لیا' کسی نے نیچے کا' اب جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے' وہ پانی کے لئے اوپر کے درجے والوں سے گزرے' پھر کہنے لگے' ہم نیچے ہی اپنے درجے میں ایک سوراخ کر لیں' تو بار بار آنے سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے' اوپر والے ان کو چھوڑ دیں اور ایسا کرنے دیں تو سب ڈوب کر تباہ ہوں گے اور اگر ان کو روکیں' تو آپ بھی بچیں گے اور دوسرے بھی بچ جائیں گے۔''

سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''بنی اسرائیل کے کافروں پر سیدنا داؤد اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی گئی۔ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے' آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے' جس کو بھی یہ کرتے تھے' یقیناً وہ بہت برا تھا۔''

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''پہلی خرابی جو بنی اسرائیل میں پڑی یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا اور اس سے کہتا خدا سے ڈر اور اپنی حرکات سے باز آ کیونکہ یہ درست نہیں ہے۔ پھر جب دوسرے دن ان سے ملتا تو منع نہ کرتا۔ اس لئے کہ شریک ہو جاتا' اس کے کھانے اور پینے اور بیٹھنے میں (یعنی محبت ہوتی اور کھانے پینے کا مزہ ملتا تو امر بالمعروف چھوڑ دیتے) پھر جب ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی بعض کے دل کو بعض کے ساتھ ملا دیا۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جن لوگوں نے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔ داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان پر اخیر آیت تک پھر فرمایا ہرگز ایسا نہیں' اللہ کی قسم البتہ تم بھلی بات بتلاؤ گے اور برے کام سے روکو گے اور ظالم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کو حق کی طرف ایسا جھکاؤ گے جیسا کہ حق جھکانے کا ہے اور اس کو حق پر ٹھہراؤ گے جیسا کہ حق پر ٹھہرانے کا حق ہے۔ (یعنی زبردستی اس کو حق اور انصاف پر مجبور کرتے رہو گے) سنن ابوداؤد شریف کی ہی ایک اور حدیث اتنی زیادہ ہے کہ

''اللہ تعالیٰ تمہارے اور بعض کے دلوں کے ساتھ بعض کو ملا دے گا پھر تم پر لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی تھی۔''

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''بنو اسرائیل میں جب خرابیاں واقع ہوئیں تو ایک آدمی جب اپنے بھائی کو گناہ کرتے دیکھتا تو اسے روکتا' اس کے بعد وہ زمانہ آیا' جب وہ منع کرنا چھوڑ بیٹھے بلکہ ان کے ساتھ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مردہ کر دیا اور آپس کی محبت ختم کر دی اور اسی بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت کی داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان سے اخیر تک۔ نبی کریم ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور فرمایا کہ تم اس وقت تک عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتے جب تک تم ظالم کو ظلم کرتے دیکھو اور اس کا ہاتھ نہ پکڑ لو۔''

جامع ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''جب بنو اسرائیل کے ایمان میں کمی آ گئی تو ان میں اگر کوئی اپنے بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو اسے روکتا دوسرے دن اگر وہ باز نہ آتا تو اسے نہیں روکتا اور اس کا اس گناہ کا ارتکاب اس روکنے والے کو' اس کے ساتھ اٹھنے اور کھانے پینے سے نہ روکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک دوسرے سے جوڑ دیے ان کے متعلق قرآن نازل ہوا ہے۔ (یعنی بنو اسرائیل میں سے کفار پر داؤد اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت بھیجی گئی) یہ سزا انہیں اس لئے دی گئی کہ یہ لوگ گناہ کرتے اور حد سے تجاوز کر جاتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں۔

> **نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسے ہی ہے کہ جہاز کے نچلے حصے والے جہاز میں سوراخ کرنا شروع کریں اور اوپر والے اس کو روکیں گے تو دونوں گروہ ڈوبنے سے بچ جائیں گے**

ترجمہ ''اگر وہ لوگ اللہ اور اس کے نبی پر ایمان رکھتے ہوتے اور اس پر بھی ایمان لاتے جو اس نبی پر نازل کیا گیا تو کبھی ان گناہ گاروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔''

راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا! تم لوگ بھی عذاب الٰہی سے اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے جب تک ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف بخوبی مائل نہ کر دو گے۔''

مسند احمد اور ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''یا تو تم بھلائی کا حکم اور برائی سے منع کرتے رہو گے' یا اللہ تعالیٰ تم پر بھی اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے گا' تم اس سے دعائیں بھی کرو گے لیکن وہ قبول نہیں فرمائے گا۔''

ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''اچھائی کا حکم اور برائی سے مخالفت کرو' اس سے پہلے کہ تمہاری دعائیں قبول ہونے سے روک دی جائیں۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''تم میں سے جو شخص خلاف شرع کام دیکھے اس پر فرض ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اور یہ بہت ہی ضعیف ایمان والا ہے۔''

مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں کرتا لیکن اس وقت کہ برائیاں ان میں پھیل جائیں اور وہ باوجود قدرت کے انکار نہ کریں' اس وقت عام و خاص کو سب کو اللہ تعالیٰ عذاب میں گھیر لیتا ہے۔''

ابن ماجہ میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمایا

''خبردار! کسی کو لوگوں کی ہیبت حق بات کہنے سے روک نہ دے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمانے لگے' افسوس ہم نے ایسے موقعوں پر لوگوں کی ہیبت مان لی۔''

سنن ابوداؤد شریف' ابن ماجہ اور ترمذی میں ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''افضل جہاد کلمہ حق ظالم بادشاہ کے سامنے کہنا ہے۔''

ابن ماجہ میں ہے۔

''جمرہ ثانیہ کے پاس نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص آیا اور آپ ﷺ سے سوال کیا' آپ ﷺ خاموش رہے' جب جمرہ عقبیٰ پر کنکری مار چکے اور سواری پر سوار ہونے کے ارادے سے رکاب میں پاؤں رکھے' تو دریافت فرمایا وہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا نبی ﷺ میں حاضر ہوں' فرمایا کلمہ حق ظالم بادشاہ کے سامنے کہہ دینا۔''

ابن ماجہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

''تم میں سے کسی شخص کو اپنی بے عزتی نہ کرنی چاہئے۔ لوگوں نے نبی ﷺ سے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا خلاف شرع کوئی کام دیکھے اور کچھ نہ کہے' قیامت کے دن اس سے باز پرس ہو گی' کہ فلاں موقع پر تو خاموش کیوں رہا' یہ جواب دے گا' کہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا' میں سب سے زیادہ حق دار تھا کہ تو مجھ سے خوف کھائے۔''

ابن ماجہ میں ہے۔

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

''اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو' اے ایمان والو! اپنی فکر کرو اور تم کو دوسرے کی گمراہی نقصان نہ دے گی جب کہ سیدھی راہ پر چل رہے ہو (پارہ ۷' رکوع ۴) ہم نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ بری بات دیکھیں اور اس کا تدارک نہ کریں تو ان پر اللہ کا عذاب عام ہو جاتا ہے۔''

سنن ابوداؤد شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''جو شخص کسی قوم میں برے کام کرتا ہو اور قوم والے باوجود قدرت کے اس کو اور اس کے کام کو نہ بگاڑیں تو اللہ تعالیٰ اپنا عذاب ان پر ان کی موت سے پہلے ہی پہنچاتا ہے۔''

یہودیوں پہ لعنت کا باعث نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا دعوتی منہج ترک کرنا تھا کیونکہ دعاؤں کی قبولیت اور اللہ کی رحمت امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ہی ہے

جامع ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''اس پروردگار کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر (اچھی باتوں کا حکم اور برائی سے روکنا) کرتے رہو۔ ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر عذاب بھیج دیں اور تم لوگ اس سے دعائیں مانگو اور وہ قبول نہ کرے۔''

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اور آپ ﷺ ان لوگوں سے اس بستی والوں سے جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے' اس وقت کا حال پوچھئے' جبکہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے' جبکہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں' ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے۔ اس سبب سے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے اور جب ان میں ایک جماعت نے یوں کہا' کہ تم ایسے لوگوں کو نصیحت کیوں کیے جاتے ہو' جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والا ہے' یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے' انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے ربّ کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شاید وہ ڈر جائیں سو جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کیا کرتے تھے' ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا' بوجہ اس کے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے' یعنی جب جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا' اس میں حد سے نکل گئے' تو ہم نے ان کو کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔''

جامع ترمذی اور احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''یعنی تم خبردار ہو' تم میں سے ہر شخص چرواہا ہے اور ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری اور نگرانی کی بابت دریافت کیا جائے گا' جو لوگوں کے سردار اور حاکم ہیں' وہ لوگوں پر چرواہے ہیں اور ان کے محافظ و نگہبان ہیں' اس سے بھی حساب لیا جائے گا اور غلام بھی اپنے آقا کے مال وغیرہ کا چرواہا ہے' اس سے بھی سوال کیا جائے گا اور ہر شخص اپنے گھر والوں کا چرواہا ہے۔ اس سے بھی حساب لیا جائے گا عورت بھی اپنے خاوند کے مال و اولاد کی نگہبان ہے اس سے بھی حساب لیا جائے گا۔ لہٰذا تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری اور فرض کی ادائیگی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب الصلوٰۃ و مایلزم کے ص 22 میں فرماتے ہیں۔

''یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کر اللہ کے سامنے فریاد کرے گا کہ اے میرے پروردگار اس نے میری خیانت کی ہے۔ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کے اہل و مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے۔ وہ کہے گا یہ سچ تو کہتا ہے' اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا تھا' لیکن مجھے گناہ سے روکا نہیں تھا۔''

الاصبہانی والترغیب میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''مسلمانوں کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہمیشہ نفع پہنچاتا رہے گا اور اللہ کا عذاب اور غصہ اس کے ذریعے سے ہٹتا رہے گا' جب تک کہ وہ اس کے حق کی توہین نہیں کرے گا' لوگوں نے دریافت کیا' اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کلمہ کی توہین کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اس کی توہین یہ ہے کہ لوگ گناہ کا کام کریں اور ان کو منع نہ کیا جائے اور نہ مٹایا جائے' حاکم اور ترغیب میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''اسلام یہ ہے کہ اللہ کو ایک جانو' اس کے ساتھ کسی کو شریک

باقی صفحہ نمبر 18 پر

دعوتی وتربیتی کالم
برائے دخترانِ طیبہ

سیدہ سعدیہ بنت یعقوب

دعوت و تبلیغ کے اصول:

اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

اے پیغمبر! لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے اس سے مناظرہ کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔ (النحل۔ ۱۲۵)

حقیقت یہ کہ جب ہم کسی کے سامنے کوئی نئی بات پیش کر کے اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں تو عام طور پر تین طریقے استعمال کرتے ہیں یا تو اپنی بات کی تائید میں دل نشین دلیلیں پیش کرتے ہیں یا مخلصانہ نصیحتیں کر کے مؤثر انداز سے نشیب و فراز سے آگاہ کرتے ہیں یا مناسب طریقے سے اس کے دلائل کو رد کر دیتے ہیں اس کی غلطی کو اس پر وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیتے ہیں۔

پہلے طریق کا نام حکمت 'دوسرے طریق کا نام موعظہ حسنہ اور تیسرے کا نام جدال بطریق احسن ہے۔ تبلیغ و دعوت کے بھی تین طریقے ہیں۔ پھر قرآن میں ان تینوں طریقوں موعظت' حکمت' مجادلت کے ساتھ کوئی قید اور تخصیص نہیں ہے اس لئے یہ تینوں دعوتیں اپنے اطلاق پر باقی رہیں گی۔

آیئے اب ہم جانتے ہیں کہ حکمت' موعظت حسنہ اور جدال بطریق احسن کی اصطلاحی تعریفات کیا ہیں تاکہ ہم دعوت و تبلیغ کے فرائض کما حقہ' ادا کر سکیں اور امت محمدیہ کو ہماری دعوت و تبلیغ سے نفع بخش استفادہ حاصل ہو سکے۔

حکمت:

حکمت کا مطلب یہ ہے کہ بے وقوفوں کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کی جائے بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطبین کی ذہنیت استعداد اور حالات کو سمجھ کر نیز موقع و محل کی مناسبت دیکھ کر بات کی جائے۔ ہر قسم کے لوگوں کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکا جائے۔ جس شخص یا گروہ سے واسطہ پڑے پہلے اس کے مرض کی تشخیص ضروری ہے۔ پھر ایسے دلائل سے اس کے مرض کا علاج کیا جائے جو اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں سے اس کے مرض کی جڑ نکال باہر کر سکتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ مخاطبین کی نفسیات اور موقع و محل کی مناسبت کو بھی ضرور مد نظر رکھنا چاہئے شرعی دلائل پیش کرنے کے ساتھ عقلی دلائل بھی استعمال کریں جو آسان فہم ہوں یعنی مثالیں دے کر نقصان و فوائد سے آگاہ کریں۔ دعوت و تبلیغ بلاشبہ ایک سچے جذبے اور حقیقی لگن کی متقاضی ہے لیکن جوش و جنون میں موقع و محل کے لحاظ سے نہ کرنا بہت سخت نقصان دہ ہے۔ ایک داعیہ یا داعی کو اس وقت دعوت حق سے رک جانا چاہئے جب مخاطب اعتراض اور نکتہ چینی شروع کر دے اور کبھی کبھار مخاطب پر درس یا تقریر ختم ہونے کے بعد نکتہ چینی اور اعتراضات کا دورہ پڑ جاتا ہے تو بھی داعیہ کو چاہئے کہ بحث کو طول دینے کی بجائے وہیں بات ختم کر کے وہاں سے ہٹ جائے اور کسی مناسب موقع پر جب مخاطب کا ذہن اعتراض و نکتہ چینی سے خالی ہو اس کو سمجھا کر اس کی بات کی تردید کر دے یہ طریقے کار اختیار کرنے سے جھگڑے فسادات نہیں بڑھتے۔ بہت سی دعوت دینی والی بہنیں حکمت عملی کو نظر انداز کر کے اعتراض کرنے والی خواتین کو جذباتی ہو کر جواب دے دیتی ہیں جس کے بہت برے نتائج نکلتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ بحث کو طول دینے سے جو فتنے پیدا ہوتے ہیں وہ دعوتی پروگراموں میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں جس سے ناقابل تلافی جماعتی نقصان ہوتا ہے۔

> **دین ایک نظام ہے اور اس نظام کو اگر حکمت کے ساتھ ترتیب دے کر پیش نہیں کریں گے تو ہمارے مطلوبہ نتائج بھی بر آمد نہیں ہو سکتے لوگوں کی قوت برداشت کا لحاظ بھی رکھنا چاہئے**

داعیہ کو صبر' بردباری اور تحمل کے ساتھ کام لینا چاہئے۔

داعیہ کو ان تمام طریقوں سے پرہیز کرنا چاہئے جن سے دعوت کی عظمت اور شان میں فرق پڑتا ہے اور جو سننا نہیں چاہتے ان کو سنانے کے درپے ہو جانا' بھاگنے والوں کے پیچھے پڑ جانا گھمنڈ اور تکبر کرنے والوں کی تواضع کرنا صرف اس حد تک جائز ہے کہ داعیہ کی خودداری اور دعوت کی عظمت کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور دعوت کے کام میں ذلت کا کوئی پہلو اور اوچھا پن پیدا نہ ہو کیونکہ حق کا تقاضا یہ ہے کہ وہ پوری خودداری کے ساتھ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر اپنی توجہات کا مرکز صرف ایسے لوگوں کو بنائے جن میں حق کی طلب اور پیاس موجود ہے۔

أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى (٥) فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى (٦) وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى (٧) وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى (٨) وَهُوَ يَخْشَى (٩) فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّى (١٠) كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (١١) فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ (١٢) فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ (١٣) مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ (١٤) بِأَيْدِي سَفَرَةٍ (١٥) كِرَامٍ بَرَرَةٍ (٥٠) (عبس۔ ۵۔ ۱۶)

لیکن جو بے پروائی برتتا ہے تو آپ اس کے پیچھے پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اگر وہ اپنے آپ کو سدھاریں۔ وہ جب آپ کے پاس شوق سے آتا ہے اور اپنے رب سے ڈرتا ہے تو آپ اس سے بے پروائی برتتے ہیں۔ ہرگز نہیں یہ تو ایک یاد دھانی ہے سو جو شخص چاہے اس سے فائدہ اٹھائے معزز بلند رتبہ اور پاکیزہ صحیفوں میں گرامی قدر اور باوقار کاتبوں کے ہاتھ میں۔

تبلیغ کے جوش میں یہ بھی جائز نہیں کہ ہم جس مجلس میں چاہیں جا دھمکیں اور کوئی متوجہ ہو نہ ہو ہم اپنی بات سنائے بغیر نہ ٹلیں۔

صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین غرض کہ دعوت دینے والے تمام سلف صالحین کا یہ طرز عمل تھا کہ وہ اس بات کا خاص

الحب للہ والبغض فی اللہ

بنت ماسٹر عبدالغفور

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس نے ہر شعبہ زندگی میں اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کی ہے۔ اسلام نے جہاں نماز' روزے اور دیگر فرائض وسنن کی تعلیم دی ہے' وہاں اس نے باہمی برتاؤ کے اصول بھی فراہم کئے ہیں۔ دوستی اور دشمنی کا ایک معیار قائم کیا ہے۔ جسے شرعی اصطلاح میں الولاء والبراء کا نام دیا جاتا ہے۔

ولاء سے مراد ولایت یعنی محبت اور دوستی کے مستحق کون لوگ ہیں اور کن سے محبت' دوستی باعث اجر وثواب ہے۔؟

براء سے مراد براءت یعنی نفرت اور دشمنی کے مستحق کون لوگ ہیں جن سے ناراضگی نفرت کا اظہار کرنا واجب ہے اور محبت یا دوستی کا رشتہ استوار کرنا حرام ہے اور کن سے ترک تعلق اور بغض وعداوت قائم کرنے میں رحمن کی رضا ہے اور محبت واخوت قائم کرنے سے رحمن خفا ہے۔

اسی کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

افضل الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحب للہ والبغض فی اللہ

کہ اللہ کے نزدیک بہترین عمل یہ ہے کہ محبت کا رشتہ بھی اللہ کی رضا سمجھ کر استوار کیا جائے اور بغض وعداوت بھی اللہ کی رضا یا ناراضگی کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جائے۔ نیز ایک طویل حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو میں قیامت کے دن اپنے عرش تلے جگہ دوں گا کہ جس دن میرے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ ذیل میں دو آدمیوں کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

رجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ (متفق علیہ)

یعنی جو دو مرد اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کرنے لگے اور اسی کی وجہ سے ہی ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

ہماری آخرت کی فلاح وکامیابی کا انحصار اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کے لئے اتباع رسول بطور شرط رکھا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم

''اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو' اللہ تم سے محبتیں کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔''

میری عظمت وجلال کے سبب جو لوگ آپس میں محبت کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں نور کے منبر ہوں گے اور انبیاء وشہداء ان پر رشک کریں گے۔ فرمان ربّ کریم (ترمذی)

اس کی مزید وضاحت اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ قیامت کب آئے گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس اعرابی نے جواب دیا کہ میں نے نماز اور صدقات کی کثرت سے تو قیامت کی تیاری کے لئے کچھ نہیں کیا البتہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اسی کے ساتھ ہے جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھنے کے بعد لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے نفرت قائم کی جائے کیونکہ عقیدہ اسلامیہ جن عقائد وضوابط پر مشتمل ہے ان میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ ہر مسلمان اس الحب للہ والبغض فی اللہ کے عقیدے کے ماننے والوں سے دوستی اور اس عقیدے کے نہ ماننے والوں سے نفرت رکھے۔ نیز ہر صاحب توحید سے محبت رکھے' ہر مشرک سے بری وبیزار ہو۔

جدالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے پیروکاروں کا یہی اسوہ حسنہ ہماری رہنمائی کے لئے قرآن کریم میں نقل کیا گیا ہے۔

قدکانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآءٔ وا منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنابکم وبدابیننا وبینکم العداوۃ والبغضآء ابدا حتیٰ تؤمنوا باللہ وحدہ. (الممتحنۃ '4)

''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ' یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے انہیں دوست بنائے گا بلاشبہ ان ہی میں سے ہو جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

یاایھاالذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (الممتحنۃ '1)

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے کفار کی دوستی بھی مسلمانوں پر حرام قرار دی ہے۔ جو خونی رشتے اور نسبت کے اعتبار سے انتہائی قریب ہوں۔'' فرمایا

یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا آبآئکم واخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون

''اے ایمان والو! اگر تمہارے بیٹوں اور بہن بھائیوں میں سے جو ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کرتے ہیں تو ان سے دوستی مت رکھو اور تم میں سے جو بھی ایسوں سے دوستی رکھیں گے' وہ یقیناً ظالم

ہیں۔''

خالص محبت کیئے جانے کے حقدار:

وہ لوگ جن سے محبت میں خلوص رکھنا واجب ہے۔ ایسی محبت اور ایسا خلوص جس سے حسد' بغض' عداوت کا ذرہ بھر بھی شائبہ نہ ہو۔ ان میں پہلے انبیاء اکرام کا درجہ ہے۔ پھر صدیقین کا' پھر شہداء کا' پھر صالحین کا اور انبیاء اکرام میں سب سے مقدم اور سرفہرست نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام سے خالص محبت ہی ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ حدیث میں ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین

''کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک میں اس کے نزدیک باپ' بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ پھر آپ کی ازواج مطہرات اور امہات المؤمنین کا درجہ ہے۔''

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم وازواجه امهتهم .(الاحزاب)

''پیغمبر تو مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے زیادہ مہربان اور ان کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔''

اس کے بعد دیگر اہل بیت اور صحابہ اکرام کی محبت ہے۔ جس کے دل میں ایمان کا ذرہ برابر بھی نور موجود ہوگا' وہ کبھی بھی صحابہ اکرام یا سلف صالحین سے دشمنی نہیں رکھے گا۔ اس مقدس ومحترم جماعت سے بغض وعداوت رکھنا منافقین اور دیگر کج اور لوگوں کا شیوہ ہے۔

بغض وعداوت کے حق دار لوگ:

ان میں کفار' مشرکین' منافقین' مرتدین' ملحدین اور یہود ونصاریٰ کی جماعت ہے۔ یہ تمام لوگ عقیدہ توحید کے منکر ہیں۔ ان کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

لا تجد قوما یومنون بالله والیوم الآخر یوادون من حادالله ورسوله ولو کان آباءهم اوابناءهم اواخوانهم اوعشیرتهم .(سورة المجادله)

''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں' انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہ پاؤ گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی رکھتے ہوں۔ خواہ ان کے ماں' باپ' بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

تری کثیرا منهم یتولون الذین کفروا لبئس ماقدمت لهم انفسهم ان سخط الله علیهم وفی العذاب هم خلدون٥ولو کانوا یؤمنون بالله والنبی ومآانزل الیه مااتخذوهم اولیآء ولکن کثیرامنهم فسقون(المائده 81-80)

''تم ان میں سے اکثر کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ البتہ برا ہے۔ انہوں نے جو کچھ اپنے آگے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہوا ان پر۔ وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے زیادہ تر بدکار ہیں۔''

محبت اور عداوت کے حق دار لوگ:

ان میں وہ مومنین شمار ہوتے ہیں جن کا عقیدہ تو درست ہے لیکن کچھ نافرمانیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ لوگ صحت عقیدہ اور دولت ایمان کی وجہ سے محبت کیئے جانے کے حق دار ہیں لیکن اپنی بعض نافرمانیوں پر مورد عتاب بھی ہیں۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ان کا گناہ یا نافرمانی کفر یا شرک کی حد تک نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی خیر خواہی کی جائے اور ہمدردی کا برتاؤ رکھا جائے۔ نیز ان لوگوں کی اسلام سے ہٹ کر غلط روش پر خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو مدنظر رکھتے ہوئے خیر خواہی کرنی چاہیے۔ مزید یہ کہ اگر ان کی نافرمانی کسی شرعی حد یا قصاص کو واجب کرتی ہو۔ تو پھر اس حد یا تعزیر کو نافذ کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی معصیت سے تائب ہو جائیں۔ کیونکہ یہ بھی ان کے ساتھ خیر خواہی ہے اور یہ پھر کہ ان کے ساتھ نہ ہی دوستی رکھنا جائز ہے اور نہ ہی مکمل دشمنی بلکہ ان کی بابت اعتدال روا رکھا جائے۔ شرعی ہدایت یہی ہے کہ اگر کسی سے محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور اگر نفرت وعداوت ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے'' قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔''

لیکن آج کل حالات یکسر بدل چکے ہیں۔ عمومی طور پر لوگوں کی دوستیاں دشمنیاں دنیا کی بنیاد پر قائم ہو چکی ہیں۔

الحب لله والبغض فی الله کے تحت محبت کا ایک شرعی قاعدہ یہ بھی ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھے اسے آگاہ کردے ایک حدیث میں اس کی تصریح یوں بیان کی گئی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک اور شخص اس کے سامنے سے گزرا۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس شخص سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس بات سے اس کو آگاہ کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا تو پھر اس کو بتلا دو چنانچہ یہ شخص اس کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ میں محض اللہ کے لئے تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے کہا اور اللہ اس کو محبوب رکھتے ہیں جو کسی سے محض اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو جواباً آپ ﷺ نے اس سے قیامت کی تیاری کا پوچھا تو اس نے کہا فقط اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہی میری متاع ہے۔ فرمایا تو اس کے ساتھ ہی ہے جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے

نیز اگر مسلمانوں سے محبت ہو محض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تو ان سے حسن تعاون کیا جائے اور ان کی خوشی اور غمی کے مواقع پر شرکت اختیار کی جائے۔ ان کے ساتھ جذبہ خیر خواہی اختیار کی جائے۔ آپس میں عزت واحترام کی فضا کو جگہ دی جائے۔ بہر حال میں ان کے ساتھ وفاداری کا ثبوت پیش کیا جائے۔ زیارتوں اور ملاقاتوں کا تعلق آپس میں جاری رکھا جائے۔ کمزوروں کے ساتھ مشفقانہ ومحبانہ سلوک کیا جائے اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے لئے دعائے خیر کی جائے۔ نیز سرزمین کفر چھوڑ کر ہجرت کی جائے۔ مسلمانوں کے علاقوں کی طرف نقل مکانی کی جائے۔ یہ سب وہ امور ہیں جو مومنین سے محبت کی علامت قرار پاتے ہیں۔

اسی طرح اگر کفار' مشرکین یا یہود ونصاریٰ کے لباس ان کی رفتار وگفتار کی تقلید کی جائے۔ ان کے علاقہ جات میں اقامت گزیں ہونا' محض تفریح کی خاطر ان کے علاقہ جات کا سفر اختیار کرنا' مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرنا' کفار سے مدد طلب کرنا' ان کو قابل اعتبار سمجھنا' انہیں مسلمانوں کے خفیہ رازوں سے آگاہ کرنا' انہیں مسلمان حکومت کے تحت اہم عہدوں پر فائز کرنا' ان کے ہاں مروجہ تاریخ کو اپنانا' ان کے تہواروں اور خاص مواقع میں شرکت اختیار کرنا' ان کی حوصلہ افزائی کرنا' ان کی مدح سرائی کرنا' ان کی تہذیب وتمدن کی نشر واشاعت کرنا' ان کے ناموں جیسے نام رکھنا' یہ سب امور کفار دوستی اور مسلمان دشمنی کی علامت ہیں لیکن آج ہمارے مسلم ممالک کا حال یہ ہے کہ وہ ان کفار کی کسی بھی اطاعت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

من عادلی ولیا فقد آذنته بالحرب. (بخاری)

''جس نے میرے کسی دوست سے عداوت قائم کی۔ میں اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔''

مزید یہ کہ الحب فی الله والبغض فی الله کے تحت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث قدسی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر

نفسیاتی کالم

کامیاب لوگ

ام ایمن

اعلیٰ روحانی اقدار کے حامل ...... نیک فطرت لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں۔

زندگی کچھ نہ کچھ پانے اور کچھ نہ کچھ کھونے کے ایک مسلسل عمل کا نام ہے۔ اس عمل کے دوران آپ بہت کچھ حاصل کرتے ہیں اور بہت کچھ کھو بھی دیتے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اس دوران اپنی بری عادات اور بری باتیں کھو دیں اور مکمل چھوڑ دیں اور زندگی سے صرف اچھی عادات اور اعلیٰ روحانی اخلاق ہی حاصل کریں۔ اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جو زندگی سے اعلیٰ روحانی اقدار کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ جو زندگی کو صرف عشرت کدہ نہیں جانتے؟ جو دولت کے پیچھے نہیں بھاگتے؟ جو حسن وجھوٹی محبت کے چکر میں نہیں رہتے۔ اکثر لوگ حسن، دولت، شہرت واسٹیٹس وغیرہ کے تو متمنی ہوتے ہیں۔ وہ لمبے لمبے بینک بیلنس کے چکر میں تو ہوتے ہیں لیکن حقیقی اور اصل کامیابی سے دور ہوتے ہیں۔ انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں ہوتا کہ ان کا اصل مقصد حیات کیا ہے؟ اور زندگی میں انہیں کیا کھونا اور کیا حاصل کرنا ہے۔ انجام کار ایسے ہی لوگ ہیں جو نہ صرف اس زندگی میں ناکام ونامراد ہوتے ہیں بلکہ اخروی حیات میں بھی ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے اندر اچھی Spiritual Values عادات اور اخلاق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دوست دشمن سب پر مہربان ہوتے ہیں۔ کسی کا دل سے برا نہیں چاہتے۔ حقوق وفرائض کا خیال رکھتے ہیں۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ کمپرومائزنگ زندگی گزارتے ہیں۔ ہر طرح کے حالات میں خود کو ڈھال لیتے ہیں۔ اپنی زندگی میں آنے والی تکالیف ومصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ اچھی اچھی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ ان سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔ اچھے اور مشہور دکامیاب لوگوں کی سوانح عمری پڑھتے ہیں تاکہ ان کی زندگی کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ زندگی میں مسلسل محنت اور مشقتیں کرتے رہتے ہیں کہ آخر کار یہ ان کی عادت بن جاتی ہے۔ انگریزی کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ

"Practice makes a man Perfect"

اور وہ یہ کوشش آخر تک کرتے رہتے ہیں۔ تا وقتیکہ وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور ان کا مقصد سطحی نہیں ہوتا، ان کا مقصد دنیاوی عزت وجاہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک عظیم مقصد کی خاطر جیتے ہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنے وقت کا بھی بہترین استعمال کرتے ہیں اور اسے ضائع نہیں کرتے۔ اپنے علم وہنر کو وسیع کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنے رب کریم سے علماً نافعاً کے طالب ہوتے ہیں۔

اعلیٰ روحانی اقدار کے حامل نیک فطرت لوگ نہ صرف اپنی ذات کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں، بلکہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی مفید ثابت ہوتے ہیں اور انہیں بھی فائدہ اور خیر پہنچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ وہ ایک ایسا نور ہوتے ہیں جو نہ صرف خود چمکتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی روشنی پہنچاتا ہے۔ کیا آپ چاہیں گے کہ آپ کا شمار بھی ایسے لوگوں سے ہو؟ ایسا بننا چنداں مشکل نہیں۔ شرط صرف آپ کی قوتِ ارادی کی ہے اور بری عادات چھوڑنا کیا مشکل کام ہے؟ اگر آپ چاہیں تو ناممکن کو ممکن کر کے دکھا سکتے ہیں۔

آپ بھی اپنے اندر ایک اچھے انسان کی خصوصیات پیدا کر سکتے ہیں۔ خود کو مفید انسان وشہری بنا سکتے ہیں۔ بات پھر وہی ہے اگر آپ ایسا چاہیں تو!!

اس کے لئے آپ سب سے پہلے اپنی زندگی سے، اپنی ذات سے ''جھوٹ'' کو نکال دیں۔ کیونکہ جھوٹ ناکام انسان بولتے ہیں۔ نیز یہ آدمی کے اندر غصہ پیدا کرتا ہے اور غصہ سے آدمی کو نقصان تو پہنچ سکتا ہے مگر فائدہ نہیں۔ دوسرا جھوٹ سے آدمی کا اعتبار جاتا رہتا ہے اور اچھے لوگوں کا سبھی اعتبار کرتے ہیں مگر برے لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں کرتا۔

آپ اپنی اچھی اور بری عادات کی فہرست تیار کریں اور روزانہ اس کا مطالعہ کریں اور پھر ایک ایک کر کے اپنی بری عادات پر قابو پائیں اور اپنی اچھی عادات کو اجاگر کریں کیونکہ قدرت نے ہر انسان کو کوئی نہ کوئی خوبی، کوئی نہ کوئی صلاحیت دے رکھی ہے جس سے ہر انسان کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ چند ہی دنوں میں آپ اپنے اندر واضح تبدیلی محسوس کریں گے۔ صبح وشام کتاب ہدایت سے راہنمائی حاصل کریں اور صرف پانچ وقت اپنے رب کو وقت پر یاد کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا وآخرت کی کامیابیاں آپ کے قدم نہ چومیں، آزمائش شرط ہے۔

ایک اچھا اور کامیاب انسان بننے کے لئے یہی ضروری ہے کہ آپ اپنے اندر نرمی پیدا کریں۔ اللہ کی بہترین صفات میں سے رحمٰن، الرحیم ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ماں اپنے بچے پر کس قدر مہربان ہوتی ہے۔ اگر وہ رحمتوں والا ماں کے اندر یہ خوبی پیدا نہ کرے تو ننھی سی معصوم جان کبھی ''ننھے سے پودے سے تناور شجر نہ بنے'' کاہل وست مزاج لوگ احمقوں کی جنت میں زندہ رہتے ہیں لیکن حقیقی جنت سے ہمیشہ دور ہوتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ بھی حقیقی جنت کی تلاش میں لگے رہیں اور حتیٰ الامکان ہر اس فعل سے باز رہیں جس سے آپ کاہلوں اور احمقوں میں شامل ہوں۔ محنت کرنے والے لوگ کبھی شرمندگی سے دوچار نہیں ہوتے۔ انہیں دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا اور خودداری بڑی چیز ہے۔ اگر کوئی سمجھے اور نہ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ کرنے کے لئے بہت کام ہے۔

میں نے ایسے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو سارا سارا دن اداس وپریشان گزارتے ہیں مگر محنت سے جی چراتے ہیں۔ اچھے وکامیاب افراد مشقت پسند ہوتے ہیں نہ کہ ست الوجود

> **بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے اندر اچھی عادات اور اخلاق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دوست دشمن سب پر مہربان ہوتے ہیں کسی کا دل سے برا نہیں جانتے**

ایثار وقربانی:

آخر میں میں اپنی بات اس عظیم عمل کی ترغیب کے ساتھ ختم کرتی ہوں کہ جب تک آپ کے اندر ایثار وقربانی کا جذبہ موجود ہے اور آپ اپنے رب کے ہاں کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کرتے ہوں اس وقت تک آپ ایک کامیاب انسان ہیں، کیونکہ قربانیاں ہی انسان کو عظیم وکامیاب بناتی ہیں۔ ناکام انسان کبھی بھی قربانی پیش نہیں کر سکتا کیونکہ عظیم لوگ ہی عظیم کام کر سکتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔ آمین

ساجدہ اسلم ثانی

بچوں کی مجلس

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا کردارِ زندگی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارے بچو!

کیا حال ہے یقیناً آپ پڑھائی کے ساتھ ساتھ عید الاضحیٰ کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ بچو! آپ کو تو پتہ چل گیا ہوگا کہ ہم نے آپ کے لئے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ پچھلی مرتبہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی کا ذکر تفصیل سے کیا تھا۔ یقیناً آپ کو ہمارا یہ سلسلہ بہت زیادہ پسند آیا ہوگا۔ کیونکہ اس سے آپ کے علم میں اضافہ ہوا ہوگا۔ اب ہم نے یہ سلسلہ آپ کے لئے جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر آپ کو یہ سلسلہ پسند آیا تو اپنی رائے کا اظہار ضرور کریں۔ جزاکم اللہ خیراً

اب ہم آپ کو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تفصیل سے بتائیں گے جو کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شریک حیات تھیں۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیٹی تھیں۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی رسول اللہ ﷺ کو اتنا ہی پیار تھا جتنا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے تین برس چھوٹی تھیں۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا۔ جب سورہ تبت یدا ابی لھب...... نازل ہوئی تو ابولہب کو بہت غصہ آیا۔ ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا

راسی من راسک حرام ان لم تطلق ابنته

"یعنی میرا اٹھنا بیٹھنا تمہارے ساتھ حرام ہے اگر تم نے اس (محمد ﷺ) کی لڑکی کو طلاق نہ دی۔"

دونوں بیٹوں نے بدبخت باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ عتبہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ابھی نہیں ہوئی تھی۔

چند دن بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے اسلام قبول کیا۔ وہ نہایت صالح متمول اور مخیر نوجوان تھے۔ نبی ﷺ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اپنی دلی خواہش بھی یہی تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ ہی میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ مکہ میں کفار نے جب مسلمانوں کو بے حد ستایا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں حبش کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ہجرت کر کے حبش چلے گئے۔

رسول کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "ابراہیم اور لوط کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کی ہے۔

کچھ عرصہ بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا واپس مکہ تشریف لے آئے۔ لیکن کفار کے ظلم و ستم پہلے سے بھی بڑھ گئے چنانچہ دوبارہ حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب عرصہ تک ان کی کوئی خبر نہ ملی تو نبی اکرم ﷺ کو بہت فکر ہوئی۔ ایک دن کسی

> **سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جس نے اپنے باپ کے کہنے پر سیدہ رقیہ کو بغیر رخصتی کے طلاق دے دی**

عورت نے آ کر خبر دی کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو بخیریت دیکھا ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ کو اطمینان ہو گیا۔

کافی عرصہ بعد حبش میں قیام کرنے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں چنانچہ کچھ دوسرے مسلمانوں اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ انہوں نے مکہ کی طرف مراجعت کی اور پھر چند دن بعد رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ وہاں اوس رضی اللہ عنہ بن ثابت کے گھر اترے۔ کچھ عرصہ بعد نبی ﷺ بھی مدینہ تشریف لے آئے ۲ ہجری میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو چیچک نکلی۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ بدر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ روانگی سے پہلے آپ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی خبر گیری کے لئے مدینہ ہی میں ٹھہریں۔ اس کے عوض اللہ تعالیٰ انہیں جہاد میں شریک ہونے کا ثواب بھی دے گا اور مال غنیمت سے بھی انہیں حصہ ملے گا۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی ٹھہرے۔ رسول کریم ﷺ ابھی بدر ہی میں تھے کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف بڑھ گئی اور انہوں نے اکیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ عین اس وقت جب قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

سرورِ عالم اپنی لختِ جگر کی وفات کی اطلاع پا کر بہت مغموم ہوئے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مدینہ واپس تشریف لا کر نبی اکرم ﷺ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اپنی بہن کی قبر پر تشریف لائیں اور قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ اپنی چادر مبارک کے کناروں سے ان کے آنسو پونچھتے تھے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے قیام حبش کے دوران میں ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ ان کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ رکھا گیا تھا۔ انہی صاحبزادے کے نام کی نسبت سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیت ابوعبداللہ اختیار کی تھی۔

سیدنا رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں باہم بے حد محبت تھی۔ ان کے تعلقات اتنے خوشگوار اور مثالی تھے کہ لوگوں میں یہ مقولہ ان کی نسبت بطور ضرب المثل مشہور ہو گیا تھا۔

احسن الزوجین راھما الانسان رقیه وزوجها عثمان رضی الله عنه

"یعنی رقیہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر میاں بیوی کسی انسان نے نہیں دیکھے۔"

پیارے بچو! سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نیک سیرت' رحم دل' سخاوت کرنے والی اور اچھے اخلاق کی مالک تھیں۔ فرمانبردار بیوی تھیں اور فرمانبردار بیٹی تھیں۔ پیارے بچو! ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اللہ کی رضا کی خاطر دنیا کی ہر چیز کو ٹھکرا دیں۔ بڑوں کا احترام کریں۔ چھوٹوں سے محبت کریں۔ پیارے بچو! اگر ہم اپنے بڑوں کا ادب کریں گے تو پھر جو ہم سے چھوٹے ہیں تو وہ ادب واحترام کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

خیر الناس من ینفع الناس

"بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔" (صحیح الجامع)

میں اس نیک امید کے ساتھ اختتام کرتی ہوں کہ اسے پڑھ کر اس پر عمل کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ باقی آئندہ شمارے میں

میڈیکل کالم

تپ دق

ڈاکٹر ام اسامہ

یہ ایک مہلک بیماری ہے۔ اس کے جراثیم ہر انسان کے اندر پائے جاتے ہیں۔ یہ جراثیم نہایت کمزور ہوتے ہیں کیونکہ ایک تندرست انسان میں قوت مدافعت ان کی نشوونما روکے رکھتی ہے۔ جیسے جیسے انسان میں یہ قوت کمزور پڑتی جاتی ہے۔ اسی رفتار سے یہ جراثیم بڑھتے جاتے ہیں اور انسانی جسم کو کھوکھلا کر دیتے ہیں۔

ہمارے ملک میں تقریباً یہ بیماری 70 فیصد پائی جاتی ہے۔

اس کی خاص علامات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- بھوک کا ختم ہو جانا۔

2- نیند میں کمی۔

3- بے چینی کا ہر وقت رہنا۔

یہ علامات شروع کی ہیں۔ جب اس بیماری میں کوئی انسان مبتلا ہو تو شروع میں اس کی تشخیص مشکل ہوتی ہے۔ جب بیماری دوسرا درجہ اختیار کر لیتی ہے تو اس کی علامات یہ ہوتی ہیں۔

1- کھانسی کا مسلسل رہنا۔

2- بخار جو کبھی ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

3- کھانسی کے ساتھ بلغم آتی ہے۔

4- بھوک مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔

ان علامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مریض کو فوراً اپنے علاج کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ سب سے پہلے بیماری کے اول درجہ یا دوئم درجہ میں اپنی تھوک کا میڈیکل تجزیہ (ٹیسٹ) کروالیا جائے۔ اس میں اگر ٹیبی بس ٹیومر کولاسس موجود ہو تو ٹی۔بی کا مرض ثابت ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ درجہ اول میں ہی یہ میڈیکل ٹیسٹ کروالیا جائے تاکہ مرض کو شروع سے ہی قابو کر لیا جائے۔ اس طریقہ سے شرح اموات میں کمی واقعہ ہو سکتی ہے۔ جبکہ بیماری کا تیسرا درجہ خطرناک ہوتا ہے۔ اس کی علامات یہ ہیں۔

1- بخار 103 سے 104 تک رہتا ہے جو کبھی کم بھی ہو جاتا اور زیادہ بھی ہو جاتا ہے۔

2- بعض مریضوں کے پھیپھڑے اتنی بری طرح متاثر ہوتے ہیں کہ ان میں شدید درد رہتا ہے۔

3- پھیپھڑوں کی رطوبتی جھلی پر سوزش ہو جاتی ہے۔

4- کھانسی مستقل بن جاتی ہے اور ایک لمحہ بھی نہیں رکتی۔

آغاز میں بلغم نیوکس پر مشتمل ہوتی ہے۔ پھر میوکس اور پیپ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ آخری درجہ میں ریشہ لاسٹک نوعیت کا ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ریشہ بدبودار اور کبھی کبھی اس کے ساتھ خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔

پھیپھڑوں کے نمونیہ اور ٹی بی میں تفریق کرنا بہت اہم ہوتا ہے۔ اس سے علاج کا صحیح رخ معلوم ہو جاتا ہے۔ مندرجہ بالا علامات سے پتہ چل جاتا ہے کہ مریض نمونیہ کا شکار نہیں بلکہ اس کو ٹی بی جیسے خطرناک مرض نے گھیر لیا ہے۔ بعض ڈاکٹر حضرات کا کہنا ہے کہ ٹی بی غم اور فکر کا بھی دوسرا نام ہے۔ ایسا غم جو کہ مریض اپنے دل ہی دل میں رکھے اور گھل گھل کر یا تو ٹی بی کا شکار ہو جاتا ہے یا پھر مر جاتا ہے۔ دوسری وجہ وہ غریب لوگ ہیں جو مسلسل فاقوں میں زندگی گزارتے ہیں یا پھر کارخانوں اور فیکٹریوں میں زیادہ مشقت کا کام کرنے والے غریب محنتی مزدوروں پر بھی یہ بیماری حملہ آور ہوتی ہے۔

بعض ڈاکٹر حضرات کا کہنا ہے کہ ٹی بی غم اور فکر کا دوسرا نام ہے اور اس مرض کی دوسری بڑی وجہ غربت ہے۔

ٹی بی کی بہت سی نئی قسمیں دریافت ہو رہی ہیں۔ جہاں اس کا علاج ممکن بنانے کی کوشش کی جارہی ہے وہاں نئی اقسام بھی دریافت کی جارہی ہیں۔ ورنہ ڈاکٹر ہانمن جو کہ بابائے ہومیوپیتھی ہیں ان کا کہنا ہے کہ تپ دق جب تیسرے درجہ میں پہنچ جائے تو صرف اور صرف مریض کی موت ہی واقع ہو سکتی ہے۔ ٹی بی کی ایک قسم برانکو نیومانک ہے۔ یہ بھی بہت شدید ہے۔ اس کی علامات کا بھی ذکر کرتی جاؤں۔

1- سانس کی نالی میں سوزش

2- پھیپھڑوں سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں

3- پھیپھڑوں کی رطوبتی جھلی کا درد

4- پھیپھڑوں میں سختی اور سوراخ کا پیدا ہونا

5- کھانسی کے ساتھ خون

پھیپھڑوں کو جانے والی سانس کی ٹی بی زیادہ تر بچپن میں لاحق ہو جاتی ہے اور نوعمر لوگوں میں بھی عام ہے۔ پانچ تا چھ سال کے بچے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

بیماری کا کورس اور دورانیہ:

پھیپھڑوں کی شدید برانکوٹی بی کے پہلے تین ہفتوں ہی میں مریض بہت زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور بیماری سے چور ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آتا ہے۔ اس کی مدہوشی ہذیانی کیفیات، زبان خشک اور اس پر تہہ جمی ہوئی ہوتی ہے۔ تیز بخار مرض کا انجام ہے۔ اکثر صورتوں میں مہلک ہوتا ہے۔ دوسری صورتوں میں مریض کی چھ تا آٹھ ہفتے تک پوزیشن نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے کیونکہ اب مرض کرانک صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ثانوی انفیکشن کے ساتھ پھیپھڑوں کی بافتیں تباہی کا شکار ہوتی ہیں۔ ان میں گڑھے (Cavities) پیدا ہو جاتے ہیں اور پھیپھڑوں کی تپ دق کی طرح انجام اکثر خراب ہی ہوتا ہے۔ جانبر ہونے کی صورت میں متاثرہ بافتوں کے داغ باقی رہ جاتے ہیں اور پھوڑوں کی طرح کے نشان بھی۔

علاج:

پھیپھڑوں میں سانس کی بلغمی جھلیوں کی تپ دق کا علاج ہومیوپیتھی کے مسلمہ اصولوں کے مطابق علامات کے مجموعہ کے پیش نظر ہی کیا جاتا ہے اور یہ علاج سست ضرور ہے مگر ایک دفعہ جڑ سے بیماری کھینچ کر باہر نکال دیتا ہے۔

آخر میں ان ادویات (ہومیوپیتھک) کا بھی ذکر کرتی چلوں جو اس بیماری میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔

آرسینکم، آئیوڈئم فاسفورس پیٹیشیا، آئیوڈیم مرم فاس انٹی مونیم ٹارٹ اور انٹی مونیم آئیوڈیٹم شامل ہیں۔

دیسی طبّ کا کامیاب و مجرب نسخہ برائے ٹی بی

خالص شہد ایک چمچ اور ایک چمچ بالائی (کڑھے ہوئے دودھ کی) ایک کپ میں ڈال کر انگلی یا چمچ کے ساتھ دو گھنٹے تک مکس کرتے رہیں پھر مریض کو کھلا دیں۔ صبح نہار منہ اور رات سوتے وقت کھلائیں، ان شاء اللہ ایک یا دو ہفتے کے علاج میں ہی مریض ٹھیک ہو جائے گا۔ اللہ کا ذکر بکثرت اور تلاوت قرآن مجید، نماز کی پابندی اور لوگوں سے میل جول ضروری ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

فکر و نظر

غیر محرم مردوں سے پردہ نہ کرنے کا ایک عبرتناک انجام

فقیہا صفدر

جب بھی اخبار کو اٹھائیں خواہ وہ دن خوشی کا ہو یا غمی کا' عام دن ہو یا خاص' جیسا بھی ہو نوائے وقت و دیگر اخبارات کا ایک صفحہ مکمل طور پر قتل و غارت اور گھر سے بھاگنے والوں کے متعلق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پہلے اور آخری صفحات پر بھی بے شمار اسی طرح کی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ ان تمام قتل و غارت اور گھر سے فرار ہونے والوں کی سب سے بڑی وجہ جو پڑھنے سننے اور سمجھنے میں آتی ہے وہ ہے ''گھروں میں بے پردگی'' یعنی گھر میں کوئی بھی آ جائے' مثلاً بھائی کے سسرال والے یا دوست' شوہر کے کزنز یا دوست' والدین کے قریبی رشتہ دار یا دوست وغیرہ ان سے پردہ نہ کرنا' ان کے ساتھ گھل مل کر رہنا' ہنسی مذاق کرنا' یہ سب غیر شرعی حدود انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہیں اور لڑکی گھر میں آنے والے مرد کو یا مرد گھر میں رہنے والی لڑکی کو چاہنے لگتا ہے اور پھر وہ مرد بہانے بہانے سے ان کے گھر آتا ہے۔ لڑکی کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اپنی چاہت سے خبردار کرتا ہے۔ مگر گھر والے نادان بنے سب کچھ دیکھتے ہیں مگر نظر انداز کر دیتے ہیں اس لئے کہ وہ ان کے دلوں کی دھڑکنیں سن نہیں پاتے۔ اسی طرح شب و روز گزرتے رہتے ہیں اور لڑکی لڑکے کی چاہت محبت کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پھر ایک دن ان دونوں کی محبت انگڑائیاں لینی شروع کر دیتی ہے۔ پھر یہ انگڑائی تب جا کر ٹوٹتی ہے جب والدین کی عزت خاک میں مل چکی ہوتی ہے یا شوہر کی عزت اور بچوں کی تباہی ہو جاتی ہے یا پھر تب جب اس کا محبوب اس سے بے زار ہو کر اس کے سامنے چھرا لے کر کھڑا ہو کہ میں اب آپ کو قتل کر کے ہی دم لوں گا یعنی قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا ہے یا پھر جب لڑکی کے والدین اس کے محبوب کو قتل کر دیتے ہیں۔ اس طرح کی بے شمار کہانیاں ہمارے معاشرے میں جنم لے رہی ہیں اور اس وقت تک جنم لیتی رہیں گی جب تک ہر فرد خود اور اپنے گھر والوں کو شرعی پردے کا پابند نہ کریں۔ اس طرح (کہ عورت گھر سے بھاگ کر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے) کی بے شمار کہانیاں ہیں مگر ہم آپ کو ایک ایسی حقیقت سے بھری کہانی سنا رہے ہیں جو حقیقت کے ساتھ ساتھ عبرتناک بھی ہے۔ آیئے آپ کو اس دادی اماں کی زبانی سناتے ہیں' جس کے ساتھ یہ بیتی۔

میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ جس کا نام حامد رکھا۔ ابھی حامد چھ برس کا تھا کہ میرے میاں فوت ہو گئے۔ میں نے محنت مزدوری کر کے اپنے بیٹے کی ہر خوشی پوری کی۔ میرا بیٹا ابھی دوسری کلاس میں پڑھتا تھا کہ اس کی دوستی ہمارے ہمسائے کے ایک لڑکے سے ہو گئی۔ جس کا نام شرحبیل تھا۔ شرحبیل بہت شریف النفس لڑکا تھا۔ خیر اس کی بچپن سے ہی میرے بیٹے سے اتنی گہری دوستی ہوئی کہ وہ ایک دوسرے کے بغیر کم ہی رہتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے بازار میں دکان بھی ساتھ ساتھ لیں۔ وہ دونوں صبح کو اکٹھے دکان پر جاتے اور رات کو اکٹھے ہی واپس گھر آتے تھے اور دوپہر کے وقت میرا بیٹا گھر آتا' گھر سے کھانا کھا کر شرحبیل کے گھر سے کھانا لے کر چلا جاتا۔ پھر آہستہ آہستہ حامد نے دوپہر کے وقت گھر آنا چھوڑ دیا۔ میں نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے دوپہر کو کھانا کھانے نہیں آتے۔؟ حامد نے کہا امی جان اصل میں اب میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا۔ شرحبیل کھانا اپنے گھر سے میرے لئے بھی لے جاتا ہے اس لئے میں نہیں آتا۔ اچھا میں نے یقین کر لیا۔ مگر میرے بیٹے نے میرے ساتھ جھوٹ بولا' وہ شرحبیل کے گھر روز آتا تھا' وہیں سے کھانا کھاتا اور شرحبیل کے لئے لے جاتا' گھر نہ آتا نہ ہمیں بتاتا۔ میری بہو بھی مجھے کہتی ''امی جاؤ دکان پر جا کر حامد کو کھانا دے آؤ'' مگر میری طبعیت خراب رہتی تھی اس لئے جا نہ سکتی۔ اسی طرح میرے تین پوتے پوتیاں ہو گئے۔ یہ تو مجھے بعد میں شرحبیل کی ماں سے پتہ چلا کہ حامد روز ان کے گھر آ کر کھانا کھاتا اور شرحبیل کے لئے لے جاتا تھا۔ ہر روز میری بہو کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ باتیں کرتا رہتا' ہنسی مذاق کرتا۔ میں نے شرحبیل کو سمجھایا بیٹا کھانا منگوانے کے لئے حامد کو نہ بھیجا کر' مجھے اچھا نہیں لگتا وہ بہو کے پاس ہی بیٹھا باتیں کرتا رہتا ہے تو شرحبیل غصے سے کہنے لگا' اماں آپ کا کیا مطلب ہے؟ آپ میرے بچپن کے دوست اور اپنی بہو پر شک کرتی ہیں۔ شرحبیل کی والدہ بتاتی ہیں کہ ادھر بہو بھی آنکھوں میں ٹسوے (آنسو) بہاتی ہوئی آ گئی اور کہنے لگی ''امی خوانخواہ مجھ پر اور حامد پر شک کرتی ہے حالانکہ وہ تو آتے ہی کھانا لے کر چلا جاتا ہے۔ اس بڑھیا کو مجھ پر پتہ نہیں کیوں غصہ آتا رہتا ہے۔ شرحبیل بس اب میں اس بڑھیا کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ اس نے میرا جینا حرام کر دیا ہے۔ کرتی کچھ نہیں' بیٹھ کے کھاتے کھاتے اسے باتیں بنانا آ گئی ہیں۔ شرحبیل نے کہا ''اماں جان! آپ کو کچھ تو سوچنا چاہئے۔ آپ اپنے بیٹے کی عزت کو اچھال رہی ہیں' کچھ تو سوچیں......''

اس کے بعد شرحبیل کی والدہ خاموش ہو گئی' کچھ نہ کہا۔ بہو اور حامد کی حرکتیں دیکھ دیکھ کر خود ہی جلتی کڑھتی رہتیں مگر کچھ نہ بولتی۔

پھر اسی طرح دن گزرتے گئے۔ ایک دن رات ہو گئی حامد گھر نہ آیا۔ میں حامد کا انتظار کرتی کرتی گلی میں گئی۔ تو آگے سے شرحبیل دکان سے آ رہا تھا۔ میں اس کو حامد کا پوچھنے ہی لگی تھی کہ شرحبیل بول اٹھا آنٹی جی السلام علیکم' وعلیکم السلام بیٹا۔ میں نے جواب دیتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ شرحبیل مجھے کہنے لگا۔

> **پھر یہ انگڑائی تب جا کر ٹوٹتی ہے جب والدین کی عزت خاک میں مل چکی ہوتی ہے یا پھر شوہر کی عزت داغدار اور بچوں کی زندگی تباہ ہو چکی ہو یا پھر تب جب اس کا محبوب اس سے بے زار ہو کر اس کے سامنے ملک الموت بنا کھڑا ہو یا پھر جب اس کے والدین اس کے محبوب کو قتل کر دیتے ہیں**

آنٹی جی! حامد کہاں ہے؟ آج دوپہر کھانا لینے آیا تھا واپس ہی نہیں گیا۔ اب میں دکان سے سیدھا آپ کی طرف ہی آ رہا تھا کہ آپ مل گئیں۔ میں کہنے لگی ''شرحبیل بیٹا! کیا وہ دوپہر کو کھانا کھانے آیا تھا؟ گھر تو کئی ماہ ہوئے کہ وہ کھانا کھانے آتا نہیں۔

شرحبیل حیران ہو کر پوچھنے لگا کیا؟...... آنٹی جی وہ تو روز آتا ہے۔ یہ کہہ کر شرحبیل گھر چلا گیا۔ جا کر کیا دیکھتا ہے بچے رو رہے ہیں۔ بوڑھی ماں ان کو چپ کروا رہی ہے۔ اماں ان بچوں کی ماں

پھلوں کے فوائد

ہمارا لیموں ننھا سا ڈاکٹر

سفینہ ریاض

لیموں بظاہر ایک ننھی سی شے ہے لیکن اس میں صحت بخش غذائی اجزاء کا پورا خزانہ موجود ہے۔ لیموں کے غذائی اجزاء میں ایسروک ایسڈ، کیلشیم، پوٹاشیم، فولاد، فاسفورس اور وٹامنز اے، جی اور سی شامل ہیں۔ خالق مطلق نے اسے گوشت بنانے والے نشاستہ دار اور روغنی اجزاء کا مجموعہ بھی بنایا ہے۔ اس کا چھلکا، رس اور بیج ہر شے میں اللہ تعالیٰ نے دوائی وغذائی فوائد رکھے ہیں۔

صفراء کی زیادتی اور پیاس کا لگنا:

صفرا کی زیادتی اور بار بار پیاس لگنے کے مرض میں لیموں اور چینی کا شربت بنا کر پیا جائے تو تسکین ملتی ہے۔

بچوں کے لئے:

بڑھنے والے بچوں کے لئے عمر کے مطابق 5 سے لے کر 60 قطرے تک لیموں کے رس کا استعمال فائدہ مند ہے۔ یہ بچوں کی

> اگر بچوں کو ایک آدھ چمچ شہد میں لیموں کا رس ملا کر دیا جائے تو بچوں کا پیٹ ہمیشہ درست رہتا ہے اور بچے آسانی سے دانت نکال لیتے ہیں

ہڈیاں مضبوط بناتا ہے۔ کیلشیم کی ضروری مقدار فراہم کرتا ہے اور بچوں کے پیٹ کو ہلکا پھلکا رکھتا ہے۔ اگر بچوں کو ایک آدھ چھوٹا چمچہ شہد میں لیموں کا رس ملا کر دیا جائے تو بچوں کا پیٹ ہمیشہ درست رہتا ہے اور بچے آسانی دانت نکال لیتے ہیں۔

نزلہ ' زکام اور گلے کے امراض:

کے لئے چند روز گرم قہوہ میں نمک اور ایک عدد لیموں ملا کر صبح کے وقت روزانہ پی لیں تو ان کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر اس کے ساتھ خمیرہ گاؤزبان 6 ماشے سے 2 تولے تک تھوڑا تھوڑا چوس لیں تو مستقل آرام ملے گا۔ ان شاء اللہ

نظام ہاضمہ کی درستگی:

نظام ہاضمہ کی خرابی دور کرنے کے لئے صبح سویرے ایک گلاس پانی میں ایک عدد لیموں کا رس نمک اور چینی ملا کر پینے سے نظام ہاضمہ درست رہے گا اور سارا دن طبیعت ہلکی پھلکی محسوس ہوگی۔

دانتوں کی چمک کے لئے:

صبح اور رات سونے سے پہلے لیموں کا رس مل لیا جائے تو میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور دانت موتی کی طرح سفید اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دانتوں کی بیماریاں مثلاً پائیوریا اور خون وغیرہ بہنے کے مرض میں بھی بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔

جوڑوں کا درد:

اگر جوڑوں کے درد کے مریض دن میں 3 سے 4 مرتبہ لیموں کی نمکین سکنجبین پی لیں اور صبح وشام سورنجان شیرین اور خشک دھنیا کا سفوف بنا کر 1 سے 3 ماشے تک پھانک لیں تو چند دن میں صحت بہتر ہو جاتی ہے۔

سستی اور نقاہت:

کو دور کرنے کے لئے لیموں کے رس کو ٹھنڈے پانی میں چینی اور نمک کے ساتھ ملا کر پی لیں فوری توانائی حاصل ہوگی اور سستی و کمزوری دور ہو جائے گی۔

مچھلی کی بو:

اگر کئی دفعہ دھونے کے بعد بھی بو نہ جائے اور اس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں بھی بو آ جائے تو لیموں کا رس لگائیں بو فوراً دور ہو جائے گی۔

گاجر بہت مفید سبزی ہے جو کہ کچی بھی کھائی جاتی ہے اور پکا کر بھی۔ اس کا جوس نکال کر بھی پیا جاتا ہے۔ گاجر تین قسم کی ہوتی ہے۔ سرخ گاجر، پیلی گاجر اور کالی گاجر۔ اس کا مزاج گرم تر ہے۔ اس میں وٹامنز اے، بی، ای، ایچ، نشاستہ، فولاد و پروٹین، گلوکوز کیروٹین اور چونا ہوتا ہے۔ گاجر صاف خون پیدا کرتی ہے۔ جسم میں طاقت پیدا کرتی ہے اور چہرے کا رنگ صاف کرتی ہے۔ گاجر قبض کشا ہے اور اس کو کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں اور انسان کے دماغ کی پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ انسان کے سینے کے درد اور کھانسی کے لئے بہت سودمند ہے۔ یرقان کے مرض میں گاجر کے جوس میں مصری ملا کر دینا بہت فائدہ مند ہے۔ اسے کھانے سے کھل کر پیشاب آتا ہے۔ پتھری ریزہ ریزہ ہو کر نکل جاتی ہے۔ یہ دل اور جگر کے لئے بہت مفید ہے اور فرحت بخش ہوتی ہے۔ مردانہ اور نسوانی امراض میں بھی بے حد مفید ہے۔ گاجر ایک ایسی سبزی ہے جو بطور پھل بھی استعمال ہوتی ہے۔ یعنی اس کا سالن کے علاوہ جوس، کھیر اور گجریلہ بھی بنایا جاتا ہے اور لوگ اس کو کچا بھی بڑے شوق سے کھاتے ہیں اور کئی لوگ اس کا حلوہ بھی بناتے ہیں۔ الغرض اس کے بے شمار فوائد ہیں اور اس کو پکانے کے بھی بہت سے طریقے ہیں۔ اس کو گوشت میتھی اور مٹر کے ساتھ بہت زیادہ پکایا جاتا ہے۔ یہاں پر ہم آپ کو گاجر میتھی کا طریقہ بتائیں گے کہ کیسے پکائی جاتی ہے۔

اشیاء	مقدار	اشیاء	مقدار
گاجر	ایک کلو	نمک	حسب ذائقہ
میتھی	آدھا کلو	مرچ سرخ	حسب ذائقہ
پیاز	تین عدد	ہلدی	حسب ذائقہ
لہسن	ایک پوتھی	سوکھا دھنیا پسا ہوا	ایک بڑا چمچ
ہری مرچ	چار عدد	گھی	تین چھٹانک
ٹماٹر	تین عدد		

ترکیب:

گاجریں چھیل کر دھولیں اور ان کا سفید حصہ نکال کر چکور ٹکڑے کاٹ لیں۔ میتھی کی موٹی ڈنڈیاں نکال کر میتھی کو بھی باریک

باقی صفحہ نمبر 28 پر

دختران اسلام کا میدان جہاد میں عظیم الشان کردار

اخت ابو طلحہ یامین

قارئین کرام! آج میں آپ کے سامنے ان عظیم ہستیوں کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں۔ جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر' اسلام کا علم بلند کرنے کی خاطر اور اسلام کا بول بالا کرنے کی خاطر قال اللہ وقال الرسول کی خاطر' اسلام کی آن اور دختران اسلام کی لٹتی عصمتوں کو بچانے کی خاطر...... مدرسوں اور مسجدوں کی حفاظت کی خاطر قرآن کا قانون نافذ کرنے کی خاطر...... کفار کے باطل معبودوں کو پاش پاش کرنے کی خاطر جاء الحق وزهق الباطل کا آوازہ بلند کرنے کی خاطر...... غفلت میں سوئے ہوئے مسلمانوں کو کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ کا سبق یاد کروانے کی خاطر...... اپنے بیٹوں کو اپنے جگر گوشوں کو اپنے سرتاجوں کو میدان جہاد میں روانہ کیا۔ ان کے سر پہ کفن باندھ کر انہیں جنتوں کا راہی بنایا۔ ان عظیم دختران اسلام نے نہ صرف اپنے جگر گوشوں کو میدان جنگ میں بھیجا بلکہ یہ خود بھی بیٹوں' بھائیوں اور شوہروں کے ساتھ میدان قتال میں کود یں۔ عالم کفر سے جنگیں لڑیں۔ عدو اللہ کو جہنم واصل کیا۔ خود شہید ہوئیں یا پھر غازی بن کر لوٹیں۔

آپ نے سیدہ خنساء بنت عمرو اسلمیہ جو ایک شاعرہ بھی تھیں کی داستان تو کئی بار سنی ہوگی۔ مگر آج میں پھر آپ کو ان کا جنگ قادسیہ والا واقعہ سناتی ہوں۔ جہاں پر انہوں نے اپنے چاروں جگر گوشوں کو اپنے ہاتھوں سے میدان قتال میں بھیجا تھا۔ جنگ قادسیہ میں یہ عظیم شاعرہ اپنے چاروں بیٹوں کے ہمراہ تھیں۔ ان کے شوہر پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اب ان کی تمام مال ومتاع صرف ان کے یہ چار بیٹے ہی تھے جو کہ ان کے بڑھاپے کا سہارا بھی تھے۔ اس عظیم صحابیہ نے اپنے چاروں جگر گوشوں کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان سے مخاطب ہوئیں۔ میرے جگر گوشو! اس میں کوئی شک نہیں کہ تم سب نے اپنی خوشی اور مرضی سے اسلام قبول کیا ہے۔ اللہ اور اس کی اطاعت کی ہے اور تم نے اسلام کی خاطر گھر بار چھوڑا ہے۔ تم اپنے وطن کو دو بھر نہ تھے اور نہ ہی تم پر قحط پڑا تھا۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تم ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ کے بیٹے ہو نہ میں نے پوری زندگی تمہارے باپ کی عزت میں خیانت کی اور نہ تمہارے ننھیال کو رسوا کیا۔ نہ میں نے تمہارے حسب ونسب کو عیب دار بنایا۔

میرے بیٹو!

کافروں کے ساتھ جنگ میں اللہ رب العزت نے جو بے بہا اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے۔ تم اسے خوب جانتے ہو۔ ہاں یہ بھی جان لو کہ دنیا کا گھر آخرت کے گھر کے مقابلے میں کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

''اے ایمان والو! کفار کے مقابلے میں ثابت قدم رہو' استقامت رکھو اور جمے رہو' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاسکو۔''

اس لئے اگر کل صبح تم صحیح' سلامت دشمن کے مقابلے میں جاؤ تو پوری دلجمعی سے آنکھیں کھلی رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے ہوئے لڑتے رہنا۔ جب تم دیکھو کہ جنگ نے اپنی پنڈلیاں ننگی کر لی ہیں یعنی جوان پوری مستعدی سے لڑ رہے ہیں۔ اپنے خیموں کو انہوں نے الٹ پلٹ کر دیا ہے اور لڑائی کی آگ کو اپنے اپنے سینگوں پر اٹھائے پھرتی ہو تو اس کے تنور سے تیمم کرو۔ دونوں جہانوں میں عزت واحترام اور غنیمت لے کر پلٹو گے۔ ان شاء اللہ

> **اے ایمان والو! کفار کے مقابلے میں ثابت قدم رہو استقامت رکھو اور جمے رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ**

پھر اس بڑھیا کے چاروں بیٹے ماں کی نصیحت کو پلے باندھ کر اس کی اطاعت پر وہاں سے نکلے اور شاعرہ اسلام کے شاعر بیٹے رجز پڑھتے ہوئے میدان کارزار میں جا کودے۔ دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے چاروں بھائی اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے۔ یوں انہیں چار شہیدوں کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سبحان اللہ

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا جو کہ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں سے تھیں ہجرت کے بعد جو لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا' آپ ان لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ احد کے میدان کا قصہ سناتی ہوں۔ اُس وقت آپ کی عمر 45 سال تھی۔ آپ کے خاوند اور دو بیٹے بھی جنگ میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ حاصل ہو رہا تھا مگر تھوڑی دیر بعد جب کفار کا غلبہ ظاہر ہوا تو آپ حضور اکرم ﷺ کے قریب پہنچ گئیں اور جو کافر ادھر کا رخ کرتا اسے ہٹا دیتی تھیں۔ ابتداء میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی بعد میں ڈھال ملی اور کمر پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے۔ جب کوئی صحابی زخمی ہو جاتا تو چیتھڑا جلا کر زخم بھر دیتیں۔ ام سعید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان کے کاندھے پر زخم دیکھا' پوچھا یہ زخم کب ہوا تھا؟ کہنے لگیں احد کی لڑائی میں جب لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ تو ابن قیمہ یہ کہتے ہوئے بڑھا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ اگر آج وہ بچ گیا تو میری نجات نہیں۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور چند صحابی اس کے سامنے آگئے جن میں میں بھی تھی۔ اس نے میرے کاندھے پر وار کیا۔ میں نے بھی بڑے وار کر دیئے تھے مگر اس پر دوہری زرہ تھی۔ اس لئے حملہ رک جاتا تھا۔ فرماتی ہیں وہ گھوڑے پر تھا ہم پیدل تھے۔ اگر وہ بھی پیدل ہوتا تو پھر مقابلے کا پتہ چلتا۔ فرماتی ہیں مجھ پر کوئی وار کرتا تو میں ڈھال سے روکتی تو وہ منہ موڑ کر دوسری طرف چلا جاتا۔ میں اس کے گھوڑے کی ٹانگوں پر وار کرتی جس سے گھوڑے کی ٹانگیں کٹ جاتیں تو گھوڑا اپنے سوار سمیت گر جاتا پھر میں اس کا کام تمام کر دیتی۔ ان کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ میرے بائیں بازو پر زخم آگیا جس سے خون تھمتا نہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس پر پٹی باندھ لو اتنے میں والدہ ام عمارہ آگئیں اور میری پٹی کی اور کہنے لگی جاؤ کافروں سے مقابلہ کرو۔ نبی کریم ﷺ دیکھ رہے تھے فرمانے لگے ام عمارہ اتنی ہمت کون رکھتا ہے' جتنی تو رکھتی ہے۔ وہ کافر جس نے آپ ﷺ کے بیٹے کو زخمی کیا تھا سامنے آگیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہی ہے وہ جس نے تیرے۔ بیٹے کو زخمی کیا تھا۔ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر اس کو

واصل جہنم کر دیا۔ نبی ﷺ دعا دینے لگے تو سیدہ عمارہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ دعا کیجئے مجھے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ ﷺ نے دعا کی فرمانے لگیں اب مجھے پرواہ نہیں کہ دنیا میں میرے پر کیا مصیبت گزرتی ہے۔ نبی اقدس ﷺ کے وصال کے بعد یمامہ کی لڑائی میں بھی آپ رضی اللہ عنہا شریک ہوئیں۔ اس جنگ میں آپ کا ایک بازو کٹ گیا اور زخم آئے۔ اس وقت آپ کی عمر باون سال تھی۔

جب ایران کے آتش پرستوں نے دیکھا کہ اسلام روز بروز بڑھتا جا رہا ہے تو انہوں نے متحد ہو کر اسلامی حکومت کو ختم کرنا چاہا۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی۔ اس جنگ میں سپہ سالار ہاشم بن عقبہ آذربائیجان کی سرحد پر اسلامی لشکر کی کمان سنبھالے ہوئے تھے۔ اسی معرکے میں ایک بہادر اور عظیم صحابیہ کی بھی آواز گونج رہی تھی۔ مردان صف شکن بڑھتے چلو...... فتح وکامرانی تمہاری منتظر ہے بڑھے چلو...... یہ آواز سیدہ حبیبہ بنت ہاشم کی تھی۔ سیدہ حبیبہ لڑتے لڑتے گھوڑے سے نیچے گر گئیں اور کچھ زخم آ گئے۔ آپ کے والد نے کہا کچھ دیر آرام کر لو آپ نہ مانیں اور کہنے لگیں ابا جان

رسول اللہ ﷺ دیکھ کر فرمانے لگے ''اے ام عمارہ رضی اللہ عنہا اتنی ہمت کون رکھتا ہے جتنی تو رکھتی ہے۔''

آپ مجھے اس سعادت سے محروم نہ کریں۔ اسلام مجھے ہر چیز سے عزیز ہے۔ میں اپنے شوہر کی وفات کے بعد اسلام کی خاطر لڑنا چاہتی ہوں۔ میری آرزو ہے کہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں اور اپنے شوہر سے جا ملوں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ آپ شادی کے چند سال بعد بیوہ ہو گئیں تھیں۔ اس جواب کے بعد سیدنا ہاشم نے کچھ نہ کہا آخر کار کفار شکست کھا کر دوڑے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہا نے بہت سی جنگوں میں حصہ لیا اور جس جنگ میں بھی حصہ لیتی تھیں دشمنوں کے چھکے چھڑا دیتی تھیں۔

سیدنا ام ایمن جو زید بن حارث کی بیوی اور سیدنا اسامہ کی والدہ محترمہ تھیں۔ ام ایمن نے بھی بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔ غزوہ اُحد میں جب آپ نے دیکھا کہ شکست خوردہ مسلمان مدینہ میں گھسنا چاہتے ہیں تو آپ نے چہروں پر مٹی ڈالی اور کہتی تم ہماری جگہ پر بیٹھ کر چرخہ چلاؤ اور ہمیں تلوار دے دو تاکہ ہم جنگ میں حصہ لیں۔ پھر اس کے بعد آپ میدان جنگ میں آ گئیں۔ اسی طرح سیدنا ام سلیم بنت ملحان غزوہ احد میں ایک خنجر ہاتھ میں لئے پھر رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا یہ کس لئے ہے۔ ام سلیم فرمانے لگیں کوئی بھی مشرک میرے سامنے آیا تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں روم کی جنگ میں شریک تھیں اور وہیں شہید ہوئیں۔ سیدنا ام ابان' ابان بن سعد کی اہلیہ تھی۔ دمشق کے حملے میں آپ کے میاں شہید ہو گئے تو آپ اپنے شوہر کا سارا اسلحہ لے کر قصاص کے لئے نکلیں اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں۔

سیدنا خولہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے بھائی ضرار بن ازور کو قید سے چھڑانے کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر کفار کے سامنے سینہ سپر ہوئیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو لڑتے ہوئے دیکھا تو حیران رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کون نوجوان ہے جو اتنی بہادری سے لڑ رہا ہے۔ بتایا گیا کہ یہ خولہ بنت ازور ہیں جو دمشق سے صرف اپنے بھائی ضرار بن ازور کو قید سے چھڑانے آئی ہے۔ یہ سن کر سیدنا خالد بن ولید بڑے متاثر ہوئے اور ایک گروہ کو تیار کیا۔ سیدنا ضرار کو چھڑانے کے لئے جس میں سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں اس کے علاوہ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے جنگ یرموک میں بھی حصہ لیا۔

سیدہ ام عطیہ بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات جنگوں میں شریک ہوئیں۔ غزوہ احد میں جب سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو ہندہ نے بری طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ کروایا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنے کے لئے آپ ﷺ سے اجازت مانگنے لگیں۔ آپ نے یہ سمجھ کر کہ جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کی لاش کو دیکھیں گی تو ان سے صبر نہ ہوگا۔ اجازت نہ دی۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اصرار کر کے آپ ﷺ سے اجازت لے لی اور میدان اُحد میں اپنے بھائی حمزہ کی لاش کو تلاش کرنے لگیں' پھر تلاش کرتے کرتے آپ رضی اللہ عنہا ایک ایسی لاش پر پہنچی جس کے کان ناک کاٹ دیئے گئے تھے۔ آنکھیں اور کلیجہ نکال دیا گیا تھا اور پھر آپ کی نظر انگلیوں پر پڑی تو آپ نے فوراً کہا یہ انگلیاں میرے ویر حمزہ کی ہیں اور یہ لاش بھی اسی کی ہو گی۔ تحقیق ہونے پر بھی سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا نے صبر کا بہترین مظاہرہ کیا۔

میری ایک اور عظیم بہن جو فلسطین کی رہنے والی تھی۔ جس کے وطن پر آئے روز یہودی نئے ظلم ڈھاتے' ستم گراتے مگر اس دوشیزہ وفا ادریس سے یہ سب برداشت نہ ہوتا۔ اس کے اندر خولہ کی غیرت اس کو سکون نہ لینے دیتی۔ اس نے اپنے وطن جہاں ہر روز آگ اور خون کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ وفا ادریس سے یہ سب سہا نہ جاتا...... فلسطینی باشندوں کو گولیوں کا نشانہ بنتا نہ دیکھا جاتا...... بچوں پہ ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹتے نہ دیکھے جاتے...... بنات اسلام کی عزتوں کو لٹتا ہوا نہ دیکھا جاتا تو اس کے دل میں ٹیسیں اٹھتی۔ اس فدائیہ نے یہ جان لیا کہ مسلمان اپنی آسائش میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ ہماری مدد کو نہیں آئیں گے۔ اس لئے خود ہی میدان کارزار میں کودنا پڑے گا۔ یہودیوں کو خود بتانا پڑے گا کہ اگر تم نے ہمارے بھائی بیٹوں کو عیش وعشرت میں ڈال دیا ہے تو اسلام کی بیٹیاں اپنا دفاع کرنا جانتی ہیں۔ ایک روز جب اس نے دیکھا ننھے بچوں کو جو اس کے ہوسٹل میں لائے گئے تھے۔ ان کی آنکھیں اور جسم کے دیگر اعضاء یہودیوں کے حملے میں ضائع ہو گئے تھے۔ ان بچوں کے والدین اُن سے اُن بچوں کی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔ ان معصوموں کی جب درد سے چیخیں نکلتی تھی تو وفا ادریس کانپ اٹھتی تھیں اور آسمان کی طرف منہ کر کے اللہ سے مدد کی دعا کرتی تھیں اور بچوں کے والدین کو حوصلہ دیتی تھیں اور ان کو اس طرح تسلیاں دیتیں' جیسے وہ ان کے سارے دکھوں کا ازالہ کر دے گی' ایسے جیسے وہ ان کے بچوں کی آنکھوں کی بینائی واپس لوٹا دے گی۔ ان کے تمام دکھوں کا مداوا کر دے گی مگر وہ بے بس تھی۔ ان بچوں کی بینائی کو ٹھیک نہیں کر سکتی تھی۔ ان کی ماؤں کے دکھوں کا مداوا نہیں کر سکتی تھی۔ یہودیوں کے لئے اس کے دل میں سخت نفرت انتقام میں بدلتی جا رہی تھی۔ بچوں کی چیخیں والدین کی آہیں' فریادیں اس کو سکون سے نہیں بیٹھنے دیتی تھیں۔ وفا اپنے سینے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے 27 جنوری

کافروں کو خود بتانا پڑے گا کہ اگر تم نے ہمارے بھائی بیٹوں کو عیش وعشرت میں ڈال دیا ہے تو اسلام کی بیٹیاں اپنا دفاع کرنا جانتی ہیں

بروز اتوار 2002ء کو ایک ملکوتی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے گھر سے روانہ ہوئی۔ اپنے والدین پڑوسیوں اور دوستوں سے غلطیوں کی معافی مانگی اور اپنے اللہ سے عہد کرتے ہوئے 22 پاؤنڈ بارود اپنے نرم ونازک جسم پر باندھ کر قابض وغاصب اسرائیلی یہودیوں پر ٹوٹ پڑی۔ دھماکے سے کئی فوجی جہنم رسید ہوئے اور سو سے زائد زخمی ہوئے اور خود وفا ادریس بھی رب کے راستے میں شہادت پا کر امر ہو گئی۔ اللہ ان کی شہادت قبول فرمائے۔ آمین

میری بہنوں صحابیات اور آج کل فدائیہ دختران اسلام نے جس طرح اسلام کی سربلندی کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں
مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں
(بانگِ درا سے مراسلہ: عائشہ عبدالرشید)

ماہنامہ
مجلۃ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الدعوۃ
لاہور پاکستان

5 ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مئی 2005ء

تعلیم اور فحاشی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

ورلڈ بینک کی تعلیمی امداد صرف پنجاب کیلئے کیوں؟

"گریٹر بلوچستان" کے ساتھ ساتھ
"گریٹر پنجاب" کی سازش کیسے پروان چڑھ رہی ہے

کفر و الحاد اور
فحاشی کا سونامی

میراتھن ریس۔ عورت کی امامت۔ شناختی کارڈ کے بغیر شادی پر پابندی۔ میوزک مقابلے۔ مخلوط تعلیم۔ مخلوط ملازمتیں

پاکستان میں
مدرسوں کو ختم کرنے کا
مرحلہ وار امریکی منصوبہ

تمام تر لچک کے باوجود اٹوٹ انگ کی رٹ

جہاد۔ ہندو بنئے کا واحد علاج

باب الدعوة

لوگوں کی ٹوہ بازی کرنا

سورۃ الحجرات میں جہاں اجتماعی تربیت کے مسائل واضح بیان ہوئے ہیں وہاں انفرادی اصلاح کے بھی متعدد احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (سورة الحجرات-12)

''اے ایمان والو! بدظنی سے بہت بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ ہی ٹوہ بازی کرو اور تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے فوت شدہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈر جاؤ، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔''

ایسا سوء ظن جس سے مسلمان بھائی کے متعلق منفی سوچ پیدا ہو، بدگمانی کہلاتی ہے۔ جب ہم کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی رکھیں گے تو لازمی بات ہے کہ ہم اس کی مزید خامیوں کی ٹوہ میں رہیں گے اور اس موقعہ کے انتظار میں رہیں گے کہ اس کا مزید کوئی عیب سامنے آئے تا کہ اسے مطعون کرنے یا رسوا کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ لگ جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس شر کا دروازہ بھی بند کرنے کے لئے حکم دے دیا۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا آپس میں ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو۔ ایک حدیث ہے من ستر مسلماً ستره الله یوم القیامة جس نے کسی مسلمان کا پردہ رکھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھیں گے۔ (بخاری)

بدگمانی اور باہمی جاسوسی سے جو عیب مزید نمو پذیر ہوتا ہے، وہ چغلی ہے۔ جہاں بیٹھے، وہیں اپنی غلط سوچ کے تحت اپنے مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرنا شیوہ ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''کسی شخص کی پیٹھ پیچھے مذمت کرنا غیبت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جناب اگر اس شخص میں وہ مذمت کی بات موجود ہو تو کیا اس کا ذکر کرنا بھی عیب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہی تو غیبت ہے ورنہ ایک شخص میں کوئی بات موجود نہیں تو وہ تو بہتان ہوگا۔ اسی طرح اپنے گھر میں بغیر اطلاع اور اجازت گھسنے سے بھی منع کیا گیا ہے کہ کہیں گھر کی کسی عورت پہ غلط حالت میں نظر نہ پڑ جائے چہ جائیکہ اپنے گھر والوں کی ٹوہ رکھی جائے۔ لیکن ہم اپنے ساتھیوں اور گھر والوں کی ہر بات کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں جس کے نتائج ہمیشہ تلخ نکلتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بدظنی سے بچیئے پس بے شک بدظنی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور ٹوہ مت رکھو اور نہ ہی جاسوسی کرو اور (ایسی) مقابلہ بازی نہ کرو اور ایک دوسرے سے نہ حسد کرو اور نہ ہی آپس میں بغض رکھو اور نہ غیبت کرو۔ (مسلم)

معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، اگر تو مسلمانوں کے رازوں کی ٹوہ میں لگا تو تُو ان میں فساد ڈال دے گا یا قریب ہے کہ تو ان کو فساد میں مبتلا کر ڈالے۔ (صحیح ابوداؤد)

ہاں البتہ اگر کوئی مسلمانوں کے اجتماعی نظم کو خراب کرے یا معاشرے میں کھلم کھلا کسی برائی کا ارتکاب کرے یا اسے پھیلائے یا اس کی برائی خود بخود کھل کر سامنے آ جائے تو اسے اپنی استطاعت کے مطابق ممکن حد تک احسن طریقے سے روکنا یا اسے اس کی سزا دینا ضروری ہے۔

تفسیر

قسط نمبر2

لیکچرز: پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ

عظیم الشان جہادی سورت

سورۃ التوبہ

مرتبہ: ابوحمزہ　　ترتیب وتہذیب: قاضی کاشف نیاز

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (3)

''پس (اے کافرو) اگراب بھی تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم روگردانی کرو تو جان لو کہ اللہ کو تم ہرا نہیں سکتے اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری پہنچا دیجئے۔''

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے مشرکین مکہ کو چار ماہ کی مہلت دینے کا اعلان کیا کہ وہ اس مدت میں مکہ کو چھوڑ دیں ورنہ تم سے جنگ ہوگی لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا فَاِنْ تُبْتُمْ بس اگر تم توبہ کرلو یعنی اسلام قبول کرلو اپنے کفر اور شرک سے تائب ہو جاؤ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ پس تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ تمہارے بچاؤ کی شکل صرف اسلام میں ہے۔ اس کے سوا تمہارے لئے بہتری کی کوئی دوسری شکل ہے ہی نہیں۔ واللہ! جب قوت ہوتی ہے تو الفاظ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ تمہاری خیر اسی میں ہے' اسلام قبول کرلو ورنہ تمہارا کچھ نہیں بچے گا۔

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ اور اگر تم نے منہ پھیر لیا' روگردانی کی' ہماری دعوت قبول نہ کی' اسلام کو نہ مانا' اپنے شرک وکفر کو نہ چھوڑا' اسی پر اڑے رہے فَاعْلَمُوْٓا تو جان لو۔ اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اللہ کے پروگرام پورے ہو کر رہیں گے۔ اللہ کے فیصلے ہو کر رہیں گے۔ تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو بدل نہیں سکتے۔ اللہ کو تم ناکام نہیں کر سکتے۔ اللہ رب العالمین کا فیصلہ آنے والا ہے۔ تم اس کو کسی صورت روک نہیں سکتے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے پیغمبر ﷺ بشارت دیجئے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا' بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ عذاب الیم کی۔ ان کو بتا دو کہ ظالمو! تمہارے لئے صرف دنیا میں ہی رسوائی نہیں' آخرت میں بھی اللہ کے پاس بہت بڑا دردناک عذاب ہے۔ اس سزا سے بھی بچو۔ اس عذاب سے بچنے کا راستہ صرف اسلام ہے۔ یہ دعوت سمجھ لو۔ صرف طاقت ہی نہیں' ساتھ دعوت بھی ہے۔ یہ انداز نہیں کہ ہمارے ساتھ یہ مل گیا تو اسے یہ انعام واکرام دیں گے بلکہ اس موقع پر بھی دعوت ہی پیش ہو رہی ہے کہ یہ دعوت قبول کرلو۔ اسلام قبول کرلو۔ دنیا وآخرت میں رسوائی اور عذاب سے بچ جاؤ گے' البتہ صرف ایک گنجائش دی گئی۔ جیسا کہ آگے فرمایا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (4)

''سوائے ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انہوں نے ذرا سا بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچایا' نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو۔ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

یہاں اللہ نے بات واضح کردی کہ جن مشرکوں سے مطلقاً عہد وپیمان ہوتے تھے انہیں تو چار ماہ کی مہلت دی گئی کہ اس میں وہ اپنا جو چاہیں بندوبست کرلیں اور جن سے کسی اور مدت تک عہد وپیمان ہو چکے ہیں' وہ سب عہد ثابت ہیں۔ شرط یہ ہے کہ انہوں نے تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو۔ کوئی غلطی نہ کی ہو' کوئی جرم نہ کیا ہو اور تمہارے خلاف کوئی سازش نہ کی ہو۔ وَلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا' انہوں نے تمہارے خلاف کسی کی مدد نہ کی ہو' کسی قبیلے کی اعانت نہ کی ہو اور وہ تمہارے ساتھ سیدھے چلے ہوں' انہوں نے جو معاملہ تمہارے ساتھ کیا' اس کو مخلصانہ طور پر نبھایا ہو تو پھر فرمایا' ان کے ساتھ جس مدت تک تم نے عہد کیا ہے' وہ مدت پوری کرو۔ یہ ان کے لئے گنجائش ہے۔

اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

''بے شک اللہ تعالیٰ متقین سے محبت کرتا ہے۔''

گویا کہ عہد پورا کرنا متقی لوگوں کی نشانی ہے اور اسے تقویٰ بتایا گیا۔ مسلمان تو مسلمان' کافروں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدوں کی پاسداری کرنا اور ان کے ساتھ عہد ومعاہدہ کو نبھانا بھی تقویٰ ہے۔ اسلام اخلاقی طور پر ان چیزوں کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ جب تم کوئی معاہدہ کرو' معاملہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ وہ لوگ جو اخلاقی طور پر اتنے کمزور ہوں کہ انہیں اپنے عہد معاہدے کی پروا نہ ہو' ایسی قوم دنیا میں کوئی مہذب اور باوقار قوم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بہت باوقار اور عزت وشان والا دیکھنا چاہتا ہے' اس لئے فرمایا کہ پہلے جن لوگوں کے بارے میں چار ماہ کا حکم ہے کہ اس مدت میں ان سے تمام معاہدے ختم ہو جائیں گے' یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے معاہدوں میں گڑبڑ کی۔ شرارتیں اور سازشیں کیں اور تمہارے دشمنوں کی مدد کی۔ ان کی طرف سے معاہدوں کی تمام تر خلاف ورزیوں کے باوجود پھر بھی ان سے یہ نہیں کہا گیا کہ تمہارے ساتھ سارے معاہدے یکلخت ختم کر کے تمہیں سزا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر بڑے عفو واحسان کا حکم دیتے ہوئے انہیں چار ماہ کی مناسب مدت دی۔ البتہ جنہوں نے معاہدے پورے کئے' ان کے ساتھ معاہدے کی مقررہ مدت پوری کرنے کا حکم ہوا......اور ان تمام مدتوں کے بعد فرمایا' یہ تمام کافر یا تو مکہ مکرمہ چھوڑ دیں یا اسلام قبول کرلیں اور اگر یہ بھی نہ کریں تو پھر فرمایا۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا

الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَ جَدْ تُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَا قْعُدُوْ ا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (5)

"پس حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ انہیں گرفتار کرو۔ ان کا محاصرہ کرلو۔ اوران کی تاک میں ہرجگہ گھات میں جا بیٹھو۔ ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں اورزکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

کافروں نے کس قدر جرائم کئے' بے شمار صحابہ کرام کو قتل کیا' مسلمانوں کا بے حد نقصان کیا' پھر بھی فرمایا گیا کہ اگر اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی یہ توبہ کرلیں' میرا حکم مان لیں' اسلام قبول کرلیں' نماز پڑھنے لگ جائیں' زکوٰۃ ادا کرنے لگ جائیں تو میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ ان کے سارے گناہ معاف کردوں گا...... اور اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو فرمایا' حرمت والے چار مہینے گزرتے ہی ان مشرکوں کو جہاں پاؤ' قتل کردو۔

حرمت والے مہینے:

یوں تو حرمت والے چار مہینے معروف ہیں یعنی رجب' ذی القعدہ' ذوالحجہ اور محرم...... ان مہینوں کے اندر جنگ ممنوع ہے۔ خود حملے میں پہل نہ کرنے کا حکم ہے۔ معاہدے کی پاسداری کرنی چاہئے۔ الا یہ کہ دشمن ان مہینوں کی حرمت ختم کر کے لڑائی شروع کردے تو ان کو جواب دیا جاسکتا ہے یعنی دفاعی جنگ لڑی جاسکتی ہے۔ اسلام سے قبل ہی ان مہینوں کو حرمت والے مہینے کہا جاتا تھا اور...... اسلام نے بھی اس حرمت کو برقرار رکھا۔ البتہ یہاں حرمت والے مہینوں سے مراد وہ مہینے ہیں جن میں مشرکین مکہ کو مکہ چھوڑنے یا اسلام قبول کرنے کی خصوصی مہلت دی گئی تھی۔ یہ اعلان چونکہ 10 ذوالحجہ کو ہوا تھا' اس لحاظ سے یہ مدت 10 ذوالحجہ تا 10 ربیع الثانی بنتی ہے۔ گویا یہ مہینے ذوالحجہ' محرم' صفر' ربیع الاول اور ربیع الثانی ہیں۔

امام ابن کثیرؒ بھی اسی حوالے سے روایت لائے ہیں۔ اس مہلت کے بعد اعلان ہوا کہ یہ مشرکین اگر مکہ نہ چھوڑیں یا پھر اسلام بھی قبول نہ کریں تو پھر جنگ کے لئے تیار ہوجائیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ ان مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ' ان کو پکڑو' مارو...... یہ تم سے لڑیں یا نہ لڑیں' جس حالت میں بھی ہوں' ان کو ختم کرو۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ کسی شہر کی ملکیت کے لئے خاندانی استحقاق کوئی بنیاد نہیں...... یہ کہنا کہ ہمارے ماں باپ' ہمارے آباؤاجداد یہاں رہتے تھے' اس لئے یہ شہر ہمارا ہے تو یہ کوئی معیار نہیں...... اللہ نے واضح کردیا کہ کوئی شہر' کوئی بستی کسی کے باپ کی نہیں ہوتی...... ہر چیز اللہ کی ہے۔ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ پوری زمین اللہ کی ہے۔ اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کا ہی زیادہ حق ہے۔

مشرکین کون ہیں؟

مذکورہ آیت میں معاہدے کی مدت ختم ہونے کے بعد مشرکین مکہ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عام طور پر کافروں کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک مشرکین اور دوسرے اہل کتاب اور دونوں کو الگ الگ بیان کیا ہے...... اہل کتاب سے مراد یہودی' نصرانی وغیرہ ہیں جو انبیاء کو مانتے تھے' آخرت کو مانتے تھے یعنی ایک شریعت کو مانتے تھے اگرچہ انہوں نے شریعتوں کو بدلا ہے' تحریف کی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا ہے اور بہت سارا کفر وشرک انہوں نے کیا لیکن اس کے باوجود اللہ نے ان کے لئے اہل کتاب کی اصطلاح استعمال کی جبکہ مشرکین کی اصطلاح ان کے لئے استعمال کی جو اللہ کو نہیں مانتے' رسول کو نہیں مانتے...... کسی آسمانی کتاب کو نہیں مانتے۔ شریعت کو نہیں مانتے۔ ان اہل کتاب کے علاوہ جتنے بھی کافر ہیں' سب کو مشرک کے نام سے تعبیر کیا' یعنی اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے علاوہ' جتنے بھی کافر ہیں' سب مشرک ہیں...... خود کسی پر فتویٰ لگانے کا حکم نہیں ہے۔

حرمت والے مہینوں یا معاہدوں کی مدت ختم ہونے کے بعد ان مشرکین کے متعلق فرمایا گیا کہ اگر یہ مکہ بھی نہ چھوڑیں' اسلام بھی قبول نہ کریں تو ان کو جہاں پاؤ' قتل کردو۔ وَخُذُوْهُمْ ان کو پکڑو' ان کا پیچھا کرو' وَاحْصُرُوْهُمْ' ان کو گھیر لو' ہر گھات کی جگہ پر ان کی تاک میں بیٹھو' اللہ تعالیٰ کو یہاں ان کا وجود' ان کا چلنا پھرنا پسند نہیں...... اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت لے کر آئے کہ جب مسلمانوں کو دوبارہ یہ قوت ملے اور سب کافر ایسی ہی ذلت ورسوائی سے دوچار ہوں۔ اگرچہ ایسے کئی مواقع آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ ایک وقت کا ذکر احادیث میں بھی آتا ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہودیوں کے خلاف ایسی قوت دے گا کہ جب مسلمان امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں یہودیوں کے خلاف جنگ لڑیں گے تو پتھر اور درخت بول بول کے کہیں گے کہ اے مسلمان! میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے' آگے بڑھ' اسے پکڑ اور قتل کر۔ یہ وقت آئے گا...... یہ تو لازمی ہے۔ اس سے پہلے بھی ان شاء اللہ وقت آئیں گے۔

مسلمان کون ہیں؟

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اگر مشرکین توبہ کرلیں' اسلام قبول کرلیں' نماز قائم کریں' زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دیں۔ پھر ان کو قتل نہیں کرنا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ اسلام کا کم از کم نصاب یہ ہے کہ انسان کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو' نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ یہ دو عمل عملی اطاعت کا اعلان ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر ایک آدمی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا تو اس کا مستقبل تاریک ہے یعنی وہ مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔

یا اگر کوئی زکوٰۃ دینے سے منکر ہوجائے تو وہ بھی مسلمان نہیں۔

ابوبکر صدیقؓ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا حکم اسی آیت کی رو سے دیا تھا۔ تمام مفسرین نے یہ بات لکھی ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ مسلمان کے لئے نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہے۔

ورنہ اس کے ساتھ بھی مسلمان حکمران جہاد کرے گا یہاں تک کہ وہ ان دونوں اعمال کی انجام دہی شروع کردے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

بخاری ومسلم میں ہے' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد جاری رکھوں جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دیں کہ کوئی معبود بجز اللہ کے نہیں ہے اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے' آپ کی فقہ سب سے بڑھی ہوئی تھی جو آپ نے زکوٰۃ کے منکروں سے جہاد کیا۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دیں کہ بجز اللہ تعالیٰ برحق کے اور کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ ہمارے رسول ہیں۔ جب وہ ان دونوں باتوں کا اقرار کرلیں' ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرلیں' ہمارا ذبیحہ کھانے لگیں' ہم جیسی نمازیں پڑھنے لگیں تو ہم پر ان کے خون' ان کے مال حرام ہیں مگر احکام حق کے تحت انہیں ہر وہ حق حاصل ہے جو اور مسلمانوں کا ہے اور ان کے ذمے ہر وہ چیز ہے جو اور مسلمانوں کے ذمے ہے۔

یہ روایت بخاری شریف میں اور سنن میں بھی ہے سوائے ابن ماجہ کے...... ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ برأت کے نازل ہونے پر چار مہینے گزر جانے کے بعد کوئی عہد وذمہ باقی نہیں رہا۔ پہلی شرطیں برابری کے ساتھ توڑ دی گئیں۔ اب اسلام اور جہاد باقی رہ گیا۔ امام ابن کثیرؒ کی مذکورہ آیت کے سلسلے میں اس تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ کلمہ پڑھنے والے' شرک چھوڑ کر توحید ورسالت کی گواہی دینے والے اور نماز وزکوٰۃ کا اہتمام کرنے والے ہی ہمارے دینی بھائی ہیں جو یہ امور انجام نہیں دیتا' اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس حالت میں دنیا سے چلا جائے کہ اس کی موت دین پر نہ ہو اور اس کا حشر مسلمانوں کی بجائے یہود ونصاریٰ اور مشرکین کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس حالت سے سب کو بچائے۔

آمین ثم آمین

موزوں پر مسح کی مدت

۷/۵۹ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَّمْسَحَ عَلَيْهِمَا . اخرجه الدارقطني وصححه ابن خزيمه

ابو بکرہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور ان کی راتوں اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی رخصت دی کہ جب وضوء کر کے اپنے موزے پہنے تو ان پر مسح کرتا رہے۔ اسے دار قطنی نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا۔

تخریج: (حسن) دار قطنی (۱/ ۱۹۴) ابن خزیمہ (۱/ ۱۹۲) ترمذی نے اپنی العلل الکبیر میں فرمایا' میں نے محمدؒ یعنی بخاریؒ سے پوچھا: موزوں پر مسح کی مدت مقرر کرنے کے متعلق آپ کے پاس کون سی حدیث ہے تو انہوں نے فرمایا صفوان بن عسال کی حدیث اور ابو بکرہ کی حدیث حسن ہے۔

راوی حدیث۔ ابو بکرہ۔ باء کے فتح کے ساتھ۔ نام نفیع (نون کے ضمہ اور فاء کے فتحہ کے ساتھ) والد کا نام مسروح' بعض حارث بتاتے ہیں۔ خود ابو بکرہ اپنا نسب نہیں بتاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے' "میں رسول اللہ کا موٹی (آزاد کردہ) ہوں۔" جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو یہ اہل طائف کے غلاموں کی جماعت کے ساتھ قلعہ سے اتر آئے اور مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ بکرہ چرخی کو کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے اترنے میں چرخی اور رسے کی مدد لی تھی۔ بہت فاضل صحابی ہیں۔ بصرہ میں ۵۱' ۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ (اتحاف الکرام ۲۸)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح رخصت ہے' فرض نہیں۔ اگر کوئی موزے اتار کر پاؤں دھونا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح سے پسند ہے اُس کے عزائم (فرائض) پر عمل کیا جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ موزے پہنے ہوئے ہوں تو مسح کرلے۔ مسند احمد' عن ابن عمر والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس وابن مسعود صحیح الجامع الصغیر۔ ۱۸۸۵

۸/۶۰ عَنْ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَوْمًا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَيَوْمَيْنِ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ قَالَ نَعَمْ وَمَا شِئْتَ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ

ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ' کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ آپ نے فرمایا "ہاں" انہوں نے کہا؟ ایک دن؟ فرمایا "ہاں" کہا اور دو دن؟ فرمایا "ہاں" انہوں نے کہا: اور تین دن؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں اور جو تو چاہے" اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور فرمایا' یہ خاص قوت والی نہیں ہے۔

تخریج: (ضعیف) ابوداؤد الطہارۃ (۱۵۸۱) ابوداؤد نے اس کی کچھ ضعیف سندیں ذکر کر کے فرمایا' اس کی سند میں اختلاف ہے اور یہ خاص قوت والی نہیں ہے۔ شیخ البانی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ اس کی سند میں محمد بن یزید بن ابی زیاد مجہول ہے اور ایوب بن قطن میں کمزوری ہے۔ تلخیص میں ہے' اسے بخاری نے ضعیف کہا ہے' نووی نے شرح تہذیب میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر ائمہ کا اتفاق ہے۔ اصطلاح اضطراب کو سمجھنے کے لئے عون المعبود ۱۵۸ میں اس روایت کے اضطراب کی تفصیل دیکھنا مفید ہے۔

راوی حدیث: ابی۔ ہمزہ کے ضمہ' باء کے فتحہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ بن عمارہ عین کے کسرہ کے ساتھ' بعض اوقات ضمہ بھی پڑھ لیتے ہیں' میم بغیر تشدید کے ہے۔ انصاری مدنی صحابی ہیں مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابن حبان نے فرمایا' انہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی البتہ مجھے ان سے آنے والی حدیث کی سند پر اعتماد نہیں ہے۔ (اتحاف الکرام ۲۸)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جب تک دل چاہے موزوں پر مسح کرتے رہنے کی اجازت دی ہے مگر یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات تک مسح کی رخصت ہے۔

باب نواقض الوضوء

وضوء توڑنے والی چیزوں کا بیان

نواقض ناقض کی جمع ہے۔ جو چیزیں وضوء توڑتی ہیں' ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے

گہری نیند سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ہلکی سے نہیں

۱/۶۱ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَهْدِهِ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفِقَ رُءُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ اخرجه ابوداؤد وصححه الدارقطني واصله في مسلم

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کے اصحاب آپ کے زمانے میں عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کے سر حرکت کرتے۔ پھر وہ نماز پڑھتے تھے اور وضوء نہیں کرتے تھے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور دار قطنی نے صحیح کہا ہے اور اس کا اصل مسلم میں ہے

تخریج: (صحیح) ابوداؤد الطہارۃ /۲۰۰) ترمذی الطہارۃ /۷۸' تحفۃ الاشراف (۱/ ۳۵۴) اس کا اصل مسلم میں ہے' لفظ یہ ہیں کہ انسؓ فرماتے ہیں کہ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ (الحیض /۱۲۵) اصحاب رسول اللہ ﷺ سو جاتے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضوء نہیں کرتے تھے۔

مفردات:

تخفق۔ فاء کے کسرہ کے ساتھ ضرب یضرب سے ہے۔ مصدر خفوق حرکت کرنا۔ خفق فلان راسہ۔ جب اونگھ کی وجہ سے اس کا سر حرکت کرے۔ (قاموس) باب افعال میں سے اخفاق ہو تو اس کا معنی ناکامی ہے۔

فوائد۔ ۱۔ نیند سے وضوء ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نیند کم ہو یا زیادہ' وضوء ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ نیند خود وضو کو توڑ دیتی ہے اور بعض نے فرمایا کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ زیادہ ہو یا کم۔ جب تک سبیلین سے کوئی چیز نکلنے کا یقین نہ ہو۔

کیونکہ نیند میں ہوا وغیرہ نکلنے کا گمان ہے۔ خود نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس اختلاف کی وجہ احادیث کا ظاہری اختلاف ہے۔

زیر بحث حدیث میں مسلم کے الفاظ ہیں کہ صحابہ سو جاتے تھے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ ابوداؤد میں انس رضی اللہ عنہ کی اسی روایت میں وضاحت ہے کہ وہ عشاء کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے یہاں تک کہ ان کے سر اونگھ سے ہلنے لگتے تھے مگر وہ نیا وضو نہیں کرتے تھے۔ ترمذی میں ہے کہ میں ان میں سے بعض کے خراٹوں کی آواز سنتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

اس کے مقابلے میں صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن رات تک نہ اتاریں مگر جنابت سے (انہیں اتارنا ہو گا) لیکن پاخانے پیشاب اور نیند سے (اتارنے کی ضرورت نہیں۔ مسح کافی ہے) یہ حدیث نیند سے وضو ٹوٹنے کی واضح اور پختہ دلیل ہے اگرچہ بظاہر ان احادیث میں اختلاف ہے مگر حقیقت میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اکثر اہل علم نے دونوں کے درمیان اس طرح تطبیق دی ہے کہ اونگھ اور ہلکی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ کچھ نہ کچھ ہوش باقی رہتی ہے اور اگر وضو ٹوٹے تو آدمی آگاہ ہو جاتا ہے۔ اس ابتدائی صورت میں بھی بعض لوگ خراٹے لینے لگتے ہیں مگر وہ ابھی گہری نیند میں نہیں ہوتے۔ اسی طرح بعض اوقات آدمی لیٹ کر بھی اونگھ کی حالت میں ہوتا ہے۔ نیند اتنی گہری نہیں ہوتی کہ گردوپیش سے بالکل بے خبر ہو جائے۔ ایسی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ گہری نیند جس سے اردگرد کی خبر ہی نہ رہے' وضوء کو توڑ دیتی ہے اور اس سے وضوء کرنا پڑتا ہے جیسا کہ صفوان کی حدیث ہے۔ یہی بات درست ہے۔

۲۔ عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اکثر اس پر عمل تھا۔

بقیہ انٹرویو پروفیسر ظفر اقبال

صرف یہ تھا کہ لوگوں کو دین سے دور کر دیا جائے۔ اس طریقہ سے برصغیر میں طبقاتی نظام تعلیم نے جنم لیا جو کہ مسلمانوں کے لئے بہت سی خرابیوں کی جڑ ثابت ہوا۔ الدعوۃ سسٹم آف سکولز نے پاکستان میں ایک ایسا نصاب تعلیم متعارف کروایا ہے کہ جس کے تحت طالب علم ایک اچھا ڈاکٹر' اچھا انجینئر ہونے کے ساتھ ساتھ اچھا مسلمان اور بہترین انسان بن جائے۔ ہم نے بہترین قسم کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے اور اس کے ساتھ ٹیچرز کی سلیکشن میں بھی اہم احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ استاد اپنے طلباء کے لئے ایک نمونہ اور معیار ہوتا ہے۔ ہمارے اساتذہ باشرع' بااخلاق و باکردار اور خواتین اساتذہ پردہ کی پابند ہیں۔ لامحالہ اس کے نتائج طلباء و طالبات پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ہمارے سکولوں کے طلباء و طالبات نے نصاب تعلیم اور اساتذہ کے کردار سے متاثر ہو کر اپنے گھر کے پورے ماحول کو اسلامی رنگ میں رنگ دیا۔

س: الدعوۃ سکولوں کی تعداد و معیار کے بارے میں کچھ بتائیں؟

ج: اس وقت ملک میں ہمارے دو قسم کے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔ ایک وہ جو کہ مکمل طور پر الدعوۃ سسٹم آف سکولز کا حصہ ہیں۔ دوسرے وہ جو ہمارا حصہ تو نہیں مگر ہمارا تیار کردہ نصاب پڑھا رہے ہیں۔ وہ سکول کو جو مکمل طور پر ہماری نگرانی میں کام کر رہے ہیں ان کی تعداد 140 ہے جو کہ اس سال 160 ہو جائے گی۔ ہمارے سکولوں میں زیر تعلیم طلباء و طالبات تعداد 20,000 اور اساتذہ 1000 سے اوپر ہیں۔

جہاں تک معیار کا تعلق ہے' میں فخر کے ساتھ کہوں گا کہ ہمارے سکولوں کے نتائج بہت اچھے آ رہے ہیں۔ حالیہ امتحان میں ہمارے اکثر سکولوں کا رزلٹ 95% اور اکثر کا 100% رہا ہے۔ ہمارے ایک ایک سکول نے 5'5 وظائف حاصل کئے ہیں۔ تاندلیانوالہ سکول میں بچوں نے 5 وظائف اور ضلع بھر میں دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ مختصر یہ کہ تعلیم کے میدان میں ہماری کامیابیوں اور کامرانیوں کا سفر مسلسل جاری ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے اداروں کے تعلیم یافتہ طلباء و طالبات بہترین مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ محب وطن اور معاشرے کے مفید شہری ثابت ہوں گے۔

فحاشی کے خلاف ایک گاؤں کا فیصلہ

رپورٹ: عبداللہ ساجد' مسئول تحصیل مٹہ سوات

بانکیال' تحصیل بحرین ضلع سوات' میاں آباد کالونی نوے کلے میں 29 گھروں پر مشتمل ایک گاؤں نے اپنے دریاؤں کے پانی سے بجلی بنائی جبکہ بناتے وقت سب گاؤں والوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی بھی شخص نے اگر گھر میں ٹی وی' وی سی آر وغیرہ لگایا تو اس کی بجلی ختم کر دی جائے گی۔

کفر و الحاد اور
فحاشی کا سونامی

میراتھن ریس۔عورت کی امامت۔شناختی کارڈ کے بغیر شادی پر پابندی
میوزک مقابلے
مخلوط تعلیم۔مخلوط ملازمتیں

جب بھائی بہن کی عزت لوٹنے پہنچا:

روشن خیالی کے نام پر مغرب کے بعد اب پاکستان میں بھی ایسی درندہ صفت اور بے غیرت تہذیب ابھر رہی ہے جس کا یہاں پہلے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا...... حکومت کی شہ پر میڈیا کے ہیجان خیز پروگرام اور سکولوں کالجوں اور سرکاری اداروں میں مخلوط ماحول کے جو بھیانک نتائج پیدا ہورہے ہیں اس سے شرافت بھی اپنا منہ چھپانے پر مجبور ہوگئی ہے۔ اس کی ایک خوفناک مثال گزشتہ دنوں کراچی کے فیشن ایبل علاقہ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں سامنے آئی۔ بے حمیتی اور بے شرمی کا ایسا المناک سانحہ وقوع پذیر ہوا کہ روح کانپ اٹھی۔

ایک مقامی انگریزی جریدے کی رپورٹ کے مطابق کراچی ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں انتہائی بااثر اور سیاسی اہمیت رکھنے والے خاندان کے تین نوعمر طلباء نے اپنے ہی سکول کی طالبہ کی جبری آبرو ریزی کی۔ ان کا چوتھا ساتھی بھی اس جرم میں شریک تھا۔ انتہائی مکروہ صورتحال اس وقت پیدا ہوئی جب لڑکی سے بدتہذیبی کرنے والے تین لڑکوں نے اپنے چوتھے ساتھی کو جب اندر بھیجا تو وہ یہ دیکھ کر حواس کھو بیٹھا کہ اس کے اپنے دوستوں کی خباثت کا نشانہ بننے والی خود اس کی اپنی بہن تھی۔ یہ لڑکا بے ہوش ہوکر گرا اور بعد ازاں اسے ہسپتال لے جانا پڑا۔ لیکن یہ کیس والدین اور سکول کی طرف سے دبا دیا گیا کیونکہ ایک تو بدمعاشی کا مظاہرہ کرنے والے لڑکے انتہائی بااثر اور سیاسی پہنچ والے خاندان کے طلباء تھے اور پھر لڑکی کے خاندان والوں اور سکول والوں نے بھی اپنی بدنامی کے خوف سے کیس کو چھپانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔

قارئین کرام! اس طرح کا ایک بھیانک واقعہ چند سال قبل لاہور میں بھی پیش آیا تھا۔ ہمارے ہاں گھروں میں شادی وغیرہ کی مختلف تقاریب میں فوٹو اور ویڈیو بنوانے کا بہت شوق ہوتا ہے اور پھر اچھی ویڈیو بنوانے کے لئے کسی ماہر کو بلایا جاتا ہے جو مردوں عورتوں میں بے باکانہ گھوم گھوم کر اپنی مرضی کے مطابق جیسے چاہتا ہے پوز لیتا ہے۔ خاص طور پر اب گھروں میں عورتیں بھی ڈانس، لڈی وغیرہ کے مظاہرے کرتی ہیں۔ ویڈیو والا ان مناظر کو اپنی شیطانی ہوس کے مطابق محفوظ کرتا ہے۔ اسی طرح کے ایک گھر کا نوجوان ایک بار فحش فلم دیکھنے لاہور کے سینما گھر پہنچا تو وہاں سینما کی سکرین پر اس کی اپنی بہن فحش گانوں میں ناچتی تھرکتی نظر آئی تو وہ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہوگیا کیونکہ ویڈیو والے نے شادی کی تقریب میں اس کی بہن کے ڈانس کو انتہائی مہارت سے فحش اور عریاں ڈانس میں بدل دیا تھا۔

یہ تو وہ واقعات ہیں جن میں بھائی کو کچھ غیرت آگئی ورنہ میڈیا کی کرم فرمائی سے اب معاملہ یورپ کی طرح یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ بھائی بہن اور باپ بیٹی کے ساتھ بالارادہ منہ کالا کرنے میں مصروف ہے اور اس طرح کی کئی خبریں اب ہمارے اخبارات کی زینت بننا بھی شروع ہوچکی ہیں۔ یورپ میں اس کو (Incest) کہتے ہیں...... اور فحاشی کے مختلف مظاہروں کے ذریعے وہ بے حیائی کی انتہاء پر مبنی یہ کلچر پاکستان میں بھی لانا چاہتے ہیں جس کو امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن نے بھی اپنے منصوبے میں خصوصی طور پر شامل کیا ہوا ہے۔

میراتھن ریس یا میراثن ریس:

آج حکومت نے روشن خیالی کی جو نان سٹاپ ایکسپریس ٹرین چلا رکھی ہے اس کے نیچے بھی نجانے شرافت اور شرم و حیاء کی کتنی چٹلیاں چیخ اور کراہ رہی ہیں۔ میراتھن ریس کے ذریعے تو پوری قوم کی عفت مآب بیٹیوں کو میراثن بنانے کی مہم شروع کردی گئی ہے اور ساتھ ہی بڑی بے باکی سے کہا جارہا ہے کہ جنہیں لڑکیوں کے نیکر پہننے پر اعتراض ہے وہ آنکھیں بند کرلیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کل کلاں اگر وہ اپنے والدین اور بھائی بہنوں کے سامنے بالکل ننگے ہوکر کھڑے ہوجائیں اور اگر گھر والے اعتراض کریں تو انہیں بھی یہی کہہ دیں کہ تمہیں کوئی اعتراض ہے تو اپنی آنکھیں بند کرلو۔ غرض نہ صرف بے حمیتی اور بے غیرتی کی انتہا ہے بلکہ بے عقلی اور جاہلیت کی بھی انتہا ہے اور اسے ڈھٹائی سے "روشن خیالی" بھی کہا جارہا ہے۔

مشرف صاحب نے ایک بار کہا تھا کہ ان کے خاندان میں کئی لوگ طبلہ و سارنگی اور موسیقی سے شغف فرماتے رہے ہیں۔ شاید یہ اسی کا اثر ہے کہ وہ ایسی ریسیں لگوا رہے ہیں۔

30 جنوری کو لاہور میں پہلی میراتھن ریس کے موقع پر ایک غیر ملکی گوری نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ویسے تو بہت اچھی رہی ہے لیکن کئی لوگ ہم سے جسمانی حرکات کرتے رہے۔ اس لئے پریشانی رہی۔ اب نجانے ہمارے حکمران بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان کی بیٹیوں، بہنوں سے بھی یہی سلوک ہو۔

صحت مند دوڑ سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن کھیل کے بھی کچھ ضابطے ہوتے ہیں۔ مردوں، عورتوں کے مخلوط مقابلے تو مغرب میں بھی نہیں ہوتے کیونکہ مرد عورت کی برابری کے تمام دعووں کے باوجود مغرب کم از کم کھیل کے میدان میں اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ عورت مرد کی جسمانی مضبوطی کا مقابلہ نہیں کرسکتی چنانچہ وہاں کرکٹ، فٹ بال، ٹینس یا دوڑ وغیرہ میں مردوں، عورتوں کے آپس میں کبھی مقابلے نہیں ہوتے۔ ابھی حال ہی میں لندن میں میراتھن ریس ہوئی تو اس میں بھی مردوں عورتوں کے الگ الگ مقابلے ہوئے۔ لیکن یہاں الٹی گنگا بہانے کی کوشش ہورہی ہے اور پھر ریس بھی ایسی لگوائی جارہی ہے جو آتش پرست غیر مسلموں کی شروع کی ہوئی ہے۔ اگر صرف اتنا ہی سوچ لیا جائے کہ میراتھن ریس کا شان نزول کیا ہے تو کم از کم ایک غیرت مند مسلمان اس کا کبھی نام بھی نہ لے۔ لیکن ہمیں کبھی ان باتوں سے فرصت ہو تو ہم تاریخ کے اوراق میں جھانکنا گوارا کریں۔

یوں تو میراتھن یونان کے ایک شہر ایتھنز سے 40 کلومیٹر دور ایک میدان کا نام ہے جہاں 490 قبل مسیح میں یونان اور ایران کے درمیان ایک تاریخی جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں فتح کی خوشخبری لے کر یونان کا ایک ایتھلیٹ میراتھن سے ایتھنز پہنچا تو اس کی یادگار میں 1896ء میں اولمپک گیمز کے ساتھ میراتھن ریس شروع ہوگئی جبکہ 1977ء میں امریکہ کے جارج پائیس نے ایک

بے حیائی اور عریانیت.... اسباب و نتائج

قرآن و حدیث کی روشنی میں

ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامانوی

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہ

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اہل اسلام میں بے حیائی (فحش) پھیل جائے تو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب تیار ہے اور اللہ تعالیٰ (اس عذاب کی شدت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (سورۂ نور)

آج امت مسلمہ ہر طرف سے مصائب و مشکلات کا شکار ہے۔ دشمن ان پر مسلط ہو چکا ہے۔ ان کی خواتین کی عزت تک محفوظ نہیں رہی بلکہ انہیں سر عام ننگا کر کے اجتماعی آبروریزی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ نوجوانوں' بوڑھوں اور معصوم بچوں تک کو قتل کیا جا رہا ہے۔ کہیں یہ آپس میں دست و گریبان ہو چکے ہیں اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن چکے ہیں۔

یہ امت جو کبھی دنیا میں سربلند تھی اور ان کی ہیبت و دبدبہ دشمن پر چھایا ہوا تھا اور ہر کوئی اس کی عظمت کا معترف تھا لیکن آہستہ آہستہ اس کی عظمت کا چراغ گل ہونے لگا۔ دشمن کے دلوں سے اس کی ہیبت و دبدبہ ختم ہو گیا اور اب عالم یہ ہو چکا ہے کہ یہ امت ہر طرف سے ذلیل و خوار ہو رہی ہے بلکہ ذلت اس کا مقدر بن چکی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ دنیا میں انتہائی کمزور غیر محفوظ اور دشمن کے ہاتھوں تر نوالہ بن چکی ہے۔ غور و فکر کا مقام ہے کہ یہ امت آخر دنیا میں اس قدر ذلیل و خوار اور غیر محفوظ کیوں ہو گئی؟ تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس نے اپنے رب کو فراموش کر دیا اور اپنے مالک حقیقی کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت و بندگی اور اطاعت کے لئے پیدا کیا تھا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:56)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

انسان اللہ تعالیٰ کا عبد یعنی غلام ہے اور غلام کا کام اپنے آقا کی اطاعت کرنا ہوتا ہے لیکن آج اس انسان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے اور زندگی کا مقصد اس نے کھیل تماشے کو بنا لیا ہے۔

وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَعِبًا وَّ لَھْوًا وَّ غَرَّتْھُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا (الانعام:7)

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو۔"

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (مومنون:115)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

افسوس کہ آج مسلمانوں کے شب و روز گناہوں' نافرمانیوں اور کھیل تماشوں میں بسر ہونے لگے ہیں۔ یہ امت اب اس قدر نافرمان بن چکی ہے کہ اس نے گناہوں کو گناہ سمجھنا بھی چھوڑ دیا ہے بلکہ اب یہ گناہ ان کے روزمرہ کے معمول بن چکے ہیں۔

گانے سننا' ٹی وی' وی سی آر اور کیبل کا استعمال اب ہر گھر کی ضرورت بن چکا ہے۔ ہر گھر سینما گھر بن چکا ہے۔ مراثی' ڈوم' کنجر اور فاحشہ عورتوں نے اب فنکار' گلوکار اور آرٹسٹ کے نام اختیار کر لئے ہیں۔

فلمی گانوں اور ٹی وی میں عشق و معشوقی کے نام سے مسلمانوں کو بے شرم و بے حیا بنانے کا کام تیزی سے جاری ہے۔ نوجوان بہن' نوجوان بھائی اور ماں باپ ایک ساتھ بیٹھ کر فحش مناظر دیکھتے ہیں اور ذرا بھی نہیں شرماتے کیونکہ ان میں اب حیاء نام کی کوئی رمق تک باقی نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوان بہن اور بھائی کی آنکھوں سے شرم و حیاء کا پانی خشک ہو چکا ہے۔ والدین جو اس جرم کے اصل مجرم ہیں اور اپنی اولاد کو بے حیاء بنانے کا اصل سبب ہیں ان کے دل بھی اللہ کے خوف سے بالکل ہی خالی ہو چکے ہیں۔ حالانکہ حیاء امت مسلمہ کا اصل زیور تھا اور غیر مسلم اقوام یہود و نصاریٰ ان سے یہ زیور چھیننے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

الحیاء شعبة من الایمان۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان)

حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الحیاء لایاتی الا بخیر وفی روایة الحیاء خیر کله۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ المصابیح کتاب الادب باب الرفق

> تین قسم کے لوگ ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں نظر رحمت سے نہ دیکھے گا ۔1۔ والدین کا نافرمان ۔2۔ وہ عورت جو مردوں کا لباس پہنے اور مردوں کی مشابہت اختیار کرے 3۔ دیوث (مسند احمد)

والحیاء وحسن الخلق)

شرم وحیاء خیر و بھلائی کے علاوہ کوئی چیز لے کرنہیں آتی"

یعنی حیاء سے ہمیشہ بھلائی ہی پیدا ہوتی۔ اورایک روایت میں ہے۔حیاء ساری کی ساری خیر و بھلائی اور خوبی ہی ہے۔"

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

پہلے انبیاء کرام کے کلام میں سے جو بات لوگوں نے پائی یعنی ان کے کلام میں جو بات موجود تھی وہ یہ ہے:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت (صحیح بخاری بحوالہ مشکوۃ)

جب تجھ میں شرم وحیاء ختم ہو جائے تو پھر جو تیرا جی چاہے کر

یعنی شرم وحیاء انسان کو ہر قسم کی برائی اور بدکاری سے روکتی ہے اور جب انسان میں یہ جوہر ہی ختم ہو جائے تو پھر اسے برائی اور بدکاری سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء فی النار

(رواہ احمد (502/2) والترمذی وقال الترمذی حذا حدیث حسن صحیح۔ ورواہ الحاکم (52/1) وقال صحیح علی شرطھا واقرہ الذھبی)

"حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے شرمی و بے حیائی ظلم کا ایک حصہ ہے اور ظلم جہنم میں ہے۔"

ثابت ہوا کہ حیاء دار مومن کا انجام جنت ہے جبکہ بے شرم و بے حیاء انسان کا انجام جہنم ہے۔اسی طرح جو لوگ اہل ایمان میں بے شرمی و بے حیائی اور فحاشی کو پھیلانے کے محرک ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ اسلامی معاشرے سے شرم وحیاء کا جنازہ اٹھ جائے ایسے لوگ دنیا میں بھی دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے اور آخرت میں بھی انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا اور جہنم کا عذاب انتہائی سخت' اذیت ناک، اور ناقابل برداشت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (نور:19)

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں فحاشی پھیلے' وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ (عذاب کی شدت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

جو لوگ اپنے گھروں میں فلمی گانے' ٹی وی' وی سی آر' کیبل اور ڈش انٹینا خرید کر لا چکے ہیں' یہ چیزیں ان کے دین و ایمان کو کس قدر نقصان پہنچا رہی ہیں' اس کا اندازہ اس آیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے:

مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کا جذبہ ایمان سرد پڑ جائے' اعمال میں وہ کمزور ہو جائیں اور اس طرح ان کا جذبہ جہاد ٹھنڈا ہو جائے۔ یہود و نصاریٰ کا یہ وہ پرانا ہتھیار ہے جسے وہ ہر دور میں مسلمانوں پر استعمال کرتے رہے ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ

(لقمان:7,6)

اور لوگوں میں بعض وہ بھی ہیں کہ جو خریدار ہیں کھیل تماشے کی باتوں کے تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دیں اور اسے (اسلام کو) ہنسی مذاق بنا ڈالیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ انہیں جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ اس طرح رخ پھیر لیتے ہیں گویا کہ انہوں نے انہیں سنا ہی نہیں گویا کہ ان کے کان بہرے ہیں۔ پس مژدہ سنا دو انہیں ایک دردناک عذاب کا۔"

سعدائے مصلحین کے مقابلہ میں یہ اشقیاء کا ذکر ہے جو اپنی جہالت اور ناعاقبت اندیشی سے قرآن کریم کو چھوڑ کر ناچ رنگ' کھیل تماشے یا دوسری واہیات وخرافات (جیسے ٹی وی' وی سی آر' ڈش وغیرہ) میں مستغرق ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ان ہی مشاغل وتفریحات میں لگا کر اللہ کے دین اور اس کی یاد سے برگشتہ کر دیں اور دین کی باتوں پر خوب ہنسی مذاق اڑائیں۔ حضرت حسن "لھوالحدیث" کے متعلق فرماتے ہیں۔

کل ماشغلتك عن عبادة الله وذكره من السمر والضاحيك والخرافات والغناء و نحوها (روح المعانی)

یعنی "لھوالحدیث" ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہو۔ مثلاً فضول قصہ گوئی' ہنسی مذاق کی باتیں' واہیات مشغلے' جیسے ڈرامے' فلمیں اور گانا بجانا وغیرہ (ماخوذ تفسیر عثمانی)

ان آیات میں ان کفار کا ذکر ہے جو نبی ﷺ کے قرآن پیش کرنے کے مقابلہ میں گانے اور ناچنے والی عورتیں لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ بالکل یہی حالت آج کل مسلم قوم کی ہو چکی ہے کہ وہ قرآن کریم کو چھوڑ کر گانے' موسیقی' ٹی وی' بے حیائی کے مظاہروں اور ناچ رنگ کی دلدادہ بن چکی ہے اور انہی چیزوں کی خریدار بن چکی ہے۔ بلکہ اب وہ اس معاملے میں ان کفار سے بھی دو ہاتھ آگے نکل چکی ہے۔

بے شرمی و بے حیائی کے کام حرام ہیں

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(الاعراف ۳۳)

اے نبی ان سے کہو کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں: بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے' اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ تم کسی کو شریک کرو جس کے لئے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اسی نے فرمائی ہے۔"

"حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے شرمی و بے حیائی ظلم کا ایک حصہ ہے اور ظلم جہنم میں ہے"

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام 151)

اے نبی ان سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا کیا چیزیں حرام کی ہیں۔ 1۔ یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ 2۔ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ 3۔ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو' ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے' (4) اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہو یا چھپی

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (بقرہ: 169,168)

"لوگو' زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تمارا کھلا دشمن ہے تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔

عریانیت کی انتہا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خبردار کر دیا کہ۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (فاطر 6)

شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے۔ لہٰذا اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے پیروکاروں کو صرف اس لئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخی بن جائیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت بھی ہے اور لباس تو تقویٰ ہی کا بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ شاید لوگ کچھ سبق حاصل کریں اور بنی آدم ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں فتنے میں مبتلا کر دے جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا تھا اور ان سے ان کے لباس اتروا دیئے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں انہیں دکھا دے۔ وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے

تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا سرپرست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ (اعراف 26,27)

شیطان نے آدم علیہ السلام اور بی بی حوا علیہما السلام سے لباس اتروادیئے تھے تاکہ انہیں ان کی شرمگاہیں دکھادے۔ اسی طرح اب بھی شیطان کا منصوبہ یہی ہے کہ وہ انسانوں کو بے حیاء و بے غیرت بناکر بے لباس کردے اور ان کی شرمگاہیں انہیں دکھادے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اہل جہنم کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جن کے پاس گایوں کی دموں کی مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے

نساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات اور دوسری وہ عورتیں کہ جنہوں نے بظاہر کپڑے پہنے ہوں گے لیکن حقیقت میں ننگی ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں اور لوگوں کی طرف مائل ہونے والیاں ہوں گی (یعنی نہایت تکلف اور بناؤ سنگھار سے رہنے والی ہوں گی) ان کے سر (چوٹیاں) ایسی بلند ہوں گی جیسے بختی اونٹوں کے کوہان (اور وہ سروں کو مٹکا مٹکا کر چلیں گی۔) یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی بو پاسکیں گی حالانکہ جنت کی بو تو بہت زیادہ دور سے بھی آتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ حدیث۔ 7194)

یہ عورتیں جو یا تو ایسا باریک لباس پہنیں گی کہ جس سے ان کا جسم نظر آئے گا یا ایسا لباس پہنیں گی جس سے ستر کھلا رہے گا مثلا سینہ چھاتیاں پیٹ پیٹھ وغیرہ یا ایسا چست اور تنگ لباس پہنیں گی کہ جس سے مخفی اعضاء واضح ہوجائیں گے۔ آج کل یورپ کے معاشرے سے متاثر ہونے والی خواتین چست پتلونیں اور برائے نام شرٹ پہن رہی ہیں جس سے رہی سہی کسر پوری ہورہی ہے۔ عام خواتین نے اپنے بازو اور پنڈلیاں ننگے کرلئے ہیں اور قمیص کی تراش خراش سے بھی مخفی اعضاء ظاہر ہورہے ہیں بلکہ اب تو بے شرم و بے حیاء عورتیں نیکریں پہن کر کھیل کود میں حصہ لے رہی ہیں اور اس طرح وہ شرم وحیاء کے تمام پیمانوں کو چکنا چور کرتی جارہی ہیں اور بنت حوا آہستہ آہستہ بے لباس ہوتی جارہی ہے۔ نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی اس کے متعلق بالکل درست ثابت ہوچکی ہے۔ دین دار گھرانوں کی خواتین بھی اب بے پردہ ہوچکی ہیں اور وہ بناؤ سنگھار کرکے بازاروں میں دعوت گناہ دیتی پھررہی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان خواتین سے خطاب کرکے ارشاد فرمایا

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب 33)

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑے رہو اور دور جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کی نمائش نہ کرتی پھرو۔

دیوث کون؟

جو شخص اپنے گھر والوں کو بے حجاب کردے ان سے بے شرمی و بے حیائی کے کام کروائے اور ان کی ان سرگرمیوں سے خوش ہو تو ایسا شخص دیوث ہے اور حدیث میں ہے تین قسم کے لوگ ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔

1۔ والدین کا نافرمان۔ 2۔ وہ عورت جو مردوں کا لباس پہنے اور مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔ 3۔ دیوث (مسند احمد 6180) الموسوعۃ الحدیثیۃ (322/10) عن ابن عمر

سرمایہ دار، مالدار اور امیر لوگوں کی اکثریت اور حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز افسران حکمران نیز فوجی افسران وغیرہ الا ماشاء اللہ نائٹ کلبوں میں راتیں گزارتے ہیں۔ ان کی بیویاں کسی اور کی بغل میں اور یہ کسی اور کے ساتھ مصروف عمل ہوتے ہیں۔ اور یہ دیوثوں کی سب سے بڑی قسم ہے جو اعلانیہ بدمعاشی اور بدکاری کرتے ہیں اور یہی طبقہ اہل اسلام پر آج حکومت بھی کررہا ہے حالانکہ یہ لوگ معاشرے کا ناسور ہیں اور اس ناسور کا اگر فوری سد باب نہ کیا گیا تو عذاب الٰہی کسی وقت بھی امت مسلمہ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ فوجی افسران اور حکمرانوں کو اس راہ پر اس لئے ڈالا جاتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے جذبہ جہاد یکسر ختم کردیا جائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے کہا گیا کہ آپ غیرت کرتے ہیں؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والله انی لا غار والله اغير منی ومن غيرته نهى عنه فواحش۔ (مسند احمد (ج2 ص326) وقال الہیثمی رواہ احمد ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد (ج6 ص254)

اللہ کی قسم بے شک میں غیور ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے فحش، بے شرمی، بے حیائی اور بدکاری سے منع فرمایا ہے۔"

ایک حدیث میں ہے

ليس المومن باطلعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی

مومن نہ تو طعنے دینے والا نہ لعنت وملامت کرنے والا نہ فاحش یعنی نہ بے شرم و بے حیاء و بدکار اور نہ ہی زبان دراز ہوتا ہے۔"

(رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان مشکوۃ المصابیح ج 3 ص 1362) وکتاب الایمان لابن ابی شیبہ وقال الالبانی والحدیث صحیح الاسناد ص36 طبع الکویت)

اگلی امتوں کی تباہی کی بنیادی وجہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (العنکبوت: 40)

آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کردیا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کررہے تھے۔"

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کرچکے ہیں جن کا اپنے زمانہ میں دور دورہ رہا ہے؟ ان کو ہم نے زمین میں اقتدار انہیں بخشا ہے ان پر ہم نے آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہادیں (مگر جب انہوں نے کفران نعمت کیا تو) آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں تباہ کردیا اور ان کی جگہ دوسرے دور کی قوموں کو اٹھادیا۔

فحاشی وعریانیت پھیلانے والے ادارے

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بالکل واضح ہے۔

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اہل اسلام میں بے حیائی (فحش) پھیل جائے تو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب تیار ہے اور اللہ تعالیٰ (اس عذاب کی شدت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (النور 19)

جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی، بدکاری، زنا، عریانیت وغیرہ کو پھیلانا چاہتے ہیں وہ یقینا دنیا وآخرت میں دردناک انجام سے دوچار ہونے والے ہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ادارے اپنا کردار ادا کررہے ہیں۔

1۔ امریکا اور یورپ اس وقت بے حیائی اور فحاشی کو ہر قیمت پر پاکستان اور مسلمانوں میں عام کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کیلئے وہ منظم طریقے سے کام کررہے ہیں۔ اور اس کے لئے وہ اسلامی ممالک کے پٹھو حکمرانوں، وزراء اور صاحب ثروت حضرات کو استعمال کررہے ہیں۔ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کا جذبہ ایمان سرد پڑ جائے، اعمال میں وہ کمزور ہوجائیں اور اس طرح ان کا جذبہ جہاد ٹھنڈا ہوجائے یہود ونصاریٰ کا یہ وہ پرانا ہتھیار ہے جسے وہ ہر دور میں مسلمانوں پر استعمال کرتے رہے ہیں۔

2۔ گانوں، ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور کھیلوں وغیرہ کی آڑ میں بے حیائی، زنا اور عریانیت کو عام کیا جارہا ہے۔ صاحب اقتدار طبقہ کے علاوہ شیطانی ذہنیت کے حامل افراد بھی اس گندگی کو معاشرے میں پھیلانے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں اور ہر علاقہ میں قائم شدہ وڈیو اور آڈیو کیسٹس کی دکانیں اور سینٹرز بھی اس گندگی کو پھیلانے میں بھرپور کردار ادا کررہے ہیں۔

2۔ اخبارات اور رسائل بھی بے حیائی اور عریانیت کو پھیلانے میں مرکزی کردار ادا کررہے ہیں اور اس گندگی کو ایک مقام سے اٹھاکر پورے معاشرے میں پھیلارہے ہیں۔

حکومت وقت اور سوداگران فحاشی کو دعوت فکر

ہم سوداگران فحاشی کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر جائیں اور اللہ کا خوف اختیار کرتے ہوئے اس حیاء سوز کاروبار کو ختم کردیں اور حکومت وقت کو بھی دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ فحاشی کے تمام کاروبار کو فوری طور پر حکما بند کرادے کیا عجب ہے کہ ان کا یہ عمل انہیں آخرت کے شدید عذاب سے بچالے۔

15 اپریل کو AP کے مطابق ایک امریکن سپاہی کابل کے شمال میں بگرام کے مقام پر ایک یادگار رسم کے دوران سٹیج سے گزر رہا ہے۔ یہ تقریب 15 اپریل 2005ء بروز جمعہ ان 18 لوگوں کے لئے منعقد ہوئی جو کہ اس ماہ کے آغاز میں جنوبی افغانستان میں ہیلی کاپٹر کے حادثہ میں مارے گئے اور یوں مجاہدین نے پیغام دیا کہ وہ امریکی گماشتوں کا ہر جگہ تعاقب کریں گے۔

پوپ جان پال دوئم کی آخری رسومات کے لئے 16 اپریل 2005ء کو اٹلی ایئرفورس کا ہیلی کاپٹر ویٹی کن کے سینٹ پیٹرز کے بنیسی لیکا کے اوپر سے گزر رہا ہے مختلف ممالک کے صدور' شاہی خاندان اور لاکھوں کی تعداد میں زائرین روم میں پوپ جان پال کی آخری رسومات کیلئے جمعرات کے روز جمع ہوئے سیکولرازم کے دعویدار بش اور بلیئر نے رسومات میں شرکت کر کے ثابت کر دیا کہ سیکولرازم محض ڈھونگ ہے اور اصلاً وہ متعصب عیسائی ہیں۔ بحوالہ رائٹر ایرو ناٹیکا ملٹری۔ تصویر 16 اپریل 2005ء کو اتاری گئی۔

دھوئیں کے غبار چھوڑتا ہوا شعلوں میں لپٹا ہوا ہیلی کاپٹر کا عکس 22 اپریل کو یہ ہیلی کاپٹر جو کہ امریکہ کے نام نہاد سویلین کنٹریکٹرز کو لے کر جا رہا تھا' جمعرات بتاریخ 21۔ اپریل 2005ء کو شمالی بغداد میں مجاہدین کے ایک میزائل کے داغنے سے گرایا گیا۔ الجزیرہ کے مطابق اس حادثے میں سوار 11 افراد مارے گئے۔

6۔ اپریل 2005ء کو سری نگر میں مجاہدین کشمیر کے ایک حملے کے بعد جلتی ہوئی گورنمنٹ بلڈنگ جہاں سے سرینگر مظفر آباد بس کی نام نہاد دوستی سروس نے چلنا تھا۔ مجاہدین نے بروز بدھ انتہائی حفاظتی حصار میں اس عمارت پہ حملہ کر کے آگ لگا دی۔ اور یوں مجاہدین کشمیر نے یہ پیغام دے دیا کہ وہ دوستی کے اس منافقانہ سفر کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

بقیہ | فلیس منا

اس سے معاشرے میں بے حیائی زور پکڑتی ہے اور بے شمار امراض پیدا ہوتے ہیں اور ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔

شراب‘ جوا‘ بت فروشی:

ان سب کی کمائی بھی حرام ہے۔ شراب نوش اور شراب فروش پر اللہ کی لعنت ہے مگر آج بعض لوگ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ کھلے عام شراب نوشی کرتے ہیں۔ فروخت کرنے والوں کے پاس باقاعدہ اجازت نامے ہیں اور وہ حکومت کی سرپرستی میں اس کی تجارت کر رہے ہیں۔ یاد رہے حرام مال کی تجارت بھی حرام ہے۔

شراب کو آج کل معززین کا مشروب تصور کیا جاتا ہے جو بڑی بڑی مجالس و محافل میں پیا جاتا ہے اور نہ پینے والوں کو روشن خیال تصور نہیں کیا جاتا۔ درحقیقت یہ روشن خیالی نہیں بلکہ بے اعتدالی ہے اور تاریک خیالی ہے۔

جوا:

بڑے بڑے لوگوں میں کھیلا جاتا ہے۔ کھیلنے والے اپنی مالی پوزیشن کو مدنظر رکھ کر داؤ لگاتے ہیں۔ جیتنے والے کا شوق بڑھتا ہے۔ ہارنے والے کے غصے میں اضافہ ہوتا ہے۔ روپے پیسے کے ختم ہونے پر آل اولاد کو داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ بلکہ ملکی اخبارات اس پر شاہد ہیں کہ بعض جواریوں نے اپنی بیویوں تک کو داؤ پر لگا دیا ہے۔

بت فروشی‘ فال نکلوانا:

بت فروشی اور فال نکالنے والے دراصل لوگوں کا ایمان‘ اسلام اور عقیدہ و منہج تباہ و برباد کرتے ہیں شیطانی الہاموں اور ابلیسی وسوسوں کو بیان کرتے ہیں۔ لوگوں کا مقدر و نصیب بتانے اور بیان کرنے کے لئے بلکہ مقدر بنانے کے لئے خود فٹ پاتھوں پر رسوا ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ رسوائی تو دنیا میں ہے۔ آخرت کی خواری اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔ لہٰذا ان شیطانی اعمال سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان!

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدۃ ۹۰)

ترجمہ اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جواء اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر‘ یہ سب گندی باتیں‘ شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو جاؤ۔ بلاشک یہ سارے کام شیطانی اور ان سے کمایا ہوا مال حرام ہے۔

خیانت کا مال

خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن و سنت اس کی تردید کرتے ہیں۔

ایک مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ امانت میں خیانت کرے یا خیانت کا تصور کرے۔ خیانت کے ذریعے انسان جتنی دولت بھی جمع کر لے‘ وہ سب کی سب باطل و حرام ہے۔ جس نبی علیہ السلام کی ہم امت ہیں‘ ان کے بارے میں تو کائنات کے کافر بھی کہتے تھے۔

وھو الصادق الامین وہ نبی علیہ السلام بات کے سچے اور امانت دار ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (آل عمران:۱۶۱)

ترجمہ: ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی سے خیانت سرزد ہو جائے‘ ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا‘ پھر ہر شخص کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔ مذکورہ بالا تمام برائیوں سے بچتے ہوئے لین دین کرتے وقت صدق مقال و صدق قلب سے کام لینا چاہئے۔ سیدنا حکیم ابن حزام سے روایت ہے‘ وہ کہتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا

(رواہ البخاری و مسلم ابوداؤد والترمذی والنسائی)

ترجمہ: دو لین دین کرنے والوں کو جدا ہونے سے قبل بیع میں رد و بدل کا اختیار ہے۔ اگر وہ سچی اور کھری بات کریں گے تو دونوں کی بیع بابرکت ہوگی اور اگر وہ جھوٹ سے کام لیں گے اور عیوب کو چھپائیں گے تو ان کی تجارت سے برکت ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ معاف فرمائے! آج تو ہر طرف دھوکے کا دور دورہ ہے۔ گوشت خریدیں‘ دودھ لیں تو وہ پانی والا‘ مصالحہ جات میں ملاوٹ‘ پھل فروٹ لینے جائیں تو داغی حصہ نیچے اور صحیح اوپر۔ اسی طرح سبزی ترکاری اور دیگر اشیاء کا معاملہ ہے۔ ایسا کرنے والوں کے بارے میں حبیب کبریا علیہ السلام نے فرمایا۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ = رواہ ابوداؤد۔ وابن ماجہ

جس نے دھوکہ دیا‘ وہ ہم میں سے نہیں

> کوئی بھی مرد حق نہیں حکومتی ایوانوں میں
> شعور کی کمی ہے یورپ کے غلاموں میں
> اسلام کو مٹا رہے ہیں یہ اسلام آباد میں
> مسلم پیدا ہو رہے ہیں یورپ کے مے خانوں میں
> (ابن یوسف)

الدعوۃ کلب

توجہ فرمائیے

ہم قارئین مجلۃ الدعوۃ کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے بڑی تعداد میں الدعوۃ کلب کی رکنیت کے لئے خطوط بھیجے ہیں۔ اب ان احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے فارم جلد از جلد واپس ارسال فرما دیں تاکہ ان کو پریس کارڈز اور ممبر شپ کارڈز جاری کئے جا سکیں۔

☆ جو احباب فارم ارسال کر چکے ہیں‘ ان کو بہت جلد ممبر شپ کارڈ جاری کر دیئے جائیں گے۔

☆ ایسے ساتھی جنہوں نے فارم تو ارسال کر دیئے ہیں مگر مجلۃ الدعوۃ کا خریداری نمبر نہیں لکھا یا ممبر شپ فیس نہیں بھیجی‘ وہ پہلی فرصت میں ہی مجلۃ الدعوۃ کا سالانہ زر تعاون مبلغ 130 روپے بنام مینیجر مجلۃ الدعوۃ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں تاکہ انہیں باقاعدہ ممبر بنایا جا سکے۔

☆ بعض بھائیوں نے اپنے فارم کے ساتھ خریداری نمبر لکھنے یا زر تعاون بھیجنے کی بجائے لکھا ہے کہ وہ مقامی دفتر/مسئول یا سٹال سے مجلہ حاصل کرتے ہیں‘ ان احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ رقم الدعوۃ کلب کی رکنیت فیس ہے اور اس کے لئے یکمشت/130 روپے منی آرڈر کرنا ضروری ہیں۔ جس کے عوض مجلۃ الدعوۃ بھی انہیں سالانہ بھیجا جائے گا۔ جبکہ جن بھائیوں نے مجلۃ الدعوۃ پہلے ہی سالانہ لگوایا ہوا ہے‘ انہیں یہ رقم بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ وہ صرف خریداری نمبر لکھ کر بھیج دیں۔ جزاکم اللہ خیراً

انچارج الدعوۃ کلب: ماہنامہ مجلۃ الدعوۃ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور فون 042-7314528

انٹرنیٹ پر ہر ہفتے دعوتی علمی پروگرام

شعبہ ویب سائٹ کے تحت علماء کرام انٹرنیٹ پر پال ٹاک کے ذریعے سوالوں کے جواب دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

علماء کا شیڈول مندرجہ ذیل ہے

نام عالم	دن	وقت
الشیخ مفتی یوسف طیبی	اتوار	شام سات بجے
الشیخ محمد زکریا زاہد	اتوار	رات سوا نو بجے
الشیخ اعجاز احمد تنویر	منگل	رات ساڑھے دس بجے
مفتی عبدالرحمٰن عابد	جمعرات	رات سوا نو بجے

نوٹ: تمام پروگرام پاکستانی وقت کے مطابق ہوں گے۔

خصوصی اعلان

عورت کی امامت کے حوالے سے محترم مفتی مبشر احمد ربانی ﷾ کا ایک تحقیق آفریں مضمون آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجئے۔

فَلَيْسَ مِنَّا "وہ ہم میں سے نہیں"

قسط نمبر3 "فَلَيْسَ مِنَّا" والے الفاظ پر مشتمل احادیث کی تشریح کا نیا سلسلہ

قاری شیخ محمد یعقوب

دین اسلام اپنے ماننے والوں کو دولت کمانے سے منع نہیں کرتا لیکن کمائی کے جائز اور حلال طریقے بتاتا ہے اور ان تمام راستوں کو بند کرتا ہے جو باطل اور حرام ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ!

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا(٢٩) وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا(النساء ٢٩-٣٠)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھایا کرو۔ بجز اس کے کہ تجارت ہو آپس کی باہمی رضامندی سے اور تم خود اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر مہربان ہے اور جو کوئی حد سے تجاوز کر کے ظلم کے ساتھ ایسا کرے گا، ہم اس کو آگ میں جھونک دیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

> اپنے مال میں اضافے کی غرض سے دوسروں کا مال برباد کرنا اور اپنے جسم و جان کو پالنے بڑھانے کے لئے دوسروں کے جسم و جان کو تباہ و برباد کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ تو کھلی بددیانتی دھوکہ، فریب اور بے ایمانی ہے

کوئی انسان دنیا و دولت کے حصول کی خاطر مال میں ملاوٹ کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے تو اس کا یہ عمل ظلم و جور پر مبنی ہے اور کمایا ہوا مال حرام ہے اور ایسے انسان کا انجام جہنم کی جلتی ہوئی آگ ہے کیونکہ انسان اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کر کے انسانیت کا قتل عام کرتا ہے اور خلق اللہ کو ایسی ایسی جسمانی امراض میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے وہ کئی برس تک مصیبتوں کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اپنے مال میں اضافے کی غرض سے دوسروں کا مال برباد کرنا اور اپنے جسم و جان کو پالنے بڑھانے کے لئے دوسروں کے جسم و جان کو تباہ و برباد کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ تو کھلی بددیانتی دھوکہ، فریب اور بے ایمانی ہے۔

حدیث نمبر ۳:

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُبْرَةٍ مِنْ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ مَا هَذَا قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ قَالَ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ بے شک رسول اللہ ﷺ اناج کے ایک ڈھیر سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آگئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا "اے اناج کے مالک! یہ کیا ہے؟ وہ بولا پانی پڑ گیا تھا یا رسول اللہ ﷺ آپ (ﷺ) نے فرمایا: پھر تو نے اس بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے۔ جو شخص فریب کرے، دھوکہ دے وہ مجھ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا۔

پیارے نبی محمد علیہ السلام اسلامی ریاست کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مملکت کے امور و معاملات پر کس قدر گہری نظر رکھتے تھے اور کیسے کیسے انداز سے آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کے باشندوں کی تربیت فرمائی ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ایک تاجر جو ملاوٹ شدہ مال دوسروں کو تھوپ کر اپنے مال میں اضافہ کرنا چاہتا تھا اور عوام کو نقصان پہنچا کر ردی مال سے فوائد حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا' آپ ﷺ نے اس کا خوب نوٹس لیا اور ایسا کرنے والے سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا۔

آج چھوٹی بڑی منڈیوں میں بازاروں اور دوکانوں پر ملاوٹ شدہ مال اور خورد و نوش کا سامان عام بلکہ سرعام فروخت ہو رہا ہے جس کی کوئی روک تھام نہیں ہے۔ حکومت وقت ایسے تاجروں اور کاروباری افراد کے خلاف اگر کوئی قانون بنا کر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو تنفیذ کرنے والے اداروں کے با اثر اشخاص رشوتیں بٹور کر یا سیاسی سفارشات قبول کر کے ایسے افراد کی رسی پھر سے ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں جو دھوکہ و فریب کے عمل بد میں مبتلا ہیں۔ یاد رہے! کہ مجرموں کا ساتھ دینے والے اور ان کی مدد کرنے والے بھی مجرم ہیں۔ یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ دنیا میں کوئی شخص تعلقات کی وجہ سے اور روپے پیسے کے بل بوتے پر اپنی جان چھڑا لیتا ہے مگر قیامت کے روز اس کو چھڑانے والا کون ہوگا؟

حکومت کے با اختیار لوگوں کو اسوۂ رسول علیہ السلام مد نظر رکھنا ہوگا' دھوکہ و فریب کے دروازے بند کرنے ہوں گے۔ مجرموں کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی' ہر سزا کے مستحق کو سزا ملے گی تو جرم و ظلم اور دجل و فریب کا خاتمہ ہوگا۔ ملاوٹ اور دھوکہ سے پیدا ہونے والی جسمانی' روحانی بیماریوں کا خاتمہ ہوگا اور اخلاقی بے ضابطگیاں دم توڑ جائیں گی۔ دنیا کے معاشی نظام میں بہتری آئے گی جو کل قیامت کے دن فلاح و نجات کا سبب بنے گی۔ رسول اکرم ﷺ نے بیع و تجارت کے جو سنہری اصول بتائے ہیں' اگر ان کو مد نظر رکھا جائے تو ہم بے شمار خرابیوں سے بچ سکتے ہیں۔ ان اصول و ضوابط میں سے چند ایک کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

بیع میں دھوکہ نہ دینا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ

ترجمہ: سیدنا ابوہریرۃ سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کنکری کی بیع سے اور دھوکے کی بیع سے۔ (رواہ مسلم)

کنکری کی بیع کے چند مخصوص طریقے ہیں جن کے ذریعے بیع کی جاتی ہے اور یہ سب باطل ہیں۔ کنکری کی بیع کیا ہے؟ مثلاً کنکری پھینک کر یہ کہنا کہ جہاں تک یہ چلی گئی اتنا مال بیچا' ۲۔ کنکری پھینکنے تک اختیار دینا۔ ۳۔ کنکری کا مارنا خود قیمت کا مقرر ہونا ہے۔

آج کے دور میں اس کے انداز نئے اور طریقے جداگانہ آگئے ہیں۔ عیدین کے دنوں میں اور دیگر خوشی کے مواقع پر پارکوں سے باہر اور شاہراہوں کے کنارے پر لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے ان میں سے ایک شخص چند سفید رنگ کے "کڑے" زمین پر پڑی مختلف اشیاء پر پھینک کر اپنی قسمت آزمائی کرتا ہے۔ جس چیز کو یہ کڑا اپنے اندر لے لے' وہ چیز اس شخص (جواری) کی ہو جاتی ہے اور اگر وہ کڑا خالی چلا جائے تو پھر وہ شخص اپنا پیسہ ہار جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر بہت سے طریقے آچکے ہیں جو حرام ہیں۔

اس حدیث میں دوسری چیز جس کا ذکر ہوا ہے وہ دھوکے کی بیع (خرید و فروخت) ہے۔ دھوکے کی بیع کے بے شمار طریقے اور لاتعداد انداز ہیں۔ مثلاً کسی معدوم و مجہول چیز کی بیع کرنا جس پر قدرت نہ ہو۔ پوری پوری ملکیت میں نہ ہو' اسی طرح گہرے اور وسیع پانی میں مچھلی کی بیع' دودھ کی تھن میں' بچے کی پیٹ میں اور ہواؤں فضاؤں میں پرندوں کی تجارت یا غیر معین کپڑے وغیرہ کی بیع دھوکہ میں شمار ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ بکری جس کا دودھ روکا گیا ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ (رواہ مسلم۔ باب بیع المصراۃ۔ کتاب البیوع)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے' اس کو تین دن تک اختیار ہے چاہے اس کو رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کردے۔ واپس کرتے وقت ایک صاع کھجور کا بھی دے۔

بددیانتی کی انتہا ہوگئی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دھوکہ دیتا ہے اور فراڈ کرتا ہوا شرم محسوس نہیں کرتا' دولت اکٹھی کرنے کے چکر میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کو بھی اذیت دیتا ہے۔

منڈی مویشیاں چلے جائیں تو حیران کن حد تک معاملہ دکھائی دیتا ہے۔ بیوپاری یا تو جانوروں کا کئی کئی دن تک دودھ روک لیتا ہے یا پھر ایسی ایسی غذائیں کھلا کر پانی پلا دیتا ہے جس سے جانور کا پیٹ پھول جاتا ہے یا وہ جسمانی طور پر صحت مند نظر آتا ہے۔

عید قربان کے موقع پر کئی فراڈ کرنے والے' لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈال کر اور چکمہ دے کر نکل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر کئی بار جانور کی خریداری کے لئے منڈی جانا ہوا ہے۔ وہاں جاہل قسم کے کاروباری' لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے فتوئی دے رہے ہوتے ہیں۔ کئی لاعلم لوگ ان کے چکر میں آجاتے ہیں۔

پھلوں کی خرید و فروخت میں دھوکہ سے باز رہنا

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے درخت کا پھل بیچنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو جائے۔

یہاں صورت حال یہ ہے کہ تین چار سال کے لئے اکٹھی بات کرلی جاتی ہے یا پھل وغیرہ ظاہر ہونے سے قبل قیمت طے کرلی جاتی ہے۔ بعدازاں ایک پارٹی نفع لے کر چلی جاتی ہے جبکہ دوسری پارٹی مالی طور پر بدحال ہو جاتی ہے۔ اسلام کسی پر ظلم گوارہ نہیں کرتا۔ اس لئے اس نے اصول و ضوابط مقرر فرمائے ہیں۔ باغات کے مالکان کو چاہئے کہ جب تک پھل کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے' اس وقت تک پھل کو فروخت نہ کریں اور حتمی قیمت ظاہر نہ کریں۔ ایسا کرنے والا انسان گناہگار ہے اور قیامت کے دن سزاوار ہوگا۔

دنیا و دولت کے نشے میں آکر کوئی مسلمان بیع پر بیع (سودے پر سودا) بھی نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ (رواہ مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔

عموماً مالدار لوگ اور بڑے بڑے تاجر' منڈیوں میں اس قسم کی حرکات کرتے ہیں کہ چھوٹے تاجران کے سامنے دب جائیں اور ان کا تسلط قائم و برقرار رہے۔

بعض اوقات ایک شخص خریداری کرچکا ہوتا ہے' اس کی بیع فسخ کروادی جاتی ہے اس بنیاد پر کہ میں تجھے اس سے سستی دوں گا۔ یا بیچنے والے کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تو نہ بیچ۔ میں تجھ سے زیادہ قیمت پر خرید لوں گا۔ یہ بیع پر بیع کرنا ہے جو حرام ہے۔

کیا اناج کی خرید و فروخت کے لئے ضروری ہے کہ اس کو ماپا جائے یا قبضہ کرلیا جائے؟

جی ہاں ضروری ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ وَيَقْبِضَهُ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اناج خریدے وہ اس کو نہ بیچے جب تک اس کو پورا نہ لے لے اور قبضہ نہ کرلے۔

آج کل تو اناج کی خرید و فروخت ہوائی اور فضائی انداز کی ہو رہی ہے۔ نہ اناج قبضہ میں ہوتا ہے اور نہ ہی وزن کا کوئی علم بلکہ اناج' دانہ' اشیاء خورد و نوش نہ پاس ہوتی ہیں اور نہ ہی قبضہ میں مگر باتوں باتوں میں چار چھ جگہ ان کی خرید و فروخت ہو چکی ہوتی ہے جو کہ بہت بڑی غلطی ہے۔

ماپ تول سے انسان کو اطمینان قلبی بھی ہوتا ہے اور اس سے آسمانوں کا رب راضی و خوش ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (۷) أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ(۸) وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ (الرحمن آیت ۷ تا ۹)

ترجمہ۔ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو' اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کم نہ دو۔

لوگوں کو ان کا پورا حق دینا' تجارت میں عدل وانصاف قائم کرنا' یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس پر چلنا اور لازم پکڑنا ہر مسلمان چھوٹے بڑے تاجر اور کاروباری پر فرض ہے۔

ناپ تول میں کمی کرکے اپنے اعمال صالح کو کم نہیں کرنا۔ جو دنیا میں اپنا ترازو ٹھیک رکھے گا' کل قیامت کے دن اس کے ترازو کے پلڑا میں نیکیوں کا وزن ہوگا۔ جس نے تولتے وقت ترازو میں ڈنڈی ماری' اس کا پلڑا ہلکا اور بے وزن ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو آیات بینات اور کتاب مبین کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف کے قیام کے لئے میزان بھی عطا کیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ
(سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو کو نازل فرمایا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

جو لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قیامت قائم ہوگی اور ہمارے اعمال و اقوال تولے جائیں گے اور اس کے

مطابق ہی ٹھہرنے کی جگہ ملے گی اور بدلہ دیا جائے گا' وہ تو ناپ تول میں کمی نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جائیں گے

اصحاب الایکۃ سیدنا شعیب (علیہ السلام) کی قوم پر رب تعالیٰ کا عذاب کیونکر آیا؟ ان کا تصور کیا تھا؟ ان کے جرائم کس حد کو چھو چکے تھے؟ قرآن کریم نے ان کی معاشی حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور تجارتی خباثتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ناپ تول میں کمی' لوگوں کے ساتھ فریب و دغا کرنا اور فساد فی الارض بپا کرنا' ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ارشاد فرمایا

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ (١٨١) وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ (١٨٢) وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ

(سورۃ الشعراء ۱۸۱ تا ۱۸۳)

ترجمہ: ناپ تول پورا بھرا کرو اور کم دینے والوں میں شمولیت نہ کرو اور سیدھی صحیح ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دو' اور بے باکی کے ساتھ زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔

قوم شعیب علیہ السلام جب اپنے جرم سے باز نہ آئی تو سایہ (سائباں) کے دن ان پر شدید عذاب نازل ہوا۔ لمحہ فکریہ ہے ان مسلمان تاجروں کے لئے جو اس قسم کے جرائم کا شکار ہیں جن جرائم میں قوم شعیب مبتلا تھی۔ پھر اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی نہ بچا سکا۔

آج کل بھی لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے لینے کا پیمانہ اور اور دینے کا اور رکھا ہوا ہے۔ مال لینے کیلئے باٹ اور ہیں تو دینے کے لئے باٹ اور۔ نیز خالص کو ناخالص بنا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ ملاوٹ کے بغیر مال ملتا ہی نہیں یہاں تک کہ دودھ جو اہل ایمان کا دنیوی اور اخروی مشروب ہے جس کو نوش کر کے رسول معظم علیہ السلام نے اور زیادہ کی دعا کی ہے' وہ بھی خالص نہیں ملتا۔ ایک مخصوص طبقہ اس میں ملاوٹ میں کمال رکھتا ہے۔

خیر تو بات ماپ تول میں کمی کے حوالے سے ہو رہی تھی' ایسے لوگوں کے لئے ویل (ہلاکت و تباہی) ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (١) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (٣) أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ (٤) لِيَوْمٍ عَظِيمٍ

(المطففین آیت نمبر ۱ تا ۵)

ترجمہ: ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ جب وہ لوگوں سے ماپ یا تول لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ یا تول دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن کے لئے اٹھائے جائیں گے۔

جن کو بڑے دن (قیامت کے دن) پر یقین ہے' وہ تو اپنی عاقبت و آخرت کو خراب نہیں کرتے اور جن کے لئے دنیا ہی سب کچھ ہے' وہ اس کو کمانے اور جمع کرنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے کرتے نظر آتے ہیں۔ دنیا کی ملامت اور آخرت کی رسوائی کو خاطر میں نہیں لاتے۔

معزز قارئین کرام! دھوکہ' ملاوٹ' ناپ تول میں کمی کے علاوہ کئی اور طریقے بھی ہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جن کا ہم انحصار سے تذکرہ کئے دیتے ہیں۔

یتیم کا مال کھانا:

قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں' وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب دوزخ میں جائیں گے۔

چونکہ ایک تو یتیم کے سر سے سایہ اٹھ جاتا ہے' وہ شفقت پدری سے محروم ہو جاتا ہے۔ دوسرا مالی طور پر اس کو اس کے اعزاء و اقرباء کمزور کر دیتے ہیں اس کا والی وارث نہ ہونے کی وجہ سے اس کا مال لوٹ لیتے ہیں اوزا اپنے اوپر آگ کے عذاب کو لازم کر لیتے ہیں' اس لئے یتیم کے مال میں ہیر پھیر سے سختی سے منع کیا گیا۔

سود خوری:

سود خوری زمانہ جاہلیت کا ظالمانہ نظام ہے جو اسلام نے رد کیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں یا ادائیگی میں تاخیر کی شکل میں اصل رقم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا۔ ایک غریب اور مفلس انسان قرض کے بوجھ تلے دب کر رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سنگدلانہ اور خود غرضی پر مبنی نظام کو ختم کر دیا اور اس کی جگہ تعاون و ہمدردی کا درس دیا۔ تنگ دست پر نرمی و شفقت کا حکم دیا بلکہ مہلت و معافی کی ترغیب بھی دی اور سود کو ترک کرنے کا امر فرمایا:

قال اللہ تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (البقرہ ۲۷۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے' وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔

سود' ایمان و عقیدہ کو چاٹ جاتا ہے۔ اور یہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے ساتھ کھلا اعلان جنگ بھی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۹ میں فرمایا ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کرلے' وہ رحمتوں کا نہیں بلکہ لعنتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ الجامع الصغیر میں حدیث ہے۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَه وَشَاهِدَه وَكَاتِبَه

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے' کھلانے' گواہی دینے اور لکھنے والے پر لعنت کی ہے۔

چوری کا مال:

چوری کرنے والا انسان خواہ مرد ہو یا عورت' ایمان سے ہاتھ خالی کر بیٹھتا ہے۔ چوری کرنے میں کامیاب ہو جائے تو مال حرام ہاتھ آتا ہے اور اگر پکڑا جائے تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے جو بہت ہی بڑی رسوائی کا سبب ہے۔ اللہ رب العالمین نے کلام مقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (المائدہ:۳۸)

ترجمہ: چوری کرنے والے مرد و عورت کا ہاتھ کاٹ دیا کرو۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا۔ اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ قوت و حکمت والا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں جب کوئی بڑے حسب و نسب والا چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا اور کوئی غریب ہاتھ لگ جاتا تو عدل و انصاف کے سارے تقاضے پورے کئے جاتے جس طرح کہ آج کل عدالتوں اور ثالثی مجالس میں ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام کے پاس فاطمہ مخزومیہ کا کیس آیا جس نے چوری کی تھی تو قبیلے والے پریشان ہوگئے کہ اگر ہماری بچی کا ہاتھ کٹ گیا تو ہماری ناک کٹ جائے گی۔ انہوں نے سیدنا اسامہ بن زید کو تیار کیا کہ وہ جا کر حبیب کبریا علیہ السلام سے سفارش کریں۔ انہوں نے سفارش کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اسامہ! تو اللہ کی حدود میں سفارش کرنے آیا ہے؟ آج اگر میرے جگر کا ٹکڑا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ مگر آج صورت حال یہ ہے کہ چوروں کے ہاتھ کاٹنے کی بجائے مضبوط کئے جاتے ہیں۔ ان کی سرپرستی کی جاتی ہے جس سے جرائم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

زنا کی آمدنی:

زمانہ جاہلیت میں لوگ مال و متاع کیلئے اپنی لونڈیوں سے زنا کرواتے تھے اور ان کو بدکاری پر مجبور کرتے تھے۔ پھر ان کی جسم فروشی سے کمائے ہوئے مال سے گلچھرے اڑاتے تھے۔ جو بالکل حرام ہے۔ رب العالمین کا ارشاد ہے۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (النور ۳۳)

ترجمہ۔ تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں' انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کردے تو اللہ تعالیٰ ان پر جبر کے بعد بخش دینے والا اور مہربان ہے۔

یعنی ان کو بدکاری پر مجبور بھی نہیں کرنا اور اگر وہ بدکاری کو پسند بھی کریں تب بھی ان سے یہ کام نہیں کروانا۔

باقی صفحہ نمبر 34 پر

گمراہ کن آغا خانی تعلیمات

اصل ھندی کتب کے حوالے سے

ڈاکٹر اکرام اللہ

اللہ کو علی کہئے:

اوّل ہی سے جو اللہ ہے اس کو علی کہئے...... نبی محمد نے اپنے شوہر کو پہچانا (یعنی علی کو)

حوالہ: گنان مومن چیتامنی...... از: سید امام شاہ
مقدس گنان کا مجموعہ...... صفحہ نمبر 144
کےاز مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے انڈیا' بمبئی

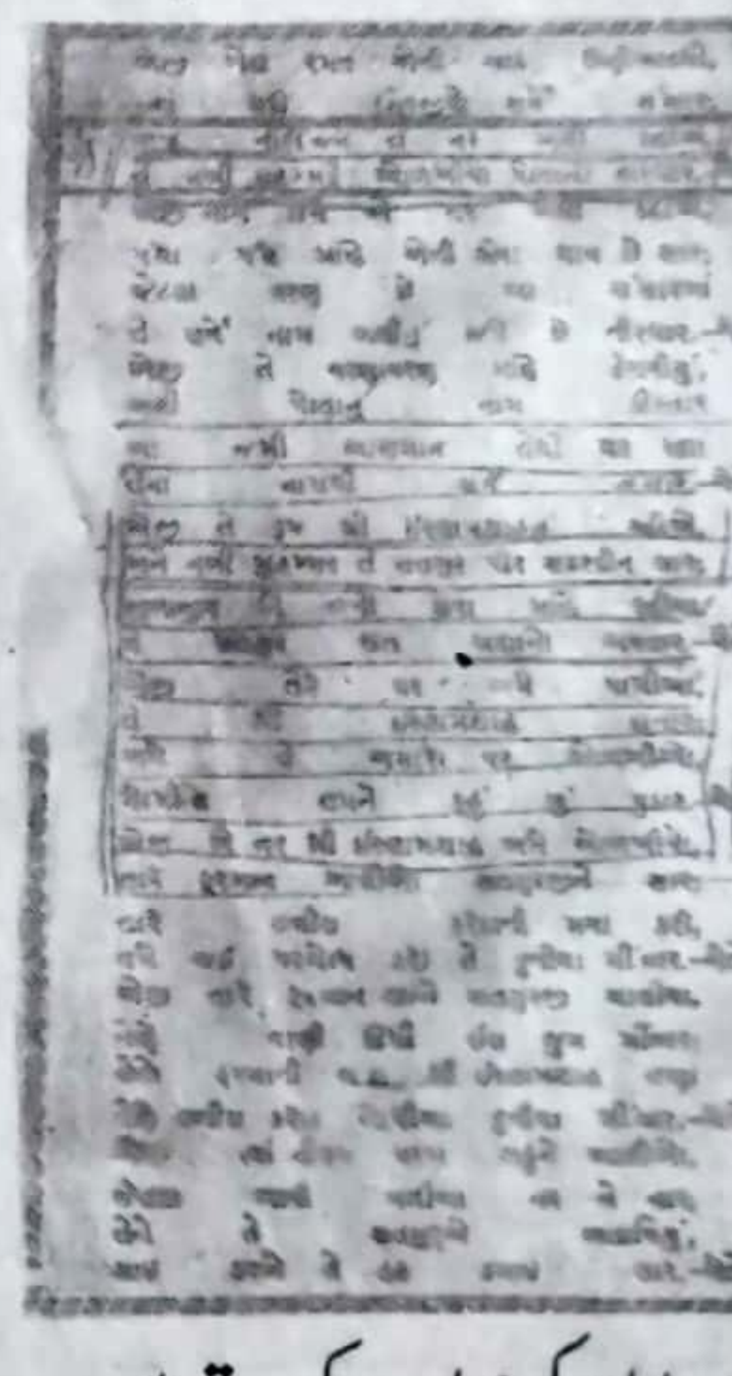

......سب مومن امام کی عبادت کرتے ہیں

اس دنیا میں جو مومن پہلے تھے اور جو مومن اس وقت ہیں اور جو آئندہ ہوں گے یہ سب مومن "شاہ پیر" (امام) کی عبادت کرتے تھے' کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

حوالہ: گینان برہم پرکاش...... از پیر شمس الدین
مجموعہ مقدس گینان صفحہ نمبر 297
کےاز مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے انڈیا' بمبئی

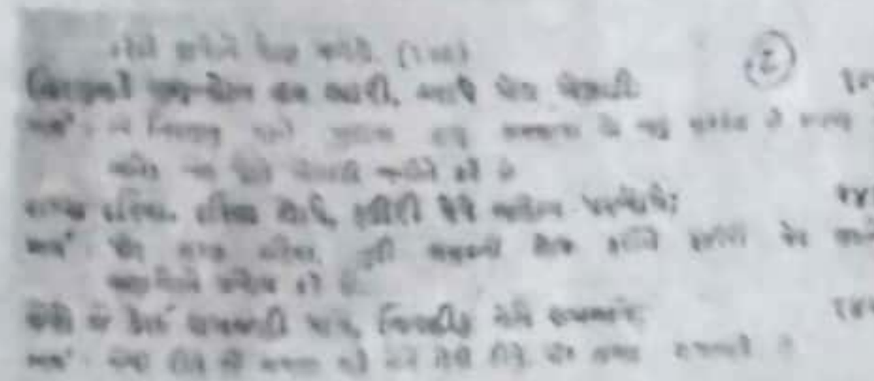

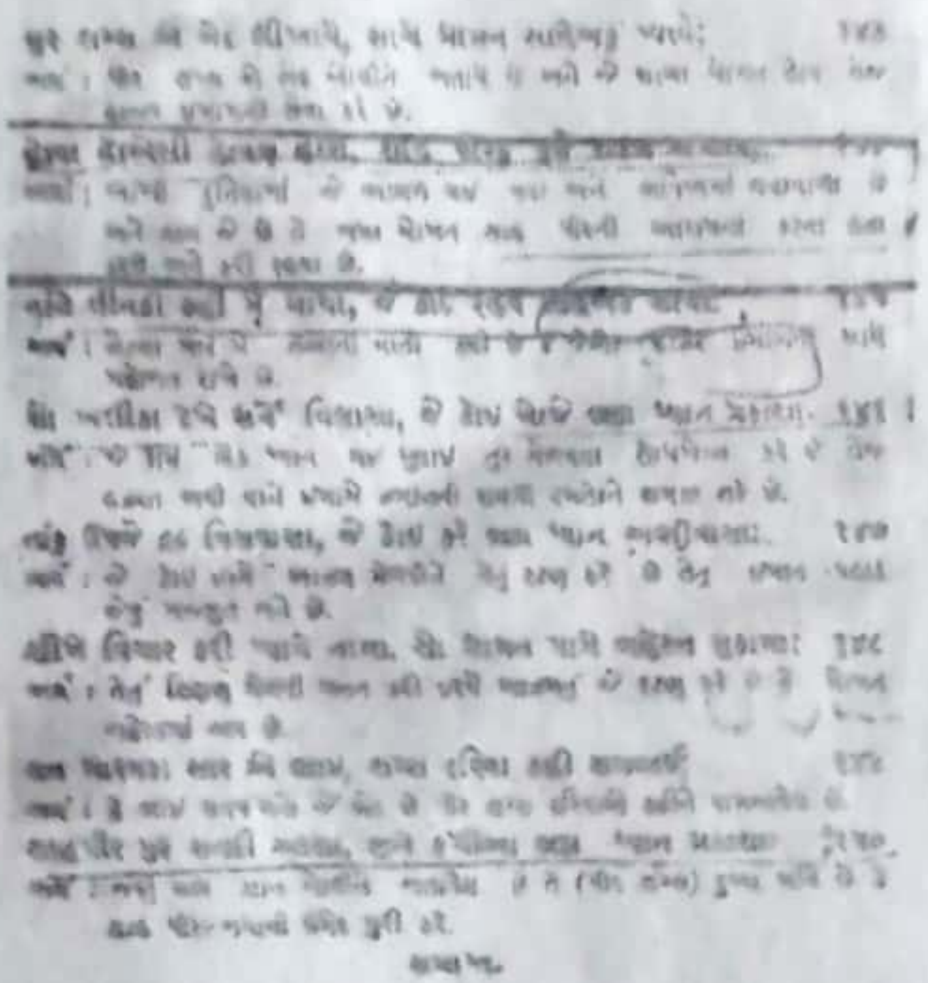

دو کروڑ مسلمان میری عبادت کرتے ہیں:

میں براہ راست سیدنا محمدﷺ کی نسل سے تعلق رکھتا ہوں اور دو کروڑ مسلمانوں کی کثیر تعداد مجھ پر ایمان رکھتی ہے' مجھے اپنا روحانی پیشوا مانتی ہے' مجھے خراج ادا کرتی اور میری عبادت کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہ میری رگوں میں محمدﷺ کا خون ہے۔ (آغا خان سوئم)

حوالہ: ایور لیونگ گائیڈ (Ever Living Guide)
از: قاسم علی ایم' جے
شائع کردہ: اسماعیلیہ ایسوسی ایشن' پاکستان کراچی

— I am a direct descendant of Prophet Mohammad and a large number of the Mohammedan Faith today numbering about 20 millions acknowledge me as their spiritual head. They pay me tribute and worship me who has the blood of their Prophet in my veins.

—AGA KHAN

آغا خانی (اسماعیلی) تعلیمات میں سوائے کفر والحاد اور شرک کے کچھ نہیں اور اسی کی تعلیم وہ ساری پاکستانی قوم کو دینا چاہتے ہیں

ہمارا علی خالق مطلق ہے

علی کو اللہ کہہ کر اس کا سہارا حاصل کرو:
جو لوگ علی کو دل سے اللہ مانیں گے ان کی آل اولاد میں اضافہ ہوگا اور وہ فلاح پائیں گے' اسی وجہ سے نر علی کی اطاعت وعبادت کرنا۔ اسی نر جی کو دشون (دسواں حصہ) اگر آپ نر علی کو دشون دیتے رہیں گے تو آپ کی آل واولاد اور مال میں برکت ہوگی اور وہ یعنی علی آپ کا ایمان سلامت رکھے گا۔ اس لئے کہ ہمارا یہ نر علی (پوری کائنات کا) خالق مطلق ہے۔

حوالہ: گینان مومن چیتامنی...... از: سید امام شاہ
مقدس گینانوں کا مجموعہ صفحہ نمبر 113
شائع کردہ: اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند' بمبئی

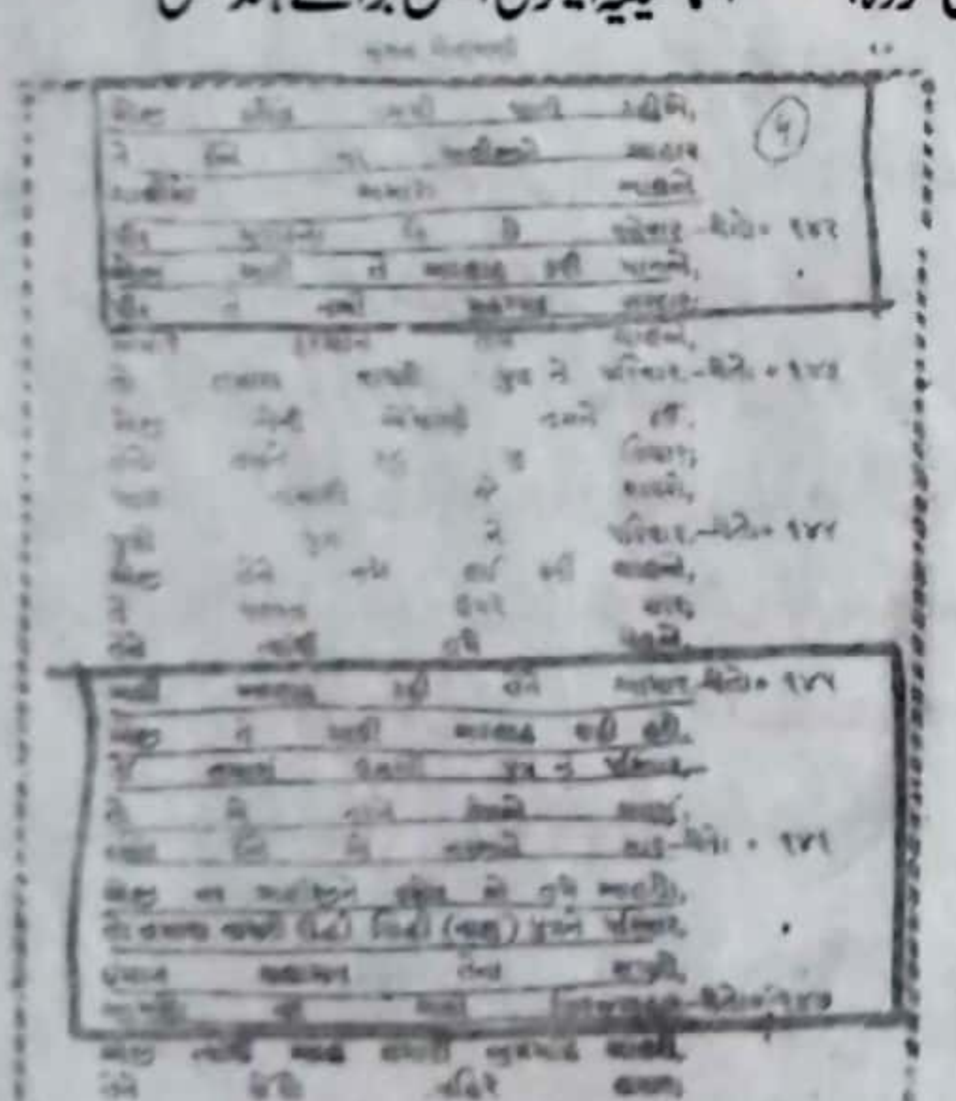

علی' خالق وشنو اور نبی محمد ﷺ برھما جی کا اوتار ہیں: (نعوذ باللہ من ذلک)

جو کوئی بھی یقین سے اس کے اللہ کو علی کہتے ہیں اور جو اللہ کو علی ہی مانتے ہیں۔ حضرت علی نے حضرت محمدﷺ کا پیر کی حیثیت سے تقرر کیا وہ یعنی علی اور محمدﷺ دونوں ایک ہیں۔ لوگ ان کو الگ

حدیث بھی وحی الٰہی ہے

انکار حدیث کے مسئلہ پر ایک رہنما سلسلہ

قسط نمبر 2

تحریر و تحقیق: اعجاز احمد تنویر

تیسرا سوال:

بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم قرآن مجید میں کس جگہ ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (البقرۃ=۲:۱۴۳)

''ہم نے اسی طرح تمھیں امت وسط (بہترین امت) بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں۔ جس قبلہ کی طرف آپ پہلے چہرہ کرکے نماز پڑھتے تھے' اس کو ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا پیروکار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے گو یہ (اتباع رسول ﷺ والا) کام مشکل ہے مگر جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے (ان پر بالکل مشکل نہیں ہے) اللہ تعالیٰ تمھارے ایمان ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے ۝''

وضاحت:

آیت مذکورہ بالا میں اللہ رب العزت نے دو اہم باتوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ پہلی بات یہ سمجھائی کہ ہم نے تم کو امت وسط (امت معتدل یا بہترین امت) بنایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی وجہ بھی واضح کر دی کہ تم لوگوں پر گواہ بن سکو اور رسول تم پر گواہی دے سکیں۔ دوسری بات یہ سمجھائی کہ بیت اللہ شریف یعنی کعبۃ اللہ کی طرف چہرہ کرکے نماز پڑھنے کے حکم سے پہلے بیت المقدس کی طرف چہرہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہم نے ہی تمھیں دیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی وجہ بھی واضح کر دی گئی کہ ہم یہ چیک کرنا چاہتے تھے کہ کون ہے جو تحویل قبلہ کے اس حکم کے نازل ہونے کے بعد اپنی خواہش اور آبائی روایات کی پیروی چھوڑ کر ہمارے بھیجے ہوئے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اور کون ہے جو اتباع سنت رسول اختیار نہ کرتے ہوئے کفر و ارتداد والی روش اپنا کر اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے۔

امت وسط کا مطلب:

مذکورہ آیت کے پہلے حصے پر اگر غور فرمائیں تو فقط آیت کے الفاظ میں بہت زیادہ تشنگی پائی جاتی ہے۔ مثلاً ہم نے آپ کو امت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں'' مذکورہ فرمان میں ''لوگوں'' سے کون سے لوگ مراد ہیں۔ لیکن جب ہم اس بات کی تفسیر و تشریح کے لیے حدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معاملہ صاف اور واضح ہو جاتا ہے اور بات پوری طرح سمجھ آ جاتی ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَجِيْءُ نُوْحٌ وَ اُمَّتُهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: هَلْ بَلَّغْتَ ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ ، فَيَقُوْلُ لِأُمَّتِهٖ: هَلْ بَلَّغَكُمْ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا مَا جَآءَ نَا مِنْ نَبِيٍّ۔ فَيَقُوْلُ لِنُوْحٍ: مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ وَ اُمَّتُهٗ فَنَشْهَدُ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَ هُوَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ﴾ وَ هُوَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرۃ:۱۴۳) وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ))

''قیامت کے دن جناب نوح علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے سوال کریں گے: کہ کیا میرا پیغام آپ نے اپنی امت تک پہنچا دیا تھا؟ جناب نوح علیہ السلام عرض کریں گے جی ہاں! اے میرے پروردگار! میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت کریں گے کہ کیا میرے رسول نوح علیہ السلام نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا؟ قوم نوح کے افراد (صاف جھوٹ اور غلطی بیانی سے کام لیتے ہوئے) جواب دیں گے کہ نہیں! ہمارے پاس تو (تیرا) کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ رب العزت جناب نوح علیہ السلام سے استفسار کریں گے کہ کیا آپ کی طرف سے آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ جناب نوح علیہ السلام عرض کریں گے: جی! میری طرف سے محمد ﷺ اور ان کی امت گواہی دے گی۔ چنانچہ اس وقت ہم اس بات کی گواہی دیں گے کہ اول الرسل اور آدم ثانی جناب نوح علیہ السلام نے پیغام الٰہی اپنی امت تک پہنچا دیا تھا۔ یہی مفہوم اور مطلب ہے اللہ جل ذکرہ کے اس فرمان کا'' وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا...... ﴾ (یعنی ہم نے تم کو درمیانی منصف اور بہترین امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہی دے سکو اور محمد رسول ﷺ تم پر گواہی دے سکیں) الوسط کے معنی العدل کے ہیں یعنی معتدل اور منصف مزاج۔''

(صحیح البخاری= کتاب احادیث الانبیاء: باب قول اللہ عزوجل ﴿وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ...... ﴾ (ھود=۱۱:۲۵)۔ الحدیث: ۳۳۳۹)

مسند احمد (۳/۳۲) میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان الفاظ کا اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَتُدْعَوْنَ فَتَشْهَدُوْنَ لَهٗ بِالْبَلَاغِ ثُمَّ أَشْهَدُ عَلَيْكُمْ))

''تم کو گواہی کے لیے بلایا جائے گا تو تم نوح علیہ السلام کے بارے میں پیغام الٰہی پہنچانے کی گواہی دو گے جب کہ میں تمھاری گواہی دوں گا (کہ واقعتاً یہ درست ہی کہہ رہے ہیں) (یاد رہے کہ مذکورہ حدیث میں سوال و جواب والی مکمل کارروائی محض اتمام حجت کے طور پر ہوگی، ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز سے باخبر و آگاہ ہے)

مذکورہ بالا حدیث رسول ﷺ سے یہ ساری بات واضح ہو جاتی ہے کہ ''الناس'' سے کون سے لوگ مراد ہیں اور '' اُمَّةً وَّسَطًا'' کا اصل مفہوم و معنی کیا ہے؟ آیت کے اس حصہ کے بارے گزشتہ گزارشات سرِ راہ زیر بحث آ گئیں جب کہ ہمارے مضمون اور اصل گفتگو کے لیے محل استدلال آیت کا دوسرا حصہ ہے، جس میں تبدیلیٔ قبلہ کا بیان ہے۔

تحویل قبلہ اور اس کا حکمت بالغہ:

سورۃ البقرہ کی آیت: ۱۴۳ کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ ﴾

''جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے' اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول ﷺ کا (سچا) تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟ گو یہ کام دشوار ہے، مگر جنھیں اللہ رب العزت نے ہدایت دی ہے (ان کے لیے ہرگز دشوار نہیں ہے) اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال ضائع نہیں کرے گا (بلکہ) اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۝''

آیت مذکورہ کے اس دوسرے حصہ سے علم وعمل کی درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمانِ عالی شان میں یہ فرمایا ہے کہ آپ جس قبلہ پر پہلے سے کاربند چلے آرہے ہیں' اس کو قبلہ ہم نے ہی مقرر کیا تھا۔ اس قبلہ سے کونسا قبلہ مراد ہے؟ احادیث میں اس قبلہ کے نام کی وضاحت موجود ہے کہ اس قبلہ سے مراد ''بیت المقدس'' ہے۔ سیدنا براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں:

'' صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ

''ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ (۱۶) مہینے...... یا سترہ (۱۷) مہینے تک بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی طرف چہرہ کرکے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس قبلہ (کی سمت) کو پھیر دیا اور ہمارا قبلہ بیت اللہ (یعنی مسجد حرام) کو متعین کردیا۔''

[صحیح البخاری = کتاب التفسیر/ تفسیر سورۃ البقرۃ: باب ﴿ وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا ﴾ الحدیث: ۴۴۹۲ و صحیح مسلم = کتاب المساجد وَ مَوَاضِعِ الصَّلٰوۃِ: باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة، الحديث: ۵۲۵]

۲۔ منافقین اور یہود مدینہ ہر وقت اس اک میں رہتے تھے کہ مسلمانوں کو زک پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ آئے تو ہم اس سے خوب خوب فائدہ اٹھائیں۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ تحویل قبلہ کو بھی یہود مدینہ اور منافقین مدینہ نے خوب کیش کیا۔ رسول اکرم ﷺ جب مکہ سے مدینہ کی طرف تشریف لے گئے تو سولہ ماہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف اپنا چہرہ انور کرکے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ جب کہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ بیت اللہ کی طرف رخ کرکے ہی نماز ادا کی جائے جو کہ ''قبلہ ابراہیمی'' ہے۔ اس کے لیے آپ دعا بھی فرماتے اور بار بار آسمان کی طرف نگاہ بھی اٹھاتے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے تبدیلی قبلہ کا حکم نازل فرمادیا۔ جس پر یہود مدینہ اور منافقین مدینہ نے خوب شور مچایا کہ یہ دین کیسا دین ہے؟ یہ نبی کیسا نبی ہے؟ کبھی کوئی قبلہ تو کبھی کوئی قبلہ؟ اس دین اور نبی کا کیا اعتبار ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے جو پہلے قبلہ بیت المقدس مقرر کیا تھا' اس کا مطلب ہی یہ تھا کہ ہم دیکھیں کون میرے رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی ضد اور انانیت کا شکار ہوتا ہے؟

۳۔ نماز ایک عبادت ہے۔ عبادت کرتے وقت عابد تو پابند ہوتا ہے جس طرح اس کو عبادت کرنے کا معبود کی طرف سے حکم دیا جائے' وہ اسی طرح عبادت کرتا ہے۔ جس جس وقت اس کو عبادت کا حکم دیا جائے' وہ اسی اسی وقت عبادت کے اعمال بجالاتا ہے اور جس سمت اور جہت کی طرف عبادت کرنے کا حکم ہو' وہ سر تسلیم خم کرتا ہوا' اسی سمت اور جہت کو اختیار کرلیتا ہے۔ کیونکہ عبادت خالق کائنات، مالک حقیقی اور شہنشاہ کون ومکان اللہ رب العزت کی بات ماننے ہی کا نام ہے۔ لہٰذا جس طرف پھرنے کا حکم ملا تھا اسی طرح پھر جانا ضروری تھا۔ گویا اہم چیز اطاعت وفرمانبرداری ہے نہ کہ جہت وسمت۔ علاوہ ازیں جس اللہ کی عبادت کرنا مقصود ہے۔ مغرب ومشرق، شمال وجنوب سب اسی کی قائم کی ہوئی جہتیں ہیں۔ اس لیے جہتوں کی کوئی اہمیت (Importance) نہیں۔ ہر جہت میں اللہ کی عبادت ہوسکتی ہے۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اس جہت کو اختیار کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تحویل قبلہ کا یہ حکم نماز عصر سے کچھ ہی پہلے آیا اور اس کے بعد جب نماز عصر کا وقت ہوا تو سب سے پہلی نماز ''نماز عصر'' خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے پڑھی گئی۔

۴۔ تحویل قبلہ کے حوالے سے یہ بات بہر حال پیش نظر رہے کہ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم عارضی اور وقتی تھا۔ تمام امم سابقہ اور امت مسلمہ کے لیے مستقل قبلہ خانہ کعبہ ہی تھا۔ ابو البشر جناب آدم علیہ السلام نے جب اسے بار اوّل تعمیر کیا تھا تو بھی یہی قبلہ تھا۔ امام الحنفاء جد الانبیاء' جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب اس کی تعمیر نو کی تھی تو بھی یہی قبلہ تھا مگر جب سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ''ہیکل سلیمانی'' تعمیر کیا تو تابوت سکینت چونکہ صخرہ پر پڑا رہتا تھا۔ (یہ وہ تابوت سکینت ہے جس کا تذکرہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر: ۲۴۸ میں موجود ہے اور صخرہ' بیت المقدس کے قریب ہی ایک مقدس جگہ کا نام ہے) لہٰذا بنی اسرائیل بیت المقدس کی طرف چہرہ کرکے نماز ادا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ انھوں نے اسے ہی مستقل قبلہ بنالیا چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی گرفت اور وعید نازل نہ فرمائی جس کی بناء پر اس کو شرعاً بھی درست سمجھا گیا مگر یہ قبلہ صرف بنی اسرائیل کا ہی قبلہ تھا۔ یہاں تک کہ مشرکین مکہ نے بھی بیت المقدس کو اپنا قبلہ تسلیم نہیں کیا تھا' وہ کعبہ کی طرف رخ کرکے ہی عبادت کرتے تھے۔

چونکہ مشرکین مکہ کی بجائے رسول اکرم ﷺ اہل کتاب کو بہتر سمجھتے تھے' یہی وجہ تھی کہ رومیوں اور ایرانیوں کی لڑائی کے وقت رسول اللہ ﷺ کے جذبات' اہل کتاب ہونے کی وجہ سے رومیوں کے حق میں تھے۔ لہٰذا جب تک مکہ میں تھے' اس وقت تک تو دونوں رکنوں (رکن یمانی اور رکن شامی) کے درمیان کھڑے ہوکر آپ نماز ادا کرتے تو آپ ﷺ کا چہرہ انور بیک وقت بیت اللہ کی طرف بھی ہوجاتا اور بیت المقدس کی طرف بھی ہوجاتا مگر مدینہ ہجرت کرجانے کے باعث دونوں طرف رخ کرنا ممکن نہ تھا کیونکہ مدینہ میں رہتے ہوئے دونوں قبلے متضاد سمتوں میں پڑتے تھے۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے اہل کتاب کی طرف اپنے میلان کی بناء پر کعبہ کی بجائے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا شروع کردیا تاکہ مشرکین مکہ سے امتیاز ہوسکے مگر دلی خواہش اور اصلی تمنا یہی تھی کہ کعبۃ اللہ ہی ہمارا قبلہ قرار پائے۔ تقریباً سولہ یا سترہ ماہ بعد اس تمنائے مصطفیٰ کو اللہ رب العالمین کی طرف سے عملی جامہ پہنا دیا گیا۔

۵۔ بیت المقدس کو عارضی قبلہ کیوں بنایا گیا؟ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ کسی قوم کے قبلہ کو تسلیم کرلینا دراصل اس قوم کی قیادت، سیادت اور امامت کو تسلیم کرلینے کے مترادف ہوتا ہے۔ لہٰذا پیغمبر اسلام، سید دو عالم جناب محمد رسول ﷺ نے ابتدائی دور میں بیت المقدس کو قبلہ بنایا تو اس کی ایک وجہ تو کفر وشرک کی بناء پر مشرکین مکہ کی مخالفت کرنا پیش نظر تھا۔ دوسری وجہ وہ تھی جس کی اللہ تعالیٰ نے بھی وضاحت فرمائی ہے کہ اس سے خارستان کفر کو خیر باد کہہ کر گلستان اسلام میں نئے نئے وارد ہونے والے مسلمانوں کا امتحان بھی مقصود تھا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ۝ ﴾
(البقرۃ ۲:۱۴۳) ۔

''آپ کے لیے بیت المقدس کو قبلہ محض اس لیے بنایا تھا) تاکہ ہم جان لیں کہ کون ہے جو رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔''

وہ امتحان یہی تھا کہ ہر قوم اپنے مذہبی اور دینی شعائر سے انتہائی درجہ کی محبت رکھتی ہے۔ مکہ میں اسلام لانے والے اکثر وبیشتر چونکہ مشرکین مکہ میں سے ہی ہوتے تھے' اس لیے فی الحقیقت ان کا اس بات میں بڑا کڑا امتحان تھا کہ وہ اسلام لانے کے بعد کس قدر امتثالِ امرِ الٰہی اور اتباع سنت رسول ﷺ کا فراخدلانہ مظاہرہ کرتے ہیں۔ اپنے آبائی قبلہ بیت اللہ کو چھوڑ کر بیت المقدس کو اپنا قبلہ بناتے ہیں یا پھر اسی آبائی قبلہ پر اڑے رہتے ہیں؟

اب اگلا سوال یہ ہے کہ دوبارہ بیت اللہ کو ہی مستقل طور پر قبلہ قرار دینے میں اور رسول اللہ ﷺ کے بار بار آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے میں کون سی حکمت بالغہ پنہاں تھی؟ ہجرت کے بعد جب آپؐ مدینہ پہنچے تو صورت حال اب بالکل ہی بدل چکی تھی۔ مسلمانوں کی ایک آزاد چھوٹی سی اسلامی ریاست معرض وجود میں آچکی تھی۔ اب بیت المقدس کو قبلہ بنائے رکھنا گویا ذہنی طور پر یہود کی قیادت وسیادت کو قبول کرلینے کے مترادف تھا۔ لہٰذا اب آپ ﷺ یہ چاہتے تھے اور اسی لیے بار بار بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے تھے کہ تمام امم سابقہ کے قبلہ ''خانہ کعبہ'' کو ہی امت مسلمہ اور ملت اسلامیہ کے لیے مستقل قبلہ قرار دے دیا جائے۔

۶۔ دیگر مواقع اور معاملات کی طرح واقعہ تحویل قبلہ میں بھی صحابہ کرام ؓ نے سنت رسول اور حدیث رسول کی اتباع کا کمال

باقی صفحہ نمبر 53 پر

بقیہ: ہونہار طلباء سے انٹرویو

ادارہ: الدعوۃ ماڈل سکول گلبرگ کالونی فیصل آباد

1- بہت خوشی ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔

2- میں سمجھتا ہوں میری کامیابی میں سب سے زیادہ کردار میرے اساتذہ کا ہے۔

3- دو تین گھنٹے روزانہ پڑھتا تھا۔

4- عمر فاروق صاحب سے زیادہ متاثر ہوں۔

5- دینی اور عصری تعلیم ایک ساتھ ہونے کی وجہ سے۔

حافظ احسان اللہ

پہلی پوزیشن

حاصل کردہ نمبر: 603/800

ادارہ: الدعوۃ ماڈل سکول سیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

1- مجھے اتنا ضرور علم تھا کہ میرے 600 سے زائد نمبر آئیں گے اس امید کو اللہ نے پورا کر دیا اور جب مجھے خبر ملی تو بہت خوشی ہوئی۔

2- کامیابی میں میرا بھی حصہ ہے کیونکہ اساتذہ نے جو محنت ہمیں کروائی' اس پر ہم نے عمل کیا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

3- سکول سے واپسی پر کھانا وغیرہ کھا کر پڑھنا شروع کر دیتا ہوں' کچھ وقت فارغ رہتا ہوں۔ پھر ہوم ورک کرتا ہوں۔ اگر ہوم ورک مکمل نہ ہو تو فجر کے بعد کرتا ہوں۔

4- سر عدیل سے متاثر ہوں کیونکہ ان کے پاس مشکل مضامین تھے مگر انھوں نے اپنی طرف سے بھرپور محنت کروائی' وہ نوٹس بنا کر ہماری رہنمائی کرتے تھے۔

5- میں نے الدعوۃ ماڈل سکول کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ یہ ایک دینی و عصری تعلیم دینے والا ادارہ ہے۔ میں نے اس اسکول کی پڑھائی کے بارے میں بھی سن رکھا تھا کہ اس کی پڑھائی اچھی ہے۔

محمد الیاس

پوزیشن: تیسری پوزیشن

حاصل کردہ نمبر: 501/800

ادارہ: الدعوۃ ماڈل سکول بھوئے آصل چوکی

1- مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ نے میری محنت کے مطابق مجھے اعزاز بخشا۔

2- میری کامیابی میں میرے اساتذہ اور والدین کی راہنمائی اور توجہ کا حصہ غالب ہے۔

3- میں سکول کے علاوہ روزانہ 5 گھنٹے پڑھائی کو دیتا تھا۔

4- میں اپنے اسکول میں سب سے زیادہ متاثر اپنے کلاس انچارج غلام مرتضیٰ صاحب سے ہوں۔

5- الدعوۃ سکول کے اساتذہ محنت اور توجہ سے پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں دینی و عصری تعلیم ایک ساتھ دی جاتی ہے۔ اس لئے میں نے الدعوۃ سکول کا انتخاب کیا۔

بقیہ: انکار حدیث

مظاہرہ کیا۔ سنت رسول اور حدیث رسول ﷺ کی پیروی کے وہ عملی نمونے پیش کیے کہ جو کسی بھی نبی اور رسول کے ماننے والے اس نیلے آسمان کے نیچے اور خاکی زمین کے اوپر پیش نہ کر سکے۔ جو شخص بھی وادئ کفر کو چھوڑ کر چمن اسلام میں داخل ہوتا جاتا تھا رسول اللہ ﷺ کی سنت فعلی اور حدیث قولی پر عمل پیرا ہوتا جاتا تھا اور بیت المقدس کی طرف اپنا رخ کر کے نماز پڑھنے لگ جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اتباع حدیث و سنت کے حوالے سے ایسی تربیت ہو چکی تھی کہ جب بیت المقدس سے رخ پھیر کر بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم جناب جبریل علیہ السلام لے کر تشریف لائے تو اس وقت بھی کسی نے چوں و چرا کیے بغیر فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔

صحیح البخاری میں دو واقعات تو ایسے ملتے ہیں کہ حالتِ نماز میں ہی جب انھیں یہ پتہ چل گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اب مسجد حرام کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی اور اللہ کی طرف سے بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر دیا گیا تو انھوں نے حالت نماز میں ہی اپنے رخ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف منتقل کر لئے۔

پہلا واقعہ:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ أَوَّلُ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ ...... أَوْ قَالَ : أَخْوَالِهِ ...... مِنَ الْأَنْصَارِ ـ وَ أَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ـ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ ـ وَ أَنَّهُ صَلَّى ...... أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا ...... صَلٰوةَ الْعَصْرِ ـ وَ صَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَ هُمْ رَاكِعُونَ ـ فَقَالَ : أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ))

"نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے ننھیال کے ہاں ٹھہرے جو کہ انصار مدینہ تھے۔ (آپ کی والدہ کا تعلق مدینۃ الرسول سے تھا) وہاں آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ ہو۔ جب بیت اللہ کی طرف چہرہ (کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا) سب سے پہلی نماز جو آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف چہرہ کر کے ادا فرمائی' وہ نماز عصر تھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ دیگر لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے بھی نماز پڑھی۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک صحابی (نماز پڑھ کر) وہاں سے چلا اور اس کا ایک مسجد (مسجد بنی حارثہ) کی طرف سے گزر ہوا تو اس وقت وہاں کے نمازی حالت رکوع میں تھے۔ وہ شخص جس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز عصر ادا فرمائی تھی (جس کا نام عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھا) وہ آواز بلند کہنے لگا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ (یہ سن کر) وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔"

- صحیح البخاری = کتاب الایمان: باب الصلاۃ من الایمان ، الحدیث: ۴۰، صحیح مسلم = کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ: باب تحویل القبلۃ من القدس الی الکعبۃ، الحدیث: ۵۲۵)

بقیہ: مدرسہ تعلیم

جو کہ پھر مقامی انتظامیہ' حکومتی اداروں' NGO,s' ذرائع ابلاغ' کاروباری انتظامیہ اور مالیاتی اداروں میں اپنے ہم منصبوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ تاہم موجودہ حالات میں اس پروگرام کا مرکز مشرقی یورپ ہے اور مرکزی ایشیا کی اہمیت کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ موجودہ بحران میں NGO,s اور دوسرے اداروں کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ غور و فکر کریں کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کون سی متعلقہ مثبت کاوشوں کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں۔

نتائج:

دینی مدارس' اسلامی علوم حاصل کرنے کے اعلیٰ روایتی درسگاہیں ہیں۔ تاہم پاکستان میں پچھلے دو عشروں میں ان کا کردار بدل چکا ہے۔ ان کی توجہ کا مرکز اب مستقبل کے لئے اسلامی علماء اور راہنما پیدا کرنا نہیں رہا جبکہ ان کا تعلیمی نظام قوم اور ملک کے لئے نقصان دہ ہے۔

یہ مدرسے سال بھر کے لئے جنگجو طلباء کی کھیپ تیار کرتے ہیں جو کہ دہشت گردوں کے ہاتھوں آلۂ کار بنتے ہیں اور دوسری طرف ان سکولوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پاکستان جیسے ملک اور قوم کے مستقبل کو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے پستی کی طرف لے جا رہی ہے۔ اب جیسا کہ امریکی کانگرس افغانستان میں حربی نقطہ نظر سے نیا "مارشل پلان" تشکیل دینے کے لئے غور و فکر کر رہی ہے تو اسے ہمارے دشمن کے پیچھے چھپے نئے محرکات کو نظر انداز نہیں کرنا ہوگا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مغرب کو دی گئی امداد اور پھر سرد جنگ کے بعد مشرقی یورپ کی مدد کو ملحوظ رکھتے ہوئے متوازی لکیر کھینچنی ہوگی۔ دوسری جنگوں کی طرح دہشت گردی کے خلاف جنگ بھی نظریاتی اور قوت ارادی کی جنگ ہے۔

ثقافتی تشدد جس کا آج ہمیں سامنا ہے' اسے ختم کرنے کا واحد حل ان اداروں (مدرسوں۔ الدعوۃ) کو کمزور یا ختم کرنا ہوگا جو انہیں سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ دہشت گرد گروپوں کو دہشت گرد مدرسوں کی ضرورت ہے۔ نہایت نزاکت اور غیر محسوس طریقے سے ان دہشت گردی کے مدرسوں سے اٹھنے والے خطرے تک رسائی کرنی ہوگی۔ خطہ میں NGO,s اور امریکی امدادی پروگرام کے باہمی اشتراک سے پاکستانی حکومت کو تعلیمی نظام کی اصلاح اور تجدید کیلئے راغب کرنا ہوگا۔ کامیابی کیلئے اعتدال پسندی (Moderation) کی طرف راغب کرنا اور ساتھ ہی پاکستانی عوام کی دیرپا خواہش اور آرزو کی حمایت بھی کرنا ہوگی۔ (کیسی منافقت ہے۔ الدعوۃ)

(تجزیہ رپورٹ نمبر 14۔ نومبر 2001، P.W.Singer)

مجلہ الدعوۃ کا نیا سلسلہ

الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کے زیر اہتمام آئیے قرآن سیکھیں

یونٹ نمبر 1

فہم قرآن سبق نمبر 1

ص ش ر أ غ

معلم: اخلاق احمد خلیق۔ بھیڈیاں کلاں قصور

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر)

اور بلاشبہ ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے نہایت آسان بنایا ہے تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔"

قرآن مجید پارہ 27 سورۃ القمر میں اللہ تعالیٰ نے چار مرتبہ یہی الفاظ دہرائے کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے جو اس پر غور وفکر کرتے ہیں اور نصیحت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن مجید دنیا کے اندر واحد کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کے حافظ سب سے زیادہ ہیں بلکہ دنیا کی واحد کتاب ہے جس کو حرف بحرف یاد کیا جاتا ہے۔ کوئی سیکنڈ ایسا نہیں گزرتا جس کے اندر اس کتاب کو دنیا کے کسی نہ کسی کونے میں پڑھا نہ جا رہا ہو۔ لہٰذا قرآن حکیم کو مطلب ومعنی سمجھے بغیر پڑھنے والوں کی تعداد ہر زمانے میں کروڑوں تک پہنچی ہے۔ اعلیٰ دنیاوی تعلیم سے بہرہ مند لوگ کسی کتاب کی ایک سطر کو بھی سمجھے بغیر پڑھنا گوارا نہیں کرتے ہیں۔ یہ سارے مظالم قرآن مبین کے ساتھ کیوں؟ قرآن حکیم اپنے الفاظ وکلمات، مفردات، مرکبات، فقرات، زبان وبیان، انداز تخاطب، ترتیب وتدوین، نظام لفظ ومعنی، قواعد صرف ونحو، اسالیب فصاحت وبلاغت، حکمت اور ارشاد میں دنیا کی ہر کتاب سے جدا، ہر تحریر سے منفرد، ہر علمی وادبی شاہکار سے بلند اور ہر نظم ونثر سے بالا ہے۔ یہ الفاظ ربانی کا بے مثال اور نادر شاہکار ہے۔ انسان کے لسانی، بیانی، علمی، ادبی، تحقیقی، شعری اور نثری مجموعوں سے اس کا انداز بالکل مختلف ہے۔

کتاب مبین کو سمجھنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اہل علم کے نزدیک قرآن مجید میں اصل الفاظ دو ہزار (2000) ہیں۔ بار بار آنے کی وجہ سے ان کی تعداد اسی (80000) ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ دو ہزار مادوں میں سے پانچ سو (500) الفاظ ایسے ہیں جو اردو زبان میں متعارف ہیں۔ باقی پندرہ سو الفاظ یاد کرنے کی ضرورت ہے۔ (ترجمۃ القرآن۔ مؤلف مولانا محمد آصف قاسمی)

قرآن مجید کا ایک ایک لفظ، ایک ایک نقطہ اپنی نوعیت میں، کیفیت میں، ہیئت، وسعت اور مفہوم میں انسان کی اعلیٰ سے اعلیٰ تخلیق سے اس قدر بلند وبالا ہے، جس طرح زمین سے آسمان۔ قرآن مجید میں 100 سے زیادہ بار استعمال ہونے والے چند الفاظ

نمبر شمار	الفاظ	تعداد
1	اللہ	2849
2	ارض	461
3	ایۃ	352
4	آل	424
5	ابن	184
6	رب	980
7	شاء	519
8	قال	1622
9	کفر	525
10	کون	1393
11	امن	879
12	اول	424
13	رسول	513
14	عذاب	373
15	قوم	660
16	کتاب	319
17	نفس	298
18	نار	145
19	ناس	341
20	جعل	346
21	بین	523
22	رآی	328
23	عبد	275
24	ظلم	289
25	علم	855
26	عمل	359
27	یوم	475

کل میزان 16711

گویا ان الفاظ کو سمجھ لینے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے اسی ہزار میں سے 16711 کلمات سمجھ لئے گئے ہیں۔

قرآن مجید کے اردو میں استعمال ہونے والے الفاظ مثلاً سورہ فاتحہ میں گرائمر کے علاوہ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ	اَلْعٰلَمِيْنَ	
حمد	اللہ	رب	عالم	
اَلرَّحْمٰنِ	الرَّحِيْمِ	مٰلِكِ	يَوْمِ	الدِّيْنِ
رحمٰن	رحیم	مالک	یوم	دین
اِيَّاكَ	نَعْبُدُ	وَاِيَّاكَ	نَسْتَعِيْنُ	
	عبد		استعانت ومعاونت	
اِهْدِنَا	الصِّرَاطَ	الْمُسْتَقِيْمَ		
	صراط	مستقیم		
صِرَاطَ	الَّذِيْنَ	اَنْعَمْتَ	عَلَيْهِمْ	
صراط		انعام		
غَيْرِ	الْمَغْضُوْبِ	عَلَيْهِمْ	وَلَا	الضَّآلِّيْنَ
غیر	مغضوب			ضال

چند بنیادی اصطلاحات Basic Grammatical Terms

حروف ہجا، تہجی کو پڑھنے کا طریقہ

اردو کے اندر ہم ان کو اور تلفظ کیساتھ پڑھتے ہیں۔ اگر ایسے ہی عربی کے اندر پڑھا جائے تو وہ طریقہ غلط ہے۔

الف۔ بے۔ تے۔ ثے کہنا غلط ہے۔ اصل تلفظ یہ ہے۔

حروف کی شکل	حروف ہجاء	حروف کی شکل	حروف ہجاء
ا۔ء	الف، ہمزہ	ض	ضاد
ب	با	ط	طا
ت	تا	ظ	ظا
ث	ثا	ع	عین
ج	جیم	غ	غین

ح	حا	ف	فا
خ	خا	ق	قاف (موٹا)
د	دال	ك	کاف (باریک)
ذ	ذال	ل	لام
ر	را	م	میم
ز	زا	ن	نون
س	سین	و	واؤ
ش	شین	ہ	ھا
ص	صاد	ی	یا

حرکات: پیش ـُ زبر ـَ زیر ـِ میں سے ہر ایک کو حرکت کہتے ہیں ☆ عربی میں پیش کو ضمہ کہتے ہیں جس لفظ پر ہو اُسے مضموم کہتے ہیں۔

☆ زبر کو فتحہ اور جس لفظ پر ہو اُسے مفتوح کہتے ہیں۔

☆ زیر کو کسرہ اور جس لفظ پر ہو اسے مکسور کہتے ہیں۔

☆ ـْ اس علامت کو جزم/سکون کہتے ہیں۔ جس پر ہو اُسے ساکن کہتے ہیں

☆ ـّ اس علامت کو شد/تشدید کہتے ہیں؛ جس پر ہو اُسے مشدّد کہتے ہیں۔

☆ تنوین: ـٌ (نون کی آواز پیدا کرنا) ڈبل یعنی دو زبر ـً دو زیر ـٍ، دو پیش ـٌ کو تنوین کہتے ہیں جس لفظ پر ہو اسے منون کہتے ہیں۔

مثالیں: ۱۔ أُنْزِلَ أُ مضموم نْ ساکن زِ مکسور اور لَ مفتوح ہے۔

۲۔ اَلرَّحْمٰنُ رّ مشدّد اور حْ ساکن ہے

ساجِدٌ عابداً ناصِرٍ ان تینوں پر تنوین ہے۔

الف اور ہمزہ میں فرق

اردو میں الف اور ہمزہ میں کوئی فرق نہیں لیکن عربی میں ان دونوں میں بڑا واضح فرق ہے۔

1۔ الف: الف ہمیشہ خالی ہوتا ہے۔ اس پر کوئی بوجھ یعنی حرکت، شدّ جزم وغیرہ نہیں ہوتی۔ قال اور مال میں الف ہے۔

2۔ ہمزہ: جس الف پر کوئی بوجھ (حرکت، شد، جزم) آجائے تو اس کو ہمزہ کہتے ہیں۔ اس کی دو اقسام ہیں۔ اصلی اور حقیقی ہمزہ جس طرح شیئٌ میں ہمزہ اس کو آسانی سے پہچان سکتے ہیں۔ الف کی شکل کا ہمزہ جیسے إِهْدِ أَمَرَ میں ہے اور اگر ہمزہ ساکن ہو تو اس کو جھٹکے کے ساتھ پڑھا جاتا ہے بَأْسٌ رَأْسٌ وغیرہ

عربی گرائمر

لفظ (Word) کا معنی "پھینکنا" ہے ہماری زبان جو آواز باہر پھینکتی ہے اس کو لفظ کہتے ہیں، لفظ کی دو اقسام ہیں۔

لفظ

کلمہ — مہمل

(بامعنی لفظ) (بے معنی لفظ)

روٹی — شوٹی

چائے — وائے

بوٹی — شوٹی

بچے جتنی بھی آوازیں نکالتا ہے وہ مہمل ہیں۔

مہمل: کوئی بھی زبان مہمل الفاظ پر اپنا وقت صرف نہیں کرتی۔ قرآن مجید میں گمان کی حد تک بھی کوئی لفظ مہمل نہیں ہے۔

کلمہ: بامعنی لفظ کو کلمہ کہتے ہیں۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

کلمہ

اسم — فعل — حرف

1۔ اسم: (Noun) ایسا لفظ جو کسی چیز، شخص، حیوان اور جگہ کے نام یا اس کی صفت (اچھائی یا برائی) کو ظاہر کرے۔

مثلاً بَقَرَةٌ (گائے) فَهْدٌ (نام) غَفُورٌ (بخشنے والا) اَلْفَاسِقُ (نافرمان) شَمْسٌ (سورج) اَلْقَمَرُ (چاند) بَابٌ (دروازہ) طِفْلٌ (بچہ) نَجْمٌ (ستارہ) مَاءٌ (پانی) اَلرَّسُوْلُ (رسول) اَلْكِتَابُ (کتاب) اَلْقَلَمُ (قلم) اَلْعِلْمُ (علم)

2۔ فعل (Verb) ایسا لفظ جس سے کسی کام کے کرنے یا ہونے کا پتہ چلے اور اس کا تعلق کسی زمانے ماضی Past حال present یا مستقبل Future سے ہو۔

مثلاً نَعْبُدُ ہم عبادت کرتے ہیں یا کریں گے يَعْبُدُ وہ عبادت کرتا ہے یا کرے گا جَعَلَ اس نے بنایا۔ خَلَقَ اس نے پیدا کیا۔

3۔ حرف (particle) ایسا لفظ جو اسم ہو نہ فعل بلکہ ان کو ملانے کے لئے استعمال ہو۔

مثلاً مِنْ (سے) فِيْ (میں) إِلٰى (طرف۔ تک) عَلٰى پر یا اوپر

علامات اسم:

1۔ اگر کسی لفظ کے شروع میں "ال" ہو تو وہ لازماً اسم ہوگا۔

2۔ اگر کسی لفظ کے آخر میں تنوین (ـٌ) ہو تو وہ بھی اسم ہوگا۔

3۔ اگر کسی لفظ کے آخر میں گول تاء (ة) آجائے تو وہ بھی اسم ہوگا

(نوٹ) "ال" اور تنوین کبھی ایک لفظ پر اکٹھے نہیں آسکتے جس طرح آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اَلْقَلَمٌ کہنا غلط ہے۔ جس طرح The A Pen کہنا غلط ہے۔

اسم کی اقسام

تعریف کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہیں۔

اسم

ذات — صفت

اسم ذات: ایسا لفظ جو کسی فرد، جگہ یا چیز کے محض نام کو ظاہر کرے۔

مثلاً اَللّٰهُ مُحَمَّدٌ اَلشَّمْسُ (سورج) اَلْقَمَرُ (چاند) اَلْغُرْفَةُ (کمرہ) ظِلٌّ (سایہ) كُرْسِيٌّ (کرسی) بَيْتٌ (گھر) دَارٌ (گھر) قَدَمٌ (قدم) مَرَضٌ (بیماری) كِتَابٌ (کتاب) بَشَرٌ (بشر)

اسم صفت: ایسا لفظ جو کسی کی صفت (خوبی یا خامی) کو ظاہر کرے۔

مثلاً مُسْلِمٌ (فرمانبردار) كَافِرٌ (کافر) اَلْمُؤْمِنُ (ایمان والا) جَاهِلٌ (ناواقف) اَلْجَدِيْدُ (نیا) عَلِيْمٌ (بہت علم والا)۔ شَاعِرٌ شاعری کرنے والا اَلتَّائِبُ توبہ کرنے والا عَابِدٌ عبادت کرنے والا صَابِرَةٌ صبر کرنے والی طَوِيْلٌ لمبا قَدِيْمٌ پرانا۔

مشق

1۔ الف اور ہمزہ میں کیا فرق ہے۔

2۔ کلمہ کی کتنی اقسام ہیں۔ مثالیں دے کر وضاحت کریں۔

3۔ سورۃ الرحمٰن کے پہلے رکوع سے اسماء کو الگ کریں۔

4۔ اسم ذات اور اسم صفت کی مثالیں دے کر وضاحت کریں۔

الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کا اجراء

قارئین کرام آپ کے لئے یہ اعلان باعث مسرت ہوگا کہ اس ماہ سے ہم الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کا اجراء کر رہے ہیں جس کے تحت ہم عربی گرائمر، فہم قرآن، حدیث اور دیگر کورسز کروائیں گے تاکہ دین فہمی کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جا سکے۔ یہ کورسز ہم آپ کو مجلہ الدعوۃ کے ذریعے کروائیں گے اور آپ انہیں گھر بیٹھے کر سکیں گے...... کورس پاس کرنے والوں کو آخر میں سرٹیفکیٹ اور پوزیشن ہولڈرز کو انعامات دیے جائیں گے۔ اس یونیورسٹی کی رکنیت کے لئے آپ سے کوئی فیس وصول نہیں کی جائے گی۔ آپ کو صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ مجلہ الدعوۃ میں ہر بار دی ہوئی مشق کی اصل (Original) کاٹ کر ضرور بھیجیں اور اسے حل کی ہوئی مشق کے ساتھ چسپاں کر دیں۔ حل شدہ مشق پر اپنا نام، ولدیت اور پتہ بھی ضرور لکھیں۔ نیز حل شدہ مشق ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک ملنا ضروری ہے۔ مشقیں بھیجنے والوں کے رول نمبر کا اعلان اگلے مجلہ میں کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ نیز ایک گھر کے زیادہ سے زیادہ کل 3 افراد مشق کی فوٹو کاپی بھی بھیج سکتے ہیں۔

آپ کا خیر اندیش۔ مدیر مجلہ الدعوۃ

حکومتی سرپرستی میں جوا
قوم کو کنگال کرنے کی سکیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ مجلۃ الدعوۃ

لاہور پاکستان

10 شعبان/ رمضان ۱۴۲۵ھ اکتوبر 2004ء

جہادِ کشمیر کو روکنے کے بھارتی خواب چکناچور
فدایانِ کتاب و سنت کے ہاتھوں 101 فوجیوں کی جہنم یاترا

فاعتبروا یا اولی الابصار

ایڈز اور دیگر خوفناک جنسی بیماریوں کے ہاتھوں
99 لاکھ امریکی زندہ لاشیں بن گئے
پے در پے سیلابوں نے بھی کسر پوری کر دی 54 ارب ڈالر کا نقصان... 30 لاکھ بے گھر

عراق
امریکہ برطانیہ کی بے بسی
جہاد روکنے کیلئے بھارت سے مدد لیں گے

"حافظ ابراہیم سلفی شہید"
قاتلوں کا بھرپور تعاقب کریں گے ایکشن کمیٹی کا اعلان

"را" کے ایجنٹوں کی سازشیں ناکام بنائیں گے ان شاء اللہ

باب الدعوۃ

تواضع وفروتنی
مومنوں کی ایک صفت جمیلہ

تواضع وفروتنی......ایک جمیل صفت ہے جسے بہر صورت اللہ کے ہاں اور لوگوں میں قبول اور ہردلعزیزی حاصل ہے۔ مسلمان کو تواضع وفروتنی اپنانا چاہئے لیکن اپنی خودداری کو قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ عمدہ اخلاق کا ایک نمایاں پہلو تواضع ہے۔ تکبراس کے بالکل برعکس بداخلاقی کی مظہر بیماری ہے جس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ تواضع اور تکبر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ تواضع اپنانے والا اللہ کے ہاں بلند درجات پاتا ہے اور تکبر کرنے والا اللہ کے ہاں ذلیل ومقہور ہوتا ہے۔ جو آدمی بکثرت سلام کہتا ہے اللہ اسے تکبر سے پاک کر دیتے ہیں اور جو لوگ دوسروں کو سلام نہیں کہتے ان میں تکبر کا مرض پایا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا'' مانقصت صدقة من مال وما زاد الله عبدا بعفو الا عزا وما تواضع احد لله الا رفعه الله۔(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ)

صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی اور معاف کرنے کی وجہ سے بندے کو اللہ کی طرف سے عزت ملتی ہے اور جو کوئی اللہ کے۔ لئے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو تواضع اختیار کرنے کا حکم دے رہے ہیں دراصل یہ امت کو سبق دیا جا رہا ہے کیونکہ نبی ﷺ میں تواضع کی صفت شروع سے ہی بدرجہ اتم موجود تھی۔ فرمایا: واخفض جناحك لمن اتبعك من المومنين (الشعراء ۲۱۵)

مومنوں میں سے جو لوگ آپ کی اتباع کرتے ہیں ان سے شفقت کا سلوک کیجئے۔

ایک جگہ اور فرمایا:

ولا تمش في الارض مرحا۔ (بنی اسرائیل۔۳۷)

اور زمین پر اکڑ کر مت چلیں۔

اور بخاری میں نبی ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا اس نے بکریاں ضرور چرائی ہیں صحابہ نے پوچھا کیا آپ نے بھی؟ فرمایا'' ہاں! میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔ نبی ﷺ نے صحابہ کی تربیت کے لئے انہیں ترغیب دلانے کی خاطر فرمایا کہ مجھے بکری کا ایک پایہ بھی کھانے کی دعوت دی جائے تو میں دعوت قبول کرلوں گا اور اگر مجھے بکری کا ایک پایہ بھی تحفے کے طور پر دیا جائے تو میں قبول کرلوں گا۔(صحیح بخاری کتاب الھبۃ)

تواضع کی چند عظیم امثلہ: ایک رات عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ہاں ایک مہمان آیا آپ لکھ رہے تھے اچانک چراغ بجھ گیا مہمان نے عرض کیا میں چراغ درست کر دیتا ہوں'' فرمایا مہمان سے خدمت لینا اچھی بات نہیں۔ مہمان نے غلام کو جگانے کی اجازت چاہی فرمایا ابھی ابھی سویا ہے اسے نہ جگائیں۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے خود چراغ میں تیل ڈالا مہمان نے کہا امیر المومنین آپ نے خود ہی یہ کام کر لیا آپ نے فرمایا میں جب اٹھا تھا اس وقت بھی عمر تھا اب جب میں اپنی جگہ پر آ گیا ہوں تب بھی عمر ہی ہوں۔

ایک دفعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے گزر رہے تھے آپ اس وقت مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے آپ کہہ رہے تھے۔'' گورنر کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا ہو تو اسے گزرنے کے لئے راستہ تو دے دیا کرو۔ یہ ایک امیر المومنین کی اور دوسری گورنر کی مثالیں ہیں ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے لئے اپنے آپ کو متواضع رکھا' فروتنی وتواضع اختیار کئے رکھی۔ اگر چاہتے تو غلاموں لونڈیوں کی لائنیں ان کی خدمت کے لئے حاضر رہ سکتی تھیں لیکن محض اللہ سے ڈرتے ہوئے تقویٰ اختیار کرتے ہوئے انہوں نے تواضع اختیار کئے رکھی۔ آج کے گورنرز اور حکمرانوں کی حالت سے موازنہ کریں اور دیکھیں کہ تمام حکومتی وسائل ان کی جان ومال کی حفاظت پر صرف ہوتے ہیں اور ان کی غرور کی حد بیان سے باہر ہے۔ گورنر' صدر تو دور کی بات ہے تحصیلدار' پٹواری' تھانے دار' سپاہی' کلرک' ڈاکٹر الغرض اکثر حکومتی اہلکاران کو آپ بنظر غائر دیکھیں غرور میں مستغرق ہیں۔

نبی ﷺ کی فروتنی کا یہ عالم ہے کہ آپ گدھے پر بھی سواری کر لیتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ آپ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ آپ کی سواری کی بدبو سے ہم پریشان ہو گئے ہیں۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار متکبر شخص تھا۔ اللہ نے ایک دفعہ اس کے تکبر کی سزا فوراً دی کہ اس کا بیٹا عبداللہ تلوار لے کر مدینہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور کہا جب تک محمد ﷺ سے معافی نہیں مانگتا اور وہ تجھے داخل ہونے کی اجازت نہ دے دیں میں تجھے مدینہ میں گھسنے نہیں دوں گا۔

نبی ﷺ گھر کا ہر کام کر لیا کرتے حتیٰ کہ بکری کا دودھ دوہ لیتے' جھاڑو دے لیتے جوتا خود مرمت کر لیتے کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔ خادم کی جگہ خود آٹا پیس لیتے۔ سودا سلف ہاتھ میں اٹھانا یا کپڑے میں باندھ کر لے آنے کو اپنی کسر شان نہ سمجھتے۔ راہ چلتے لوگوں کے بوجھل سامان اٹھا لیتے۔ امیر غریب بڑے چھوٹے ہر ایک سے مصافحہ کر لیتے اور ہر ایک کو سلام کہنے میں پہل فرماتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی تواضع وفروتنی ایسی صفت جمیلہ سے متصف فرمائے۔ آمین

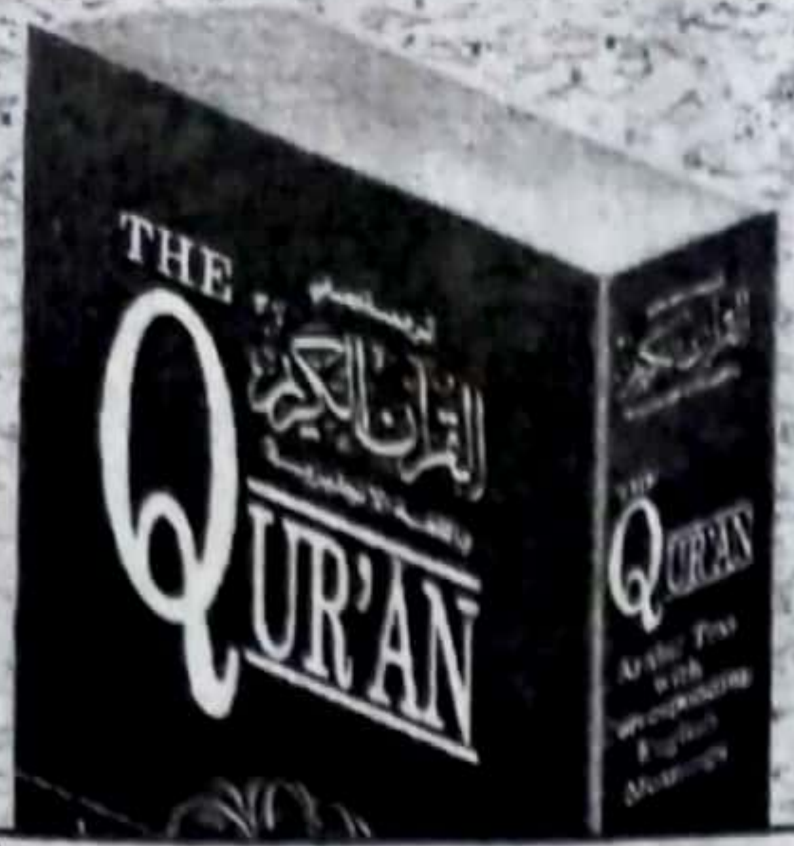

قسط نمبر 64

درس القرآن

الکلام المونس فی تفسیر سورۃ یونس

سورۂ یونس کی تشریح و تفسیر

ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

یہ قرآن ایسی چیز ہے جو نصیحت ہے اور دلوں کے روگ کی شفا ہدایت اور مومنین کے لئے رحمت ہے

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿54﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿55﴾ هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿56﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿57﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿58﴾ (یونس)

اور اگر ہر جان جس نے ظلم (شرک) کیا ہے کے پاس اتنا ہو کہ ساری زمین بھر جائے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے اور جب عذاب کو دیکھیں گے تو پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے۔ اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کے ملک ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت ان میں سے علم ہی نہیں رکھتے۔ وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے۔ وہ اس سے بدر جہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

تفسیر: گزشتہ آیات میں بیان ہوا تھا کہ اللہ کے باغی و نافرمان کفار و مشرکین اور مجرمین و معاندین اس کے عذاب سے ضرور دوچار ہوں گے۔ اس آیت میں قیامت کے دن ان کی حالت و کیفیت اور ان کی بے چارگی و بے بسی اور شرمندگی اور ندامت کا بیان ہے کہ جب قیامت کے دن یہ ظالم و مشرک اللہ کا عذاب ملاحظہ کریں گے تو اس سے بہت ڈریں گے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے حتیٰ کہ اگر ان کے پاس اس وقت دنیا بھر کا خزانہ (سونا' چاندی' ہیرے موتی' جواہرات' تاج و تخت' زمین و باغات وغیرہ) بھی موجود ہو تو وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے یہ نعمتیں دینے سے دریغ نہیں کریں گے لیکن وہاں تو کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہوگا تو دے گا کہاں سے؟ اور اگر بالفرض وہاں زمین بھر کا خزانہ کسی کو میسر آجائے اور وہ دینے کے لئے بھی تیار ہو جائے تو اس سے یہ خزانہ ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا

یعنی اللہ کے عذاب سے کسی طرح بھی چھٹکارا نہیں ہو سکے گا کیونکہ اس کے عذاب سے چھٹکارا صرف اور صرف اعمال صالحہ کے ذریعہ ہوگا اور وہ ان کے پاس نہیں کیونکہ کفر و شرک کی موجودگی میں کوئی عمل قابل قبول ہے ہی نہیں۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہاں جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر زمین بھر سونا دے' گو فدیے میں ہی ہو تو بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے گا یہی لوگ ہیں جن کے لئے تکلیف دینے والا عذاب ہے اور جن کا کوئی مددگار نہیں۔ (آل عمران۔91)

اور فرمایا

اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کم سے کم عذاب والے جہنمی سے فرمائیں گے اگر تیرے پاس دنیا و مافیہا کی دولت موجود ہو تو کیا اسے اپنے فدیہ میں دے دو گے تو وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''میں نے تو تجھ سے دنیا میں اس سے آسان تر بات طلب کی تھی اور کہا تھا کہ اس بات (توحید) پر قائم رہے گا تو میں تجھے جہنم میں داخل نہیں کروں گا مگر تو شرک پر بضد رہا۔

صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ باب الکفار

نیز کفار و مشرکین عذاب کو دیکھ کر اپنے دل میں ندامت و شرمندگی محسوس کریں گے کہ کیوں نہ وہ ایک اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کی اور کتاب و سنت کے مطابق اپنی زندگی گزاری۔ مشرکین اپنی اس ندامت کو اہل ایمان سے چھپائیں گے کہ کہیں وہ ان کی یہ حالت دیکھ کر خوش نہ ہوں کیونکہ کفار و مشرکین نے گمراہی کی راہ جہالت کی بناء پر نہیں بلکہ تکبر و تعصب اور ضد و ہٹ دھرمی کی بناء پر اختیار کی تھی۔

اسی طرح رؤساء و سردار لوگ اپنے اتباع اور پیروکاروں سے شرمندہ ہوں گے کہ ان کو بچانے یا ان کی سفارش کرنے کی بجائے ان کے سامنے خود عذاب میں گرفتار ہو کر ذلت و رسوائی میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موحدین و مشرکین اور ظالمین و مظلومین اور رؤساء اور ان کے پیروکاروں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے اور وہ ذرہ برابر ظلم نہیں کئے جائیں گے کہ ان کو ایسے اعمال کی سزا دی جائے جن کا انہوں نے ارتکاب نہیں کیا یا ان کے جرائم کی سزا ان کو زیادہ دی جائے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (حدیث قدسی) کہ میں قیامت کے دن ہر نیکی کی جزا دس سے لے کر سات سو تک اور بعض نیکیوں کی جزا اس سے بھی زیادہ دوں گا اور بدی کی سزا میں کچھ زیادتی نہ ہوگی بلکہ جرم کے مطابق سزا دی جائے گی اور بعض جرم (اہل ایمان کے) بغیر سزا کے بھی معاف ہو جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الرقاق باب من ھم بحسنۃ او بسیئۃ)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یاد رکھو زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ کی ملک میں ہیں اور اس کی ملک حقیقی ہے اور اس کے ساتھ ان میں کوئی اور مالک نہیں وہ اپنے ملک میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے کسی پر رحم کرے اور سعادت دے (نیک اعمال کی وجہ سے) اور کسی کو عذاب دے شقاوت دے (بداعمالیوں کی وجہ سے) اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم سے قیامت کے دن اور اس میں جزاء و سزا کا وعدہ کر رکھا ہے۔ وہ حق ثابت ہے اس کی مخالفت نہیں ہوگی یہ ہو کر رہے گا لیکن اکثریت اس سے لاعلم اور جاہل ہے۔ اس کے بعد فرمایا ''زندگی و موت کا بھی صرف وہی مالک ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے یعنی ایک دن سب نے اس کے پاس حاضر ہونا ہے اور وہ سب کو ان کے اعمال کے موافق بدلہ دے گا۔

ان آیتوں میں پہلے مضمون کی ہی تقریر و تائید ہے کہ جو ذات دستی زمین و آسمان اور اس میں ہر چیز کی مالک ہے اور اس میں ہر قسم کا تصرف و اختیار رکھتی ہے جو زندگی و موت کی مالک ہے اور مرنے کے بعد جس کے سامنے پیش ہونا ہے بھلا اس سے کوئی بچ کر کہاں جاسکتا ہے اور اس کا حساب و کتاب کے لئے مقرر کیا ہوا دن قیامت کا کون ٹال سکتا ہے۔

لہٰذا اعتقاد و یقین رکھنا چاہئے کہ اس کا وعدہ سچا ہے اور حساب و کتاب کا دن ضرور آئے گا اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کا ضرور بدلہ ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے تین بنیادی عقائد توحید' نبوت آخرت بیان کرنے اور ان کو ثابت کرنے کے بعد اپنی تمام مخلوق کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے جو تمہارے لئے کتاب نازل کی ہے اس پر عمل کرو کیونکہ وہ کتاب نصیحت' شفاء اور رحمت و ہدایت ہے۔

موعظت یعنی نصیحت اس لحاظ سے ہے کہ جو شخص قرآن کو دھیان و توجہ سے پڑھے اور اس کے معانی و مطالب پر غور کرے تو یہ کتاب اس کی توجہ دنیا سے ہٹا کر اللہ کی طرف کرتی ہے اور دنیا فانی کا یقین دلا کر حقیقی زندگی آخرت کی تیاری پر مائل کرتی ہے اور اس کتاب سے دلوں میں رقت اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے شوق پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شفا اس لئے ہے کہ یہ دلوں کی بیماریوں شرک و کفر فسق و فجور' حسد و بغض' حرص و طمع' خود غرضی اور بخل وغیرہ کو دور کرتا ہے کیونکہ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے یہ روگ خود بخود اس کے دل سے دور ہو جاتے ہیں۔ قرآن ہدایت اس لحاظ سے ہے کہ یہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے اور تمام طبقات و افراد کے لئے حقوق و فرائض کا تعین کرتا ہے اور اس کے مقرر کردہ قوانین پر عمل کرنے سے ایک صالح اور امن و سکون اور راحت و اطمینان والا معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ قرآن مجید رحمت اس لحاظ سے ہے کہ جو شخص و معاشرہ اور حکومت اس کی صدق دل سے اتباع کرے اور اس کو کما حقہ اپنائے وہ دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمتوں کے مستحق ہوں گے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو (جو عمل کریں گے) سرخرو کرے گا اور بہت سے لوگوں کو (جو عمل نہیں کریں گے) ذلیل کرے گا۔

صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب من یقوم بالقرآن ویعلمہ

اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں ہدایت اور روشنی ہے جس نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا وہ ہدایت پر قائم ہو گیا اور جس نے اس سے غفلت برتی وہ گمراہ ہو گیا اسی روایت کے دوسرے الفاظ یہ ہیں کہ یہ کتاب اللہ کی رسی ہے جو اس پر عمل کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا۔

صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل۔ باب فضائل علی بن ابی طالب

آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں سے کہیں کہ آپ کو اللہ کے اس انعام و رحمت (قرآن کریم) پر خوش ہونا چاہئے ان کے دلوں میں سرور و اطمینان ہونا چاہئے اور اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس کا احترام کرنا چاہئے۔ وہ اس طرح کہ اس کو پڑھیں' سمجھیں اور اس کا وہی مفہوم معتبر مانیں جو صاحب قرآن (رسول اللہ ﷺ) کی حدیث و سنت سے متعین ہو پھر اس پر عمل کریں اور آگے اس کی دعوت دیں اور اس کی راہ میں جہاد کریں یعنی اس کے پیش کردہ نظام کو غالب کرنے کے لئے دعوت و جہاد کا منہج و مشن اپنائیں کیونکہ یہ انعام و رحمت (کتاب و سنت) اس مال و متاع سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔ اس خوشی سے یہ مطلب نہیں کہ جلسے' جلوس' چراغاں دوسرے غلط کاموں اور اسراف و فضول خرچی کا اہتمام کیا جائے جیسا کہ آج کل اہل بدعت اس آیت سے جشن عید میلاد اور اس کے غلط رسوم کا جواز ثابت کرتے ہیں۔

فوائد

1۔ قیامت کی ہولناکی کا بیان

2۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کے قادر مطلق ہونے کا ثبوت۔

3۔ قرآن کی عظمت و فضیلت کا بیان کہ یہ نصیحت و ہدایت اور رحمت و شفاء ہے۔

4۔ دین کی خوشی مستحب و محبوب ہے اور دنیوی امور کی خوشی مکروہ و مذموم ہے۔

درس قرآن وحدیث برائے خواتین

مورخہ 8 اکتوبر 2004ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عصر

بمقام: دار العلوم المحمدیہ للبنات اہلحدیث چکی تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک

دار العلوم المحمدیہ للبنات اہلحدیث چکی تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک کے پہلے سالانہ امتحانات کے موقع پر

محترمہ ام عبدالرب صاحبہ (اسلام آباد)

درس قرآن ارشاد فرمائیں گی۔ اس کے علاوہ وہ کامیاب ہونے والی طالبات کو انعامات بھی دیں گی۔ تمام خواتین اسلام سے شرکت کی اپیل ہے۔

ابوالحسن عبدالرحمٰن سلفی مدیر دار العلوم المحمدیہ للبنات اہلحدیث پنڈی گھیب

وضوء اور غسل کے لئے پانی کی مقدار

۵۱/۲۳ وَعَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ ان يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ

اور انہی انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضوء کر لیتے تھے اور ایک صاع سے پانچ مد تک غسل کر لیتے تھے۔ متفق علیہ

تخریج: بخاری (۲۰۱) مسلم (الحیض/۵۱)

مفردات: صاع۔ ایک پیمانہ ہے جس میں چار مد کی گنجائش ہوتی ہے یہ تقریباً دو کلو یا اس سے کچھ زائد کے برابر ہوتا ہے۔

اس حدیث کی تشریح اسی کتاب کی حدیث (۳۹) میں گزر چکی ہے بہتر تھا کہ مصنف یہ حدیث اس کے ساتھ ذکر فرماتے یا وہ حدیث یہاں ذکر فرماتے۔

وضوء کے بعد دعا اور اس کی فضیلت

۵۲/۲۴ عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ اخرجه مسلم والترمذی زاد اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

اور عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جو وضوء کرے اور پوری طرح وضوء کرے پھر یہ کہے: میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں مگر اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے گئے۔ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے اسے مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں۔ اے اللہ مجھے ان لوگوں سے بنادے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں۔ اور ان سے بنادے جو بہت پاک رہنے والے ہیں۔

تخریج: (صحیح) مسلم (الطھارہ ج ۱۷) ترمذی (۱/ ج ۵۵) البانی نے فرمایا کہ ترمذی نے اس مین اضطراب کی علت بیان کیے حالانکہ اس کی کچھ حقیقت نہیں کیونکہ یہ اضطراب مرجوح ہے جیسکاہ مین صحیح سنن ابی داؤد رقم ۱۶۲) میں وضاحت کی ہے۔ مزید تفصیل اور شواہد کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل۔

فوائد۔ا۔ ابوحفص عمر بن خطاب بن فضیل بن عبدالعزی العدوی القرشی۔ نبی ﷺ کے ساتھ ان کا نسب کعب بن لوی میں جاکر ملتا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں مصطفیٰ ﷺ کے قبر کے دو ساتھیوں میں سے ایک اور پہلے خلیفہ جنہیں امیر المومنین کا لقب ملا۔ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے بعض کہتے ہیں کہ ان کے اسلام لانے سے مسلمان پورے چالیس ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مانگ کر اللہ سے لیا۔ ان کے آنے سے اسلام کو غلبہ ملا۔ اس لئے فاروق کا لقب پایا۔ بدر میں اور رسول اللہ ﷺ کے تمام غزوات و مواقع میں شریک رہے۔ ابوبکر کے بعد ان کی وصیت کے ساتھ خلیفہ بنے۔ عہد نبوی و صدیقی میں ان کی اسلام کے لئے خدمات اور ان کے عہد میں عراق و شام اور دوسرے علاقوں کی فتوحات و برکات مشہور معروف ہیں۔ جب دفن ہوئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج علم کے دس حصوں سے نو حصے چلے گئے۔ اللہ کے حکم کے معاملے میں سب سے سخت تھے۔ ابولولوہ نامی ایک مجوسی غلام نے مدینہ میں صبح کی نماز میں خنجر کے وار کئے ذوالحجہ ۲۳ھ کے چار دن باقی تھے۔ یکم محرم ۲۴ ہجری کو حجرہ نبوی میں دفن ہوئے ساڑھے دس سال خلیفہ رہے ان کے فضائل بے شمار ہیں۔ (مرعاۃ)

۲۔ وضوء سے فارغ ہو کر جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں اس حدیث میں ان میں سے دو دعائیں ذکر کی ہیں کلمہ شہادت کی فضیلت تو ظاہر ہی ہے کیونکہ اسی شہادت پر ایمان کا مدار ہے اس لئے مکمل اور درست وضوء کرنے کے بعد اسے پڑھنے سے جنت میں داخلے کی بشارت دی گئی۔ دوسری دعا کی مناسبت یہ ہے کہ وضوء میں چونکہ ظاہری اعضاء کی طہارت ہے اس لئے اس کے ساتھ باطن کی طہارت کی دعا سکھائی گئی جو توبہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس دعا سے یہ سبق ملتا ہے کہ وضوء کرتے وقت ظاہری اعضاء کو دھونے کے ساتھ ساتھ ہر عضوء کے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان کی معافی مانگ کر ان سے پاک ہونے کی دعا کرنی چاہئے۔

۳۔ وضوء کے علاوہ غسل سے فارغ ہو کر بھی یہ دعا پڑھنی چاہئے کیونکہ غسل کے ساتھ وضوء بھی ہوتا ہے۔ سبل السلام میں امام نووی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ یہ دعا غسل کے بعد پڑھنا مستحب ہے۔

۴۔ بعض لوگ یہ دعا آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر پڑھتے ہیں اور بعض آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے ہیں۔ الدین الخالص میں شیخ امین اللہ لکھتے ہیں 'اس دعا میں آسمان کی طرف انگلی اٹھانا تو کسی حدیث میں نہیں آیا ہی نہیں۔ ہاں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھنا۔ ابوداؤد (۱/۲۵) ابن السنی رقم ۳۱ احمد (۴/۱۵۱۔۱۵۰) میں آیا ہے کو عقیل اپنے چچا کے بیٹے سے بیان کرتے ہیں وہ عقبہ بن عامر سے وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضوء کرے اور اچھی طرح وضوء کرے پھر نظر آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا پڑھے اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ ساری حدیث۔ مگر اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ ابو عقیل کے چچا کا بیٹا مجہول ہے اس کے علاوہ آسمان کی طرف نظر اٹھانے کے الفاظ کوئی اور راوی بیان نہیں کرتا حالانکہ یہ حدیث مسلم' نسائی' ابوداؤد' ترمذی میں بھی آئی ہے مگر ابوداؤد کی اس روایت کے سوا کسی روایت میں یہ لفظ نہیں ہیں جس کا راوی مجہول ہے۔ اس معلوم ہوا کہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ حافظ ابن حجر نے تلخیص میں ذکر کیا ہے کہ بزار نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں یہ دعا پڑھتے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا ذکر ہے مگر ہم نے کشف الاستار اور مجمع الزوائد کو دیکھا ہے مگر ان میں بزار کی روایت سے ثوبان رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نہیں ملی خلاصہ یہ کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ الدین الخالص۔ ۱/۴۵۸)

۵۔ ان دو دعاؤں کے علاوہ اس موقع پر ایک تیسری دعا بھی صحیح سند سے ثابت ہے اس کا پڑھنا بھی مستحب ہے سبحانک اللھم بحمدک اشھد ان لاالہ الا اللہ انت استغفرک واتوب الیک۔

یہ حدیث ابن ماجہ نے انس سے روایت کی ہے اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں اور حاکم نے مستدرک میں ابوسعید سے روایت کی ہے۔ ابوسعید کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص وضوء کرے پھر یہ دعا پڑھے تو یہ دعا ایک کاغذ میں مکمل جاتی ہے پھر اس پر مہر لگا دی جاتی ہے جو قیامت کے دن تک توڑی نہیں جاتی (سبل السلام) البانیؒ نے الارواء میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۶۔ وضوء کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں تین دعاؤں کے علاوہ کوئی دعا پڑھنا سنت سے ثابت نہیں بعض لوگ وضوء کے دوران سورۃ القدر یا کوئی اور سورتیں پڑھتے ہیں یا ہر عضو دھوتے وقت کچھ دعائیں پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ مستحب ہیں ان کا یہ عمل درست نہیں کیونکہ کوئی بھی عمل قرآن وسنت کی دلیل کے بغیر مستحب نہیں بنتا۔

عام طور پر وضوء کے دوران ایک دعا پڑھی جاتی ہے۔

اللھم اغفر لی ذنبی وسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی"

الدین الخالص ص ۴۵۷ میں ہے کہ ابن السنی نے (رقم ۲۸) باب الدعاء بین اظہرانی الوضوء میں اور نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ (رقم ۸۰) میں جو روایت کی ہے کہ ابوموسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے وضوء کیا تو میں نے سنا آپ کہہ رہے تھے" اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی۔ (اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اور میرے لئے میرے گھر میں فراخی فرما اور میرے لئے میرے رزق میں برکت فرما) ابوموسی کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ نے آپ کو اس طرح دعا کرتے سنا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا ان دعاؤں نے کوئی چیز باقی چھوڑی ہے"

تو یہ حدیث تو صحیح ہے مگر اس میں وضوء کی قید ضعیف ہے کیونکہ ابو مجلز اور ابوموسی کے درمیان انقطاع ہے اور اس لئے کہ محمد بن عبدالاعلی نے دوسرے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے کیونکہ انہوں نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں "فتوضا ثم صلی" یعنی آپ نے وضوء کیا پھر نماز پڑھی اور اس میں ایک اور علت بھی ہے وہ یہ کہ روایت موقوف یعنی صحابی کا عمل ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ (۱/۲۹۷) میں ابوبردہ کی سند سے ہے وہ فرماتے ہیں۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو کہتے اللھم اغفرلی ذنبی ویسر لی امری وبارک لی فی رزقی" اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز کے اذکار میں سے ہے وضوء کے اذکار سے نہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ یہ دعا تو صحیح ہے مگر وضو یا نماز کی قید کے ساتھ نہیں جیسا کہ تمام المنہ ص ۹۶ اور غایۃ المرام ص ۸۵ میں ہے۔ الدین الخالص کی عبارت ختم ہوئی۔

اعتذار

ستمبر 2004ء کے مجلۃ الدعوۃ کے باب الدعوۃ میں پروف ریڈنگ کی غلطی سے سورہ النجم کی آیات 188 لکھا گیا ہے۔ براہ مہربانی اس جملہ میں آیات 1 تا 18 پڑھا جائے۔ شکریہ

نظر دھوپ کی عینکیں آرٹی فیشل اور نظر کے کنٹیکٹ لینز کی مکمل ورائٹی
لبیک عینک سنٹر
پروپرائٹر: عابد حسین، حاجی محمد ایوب ملک Ph-PP 42330
مین بازار نزد روف فوٹوسٹیٹ بھلوال

خلاصہ تراویح اور دعاؤں کے کتابچے مفت حاصل کریں
ماہ رمضان المبارک کی مناسبت سے ایک کتابچہ "ہم نے آج تراویح میں کیا پڑھا؟" (اردو/سندھی) تراویح کے دوران روزانہ پڑھے جانے والے قرآن کریم کے حصے کا خلاصہ اور قرآنی ومسنون دعائیں مع آسان ترجمہ مفت تقسیم کی جاری ہیں۔ خواہش مند حضرات کم از کم 6 روپے کے ڈاک ٹکٹ بنام ڈاکٹر ممتاز عمر T-475 کورنگی نمبر 2 کراچی 74900 کے پتے پر روانہ کر کے کتابچے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ خلاصہ تراویح نابینا افراد کو آڈیو کیسٹ میں بشرط نابینا پن کا سرٹیفکیٹ بھیجنے پر مفت بھیجنے کا انتظام ہے۔ جاری کردہ
E-mail-mumtaz umar@Yahoo.com

ماہ رمضان کے فضائل ومسائل

حافظ عمران ایوب لاہوری

صیام رمضان اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہیں اور اُمۂ اسلامیہ کے تمام عاقل و بالغ افراد پر فرض ہیں۔ ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع اُمت کے ساتھ ثابت ہے۔ اہل علم وفتویٰ حضرات نے عمداً روزے کا انکار کرنے والے کو کافر ومرتد قرار دیا ہے۔ ترکِ روزہ کے گناہ کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ

''جس نے عمداً بلا عذر ایک دن کا روزہ چھوڑا' وہ تاحیات بھی روزے رکھتا رہے تب بھی اس کا بدلہ نہیں ادا کرسکتا۔''

رمضان کے روزے 2 ہجری میں فرض ہوئے اور اسی سال 17 رمضان کو حق و باطل کا پہلا معرکہ غزوہ بدر کبریٰ برپا ہوا۔ ماہ رمضان میں ہی قدر کی رات قرآن نازل ہوا۔

سال کے تمام مہینوں میں ماہ رمضان کو جو فضیلت و برتری اور تفوق وامتیاز حاصل ہے' وہ کسی دوسرے مہینے کو حاصل نہیں۔ یہ مہینہ نزولِ سعادت کی یادگار ہے۔ صبر وتحمل اور ایثار نفس کا معلم ہے۔ اس میں جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ مغفرت ورحمت کی برسات ہوتی ہے۔ عصیاں کاروں کو راہ نجات ملتی ہے۔ فسق وفجور میں کمی اور اعمال صالحہ میں کثرت ہوتی ہے۔ تلاوت قرآن' ذکر واذکار اور مجالس تبلیغ شب وروز جاری رہتے ہیں۔ اہل ثروت رضائے الٰہی کے لیے فرض زکوٰۃ کی ادائیگی اور انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ لوگ قیام اللیل یعنی نماز تراویح میں شرکت کرتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوکر دعا ومناجات کرتے ہیں' توبہ واستغفار کرتے ہیں اور اپنی بد کرداریوں اور سیاہ کاریوں کو معاف کرا کے جنت نعیم کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

لیکن ماہ رمضان کے اس روح پرور موسم میں بھی کچھ بدنصیب شرپسند ایسے ہوتے ہیں جن کے شیطانی اعمال اور افعال خبیثہ میں رائی برابر بھی تبدیلی نہیں آتی۔ انوار وتجلیات کے اس مہینے میں بھی فسق وفجور کی تاریکی میں مستغرق اور بہیمی خواہشات کی تکمیل میں منہمک نظر آتے ہیں۔ رمضان کے دوران شرب خمر اور زنا وبدکاری جیسے حرام افعال سرانجام دیتے ہیں۔ عبادت الٰہی سے یوں تہی دامن ہوتے ہیں کہ انہیں اگر ایک لمحہ بھی انابت ورجوع الی اللہ میں گزارنے کے لیے کہا جائے تو انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کسی سخت عذاب میں گرفتار کردیے گئے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر رمضان جیسے بابرکت مہینے میں بھی رحمتیں نہیں بلکہ آسمانی لعنتیں برستی ہیں۔ ان کے لیے برکت وجنت کے نہیں بلکہ غضب وعذاب کے دروازے صدا کھلے رہتے ہیں۔

یہ تو اُن لوگوں کا حال تھا جو رمضان میں روزوں کے حکم کو کلی طور پر پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور جو روزہ دار ہوتے ہیں ان میں سے بھی شاید ہی کچھ لوگ مراد کو پہنچتے ہوں ورنہ اکثر تو دوران روزہ بھی ماہ رمضان کی قدروں کو پامال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کھانے پینے سے روزہ رکھا ہے لیکن غیبت جیسی لعنت کے ذریعے اپنے مردہ بھائیوں کا خون اور گوشت کھایا جارہا ہے۔ روزہ رکھا ہے لیکن جھوٹ' فریب' گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جارہی۔ دوران روزہ فلمیں' ڈرامے اور بے ہودہ وفحش قسم کے پروگرام دیکھ کر ٹائم پاس کیا جارہا ہے۔ سگریٹ نوشی اور نسوار کے ذریعے روزہ پکا کیا جارہا ہے۔ خواتین روزے کی حالت میں بے حجاب' میک اَپ کرکے' خوشبو لگا کر سڑکوں' بازاروں اور شاپنگ سنٹرز میں غیر محرموں کے ساتھ برسرعام شعائر اسلام کا مذاق اڑاتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

خبردار! ایسے روزے کا کوئی فائدہ نہیں جو ہمیں پرہیزگاری کا سبق نہ دے' جو ہمارے اندر تقویٰ وطہارت پیدا نہ کرے' جو ہمیں صبر وپرہیز اور تکالیف ومصائب میں تحمل وبرداشت کا عادی نہ بنائے' جو ہمارے اندر نیکیوں کا جوش اور گناہوں سے بچنے کی قوت وصلاحیت پیدا نہ کرے اور جو ہماری بہیمی خواہشات کو کچلنے میں ممد ومعاون ثابت نہ ہو۔ بلکہ ایسا روزہ محض بھوک پیاس کا عذاب ہی ہے' اس کے سوا اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا بھی ارشاد ہے کہ ''کتنے ہی روزہ دار ہیں جنہیں ان کے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔''

فرضیت صیام کی اصل حکمت انسانوں کو صبر وپرہیز کی مشق کرانا ہے جیسا کہ روزوں کے حکم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خود جامع ومانع انداز میں فرمادیا کہ ﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ یعنی روزوں کی فرضیت کا مقصد یہ ہے کہ تم تقویٰ وپرہیز اور صبر وتحمل کے خوگر بن جاؤ کیونکہ یہی پرہیز تمہاری نجات کا باعث ہے۔ ڈاکٹر حضرات کا یہ قول کہ ''پرہیز علاج سے بہتر ہے۔'' ہم سب نے سنا ہے اور جو پرہیز ڈاکٹر بتلاتے ہیں' ہماری ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ اس سے احتراز کریں۔ اور اگر کوئی پرہیز نہ کرے اور پھر بیمار ہوجائے تو اسے نہ صرف بدمزہ وکڑوی ادویات اپنے حلق سے نیچے اتارنی پڑتی ہیں بلکہ بعض اوقات تو علاج کی غرض سے اس کے اعضائے بدن کو چیر پھاڑا تک جاتا ہے۔

بعینہٖ رمضان بھی ہمیں پرہیز سکھانے آیا ہے۔ جیسے ہم اللہ تعالیٰ کے منع کرنے پر حلال وپاک اشیاء سے دن بھر قطع تعلق و بیزار رہتے ہیں' اسی طرح اس کے منع کردہ تمام برے اعمال وسیئات سے اجتناب کریں۔ لیکن اگر ہم اس پرہیز کی پالیسی کو نہیں اپنائیں گے تو جنت میں داخلے کے لیے علاج کروانا پڑے گا اور تصور کیجیے' کیا وہ علاج کوئی برداشت کر پائے گا؟ کہ نرم ونازک انسان کو اپنی بدپرہیزی کا انجام بھگتنے کے لیے اُس آگ میں ڈبو دیا جائے گا جو درجۂ حرارت میں دنیاوی آگ سے ستر گنا زیادہ سخت ہے۔ کھانے کے لیے گندا خون' زخموں سے نکلنے والی پیپ' کانٹے دار جھاڑیاں اور پینے کو اُبلتا کھولتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا۔ سب سے ہلکی سزا یہ ہوگی کہ انسان کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن کی حرارت اس قدر شدید ہوگی کہ ان کی وجہ سے اس شخص کا دماغ یوں جوش مارے گا جیسے ہنڈیا چولہے پر جوش مارتی ہے۔ اب خود ہی سوچیے! کہ پرہیز بہتر ہے یا علاج۔

روزے کی فرضیت ومشروعیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے' تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔'' [البقرۃ:۱۸۳]

ایک اور آیت میں ہے کہ ''جو شخص اس مہینے میں موجود ہو وہ اس کے روزے رکھے۔'' [البقرۃ:۱۸۵]

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ ''جب تم اسے (یعنی ہلال رمضان کو) دیکھ لو تو روزے رکھو۔'' (بخاری' ۱۹۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ روزہ ارکان اسلام میں سے ایک ہے۔ (بخاری' ۸)

فضائل روزہ ورمضان:

☆ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں۔ قیامت کے دن اس دروازے سے جنت میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری' ۱۸۹۶)

☆ جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور اپنا

احتساب کرتے ہوئے رکھے' اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(بخاری' ۱۹۰۱)

☆ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔(بخاری' ۱۸۹۸)

ایک روایت میں ہے کہ: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری' ۱۸۹۹)

☆ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسرے) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب حاصل کر کے خوش ہوگا۔(بخاری' ۱۹۰۴) منہ کی بو گندگی کی وجہ سے ہو تو اللہ کو پسند نہیں صرف وہ بو پسند ہے جو پیٹ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

☆ روزہ قیامت کے دن مومن بندے کی سفارش کرے گا۔ (صحیح الترغیب' ۹۸۴)

☆ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔(مسلم ۱۲۵۶)

☆ روزہ دار کی دعا قبول کی جاتی ہے۔(ترمذی' ۳۵۹۸)

☆ افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔(ابن ماجہ ۱۶۴۳)

روزہ کے طبّی فوائد:

حدیث نبوی ہے کہ "روزے رکھو صحت مند ہو جاؤ گے۔" (الترغیب والترہیب ۸۳/۲) عصر حاضر کی جدید سائنسی تحقیق یہ کہتی ہے کہ جسم انسانی پر سال بھر میں لازماً کچھ وقت ایسا آنا چاہیے جس میں اس کا معدہ کچھ دیر فارغ رہے۔کیونکہ مسلسل کھاتے رہنے سے معدے میں مختلف قسم کی رطوبتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو آہستہ آہستہ زہر کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔لیکن روزے سے یہ رطوبتیں اور ان سے پیدا ہونے والے کئی مہلک امراض ختم ہو جاتے ہیں اور نظام انہضام پہلے سے قوی تر ہو جاتا ہے۔روزہ شوگر' دل اور معدے کے مریضوں کے لیے نہایت مفید ہے اور مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ کا کہنا ہے کہ روزے سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا کلی خاتمہ ہو جاتا ہے۔(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس ۱۶۲/۱)

ڈاکٹر عبد الحمید دیان (Abdul-Hamid Dian) اور ڈاکٹر احمد قاراقز (Ahmad Qara Quz) اپنے ایک مضمون "Medicine in the Glorious Qur'an." میں لکھتے ہیں کہ

"روزہ انسان کی جسمانی' نفسیاتی اور جذباتی بیماریوں کے لیے مؤثر علاج ہے۔یہ آدمی کی مستقل مزاجی کو بڑھاتا ہے' اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کی پسند اور عادات کو شاندار بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔روزہ انسان کو طاقتور بناتا ہے اور اس کے اچھے اعمال کو پختہ عزم دیتا ہے۔تاکہ وہ لڑائی وفسادات کے کاموں' چڑچڑے پن اور جلد بازی کے کاموں سے اجتناب کر سکے۔یہ تمام چیزیں مل کر اس کو ہوشمند اور صحت مند انسان بناتی ہیں۔علاوہ ازیں اس کی ترقی' قوت مدافعت اور قابلیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے تاکہ وہ مشکل حالات کا سامنا کر سکے۔روزہ انسان کو کم کھانے کا عادی بناتا ہے اور اس کے موٹاپے کو کنٹرول کرتا ہے جس سے اس کی شکل وشباہت میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

روزے کی وجہ سے انسان کی صحت پر جو اثرات وفوائد مرتب ہوتے ہیں' وہ یہیں ختم نہیں ہوتے بلکہ روزہ انسان کو بہت سی مہلک بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے جن میں اہم وقابل ذکر نظام انہضام کی بیماریاں ہیں مثلاً جگر کی بیماریاں' بدہضمی وغیرہ۔علاوہ ازیں موٹاپا' بلڈ پریشر' دمہ' خناق اور ان جیسی دیگر بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک کی وجہ سے انسان کے جسم میں موجود خون کے خراب خلیوں کے ٹوٹنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور ان کی جگہ خون کے نئے خلیے بننے شروع ہو جاتے ہیں۔"

ڈاکٹر شاہد اطہر جو کہ امریکہ کی "انڈیانا یونیورسٹی سکول آف میڈیسن" کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں' وہ فوائد رمضان کے متعلق اپنے ایک مضمون: "The Spiritual and Health Benefits of Ramadan Fasting" میں لکھتے ہیں کہ

"روزہ ان لوگوں کے لیے بہت مفید ہے جو نرم مزاج' اعتدال پسند اور مثالی بننا چاہتے ہیں۔1994ء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس "رمضان اور صحت" جو کاسابلانکا میں منعقد ہوئی' اس میں طبی حوالے سے روزے کی وسعت و پھیلاؤ کے بارے میں 50 اہم نکات پر روشنی ڈالی گئی۔جس سے نظام طب کے حوالے سے بہت سے اچھے اثرات سامنے آئے حتیٰ کہ یہ چیز بھی سامنے آئی ہے کہ روزہ مریضوں کے لیے کسی بھی طریقے سے نقصان دہ نہیں ہے۔جو لوگ روزہ رکھتے ہیں' وہ اس میں سکون اور صبر وتحمل کا درس لیتے ہیں۔روزہ کی حالت میں انسان کی نفسانی بیماریاں کم ہو جاتی ہیں اور انسان کئی اور دوسرے جرائم سے بچ جاتا ہے۔"

چاند دیکھنے کے مسائل:

☆ ماہ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے اور (عید کا) چاند دیکھ کر روزہ چھوڑنا چاہیے (بخاری' ۱۹۰۶)

☆ رسول اللہ ﷺ جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے "اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ" (ترمذی' ۳۴۵۱)

☆ ماہ رمضان کے چاند کے متعلق ایک دیانتدار مسلمان کی گواہی کافی ہے۔(ابوداؤد' ۲۳۴۲)

☆ اگر چاند نظر نہ آسکے تو ماہ شعبان کے تیس دن مکمل ہونے پر روزے رکھنے چاہییں۔(بخاری' ۱۹۰۹)

☆ مشکوک دن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔(ابوداؤد ۱۳۳۴)

مشکوک دن سے مراد ماہ شعبان کا تیسواں روز ہے یعنی جب اس رات ابر آلودگی کے باعث چاند نظر نہ آئے اور یہ شک ہو جائے کہ آیا رمضان ہے یا نہیں؟

☆ جب ایک علاقے والے چاند دیکھ لیں تو اسکے گرد ونواح کے علاقوں میں رہائش پذیر لوگوں پر بھی روزے فرض ہو جائیں گے۔

☆ اگر تیس دنوں تک شوال کا چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے رکھ لینے چاہییں۔(بخاری' ۱۹۰۶)

آداب روزہ:

☆ روزہ رکھنے والے پر فجر سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔ (ابوداؤد' ۲۴۵۴)

☆ نفلی روزے کے لیے سورج کے زوال سے پہلے بھی نیت کی جاسکتی ہے۔(مسلم' ۱۱۵۴)

☆ ہر روزے کے لیے الگ نیت کرنا ضروری ہے۔اور نیت محض دل کے ارادے کا نام ہے' الفاظ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

☆ سحری کھانے میں برکت ہے۔اور اہل کتاب کی مخالفت ہے۔(بخاری' ۱۹۲۳' مسلم' ۱۰۹۶)

☆ سحری کے لیے بیدار ہو جانے کے بعد صبح صادق کے خوب نمایاں ہو جانے تک سحری کا وقت ہے۔(البقرۃ: ۱۸۷)

☆ مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔(ابوداؤد' ۲۳۴۵)

☆ تاخیر سے سحری کھانا اور جلد افطاری کرنا مستحب ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ' ۳۷۶/۴)

☆ جب سورج غروب ہو جائے تو افطاری کر لینی چاہیے' اس کے لیے اذان کا انتظار نہیں کرتے رہنا چاہیے۔(بخاری' ۱۹۵۴)

☆ اگر کوئی لاعلمی کے باعث وقت سے پہلے روزہ افطار کر لے تو اس پر نہ قضاء ہے اور نہ کفارہ کیونکہ بھول چوک کو معاف کیا گیا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے' اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں سے روزہ کھولتے۔اگر چھوارے بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔(ابوداؤد' ۲۳۵۶)

☆ "نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے "ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" (ابوداؤد' ۲۳۵۷)

☆ روزہ دار کو چاہیے کہ وہ کثرت کے ساتھ اطاعت وفرمانبرداری کے کام سرانجام دے اور ہر قسم کے ممنوع کام سے پرہیز کرے اور اس پر واجب ہے کہ وہ فرائض کی پابندی کرے اور حرام کاموں سے دور رہے۔پانچوں نمازیں وقت پر باجماعت ادا کرے اور جھوٹ' غیبت' دھوکہ' سودی معاملات اور ہر حرام قول وفعل چھوڑ دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل اور جہالت کے کاموں کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا اور پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

روزہ دار کے لیے مباح امور:

☆ مبالغے کے بغیر کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔(ابوداؤد' ۲۳۸۵)

☆ تیل لگانا اور کنگھی کرنا۔(بخاری' کتاب الصوم' باب اغتسال الصائم)

☆ گرمی کی وجہ سے غسل کرنا۔(ابوداود' ۲۳۶۵)

☆ حالت جنابت میں وضو کر کے روزہ رکھنا اور بعد میں غسل کرنا۔(بخاری' ۱۹۲۶)

☆ سینگی یا پچھنے لگوانا۔(بخاری' ۱۹۳۸' ۱۹۳۹)

☆ سرمہ لگانا۔(ابن ماجہ' ۱۶۷۸)

☆ بیوی کا بوسہ لینا(بخاری' ۱۹۲۷)

☆ مسواک کرنا۔(ابوداؤد' ۲۳۶۴)

☆ عورت کے لیے ہنڈیا کا ذائقہ چکھنا پھر تھوک دینا۔(بخاری: کتاب الصوم: باب اغتسال الصوم)

☆ اپنی تھوک نگلنا۔(بخاری' کتاب الصوم' باب اغتسال الصائم)

☆ مہندی لگانا اور میک اپ کرنا۔(مجموع الفتاوی لابن باز' ۱/۳۴۹)

روزہ دار کے لیے ممنوع افعال:

☆ روزے میں وصال کرنا۔(بخاری' ۱۹۶۱)

واضح رہے کہ وصال سے مراد یہ ہے کہ آدمی ارادی طور پر دو یا اس سے زیادہ دن تک روزہ افطار نہ کرے اور مسلسل روزہ رکھے' نہ رات کو کچھ کھائے اور نہ سحری کے وقت۔

☆ جھوٹ بولنا' غیبت کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا۔(بخاری' ۱۹۰۳)

☆ لغو' رفث اور جہالت کی باتیں کرنا۔(بخاری' ۱۸۹۴)

☆ مبالغہ سے ناک میں پانی چڑھانا۔(ابن ماجہ' ۴۰۷)

☆ جو ضبط نفس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لیے بیوی کا بوسہ لینا یا مباشرت کرنا جائز نہیں۔(بخاری' ۱۹۲۷)

روزہ توڑنے والی اشیاء:

☆ جان بوجھ کر کھانے' پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔(مسلم' ۱۱۵۱)

اگر کوئی بھول کر کھا پی لے تو اس پر نہ کفارہ ہے نہ قضا کیونکہ اس کا روزہ برقرار ہے۔(بخاری' ۱۹۳۳)

☆ جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔(بخاری' ۱۹۳۶)

یاد رہے کہ جماع کی صورت میں قضاء کے ساتھ کفارہ بھی فرض ہے۔

☆ عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔(ابو داؤد' ۲۳۸۰)

☆ حیض یا نفاس شروع ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔(بخاری' ۱۹۵۱)

☆ سعودی مجلس افتاء نے یہ فتوی دیا ہے کہ روزہ دار کے لیے عضلات اور رگ میں ٹیکے سے علاج کرانا جائز ہے لیکن روزہ دار کے لیے طاقت کے ٹیکے لگوانا جائز نہیں کیونکہ یہ کھانے پینے کے معنی میں شامل ہوتے ہیں۔(فتاوی اللجنة الدائمة ۱۰/۲۵۲)

☆ روزے کی حالت میں اگر احتلام ہو جائے یا مذی وغیرہ خارج ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ بچے کو دودھ پلانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

☆ شیخ ابن بازؒ نے یہ فتوی دیا ہے کہ ٹیسٹ وغیرہ (کے لیے خون دینے) سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔(مجموع الفتاوی لابن باز' ۱۵/۲۷۴)

روزوں کی قضاء کا بیان:

☆ جو شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دے' اس کے لیے قضا دینا ضروری ہے۔(البقرة:۱۸۴)

☆ مسافر اور مریض وغیرہ کے لیے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے۔(ایضا)

☆ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت بھی حکم میں مسافر کی طرح ہی ہے۔(ابوداؤد' ۲۳۰۸)

☆ جو شخص ایسی حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمے روزے تھے تو اس کا ولی (یعنی وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔(بخاری' ۱۹۵۲)

☆ ورثاء کو چاہیے کہ میت کی طرف سے نذر کے روزے رکھیں۔(مسلم' ۱۱۴۸)

☆ ایسا بوڑھا شخص جو نہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور نہ قضا دینے کی' اُسے چاہیے کہ وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کر دے۔(دارقطنی' ۲/۲۰۵)

☆ رمضان کی قضا پے در پے روزوں کے ساتھ اور الگ الگ دونوں طرح درست ہے۔(بخاری تعلیقاً: کتاب الصوم: باب متی یقضی قضاء رمضان)

شعبان المعظم اور اس سے متعلقہ مسائل

محمد امین الرحمٰن

استقبال رمضان کا روزہ

ماہ شعبان المعظم اسلامی تقویم کا آٹھواں مہینہ ہے۔ اس مہینے میں رسول اللہ ﷺ کثرت سے روزے رکھتے۔ البتہ 29 یا 30 شعبان کو استقبال رمضان کا روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس مقصد کے لئے روزے نہیں رکھے۔ ہاں البتہ کوئی شعبان کے اکثر روزے رکھ رہا ہو تو اس روٹین میں وہ یہ روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔

شب براءت کی حقیقت

بعض صوفیاء نصف شعبان کی رات کی فضیلت کے قائل ہیں اس لئے انہوں نے اس رات کی مخصوص عبادات وضع کیں مثلاً صلوٰۃ الخیر صلوٰۃ' الرغائب' صلوٰۃ الفیہ لیکن ان کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں یا دوسرے لفظوں میں یہ بدعت ہے اور شب براءت منانا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ پندرہ شعبان کو کوئی خصوصی عبادت یا روزہ ثابت نہیں۔

شب براءت کی بعض فرسودہ رسوم

اس رات حلوہ خوری کے لئے نبی ﷺ کے دندان مبارک شہید ہونے کا بہانہ بنایا گیا کہ آپ ﷺ کے لئے حلوہ بنایا گیا لیکن یہ جھوٹ ہے کیونکہ شوال میں جنگ احد ہوئی اور حلوہ دس ماہ بعد شعبان میں بنایا گیا عجیب منطق ہے۔

ارواح کا واپس آنا:

بعض لوگوں کے ہاں ہر جمعرات پندرہ شعبان کو ارواح کے واپس آنے کا عقیدہ رکھا جاتا ہے۔ یہ خالصتاً ہندوانہ آواگون چکر سے تصور لیا گیا ہے۔ روحیں واپس نہیں آتیں کیونکہ قرآن میں ہے

وحرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون

جن بستی والوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں' ان کا پھر دنیا میں آنا حرام ہے۔

پندرہ شعبان

شیطان کی بڑی گہری چال ہے کہ وہ مسلمانوں کو اصل سے ہٹا کر نقل کی طرف لگاتا ہے یعنی سنت رسول سے دور کر کے بدعتی امور کی طرف لاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو گمراہ کیا جا سکے۔ حدیث میں ہے جس شخص نے ایمان وثواب کی نیت سے شب قدر یعنی لیلۃ القدر میں قیام کیا (یعنی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(بخاری ومسلم) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 2017) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر یعنی شب قدر رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں یعنی 27,25,23,21 اور 29 ویں میں ہے نہ کہ شعبان میں۔ باقی رہی یہ بات کہ نصف شعبان کی رات کو اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں' یہ روایت ابن ماجہ' ترمذی میں ضعیف سند کے ساتھ ہے جس پر عمل کرنا درست نہیں کیونکہ سنت سے ثابت نہیں اور ویسے تو ہر رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی گناہگار جو معافی چاہتا ہو میں اسے معاف کر دوں' ہے کوئی روزی میں کشادگی کا خواہاں' میں اس کی روزی فراخ کر دوں۔ اسی طرح عوام الناس میں مجوسیوں اور آتش پرستوں کی مشابہت کا بڑا رواج پایا جاتا ہے اور نصف شعبان کی رات میں بہت پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں تو یہ کافروں کی نقل ہے جو کہ حرام ہے۔ دوسرا فضول وقت' پیسہ اور جانیں ضائع کرتے ہیں اور طالب علموں' مریضوں' بوڑھوں' بچوں کو بے آرام اور تنگ کیا جاتا ہے جو کہ سراسر شیطانی فعل ہے۔ اللہ ہمیں مسنون اعمال کی توفیق دے۔ آمین

☆ شعبان تک رمضان کی قضاء کو مؤخر کرنا جائز ہے۔(بخاری' ۱۹۵۰)

☆ اگر کسی نے رمضان میں کسی عذر اور مرض کے بغیر ایک دن کا بھی روزہ نہ رکھا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کا بدلہ (یعنی قضاء) نہیں ہو سکتے۔(بخاری تعلیقا: کتاب الصوم: باب اذا جامع فی رمضان)

☆ حائضہ اور نفاس والی عورت روزے نہ رکھے لیکن بعد میں قضاء دے۔(مسلم' ۳۳۵)

☆ نفلی روزوں کی قضاء ادا کرنا ضروری نہیں۔(ابوداؤد' ۲۴۵۶)

نماز تراویح کا بیان:

☆ نماز تراویح فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بالجزم حکم تو نہیں دیتے تھے البتہ قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

جس نے حالت ایمان میں اور اجر و ثواب کی غرض سے قیام رمضان میں شرکت کی' اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔(ترمذی' ۸۰۸)

☆ نماز تراویح مسجد میں باجماعت افضل ہے کیونکہ سنت نبوی ﷺ سے یہی عمل ثابت ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے صرف تین روز باجماعت نماز تراویح پڑھائی اور پھر اس اندیشے کی وجہ سے اسے ترک کر دیا کہ کہیں تراویح فرض نہ کر دی جائے لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب یہ اندیشہ نہ رہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا۔(بخاری' ۱۱۲۹' ۲۰۱۲' بخاری' ۲۰۱۰)

☆ عورتیں بھی مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت تراویح میں شرکت کر سکتی ہیں۔(ترمذی' ۸۰۶)

☆ نماز تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔(مسلم' ۷۳۶)

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں نبی ﷺ (رات کی نماز) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔(بخاری' ۱۱۴۷)

☆ نماز تراویح دو دو رکعت پڑھنی چاہیے۔[مسلم (۷۳۶)]

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام ذکوان مصحف (یعنی قرآن) سے دیکھ کر ان کی امامت کرایا کرتا تھا۔(بخاری: کتاب الأذان: باب إمامة العبد والمولی)

☆ تین راتوں سے کم میں قرآن ختم کرنا درست نہیں۔(ابوداؤد' ۱۳۹۰)

مندرجہ بالا تمام مسائل روزہ کی تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب "فقه الحديث: كتاب الصيام" یا "مسائل روزہ کی کتاب" کا مطالعہ کیجئے۔

بقیہ علماء کنونشن

مسلمان اب فاتح بنیں گے۔یہودیوں نے چالاکی سے مسلمانوں پہ دہشت گردی کا لیبل لگا دیا۔اس وقت کفر کی چالاکیوں کا حل صرف جہاد ہے۔

حافظ عبدالرحمٰن مکی صاحب

علماء کی ذمہ داریاں

ہمارے سب کے ذہنوں میں جماعت الدعوۃ اور اس سے قبل جماعت اہل حدیث جو ہمارا اصل اساس ہے' میں علمائے اسلام کا احترام عزت و تکریم' توقیر بدرجہ اتم موجود ہے۔انبیاء کے بعد علماء ہیں محمد ﷺ کے وارث ہیں۔

ہم سب ہماری جماعت ہمارے کارکن ہمارے ساتھی ہم خود اپنی جماعت کے اور سارے عالم اسلام کے علماء کا بے حد احترام و تکریم کرتے ہیں اور اس کو جزو ایمان سمجھتے ہیں علماء کو چاہیے کہ وہ اپنے احترام کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں۔میں کہتا ہوں علماء کرام آپ کا مقام و احترام دنیا میں تب مستحکم ہوگا جب تم اپنا فرض منصبی سمجھ لو گے۔

محترم علماء کرام! میں آپ سے سوال پوچھنا چاہتا ہوں آج بش کی بڑھکوں کا' دنیا میں پھیلے ظلم کا' مسلم امہ کی تذلیل کا' مسلم عورتوں کی حرمتوں کے تاراج ہونے کا' ان کی عزتوں کے چیتھڑوں کا اس دنیا میں برائیوں کے پھیلنے کا' کلوننگ کا' شرک کا' گندے اخلاق' ان سب باتوں کا علماء کے سوا کون ذمہ دار ہے؟ دنیا میں اسلام کی پستی کے ذمہ دار علماء ہیں ان سے اللہ کی طرف سے پوچھ ہوگی۔اس لئے کہ علماء مسئول ہیں۔

علماء سب کچھ بڑی تفصیل سے بخاری میں پڑھاتے ہیں مگر کتاب الجہاد و مغازی پہ آ کر سب کچھ چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔بش کہتا ہے اس وقت مقابلہ امریکہ اور مدارس' دینی جماعتوں اور جہادیوں سے ہے۔بش روتا چیختا ہے کہ مدارس اور مولوی کی دعوت نے میرا ابھرکس نکال دیا ہے۔وہ 56,57 مسلمان ملکوں کی فوجوں سے نہیں ڈرتے وہ کہتے ہیں پاکستان میں دعوت کھڑی ہوئی ہے اس دعوت کے اندر جہاد ہے' تلوار ہے' قتل و قتال ہے اس کے اندر ہماری موت ہے محترم علمائے کرام آج یہاں صورتحال آ گئی ہے۔ان کو پریشانی ہے قرآن اور مدارس کے خلاف' دعوت و جہاد کے خلاف۔

یہ اسمبلیاں' پارلیمنٹ اور یونیورسٹیاں وہ سمجھتے ہیں کہ ان سے خطرہ نہیں اگر خطرہ ہے تو صرف مساجد سے۔محترم علماء کرام آج جہاد پیچ بن گئی ہے۔جہاد اٹھ رہا ہے' بش کی ماں مری ہوئی ہے۔امریکی قوم بش سے کہتی ہے تو نے مروا دیا ہے اور اس کے خلاف جلوس نکالتی ہے کہ بچے مر رہے ہیں۔امریکی قوم شکست خوردہ قوم بن گئی ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تعالی
امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام دشمن قوتیں اور بیرونی ایجنسیاں پاکستان کے اندر لوگوں کو خرید کر علماء کو شہید کروا رہی ہیں۔انتہائی دکھ کی بات ہے کہ پورے ملک میں آج یہی ماحول بن رہا ہے۔مساجد و مدارس کو ہدف بنایا گیا ہے' غیر ملکی ایجنسیوں کے ہاتھوں میں کھیلنے والے ان لوگوں کو گرفتار نہ کیا گیا تو ان کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔انہوں نے کہا کہ مولانا ابراہیم سلفی صاحب کا قتل رائیگاں نہیں جانے دیں گے ہر سطح پر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں گے حکومت ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔تفتیش کو برباد کرنے کے بہانے ڈھونڈے جا رہے ہیں۔ہم خود ابراہیم سلفی شہید کے قاتلوں کا پیچھا کریں گے۔حکومتی ذمہ داران کی دکھاوے کی کارروائیوں سے مطمئن نہیں ہیں۔انہوں نے کہا کہ مولانا ابراہیم کی شہادت کے ذمہ دار براہ راست موجودہ حکمران ہیں وہ بتائیں کہ اس سلسلہ میں کیا ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں؟ قاتلوں کو ہر صورت گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ ملک میں امن و امان کی صورتحال بہتر ہو سکے' ان لوگوں کو کھلا چھوڑنا ملکی سلامتی کیلئے بھی خطرناک ہے۔حافظ محمد سعید نے کہا کہ ہم توڑ پھوڑ اور احتجاجی طریقے اختیار نہیں کرتے مگر مساجد و مدارس اور علماء کے خلاف ہونے والی سازشوں پر خاموش بھی نہیں رہ سکتے۔انہوں نے کہا کہ کفر کے خلاف جہاد کی سب سے بڑی ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے لیکن جب وہ اس عظیم فریضہ کو چھوڑ دے تو پھر مساجد و مدارس کے تحفظ کی طرح جہاد کو جاری رکھنا بھی علماء کی ذمہ داری ہوتی ہے۔آج جو دین کی روشنی نظر آ رہی ہے۔یہ علماء کی کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے۔انہوں نے کہا کہ امریکہ کا جہاد کے بارے میں گہرا مطالعہ ہے' اسے معلوم ہے کہ جہاد کہاں سے کھڑا ہوتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ 56 مسلم ملکوں کی حکومتوں اور وسائل کی موجودگی کے باوجود وہ دینی مدارس اور علماء کو ہی اپنا مد مقابل قرار دیتا ہے۔قرآن و حدیث پر پابندی اور جہادی آیات تعلیمی نصاب سے نکالنے پر زور دیا جاتا ہے۔انہوں نے کہا کہ جہاد جاری ہے اور جاری رہے گا' کافر قوتوں کی سازشیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔

علماء کنونشن کے بعد امسال فارغ ہونے والے طلباء نے تیراکی کے مختلف سٹائلز میں تیرنے کا مظاہرہ کیا۔اس کے علاوہ جوڈو کراٹے گتکہ اور گھڑ سواری کا مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مجاہد اسلام بھی ہیں۔

بہائی فرقہ کا لٹریچر دنیا کی آٹھ سو زبانوں' انجیل چار سو زبانوں' قرآن کا ترجمہ سو زبانوں میں جبکہ بخاری دنیا کی صرف تیرہ زبانوں میں ہے۔ہمیں محنت کی اشد ضرورت ہے

ایڈز زدہ ہے...... یہ امریکہ ہی ہے جس میں امریکن اخبار "کنساس سٹی سٹار" کی رپورٹ کے مطابق 2000ء میں ایک ہفتے میں کوئی عام لوگ نہیں صرف پادری ایک سو کی تعداد میں ایڈز سے ہلاک ہوئے...... باقی امریکیوں کی شرح اموات کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے...... لیکن اس کے ساتھ امریکہ اب دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے ایڈز پر کافی حد تک قابو پالیا ہے...... اگر یہ بات اتنی درست ہوتی تو پھر کیا وجہ ہے کہ بش کی نامزدگی کے اجلاس میں بھی ہزاروں امریکی یہ نعرے لگاتے گھس گئے کہ عراق نہیں ایڈز کے خلاف لڑو۔ (نوائے وقت۔ 3 ستمبر 2004ء)

بہر حال امریکی دعویٰ مان بھی لیا جائے تو پھر بھی UNAIDS کے مطابق امریکہ میں 8 لاکھ 90 ہزار ایڈز کے مریض پائے جاتے ہیں جبکہ نئے افراد کی تعداد 44,000 ہے۔ ان میں 20 فیصد تعداد عورتوں کی ہے۔

امریکہ میں کہا جا رہا ہے کہ ہم نے کنڈومز اور مانع حمل گولیوں وغیرہ کے استعمال اور ادویات وغیرہ کے ذریعے ایڈز کو کافی حد تک کنٹرول کرلیا ہے چنانچہ ترقی پذیر بالخصوص مسلم دنیا کو بھی یہی ترغیب دی جا رہی ہے کہ تم ایڈز کے اصل سبب سے تو چھٹکارا نہ پاؤ' جنسی بے راہروی اور ہم جنس پرستی پر تو کوئی قدغن نہ لگاؤ لیکن یہ کنڈومز اور مانع حمل گولیوں کو زیادہ سے زیادہ عام کرو...... تاکہ کسی کو برائی کرنے میں کوئی خطرہ نہ رہے۔

چنانچہ اس کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاں اشتہارات میں یہ تو کہا جاتا ہے کہ ایڈز سے بچنے کے لئے کنڈومز کا وغیرہ کا استعمال کریں لیکن یہ کم ہی بتایا جاتا ہے کہ ایڈز سے بچنے کے لئے بیوی کے علاوہ کسی سے جنسی تعلق نہ رکھیں...... اللہ تعالیٰ کا کیسا زبردست دین فطرت ہے کہ جس نے میاں بیوی کے علاوہ تعلقات کو بیماریوں کا گھر بنا دیا اور یوں شادی کے ادارے کو پاکیزہ تر' محفوظ تر اور بلند تر کر دیا...... اس فطری حقیقت کو سمجھنے کی بجائے اہل مغرب نے سارا زور صرف کنڈومز اور دیگر احتیاطی تدابیر پر لگا دیا...... ان کا پرچار یہ ہے کہ محفوظ جنسی تعلقات قائم کیجئے یعنی جنسی تعلقات کے لئے محفوظ تر طریقے استعمال کیجئے۔ تعلقات چاہے جس سے مرضی قائم کریں لیکن طریقہ محفوظ ہونا چاہئے۔ جنسی بیماریوں سے متاثرہ افراد کنڈومز وغیرہ ضرور استعمال کریں اور میاں بیوی کے علاوہ تعلقات ہوں تو پھر تو کنڈومز اور مانع حمل گولیاں لازماً استعمال کریں۔ یہ کہیں نہیں بتایا جاتا کہ جنسی بیماریوں سے بچنے کا بہترین اور محفوظ تر طریقہ یہ ہے کہ میاں بیوی صرف آپس تک محدود رہیں اور فحاشی و عریانی سے بچا جائے۔ کنڈومز کے پرچار میں یہاں تک شدت اختیار کی جا رہی ہے کہ اقوام متحدہ دنیا بھر میں اپنے دفاتر میں کنڈومز کی موجودگی کو یقینی بنا رہی ہے اور وہاں ملازمین کو کنڈومز وغیرہ کے استعمال کے لئے خصوصی کتابچے فراہم کیے جا رہے ہیں...... کیونکہ ان دفاتر میں آزادانہ مخلوط ماحول ہوتا ہے چنانچہ بجائے اصل سبب ختم کرنے کے' وہاں کنڈومز کی موجودگی پر زور دیا جا رہا ہے۔ بہر حال انہوں نے اس طرح اعتراف کرلیا ہے کہ جہاں مخلوط ماحول ہوگا' وہاں جنسی تعلقات بھی ضرور قائم ہوں گے۔ ایسا ماحول اب وہ پاکستان کے دفتروں اور اداروں میں بھی قائم کر رہے ہیں۔ ترقی پذیر خصوصاً مسلم

جنسی بیماریوں اور ایڈز کے ذرائع

تحقیق و تحریر: بابر علی ملک' محمد سلیم اختر

"جب کسی قوم میں فحاشی کا رواج بڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کرنے لگتے ہیں تو ایسے لوگوں کے درمیان طاعون اور ایسی
بیماری پھیل جاتی ہے جو ان کے گزرے ہوئے اسلاف کے زمانے میں موجود نہیں تھیں۔" (الحدیث: سنن ابن ماجہ' کتاب الفتن)

نبی پاک ﷺ کے پاک ارشاد کے مطابق آج دنیا پر نظر ڈالیں تو آج دنیا میں ایسی ایسی نئی بیماریاں نظر آئیں گی جن کا وجود پہلے
نہ تھا۔ دنیا میں جس طرح سے فحاشی اور عریانیت پھیل رہی ہے اسی تیز رفتاری سے ان خوفناک بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

1981ء میں امریکہ اور اس جیسے غلیظ اور پلید ملکوں میں ایک ایسی بیماری پیدا ہوئی جو بڑھتی ہوئی فحاشی کی وجہ سے وجود میں آئی تھی
جسے "ایڈز" کے نام سے پکارا جاتا ہے جس کا چرچا ہر روز اخبارات کی زینت بنتا ہے۔

اس بیماری میں یکا یک وزن گھٹنا شروع ہو جاتا ہے اور بخار اور دست وغیرہ کی بھی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ (اس بیماری کی وجہ سے جسم کی تمام قوت
مدافعت ختم ہو جاتی ہے) چنانچہ ایک معمولی سا عارضہ بھی مریض کے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ اس بیماری سے دماغ بھی براہ راست متاثر ہوتا ہے۔

امریکہ اور یورپ میں اس طرح کروڑوں لوگ ایڈز کے مریض ہیں اور وہ چلتی پھرتی زندہ لاش بنے ہوئے ہیں اور انتہائی افسوس کے
ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے وطن عزیز میں بھی ایڈز نظر آنا شروع ہو گیا ہے۔

ایڈز کا سب سے بڑا سبب جنسی اختلاط ہے۔ یہ یا تو ہم جنسی یعنی "غیر فطری عمل" سے پیدا ہوتا ہے یا ان مردوں کو لگتی ہے جو بغیر امتیاز
کے زیادہ عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں یا وہ عورتیں جو زیادہ مردوں سے جنسی تعلق رکھتی ہیں۔

امریکی محکمۂ صحت کے ایک آفیسر "اولٹن باون" کا کہنا ہے کہ اگر بڑھتے ہوئے ایڈز کو نہ روکا گیا تو آئندہ دس سالوں کے اندر
کروڑوں لوگوں کے لئے موت کا خوفناک اندیشہ پیدا ہو جائے گا۔

ہمارے وطن عزیز میں بھی سازش کے تحت فحاشی اور عریانیت کو ترقی دی جا رہی ہے اور یہ ترقی ایڈز کے مریضوں کے اضافے کا سبب
بن رہی ہے۔ ذیل میں وہ ذرائع بیان کئے جا رہے ہیں جو جنسی بیماریوں میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔

1- مانع حمل ادویات:

ان ادویات سے ایک تو فحاشی اور عریانیت میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ جو خواتین یہ ادویات استعمال کرتی ہیں تو وہ اپنی
صحت کو برباد کر ڈالتی ہیں۔ مثلاً

1- ان ادویات کے استعمال سے آنکھوں' پھیپھڑوں اور ٹانگوں میں انجماد قوت ہوتا ہے جس کی وجہ سے دل کے دورے پڑ سکتے ہیں۔
2- چھاتی یا جنسی اعضاء کا کینسر جو جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

ایسی خواتین جو ان ادویات کو استعمال کرتی ہیں' وہ حد سے زیادہ موٹی اور بھدی ہو جاتی ہیں۔ اس منصوبے یا ان ادویات کی وجہ سے
فحاشی میں اضافہ اس طرح ہوا کہ "منصوبہ بندی اور مانع حمل ادویات" کو جو شہرت دی گئی ہے' وہ کسی سے مخفی نہیں بلکہ بچے بچے کو منصوبہ بندی کے
ترانے یاد ہیں۔ دوسری بات ان دواؤں کی وجہ سے زنا میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ حمل ٹھہرنے کا خطرہ تو اب بہت کم ہے۔ تو پھر ڈر کس بات کا؟

2- فلمیں' کیبل' انٹرنیٹ:

یہ بھی بیہودگی کا شاہکار ہیں۔ اللہ ان کے حال پر رحم کرے۔ پاکستانی فلمیں فحاشی میں ہندوستانی اور انگلش فلموں کے مقابلوں میں کم
ہوا کرتی تھیں مگر اب لوگوں کی پسندیدگی کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستانی فلموں نے بھی اپنا "معیار" بڑھا لیا ہے۔ انڈین فلمیں فحش اور لچر ہوتی
ہیں۔ ان میں بیہودہ جملے عام ہوتے ہیں۔ عورتوں کا لباس بھی برائے نام ہوتا ہے اور پاکستان میں سب سے زیادہ دیکھی جانے والی فلمیں
انڈین ہی ہیں۔ انگریزی فلمیں' ان کا جواب ہی نہیں۔ یہود و نصاریٰ جتنے گندے انڈے ہوتے ہیں' اتنی واہیات ان کی فلمیں ہوتی ہیں اور
انگریزی برہنہ فلموں کا نشہ تو ہیروئن کے نشے سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس نشے کے شوقین کروڑوں پاکستانی انگریزی بلیو پرنٹ فلموں کے
دیوانے ہو گئے ہیں۔ انتہائی حساس رپورٹ کے مطابق پاکستانی سالانہ دس کروڑ کی بلیو فلمیں خرید رہے ہیں۔ یہ فلمیں دبئی کے راستے اسمگل
ہو کر "گرین چینل" کے ذریعے کراچی اور لاہور کے بڑے تقسیم کار ویڈیو سینٹرز تک پہنچتی ہیں۔ پھر ان کی کئی لاکھ کاپیاں کر کے پورے ملک میں
پھیلا دی جاتی ہیں۔

شہروں میں اکثر مقامات پہ منی سینما گھر کھلے ہوئے ہیں جن میں دن میں انڈین فلمیں اور اندھیرا ہوتے ہی بلیو پرنٹ فلمیں چلائی
جاتی ہیں۔ ایسی فلمیں بعض بڑے سینما گھر بھی چلاتے ہیں اور یہ سارا کام قانون کے رکھوالوں کی حفاظت میں ہو رہا ہے کیونکہ قانون کے رکھوالوں
کو بڑی بڑی رقمیں "بھتہ" اور "تحفے" کی صورت میں پہنچائی جاتی ہیں۔ شہروں میں تمام پبلک مقامات پہ' عام شاہراہوں پہ اور چوکوں پر بڑے بڑے
فحش فلمی پوسٹر ان نیم عریاں رنڈیوں کے پوسٹروں کو دیکھ کر عورتیں تو عورتیں' مرد بھی شرما جاتے ہیں۔ اخبارات میں ایک یا دو صفحہ فلموں کے لئے
مخصوص کیا جاتا ہے تاکہ جو خواتین گھروں میں رہتی ہیں' ان تک بھی فحاشی کا یہ زہر پہنچ سکے۔

اخبارات کے علاوہ فلمی رسالے بھی ہر ماہ چھپتے ہیں۔ جن میں فلموں کی تفصیل اور فلموں میں کام کرنے والی بدکار عورتوں کی بے حیا تصویریں ہوتی ہیں۔ تصویر کے حوالے سے یہ بھی بتا تا چلوں کہ بالکل عریاں تصویروں کے البم بھی کھلم کھلا فروخت ہو رہے ہیں۔ ان تصاویر کے البم کے علاوہ ایسے گندے تصاویری میگزین بھی ردّی کاغذ کے طور پہ ٹنوں کے حساب سے نہایت کم قیمت پر درآمد ہوتے ہیں۔ یہاں انہیں بک اسٹال اور کتب فروش خرید لیتے ہیں جو منہ مانگی قیمت پہ میگزین فروخت کرتے ہیں۔

آج کل انٹرنیٹ فحاشی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نوجوان فحش ویب سائٹس دیکھ کر دن رات اپنی صحت خراب کرتے ہیں اور مختلف بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ چیٹنگ کے ذریعے بھی لڑکیوں سے دوستیاں لگاتے ہیں اور ساری ساری رات بیٹھے رہتے ہیں۔

3- قحبہ خانے:

ہر شہر میں غلاظتوں کے ڈھیر قحبہ خانوں کی شکلوں میں موجود ہیں جہاں جسموں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔ حساس ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ایک لاکھ سے زیادہ عورتیں جسم فروشی کا دھندہ کرتی ہیں۔ ان میں زیادہ تر پیشہ ور عورتیں گانے بجانے اور رقص کرنے کے لئے دیئے جانے والے اجازت نامے کی آڑ میں جسم فروشی کر رہی ہیں اور اتنی ہی تعداد میں بدکار عورتیں شرفاء کے بھیس میں سرکاری افسروں اور بدعنوان پولیس اہلکاروں کے عشرت کدوں کی زینت بنتی ہیں۔ بازاروں‘ محلوں‘ گلیوں میں بھیک مانگنے کے بہانے گاہک تلاش کر کے عصمت فروشی کرنے والی عورتوں کی تعداد میں گزشتہ برس سے کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔

2 سال پہلے انتہا پسند ہندو لیڈر بال ٹھاکرے نے ایک پلان بنایا تھا جس کے تحت 70 ہزار طوائفوں کو پاکستان اور دوسرے مسلم ممالک میں بھیجنا تھا۔ یہ تمام طوائفیں ایڈز کی مریضہ تھیں۔ شاید ایڈز زدہ طوائفوں کی کھیپ پاکستان پہنچ چکی ہے۔ جب ہی تو جسم فروش عورتوں میں اضافہ ہوا ہے اور پاکستان میں بھی ایڈز کے مریض بڑھ رہے ہیں۔

”بچوں میں فحاشی کا فروغ“ ...... بچوں میں فحاشی پھیلانے والے عناصر درج ذیل ہیں۔

1- ٹی وی پروگرام:

ٹی وی پر پیش کئے جانے والے چند پروگرام جو بچوں کے حوالے سے پیش کیے جاتے ہیں مثلاً بچوں کے لئے انگریزی فلمیں یا بچوں کے لئے کارٹون سیریز وغیرہ۔ انگریزی فلموں کے نام سے تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ فلمیں کیا چیز ہوتی ہیں۔ ان کے بارے میں تبصرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر کارٹون پر تو تبصرہ کیا جاسکتا ہے۔ S.T.N چینل روزانہ 2 اور 3 کے دورانئے کے کارٹون پروگرام پیش کرتا ہے۔ اس پروگرام میں مختلف کارٹون سیریز ہوتی ہیں۔ ان کارٹونوں میں بھی فحاشی کی بھرمار کی جاتی ہے۔ ننھے منے بچوں کو بچپن ہی سے فحاشی کا دلدادہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بچے وقت سے پہلے جوان ہو جاتے ہیں۔ جیسے امریکہ میں حال ہی میں ایک 30 سالہ اسکول ٹیچر اپنے 12 سال کے شاگرد کے ناجائز بچے کی ماں بن گئی۔ کیا ایسا ہی کچھ اپنے وطن میں بھی کرنے کے ارادے ہیں کیا؟

ٹی وی پر ایک چیز ریسلنگ یا انگریزی کشتی بھی پیش کی جاتی ہے‘ وہ بھی فحاشی کا شاہکار ہوتی ہے۔ انگریز پہلوانوں نے صرف انڈر وئیر پہنا ہوتا ہے اور اسی انڈر وئیر ہی میں وہ اپنے مخالف سے کشتی لڑتے ہیں۔

کارٹون پروگرام اور ریسلنگ کی ویڈیو فلمیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ مردوں کی ریسلنگ کے علاوہ خواتین کی بھی کشتی کی ویڈیو بنائی جاتی ہے جو انتہائی فحش اور عریاں ہوتی ہے جنہیں بچے بڑے اور ماڈرن خواتین ویڈیو سینٹروں سے لا کر اپنے گھر میں دیکھتے ہیں۔ ان فلموں کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں کہ بچوں کا ذہن بچپن ہی سے ایسا بنا دو کہ یہ بالغ ہونے پہ انسان نہیں بلکہ حیوان سے بھی بدتر ہو جائیں۔

2- ویڈیو گیم:

آج کل گلی محلوں میں ویڈیو گیم کی بھی لعنت عام ہے۔ اس کا نشہ بھی بہت برا ہے۔ بڑوں کی نسبت بچے اس کے زیادہ شوقین ہوتے ہیں۔ ویڈیو گیم جسمانی صحت کے لئے بھی مضر ہے اور اخلاقی صحت کے لئے بھی۔

بچے پورا دن ویڈیو گیم کی دکانوں پر گزارتے ہیں۔ گھر سے جتنا جیب خرچ ملتا ہے‘ وہ ویڈیو گیم کی نظر ہو جاتا ہے۔ پھر بھی دل کو سکون اور چین نہیں ملتا۔ اپنے نشے کو پورا کرنے کے لئے پھر بچے ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ ویڈیو گیم کے دکاندار انہیں چوری کی نصیحت کرتے ہیں ...... پھر بچے گھروں سے چوری کرتے ہیں اور اپنا نشہ پورا کرتے ہیں۔ اس کے بعد بھی نشہ پورا نہیں ہوتا تو پھر ویڈیو گیم کھیلنے والے اوباش بچوں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں۔ یعنی وہ اوباش نوجوان بچے کو ایک ٹوکن دلا کر اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا ہے۔ ویڈیو گیم خود بھی فحاشی کا شاہکار ہوتے ہیں۔ اوباش نوجوان یہیں پر بچوں کو پان اور گٹکے کی عادت ڈال دیتے ہیں، پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے بچے محلے کا ناسور بن جاتے ہیں۔

3- پان اور گٹکا:

پان اور گٹکے میں انتہائی حرام چیزیں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً گلی ہوئی چھالیہ‘ کتھہ اور چونا وغیرہ اور گٹکوں میں چرس کی مقدار بھی استعمال ہوتی ہے اور ان میں استعمال ہونے والا کاغذ انتہائی فحش میگزینوں کا ہوتا ہے جو باہر سے درآمد کیے جاتے ہیں۔ یہ بدکاروں کی فحش تصویروں سے بھرے ہوتے ہیں۔ ایک تو پان اور گٹکا خود ایک زہر ہیں۔ آج کل جو گردوں کی بیماریاں چل رہی ہیں تو شراب نوشی یا پھر اسی پان اور گٹکے کا کمال ہے۔

پان اور گٹکوں سے جو بیماریاں ہوسکتی ہیں‘ وہ یہ ہیں:

منہ کا کینسر...... آنتوں کے زخم یا سوزش...... جگر کی خرابی...... معدے میں زخم...... گردوں میں زخم...... گردوں کا فیل ہو جانا۔

دنیا پر بھی یہی زور دیا جا رہا ہے کہ وہ کنڈومز (ساتھی‘ پچ وغیرہ) کو زیادہ سے زیادہ عام کریں...... تاکہ نہ صرف یہاں بے حیائی‘ بدکاری اور زناکاری عام ہو بلکہ اس طرح مسلمانوں کی آبادی بھی کم سے کم کی جاسکے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا خود امریکہ و یورپ کنڈومز وغیرہ کے استعمال سے ایڈز اور جنسی بیماریوں کے بحران سے واقعی محفوظ ہو گئے ہیں......؟ امریکی ذرائع ابلاغ اس بات کی تردید کرتے نظر آتے ہیں...... اس سے جو صورتحال بن گئی ہے‘ اسے اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ آسمان سے گرا‘ کھجور میں اٹکا...... یعنی بے تحاشا رقم خرچ کر کے‘ علاج‘ ادویات اور کنڈوم کلچر کو فروغ دے کر ایڈز کی اگر کوئی تھوڑی بہت روک تھام ہوئی بھی ہے تو اس کے ساتھ ہی دوسری خوفناک جنسی بیماریوں نے بھی سر اٹھا لیا ہے۔

دراصل یہ فحاشی و عریانی اور بے حیائی کا مادر پدر آزاد کلچر ہی ایسا ہے کہ جب تک یورپ و امریکہ اس سے نجات حاصل نہیں کریں گے‘ وہ ایک عذاب سے نکلیں گے بھی تو دوسرے عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے۔

اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ امریکی ماہرین حکومت کو مشورہ دے رہے ہیں کہ جنسی عمل پر ہی سرے سے پابندی لگا دی جائے۔ یہ ہے جنسی بے راہروی کا خوفناک نتیجہ کہ یہ لوگ اب میاں بیوی کے جائز تعلقات کے بھی متحمل نہیں ہو رہے۔ لیکن ہمارا انہیں پیغام ہے کہ اگر ایک بار پھر وہ جائز جنسی تعلقات پر آجائیں اور صرف میاں بیوی تک محدود ہو جائیں اور اسلام کی تعلیمات پر مکمل عمل کریں تو ان کے یہ سارے مصائب ان شاء اللہ ختم ہو جائیں گے۔

جو بھی فرد یا قوم فحاشی اور دیگر جنسی بے راہرویوں کی دلدادہ ہوتی ہے‘ اس کا انجام بالآخر دردناک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف اور نت نئی ایسی جنسی بیماریوں کی صورت میں ظاہر ہو کر رہتا ہے جنہیں ڈاکٹر بھی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں اور ان کا پہلے کوئی وجود بھی نہیں ہوتا۔

دور حاضر کی اکثر نئی بیماریوں (ایڈز اور ہیپاٹائٹس وغیرہ) کے دیگر اسباب کے علاوہ ایک بڑا سبب ڈاکٹروں اور ماہرین کے نزدیک جنسی بے راہروی بھی ہے...... لیکن انسان اس حقیقت کو نہیں سمجھتا اور وہ اصل سبب دور کرنے کی بجائے دیگر احتیاطی اقدامات کرتا رہتا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ایک بیماری اگر کچھ کنٹرول ہو بھی جائے تو وہ دوسری خوفناک شکل میں نمودار ہو جاتی ہے اور پھر اس پر دوبارہ تحقیق اور ریسرچ شروع ہو جاتی ہے ...... اور یوں انسان بد سے بدتر انجام کی طرف بڑھتا رہتا ہے اور 1400 سال پہلے قرآن کا یہ فرمان سچ ثابت ہو کر رہتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ (النور-19)

”جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی پھیلے‘ ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔“

اسی طرح نبی آخر الزماں ﷺ کا فرمان ہے۔

جب کسی قوم میں فحاشی کا رواج بڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کرنے لگتے ہیں تو ایسے لوگوں کے درمیان طاعون

عقیدہ

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ اور ان کا غلط استعمال

قسط نمبر 4

محمد یوسف طیبی

اسم اعظم کی تحقیق

مستدرک حاکم (۵۰۵/۱) میں بھی سیدنا ابوامامہ کے شاگرد قاسم کے حوالے سے مذکورہ بات مروی ہے۔

اسی طرح مستدرک میں ہی ولید بن مسلم کے حوالے سے بھی مذکورہ بات مروی ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ طٰه کی آیت سے مراد (اللہ لا الہ الا ھو له الاسماء الحسنیٰ) نمبر ۸ ہے۔ مشکل الآثار (۶۳/۱)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ جن علماء نے مذکورہ آیات مراد لی ہیں ان کے خیال میں الحی القیوم اسم اعظم ہے۔ ممکن ہے ان کی بات درست ہو لیکن اس پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جن احادیث میں آپ ﷺ نے اسم اعظم ہونے کی نشان دہی کی ہے ان میں سے بعض میں الحی اور القیوم کا ذکر نہیں ہے جیسے کہ سیدنا بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اسم اعظم لفظ "اللہ" ہے کیونکہ

۱۔ یہ لفظ تمام مذکورہ نصوص میں موجود ہے۔ سورۃ طٰہ میں بھی آخر آیت مراد لی جائے تو یہ نام تمام نصوص میں موجود نظر آتا ہے۔ یہی قول علامہ طحاوی نے اور حافظ ابن القیم نے اختیار کیا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سارے ناموں کو "اللہ" کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ" اور کہا جاتا ہے کہ الرحمٰن' الرحیم' القدوس وغیرہ اللہ کے نام ہیں اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ القدوس یا الرحمٰن کے ناموں میں سے ایک ہے۔ تو ثابت ہوا کہ لفظ اللہ اسماء اللہ الحسنیٰ کے تمام معانی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں ساری صفات کمال کا معنی موجود ہے۔ اس کا معنی ہے' وہ تمام مخلوقات کا الٰہ ہے۔ تعظیم' محبت وخشوع اور خضوع کے لائق ہے۔ مصائب میں اس کی طرف رجوع کرنے کے لائق ہے۔ تو ثابت ہوا کہ وہ کمال ربوبیت اور رحمان کا مالک ہے اور جب وہ کمال درجے کا رب رحمت اور مالک ہے تو لازمی بات ہے کہ اس میں تمام صفات کمال موجود ہیں کیونکہ مذکورہ صفات ایسی ذات کی تو ہو نہیں سکتیں جو نہ زندہ ہو نہ سنتا ہو نہ دیکھتا ہو نہ قادر ہو' نہ کچھ کر سکتا ہو نہ بول سکتا ہو۔ مدارج السالکین ۱/ ۳۲'۳۳)

لہٰذا اس کا لفظ تمام اسماء الحسنیٰ کو متضمن ہے اور یہی تمام نصوص میں موجود ہے۔ تو یہی اسم اعظم ہے۔

علامہ فخر الدین الرازی نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ کہتے ہیں اس لئے کہ لفظ اللہ کو عہد جاہلیت کے عرب بھی مانتے تھے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (لقمان:۲۵)

کہ جب آپ ان سے پوچھیں کہ زمین وآسمان کس نے بنایا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ یہ نام "اللہ" تمام ناموں کی اصل ہے جیسے کہ حافظ ابن قیم رحمہ کی بات ذکر ہوئی۔ اس کے علاوہ بھی اسباب ذکر کئے ہیں۔ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ (ص ۹۱۔۹۶)

نوٹ:۔ اللہ کے اسم اعظم کے بارے میں ایک اور حدیث بیان کی جاتی ہے کہ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اسم اللہ الاعظم فی ھاتین الاٰیتین...... (البقرہ۔ ۱۶۳)

اور آل عمران کی پہلی آیت (الم اللہ لاالہ الا ھو الحی القیوم) (مسند احمد ۴۶۱/۵ ابوداؤد نمبر ۱۴۹۶' الترمذی نمبر ۳۴۷۲)

اس کے علاوہ بھی اس حدیث کو محدثین نے بیان کیا مگر اس کی تمام سندوں میں عبید اللہ بن ابی زیاد القداح موجود ہے۔ جس کو امام ابن معین' ابوداؤد' النسائی' ابوحاتم وغیرہ نے ضعیف کہا ہے

دوسرے اس میں شہر بن حوشب ہے جس کو امام شعبہ' ابن عون اور امام نسائی رحمھم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ رہا کہ اللہ سے اگر اسم اعظم کا واسطہ دینا ہو تو مذکورہ احادیث والے الفاظ ادا کریں رسول اللہ ﷺ کے بقول آپ نے اسم اعظم کا واسطہ دے کر دعا کی۔ اس کے علاوہ بظاہر لفظ اللہ ہی اللہ کا اسم اعظم ہے۔ الحی القیوم بھی بہت عظیم نام ہے۔ واللہ اعلم

چوتھا اصول: اسماء اللہ الحسنیٰ میں الحاد حرام ہے

اللہ کا فرمان ہے۔ (وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ) کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ کے اسماء میں الحاد کرتے ہیں۔

الحد یلحد کا معنی مائل ہونا۔ حق سے ہٹ جانا۔ اس سے قبر کی لحد ہے۔ کہ وہ سیدھے گڑھے سے ایک طرف مائل ہوتی ہے۔ اسماء اللہ الحسنیٰ میں الحاد بھی یہی ہے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے طریقے سے روگردانی کرنا مائل ہو جانا ہے۔

الحاد کی قسمیں:۔

اللہ تعالیٰ کے ثابت شدہ اسماء اور اوصاف کا صاف انکار کردینا جیساکہ مکہ کے مشرک کیا کرتے تھے۔

(وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ) (الفرقان۔ ۶۰)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے؟

۲۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا کلی یا جزوی طور پر انکار کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والوں کی کئی اقسام ہیں۔

(ا) مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی صفات واسماء کا انکار کرنا۔ پرانے زمانے سے ان کو معطلہ کہا جاتا تھا۔ آج بھی یہ لوگ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ سلطنت عمان میں جن کی حکومت ہے' وہ خوارج کی ایک قسم اباضیہ ہیں۔ وہ بعض صفات کا انکار کرتے

ہیں۔

(ii) اللہ تعالیٰ کے سات ناموں میں موجود صفات کا اقرار کرنا اور باقی کا انکار کرنا یا تاویل کرنا ان کا نام اشاعرہ یا سبعیہ ہے۔

وہ سات صفات یہ ہیں

الحیاۃ۔ العلم۔ القدرۃ۔ الارادۃ۔ السمع، والبصر، الکلام

تعجب یہ ہے کہ اس فکر کے حاملین دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ زمانہ میں بھی ڈیلی اخبارات کے کالم نویس لاشعوری طور پر اس غلط عقیدہ کا زہر پھیلا رہے ہیں اور آج کے مسلمانوں کو ان روشن خیال اسکالروں کی بات بھی بہت اچھی لگتی ہے۔

iii۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور ان کے اندر پائی جانے والی صفات کے الفاظ کا اقرار کرنا مگر اس کے معنی کو بدل دینا۔ ان کو اہل تاویل کہتے ہیں۔

vi۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور ان میں موجود اوصاف کو بندوں سے تشبیہ دینا۔ ان کو مشبہ کہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی صفات ایسی ہیں جو اس کے لائق ہیں اور بندے کی صفات بندے کے لائق ہیں۔ لیس کمثلہ شئی۔ (الشوریٰ) اس جیسی کوئی چیز نہیں۔

v۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اوصاف کی کیفیت اپنی طرف سے بیان کرنا جبکہ اللہ تعالیٰ نے وہ کیفیت بیان کی ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ پوچھا اللہ عرش پر کیسے ہے؟ فرمایا اللہ کا عرش پر ہونا معروف ہے اور کیفیت مجہول ہے اور ایسا سوال کرنا بدعت ہے۔ پھر اس کو مجلس سے نکالنے کا حکم دے دیا۔

vi۔ اسماء اللہ اور صفات کا لفظ ماننا مگر اس کے معنی کو اللہ کے سپرد کر دینا۔ یعنی اللہ تعالیٰ الودود ہے۔ اس کے اندر موجود صفت مودت کے لفظ کا اقرار کرنا مگر اس کے معنی کرنے سے انکار کرنا۔ ان کو مفوضہ کہتے ہیں یہ بھی طریقہ ہی غلط ہے۔

الحاد کی دوسری قسم:

بندہ اپنے رب کا نام خود تجویز کرے: (خدا، God، Lord، رام، بھگوان) یہ بہت بڑی جرأت اور قبیح حرکت ہے کہ جس رب کو اس نے دیکھا نہیں، جس کا تعارف وہ خود نہ کروائے تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کے نام خود رکھے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اللہ تعالیٰ کے ناموں کا واسطہ دیا تو عام اسماء اللہ کی تمام اقسام کا ذکر کر دیا۔ فرمایا۔

إِنِّي أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ ......

اے اللہ میں تیرے ناموں کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جو نام تو نے اپنے آپ کے لئے خود تجویز کیے ہیں۔ ۲۔ یا اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں۔ ۳۔ یا تو نے اپنی مخلوق سے کسی کو سکھائے ہیں۔ یا تو نے ان کو اپنے علم غیب میں ہی رکھنے کو ترجیح دی ہے یعنی ابھی تک کسی کو بھی نہیں بتائے

قارئین غور فرمائیں۔

کیا یہاں پانچویں قسم کی گنجائش ہے کہ یا اللہ ان ناموں کا واسطہ دیتے ہیں جو تیری مخلوق نے رکھے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کیلئے بندوں کے خود ساختہ نام

بندوں نے اللہ تعالیٰ کے کئی شعوری و غیر شعوری نام رکھے ہیں جس کی چند قسمیں ہیں۔

ا۔ عیسائیوں نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ (نعوذ باللہ) تو لا محالہ رب ذوالجلال کو الاب (باپ) کا نام دیا،

قرآن مجید کی جلدوں پر جو اسمائے حسنیٰ دیئے گئے ہیں، یہ نبی ﷺ کا قول نہیں بلکہ کسی راوی کا ادراج یعنی اضافہ ہے۔ حافظ ابن کثیر اور حفاظ محدثین کا بھی یہی موقف ہے

(نعوذ باللہ)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہوئے قدیم فلاسفہ نے اس کا نام علت فاعلہ قرار دیا۔

ہمارے معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا اپنی زبان میں ترجمہ کر کے اللہ کا نام بنا دیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ مالک ہے تو اس کے ہم معنی فارسی میں خدا، اللہ کا نام رکھ دیا گیا۔ آپ دیکھیں ہماری تحریری، تقریریں نظمیں اللہ کو اس کے اسم اعظم اللہ کی بجائے خدا، خدایا کہہ کر پکارتے ہیں اس میں بڑے بڑے علماء بھی قباحت محسوس نہیں کرتے، آخر کیوں؟

اسی طرح انگریز اللہ کو God گاڈ کہتے ہیں۔ ہمارے نیم انگریز بھی اپنے دوران کلام Oh my God تکیہ کلام اپناتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ نے اپنا نام God رکھا ہے۔ اگر یہ ترجمہ ہے تو یاد رکھیں، ناموں کے ترجمے نہیں ہوتے۔ سیدنا ابوذر غفاری کا نام ہے جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ اس کا معنی ہے۔ مکڑا بن ٹڈا۔ دونوں کیڑوں کے نام ہیں تو کیا ان کو نام کا ترجمہ کر کے پکارنا ٹھیک ہوگا؟ عبدالعزیز، عبدالسلام وغیرہ کو یوں پکارنا۔ او غالب کے غلام۔ او سلام کے غلام ادھر آ۔ کیا درست ہوگا؟؟

جب بندے اپنے ناموں کا ترجمہ پسند نہیں کرتے تو رب العالمین کے ناموں کا ترجمہ کرنا۔ پھر غالب اوقات انہیں کے ساتھ ہی پکارنا کیونکر درست ہوگا؟

اللہ تعالیٰ کے اوصاف وافعال سے نام بنائے جانا

یہ بھی الحاد ہے کہ اللہ کی صفات سے نام بنائے جائیں۔ کیونکہ صفات تو بندے کی بہت ہوتی ہیں جبکہ نام چند ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً بندہ پڑھاتا ہے تو اس کا نام ہی مدرس رکھ دیں۔ اس کی بیوی اس کو مدرس ہی کہے۔ کیسا ہے؟ وہ سو جاتا ہے تو اس کا نام نومی صاحب رکھ دیں۔ وہ دوڑ لگاتا ہے تو اس کا نام بھگاڑ رکھ دیں وہ کھاتا ہے تو اس کا نام پیٹو رکھ دیں۔ وہ محنت مزدوری کرے تو کامو کہلائے جب یہ بات مخلوقات میں عیب ہے تو اللہ کے افعال وصفات کو دیکھ کر خود اس کے نام بنانا کیسے جائز ہوا؟ لیکن دیکھئے قران کریم کی جلد پر اور بعض مساجد میں اللہ کے اسماء لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ ان میں کئی ایک ایسے ہیں جو بلا دلیل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے افعال وصفات سے بنائے گئے ہیں۔

مثلاً حدیث میں ہے: من ستر مسلما ستره الله

جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ اس کی بھی پردہ پوشی کرے گا۔ اب اس سے اللہ کا نام الستار رکھ دیا گیا ہے جبکہ اس کی کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح الرشید ہے۔ الجامع ہے۔ اسی طرح ولكن الله يهدي من يشاء اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ یہ اللہ کا فعل ہے۔ اس سے اس کا نام الهادی رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ بدیع السموات ہے تو اس کا نام البدیع رکھ دیا۔ وغیرہ تو کیا اللہ چونکہ کلام کرتا ہے تو اس کا نام متکلم رکھ دیا جائے؟ اور يخادعون الله وهو خادعهم وہ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ ان کو دھوکہ دیتا ہے۔ ان کا دھوکہ انہیں ہی لوٹا دیتا ہے تو نعوذ باللہ اس سے اللہ کا نام الخادع یعنی دھوکہ دینے والا رکھ دیا جائے۔

قارئین غور فرمائیں، یہ کتنی بڑی جرأت ہے اور اس کا کتنا نقصان ہے۔ اس لئے ہم آئندہ کتاب وسنت سے ثابت شدہ اسماء ذکر کریں گے۔ ان کے دلائل اور شرح کے ساتھ (ان شاء اللہ) نوٹ: کسی کو اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ الرشید، الستار وغیرہ نام تو ترمذی شریف میں موجود ہیں تو سنئے۔

ترمذی شریف میں یہ حدیث موجود ہے اس کا نمبر (۳۵۷۴) ہے اس طرح ابن حبان (۲۳۸۴) اور مستدرک حاکم اور بیہقی وغیرہ میں بھی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث تو کئی طرق سے آئی ہے مگر اسماء اللہ الحسنیٰ کا تذکرہ صرف اسی سند میں ہے۔ اس کے علاوہ آدم بن ابی ایاس نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ابی ہریرہ سے مگر اس کی اسناد صحیح نہیں۔ (سنن الترمذی)

قرآن سے تعلق

ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں؟“

لوگوں نے جواب دیا ”ہاں ہم لوگ ان دونوں باتوں کی شہادت دیتے ہیں۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ”اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس قرآن کو مضبوطی سے تھامو تو تم سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکو گے اور نہ اس کے بعد ہلاکت سے دوچار ہو گے۔“

تشریح: یہ حدیث **واعتصموا بحبل الله جميعاً** کی بہترین تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو حبل اللہ کہا ہے یعنی اللہ تک پہنچنے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دنیا و آخرت میں اس کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے (جلیل احسن ندوی کی کتاب زادِراہ سے انتخاب)

مرسلہ: الرعد عسکری، جہانیاں

رسول اللہ ﷺ کا مزاح

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ چند صحابہ کرامؓ کے پاس رونق افروز تھے۔ سب مل کر کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ اتنے میں سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ ان کی ایک آنکھ میں تکلیف تھی۔ اس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اگرچہ چشم آشوب میں کھجور کھانا نقصان دہ ہے۔ مگر وہ آتے ہی کھجوریں کھانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سبحان اللہ! تمہاری آنکھ دکھ رہی ہے اور تم کھجوریں کھا رہے ہو؟“

انہوں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس آنکھ کی طرف سے کھا رہا ہوں جو اچھی ہے۔“ نبی اکرم ﷺ ان کا جواب سن کر مسکرائے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے۔ (مسند احمد)

مرسلہ: توصیف مجاہدہ، سیالکوٹ

قیمتی نگینہ

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی انگشتری میں ایک ایسا نگینہ جڑا ہوا تھا جس کی درست قیمت کا اندازہ جوہری بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ گویا دریائے نور تھا جو رات کو دن میں بدل دیتا تھا۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ مرنے لگے۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ کو ان حالات کا علم ہوا تو لوگوں کی امداد کے لئے اپنی انگشتری کا وہ قیمتی نگینہ بھی فروخت کر دیا اور جو قیمت ملی اس سے اناج خرید کر تقسیم کر دیا۔ جب اس بات کا علم آپ کے بہی خواہوں کو ہوا تو ان میں سے ایک نے آپ سے کہا یہ آپ نے کیا کیا کہ ایسا بیش بہا نگینہ بیچ دیا۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سن کر فرمایا ”وہ نگینہ مجھے بھی بہت پسند تھا لیکن میں یہ بات گوارا نہیں کر سکتا کہ لوگ بھوک سے تڑپ رہے ہوں اور میں قیمتی نگینہ پہنے بیٹھا رہوں۔ کسی حکمران کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ لوگوں کو تکلیف میں مبتلا دیکھے اور اپنے آرام اور زیب و زینت کے سامان کو عزیز رکھے۔“ یہ فرماتے ہوئے آپ کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے۔ (ماخوذ از ایام خلافت راشدہ)

مرسلہ: بنت عبدالشکور اوڈ، بہاول نگر

خشیتِ الٰہی کے آنسو

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے خوف اور ہیبت سے جس بندہ مومن کی آنکھوں سے آنسو نکلے اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں اور

خیال افروز باتیں

جھکنا چاہتے ہو تو اللہ کے سامنے جھکو۔

کم بولو کہ اس میں تمہاری شخصیت کا راز پوشیدہ ہے۔

ظالموں کو معاف کر دینا درحقیقت مظلوموں پر ظلم ہے۔

اچھے خیالات کے مالک کبھی تنہا نہیں ہوتے۔

کوشش بند دروازے کھول دیتی ہے۔

مرسلہ:

میر طلال فاروق، گوندلانوالہ

وہ کون تھا!

پہلی صدی ہجری کا اخیر مسلمانوں کے عروج کا زمانہ ہے یہ وہ دور ہے جب معروف دنیا کے بیشتر حصے پر اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا، تینوں براعظموں پر ان کی حکومت قائم ہے اور دنیا کی ہر طاقت ان کے سامنے سرنگوں ہے اور سر اطاعت خم کر چکی ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا حکمران مسلمانوں کا راستہ روکنے کی ہمت و جرأت نہیں کر سکتا۔ ان دنوں وسطِ ایشیا کے ایک مسلمان فاتح سمرقند میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں۔ اس فاتحانہ داخلے میں نہ کسی کی عزت و آبرو پر آنچ آتی ہے نہ کسی کی جائیداد اور مال و زر کو کوئی برے ارادے سے دیکھتا ہے نہ اخلاق و کردار سے ہٹ کر کوئی حرکت کسی سے سرزد ہوتی ہے کر نے میں کوتاہی ہو جاتی ہے جو محض رسمی نوعیت کی سمجھی گئی تھیں۔

لوگوں کے کہنے، سننے پر بعض مقامی باشندے قاضی عساکر کے روبرو عرضداشت پیش کرتے ہیں کہ چونکہ دوران فتح فلاں فلاں شرائط کی پاس داری نہ کی گئی اس لیے یہ ساری کاروائی کالعدم قرار دی جائے اور فوج کو حکم دیا جائے کہ وہ شہر خالی کر دے۔

مورخ بلاذری ”فتوح البلدان“ کے باب سمرقند میں میں لکھتا ہے کہ سمرقند کے بودھ باشندوں نے قاضی عساکر کے روبرو مسلم سپہ سالار کے خلاف عرضداشت دائر کر دی۔ قاضی نے اپنے ہی سپہ سالار کے خلاف غیر مسلموں کی شکایات سنیں ...... پھر سپہ سالار کا موقف سنا...... اور حکم دیا کہ شہر خالی کر دیا جائے چنانچہ جو شہر مسلمانوں نے شمشیر خارا شگاف سے فتح کیا تھا وہ اس کے اپنے ہی مقرر کردہ قاضی کے حکم پر بلا چوں و چرا خالی کر دیا گیا اور اہل شہر میں منادی کرا دی گئی کہ اس پورے عمل کے دوران کسی کا نقصان ہوا ہو تو شریعت اسلامی کے مطابق تاوان طلب کر سکتا ہے۔ قانون جنگ کی تاریخ میں یہ ایک منفرد مثال ہے جو اپنی نوعیت کی شاید آخری مثال ہے کہ کسی فاتح نے کسی عسکری یا سیاسی دباؤ کے بغیر محض عدالتی حکم پر قانون اور اخلاق کی پاسداری کرتے ہوئے رضائے الٰہی کے لیے سر تسلیم خم کر دیا ہو۔

بزم اطفال

ابو علی عبد الوکیل

آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر پہنچ جائیں تو اللہ اسکے لئے آتش جہنم کو حرام فرمادیں گے۔ (سنن ابن ماجہ)

مرسلہ بنت جمیل احمد چونیا

سوال؟

وہ!
ایک عراقی بچہ
زخم زخم جس کا چہرا تھا
ماں کی نظریں کھوج رہی تھیں
وہ بے چاری سوچ رہی تھی
آخر بوسہ کہاں پہ دوں میں؟
آخر بوسہ کہاں پر دوں میں؟

مرسلہ: ثمن حناء کوٹ عبد المالک

ذہن ساز انعامی کوئز

1۔ کیا توحید کے بغیر انسان باقی تمام اچھے اعمال کر کے بخشا جا سکتا ہے؟ (قرآنی دلیل دیں)

2۔ کیا خلیفہ کے بغیر نماز کا فریضہ ساقط ہوسکتا ہے؟

3۔ کیا خلیفہ کی عدم موجودگی میں فریضہ جہاد موقوف ہوسکتا ہے؟

4۔ کیا علاج کے لئے غیر شرعی طریقہ استعمال کیا جاسکتا ہے چاہے اس میں ظاہراً شفاء بھی ہو؟

5۔ کیا نبی ﷺ نے پہلے ملکی معیشت مضبوط کر کے پھر جہاد شروع کیا تھا؟

گزشتہ کوئز کے انعام یافتگان

پہلا انعام: طیب ممتاز قریشی سرگودھا

دوسرا انعام: مریم امین لاہور

تیسرا انعام: احمد جہانزیب، لاہور

گزشتہ کوئز کے درست جوابات

1۔ اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانا جائز نہیں بلکہ یہ شرک ہے۔

2۔ نبی مکرم ﷺ کی ولادت باسعادت 9 ربیع الاول کو ہوئی۔

3۔ دین اسلام اللہ کا پسندیدہ اور مکمل دین ہے، اس میں کوئی نیا کام شروع کرنا جو قرآن وسنت سے ثابت نہ ہوں بدعت کہلاتا ہے۔ سائنسی ایجادات چونکہ خالصتاً تحقیقی کام ہے اور دین نہیں بلکہ دین اس کی ترغیب دیتا ہے اس لئے ان کو بدعت نہیں کہا جاسکتا۔

4۔ آمرانہ طریقے سے آیا ہوا حکمران بھی اگر شریعت نافذ کر دے تو اسے مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

5۔ مکہ مکرمہ سن 8 ہجری میں فتح ہوا اور اللہ نے اسے فتح مبین قرار دیا

درست جوابات دینے والوں کے نام

محمد طیب یوسف' اوکاڑہ۔ سجاد علی خان' پشاور۔ ابوسفیان' شیخوپورہ۔ احمد جہاں زیب' لاہور۔ رابعہ ثناء شیخوپورہ۔ اشتیاق احمد' فیصل آباد۔ محمد یوسف کامران' میلسی۔ راحت افتخار' شیخوپورہ۔ حاجی محمد نصر اللہ' لاہور۔ حافظ عبداللہ' راولپنڈی۔ ثمینہ عاشق' شیخوپورہ بنت عبدالشکور اوڈ' بہاولنگر۔ حسنین امتیاز' سیالکوٹ۔ عمیر اسحاق' شیخوپورہ۔ محمد شاہد ایوب' اوکاڑہ۔ ابویاسر مصطفیٰ' ننکانہ۔ بنت محمد اشرف' وزیر آباد۔ آسر رشید مغل' گوجرانوالہ۔ سعدیہ آصف' لاہور۔ رضوانہ سعدیہ' قصور۔ طیب ممتاز' سرگودھا۔ عائشہ ممتاز' سرگودھا۔ بنت اکرام اللہ ڈار' سیالکوٹ۔ صفیہ بنت سردار رحمت خان، جدہ سعودی عرب۔

آپ بتائیں کہ
یہ عظیم سپہ سالار کون تھا؟

گزشتہ ماہ کا درست جواب: یوسف بن تاشفین

درست جواب دینے والوں کے نام

شاہد بشیر' فیصل آباد۔ روح اللہ خان' کراچی۔ سجاد علی خان' پشاور ثمینہ عاشق' شیخوپورہ۔ فوزیہ بنت عبداللہ' کراچی۔ راحت افتخار' شیخوپورہ۔ شہزاد فاروق' کراچی۔ محمد فشاء اللہ' شیخوپورہ۔ اخت ابوعمار یاسر' ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ طیب ممتاز' سرگودھا۔ حسنین ممتاز' سیالکوٹ۔ ابورضوان جاوید' ملتان۔ رابعہ ثناء' شیخوپورہ۔ صفیہ بن سردار رحمت خان، جدہ سعودی عرب۔

انعام حاصل کرنے والی خوش نصیب
فوزیہ عبداللہ' کراچی

برائیوں کی جڑ

سیدنا محمد ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ وہ اسلام قبول کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ ﷺ سے کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے عرض کیا...... اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ سے بہت سے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں، جن کا میں عادی ہوچکا ہوں اور ان کو چھوڑ نہیں سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھ سے جھوٹ چھوڑنے کا وعدہ کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا "ہاں" پھر اس نے وعدہ کیا اور چلا گیا۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کتنا آسان وعدہ لیا ہے۔

ایک دن حسب عادت اس نے چوری کا ارادہ کیا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ پوچھیں گے تو کیا جواب دوں گا اگر چوری مان لوں گا تو سزا ملے گی۔ اگر نہ مانوں تو جھوٹ ہوگا۔ یہ سوچ کر اس نے چوری کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے بعد جب بھی اس کا دل کسی گناہ پر آمادہ ہوتا وہ اپنے وعدے کو یاد کر لیتا۔ اس طرح وہ گناہوں سے ہٹتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ تمام گناہوں سے پاک ہوگیا۔

جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو تمام برائیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ آیئے عہد کریں کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ ان شاءاللہ

مرسلہ: فریحہ انجم، پسرور

آپ بھی لکھئے

آپ کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔
آپ کی خواہش ہے کہ آپ کی تحریر شائع ہو۔
آپ مستقبل کے ادیب بننا چاہتے ہیں۔

مگر خیال رہے

تحریر مختصر، صاف، خوش خط اور کاغذ کے ایک جانب ہو۔
لکھنے کیلئے موضوع کی کوئی قید نہیں، صرف کتاب وسنت کے مطابق ہو اور مختصر و دلچسپ ہو۔
اپنی نگارشات کے اختتام پر نام و پتہ لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔
انتخاب واقتباس کی صورت میں اصل کتاب اور مصنف کا حوالہ ضرور دیں۔
تحریر بھجوانے سے پہلے کسی بڑے، استاد یا لکھنے والے سے اصلاح لے لینا بہتر ہوگا۔

تو پھر دیر کس بات کی

اپنی تحریر آج ہی ہمیں روانہ کردیں
مجلۃ الدعوۃ کے صفحات آپ کی صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے حاضر ہیں

انچارج بزم اطفال
مجلۃ الدعوۃ 4-لیک روڈ
چوبرجی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ
طیبات
لاہور پاکستان
خواتین اسلام کا ترجمان
7 جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ جولائی 2004ء

کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

عافیہ صدیقی سے عشرت جہاں آراء تک

کیا سب مسلمان دہشت گرد ہیں..؟

کامیاب اور خوشگوار ازدواجی زندگی
شوہر کی اطاعت میں مضمر ہے

سوتیلی ماں اور سوتیلی اولاد کے تعلقات
اور اسوۂ صحابیاتؓ

مردوں کی مشابہت سے بچو

صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اللہ تعالیٰ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔'' (بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، عن ابن عباس)

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے عورتوں میں سے مرد بننے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔'' (الکبائر لذہبی۔ ص۔۱۴۳)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر لعنت کی ہے جو مردانہ لباس زیب تن کرتی ہے اور اس مرد پہ بھی لعنت کی ہے جو زنانہ لباس پہنتا ہے۔'' (رواہ ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ)

اس لئے جب عورت مردانہ لباس مثلاً سوٹ، بوٹ، کوٹ اور تنگ بوشرٹ پہنتی ہے تو وہ لباس میں مردوں کی مشابہت کرتی ہے اور اللہ و رسول ﷺ کی لعنت کی مستحق بنتی ہے اور اس کا شوہر بھی لعنت کا مستحق بنتا ہے کیونکہ وہ عورت کو ایسا لباس پہننے سے نہیں روکتا بلکہ اس سے خوش ہے۔ شوہر لعنت کا مستحق اس لئے ہوتا ہے کہ وہ عورت کو اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر لگانے اور اسے برائی سے منع کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔ یاایھاالذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ. (التحریم: 6)

''اے ایمان کے دعویدارو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچالو کہ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔''

''یعنی انہیں ادب سکھاؤ، تعلیم دو اور انہیں اللہ کی اطاعت کا حکم دو اور اس کی معصیت سے منع کرو۔ جس طرح تم پر اللہ کی معصیت سے اجتناب واجب ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک کو اس کی نگہبانی کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے اور قیامت کے دن اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (بخاری ومسلم، عن ابن عمر)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

دو قسم کے ایسے جہنمی جن کو میں نے ابھی تک دیکھا نہیں ہے۔ ایک قسم کے وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں گائے کی دم کی طرح لمبے لمبے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے، دوسری قسم وہ عورتیں ہیں جو کپڑوں میں ملبوس ہونے کے باوجود ننگی ہیں، خود دوسروں کی طرف راغب ہوتی ہیں اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ ان کے سروں کی چوٹیاں بختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہیں وہ جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھیں گی جبکہ جنت کی خوشبو لمبی مسافت اور دور ہی سے سونگھی جاسکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا وہ اپنے ہاتھوں کو مہندی یا خضاب نہ لگاتی تھی تو فرمایا ''تم میں سے کوئی عورت بھی اپنے ہاتھوں کو مردوں کے ہاتھوں کی طرح نہ رکھ چھوڑے تو کہتے ہیں کہ اس عورت نے جب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنا تو وہ ہمیشہ اپنے ہاتھوں کو مہندی یا خضاب سے رنگتی تھی، یہاں تک کہ اس کی عمر 90 سال ہوگئی اور وہ اسی حالت میں فوت ہوگئی۔ (تفسیر قرطبی، ج ۵، ص۔۲۵۲)

آئیے قرآن سیکھئے

ثم قست قلوبکم من ذلک فهی کالحجارة او اشد قسوة وان من الحجارة لما یتفجر منه الانهر وان منها لما یشقق فیخرج منه المآء وان منها لما یهبط من خشیة الله وما الله بغافل عما تعملون(۷۴)افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منهم یسمعون کلم الله ثم یحرفونه من بعدما عقلوه وهم یعلمون(۷۵)واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلا بعضهم الی بعض قالوا اتحدثونهم بما فتح الله علیکم لیحآجوکم به عند ربکم افلاتعقلون(۷۶)اولا یعلمون ان الله یعلم مایسرون وما یعلنون(۷۷)ومنهم امیون لایعلمون الکتب الا امانی وان هم الایظنون(۷۸)فویل للذین یکتبون الکتب بایدهیم ثم یقولون هذا من عندالله لیشتروا به ثمنا قلیلاً فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون(۷۹)وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة قل اتخذ تم عندالله عهداً فلن یخلف الله عهده ام تقولون علی الله مالاتعلمون(۸۰)بلی من کسب سیئة واحاطب به خطیئته فاؤلٓئک اصحب النار هم فیها خلدون(۸۱)والذین امنوا عملوا الصلحت اولٓئک اصحب الجنة هم فیها خلدون(۸۲)

اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے پتھروں کی طرح سخت یا ان سے بھی زیادہ سخت ہو گئے کیونکہ پتھروں میں سے تو کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلنے لگتا ہے اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے (لرز کر) گر پڑتے ہیں اور جو کچھ کرتوت تم کر رہے ہو اللہ ان سے بے خبر نہیں۔

کیا تم ان سے یہ توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری خاطر ایمان لائیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں۔ پھر اس کو سمجھ لینے کے بعد اور عقل رکھنے کے باوجود بھی اس کو بدل ڈالتے ہیں یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی محمد پر ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم مسلمانوں کو وہ باتیں بتلاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں کیا وہ اپنے رب کے ہاں ان باتوں کو تمہارے خلاف بطور حجت پیش کر دیں کیا تمہیں عقل نہیں ہے کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہر اس چیز کو جسے وہ چھپاتے ہیں اور جسے وہ ظاہر کرتے ہیں۔

اور ان میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو ان پڑھ ہونے کی وجہ سے کتاب کا علم نہیں رکھتے۔ ان کے پاس جھوٹی آرزوؤں کے سوا کچھ نہیں اور جو بات بھی کرتے ہیں ظن و تخمین سے کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو کتاب تو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ ان سے تھوڑے سے دام لے سکیں۔ ان کے ہاتھ کی تحریر بھی ان کے لئے بربادی کا سامان ہے

وجیہا قمر قصور

اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لئے ہلاکت کا سبب ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ گنتی کے چند دن کے سوا انہیں دوزخ کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی آپ ان سے پوچھئے کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی ایسا عہد لے رکھا ہے جس کی وہ خلاف ورزی نہ کرے گا؟ یا تم اللہ پر ایسی باتیں جڑ دیتے ہو جن کا تمہیں علم ہی نہیں؟ بات یہ ہے کہ جس نے بھی برے کام کئے پھر اس کے گناہوں نے اس کا گھیرا کر لیا تو ایسے ہی لوگ اہل دوزخ ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائیں اور اچھے کام کریں تو یہی لوگ جنت کے مستحق ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح و تفسیر:

سورہ بقرہ آیت نمبر ۷۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ معجزہ یعنی گائے کے ٹکڑے کے ساتھ مردے کو زندہ کرنے والا اور اس کے علاوہ کئی سابقہ معجزات دیکھنے کے بعد تمہارے دل میں اللہ کا خوف پیدا نہ ہوا۔ تمہارے دل پھر بھی نہ لرز اٹھے بلکہ کانپنے کی بجائے تمہارے دل سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے۔ پتھروں سے بھی زیادہ سخت کیونکہ کچھ پتھر ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور وہ عام لوگوں کے لئے نفع کا سبب بنتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن سے کوئی چشمہ ہی جاری ہو جاتا ہے یہ پہلے کی نسبت کو کم نفع بخش ہیں تاہم نفع ضرور پہنچاتے ہیں یہ پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے گو وہ بہنے کے قابل نہ ہو۔ بعض پتھر خوف الٰہی سے گر پڑتے ہیں لیکن ان کے دل کسی وعظ و نصیحت سے نرم ہی نہیں ہوتے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر یہ بتلاتی ہے کہ پتھر بھی اللہ جل جلالہ کے خوف سے لرز جاتے ہیں۔ یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پتھروں وغیرہ جیسے بے جان چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہیں جیسے قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

تسبح له السماوات السبع والارض ومن فیهن وان من شی الا یسبح بحملم ولکن لا تفقهون تسبیحهم انه کان حلیماً غفوراً.(الاسراء-41)

یعنی ساتوں آسمان اور زمینیں اور ان کی تمام مخلوق اور ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو بے شک وہ تحمل والا اور بخشش والا ہے۔

ایک اور جگہ ہے

والنجم والشجر یسجدان.(الرحمن-6)

''ستارے اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں۔''

ایک اور جگہ ہے

گنہگار لوگ اپنے جسموں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم سے اس اللہ نے بات کرائی جو ہر چیز کو بولنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ احد پہاڑ کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر نبی ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر بنا اور وہ تنا ہٹا دیا گیا تو وہ تنا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

صحیح مسلم میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ حجر اسود کے بارے میں ہے کہ جس نے اسے حق کے ساتھ بوسہ دیا ہو گا یہ اس کے ایمان کی گواہی قیامت والے دن دے گا۔

الختصر یہ کہ تمام جمادات میں بھی ادراک و حس موجود ہے۔

سورہ انفال کے آغاز میں اللہ کی ذات جہاں پر مومنوں کی تعریف بیان کرتا ہے وہاں پر فرمایا مومن وہ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ انس کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا چار چیزیں بدبختی اور شقاوت کی ہیں اللہ کے خوف سے آنکھوں سے آنسو نہ بہنا۔ دل کا سخت ہو جانا۔ امیدوں کا بڑھ جانا۔ لالچی بن جانا۔

افتطمعون......

سورہ بقرہ کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ خطاب کر رہے ہیں اپنے پیغمبر آپ ﷺ کے صحابہ اور مسلمانوں سے کہ اے مسلمانو! کیا تم طمع کرتے ہو کہ یہ لوگ یعنی یہود ایماندار بن جائیں گے نہیں نہیں بلکہ تمہاری یہ امیدیں بالکل ناکام ہیں۔ جب ان لوگوں نے اتنی بڑی بڑی نشانیاں دیکھتے ہوئے اپنے دل سخت پتھر جیسے بنا لئے۔ اللہ کے کلام کو سن کر سمجھ کر پھر بھی اس کی تحریف کر ڈالی یعنی بدل ڈالا' اس کو تو ان سے کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے نہیں نہیں بلکہ ان کے کرتوت دیکھ کر ان کی بار بار عہد شکنیاں اور بدچلنیاں دیکھ کر ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے ہیں یہ اللہ کے کلام میں ردو بدل کر ڈالا کرتے تھے۔

ابن کثیر سے نقل' سیدنا ابن عباس تفسیر میں فرماتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ سننے کو فرمایا اس سے مراد سیدنا موسیٰ کے صحابیوں کی وہ جماعت ہے جنہوں نے آپ سے اللہ کا کلام اپنے کانوں سے سننے کی درخواست کی تھی اور جب وہ پاک صاف ہو کر روزہ رکھ کر سیدنا موسیٰ کے ساتھ طور پہاڑ پر جا کر سجدے میں گر پڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا کلام سنایا جب یہ واپس آئے اور سیدنا موسیٰ نے اللہ کا یہ کلام بنی اسرائیل میں بیان کرنا شروع کیا تو ان لوگوں نے اس کی تحریف اور تبدیلی شروع کر دی۔

کلام الٰہی میں تحریف کرنے والے اور چھپانے والے ان کے علماء تھے۔ نبی ﷺ کی جو اوصاف و خوبیاں ان کی کتاب میں تھیں ان میں انہوں نے تاویلیں کر کے اصل مطلب سے لوگوں کو دور کر دیا تھا اسی طرح حلال کو حرام اور حرام کو حلال حق کو باطل اور باطل کو حق کر دیا کرتے تھے۔ رشوتیں لینی اور غلط مسائل بتانے کی عادت ڈال لی تھی۔ ہاں کبھی کبھی جبکہ رشوت وغیرہ ملی ہوئی نہ ہوتی سرداری کے ختم ہو جانے کا خوف نہ ہوتا۔ مریدوں سے الگ ہوتے تو حق بات بھی کہہ دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں سے ملتے تو کہہ دیا کرتے کہ تمہارے نبی سچے ہیں یہ برحق رسول ہیں لیکن پھر آپس میں بیٹھ کر کہتے تم کیوں عربی لوگوں سے کہتے ہو کہ تمہارا رسول سچا اور برحق ہے اس طرح تو یہ لوگ تم پر چھا جائیں گے تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان بیوقوفوں کو تو اتنا بھی علم نہیں کہ ہم تو پوشیدگی اور ظاہرداری سب کو جانتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ میں ہمارے پاس سوائے ایمان والوں کے اور کوئی نہ آئے تو ان کافروں اور یہودیوں نے کہا جاؤ کہہ دو ہم بھی ایمان لاتے ہیں اور یہاں آؤ تو پھر ویسے ہی رہو جیسے تھے پس یہ لوگ صبح آ کر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے اور شام کو جا کر کفار میں شامل ہو جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وقالت طائفة من اهل الكتاب......

یعنی اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا ایمان والوں پر جو اترا ہے اس پر دن کے شروع حصہ میں ایمان لاؤ پھر آخر میں کفر کرو تاکہ خود ایمان والے بھی اس دین سے پھر جائیں یہ لوگ شاطر اور چالاک بنتے ہوئے اپنے اس فریب سے مسلمانوں کے راز معلوم کرنا چاہتے تھے تاکہ یہاں ان کی باتیں سن کر اپنے لیڈروں کو بتائیں اور مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے تھے مگر ان کی یہ چالاکی نہ چلی اور یہ راز اللہ نے کھول دیا جب یہ یہاں ہوتے' اپنا اسلام ظاہر کرتے تو صحابہ کرام ان سے پوچھتے کیا تمہاری کتاب میں نبی ﷺ کی بشارت وغیرہ نہیں؟ وہ یہ اقرار کرتے کہ ہاں بالکل ہے جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے تو وہ انہیں ڈانٹتے اور کہتے اپنی باتیں ان سے کہہ کر کیوں ان کے ہاتھوں میں ہتھیار دے رہے ہو؟

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قریظہ والے دن یہودیوں کے قلعہ تلے کھڑے ہو کر فرمایا اے بندر اور خنزیر اور طاغوت کے عابدوں کے بھائیو! تو وہ آپس میں کہنے لگے یہ ہمارے گھر کی باتیں انہیں کس نے بتا دیں خبردار اپنی خبریں انہیں نہ دو' ورنہ انہیں اللہ کے سامنے حجت ہو جائے گی اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گو تم چھپاؤ لیکن مجھ سے تو کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔

ان کی سوچ کس قدر گھٹیا حقیر تھی کہ شاید مسلمان اللہ کے حضور ہم پر حجت قائم کر دیں کہ یہ لوگ پورا علم ہونے کے باوجود بھی ایمان نہ لائے تھے مسلمانوں سے بات کرنے سے پہلے کچھ تو سوچنا چاہئے۔

ان یہود علماء کی یہ کس قدر گھٹیا سوچ تھی کس قدر ناقص خیال تھا کہ بس مسلمانوں کے بتلانے سے ہی اللہ تعالیٰ کو ان کی کھلی اور چھپی باتوں کا پتہ چلے گا ورنہ کبھی یہ حقیقت آشکار انہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کی معرفت اتنی کمزور ہے کہ انہیں یہ بھی یقین نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کھلی اور پوشیدہ سب باتوں کو خوب جاننے والا ہے اور ان باتوں کو بھی جو یہ اب اپنے ساتھی یہودیوں سے کر رہے ہیں۔

ومنهم اميون......

اور ان میں سے ایک گروہ ان پڑھ لوگوں کا ہے جو کتاب کا علم نہیں رکھتے۔

یہ ان کے عوام کا حال تھا جو تورات کو پڑھ بھی نہیں سکتے تھے نہ انہیں یہ معلوم تھا کہ وہ کون سے اصول و احکام ہیں جن پر نجات اخروی کا مدار ہے وہ بس اپنی جھوٹی توقعات میں مگن تھے جو یہ تھیں کہ ہم لوگ چونکہ انبیاء کی اولاد اور اللہ کے چہیتے ہیں۔ لہٰذا ہم دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ دوزخ میں جانے کیلئے دوسری مخلوق تھوڑی ہے؟ ہمیں اگر عذاب ہوا بھی تو بس چند دن کے لئے جتنے دن بچھڑے کی پوجا کی تھی اور ان کے یہودیوں کے عالموں کا یہ حال تھا کہ انہوں نے تو رات کی شروح اور علماء کے فتاویٰ کو بھی تورات میں ہی خلط ملط کر ڈالا تھا۔ پھر عام لوگوں میں اسے یوں بیان کرتے تھے گویا یہ سب کچھ ہی منزل من اللہ ہے اور اس سے غرض محض دنیوی مال و دولت کا حصول ہوتا تھا اور ان کے مفسروں کی تاویلات' مفکروں کے فلسفیانہ خیالات اور فقہاء کے قانونی اجتہادات اور اپنے قومی تاریخی واقعات یہ سب چیزیں تورات میں شامل کر دی تھیں اور اس سب کچھ پر ایمان لانا فرض قرار دیا گیا تھا۔ ایسے مجموعہ میں سے انہیں کسی بھی قسم کا فتویٰ دینے یا لکھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی اور جرائم کی نوعیت کے لحاظ سے اپنے فتووں کے منہ مانگے دام وصول کرتے تھے۔

وقالوا لن تمسنا النار......

اور کہتے ہیں کہ ہم تو صرف چند روز آگ میں رہیں گے

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں یہودی لوگ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کل مدت سات ہزار سال ہے ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن ہمیں عذاب ہوگا تو صرف سات دن ہمیں جہنم میں رہنا پڑے گا اس قول کی تردید میں یہ آیتیں نازل ہوئیں بعض کہتے ہیں یہ لوگ چالیس روز تک اپنا آگ میں رہنا مانتے تھے کیونکہ ان کے بڑوں نے چالیس دن تک بچھڑے کی پوجا کی تھی بعض کا قول ہے کہ یہ دھوکہ انہیں اس سے لگا تھا کہ وہ کہتے تھے کہ توراۃ میں ہے کہ جہنم کے دونوں طرف زقوم کے درخت تک چالیس سال کا راستہ ہے تو وہ کہتے تھے کہ یہ مدت کے بعد عذاب اٹھ جائیں گے

مسند احمد میں ارشاد ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں فتح خیبر کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے بکری کا پکا ہوا زہر آلود گوشت آیا آپ ﷺ نے فرمایا یہاں کے یہودیوں کو جمع کر لو پھر ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے انہوں نے کہا فلاں...... آپ ﷺ نے فرمایا جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے۔ انہوں نے کہا بجا ارشاد فرمایا وہی ہمارا باپ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو اب میں کچھ اور پوچھتا ہوں سچ سچ بتا دینا انہوں نے کہا اے ابو القاسم اگر جھوٹ بھی کہیں گے تو آپ کے سامنے نہ چل سکے گا ہم تو آزما چکے آپ نے فرمایا بتاؤ جہنمی کون ہیں؟ انہوں نے کہا کچھ دن تو ہم ہیں پھر آپ کی امت آپ نے فرمایا پرے ہٹو ہرگز نہیں پھر فرمایا اچھا بتلاؤ اس گوشت میں تم نے زہر ملایا ہے انہوں نے کہا ہاں نبی ﷺ نے فرمایا کیوں؟ کہا اگر آپ ﷺ سچے ہیں تو یہ زہر آپ کو ہرگز تکلیف نہ دے گا اور اگر جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے نجات حاصل کر لیں گے۔

بلى من كسب سيئة......

سورہ بقرہ کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس کے اعمال سراسر بد ہیں جو نیکیوں سے خالی ہاتھ ہے وہ جہنمی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور سنت کے مطابق عمل کرے وہ جنتی ہے جیسا کہ مسند احمد میں حدیث ہے کہ اللہ کے نبی فرماتے ہیں گناہوں کو حقیر نہ سمجھا کر وہ جمع ہو کر انسان کی ہلاکت کا سبب بن جاتے ہیں۔ (جاری ہے)

کامیاب اور خوشگوار ازدواجی زندگی

شوہر کی اطاعت میں مضمر ہے

مثالی بیوی:

مثالی بیوی وہ ہوتی ہے جو خاوند کو اچھے طریقے سے سمجھ سکے اسے پتا ہو کہ کس بات سے اس کا خاوند راضی ہوتا ہے اور کس بات سے ناراض ہوتا ہے اور وہ اپنی عادتوں کو خاوند کی اعادات کے مطابق ڈھال سکے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آرہی ہیں۔ ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن کھانا' یا پانی ہے۔ جب وہ آجائیں تو انہیں ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری جانب سے سلام کہنا اور انہیں جنت میں جواہرات کے بنے ہوئے مکان کی بشارت دینا' جس میں شور و شغب اور رنج و ملال نہ ہوگا۔ (مسلم)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ' قریش کی عقل مند ترین' بے حد خوش مزاج اور نیک اطوار خاتون تھیں۔

بہترین عورت کے دو خاص اوصاف:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوئیں (عربی عورتیں) ان میں سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب عورتوں سے زیادہ نگہداشت رکھنے والی ہوتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

عرب میں مرد و عورت چونکہ سب ہی اونٹوں پر سوار ہوتے تھے اس لئے عرب عورتوں کے تذکرہ میں نبی اکرم ﷺ نے اونٹوں پر سوار ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث پاک میں عورتوں کی قابل تعریف دو باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

اول بچوں کو شفقت کے ساتھ پالنا' دوم شوہر کے مال کی حفاظت کرنا' یہ دونوں خصلتیں بہت اہم اور ضروری ہیں۔ اگرچہ اپنی اولاد کی محبت اور شفقت کے ساتھ پرورش کرنا عورت کی یہ طبعی اور فطری عادت ہوتی ہے لیکن آپ ﷺ نے اس کی تعریف کرکے اسے بھی دینداری میں شامل کردیا۔

شوہر کے مال کی حفاظت کرنا ایمانی تقاضا ہے:

حدیث شریف میں قریشی عورتوں کی ایک یہ تعریف فرمائی کہ دوسری عورتوں کے مقابلہ میں شوہر کے مال کی حفاظت اور نگہداشت بہت زیادہ کرتی ہیں۔

ام مرصد' سانده لاهور

شوہر کے مال کی حفاظت کرنا' تدبر اور سلیقہ سے خرچ کرنا بھی ایمانداری ہے۔ شوہر کا کام ہے کمانا اور گھر میں لانا وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھ سکتا۔ اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھداری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے۔ ایمانداری کے ساتھ اپنے اوپر' اپنے بچوں پر اور شوہر کے ماں باپ پر خرچ کرے۔

عورت کا ایک خاص وصف کہ ایمان میں شوہر کی مدد کرے:

اس حدیث میں اچھی بیوی کے چند اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے جسے ہم حاصل کریں تو اچھا ہوتا' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''یعنی سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور وہ مومنہ بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے' اس کے ایمان پر۔ (مشکوٰۃ ص-198)

جس سے کام نکلے اور ضرورت پوری ہو وہ مال ہے' لوگ زمین جائیداد اور روپیہ پیسے کو مال سمجھتے ہیں مگر حدیث میں جو چیزیں بندے کو زیادہ نفع دیتی ہیں اور خوب زیادہ بندے کے کام آتی ہیں' ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور بیوی بھی بہت بڑی دولت ہے۔ جس کی صفت یہ ہے کہ ایسی بیوی جو مدد کرتی ہو اپنے شوہر کے ایمان پر۔

''یعنی ایمان پر مدد کرنے کا مطلب ہے کہ شوہر کی دین داری کی فکر کرنے اور اوقات مقررہ میں اسے نماز روزہ یاد دلاتی ہو اور دیگر عبادات پر آمادہ کرتی ہو اور زنا سے اور ہر قسم کے تمام گناہوں سے شوہر کو باز رکھتی ہو۔''

درحقیقت ہمارے بدلتے ہوئے ماحول اور بگڑے ہوئے معاشرے کو ایسی ہی خواتین کی ضرورت ہے جو دین پر کاربند ہوں اور اولاد کو بھی دین دار بنانے کی فکر رکھتی ہوں' لیکن اس کے برعکس اب تو معاشرہ کا یہ حال بنا ہوا ہے کہ کوئی مرد نماز روزہ دین داری کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں دوسرے لوگ آڑے آنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین پر چلنے سے باز رکھتے ہیں وہاں بیوی بھی دین دار بننے سے روکتی ہے طرح طرح کے فقرے کہتی ہے ملا ہونے کا طعنہ دیتی ہے' داڑھی رکھنے سے منع کرتی ہے اور رشوت سے بچتا ہے تو الٹی سیدھی باتیں سناتی ہے۔ اے اللہ ہمیں مومن بیویوں کی ضرورت ہے' مرد و عورت سب کے اندر ایمان کے جذبات پیدا فرما (آمین)

شوہر کی تابعداری پر ثواب:

حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ جو عورت پانچ نمازیں پڑھ لے' رمضان کے روزے رکھ لے' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور

آج غیر مسلم اقوام مرد و زن کو برابری کا تصور دے رہی ہیں یہ سراسر غیر فطری ہے اور اس کی خرابیاں لوگوں کے سامنے آرہی ہیں۔ مسلمان عورت اپنے حقوق کی رعایت رکھے تو اس کی یہ دنیا بھی پرسکون ہوگی اور مرنے کے بعد سیدھی جنت جائے گی

اپنے شوہر کی اطاعت کرے' تو وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔ (بخاری)

جس عورت کا انتقال اس عالم میں ہوا کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہے وہ جنت میں جائے گی۔ (ترمذی)

شوہر کا کتنا بڑا حق ہے:

سیدنا ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

اللہ جل شانہ' نے جیسے والدین کا بہت بڑا مرتبہ رکھا ہے اور ان کا حکم' عورت گھر کا کام سنبھالتی ہے اور مرد محنت وکوشش کر کے گھر کے اخراجات پورے کرتا ہے' گھر کے اخراجات میں بیوی کے اخراجات بھی شامل ہیں بیوی کے جو واقعی اور شرعی حقوق ہیں ان سے بڑھ کر عورت کے تقاضوں کے مطابق اس پر مرد مال خرچ کرتا ہے مردوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

وللرجال علیھن درجة

(یعنی مردوں کو عورت پر فوقیت ہے۔)

قرآن کی اس بات کے متعلق بہت سی قومیں نہیں جانتیں ان کی عورتیں مردوں کی برابری کرتی ہیں یا مردوں سے بڑھ کر اپنا درجہ رکھتی ہیں ان قوموں کا طریقہ فطرت کے خلاف ہے اس کی خرابیاں ان لوگوں کے سامنے آتی رہتی ہیں حدیث میں ہے کہ اگر عورت شریعت کے مطابق چلے اسلام کے فرائض ادا کرتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے شوہر کی دلداری کا خاص خیال رکھے اسے آرام پہنچائے اور تکلیف نہ دے اگر اسی حالت میں فوت ہو گئی تو جنت میں جائے گی۔

شوہر کو ستانے والی کے لئے حوروں کی بددعا:

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو حور عین میں سے جو اس کی بیوی ہے کہتی ہے کہ (اے دنیا والی) اسے تکلیف نہ دے' اللہ تیرا برا کرے یہ تو تیرے پاس چند روز کے لئے مقیم ہے۔ عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہنچے گا۔ (مشکوٰۃ)

مومن بندوں کے لئے اللہ پاک نے جنت بنائی ہے۔ اس

جنت میں دنیا والی مومن عورتیں بھی ان کو ملیں گی۔

حوریں اور جنتی عورتیں مردوں کو ملیں گی۔ جنتی مرد بھی بہت زیادہ حسین وجمیل ہوں گے۔ آپس میں ان مردوں اور عورتوں میں بے انتہا محبت ہوگی کسی کے دل پر ایک دوسرے کے لئے ذرا بھی میل

ایک ضعیف العمر شخص رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی غرض سے دربار نبوت میں حاضر ہوا تو حاضرین مجلس نے اس بوڑھے شخص کو راستہ دینے میں کچھ تاخیر کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں''

نہیں آئے گی۔ یہ جنتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جوان کے لئے مقرر ہیں۔ لیکن جب تک یہ شوہر دنیا میں ہیں' ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ مرنے کے بعد قبر کی زندگی گزار کر میدان حشر سے سرخ رو ہو کر جنت میں جائیں گے تو یہ حوریں انہیں مل جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ اللھم اجعلنا منھم

بیوی پر شوہر کے حقوق:

ایک عورت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ میں عورتوں کی طرف سے قاصد بن کر آپ ﷺ کے

اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھداری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے' ایمانداری کے ساتھ اپنے اوپر' اپنے بچوں پر اور شوہر کے ماں باپ پر خرچ کرے

پاس آئی ہوں (میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ) جہاد کو اللہ نے مردوں پر فرض کر رکھا ہے۔ اگر وہ کامیاب لوٹتے ہیں تو اجر وثواب پاتے ہیں اور اگر شہید ہو جاتے ہیں تو اللہ کے یہاں انہیں روزی دی جاتی ہے۔ (مردوں کا یہ مرتبہ ہے) اور ہم عورتوں کا یہ حال ہے کہ ہم بس ان کی نگہداشت کرتی ہیں' ہمیں اس پر کیا اجر ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

''تم اپنے سے ملاقات کرنے والی عورتوں سے کہہ دینا کہ بیوی کا اپنے شوہر کی خدمت واطاعت کرنا اور اس کے حقوق کی رعایت اور اعتراف کرنا (اجر میں) مردوں کے مساوی ہے لیکن تم میں کم عورتیں ایسی ہوں گی۔

شادی کے وقت باپ کی بیٹی کو نصیحت:

سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے اپنی بیٹی کو حسب ذیل نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا

غیرت (رشک اور غرور) سے بچنا۔ کیونکہ غیرت طلاق کی چابی ہے۔ زیادہ ڈانٹ ڈپٹ سے پرہیز کرنا کیونکہ اس سے بغض وحسد پیدا ہوتا ہے۔ سرمہ ضرور استعمال کرنا کہ یہ سب سے بہترین زینت ہے اور سب سے بہتر خوشبو پانی ہے۔

اپنے داماد کو ہدایات:

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رشتہ کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' وہ تمہاری ہے بشرطیکہ تم اس کے ساتھ بہتر طریقہ سے رہو۔ (طبرانی)

بیوی کے لئے خاوند کی ہدایات:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا مجھے غصے میں دیکھو تو میرے غصے کو کم کرنے اور مجھے راضی کرنے کی کوشش کرنا' جب میں تمہیں غصے میں دیکھوں گا تو تمہارا غصہ کم کرنے اور تمہیں راضی کرنے کی کوشش کروں گا اور غصہ کی حالت میں مجھ سے کچھ نہ کہنا۔

سسر اور ساس کے حقوق:

ہمارے ملک کی نوے فیصد آبادی ان گھرانوں پر مشتمل ہے جو شادی کے فوراً بعد اپنے بیٹے اور بہو کو الگ گھر بنا کر دینے کی استطاعت نہیں رکھتے' کچھ نہ کچھ عرصہ اور بعض صورتوں میں طویل عرصہ تک بہو بیٹے کو اپنے سسرال کے ہاں گزارنا پڑتا ہے۔ ایسی مثالیں بھی ہمارے معاشرے میں عام ہیں کہ بیٹے کی شادی محض اس مقصد کے لئے کی جاتی ہے گھر میں بوڑھے والدین کی خدمت کرنے والا کوئی دوسرا فرد نہیں اور بہو کے آنے کی صورت میں گھر کو سہارا مل جائے گا' یہی وجہ ہے کہ چند سال پہلے تک بزرگ لوگ رشتہ طے کرتے وقت قرابت داری کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ ماں باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت نصیحت کرتے۔

بیٹی جس گھر میں تمہاری ڈولی جا رہی ہے اسی گھر سے تمہارا جنازہ اٹھنا چاہئے۔ مطلب یہ ہوتا کہ اب عمر بھر کے لئے تمہارا جینا مرنا' دکھ سکھ' غم اور خوشی اسی گھر سے وابستہ ہے۔ اس طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلتا کہ بہو اپنے شوہر کے والدین کو اپنے ماں باپ جیسا احترام دیتی اور ان کی خدمت میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی اور یوں ساس بہو کی روایتی نوک جھونک کے باوجود لوگ پرسکون اور مطمئن زندگی بسر کرتے تھے۔

جہاں تک شوہر کی خدمت کا تعلق ہے اس بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات درج ذیل ہیں۔

1- شوہر بیوی کی جنت اور جہنم ہے۔ (احمد' طبرانی)

2- اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ

اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی)

3- عورتوں کی جہنم میں کثرت اس لئے ہوگی کہ وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ (بخاری)

جہاں تک سسرال والوں کی خدمت کرنے کا تعلق ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ دین اسلام سراسر اخوت' مساوات' محبت' رحمت' شفقت اور عزت واحترام کا دین ہے۔

ایک ضعیف العمر شخص رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی غرض سے دربار نبوت میں حاضر ہوا تو حاضرین مجلس نے اس بوڑھے شخص کو راستہ دینے میں کچھ تاخیر کردی تو آپ ﷺ نے فرمایا

''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

ایک حدیث میں روایت ہے کہ سیدہ کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا اپنے سسر سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے وضو کا پانی لائیں تاکہ انہیں وضو کرائیں۔ سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا نے وضو کرانا شروع کیا تو ایک بلی آئی اور پانی پینے لگی۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن بلی کے آگے کردیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بلی نجس نہیں ہے۔'' (ترمذی)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ صحابیات میں بھی سسرال کی خدمت کرنے کا تصور موجود تھا۔

سسرال کی خدمت:

ساس' سسر کی خدمت کا ایک نہایت نازک پہلو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اولاد کے لئے ماں باپ کو جنت یا جہنم قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد پر والدین کی خدمت کرنا' اطاعت کرنا اور ہر حال میں راضی رکھنا واجب ہے۔ عورت کو پورے خاندان والدین (سسر اور ساس) بیٹا (شوہر) اور بیوی (بہو) کو باہم اس طرح پیوست کردیا گیا ہے کہ ان کے دینوی اور اخروی معاملات ایک دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہیں۔ بیٹا اپنے والدین کی خدمت کرنے کا پابند ہے۔ بیوی اپنے خاوند کی خدمت کرنے کی پابند ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بیٹا تو دن رات والدین کی خدمت پر کمربستہ رہے اور بیوی مزے کی نیند کرتی رہے۔ یہ بات خاندان کو برباد کرنے میں کتنا اہم کردار ادا کرے گی اس کا سب سے بڑا ردعمل تو یہ ہوگا کہ بیٹا اپنے خاندان کی خدمت کرے گا اور بیوی نظرانداز کردے گی۔

اس سے یہ صورت پیدا ہوگی کہ نہ بیوی ساس کی خدمت کرے گی' اس کے عوض نہ بیٹا اپنی ساس کی خدمت کرے گا تو دونوں خاندانوں میں ناخوشگواری پیدا ہوگی بلکہ اسلام تو محبت اور اخوت کا درس دیتا ہے۔ اس لئے میری تمام بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے سسرال والوں کی خدمت ماں باپ کی خدمت سمجھ کر کریں۔ اس سے شوہر بھی راضی ہوگا اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ ضرور دے گا۔

بقیہ | زبان قلم سے

رفعتوں تک پہنچادیا ہے کہ خود پاکستان کی بے حرمتی پر بھی ہماری غیرت وحمیت جھرجھری تک نہیں لیتی۔

پیاری نور! عراق تو اب تمہارا نہیں رہا لیکن کاش تم ''سب سے پہلے اپنی جان'' کے تابناک اصول کو اپنا سکتیں۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اس نسخے پر عمل کر کے دیکھو۔ کافی آفاقہ محسوس کروگی۔ تم نے ہمیں عیش وعشرت کی زندگی کا طعنہ دیا ہے۔ لیکن بیٹی شاید تمہیں معلوم نہیں کہ ہم بھی پوری جوانمردی کے ساتھ میدان جہاد میں ہیں۔ ہمارے جہاد کا نام ہے ''جہاد اکبر'' اس جہاد کی رو سے ہم اس امریکی لشکر کا ہراول دستہ ہیں۔ جس نے تمہارے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ پاکستان کے وسیع تر مفاد کی خاطر ہم تمہاری کوئی سفارش کرنے سے قاصر ہیں۔ امریکی لیڈر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن ایجنڈے کے کچھ اور ضروری آئٹمز کے باعث ہم ان فروعی اور سطحی مسائل کا تذکرہ نہیں کرسکتے۔ پھر یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ وہ لوگ کہیں برا نہ مان جائیں۔

بیٹی! تم نے مزید لکھا ہے ''اسلامی رہنماؤ! کیا تم اللہ کے فرمان اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو بھول گئے ہو کہ مذہب وملت کی رو سے تم ہمارے محافظ اور ہماری عزتوں کے پاسبان ہو۔ مگر تم تو امریکہ کے دست وبازو بن گئے ہو۔ تم نے چند ڈالروں کے عوض غیرت وحمیت کا سودا کرلیا ہے۔ وحشی درندے ہماری عصمتوں کی چادروں کے چیتھڑے اڑا رہے ہیں اور تم ان کے ہم قدم ہو۔ ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی راہ دیکھتے دیکھتے تھک گئی ہیں۔ کیا ہمارے پہاڑ جیسے دلوں کی اذیتیں اور سنگلاخ راتوں کے دکھ اور چیخیں کسی کو سنائی نہیں دے رہیں۔ خدارا ہماری خبر لو۔ ہم مسلمان بیٹیاں کافروں کے بچوں کی مائیں نہیں کہلاسکتیں۔ کچھ نہیں کرسکتے تو ہمیں مار ڈالو''

پیاری بیٹی! لگتا ہے تم جذبات کی شدت میں جدید عالمی تقاضوں کو بھلا بیٹھی ہو۔ تمہیں اتنی سی بات بھی یاد نہیں رہی کہ اللہ اور رسول ﷺ کے سامنے جوابدہی تو میدان حشر میں ہوگی اور امریکہ سر پر کھڑا ہے۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ اس دوران ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر دو ارب ڈالر سے بڑھ کر بارہ ارب ڈالر ہوگئے ہیں اور غربت میں اضافے کے باوجود معیشت کی شرح نمو مسلسل بہتر ہو رہی ہے۔ یہ محمد بن قاسم وغیرہ والی باتیں اب آؤٹ ڈیٹیڈ (Out Dated) ہوگئی ہیں۔ تم نے اسلامی رہنماؤں کی بے حسی کا گلہ کیا ہے جو مناسب نہیں۔ کل ہی عرب ممالک کے رہنماؤں نے ایک قرارداد منظور کی ہے اور ہماری طرف سے بھی گاہے بگاہے بیانات آتے رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں افغانستان کے شہیدوں کے لہو سے ایک نئی پرعزم سیاسی قوت نے جنم لیا ہے۔ جس کا نام متحدہ مجلس عمل ہے۔ وہ بھی تم سے غافل نہیں۔ آج کل ادھر شدید گرمی پڑ رہی ہے۔ موسم سازگار ہوتے ہی وہ ان شاء اللہ بھرپور احتجاج کرے گی۔ ویسے بھی آج کل قاضی حسین احمد یورپی ممالک کا ویزا نہ ملنے سے آزردہ خاطر ہیں۔ مولانا فضل الرحمن قائد حزب اختلاف فصیل پر کمند ڈالنے کی حکمت عملی بنانے میں الجھے ہوئے ہیں۔ میں تمہارے خطوط کی نقول انہیں پہنچا رہا ہوں۔ اہم قومی امور سے فراغت پاتے ہی وہ تم سے رابطہ کریں گے۔

اور نور بیٹی! تم سے آخری بات یہ پوچھنی ہے کہ تم نے کیا سوچ کر یہ خط ہمارے نام لکھ بھیجا؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم تو مرچکے ہیں اور کب سے اپنی میتیں اپنے کندھوں پر لئے پھرتے ہیں۔ بجھی راکھ کے اس ٹھنڈے ڈھیر سے کون سی چنگاریاں تلاش کررہی ہو؟ ہماری پتھرائی ہوئی آنکھوں میں تو کوئی آنسو بھی نہیں کہ تمہیں پارسل کرسکیں۔ اپنی چیخیں ضبط کرنے کی کوشش کرو کہ وہ صحرا کی گونج بن کر ابوغریب جیل تک پلٹ آئیں ورنہ اور تم اور زیادہ پریشان ہوجاؤ گی۔

فلسطین اور کشمیر کی بیٹیاں یہ حقیقت جان چکی ہیں۔ تم بھی جان جاؤ۔ پیاری بیٹی! اپنے پاس پڑوس کی کوٹھریوں میں چیختی' تڑپتی اور آہ وزاری کرتی میری بہنوں اور بیٹیوں کو میرا اسلام بولو اور انہیں کہو کہ ''58'' قبرستانوں کی گہری قبروں میں میٹھی نیند سوئی سوا ارب لاشوں کے آرام میں خلل نہ ڈالیں۔ مردوں کی بے حرمتی نہیں کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو صبر جمیل سے نوازے۔

تمہارا دعاگو

ایک پاکستانی

بقیہ | ماں کی نصیحتیں

10- تمہارے راز تمہارے شوہر کے راز ہیں اور تمہارے شوہر کے راز تمہارے راز ہیں' اس لیے اس کے کسی بھی راز کو کسی فرد (مرد یا عورت) پر بالکل ظاہر نہ کرنا۔ ان کے علاوہ تجھے یہ بھی اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تمام چیزیں تو اپنے شوہر سے اس وقت تک حاصل نہ کر سکے گی جب تک تو اپنے پسندیدہ یا ناپسندیدہ تمام معاملات کو اپنے شوہر کی خواہشات اور رضامندی کے ماتحت نہ کر دے گی۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملات کو بہتر کرے اور تمہیں اپنی رحمت سے نواز لے۔ آمین۔

میری عزیز بہنو! چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ اپنے شوہر کے ہاں پہنچی اور اس نے وہاں اپنی والدہ کی نصیحتوں پر بھرپور انداز میں عمل کیا تو اس کے نتیجے میں اسے اپنے شوہر کا اعتماد بھی مل گیا اور اس سے محبت اور عزت بھی پائی۔

اللہ اکبر! کیسی اچھی، ایمان افروز اور پرحکمت نصیحتیں ہیں جو اس ماں نے اپنی بیٹی کو رخصتی کے موقع پر کیں۔

سوتیلی ماں اور سوتیلی اولاد کے تعلقات

اور اسوۂ صحابیاتؓ

اردو میں ماں، سنسکرت میں ماتا، فارسی میں مادر، انگلش میں mother اور ام للسان عربی میں ام، ایک ایسے مجسم ایثار، وفا، محبت، شفقت، رافت، خلوص، احسان اور وسعت رحمت کا نام ہے، جس کا ہم مثل، ہم نام اور ہم مقام رشتہ دنیا میں کہیں موجود ہے نہ ہو سکے گا۔

کتاب اللہ نے جو عظمت، احترام، علو مرتبت اور انفرادیت اس رشتے کو عطا کی ہے اس پر افضل الرسلین، خاتم النبیین ﷺ کے فرمان مہر تصدیق کر چکے ہیں دنیا کے تمام مفکر، فلسفی، دانشور، مذہبی راہنما غرض سب کی یکساں شہادت ہے کہ ام محترم اپنے مقام، اپنے نام اپنے اور اپنے رشتہ میں واقعی بے مثال ہے۔

انسان اس دنیا میں آنکھ کھولتے ہی جسے دیکھتا ہے، جس کی موجودگی کو محسوس کرتا ہے، جس کی شفیق گود میں میٹھی نیند کے مزے لیتا ہے، جس کی بانہوں کے گہوارے میں جھولتا ہے، جس کی آواز کا زیر و بم اسے ملکوتی تغمات سے بھی کہیں زیادہ دلربا محسوس ہوتا ہے، جس کے سینے سے وہ چمٹ کر غذائیت حاصل کرتا ہے...... کچھ نہ جانتے ہوئے بھی...... کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی...... بچہ جس ہستی کو ہمہ وقت اپنی نگہداشت کے لیے کمربستہ دیکھتا ہے، جس سے جب چاہے، جیسے چاہے، معصوم اشاروں میں مدعا سمجھا کر اپنا کام کرواتا ہے، بچہ جس کی نظروں میں بے پناہ محبت اور شفقت کا سمندر دیکھتا ہے وہ یہی محترم ذات گرامی ہے۔

ماں ایک ایسی ہستی ہے جو کبھی ایک لمحے کے لیے بھی اپنے بچے کو فراموش کرتی ہے، نہ دھتکارتی ہے، اگر بالفرض کسی وقت مجبوراً ایسا ہو بھی جائے تو موقعہ ملتے ہی اس کا ازالہ پہلے سے کہیں زیادہ محبت اور شفقت کے ساتھ کرتی ہے۔

ماں ایک ایسا شجر سایہ دار ہے جہاں کیا بچہ، کیا بوڑھا، کیا جوان ہر عمر میں تپتی جھلستی دھوپ سے گھبرا کر اس کے نیچے آکر ٹھنڈک پاتا ہے۔

ماں جس کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اولاد کے سکون و آرام کے لیے درخواست گزار رہتی ہیں...... ماں ایک حقیقت ہے، ایک دولت ہے، ایک نعمت ہے...... لیکن کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جلد یا بدیر یہ نعمت انسان سے واپس لے لی جاتی ہے......

سوتیلی ماں:

ہر انسان واپس جانے کے لیے ہی اس دنیا میں آیا ہے، اس قانون کے تحت اس مجسم شفقت، بے مثال نعمت کو بھی واپس ہونا ہی ہوتا ہے...... جب یہ نعمت اس وقت جدا ہوتی ہے جب کہ انسان کو اس کی گود...... اس کے بازو...... اس کے سینے کی ٹھنڈک...... اس کی آواز کی مٹھاس...... اس کے جذبات کی حرارت...... اس کے فریضہ نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے، اس وقت اس کی دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔

ام عبد منیب

انسان ایک دم بے آسرا، لٹا پٹا سا، بکھرا بکھرا سا، خالی خالی سا اپنے آپ کو محسوس کرتا ہے۔ اس نعمت کی واپسی پر اولاد پر کیا گزرتی ہے اللہ تعالیٰ نے افضل البشر علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی اس ناقابل بیان و برداشت کرب سے آشنا کر کے ہمیں ایسے میں صبر کرنے کی مثال قائم فرما دی۔

متبادل ماں:

اللہ تعالیٰ کا نظام ہے۔ وہ حوا کی بیٹی اور بیٹوں کو ایسی ذمہ داریاں سپرد کر کے اس کے درجات اس کے ثواب اور آخرت کی بھلائی کے سامان مہیا فرماتا ہے۔ یعنی وہ ناز اٹھانے والی...... پیار کرنے والی...... دعائیں دینے والی...... راتوں کو جاگ جاگ کر لوریاں سنانے والی...... ہستی بچھڑ جاتی ہے...... ایسے میں بسا اوقات ماں کا منصب اور فریضہ کسی اور نسائی وجود کو سونپا جاتا ہے تاکہ وہ محروم ہونے والے کو اس کی محرومی کے دکھ سے رہائی دلا سکے۔ اس کی ضروریات، نگہداشت، اور تربیت و پرورش کا بوجھ اٹھا سکے۔ معصوم سے بچے کو شفقت، محبت، ایثار، اور ممتا کا احساس مہیا کر سکے...... اسے ام محترم کا قائم مقام بنایا جاتا ہے۔ یہی وہ محترم رشتہ ہے جسے اردو زبان میں ''سوتیلی ماں'' کہتے ہیں۔

سوتیلی اور سوتیلا یہ لفظ ہی ایسا ہے جسے سن کر کبھی بھی اچھا تاثر نہیں ابھرا۔ دنیا کا ہر وہ فرد جسے سوتیلے رشتوں سے سابقہ پڑا، اس کی یہ خواہش ہی رہی کہ کاش لغات میں یہ لفظ ہی نہ ہوتا...... مگر بعض سچائیاں موجود ہیں، انہیں تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔ سوتیلے رشتوں کا وجود بھی ایک سچائی ہے اسے تسلیم کرنا ہی چاہیے۔

ہمارے دین کی زبان میں ہر وہ خاتون ام محترم ہے جسے ماں کے برابر کا رشتہ یا عمر حاصل ہو۔ مثلاً: سوتیلی ماں، دادی، نانی، خالہ، پھوپھی، چچی، ممانی، ساس، رضاعی ماں اور اور ایسی خاتون جو عمر کے ایسے دور حیات میں داخل ہو چکی ہو جہاں عورت کے لیے ماں کے محترم رشتہ کے سوا کوئی نام جچتا ہی نہیں۔ عورت کی یہ سب حالتیں بمنزلہ ماں ہیں، قابل احترام ہیں، البتہ والدہ (جننے والی) ہر شخص کی صرف ایک ہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں یہ حقیقت اپنی جگہ واضح ہو جاتی ہے کہ حقیقی ماں اپنی اولاد کو جس محبت، شفقت، خلوص اور پیار سے اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ متبادل ماں فطری طور پر ایسا نہیں کر سکتی۔

لیکن اللہ تعالیٰ سے خوشخبری حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے مرحبا لینے کا مقصد جس عورت کے دل میں

ناسمجھ والد اکثر ایک طرف جھک جاتے ہیں غصہ آنے پر کبھی بیوی پر بگڑ بیٹھے اور کبھی بچوں کو پیٹ ڈالا چونکہ ہمارے یہاں مشترکہ رہائش کا نظام ہے اس لیے اس تصادم میں گھر کے دیگر افراد بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں

پیدا ہو جائے تاریخ گواہ ہے کہ وہ ایسے عظیم کارنامے سرانجام دیتی ہے کہ عقل حیران ہو کر رہ جاتی ہے۔ چونکہ سوتیلی ماں بھی ماں کی جگہ پر متمکن ہوتی ہے اس لئے وہ ماں ہی کی طرح محترم ہے۔

سوتیلی ماں اور اولاد میں بعد کی وجوہات:

بچے کا حقیقی ماں سے خون اور رحم کا تعلق ہوتا ہے لہٰذا اسے کسی ایسے خارجی محرک کی ضرورت نہیں ہوتی جو ماں اور بچے کے لیے ایک دوسرے کے دل میں محبت پیدا کرے۔ اس بچہ کا سوتیلی ماں سے کوئی خونی تعلق نہیں ہوتا اس لیے وہ ماں سے مانوس ہونے کی بجائے کھچا کھچا رہتا ہے۔ خاص طور پر جب وہ دیکھتا ہے وہ تمام امور جن میں اس کی ماں کو اختیار حاصل تھا اب کسی دوسری خاتون کے ہاتھ میں ہے، بچے کے دل میں حسد کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں، وہ لاشعوری طور پر ماں کو ناپسند کرنے لگتا ہے۔ وہ ماں کی ہمدردی کو بھی دشمنی پر محمول کرنے لگتا ہے۔ ادھر قائم مقام ماں کو بھی چونکہ بچے سے کوئی خونی تعلق نہیں ہوتا اس لئے وہ بھی اسے غیر ضروری بوجھ تصور کرتی ہے، وہ سمجھتی ہے کہ اس بچے کی وجہ سے میری مصروفیات بڑھ چکی ہیں۔ یہ بچہ میری ذات، میرے گھر میرے خاندانی تعلقات یا دیگر مشاغل میں ایک رکاوٹ ہے پھر یہ احساس دن بدن پختہ ہوتا جاتا ہے۔ ہمہ وقت ساتھ رہنے کی وجہ سے بچے کی خامیاں ماں کو کھٹکنے لگتی ہیں۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ۔

☆ بچے کو کام کرنے کی عادت پڑ ڈالنے کے لئے اس سے بے تحاشا کام لیا جاتا ہے۔

☆ بچے کو تہذیب سکھانے کے نام پر مارا جاتا ہے، بات بات پر ڈانٹا جاتا ہے۔

☆ بچہ باادب ہو اس تذکرے کے ساتھ لوگوں کے سامنے بار بار اس کی غلطیاں دہرائی جاتی ہیں۔

☆ فلاں چیز کھانے سے طبیعت خراب ہو جائے گی اس لئے مختلف کھانے پینے کی اشیاء سے بچے کو دور رکھا جاتا ہے۔

غرض اس طرح کی بہت سی وجوہات پیش کر کے بچے کو ڈانٹا جاتا ہے، جن میں سے کچھ یا واقعتاً بھی موجود ہوتی ہیں مگر جب سوتیلی ماں کے اپنے بچے پیدا ہو جاتے ہیں ان پر یہ اصول تربیت نافذ نہیں کئے جاتے۔

مندرجہ بالا وجوہات حقیقی ماں کے پاس بھی ہوتی ہیں۔ بسا اوقات وہ سوتیلی ماں سے زیادہ سخت طبیعت واقع ہوتی ہے چونکہ وہ اولاد اور ماں حقیقی ہوتے ہیں اس لئے بچے اور ماں میں سے کوئی بھی محسوس نہیں کرتا...... جیسے جیسے بچے کی عمر بڑھتی جاتی ہے سوتیلی ماں اور اولاد کی چپقلش بھی بڑھتی جاتی ہے۔ ماں اور بچہ دونوں باپ کو مرکز شکایات بناتے ہیں...... باپ کے لئے مشکل یہ ہوتی ہے کہ وہ ساتھ دے تو کس کا؟

ناسمجھ والد اکثر ایک طرف جھک جاتے ہیں، غصہ آنے پر کبھی بیوی پر بگڑ بیٹھے اور کبھی بچوں کو پیٹ ڈالا۔ چونکہ ہمارے یہاں مشترکہ رہائش کا نظام ہے اس لئے اس تصادم میں گھر کے دیگر افراد، دادا، دادی، چچا، چچی، وغیرہ بھی لپیٹ میں آجاتے ہیں، اس طرح گھر میں ایک نہ ختم ہونے والا تصادم شروع ہو جاتا ہے۔

بہترین سوتیلی مائیں بھی ہیں:

معاشرے میں ہمیشہ ہر قسم کے لوگ موجود رہتے ہیں۔ جہاں بہت سی غیر ذمہ دار سوتیلی مائیں ہیں وہاں ایسی سوتیلی مائیں بھی کم نہیں جنہوں نے اپنے حقیقی بچوں پر سوتیلے بچوں کو ترجیح دی ہے۔ ان کو بھی حقیقی والدہ کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ان سے بہترین حسن سلوک اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتی ہیں، ان سے محبت شفقت، ایثار، احسان اور پیار کرنے میں فراخی سے کام لیتی ہیں۔

> **قائم مقام ماں ایک ایسے مرد سے جس کے بچے ابھی ماں کے محتاج ہوں نکاح کر کے بہت بڑا ایثار کرتی ہے۔ وہ ایک بہت بڑی امانت کا بوجھ اٹھاتی ہے اور اسے قدم قدم پر بہت سی مشکلات ہوتی ہیں اپنی اولاد نہ ہوتے ہوئے بھی ماں بن کر آتی ہے**

بہترین سوتیلی اولاد بھی ہے:

اسی طرح ایسی سوتیلی اولاد بھی ہے جس نے اپنی سوتیلی ماں کی عزت، خدمت، ادب، احترام اس انداز سے کیا کہ کوئی یہ بھی نہ جان سکا کہ یہ اولاد سوتیلی ہے یا سگی...... آیئے تھوڑی دیر کے لئے ہم سوتیلے رشتوں کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کو بالائے طاق رکھ دیں اور دین اسلام کے معاشرتی و خاندانی روابط کو سامنے رکھ کر اسی موضوع پر بات کریں۔

سوتیلی ماں اور اولاد کا سر رشتہ والد:

سوتیلی ماں اور اولاد کے درمیان والد بنیادی کردار ہے جو ان دونوں رشتوں کے ظہور کا سبب ہے۔ سوتیلے رشتوں کو خوشگوار رکھنے میں والد کافی حد تک اثر انداز ہو سکتا ہے کیوں کہ اسلام کے عطا کردہ عائلی نظام میں امیر البیت کا منصب والد کے پاس ہے اور وہی اہل خانہ کے مسائل حل کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اگر اس کے بچے چھوٹے چھوٹے ہوں اور بیوی وفات پا جائے تو اس کے گھر کا نظام درہم برہم ہوتا ہے ایسے میں اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے کوئی ایسی زوجہ ملے جو اس کے گھر کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ اس کے بچوں کی پرورش بھی کر سکے۔ اگر اس کو بیوی کی بہن کی خالہ یا بیوی کی بھانجی بحیثیت زوجہ مل جائے تو یہ اس کے بچوں کے حق میں بہتر رہتا ہے کیونکہ ان رشتوں میں رحم کے قرب کی وجہ سے محبت و مودات زیادہ ہوتی ہے۔ رسول کافۃ للناس ﷺ نے سچ فرمایا خالہ ماں سی ہوتی ہے۔ جب سوتیلے بچوں اور ماں کے تعلقات کا جائزہ لیا گیا تو پتہ چلا کہ جہاں بیوی کا کوئی قریب الرحم رشتہ دوبارہ مرد کے نکاح میں آیا وہاں سوتیلی ماں اور بچہ کو بہت کم مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی لخت جگر رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اس وقت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بچے بھی تھے جو ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھانجے بھانجیاں تھے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غالباً اپنے بچوں کی تربیت ہی کے پیش نظر وفات سے قبل علی رضی اللہ عنہ کو تاکید کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لینا تاکہ رحم کا قریبی تعلق قائم رہے۔

بہرحال مرد دوسرا نکاح جہاں بھی کرے اس کو چاہئے کہ وہ اولاد کی نگرانی سے لاپرواہ نہ ہو۔ کچھ نہ کچھ وقت ضرور اپنے بچوں کے ساتھ گزارے ان کی باتیں، ان کے مسائل، غور سے سنے۔ اگر وہ ماں کے متعلق کوئی منفی بات کریں تو اسے درست سمجھنے کی بجائے ماں اور بچے کے تعلقات کا خاموش مطالعہ کرے۔ اولاد کو مارنے پیٹنے کی بجائے شفقت سے سمجھانے اور تہذیب سکھانے کا فرض انجام دے۔

والد کو اپنی بیوی کے مسائل میں دلچسپی لینا چاہئے، انہیں حل کرنے کے لئے مثبت طریقہ اپنانا چاہئے۔ ڈانٹ ڈپٹ، بدگمانی اور غصہ کرنے سے مسائل مزید بگڑ جاتے ہیں۔

بیوی پر بچوں کی تربیت کا بوجھ کم سے کم ڈالے۔ اگر بہت چھوٹا بچہ ہو تو اس کے لئے آیا کا انتظام کر سکتا ہو تو کرے۔

بچوں کے بارے میں بیوی کی ہر بات کو آنکھیں بند کر کے نہ مان لے بلکہ پورے غور و خوض اور تحقیق کے بعد فیصلہ کرے۔

اولاد اور ماں دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بدگمانی سے بچنے کی تلقین کرے۔

بچے کی پرورش کا حق کس کو؟

بچے کی سوتیلی ماں کے پاس پرورش پانے کی عموماً دو بڑی وجوہات ہوتی ہیں۔

1- والدہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی۔

2- والدہ کو والد نے طلاق دے دی۔

قانونی طور پر سوتیلی ماں سوتیلے بچوں کو پرورش کرنے کی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ یہ ذمہ والد کا ہے۔ اگر سوتیلی ماں بخوشی آمادہ نہ ہو یا اس کا رویہ سوتیلی اولاد سے اچھا نہ ہو تو والد کا یہ فرض ہے کہ بچوں اور بیوی دونوں کو مجبور نہ کرے بلکہ اس کا متبادل سوچے۔

مثلاً اگر ماں کو طلاق دے دی ہے اور ابھی اس نے دوسرا

نکاح نہیں کیا تو بلوغت تک ماں کو حق حاصل ہے کہ وہ بچے کی تربیت کرے۔ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا ہے' میرا پیٹ اس کے لئے پناہ' میری چھاتی اس کے لئے مشکیزہ اور میری گود اس کے لئے گہوارہ تھی۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور بچہ مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب تک تو دوسرا نکاح نہ کرے بچے کی تو زیادہ حق دار ہے۔

(سنن ابی داؤد، البانی، الجزء الثانی۔ رقم الحدیث ۱۹۹۱)

معلوم ہوا کہ بچے کی تربیت کا اولین حق اس کی والدہ ہی کو حاصل ہے۔ اگر والدہ دوسرا نکاح کرلے یا اس میں دین و اخلاق کی کوئی ایسی خرابی ہو جو بچے کے بگاڑ کا سبب بن سکتی ہو تو اس صورت میں والد کو اختیار ہے کہ وہ بچے کو اپنے پاس رکھے۔

اگر بچے کی اپنی ماں فوت ہو جائے' دوسرا نکاح کرلے یا باپ کسی وجہ سے ماں کے پاس بچے کو نہ رکھنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا متبادل حل سوچے۔ جس میں سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ بچے کو اس کی کسی رحمی رشتہ کی خاتون کا انتخاب کرے۔ مثلاً: نانی' خالہ' دادی' پھوپھی' بہن وغیرہ۔ رحم کی وجہ سے ان رشتوں میں بچے کے لئے ہمدردی او ایثار کے جذبات دوسروں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو پھر کسی اچھے اخلاق والی عورت کو بطور آیا رکھا جا سکتا ہے۔

صورت کوئی بھی ہو بچے کے اخراجات کا ذمہ دار والد ہے بلکہ اگر خواہش کا اظہار کرے یا ضرورت مند ہو تو بچے کی طلاق یافتہ ماں...... دیگر رشتہ دار پرورش کرنے والی عورت...... کو بھی اجرت دی جا سکتی ہے۔

قرآن پاک اس کے بارے حکم موجود ہے۔

ولو الدات یرضعن اولاد هن حو لین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعته وعلی المولودله رزقهن وکسوتهن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعها لاتضار والدةبولدهاولامولودله بولده وعلی الوارث مثل ذلك فان ارادا فصالا عن تراض منهماوتشاور فلا جناح علیهما وان اردتم ان تسترضعوا اولاد کم فلاجناح علیکم اذا سلمتم ماآتیتم بالمعروف واتقوا الله واعلموا ان الله بما تعملون بصیر. (البقره ۲۳۳)

"اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جو شخص رضاعت مدت پوری کرنا چاہے اور بچے کے باپ پر ان کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے۔ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ پہنچائی جائے ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے اور نہ ہی باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف پہنچائی جائے اور اسی طرح وارثوں کے ذمہ ہے۔ پس اگر کوئی آپس کی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ پلانا چاہو تو کوئی حرج نہیں جب دستور کے مطابق اس کا حق دو اللہ سے ڈرو اور جان لو اللہ اس چیز سے جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔"

سوتیلی ماں کے فرائض:

قائم مقام ماں ایک ایسے مرد سے جس کے بچے ابھی ماں کے محتاج ہوں نکاح کر کے بہت بڑا ایثار کرتی ہے۔ وہ ایک بہت بڑی امانت کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ اسے ماں سے محروم بچوں کی نہ صرف تربیت کرنا ہوتی ہے بلکہ انہیں ماں کی محرومی کے احساس سے بھی نجات دلانا ہوتا ہے۔ اس کے لیے قدم قدم پر بہت سی مشکلات ہوتی ہیں خصوصاً ایسی ماں جس کا یہ پہلا نکاح ہو۔ وہ خود نا تجربہ کار ہوتی ہے۔ خاوند کی طبیعت سے ناواقف ہوتی ہے۔ بچوں کے مزاج سے ناآشنا ہوتی ہے۔ والدین سے جدائی کا دکھ اٹھا کر نئے گھر میں آتی ہے۔ جہاں مشترکہ رہائش ہو وہاں دیگر سسرالی رشتہ داروں کے مزاج کو سمجھنا اور ان سے بھی نباہ کرنا ہوتا ہے۔ اپنی اولاد نہ ہوتے ہوئے بھی وہ ماں بن کر آتی ہے۔ اسے خاوند کے بچوں کو ماں کی سی محبت' شفقت' ایثار اور خلوص مہیا کرنا ہوتا ہے۔ وہ حقیقی ماں تو نہیں بن سکتی

> **قائم مقام ماں کا چونکہ بچہ سے کوئی خونی تعلق نہیں ہوتا اس لئے وہ بھی اسے غیر ضروری بوجھ تصور کرتی ہے اور اسے اپنے مشاغل میں ایک رکاوٹ سمجھتی ہے**

لیکن شیریں مزاجی' خندہ روئی نگہداشت' تربیت کا فریضہ ادا کر کے وہ ان بچوں کا دل جیت سکتی ہے۔ بالفرض اس کا جی نہیں چاہتا تو بھی اسے یہ فرض ادا کرنا ہے کیوں؟

☆ انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ماں سے محروم بچے کو جب ماں مل ہی گئی ہے تو اسے اس سے نگہداشت' تربیت' ہمدردی اور پیار ملے۔

☆ انسان کے اپنے تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دل نہ چاہتے ہوئے بھی جس منصب پر فائز ہے جو کچھ اس کے ذمہ ہے اسے ادا کرے۔

☆ یہ دنیا' دارالمکافات ہے۔ کل کو نا معلوم اس کے اپنے ساتھ بھی ویسی ہی صورت پیش آجائے۔ ہو سکتا ہے اس خاتون کو خود بھی کسی قائم مقام ماں ہی نے پرورش کیا ہو یا پھر اپنے بچے اس حالت میں چھوڑ کر چل چلاؤ ہو جائے۔ اس وقت ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے تحت امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بچوں کو اسی طرح کے ہمدرد شفیق اور مہربان ہاتھ مہیا کرے گا جیسے اس نے خود کسی اور بچے کے لئے کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

ولیخش الذین لوترکوا من خلفهم ذریة ضعافاخافوا علیهم فلیتقوا الله . (النسا ۹)

اور چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ اگر وہ چھوڑیں اپنے پیچھے کمزور اولاد تو وہ ڈرتے ہیں ان پر پس چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈریں"۔

☆ اسی مضمون کی موید نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ۔

تم میں سے کوئی تب تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ کسی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان)

☆ ایک مسلمان کلمہ طیبہ کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا عہد کرتا ہے۔ اس عہد کا تقاضا ہے کہ اب وہ چون وچرا کرنے کی بجائے اس کے احکام تسلیم کرے یہی اس کی دنیوی اور اخروی فلاح کے لئے بہتر ہے۔

بحیثیت ربۃ البیت عورت کا فرض:

عائلی زندگی میں بیوی کی حیثیت ربۃ البیت کی ہے یعنی گھر کی مالکہ۔ گھر اس کی ریاست ہے جس کے مالی' خارجی اور اقتصادی معاملات کا سربراہ (قوام) مرد ہے۔ ربۃ البیت کے ہاتھ میں گھریلو ضروریات کا انتظام اور اس کی منصوبہ بندی کرنا شامل ہے۔ اسے اپنی ریاست کے معاملات کو حسن تدبیر حسن انتظام اور حسن سلوک سے انجام دینا چاہئے۔ چونکہ خاوند کے بچے بھی اس ریاست کے معزز شہری ہیں اس لئے ان کے حقوق کی نگہداشت کرنا...... ان کی ادائیگی میں خاوند کی معاونت کرنا...... اس کی غفلت پر اسے ترغیب دینا عورت کی ذمہ داری ہے۔

بحیثیت راعیہ سوتیلی ماں کی ذمہ داری:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

المراة راعیة علی اهل بیت و زوجها وولد ها.

(صحیح مسلم ،بخاری)

خاوند کے گھر کا کوئی بھی فرد ہو' اس کے اپنے بچے ہوں' سوتیلے بچے ہوں' دیگر اقرباء ہوں' غلام' خادم' ملازم' مہمان یا جانور ہوں۔ ان سب کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھنا اس کا فرض ہے۔ جس میں اس کا خاوند بحیثیت سربراہ (قوام) بدرجہ اولیٰ شامل ہے۔ میاں اور بیوی دونوں میں سے جو بھی اس میں سستی کرے اسے دوسرے کو احساس دلا کر فرض ادا کرنے میں آمادہ کرنا چاہئے۔

☆ سوتیلے بچوں کے حوالے سے سوتیلی ماں کو مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہئے۔

1- نگہداشت و پرورش:

اگر بچہ بہت چھوٹا ہو۔ ابھی اپنے کام خود کرنے کے قابل نہیں تو اس کے کاموں کا انجام دینا' اس کے سلانے' خوراک دینے' نہلانے دھلانے کا اہتمام کرنا۔

2- تربیت:

بچے کی اخلاقی اور دینی تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہئے چونکہ ماں نگران ہے لہٰذا ماں بچے کو وقت پر نماز ادا کرنے' ہر کام کو

اسلامی طریقے کے مطابق انجام دینے کا پابند بنائے۔زبان کی حفاظت کرنے اور اسے برے الفاظ سے دور رکھنے کی کوشش کرے اور بچے کو بری مجلس سے بچائے۔خراب کھیلوں سے دور رکھے اور صحت مند کھیل کی جانب راہنمائی کی کوشش کرے۔

3- صحت

بچے کے لئے خوراک کی فراہمی والد کا ذمہ ہے' چونکہ اس کو کھلانے اور تیار کرنے کا کام مائیں ہی کرتی ہیں۔اس لئے ماں کی یہ کوشش ہونی چاہئے۔کہ بچہ کو مالی حیثیت کے مطابق اچھی غذا مہیا کرے۔بچے کو نہانے' ناخن کاٹنے' بال بنانے اور طہارت کرنے کا طریقہ سکھائے۔

2- لباس:

یہ ذمہ داری بھی بنیادی طور پر والد کی ہے۔اس سلسلے میں والد کو مشورہ دے اور ایسا لباس منتخب کرے جو بچے کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھنے کے علاوہ اس کے جسم پر مناسب لگتا ہو۔لباس اسلامی آداب کے مطابق منتخب کرے۔اس پر ہندو' عیسائی' یہودی' یا دیگر غیر مسلم اقوام کے مذہبی شعائر کی تصاویر نہ ہوں اور ستر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔

5- تعلیم:

یہ بنیادی طور پر والد کی ذمہ داری ہے۔ماں اس سلسلے میں باپ کی معاونت کرے اور اسے ترغیب دے کہ وہ تمام بچوں کو یکساں تعلیم دلوائے۔اگر کوئی بچہ افتادِ طبع کی وجہ سے پیچھے رہ جائے تو علیحدہ بات ہے۔کوشش سب کے لئے ایک سی ہونی چاہئے۔کاغذ' قلم' کاپی' کتاب' فیس غرض تعلیمی ضروریات پورا کرنے میں والد کی معاونت کرے۔

6- علاج:

یہ بھی بنیادی طور پر والد کی ذمہ داری ہے لیکن ماں چونکہ نگران ہے وہ بہتر سمجھتی ہے کہ بچے کو کون سی تکلیف ہے لہٰذا وہ والد کو بروقت آگاہ کرے اور علاج کرنے میں والد کی معاونت کرے۔ بیماری میں ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے بچے سے اظہار ہمدردی کرے۔

7- تفریح:

کھیلنا بچوں کا حق ہے۔بچہ چھوٹی عمر میں صرف کھیلتا ہے۔پھر جیسے جیسے بڑا ہوتا ہے اسے اس کی عمر اور سمجھ کے کاموں کی طرف مائل کرنا چاہیے۔ماں کو چاہئے کہ بچے کو تفریح کا موقع مہیا کرے۔ساتھ ساتھ کام کرنے کی بھی عادات ڈالے لیکن ضرورت سے زیادہ یا اس کی عمر سے بڑھ کر اس پر بوجھ نہ ڈالے ورنہ یہ زیادتی ہوگی۔بچے کو مناسب حد تک اپنے دوست یا سہیلیوں سے ملنے ملانے کا موقعہ دے۔اسے اچھے مطالعے کی طرف راغب کرے۔

8- بچے کی ملکیت کا تحفظ:

اسلام میں ہر فرد اپنی ملکیت پر تصرف کا حق رکھتا ہے اگر وہ کمسن یا کم عقل ہو تو اس کے نگران اور مربی کو اس کی ملکیت امانتاً رکھنی چاہیے اور اس کے باشعور ہونے پر اسے واپس کر دے۔

بچے کی ملکیت کیا ہے؟

جو کچھ بچے کو اپنی ماں کی وراثت سے ملے بچے کی ملکیت ہے۔ہمارے یہاں بیوی کی چھوڑی ہوئی جائیداد' زیور' مہر' جہیز وغیرہ سب اسی گھر میں رہتے ہیں جو ساس' جیٹھانیاں' نندیں' یا آنے والی دوسری بیوی کے زیر استعمال رہتی ہیں حالانکہ یہ سب مرنے والی کا ترکہ میں بچے کا بھی حق ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

یو صیکم اللہ فی اولاد کم للذکر مثل حظ الانثیین ۔(النساء ۱۱۰)

"اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے ایک مرد کا دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔"

اس کے مطابق سوتیلی ماں کو چاہئے کہ اگر شوہر نے پہلی بیوی کے ترکے کو تقسیم نہیں کیا تو اسے شریعت کے مطابق تقسیم کرے۔بچے کو جو حصہ ملے اسے حفاظت سے رکھے تا کہ بڑا ہونے پر اسے لوٹا سکے۔بچے کو اس کے ننھیال یا دیگر اقرباء جو کچھ خاص اسی کے لئے دیں وہ بچے ہی کا حق ہے البتہ ہمارے ہاں جو عرف ہے کہ جو مہمان آئے وہ بچے کو کچھ نہ کچھ دے، اسے سوتیلی ماں تصرف میں لا سکتی ہے۔

9- دس سال کی عمر پر:

بچے کو استیذان (اجازت لینے کی عادت) کے اصول سکھائے جائیں۔حیا سے روشناس کرایا جائے۔لڑکے کے لئے اگر الگ کمرے کا انتظام ہو جائے تو یہ سب سے بہتر ہے کیونکہ دس سال کے بعد بچے باشعور ہونا شروع ہو جاتے ہیں......اگر اللہ نہ کرے انہیں سوتیلی ماں کے رویے سے کوئی شکایت ہو یا طبعی طور پر اسے ناپسند کرتے ہوں......تو اس عمر میں وہ بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں......جو خطرناک صورت بھی اختیار کر سکتی ہے۔لہٰذا الگ کمرے یا رہائش کا انتظام کرنے سے اس پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

10- سوتیلے بچوں کو اپنے بچوں سے مانوس رکھنا:

سوتیلی ماں کی یہ سب سے اہم ذمہ داری ہے کیونکہ اپنے بچوں کی بھاگ دوڑ مکمل طور پر اس کے ہاتھ ہوتی ہے۔وہ چاہے تو اپنے بچوں کے دل میں سوتیلے بہن بھائیوں کے لئے پیار' محبت' ہمدردی' ایثار' خلوص اور شفقت کے جذبات کو ابھار سکتی ہے یا چاہے تو انہیں ایک دوسرے سے ایسا متنفر کرے کہ زندگی بھر ایک دوسرے سے دور رہیں۔ماں کو اپنے بچوں کی تربیت اس انداز سے کرنا چاہئے کہ وہ اپنے یا سوتیلے بہن بھائیوں میں کوئی بعد یا فرق محسوس نہ کریں۔ان کو ہمیشہ یہ احساس دلائے کہ یہ ان کے بہن بھائی ہیں اور ان کے ان پر کچھ حقوق و فرائض ہیں۔بچوں کو مل کر کھانے' مل کر کھیلنے' مل کر پڑھنے کی ترغیب دے۔اگر ان میں جھگڑا ہو جائے تو اسے خوش اسلوبی سے ختم کرا دے۔اپنے بچوں کی بے جا حمایت سے گریز کرے۔انہیں آپس میں محبت پیدا کرنے کے نبوی اصول سکھائے۔

مثلاً! اسلام میں پہل کرنا' مل کر کھانا' باہم تحائف لینا دینا اپنی ضرورت پر دوسرے' بہن بھائی کی ضرورت کو ترجیح دینا' لکھنے پڑھنے اور دیگر امور میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا۔بہن بھائی کی غلطی کو معاف کر دینا وغیرہ۔

11- احساس امانت:

بچہ ماں کے پاس ایک امانت ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ بچے کی ہر طرح سے حفاظت کرے' اس کے اخلاق' اس کی صحت' اس کی ملکیت اس کے وقت کو ضائع ہونے سے بچائے۔اسے آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے اسے دینی آداب سے آراستہ کرے۔حکم ربانی ہے۔

﴿یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا﴾

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں ایک ان میں سے یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے...... بچے کی ایک امانت کے طور پر پرورش کرے۔

12- شفقت:

بچے کو شفقت دینا اس کا حق ہے لہٰذا ماں کی کوشش ہونی چاہئے کہ وہ بچے سے محبت و شفقت سے پیش آئے اس کو ڈانٹے کم اور

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فتح خیبر کے بعد ام المومنین کے منصب عظیم پر فائز ہو کر مدینہ منورہ میں اپنے بیت التلاوت میں اتریں تو دیگر خواتین کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی بڑی چادر اوڑھے اپنی نئی والدہ محترمہ کو دیکھنے تشریف لے گئیں' چنانچہ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی سے محبت کے اظہار کے لئے اپنی کلائی سے سونے کی چوڑیاں اتار کر انہیں پہنا دیں

پیار زیادہ کرے۔ اچھے کام پر اس کی حوصلہ افزائی کرے۔ اس کی اچھائیوں کا تذکرہ کرے۔ اپنے بچوں کی طرح سوتیلے بچوں سے بھی حسن سلوک سے پیش آئے۔

13- نکاح:

والد کا فرض ہے کہ بچے کا بلوغ کے بعد نکاح کر دے۔ ماں کو پوری خیر خواہی سے اس معاملے میں والد کی معاونت کرنا چاہئے اور ارشاد نبی ﷺ کے مطابق جس شخص میں اخلاق اور دین کی خوبی دیکھے اس کو ترجیح دے۔

14- مساوات:

تمام اولاد میں برابری کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ مال' لباس' رہائش' خوراک' 'تعلیم' شفقت' محبت' تفریح کے مواقع مہیا کرنا' کام کرانا غرض ہر معاملے میں تمام اولاد میں برابری کرنا چاہئے بیٹے بیٹیوں' سوتیلے اور سگے میں فرق کرنا ہرگز درست نہیں۔ بعض مائیں والد کو مجبور کر کے اپنی اولاد کو کچھ مراعات دلانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یاد رہے کہ ایسا کرنا ظلم ہے۔ حدیث ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہا کی والدہ نے ان کے والد سے اصرار کیا کہ وہ ایک غلام ان کے بیٹے کو ہبہ کر دیں۔ بشیر نے اقرار کر لیا وہ کہنے لگیں ''اس پر رسول ﷺ کو گواہ کرو''۔ بشیر رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا'' میں نے یہ غلام اپنے بیٹے نعمان کو ہبہ کر دیا ہے آپ گواہ رہیے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا دوسرے بچوں کو بھی ایک ایک غلام ہبہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تو میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا''۔ (بخاری۔ مسلم الھبہ)

15- چند نفسیاتی احتیاطیں:

بچوں کی غلطی کا تذکرہ کسی دوسرے فرد کے سامنے نہ کرے۔ اس طرح بچوں میں ضد اور بغاوت پیدا ہوتی ہے۔ بچوں کے باپ کے سامنے بھی ان کی غلطیوں کا تذکرہ کرنے سے گریز کرے۔ ان کی غلطیوں کو مناسب طریقہ سے از خود دور کرنے کی کوشش کرے۔ بالفرض قابو نہ پایا جا سکے تو پوری خیر خواہی سے والد کے سامنے معاملہ پیش کرے۔

والد کو ترغیب دے کہ وہ تمام اولاد میں برابری کرے۔

المختصر غیر اختیاری معاملہ۔

سوتیلی ماں یا ایسی خاتون جس کے پاس بن ماں کے بچے پرورش پا رہے ہیں اسے قرآن پاک اور احادیث میں دیئے گئے وہ تمام احکام مدنظر رکھنے چاہئیں جو یتیم بچوں کے متعلق ہیں کیونکہ باپ سے محروم بچوں کی ہی ماں سے محروم بچوں کا معاملہ اور نوعیت ہے۔

ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا

بہترین سوتیلی ماں کی صفات:

اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے' خالق موت وحیات ہے' خالق جذبات واحساسات ہے' اسے خوب معلوم ہے کہ انسانوں میں خونی رشتے اور اجنبی رشتے میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ خونی تعلق کے لئے محرک کی کوئی ضرورت نہیں' خون بذات خود محرک ہے جو ایک بچے کے لئے ماں کے دل میں محبت' شفقت' ہمدردی' ایثار اور خلوص کے جذبات موجزن کرتا ہے...... لیکن ایک ایسی خاتون جو نہ بچے کی باروری کے دور سے گزری' نہ اسے جننے کی تکلیف برداشت کی' نہ اپنے خون سے اس کے جسم کی آبیاری کی' اس کے قلبی جذبات واحساسات میں بچے کے لئے محبت' ہمدردی' ایثار اور خلوص ایسی صفات حسنہ کہاں سے آئیں گی۔ یہی وہ سوال ہے جس کا جواب ہمیں قرآن حکیم اور تعلیمات رسول ﷺ سے تلاش کرنا ہے۔

ایک مسلمان کی سب سے بڑی صفت تقویٰ ہے۔ تقویٰ وہ صفت ہے جو انسان کو اس کی کاملیت تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ آدمی ظاہر اور پوشیدہ...... چھوٹے اور بڑے...... ہر کام میں...... ہر وقت...... ہر فرد کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے یہ خوف پیش نظر رکھے کہ کہیں مجھ سے میرا اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ اس احساس سے لبریز بے شک ایسی مائیں بھی ہیں جو سوتیلے بچے کو اپنے لئے ایک امانت' ایک فرض' ایک امتحان سمجھتی ہیں۔ ان کی سرتوڑ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس امتحان میں بہترین نمبر لے کر پاس ہوں۔ اس مقصد کے لئے وہ اپنی ممتا کی صفات کو آخری درجہ پر لے جانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یقین جانیے ایسی مائیں دنیا میں موجود ہیں۔

معاشرے میں ہر قسم کے افراد موجود رہتے ہیں۔ جہاں بہت سی غیر ذمہ دار سوتیلی مائیں ہیں وہاں ایسی سوتیلی مائیں بھی کم نہیں جو اپنے حقیقی بچوں پر سوتیلے بچوں کو ترجیح دیتی ہیں

امہات المومنین بحیثیت سوتیلی مائیں:

بہترین ماں بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم دنیا بھر میں سب سے بہترین' سب سے اعلیٰ' سب سے معیاری سوتیلی ماؤں کے دور اقدس پر دستک دیں۔ ان کے اندر جھانک کر گہرائی سے مطالعہ کریں کہ کس طرح انہوں نے اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک' محبت' شفقت' اخلاص اور ایثار کا مظاہرہ کیا۔

رحمت اللعالمین نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔ اس وقت ان کی چار بیٹیاں تھیں جن میں سے صرف ایک ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی زوجہ بن چکی تھیں۔ جب کہ تین بیٹیاں مختلف عمر کی موجود تھیں...... فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان سب سے چھوٹی تھیں...... انہیں ماں کی زیادہ ضرورت تھی۔ رسول دانش وحکمت ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ جو سابقون کے مبارک قافلے کی ایک رکن تھیں' یقیناً ان کے پاس خلوص' ایثار' محبت' شفقت کی لازوال دولت تھی' انہوں نے رحمت اللعالمین ﷺ کی صاحبزادیوں...... یعنی اپنی سوتیلی بیٹیوں کی پرورش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ نبی الاولین والآخرین ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو بعد ازاں آپ ﷺ نے ابو رافع اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو مکہ بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کے اہل بیت کو ہمراہ لے آئیں۔ سودہ رضی اللہ عنہا کی معیت میں ام کلثوم' فاطمہ...... سب کا قافلہ چلا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ (وفاء الوفا للسمہودی)

رسول علم وحکمت ﷺ اس حکمت سے خوب واقف تھے دس سال کے بعد بچے کی خوابگاہ الگ کر دینا چاہئے...... چنانچہ آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی امہات المومنین رضی اللہ عنھن کے لئے گھر بھی بنائے۔ اس وقت دو زوجہ محترمہ تھیں سودہ اور عائشہ۔ علاوہ ازیں ایک گھر اپنی دونوں بیٹیوں کے لئے بھی بنایا' گو نگہداشت کا فریضہ اب بھی سودہ رضی اللہ عنہا کے سپرد تھا' لیکن رہائش یا کمرہ دونوں بہنوں کا والدہ سے الگ تھا...... اس کے بعد دیگر امہات المومنین آتی گئیں اور فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنھن کی سوتیلی ماؤں میں اضافہ ہوتا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فاطمہ سے اس قدر پیار اور اتنا حسن تعلق تھا کہ دونوں کے گھروں کے درمیان ایک کھڑکی کھلتی تھی' جب جی چاہتا اس کے ذریعے ایک دوسرے کی خیر و برکت دریافت کر لیتیں۔ (وفاالوفا للسمہودی)

زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ تو اکثر ننھیال ہی کے گھر میں رہتیں۔ رسول اللہ ﷺ امہات المومنین میں سے جس گھر میں ہوتے وہ پہنچ جاتیں۔ رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچے بھی اکثر ان کے گھروں میں آتے جاتے رہتے تھے۔ یہ آمد ورفت ظاہر ہے امہات المومنین جو فاطمہ ورقیہ کی سوتیلی مائیں تھیں' انہی سے پیار' محبت اور شفقت کے باعث تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کی فاطمہ سے بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری وقت فاطمہ کے کان میں کوئی بات کہی تھی...... انہوں نے وفات کے بعد فوراً فاطمہ سے پوچھ لی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ام محترم کو بتا دی۔ (صحیح بخاری' کتاب الاستیذان)

فاطمہ چونکہ عمر میں چھوٹی تھیں اور چھوٹا بچہ والدین کا لاڈلا ہوتا ہے' شاید اسی باعث امہات المومنین اپنی اہم سفارشات کے لئے انہیں ہی وکیل بنا کر بارگاہ رسالت میں بھیجتیں۔

جب ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا فتح خیبر کے بعد ام المومنین کے منصب عظیم پر فائز ہو کر مدینہ منورہ میں اپنے بیت التلاوت میں اتریں...... خواتین صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے آئیں...... فاطمہ رضی

اللہ عنہا نے بھی بڑی چادر اوڑھی اور اپنی والدہ محترمہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئیں...... ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی سے محبت اور خلوص کا اظہار یوں فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو اپنی کلائی سے سونے کی چوڑیاں اتار کر پہنا دیں۔

ہم امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے اپنی سوتیلی اولاد سے اس حسن سلوک کی بنا پر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سوتیلی ماں کو اپنی اولاد کے لئے کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے خصوصاً اس صورت میں کہ جب وہ ابھی کم سن بھی ہو۔

اچھی ماں بننے کے لئے چند تدابیر:

ہر ماں اچھی ہی ہوتی ہے جس کی وجہ رحم اور خون کا تعلق ہے البتہ ہر غیر حقیقی ماں اچھی نہیں ہوتی۔ اقصائے عالم میں یہی مشہور ہے اور تجربہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ ایک بہترین ماں بننے کے لئے

سوتیلا لفظ ہی ایسا ہے جسے سن کر کبھی بھی اچھا تاثر نہیں ابھرتا۔ دنیا کا ہر وہ فرد جسے سوتیلے رشتوں سے سابقہ پڑا اس کی یہی خواہش رہی کہ کاش لغت میں یہ لفظ ہی نہ ہوتا مگر یہ ایک سچائی ہے جسے تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے

مندرجہ ذیل امور معاون ہو سکتے ہیں۔ اپنے اپنے حالات و واقعات کے بعد ان میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔

☆ ماں کو چاہئے کہ وہ بچہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو حقیقت سے قریب تر کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرے۔

☆ بچے کو ہر ممکن مارنے پیٹنے سے گریز کرے یوں تو کسی بھی بچے کو مارنا مستحسن نہیں لیکن سوتیلے بچوں پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے۔

☆ بچے سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے یہ محسوس کرائے بغیر کہ اس سے غلطی ہوئی ہے اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔ اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب واقعہ گیا گزرا ہو جائے تو پھر بچے کو مناسب طریقے سے سمجھا دیا جائے۔

☆ بچے سے کوئی نقصان ہو جائے تو اس پر بگڑنے کی بجائے تحمل سے کام لے۔ نفع و نقصان کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا بچے پر بگڑنے کی بجائے اللہ سے اس کا بدل طلب کرے۔

☆ بچوں سے محبت ایک انداز یہ بھی ہے کہ انہیں وقتاً فوقتاً حسب استطاعت چھوٹے موٹے تحائف یا انعامات دیئے جائیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

اللہ رفیق یحب الر فق ویعطی علی الرفق مالا یعطی الی العنف .(صحیح مسلم)

"بے شک اللہ تعالیٰ نرم ہے وہ نرمی کو پسند کرتا ہے نرمی پر وہ چیز دیتا ہے جو وہ سختی پر نہیں دیتا۔"

لہٰذا بچوں کے ساتھ رفق (نرمی) کا برتاؤ کرنے سے ان کے دلوں میں ماں اپنی محبت پیدا کر سکتی ہے۔

☆ اگر کوئی سوتیلا بچہ شیر خوار ہو...... اور ماں اس حالت میں ہو کہ بچہ کی رضاعت خود کر سکے تو یہ اس کے اور بچے کے حق میں بہتر ہے۔ اس طرح ماں اپنے بچے کے جسم میں اپنے خونی اجزا شامل کر کے اس سے مزید قربت پیدا کر سکتی ہے۔

ایثار کا ایک اور پہلو:

بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ والد کے معاشی حالات ساز گار نہیں ہوتے لیکن بیوی صاحب حیثیت ہوتی ہے اس صورت میں اگر وہ خاوند اور اس کی اولاد (سگی ہو یا سوتیلی) پر خرچ کرے تو یہ اس کے لئے دوہرے اجر کا باعث ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تنگ دست تھے۔ ان کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے کماتیں اور اسے اپنے خاوند اور بچوں پر خرچ کر دیتیں...... ایک روز وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور اس کے بارے میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہ دوہرے اجر کا باعث ہے۔ ایک قرابت پر خرچ کرنے کا، دوسرا صدقہ کرنے کا۔ (صحیح مسلم، بخاری، کتاب الزکات)

گو سوتیلی اولاد یا سگی اولاد پر بھی خرچ کرنا، ان کی کفالت کرنا ماں کی ذمہ داری نہیں بلکہ باپ یا دیگر سرپرستوں کی ذمہ داری ہے لیکن اگر عورت ایسا رضاکارانہ کرتی ہے تو اس کے لئے یہ دوہرے اجر کا باعث ہے۔

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے والد وفات پا گیا۔ اس کی پہلی بیوی سے بھی اولاد تھی۔ وہ بے سہارا رہ گئے۔ اور سوتیلے یا سگے سب بچے ماں کے زیر کفالت آ گئے۔ ایسے میں اگر سوتیلی ماں ان بچوں کی کفالت کرے تو یہ اس کے لئے یقیناً اجر کا باعث ہے۔

☆ اکثر مائیں ایسی بھی ہیں جو تنگ دستی کے باوجود سوتیلی اولاد پر خرچ کرنے کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتی ہیں۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے بچوں پر اجنبی مہمان کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة (الحشر .۹)

"اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں"۔

بعینہ یہی صورت حال ایسی ماؤں کو پیش آتی ہے اور وہ اسی قسم کے ایثار کا مظاہرہ کر کے خود کو اس آیت کے موصوفین میں شامل کر لیتیں ہیں۔

سوتیلی اولاد کی ذمہ داریاں:

زندگی ایک معاملہ ہے کچھ لینے کا اور کبھی دینے کا۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ حقوق ادا کئے جاتے ہیں اور پھر ان کی واپسی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اولاد کو والدین پالتے پوستے ہیں۔ ان کی پرورش، تربیت، تعلیم، صحت اور ادب و تہذیب سکھانے کے لئے ہمہ وقت کوشش کرتے ہیں...... اور پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب اولاد بڑی ہو جاتی ہے۔ اور اس پر والدین کے حقوق ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اولاد جب بچپن کے مراحل میں ہوتی ہے اس پر والدین کے حقوق برائے نام ہوتے ہیں جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی جاتی ہے اس پر والدین کی اطاعت، خدمت اور احترام کی ذمہ داریاں بھی بڑھتی جاتی ہیں۔

والدین سوتیلے ہوں یا سگے۔ والدین (دادا، نانا، دادی، نانی) ہوں یا رضاعی والدین، پھوپھی، خالہ، چچا، ماموں سب والدین کی صف میں شامل ہیں اور سب کی عزت و خدمت اور احترام کرنا فرض ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ان میں سے جو جتنا قریبی ہے اس کا حق خدمت و ادب اتنا ہی زیادہ ہے لہٰذا زیادہ قریبی پر دور والے کو ترجیح نہیں دینا چاہئے۔

سوتیلی ماں بھی والدین میں سے ہے اور اس کی خدمت، اطاعت اور احترام کرنا فرض ہے جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- وہ ماں کی قائم مقام ہے۔ شریعت اسلامیہ میں خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے جب وہاں کوئی دوسری چیز رکھی جاتی ہے تو اس کو وہی حقوق، وہی مرعات، وہی مقام، وہی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے جن رشتوں کو محرم قرار دیا ہے ان میں اس کے سگے بیٹوں کے علاوہ اس کے خاوند کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ چنانچہ سوتیلی ماں کی خدمت و اطاعت سوتیلی اولاد پر فرض ہے۔ اسلام اپنے متبعین سے یہی تقاضا کرتا ہے دل مانے یا نہ مانے، فطری داعیہ ہو یا نہ ہو۔

2- اگر سوتیلی ماں اس دور میں آتی ہے جب بچے تھے ہی چھوٹے تو یہ اس کا بدرجہ اولیٰ حق ہے چونکہ یہ اس اولاد کی مربیہ ہے۔

3- اگر بحیثیت مربیہ پرورش نہ بھی کی ہو تو بھی والد کی منکوحہ ہونے کی وجہ سے وہ احسان کی مستحق ہے۔

4- جب رضاعت سے عورت پر ماں کے احکام مرتب ہو جاتے ہیں تو پھر والد کی منکوحہ ہونے کی وجہ سے وہ احسان کی مستحق ہے۔

5- "محبت کی قدر کرنا محبت کی علامت ہے" ماں باپ کے احباب سے بھی حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے پھر باپ کی شریک حیات کو یہ حق حاصل کیوں نہ ہو۔ سوتیلی ماں نے اپنا منصب سنبھالنے کے بعد اولاد سے کیسا سلوک کیا؟ اولاد کو یہ سوال نظر انداز کر کے صرف اس نکتے پر اپنی توجہ مرکوز کرنا چاہے کہ یہ ہماری والدہ کی قائم مقام ہے۔ ہمارے محترم والد کی زوجہ ہے۔ ہمیں اس نے پرورش کیا، بالفرض نہیں بھی کیا تو بھی وہ حسن سلوک، خدمت اور احترام کی مستحق ہے۔

اللہ تعالی نے اولاد کو والدین کے بارے حکم دیا۔

لاتقل لهما اف ولا تنهر هما.(بنی اسرائیل ۲۳)

''پس تم ان کو اف تک نہ کہو اور نہ ان کو ڈانٹو۔''

☆ مختلف حالات میں سوتیلی ماں کے ساتھ احترام وخدمت کی ادائیگی بھی مختلف انداز اختیار کرسکتی ہے۔

1- بعض اوقات اپنی والدہ بھی بقید حیات ہوتی ہے اور سوتیلی ماں بھی موجود ہوتی ہے۔اس صورت میں دونوں کے حقوق ادا کرنا فرض ہے البتہ حقیقی والدہ کو ترجیح اس صورت میں دی جائے گی جب کہ دونوں میں سے ایک کی بات' خدمت یا حسن سلوک کو اختیار کرنے کا معاملہ ہو۔

2- بعض اوقات حقیقی والدہ سوتیلی ماں سے حسن سلوک کرنے آتی ہے ایسی صورت میں حکمت او رتد بر کے ساتھ حقیقی والدہ کو سمجھایا جاسکتا ہے۔

3- اگر والدہ نہ سمجھے تو اسے خبر کئے بغیر سوتیلی ماں سے حتیٰ الامکان حسن سلوک کیا جائے۔

(۴) بعض حالات میں سوتیلی ماں کا سوائے سوتیلی اولاد کے اور کوئی ہوتا ہی نہیں ۔اس صورت میں تمام ذمہ داری سوتیلی ماں سے حسن سلوک کرنا' حسن اخلاق سے پیش آنا' اس کی خدمت کرنا' اس کی کفالت کی ذمہ داری لینا' اس کی ضروریات پوری کرنا سوتیلی اولاد کا فرض ہے۔

سوتیلی ماں کے حقوق

احترام:

سوتیلی ماں چونکہ ماں کی قائم مقام ہے اس لئے اس کا احترام کرنا چاہئے' ہمارے دین میں ہر وہ عورت جو ماں کے برابر ہو باعث تعظیم ہے۔پھر جب وہ بھی ماں کی جگہ ہے تو یقیناً اس کا استحقاق زیادہ ہے۔رسول ﷺ عمر بھر اپنی رضاعی والدہ کی تعظیم کرتے رہے۔ایک بار وہ آپ سے ملنے مدینہ منورہ آئیں تو آپ ﷺ ان کے لئے اٹھے، اپنی چادر بچھا کر بٹھایا، ان کی باتوں کو توجہ' محبت اور احترام کے ساتھ سن کر رخصت فرمایا۔

ایک بار ابن عمر کہیں جارہے تھے۔انہیں اثنائے راہ ایک بدو ملا۔آپ کے سر پر ایک قیمتی عمامہ تھا آپ نے وہ عمامہ اتار کر بدو کو پہنا دیا۔ایک صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔انہوں نے کہا اگر آپ بدو کو کوئی کم قیمت بھی چیز دے دیتے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔آپ نے کہا یہ بدو میرے والد کا دوست تھا۔(مسلم، کتاب البر والصلہ)

خدمت:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:۔

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة.(بنی اسرائیل)

''اور جھکا دے ان دونوں کے لئے نرمی کا بازو شفقت سے۔''

اس لحاظ سے سوتیلی ماں بھی اس میں شامل ہے اور اس کا حق ہے کہ اس کی خدمت کی جائے۔خدمت سے مراد ہے کسی کا ایسا کام انجام دینا جو بغیر کسی جسمانی مشقت کے نہ ہوسکتا ہو۔اولاد کے لئے والدین بہت زیادہ جسمانی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔اولاد کا فرض ہے کہ وہ بھی ان کے بدلے میں ان کی خدمت انجام دے۔

عطیہ اور ہدیہ:

سوتیلی ماں اگر اپنے ہی زیر کفالت ہو تو اس کی تمام ضروریات پورا کرنا فرض ہے بالفرض وہ اپنے زوج یا اپنے بہن بھائیوں میں سے کسی کے پاس ہو تو اسے عطایات اور تحائف دینے چاہئیں۔رسول اللہ ﷺ اپنی رضاعی والدہ اور رضاعی بہنوں کو تحائف دیتے تھے۔ام ایمن جنہوں نے آپ ﷺ کو اپنی گود میں کھلایا تھا۔ان کو بھی آپ ﷺ تحائف سے نوازتے رہتے۔چنانچہ روایت ہے کہ ایک بار انہوں نے آپ ﷺ سے اونٹ مانگا۔آپ ﷺ نے فرمایا'' اچھا ابھی اونٹ کا بچہ دیتے ہیں'' گھبرا کر بولیں' بچہ لے کر میں کیا کروں گی؟ مجھے تو اونٹ چاہیے'' آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا'' اونٹ ہی ملے گا ہر اونٹ اونٹ کا بچہ ہی تو ہوتا ہے...... جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تو اس وقت مہاجرین کی مالی حالت کمزور تھی۔انصار نے مہاجرین کے لئے اپنا گھریلو سامان' مکان' باغات' زمینیں تک دے دیں۔آپ ﷺ نے ام ایمن کو بھی انصار کے کھجور کے درخت عطا فرمائے۔جب خیبر فتح ہوا تو انصار کے دیئے ہوئے باغ اور کھیت واپس فرما دیئے۔جب ام ایمن کا واپس کرنے لگے تو انہیں ناگوار گزرا۔چنانچہ ان کو آپ نے اپنی طرف سے کھجور کے درخت عطا کئے۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی من الاحزاب)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب گود کھلانے والی عورت پر آپ ﷺ نے عطیات کا سلسلہ جاری رکھا تو پھر سوتیلی والدہ اس سے کہیں زیادہ مستحق ہے۔

کفالت:

اگر سوتیلی ماں کی کفالت کے لئے کوئی اور معقول انتظام نہ ہو تو اس کی کفالت کرنا چاہیے۔اس کی تمام مالی ضروریات پوری کی جائیں۔سوتیلی ماں کی پسند کو مدنظر رکھ کر۔

احسان:

سوتیلی ماں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا چاہئے۔اگر بالفرض اس نے بچپن میں اچھا سلوک نہ بھی کیا ہو تو اس کے محترم رشتے کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے ساتھ احسان کیا جائے۔نبی اکرم ﷺ نے تو غزوہ بنو ہوازن کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا تھا۔صرف اس لئے کہ ان کا تعلق ان کے رضاعی قبیلے سے تھا......

دعا:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا (بنی اسرئیل)

والدین کے لئے دعا کرنا اولاد کا فرض ہے اس دعا سے سوتیلی ماں کو بھی اس کا حق پہنچانا چاہئے۔اس کے احسان' شفقت' محبت کو یاد کر کے اس کے لئے دعائے خیر کرنا چاہیے۔

اعتراف احسان:

اعتراف احسان کرنا بھی احرام ومحبت کا آئینہ ہوتا ہے۔بالفرض ماں نے احسانات نہیں بھی کئے تو بھی اس کا ذکر ادب و احترام سے کرنا فرض ہے۔

ماں کے اقرباء سے محبت اور سلوک:

سوتیلے بہن بھائیوں سے حسن سلوک کرنا' ان کی مدد کرنا' ان کو تحفے تحائف بھیجنا' ان کی ضروریات کا خیال رکھنا' اگر تنگدست ہوں تو مالی مدد کرنا' فرض ہے اسی طرح سوتیلی ماں کے دیگر اقرباء سے بھی حسن سلوک مظاہرہ ہونا چاہیے۔

دنیا میں کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو ہر کام میں اللہ تعالی کی رضا مندی پیش نظر رکھتے ہیں ان کا مقصد زندگی صرف رضائے الہٰی کا حصول ہوتا ہے۔ان کے نفع ونقصان کا پیمانہ دنیاوی حالات و واقعات نہیں بلکہ اسلام کا عظیم اخلاق ہوتا ہے۔ایمان کا وہ اعلی درجہ ہوتا ہے جو ایک بندے کو عبادت کا حسن اور معراج عطا کرتا ہے۔جب انسان حسن عبادت کا خواہش مند ہو جائے تو پھر اس کے ایمان' اخلاق اور اعمال کی دنیا ہی بدل جاتی ہے وہ ہر مرحلے پر خیر' احسان' مروت' تحمل' صداقت' عدل' باہمی اخوت' اور ایثار کا مظاہرہ کرتا ہے۔

سوتیلی ماں کے ساتھ معامالات میں حسن عبدیت کیسے حاصل کیجائے یہی سوال اس وقت پیش نظر ہے۔

دراصل کچھ حالات ایسے ہیں کہ جب تک ان سے سابقہ پیش نہ آئے آدمی یہ حتمی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ ان کو عملی طور پر کیسے کیا جاسکتا ہے۔جس شخص کو رضائے الہٰی کے حصول کی خواہش ہوتی ہے اسے اس کے حصول کی مختلف تدبیریں اللہ تعالی خود ہی سمجھا دیتے ہیں۔

سوتیلی ماں کے حوالے سے حسن عبادت اور احسان کے لئے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ سوتیلی ماں کو اپنے حسن سلوک' خدمت اور ادب واحترام کے ذریعے اس احساس سے نکالا جائے کہ یہ اس کی حقیقی اولاد نہیں اس لئے ان سے خدمت واحسان کی توقع رکھنا ہی بے کار ہے۔

بے شک حقیقی والدین کے ساتھ پیار' ایثار' خدمت' احترام اور احسان کرنا فطری تقاضا ہے کیونکہ اولاد والدین ہی کے جسم کا ایک حصہ ہوتی ہے لیکن سوتیلی ماں کے لئے ان جذبات واحساسات کو اپنے اندر ابھارنا خاصا مشکل کام ہے۔اس کے لئے مسلسل عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔مسلسل کوشش درکار ہے۔اور سب سے بڑی بات یہ کہ جب داعیہ اللہ کی رضا ٹھہرے تو پھر اپنے آپ کو آمادہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر معاملے میں تقویٰ واحسان کی صفات عطا کرے۔

واخر دعو انا ان الحمدلله رب العالمين وسلام على لمرسلين.

نصاب تعلیم خطرے سے دوچار

شازیہ آزاد' راولاکوٹ

تمام تعریفیں اس ہستی کے نام جو قطرے سے وہ کام لے سکتا ہے جس سے دریا عاجز ہو۔ ذرے کو ایسی وسعت بخش سکتا ہے جس سے صحرا محروم ہو اک پھول کو لہلاتے گلستان کی مہک عطا کر سکتا ہے اور ایک ہی فوج کے مچلنے سے سمندر کے سناٹوں کو طوفان میں بدل سکتا ہے۔ درود و سلام احمد مجتبیٰ محمد ﷺ پر جنہوں نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو ہدایت و فلاح کا راستہ دکھایا اور دعائے ہدایت آج کے مسلمانوں کے لئے جو غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ اللہ ربّ العزت اپنی کتاب مقدس میں انتہائی خوبصورتی سے بیان فرماتے ہیں۔

لقدمن الله على المؤمنين اذبعث فيهم رسولاً من انفسهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين٥(آل عمران)

''اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں انہیں سے ایک رسول ﷺ بھیجا جو ان کو اللہ کی آیات سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے یہ کھلی گمراہی میں تھے۔

اللہ کے نیک بندوں نے کس طرح اپنی زندگیاں علم کی اشاعت میں صرف کی علم اور زندگی کے ایک ایک لمحے کی کیسی قدر کی اللہ اکبر دل ان کا علم کے ولولوں سے سرشار تو دماغ علم حدیث کی لذت سے آشنا اور جسم اس راہ میں مشقتوں کا عادی رہا۔ علم کے بے تاب جذبے میں مگن بچپن سے لے کر موت تک طالب علمی کے ادوار طے کرتا ہے۔ ماں کی گود سے قبر تک وہ گوناگوں مشاہدات و تجربات کے جلو رہتا ہے۔

چونکہ ایک دن دوسرے دن کا استاد ہے اور اشرف المخلوقات کی حیثیت سے مستقبل کو بہترین بنانے کی سعی جاری رہتی ہے۔ اسی طرح بچہ ہو یا بزرگ اس کے سامنے آسمان کا نام لیں۔ وہ اونچائی کا گمان کرے گا۔ سمندر کا تذکرہ آئے تو کسی چیز کی بہتات کا اندازہ ہوگا۔ پھول کا لفظ ادا کریں تو خوشبو کا احساس دماغ کو معطر کر دے گا۔

انہی مثالوں کو فروغ دیتے ہوئے جب جہاد اور شہادت کا لفظ سامنے آئے تو فوراً مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی داستانیں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اللہ اکبر

میں آپ کی توجہ موجودہ نصاب تعلیم اور اس میں کی گئی غیر اسلامی جسارتوں کی طرف مبذول کرنا چاہتی ہوں کہ بحیثیت مسلمان ایک آزاد اسلامی ملک اور اسلامی حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے ہم خصوصاً ہمارے سربراہوں پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں؟

فرمان الٰہی ہے۔

ومن لم يحكم بماانزل الله فاؤلٰٓئك هم الكفرون٥(المائده)

''اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں۔''

بعض تعلیمی ماہرین کا خیال تھا کہ پاکستان میں تعلیمی نصاب اسلامی نظریات کو فروغ دے رہا ہے اور اس نصاب سے مسلمان طلباء دیگر تہذیبوں سے متنفر ہو رہے ہیں جبکہ ماہرین کا ایک طبقہ اسلام' حیا' شہادت اور نظریہ پاکستان سے بیزار ہو رہا ہے۔ یہ لوگ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں۔ جو لوگ مغرب سے شاباش حاصل کرنے کے لئے اپنے ملک کے نظام تعلیم سے اسلام کو نظر انداز کرتے ہیں۔ انہیں شاید یہ اندازہ نہیں کہ نصاب تعلیم سے اسلام کو خارج کیا گیا تو ملک سیکولرازم کی طرف بڑھے گا اور اس کے نتیجے میں پاکستان اور بھارت ایک بار پھر اکٹھے ہو جائیں۔

نیا نصاب تعلیم اسلام کے خلاف منفی پراپیگنڈوں سے بھرا پڑا ہے۔ سورۃ توبہ اور دیگر قرآنی آیات خارج محمد بن قاسم اور مسلم فاتحین کے تذکرے غائب' کس قدر افسوس اور زیادتی والی بات ہے کہ ہماری تاریخ ہم سے چھپی جا رہی ہے

نیا نصاب تعلیم اسلام کے خلاف منفی پراپیگنڈوں سے بھرا پڑا ہے۔ سورۃ توبہ اور دیگر قرآنی آیات خارج محمد بن قاسم اور مسلم فاتحین کے تذکرے غائب! کس قدر افسوس اور زیادتی والی بات ہے کہ ہماری تاریخ تک ہم سے چھپتی جا رہی ہے۔

اسی طرح نبی ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد و استقبال جنوبی ایشیا میں اسلام کی اشاعت اور کشمیر کا نقشہ حذف ہے۔ امہات المومنین کی جگہ بلقیس ایدھی پر مضمون شامل نصاب' جماعت سوئم کی اردو کی کتاب میں آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے اسم محمد ﷺ کے مقابل نعوذ باللہ کتے کی تصویر چھاپ دی گئی۔

اسی طرح اردو برائے دہم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ موسیقی کا رسیا قرار دیا گیا کہ وہ موسیقی سنا کرتے تھے۔ دہم کلاس کے مطالعہ پاکستان کے صفحہ نمبر 36 پر کلمہ طیبہ غلط پرنٹ کیا گیا۔ اس سے آگے بیان کرنا میرے بس میں نہیں۔ حکومت نے نصاب تعلیم میں شامل کیا گیا قابل اعتراض مواد نکالنے کا اعلان تو کیا ہے لیکن عملی طور پر حکومتی اقدامات محض بیانات کی حد تک ہی ہیں۔

تعجب تو یہ ہے کہ حکومت کے بنائے بغیر کس ادارے نے اتنی جرأت کر لی کہ نصاب تعلیم کو طرح طرح کی خرافات سے بھر دیا۔ نام نہاد عوامی دباؤ کم ہوتے ہی زبیدہ جلال اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے پھر سرگرم ہو جائیں گی۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلامی ملک اور اسلامی حکومت کے اندر درسی کتب میں سے قرآنی آیات کو نکالا گیا۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ کیوں ملک میں افراتفری پھیلائی گئی...... کیوں دشمنوں کو پاکستان پر ہنسنے کا موقع دیا گیا...... درسی کتب میں قرآنی آیات ختم کرنے کی نہیں بلکہ ہر لمحہ اسلام کی طرف راغب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہر مضمون' ہر نئے موضوع پر نئی کہانی اور ہر سوال کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہو۔

کتاب کے شروع میں بہتر مستقبل کی دعائیں ہوتیں پھر پڑھائی کا آغاز ہوتا لیکن اس کا الٹ ہوا جو اکا دکا آیات تھیں انہیں بھی ختم کر دیا گیا۔ وہ چنگیز خان جس کی تاریخی بربریت کا نامبارک آغاز ہوا تو عالم اسلام اس کی بربادیوں کا لقمہ بنا۔

اس نے سفاکی کی وہ تاریخ مرتب کی جس کی مثال قتل، درندگی میں نہیں ملتی۔ اس سفاک چنگیز خان اور ہلاکو خان کے بارے

دنیا میں جن ظالموں نے سفاکی و ظلم کی نئی تاریخ رقم کی ان ظالموں کو Kind Man مہربان آدمی قرار دیا جا رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کافروں کی دخل اندازی سے یہ سب ہو رہا ہے

میں ہمارے نونہالوں کو جنہوں نے اسلام کی باگ ڈور سنبھالنی ہے جن کو تیار کرنا معلم کی ذمہ داری ہے۔ ہمارے مستقبل کے ان معماروں کو ہمارے اپنے راولا کوٹ کے اندر سکول میں انہی ظالم چنگیز خان اور ہلاکو خان کا تعارف ایک Kind man کے طور پر کروایا جاتا ہے یہ ہے ہمارا موجودہ نصاب تعلیم

نصاب تعلیم میں Living Stander میں بیرونی دخل اندازی سے ہوا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دارالحکومت کی جانب جانے والی تقریباً ہر چھوٹی بڑی شاہراہ پر دیگر سائن بورڈز کے ساتھ ساتھ یونیسکو Unesco اور یونیسیف کی آڑ میں امریکہ، فرانس، برطانیہ، ہالینڈ، کینڈا، جاپان اور دیگر ممالک کے تعاون سے تعلیمی ماحول ذرائع آمدورفت اور دیگر ترقیاتی پراجیکٹس کے مظہر بورڈز اور کتبے دعوت نظارہ دیتے ہیں۔

کہیں کہیں شاہراہ ریشم کے دائیں بائیں صاف شفاف چٹانوں کی طرح پاکستان اور کشمیر کی پہاڑیاں بھی انہی اداروں کی شہرت کے ٹیکے اپنے ماتھے پر سجائے دکھائی دیتی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے ملک عزیز کے باقی شعبوں کی طرح تعلیم جیسے حساس ترین شعبہ میں بیرونی دخل اندازی کی راہ ہموار کی ہے۔

اس کی بدولت ہمارا موجودہ نصاب تعلیم اور نظریاتی بقاء خطرے سے دوچار ہے۔ پیارے وطن کا شاید ہی کوئی شعبہ بیرونی دخل اندازی سے بچ سکا ہو لیکن سب سے زیادہ منظم اور مربوط دخل اندازی تعلیم کے شعبہ میں کی گئی ہے اور تا حال کی جا رہی ہے بلکہ اب تو دینی تعلیم کو بھی اپنے زیر اثر کرنے کا پروگرام ترتیب دیا جا رہا ہے اور اگر کسی نے آواز نہ اٹھائی تو ایسا نصاب تشکیل دیا جائے گا کہ مساجد کے اندر بھی سرکار کی اُمنگوں کے مطابق تیار شدہ خطبہ گوش گزار کیا جائے گا۔

نصاب تعلیم میں ترمیم کر کے صیہونیت کے مکروہ عزائم پر پردہ ڈالنے کے لئے حذف شدہ عبارات کے سکرز فراہم کر کے اسلامی جذبات کو سرد خانے میں دھکیل دیا گیا۔ جس سے صورتحال جوں کی توں ہے۔ یعنی کتابیں اپنی اصلی حالت میں مارکیٹ میں ہی موجود ہوں گی۔ ان میں تحریف کر کے اسلام اور مسلمانوں پر نا قابل برداشت حملہ کیا گیا ہے۔ جب کافر حملہ آور ہو جائیں تو پھر قتال فرض عین بن جاتا ہے۔ اُن لوگوں کے خلاف جو ہمارے سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی غرض تمام نظاموں سے اسلام کی روح کو کھرچ کھرچ کر نکال رہے ہیں۔

یہ تمام کفار کی سازشیں ہیں۔ اسلام کو مٹانے کی خاطر یہ الگ بات ہے کہ اسلام کفار کے مٹانے سے کبھی مٹ نہ سکے گا۔ ان کی یہ سازشیں دلن کی طرح خوبصورت انداز میں اپنی تہذیب مسلمانوں پر ٹھونس رہی ہیں۔

اس اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں جب کہ کتب اور رسائل سے

نبی اکرم ﷺ نے اپنے آپ کو معلم قرار دے کر معلم کی بے پناہ عزت افزائی کی ہے تو آج مسلم معلمین کو اپنے اس اعزاز کی لاج رکھنے کے لئے نئی نسل کا ایمان بچانا اور اسے بھولا ہوا سبق جہاد یاد کروانا ہے

متاثر ہو کر آج بھی کتنے ہی لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔

اسلام جو نبی ﷺ کی ان گنت کاوشوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے وہ اسلام جو اللہ کا پسندیدہ دین ہے جو اللہ کا ہم پر سب سے بڑا انعام ہے اسی کو مٹانے کے لئے نصاب میں مختصر سے مضمون اسلامیات کو بھی ختم کر کے بدھ مت ہندوازم اور اساس پاکستان سے متصادم نظریات کو کھلم کھلا پیش کیا جا رہا ہے۔

ایسے حالات میں جب کہ مسلمانوں کا ایمان ڈگمگا رہا ہے۔ مسلمانوں کے ایمان کی کشتیاں ڈوب رہی ہیں تو کسی نے ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچانا ہے۔ جب نصاب تعلیم کو اپنے سابقہ ظلم اور تجربات کی روشنی میں اپنے ماحول سے ہم آہنگ بنا کر احسن انداز میں پیش کرنے والا معلم اپنے فرائض بھول چکا ہے وہ معلم جس کا اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

انما بعثت معلما

معلم کی مثال کھجور کے اس درخت کی سی ہے جس کی جڑیں دو گہرائی سے پانی اور خوراک حاصل کرتی ہیں جبکہ اس کی عظمت آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہوتی ہے۔ جو خود گرمی کی تمازت اور غیر موافق موسموں کو برداشت کر کے شیریں نفع بخش پھل دوسروں کو مہیا کرتا ہے۔

ہو علم تو پھر کیا نہیں امکان میں تمہارے
تم چاہو تو جنگل کو بھی گلزار بنا دو

آج اسی معلم کے بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب تک حکام اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کریں اور اللہ کے نازل کردہ احکام کو اختیار نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔ آج دین اسلام کو بچانے کے لئے ان باطل قوتوں کے خلاف سر اٹھانا ہم سب پر انفرادی اور اجتماعی طور پر فرض ہو چکا ہے۔ ہم نے یہ سوچا کہ ملک میں ایسا ہو رہا ہے۔ اگر ملک سے کوئی وابستگی نہیں تو دین کس کا ہے؟ اسلام کس کا ہے؟ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو پہچاننے کی نہیں بلکہ نبھانے کی ضرورت ہے کیونکہ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور راعی سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔ ہم نے روز قیامت اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور ہم کیا جواب دیں گے۔ ہم نے باطل قوتوں کے خلاف کتنا قتال کیا۔ اللہ کے دین کو بچانے کے لئے کیا کوششیں کیں۔ ہم اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالیں گے تو ہم غیر اسلامی خرافات سے پاک نصاب مرتب کر سکیں گے۔ ہم ایک باعلم باعمل باکردار نسل کی تیاری احسن انداز میں کر سکنے کے قابل ہوں گے۔ یارب ہمیں علم کا جذبہ تاباں دے محنت کے عزم جواں سے مسلمانوں کے دل سرشار کر چار دن کی اس زندگی میں ہم سے وہ کام لے جو بیان کرنا چاہئے۔ اس سے بچا جو بیان نہیں کرنا چاہئے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق نصاب تعلیم مرتب کر کے اس پر عمل کرنے کی توفیق دے جو وقت ہم نے ضائع کر دیا اس کی تلافی کا سامان پیدا کر۔ آمین

اپیل برائے مسجد

چکوال کے غریب علاقہ میں 11 مرلے کے پلاٹ پر مسجد زیر تعمیر ہے۔ ایک کمرہ بن چکا ہے۔ جہاں جمعہ اور جماعت باقاعدگی کے ساتھ جاری ہیں۔ باقی تعمیر کے لئے احباب نقد رقم اور میٹریل وغیرہ کے ذریعے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جامع مسجد دارالسلام عقب نیو غلہ منڈی ریلوے روڈ چکوال
عبدالستار و طارق یوسف اکاؤنٹ نمبر 90-225 کرنٹ
اکاؤنٹ حبیب بینک لمیٹڈ ڈھروال برانچ چکوال
فون نمبر 0573-554540

بیٹی کو رخصتی کے وقت ایک ماں کی نصیحتیں

عالم عرب کے علاقے کندہ (یمن) کے حکمران عمرو بن حجرالکندی کو وہاں کے ایک دین دار شخص عوف بن مسلم شیبانی کی بیٹی ام ایاس کی خوبیوں اور اس کے دینی معیار کا پتہ چلا تو اس نے ام ایاس کے والد عوف بن مسلم شیبانی الکندی کی برادری کی عصام نامی ایک عورت کے ذریعے سے اس کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کی بیٹی سے شادی کا متمنی ہوں۔ اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دیں۔

ام ایاس کے والد نے کچھ سوچ بچار کے بعد اس کے پیغام نکاح کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اپنی لڑکی کا نکاح اس سے کر دیا۔ نکاح کے بعد جب رخصتی کا وقت آیا تو ام ایاس کی والدہ امامہ بنت حارث نے بیٹی سے تنہائی میں کچھ گفتگو کی۔ گفتگو کے دوران اس نے بیٹی کے مستقبل کے بہتر انجام کے لیے اسے جو نصیحتیں کی وہ نہ صرف دینی و دنیوی اعتبار سے بہت بہتر ہیں بلکہ ان میں عربی ادب کی چاشنی اور لذت بھی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں...... کہ امامہ بنت حارث نے اپنی بیٹی ام ایاس کو کس قدر عمدہ نصیحتوں کے ذریعے سے اپنے گھر سے اس کے سسرال کو رخصت کیا۔ چنانچہ جب رخصتی کے وقت دلہن کو خاوند کے گھر لے جانے کا مرحلہ آیا تو امامہ نے بیٹی کو مخاطب کر کے کہا:

"بیٹی! پہلے تو جس ماحول میں رہ رہی تھی وہ اب تجھ سے چھوٹ گیا ہے اور تو اس ماحول سے نکل کر دوسری جگہ جا رہی ہے۔ تیرا وہ نشیمن بھی تجھ سے دور ہو گیا' جہاں تو پروان چڑھی' جہاں عقلمند کو تو سہارا اور تقویت حاصل تھی ہی' اگر تجھ سے کوئی غفلت سرزد ہو جاتی تھی تو بھی تمہیں ایک مقام حاصل تھا۔ اگر کوئی عورت شوہر سے محض اس بنا پر بے نیاز ہوتی کہ اس کے ماں باپ بھی شدید ضرورت کے باوجود ایک دوسرے سے بے نیازی برتتے تھے تو میں بھی تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ بے نیاز نظر آتی یا اگر عورت اپنے والدین کی دولت مندی اور ان کی والہانہ محبت کی وجہ سے بے نیاز ہوتی تب بھی سب سے زیادہ میں اپنے شوہر سے بے نیاز و لاپرواہ ہوتی مگر تم دیکھتی رہی ہو کہ ایسا نہیں ہے لیکن فی الحقیقت جس طرح عورتوں کو مردوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے' اسی طرح مرد عورتوں کے لیے پیدا کئے گئے ہیں۔

اب تیرا رخ ایک مانوس ماحول و وطن سے ایک ایسے نشیمن کی طرف ہے جس کے ماحول سے تو آشنا نہیں ہے۔ وہاں تجھے ایک ایسا ہم نشیں شخص ملے گا جو تیری طبیعت اور مزاج کو پہلے سے جانتا نہیں ہے۔ آج سے تیری گردن اور تیرا تمام بدن اس کے زیر نگیں ہو چکا ہے یعنی اب اسے تم پر برتری حاصل ہے۔ اس لئے تو وہاں اس کی کنیز (خدمت گار) بن کر رہ' جس کے نتیجے میں وہ بھی تیرا تابعدار غلام بن جائے گا۔ اگر کسی کے اعلیٰ نسب اور زیادہ عقل کی وجہ سے نصیحت چھوڑ دی جاتی تو میں ضرور اسے چھوڑ دیتی اور تجھے ہرگز نصیحت نہ کرتی' لیکن اصل بات یہ ہے کہ نصیحت عقلمند کے لیے یاد دہانی جب کہ بے سمجھ و کم عقل کو بطور تنبیہ کی جاتی ہے۔ اس لیے میں

مراسلہ: آسیہ علی احمد' گڑھی شاہو لاہور

تمہیں یہ نصیحتیں کر رہی ہوں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے میں تجھے دس ایسی اچھی عادتیں بتاتی ہوں جنہیں اپنانا تمہارے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ وہاں تیرے بہت کام آئیں گی۔

1- وہاں تیری پہلی صفت یہ ہونی چاہیے کہ قناعت پسندی اور سادگی کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر کے لیے انکسار سے کام لینا کیونکہ قناعت سے دل کو راحت ملتی ہے۔

2- اس کی ایک ایک بات کو توجہ سے سننا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا ہر حال میں خیال رکھنا' اس سے تمہارا شوہر خوش رہے گا۔

3- شوہر کی نگاہ کا بھی خیال رکھنا تاکہ جب وہ تجھے دیکھے تو اس کی طبیعت بدمزہ نہ ہو۔ اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف کوئی بات بھی سرزد نہ ہونے دینا۔

4- اس کی پسندیدہ خوشبو کا بھی اہتمام رکھنا۔ تیرے بدن سے اسے کوئی ایسی مہک نہ آنے پائے جو اسے ناپسند و ناگوار ہو۔ تمہارا خاوند تمہیں صاف ستھری اور خوشبودار حالت میں ہی دیکھے۔ تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ خوشبو اگر موجود نہ ہو تو پھر پانی سب سے زیادہ خوشبودار چیز ہے۔ اس لیے اس سے نہاؤ اور اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرو۔ نیز خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے تیرے پاس سرمہ موجود ہے' یہ بھی بہترین چیز ہے۔ جب وہ غمزدہ ہو جائے تو اس کے سامنے بالکل کسی خوشی و راحت کا اظہار نہ کرنا۔ ایسے مواقع پر اس کی دلجوئی ضروری ہے۔ اسی طرح اگر وہ خوش خوش نظر آئے تو اس موقع پر کوئی رنج و غم والی بات ہرگز نہ کرنا اس کی ساری خوشی کافور ہو جائے گی۔

5- شوہر کے سونے اور اٹھنے کے اوقات کا بھی خیال رکھنا' کیونکہ قلت نیند سے شدید غصہ پیدا ہو جاتا ہے۔

6- اس کے کھانے پینے کے اوقات اور کھانے پینے میں پسند و ناپسند کو ملحوظ رکھنا بھی تمہارے فرائض میں شامل ہے کیونکہ تادیر بھوک سے قوت برداشت ختم ہونے لگتی ہے جس کا نتیجہ غصے کی آگ کی صورت میں نکلتا ہے اور یہ آگ بعض اوقات طرفین کو بھسم کر ڈالتی ہے۔

7- بیٹی! تم پر اپنے شوہر کے مال کی حفاظت فرض ہے' اس لئے اچھی طرح سمجھ لو کہ مال کی بہتر نگہداشت حسن انتظام سے ہی ممکن ہے۔

8- تمہیں اپنے شوہر کے اہل و عیال اور ان کے مرتبے کا بھی لحاظ رکھنا ہو گا' ورنہ بصورت دیگر تم طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاؤ گی۔ اس لیے شوہر کے اہل و عیال کی حفاظت تمہیں حسن تدبیر سے کرنا ہو گی۔

9- اپنے شوہر کی فرمانبرداری تم پر فرض بھی ہے اور تمہارے لئے ناگزیر بھی۔ اس لیے اس کی کبھی بھی حکم عدولی نہ کرنا۔ اگر تم نے اس کے سامنے حکم عدولی اور بغاوت کا رویہ اختیار کیا تو پھر اس کا سینہ غصہ سے بھڑک اٹھے گا۔

> **بھوک سے قوت برداشت ختم ہونے لگتی ہے جس کا نتیجہ غصے کی آگ کی صورت میں نکلتا ہے اور یہ آگ بعض اوقات طرفین کو بھسم کر ڈالتی ہے۔ شوہر کے سونے اور اٹھنے کے اوقات کا بھی خیال رکھنا کیونکہ قلت نیند سے شدید غصہ پیدا ہو جاتا ہے**

باقی صفحہ 15 پر

زبان قلم سے اخبارات سے انتخاب

ہم مسلمان بیٹیاں' کافروں کے بچوں کی مائیں نہیں کہلا سکتیں...

ہمیں مار ڈالو

پیاری بیٹی نور!

بہت سا پیار اور ڈھیروں دعائیں!

آج صبح ہی ''نوائے وقت'' کی معرفت تمہارا مفصل خط ملا۔ یہ جان کر قدرے افسوس ہوا کہ تم ابوغریب جیل میں ہو لیکن شکر ہے کہ تم زندہ ہو۔ ہمارے سیانوں کا کہنا ہے کہ بڑی سے بڑی قیمت دے کر بھی زندگی کی دو چار سانسیں مل جائیں تو سجدہ شکر بجالانا چاہئے۔ سو تمہیں دلبرداشتہ ہونے کی بجائے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرنا چاہئے۔

دیکھو بیٹی! جان ہے تو جہان ہے۔ یہ عزت' غیرت' حمیت' عفت' عصمت' حرمت' آن' آبرو اور اس سے ملتے جلتے سارے خرخشے بیمار ذہنوں کی ایجاد ہیں۔ ان خرخشوں کو خواہ مخواہ خوبیوں اور صفات کا نام دے کر انسان کی عظمت اور پہچان بنا دیا گیا ہے۔ گئے زمانوں کی ان فرسودہ بے مغز اور کھوکھلی باتوں کو بھلا دیا جائے تو زندگی بڑی آسان ہو جاتی ہے۔ راتیں لمبی اور دن کڑے نہیں رہتے اور مٹھی بھر زندگی کے لئے سارا اثاثہ لگاتے ہوئے بھی سارا سودا سستا لگتا ہے۔ بیٹی! تمہاری بعض باتیں پڑھ کر مجھے رنج ہوا کہ تعلیم یافتہ' ماڈریٹ' لبرل اور اچھی خاصی روشن خیال ہوتے ہوئے بھی تم عملیت پسندی' زمینی حقائق اور حکمت و دانش کے تقاضوں سے بے خبر ہو۔ مجھے تمہاری باتوں سے کچھ کچھ انتہا پسندی بلکہ بنیاد پرستی کی بو آتی ہے۔ تم نے لکھا ہے ''احساس ہمدردی سے عاری ان لوگوں کے نام جو میرے ہم مذہب ہیں۔ ابوغریب جیل سے آپ کی ایک بے خطا بیٹی اپنے لہولہو پوروں میں قلم تھامے آپ سے مخاطب ہے۔ سمجھ نہیں آتی ہے کہ اپنی داستان غم کہاں سے شروع کروں۔ کیسے بیان کروں وہ مظالم جو عفت مآب بیٹیاں یہاں جھیل رہی ہیں۔ ہمارے پاکیزہ دامن داغدار ہو رہے ہیں۔ ہمارے سر ڈھانپنے والے آنچل تار تار ہو رہے ہیں۔ امریکی درندے ہم پر ایسے مظالم ڈھا رہے ہیں کہ ہمارے جسم ہی نہیں روحوں پر بھی آبلے پڑ رہے ہیں۔ جب ان کی ہوس اور شیطانیت ہم پر پنجے گاڑتی ہیں تو ہم میں احتجاج کی سکت بھی نہیں ہوتی۔ ہم گوہر عصمت لٹا چکی ہیں اور اب آنکھیں بند کئے موت کی منتظر ہیں کہ زندہ رہنے کو کچھ بچا ہی نہیں۔''

دیکھو نور بیٹی! میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ زندگی' جیسی بھی ہو' بہت بڑی نعمت ہے' باقی سب کچھ محض خواب و خیال ہے۔ شیر اور گیدڑ کے دقیانوسی تصور سے آزاد ہو کر ''سب سے پہلے اپنی جان'' کا سنہری اصول اپنا لیا جائے تو سب کچھ لٹا دینے کے بعد بھی مسرت و کامرانی کا یہ فاتحانہ احساس موجود رہتا ہے کہ میں اب بھی زندہ ہوں۔ شروع شروع میں ہم بھی تمہاری طرح بہت پریشان رہتے

> **بیٹی نور! ہم مر چکے ہیں اور کب سے اپنی میتیں اپنے کندھوں پر لئے پھرتے ہیں بجھی راکھ میں کون سی چنگاریاں تلاش کر رہی ہو۔؟ ہماری لاشوں کو بے آرام نہ کرو**

تھے۔ جب امریکی طیاروں نے ہمارے ہوائی اڈوں سے 57800 اڑانیں بھر کر نہتے' فاقہ زدہ اور بے بس ولاچار افغانیوں کو نشانہ بنایا تو پوری قوم تڑپ اٹھی۔ شبرغان جیل میں گورے سپاہیوں اور دوستم کے گرگوں نے ہاتھ پاؤں بندھے قیدیوں کے سینے چھلنی کئے تو ہماری روحیں تک لرز گئیں۔ جب محمد عربی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے بے نواس مسافر دشت لیلیٰ کی سلگتی ریت کا رزق ہو گئے اور ان کی ہڈیاں صحرائی جانور جھنجھوڑتے پھرتے تو ہماری دیوار جاں تک لرز گئی۔

گوانتانامو کے پنجروں کے لئے پانچ سو سے زائد اہل حرم' مشکیں کس کر امریکہ کے حوالے کر دیئے گئے تو کئی دن ہمارے گھروں کے چولہے ٹھنڈے رہے۔ جس دن درویش صفت ملا عبدالسلام ضعیف کو امریکیوں کے پنجہ ستم میں دیا گیا' ہمارے دل دہکتے انگاروں کی طرح دہک اٹھے۔ لیکن پھر ہماری زیرک اور معاملہ فہم قیادت نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا جانفزا نعرہ دیا۔ ہمارے اہل دانش نے اس نعرے کی بصیرت افروز تعبیریں کیں اور ہمارے اہل قلم نے ان تعبیروں کو اپنی فکر انگیز تحریروں میں سمویا۔ اس نسخے نے جادو کا اثر کیا۔ سو اب ہماری جلد اتنی چکنی ہو گئی ہے کہ بڑے سے بڑا سیلاب بھی سبک روی کے ساتھ تیرتا ہوا گزر جاتا ہے۔ ہمارے دلوں کے اوپر والی سطح پتھر جیسی ہو گئی ہے۔ سو کاری سے کاری زخم ہلکی سی خراش بھی نہیں لگا سکتا۔ اب ہم شام کو قیلولے سے فارغ ہو کر اپنے نرم و گداز بستروں پر نیم دراز ہو کر اخبارات میں فلوجہ' نجف اور کربلا کی لہو میں نہائی داستانیں پڑھتے یا تمہاری ابوغریب جیل سے آنے والی رنگین تصویریں دیکھتے ہیں تو ہمارے دماغ میں کوئی چنگاری نہیں سلگتی' ہمارے دلوں کی دھڑکنیں تیز نہیں ہوتیں اور ہماری آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی نہیں آتی۔

اب سید عبدالقادر جیلانیؒ' امام ابوحنیفہؒ اور سیدنا علی مرتضیٰؓ اور سید الشہداءؓ کے مقابر اور مزاروں پر برستے بموں سے ہمارے اندر اتنی سی کسک اٹھتی ہے جتنی اپنے گھر کی کسی دیوار میں بالشت بھر دراڑ کے آ جانے سے اٹھتی ہے۔ آج کل ہر روز امریکی فوج ہماری مغربی سرحد روندتے ہوئے ہمارے گھر میں گھس آتی ہے اور ہماری بستیوں کے مکینوں کی تذلیل کرتی ہے لیکن ہم اتنی سی حرکت بھی نہیں کرتے جتنی ناک سے مکھی اڑانے کے لئے کی جاتی ہے۔ ''سب سے پہلے پاکستان'' نے ہمیں ''صبر ایوب'' کی ایسی

> **پیاری نور! عراق تو اب تمہارا نہیں رہا لیکن کاش تم سب سے پہلے اپنی جان کے تابناک اصول کو اپنا سکتیں اب بھی کچھ نہیں گیا اس نسخہ مشرفیہ پر عمل کر کے دیکھو تو کافی افاقہ محسوس کرو گی رہے ہم تو ہم جہاد اکبر میں امریکی لشکر کا ہراول دستہ ہیں۔**

باقی صفحہ 15 پر

وٹامنز کی اہمیت

صائمہ عبدالرشید' چونیاں

تعارف:

1888ء میں پروفیسر "ینگ" نے مشاہدہ کیا کہ اگر کسی آدمی کو پروٹین' نشاستہ' چربی اور چند نمکیات بھی دیئے جائیں تب بھی ان کی صحت اور نشوونما ٹھیک نہیں رہتی۔ لیکن اگر ان چیزوں کے ساتھ ساتھ دودھ بھی دیا جائے تو ان کی نشوونما ٹھیک ہوتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ پروٹین' نشاستہ' چربی کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز بھی ہے جو صحت کے لئے بہت ضروری ہے اور یہ کیمیائی مرکب یا مرکبات دودھ میں موجود ہوتے ہیں۔ بعد میں (1915ء میں) دو سائنس دانوں "مے کولم" اور "ڈیوس" نے دودھ میں سے ان کیمیائی مرکبات کو علیحدہ کیا اور یہ وٹامن A اور D ہیں۔ 1920ء میں پروفیسر ڈرمنڈ نے ان کو زندگی کے لئے ضروری مرکبات قرار دیا اور ان کا نام وٹامن رکھا۔

وٹامن دو لفظوں سے مل کر بنا ہے' Vita سے مراد ضروری اور Min سے مراد مرکب ہے۔ یہ وہ حیاتیاتی مرکب ہیں جو کہ ہماری غذا کے انتہائی ضروری اجزاء ہیں۔ ان سے جسم کی ٹھیک نشوونما ہوتی ہے۔

اہمیت:

1- وٹامن صحت کو برقرار رکھتے ہیں' ان کی موجودگی میں متعدد نظام مثلاً نظام انہضام وغیرہ ٹھیک رہتے ہیں۔

2- وٹامن کی موجودگی سے کاربوہائیڈریٹ اور نمک جسم میں ٹھیک طور سے ہضم ہوتے ہیں۔

3- اعصاب کو مضبوط رکھتے ہیں۔

4- صحت مند بچے پیدا ہوتے ہیں۔

5- بافتوں کو طاقت دیتے ہیں جس سے جسم میں بیماریاں آسانی سے پیدا نہیں ہوسکتیں۔

وٹامن کی اقسام:

عام طور پر وٹامنز کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1- جو چکنائی میں حل ہوجاتے ہیں مثلاً وٹامن A,D,E,L,K

2- جو پانی میں حل ہوتے ہیں مثلاً BComplex

چکنائی میں حل ہونے والے وٹامن:

وٹامن A:

اس وٹامن کو 1915ء میں دو سائنسدانوں "مے کولم" اور "ڈیوس" نے دریافت کیا تھا۔ یہ چکنائیوں میں حل پذیر ہیں۔ یہ حرارت برداشت کرسکتے ہیں۔ لیکن ہوا میں خراب ہوسکتے ہیں۔

وٹامن A کے ذرائع:

یہ وٹامن عام طور پر ترکاریوں' گاجر' بند گوبھی' ٹماٹر' کاڈ مچھلی کے جگر' کلیجی' دودھ اور مکھن میں پایا جاتا ہے۔ انڈے کی زردی میں بھی اس کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے۔ پھلوں میں یہ تھوڑی مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بازار سے گولیوں یا کیپسول کی شکل میں بھی ملتا ہے۔

روزانہ ضرورت:

وٹامن A کی 16 سے 19 سال تک کے ایک آدمی کے لئے روزانہ 1500 یونٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چھوٹے بچوں کی 1500 سے 2000 یونٹ اور حاملہ عورت کو 6000 سے 8000 اقوامی یونٹ درکار ہوتے ہیں۔

وٹامن اے کی کمی سے پیدا ہونے والی پیچیدگیاں:

1- اس کی کمی سے آنکھوں کی بہت سی بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ مثلاً رات کو نظر نہ آنا آنکھوں کا Cornea خشک رہنے لگتا ہے اور سخت ہوجاتا ہے۔ اس پر سفید رنگ کے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ آنسو مقدار میں کم ہوجاتے ہیں۔

2- سانس اور سینے کی بہت سی بیماریاں وٹامن A کی کمی سے ہوتی ہے۔

3- بالوں کی خشکی' بالوں کا گرنا' ناخنوں کا ٹوٹنا' ناخنوں پر دراڑیں پڑنا بھی اس کی کمی سے ہوتا ہے۔

وٹامن اے کی مناسب مقدار لینے سے ان پیچیدگیوں سے بچا جاسکتا ہے۔

وٹامن D:

وٹامن ڈی بھی چکنائی میں حل پذیر ہوتا ہے اور وٹامن اے کے ساتھ اسے بھی 1915ء میں دریافت کیا گیا۔

وٹامن ڈی کے ذرائع:

وٹامن ڈی کاڈ مچھلی اور دوسری مچھلیوں کے تیل میں اچھی خاصی تعداد میں موجود ہوتا ہے۔ انڈے کی زردی میں بھی اس کی کافی مقدار موجود ہوتی ہے' جبکہ دودھ دینے والے جانوروں کے جگر اور ان کے دودھ میں پایا جاتا ہے لیکن دودھ میں اس کی مقدار اس بات پر انحصار کرتی ہے کہ دودھ دینے والا جانور کتنا وقت دھوپ میں گزارتا ہے۔ پودوں میں وٹامن D کی مقدار بہت قلیل تقریباً نہ ہونے کے برابر ملتی ہے۔ سورج کی روشنی میں ہمارا جسم بھی مختلف کیمیائی عمل کے

> **وٹامن اے' ای' ڈی' کے' سبزیوں' کاڈلیور آئل' کلیجی' انڈے' دودھ اور مکھن میں پایا جاتا ہے۔ اس کی کمی سے آنکھوں کی بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ سانس اور سینے کے امراض' بالوں' ناخنوں کا ٹوٹنا بھی وٹامن اے کی کمی سے ہوتا ہے**

وٹامن A کے کام:

1- نشوونما کے لئے ضروری ہے۔

2- یہ آنکھ کو اندھیرے میں دیکھنے کے قابل بناتا ہے۔

3- جسم میں لحمیات کے بننے میں حصہ لیتا ہے۔

4- وٹامن A کاربوہائیڈریٹ کے میٹابولزم میں حصہ لیتا ہے۔

ذریعے وٹامن ڈی بناتا ہے۔

وٹامن ڈی کے کام:

1- ہمارے جسم میں کیلشیم اور فاسفورس کی کیمیائی ترکیب وتحلیل وٹامن ڈی کی مدد سے ہوتی ہے۔

2- اس کے ساتھ ساتھ وٹامن ڈی ایسی پروٹین بناتا ہے جو کہ کیلشیم اور فاسفورس کے جذب ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

3- وٹامن ڈی گردے کی نالیوں میں امائنو ایسڈ کے جذب ہونے کو تیز کرتا ہے۔

4- یہ گردے کی نالیوں کے راستے فاسفورس کے اخراج کو روکتا ہے اور ان نالیوں میں فاسفورس کے انجذاب کو تیز کرتا ہے۔

5- یہ دانت اور ہڈیوں کے بننے کے عمل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دانت نکالنے کی عمر میں بچوں کو اس کی خاص طور پر بڑی ضرورت ہوتی ہے۔

روزانہ ضرورت:

اگر بچے کا وزن 5 پونڈ سے کم ہو تو اسے 400 یونٹ' 9 ماہ کے بچے کے لئے 700 یونٹ' 5 سے 14 سال تک کے بچے کے لئے 500 یونٹ' جوان انسان کے لئے 200 سے 600 اقوامی یونٹ اور ایام حمل میں 900 یونٹ وٹامن ڈی کی ضرورت ہوتی ہے۔

وٹامن ڈی کی کمی سے ہونے والی پیچیدگیاں:

انسانی جسم میں اگر وٹامن ڈی کی کمی ہو جائے مثلاً اگر خوراک میں وٹامن ڈی کم ہے یا کوئی شخص زیادہ وقت دھوپ میں نہیں گزارتا ہے' گردے کی کسی بیماری کی وجہ سے وٹامن ڈی کا اپنا کام ٹھیک سرانجام نہ دینا' ان تمام صورتوں میں انسانی جسم پر کچھ اثرات نمایاں ہوتے ہیں لیکن یہ اثرات عمر پر انحصار کرتے ہیں۔ اگر وٹامن ڈی کی کمی بچپن میں ہو جائے تو بچہ رکٹس کی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے اس کی تین بڑی علامات ہیں۔

1- سر بڑا ہو جاتا ہے اور ماتھے والا حصہ باہر کی طرف نکل رہا ہوتا ہے' اسے Bossing Head کہتے ہیں۔

2- سینے کی ہڈی آگے کو نکل آتی ہے اور مریض کی چھاتی کبوتر جیسی ہو جاتی ہے' اسے Pigeon chest کہتے ہیں۔

3- پیٹ آگے کو نکلا ہوتا ہے جسے Pot belly کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بچے کے دانت بھی دیر سے نکلتے ہیں۔ لیکن اگر یہ بیماری جوانی میں ہو تو مریض Osteomalacia کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس بیماری میں زیادہ تر عورتیں ہی مبتلا پائی جاتی ہیں۔ خصوصاً کر جو غریب ہوں اور بہت سارے بچوں کو جنم دے چکی ہوں۔ وٹامن ڈی کی کمی کی وجہ سے ان کی ہڈیاں کمزور اور نرم ہو جاتی ہیں اور ٹانگوں کی ہڈیوں میں جسم کے بوجھ کی وجہ سے خم آجاتا ہے اور سب سے زیادہ خطرناک صورت حال میں پہلو کی ہڈیاں کی بڑی ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے بچے کی پیدائش نارمل کی بجائے آپریشن سے ہوتی ہے۔ اس صورت حال سے بچنے کے لئے حاملہ ماؤں کو وٹامن ڈی سے بھرپور خوراک لینی چاہئے۔

وٹامن ای:

وٹامن ای کا دوسرا نام Tocopherol ہے۔ ٹوکو کا مطلب بچے کی پیدائش اور فرال کا مطلب زرخیزی ہے۔ وہ چیز جو بچے کی پیدائش کی صلاحیت میں اضافہ کر سکے۔ وٹامن ای حرارت سے خراب نہیں ہوتا۔

وٹامن ای کے ذرائع:

یہ وٹامن گوشت' انڈا' مچھلی' جگر' دودھ اور مکھن میں پایا جاتا ہے۔ سبزیوں میں سبز پتوں والی اور بنولے کے تیل' سویابین کے تیل اور بادام روغن میں بھی ملتا ہے۔

وٹامن ای کے کام:

1- وٹامن ای کی موجودگی میں وٹامن اے اور وٹامن سی میں عمل تکسید نہیں ہوتا اور یہ وٹامن جسم کو زیادہ فوائد پہنچاتے ہیں۔

> **وٹامن دو لفظوں سے مل کر بنا ہے Vita سے مراد ضروری اور Min سے مراد مرکب ہے۔ یہ وہ حیاتیاتی مرکب ہیں جو ہماری غذا کے انتہائی ضروری اجزاء ہیں ان سے جسم کی نشوونما اچھی ہوتی ہے**

2- یہ وٹامن اعصاب اور عضلات کو مضبوط کرتا ہے۔

3- اس کے علاوہ یہ عضلات اور اعصاب کی بیماریوں میں بھی مفید ہے۔

4- اگر وٹامن ای حمل کے پہلے ایک اور دو ماہ میں استعمال ہو تو اسقاط حمل کا خطرہ نہیں ہوتا۔

5- اس کی کمی سے حمل قرار نہیں پاتا' اس لئے وہ عورتیں جن کے اولاد نہیں ہوتی بعض اوقات اس کے استعمال سے حاملہ ہوتی ہیں۔

وٹامن ای کی روزانہ ضرورت:

وٹامن ای تقریباً تمام کھانوں میں پایا جاتا ہے اور عام طور پر اس کی کمی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کی مقدار طے نہیں' البتہ ایک عام آدمی کے لیے یہ تقریباً 35mg روزانہ درکار ہوتی ہے۔ ایام حمل میں اس سے زیادہ مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔

پیچیدگیاں:

1- اگر انسان میں وٹامن ای کی کمی ہو جائے تو خون کے سرخ خلیے کمزور ہو جاتے ہیں اور انسان انیمیا کا شکار ہو جاتا ہے۔

2- ایسے بچے جن میں وٹامن ای کی کمی ہو ان کے عضلات کمزور ہوتے ہیں۔

3- اس کی کمی سے بانجھ پن ہوتا ہے۔

4- اسقاط حمل کی شکایت ہوتی ہے۔

وٹامن کے:

اسے Coaqulation وٹامن بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہ خون کے جمنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ چکنائیوں میں حل ہوتا ہے' گرمی برداشت کر سکتا ہے لیکن روشنی برداشت نہیں کر سکتا۔ وٹامن K کی دو اقسام ہیں۔

1- وٹامن K1 پودوں سے حاصل ہوتا ہے۔

2- وٹامن K2 آنتوں میں موجود بیکٹیریا بناتے ہیں۔

ذرائع:

یہ زیادہ تر سبزیوں میں پایا جاتا ہے۔ بند گوبھی' پالک اور دوسری سبزیوں میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹماٹر' انڈے کی زردی اور جگر میں بھی پایا جاتا ہے۔ انسانی آنت میں موجود بیکٹیریا بھی وٹامن بناتے ہیں۔

وٹامن K کے کام:

1- وٹامن کے جگر میں پروتھرامبین اور دوسرے اہم مرکبات بناتا ہے جو کہ خون کے جمنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ وٹامن بذات خود ان مرکبات کا حصہ نہیں بنتا۔

2- وٹامن کے میٹابولزم کے عمل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

روزانہ خوراک:

ابھی تک اس کے متعلق فیصلہ نہیں ہوا کہ عام انسان کے لئے یہ کتنی مقدار میں درکار ہے۔

پیچیدگیاں:

وٹامن K کی کمی سے جگر عام حالات کے مطابق پروتھرامبین نہیں بناتا اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے خون کا انجماد دست پڑ جاتا ہے۔ یعنی اگر تھوڑا سا زخم بھی آجائے تو اس زخم کے ذریعے بہت سارا خون کافی دیر تک بہتا رہتا ہے۔

پانی میں حل ہونے والے وٹامنز:

وٹامن بی کمپلیکس:

اسے وٹامن B بھی کہتے ہیں۔ اس کمپلیکس میں تقریباً ایک درجن کے لگ بھگ وٹامنز ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں زیادہ اہم کے نام یہ ہیں۔

وٹامن بی ون	B1
وٹامن بی ٹو	B2
وٹامن بی تھری	B3

وٹامن بی سکس B6

وٹامن بی ٹویلو B12

ذرائع:

یہ تمام اناجوں اور تازہ سبزیوں میں پایا جاتا ہے۔ دودھ اور پھلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ مچھلی' گوشت' کلیجی اور انڈوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ مقدار خمیر میں پائی جاتی ہے۔

> **وٹامن بی کمپلیکس تمام اناجوں' دودھ' تازہ سبزی اور پھلوں میں پایا جاتا ہے' مچھلی' گوشت' کلیجی اور انڈوں میں بھی پایا جاتا ہے' یہ اعصابی خلیات کی نشوونما' پروٹین کے ہضم ہونے اور خون کے سرخ خلیوں کی نشوونما میں بھی حصہ لیتے ہیں۔**

وٹامن بی کے کام:

1- یہ وٹامن اعصابی خلیات کی نشوونما کے لئے لازمی ہیں۔

2- جسم کے میٹابولزم میں حصہ لیتے ہیں۔

3- پروٹین کو ہضم ہونے میں مدد دیتے ہیں۔

4- جسم کے مختلف Enzymes میں حصہ لیتے ہیں۔

5- خون کے سرخ خلیوں کے نشوونما میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

روزانہ ضرورت:

بچوں میں 0.5 سے 1.0 مائیکروگرام' عورتوں کو 1.0 مائیکروگرام' مردوں کو 0.8' حاملہ عورتوں کو 2.0 اور دودھ پلانے والی عورتوں کو 1.5 مائیکروگرام کی روزانہ ضرورت ہوتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر خوراک میں روزانہ انڈا' دودھ اور گوشت شامل ہو تو اس کی کمی نہیں ہوتی ہے۔

پیچیدگیاں:

اس وٹامن کی کمی سے بچوں کی نشوونما ٹھیک نہیں ہوتی' ان کا قد چھوٹا رہ جاتا ہے' توانائی کم ہوجاتی ہے۔ بڑوں میں اس کی کمی سے وزن کم ہونے لگتا ہے۔ اس کی کمی سے زبان کی سوزش اور زبان بڑی ہوجاتی ہے۔ منہ اور ناک میں زخم پڑ جاتے ہیں۔ نیند ٹھیک طرح سے نہیں آتی۔ ڈر لگتا ہے۔ انسان پلگرا کا شکار ہوجاتا ہے۔

وٹامن سی:

اس کا دوسرا نام ایس کاربک ایسڈ ہے۔ یہ پانی میں حل پذیر ہے۔ اساسی چیزیں اسے تباہ کرتی ہیں۔ اس لئے اگر معدے میں اساسیت ہو تو یہ جذب نہیں ہوتا۔ انسان اور جانور اپنے جسم میں بذات خود یہ وٹامن نہیں بنا سکتے۔

ذرائع:

یہ وٹامن تازہ پھلوں اور سبزیوں میں پایا جاتا ہے' جبکہ گوشت' دودھ' مکھن' مچھلی اور انڈے وغیرہ میں کم ہوتا ہے۔ ترش پھلوں میں اور ٹماٹر میں اس کی مقدار کافی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ پیاز' پالک' گوبھی' تربوز اور آلو میں پایا جاتا ہے۔ جب کہ گائے کے دودھ کی نسبت عورت کے دودھ میں اس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ لیموں میں بھی اس کی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔

وٹامن سی کے کام:

انسانی جسم پر اس کے اثرات بہت پیچیدہ اور زیادہ ہیں۔ ان کی پوری وضاحت تو یہاں نہیں کی جاسکتی البتہ اس کے چند اہم کام درج ذیل ہیں۔

1- یہ وٹامن دانتوں اور مسوڑھوں کی تندرستی کا ضامن ہے۔

2- یہ زخم کو مندمل کرنے میں اور خلیوں کو آپس میں جڑے رہنے میں مدد دیتا ہے۔

3- یہ ہڈیوں کی بناوٹ کے لیے بہت ضروری ہے۔

4- یہ امائینو ایسڈز کو جذب ہونے میں مدد دیتا ہے۔

5- یہ کولیجن فائبر کے بننے میں مدد دیتا ہے جو کہ خلیوں کے جڑے رہنے میں سیمنٹ کا کام دیتا ہے۔

6- یہ جسم کے قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے۔

روزانہ ضرورت:

یہ 14 سے 19 سال کی عمر کے لئے 80 سے 100 ملی گرام بڑوں کے لیے 75 ملی گرام اور حاملہ عورت کے لیے 150 ملی گرام روزانہ ضروری ہوتا ہے۔

پیچیدگیاں:

1- وٹامن سی کی کمی سے سکروی کی بیماری ہوجاتی ہے۔ اس بیماری میں جسم کے مختلف حصوں سے خون بہنا شروع ہوجاتا ہے۔

2- طبیعت چڑچڑی ہوجاتی ہے اور مختلف اعضاء میں درد پیدا ہوتا ہے۔

3- مسوڑھے پھول جاتے ہیں اور ان سے خون نکلتا ہے۔

4- آنکھ کی جھلی کے نیچے خون کی رگیں پھٹنے کے آثار نظر آتے ہیں۔

5- اکثر نکسیر پھوٹتی ہے۔

6- دل کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا معلومات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وٹامنز کی ہماری زندگی میں کیا اہمیت ہے۔ اگر مندرجہ ذیل باتوں کا روزمرہ کی زندگی میں خیال کیا جائے تو وٹامنز کی کمی سے بچاؤ ممکن ہے۔

ہمیشہ تازہ پھل اور سبزیاں استعمال کریں اور سبزیوں کو زیادہ دھونے اور زیادہ پکانے سے پرہیز کریں۔ اپنی خوراک میں دودھ کا زیادہ استعمال کریں۔ گوشت کے ساتھ ساتھ سبزیاں بھی استعمال کریں۔ گوشت کی کمی کو دالوں کے استعمال سے پورا کیا جاسکتا ہے جو لوگ زیادہ تنگ و تاریک گلیوں میں رہتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ تھوڑا وقت دھوپ میں گزاریں تا کہ ان میں وٹامن ڈی کی کمی نہ ہو۔ ماؤں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلائیں کیونکہ ماں کے دودھ میں تمام وٹامن ہوتے ہیں جو بچوں کی تمام ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ جانوروں کا دودھ استعمال کرنے سے پہلے اچھی طرح ابال لیں۔ چاولوں کو پکانے سے پہلے انہیں زیادہ مت دھوئیں کیونکہ زیادہ دھونے سے وٹامن بی کمپلیکس ضائع ہوجاتے ہیں۔ سبزیوں کو زیادہ دیر تک کاٹ کر نہ رکھیں کیونکہ اس سے بھی وٹامن ضائع ہوتے ہیں۔ بچے کو اس کی پیدائش کے فوراً بعد وٹامن k کا انجکشن ضرور لگوائیں۔

افغان باقی کہسار باقی الحکم للہ والملک للہ

چھوڑا جو ملا عمر نے افغان تو دیکھو
افغان باقی کہسار باقی الحکم للہ والملک للہ
کٹیاؤں میں محلوں میں گلی کوچوں میں پھرتے
چودہ صدی پہلے کے مسلمان تو دیکھو
ہر کوئی ہے مومن کی فراست کا نمونہ
ادراک و شعور و عرفان تو دیکھو
سینے بھی ہیں توحید کی شمعوں سے فروزاں
چہروں پہ بھی لکھا ہوا قرآن تو دیکھو
قانون سے بالا نہیں مجرم یہاں کوئی
انصاف کے قبضے میں ہے میزان تو دیکھو
سونے میں یہاں عظمت حاکم نہیں تلتی
تن پر ہے عبا بکر کی سلطان تو دیکھو
خوشبو ہے ہواؤں میں ابوبکرؓ و عمرؓ کی
اس ملک کے گلزار و بیاباں تو دیکھو
تازہ ہوئی پھر قاسم و طارق کی روایت
کم سن بھی لڑیں جنگ کا میدان تو دیکھو
ہر شخص کے ہاتھوں میں ہے آئینہ تاریخ
اس دور کے ابوذر و سلیمان تو دیکھو
فردوس نظر آتا ہے یہ ملک مظفر
باطل کی نظر سے پس امکان تو دیکھو
چھوڑا جو ملا عمر نے افغان تو دیکھو
افغان باقی کہسار باقی الحکم للہ والملک للہ۔

(انتخاب: اخت عبدالواسع' گوجرانوالہ)

مل کر کام کرنا ہے

پیارے آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ شہد اور کلونجی میں ہر بیماری کا علاج ہے' سوائے موت کے۔

اور آج یہ شہد واقعی معرکہ آراء دوا کے طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ خاص طور پر مجاہدین مقبوضہ وادی میں بڑے بڑے اور گہرے زخموں کا علاج شہد کو بطور دوا اور مرہم استعمال کر کے کرتے ہیں اور صحت یاب ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے لئے ہسپتالوں میں جانا یا ڈاکٹروں سے رجوع کرنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کے پکڑے جانے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے۔ جس کو ایک چھوٹی سی مکھی باقاعدہ منظم اور جماعتی انداز میں تیار کرتی ہے۔ ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے۔

شہد کی تیاری ایک بے حد محنت طلب کام ہے۔ بہت سی مکھیاں لگاتار رات دن کام کرتی ہیں۔ تب وہ چیز وجود میں آتی ہے جس کو شہد کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی ایک پھول میں اس کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے...... بے شمار پھولوں کا رس جمع کیا جاتا ہے۔ تب کہیں یہ ہوتا ہے کہ شہد کی قابل لحاظ مقدار تیار ہو سکے۔

ایک پونڈ (نصف کلو) شہد تیار کرنے کے لئے شہد کی مکھیوں کو مجموعی طور پر بعض اوقات تین لاکھ میل کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔

مکھیوں کا مل جل کر شہد تیار کرنا اپنے اندر بہت پر حکمت معنی رکھتا ہے۔ ڈسپلن' اتفاق' اجتماعیت' اطاعت امیر' ایسے عوامل اگر ہم بھی اپنائیں تو ہمیں حسن عمل کی برکات' ترقی' نشوونما اور امن کا شہد بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

مشاہدہ بتاتا ہے کہ ایک مکھی کی عمر چند مہینے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے کوئی ایک مکھی تنہا ایک پونڈ شہد تیار نہیں کر سکتی۔ خواہ وہ اپنی عمر کا ہر لمحہ پھولوں کا رس جمع کرنے میں لگا دے۔ اس مشکل کا حل شہد کی مکھیوں نے اجتماعی کوشش میں تلاش کیا ہے۔ یعنی ایک کام جو شہد کی ایک مکھی نہیں کر سکتی اس کو لاکھوں مکھیاں مل کر انجام دیتی ہیں۔

یہ قدرت کا سبق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ممکن تھا کہ شہد کے بڑے بڑے ذخیرے زمین پر رکھ دے۔ جس طرح پٹرول اور پانی کے ذخیرے بہت بڑی مقدار میں زمین پر جگہ جگہ موجود ہے۔ مگر شہد کی تیاری کو اللہ نے ایک بے حد پیچیدہ نظام سے وابستہ کر دیا۔ اس حیرت انگیز نظام کے اندر انسان کے لئے بے شمار سبق ہیں۔

ان میں سے ایک سبق وہ ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ انسانی زندگی میں کچھ کام ایسے ہیں جن کو ہر آدمی کم وقت میں اپنی ذاتی کوشش سے انجام دے سکتا ہے۔ مگر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن کو کوئی شخص تنہا انجام نہیں دے سکتا۔

بنت حافظ عبدالمجید

ایسے کام کو واقعی بنانے کی واحد ممکن شکل وہی ہے جو شہد کی مکھی کی مثال میں نظر آتی ہے یعنی بہت سے لوگ مل کر اسے انجام دیں۔ تاہم مل کر کام کرنا ہمیشہ ایک قربانی کی قیمت پر ہوتا ہے اور وہ قیمت صبر ہے۔

فرد کے اندر اٹھنے والے باغیانہ جذبات کو کچلنا ہی وہ چیز ہے جو اجتماعی عمل کو ممکن بناتی ہے۔ اس قربانی کے بغیر کبھی اجتماعی عمل ظہور میں نہیں آتا۔

اللہ ہم سب کو مل کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر شخص نے کام مہینوں میں کرنا ہے وہ ہم سب مل کر ایک دن میں کر سکتے ہیں۔ باہم مل کر کام کرنے سے خوشی بھی محسوس ہوتی ہے۔ وقت بھی کم صرف ہوتا ہے۔ کام جلدی ہو جاتا ہے۔

اسی طرح بڑا مقصد کوئی شخص تنہا حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر بڑے مقصد کے لئے بہت سے آدمیوں کی متحدہ کوشش ضروری ہوتی ہے۔ مگر متحدہ کوشش ہمیشہ ایک مسئلہ بھی پیدا کرتی ہے اور وہ ہے افراد کا باہمی اختلاف۔ جب بھی بہت سے لوگ مل کر کوشش کریں تو لازماً ان کے درمیان طرح طرح کی شکائتیں اور تلخیاں پیدا ہوتی ہیں کبھی تقسیم میں کسی کو کم ملتا ہے اور کسی کو زیادہ' کسی کو باعتبار عہدہ اونچی جگہ ملتی ہے اور کسی کو نیچی' کسی کو کوئی بات دوسرے کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے' کسی کا کوئی عمل دوسرے کو اپنے مفاد کے خلاف نظر آتا ہے۔

غرض بار بار ایک دوسرے کے درمیان ایسی باتیں ہوتی ہیں جو آپس کی تلخی پیدا کریں۔

جو ایک کو دوسرے کے خلاف غصہ' حسد' انتقام اور عداوت میں مبتلا کریں۔

ایسے موقع پر قابل عمل حل صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ہر آدمی ایک خود اصلاحی مشین بن جائے' وہ اپنے اندر پیدا ہونے والے ہیجان کو خود ہی ٹھنڈا کرے' وہ اپنی شکایت کو خود ہی اپنے اندر رفع کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز کیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالاری کے عہدہ سے معزول کیا تو فوری طور پر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے دل میں شدید ردعمل پیدا ہوا مگر پھر اسی لمحہ انہوں نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیا کہ تم جو کچھ کر رہے تھے اللہ سے انعام پانے کی امید پر کر رہے تھے۔ پھر تم کو عمر رضی اللہ عنہ سے خفا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کرنے کی بجائے اپنی اصلاح آپ کر لی۔

اللہ تعالیٰ ہماری بھی اصلاح فرمائے اور ہم ایک دوسرے کو سمجھ سکیں اور اپنے درمیان پیدا ہونے والی شکائتیں ہم خود ہی ختم کر لیں۔

دورہ صفہ برائے خواتین

دورہ صفہ کی خواہش مند بہنیں ہر ماہ کی 29 تاریخ کو دارالصفہ مرکز طیبہ مرید کے میں انٹرویو برائے دورہ صفہ کے لئے تشریف لائیں۔ انٹرویو میں کامیاب ہونے کی صورت میں یکم کو داخلہ ہوگا۔ ان شاءاللہ داخلہ کے فوری بعد کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

انٹرویو کی شرائط:

1- قرآن مجید ناظرہ پڑھا ہو...... 2- مڈل تعلیم کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں...... 3- محرم کا شناختی کارڈ...... 4- علاقے کی مسئولہ کا تزکیہ ہمراہ ہونا ضروری ہے...... 5- محرم کا ساتھ آنا لازمی ہے۔

داخلہ فیس: 300 روپے

نوٹ: حسب موسم بستر ساتھ لائیں۔

میں نے سوچا

اہلیہ حافظ عبدالاسلام بھٹوی

دو تین ماہ پہلے کی بات ہے۔ میں چتوکی جانے کے لئے بس میں سوار ہوئی۔ میرا بھانجا میرے ساتھ تھا۔ ہم سوار ہوئے ہی تھے کہ ڈرائیور نے گانا لگا دیا۔ اسی اثناء میں تین چار لڑکے جو بالکل نوعمر تھے' چودہ پندرہ سال کے درمیان ان کی عمریں تھیں۔ گانے والی کے بول پہ انہوں نے تھرکنا شروع کر دیا۔ ایک کہنے لگا آج تو مزا ہی آ گیا۔ ایک ان میں تالیاں بجانے لگا۔ جب اس نے تالی بجانی شروع کی تو اس کے پیچھے بیٹھی عورت نے اسے پیچھے سے تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا آرام سے بیٹھو۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں پتنگیں اور ڈور تھی اور ان میں بے حد چھچھورا پن تھا۔ عجیب عجیب حرکتیں کر رہے تھے۔ کبھی بالوں کو ایک خاص انداز سے جھٹکا دیتے' کبھی کچھ کرتے' کبھی کچھ۔ اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھ رہے تھے۔ گانے والی گا رہی تھی...... ''میں صدقے او دلدارا'' اور وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم ہی اس کے مطلوب دلدار ہیں۔ سب مسافر اپنے اپنے حال میں مگن تھے اور میں مایوسیوں اور غم کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتی چلی جا رہی تھی۔ میں دعائیں اور اذکار چھوڑ کر سوچوں میں گم ہو گئی کہ یہ ہیں ہماری مسلم قوم کے مستقبل کے معمار اور یہی ہماری امیدوں کے چراغ ہیں جنہوں نے اس ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہے اور جن سے ہم نے امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ صدی اسلام کی صدی ہو گی۔ حالات بدلیں گے' اسلام کا غلبہ ہو گا۔ آنے والا وقت اسلام کی سربلندی کا ہو گا' میں انہی سوچوں میں پریشان ہو رہی تھی کہ میرے دل نے صدا دی کہ مایوسی تو کفر ہے۔ مومن تو برے سے برے حالات میں بھی ناامید نہیں ہوتا۔ تجھے یہ چھچھورے لڑکے نظر آ رہے ہیں اور وہ نوجوان جو کشمیر میں کفر کے ساتھ برسرپیکار ہیں وہ تیری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں اور جو فلسطین میں بغیر ہتھیاروں کے کنکروں اور پتھروں سے کفر کا مقابلہ کر رہے ہیں اور وہ چیچن جانباز جو روسیوں کا ناک میں دم کیے ہوئے ہیں اور وہ عرب مجاہد جو نازوں میں پلے اور دولت کے انباروں میں رہے جنہیں اس مادی دنیا کی ہر آسائش حاصل تھی وہ سب کچھ چھوڑ کر اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں تو ان سب کو کیوں بھول گئی ہے۔؟

تجھے اسلام کا عظیم سپوت احمد یاسین یاد نہیں! جس سے کفر کی طاقتیں لرزاں تھیں جو جیا تو اسلام کی سربلندی کے لئے اور جان دی تو جہاد کو زندہ رکھتے ہوئے' تو ملا عمر کی اس جرأت کو بھول گئی ہے جو اس نے اسلامی اخوت کو سامنے رکھ کر اسامہ بن لادن کے لئے اختیار کی۔ اس نے اسلام کی اس روایت کو زندہ رکھا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی مدد چھوڑتا ہے۔ یعنی اس کو دشمن کے سپرد نہیں کرتا اور تجھے وہ مائیں کیوں بھول گئی ہیں جنہوں نے اپنے اکلوتے بیٹوں کو جہاد کے لئے بھیج کر اسلام کے چھٹے رکن جہاد کو زندہ کیا اور ایسے ایسے نوجوان جو اپنی بھرپور جوانی میں امیدوں اور آرزؤں کے روشن مستقبل کو چھوڑ کر اپنی جوان بیویوں' معصوم بچوں اور بوڑھے ماں باپ اور اپنے بھائیوں کو جن کے وہ بازو تھے اور بہنوں کو جن کا وہ مان تھے' ان سب محبتوں کو چھوڑ کر جہاد کے میدانوں' دشمنوں کے نرغوں میں گھس کر جہاد کے علم کو بلند رکھا اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اپنی نذروں کو پورا کیا۔

دل نے کہا نہ! نہ! مایوس نہیں ہونا۔ اللہ کے نام لیوا ابھی بہت ہیں۔ اللہ کے حکموں پہ عمل کر کے اپنے تن من دھن قربان کرنے والے بہت ہیں۔ یہ نوعمر بچے جن کو دیکھ کر تو مایوس ہوئی ان پہ محنت نہیں ہوئی' ان کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد کرانے کے لئے جدوجہد نہیں ہوئی' ہماری تبلیغ میں کمی ہے' ہماری کوتاہی ہے کہ ہم نے کماحقہ دین کی دعوت عام نہیں کی۔ وگرنہ جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بس ان کو نم کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھنا ان کی زرخیزی! اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا داعی بنائے اور دین کی دعوت انبیاء کے طریقے سے آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اور ہماری ناامیدیوں کو امیدوں میں بدل دے اور ہمیں ماضی کا تابناک' روشن اسلام کا پرعظمت اور غلبے کا دور دکھا دے۔ آمین

یہ نوعمر بچے جن کو دیکھ کر تو مایوس ہوئی ان پہ محنت نہیں ہوئی' ان کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد کرانے کے لئے جدوجہد نہیں ہوئی' ہماری تبلیغ میں کمی ہے' ہماری کوتاہی ہے کہ ہم نے کماحقہ دین کی دعوت عام نہیں کی

کشمیر بنے گا پھر جنت

رو داد الم سن سن کے یہاں سب لوگ ہیں گو دلگیر بہت
لیکن کشمیر کے شیروں کی ہر دل میں ہے توقیر بہت
دشمن سے کہوں اپنا ترکش ، چاہے تو دوبارہ بھر لائے
اس سمت ہزاروں سینے ہیں اس سمت اگر ہیں تیر بہت
تم جبر پہ اپنے نازاں ہو مظلوم کی آہ کو کیا جانو!
یہ برق کی صورت گرتی ہے اس آہ میں ہے تاثیر بہت
نکلے جو مجاہد کے لب سے وہ چیز ہی دیگر ہوتی ہے
پڑھنے کو تو ہم بھی پڑھتے ہیں ہر مسجد میں تکبیر بہت
اس آگ میں گرنے والوں کے کہتے ہیں براہیمی تیور
کشمیر کے جنت بننے میں ممکن ہی نہیں تاخیر بہت

کیا کچھ خرچ کریں...؟

ریحانہ ہاشمی، سیالکوٹ

اللہ تعالیٰ نے ارض وسما کو عدم سے وجود بخشا ہے وہی خالق ومالک ہے۔رب ومعبود وہی اللہ ہے۔ انسان اللہ کی تخلیقات میں سے ایک تخلیق ہے جو اللہ کے بنائے ہوئے نظام زندگی میں انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے پروردہ ہے۔

مال ودولت، روپیہ پیسہ زندگی کے وجود وتحرک میں اکائی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن بعض اوقات یہی مال ودولت فساد، اخلاق اور بگاڑ کا باعث بن جاتا ہے۔

کیوں اور کس طرح؟

جب انسان مال کی نعمت کو اپنی ذاتی محنت وکاوش کا ثمر قرار دیتا ہے۔اس نعمت کو پا کر خودسر، خودمختار اور متکبر بن جاتا ہے، مال کو آسائش زندگی اور مقصد زندگی سمجھتا ہے۔اس سے دنیا کی عارضی زندگی کو جنت بنانے کی خواہش میں مگن ہوتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ مال آزمائش ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے محتاج وغنی دونوں کو آزمایا ہے، مال دولت کی خواہش کو اس کے کمانے اور خرچ کرنے کی حدود وشرائط کو مال داروں کے رویے کو اس کے ذریعے جانچا پرکھا ہے۔

اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ کرامؓ کے آئینہ ایام میں دیکھیں اور اپنے لئے تقویٰ کا معیار قائم کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا وآخرت کی بھلائیاں عطا کرے گا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نبی ﷺ کے تربیت یافتہ۔سرور عالم ﷺ کے ساتھی جب ایمان لائے تو وہ سوچ عمل، کردار کے مومن نظر آئے۔ان کے رگ وپے میں اللہ کی عظمت کا احساس سرایت کر گیا۔جو غلام ومحتاج بنے تو اللہ کی راہ میں، جھکے تو اسلام کی خاطر، سجدہ ریز ہوئے تو دین کی بلندی کے لئے۔

قرب الٰہی، تقویٰ اور جنت کے اعلیٰ درجوں کو پانے کی جستجو میں فتنے وفساد سے بچنے کے لئے صحابہ کرامؓ نبی ﷺ سے سوال کرتے ہیں۔

وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ (البقرہ)

صحابہ کرامؓ کی شخصیات کا اندازہ ان کے اس سوال سے ہوتا ہے کہ ان کے اندر کیسی چیز کی لگن اور تڑپ تھی۔وہ کیا چاہتے تھے اور نہیں؟ کون سے شوق تھے؟۔بہترین عمل کا طریقہ پوچھ رہے ہیں۔ کتنے ذہین اور قابل تھے وہ لوگ۔

باعمل صحابہ کرامؓ کے کردار کی زندہ گواہ یہ آیت ہے۔انہوں نے جب دیکھا کہ نبی ﷺ خرچ کرنے کی بہت ترغیب دیتے ہیں۔ مال خرچ کرنا پسندیدہ ہے۔جمع کر کے رکھنا پسندیدہ نہیں اور پھر جمع کر کے اپنی ذات پر ہی صرف کرتے رہنا اچھا نہیں تو انہوں نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ آیت نازل کی۔

آپ ﷺ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ ﷺ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

نبی ﷺ کی بے شمار احادیث مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا۔دو خصلتیں کسی ایمان دار آدمی میں جمع نہیں ہو سکتیں ایک بخل دوسرے بداخلاقی۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے جب مجھے دیکھا تو فرمایا قسم ہے کعبہ کے رب کی! وہ لوگ بہت نقصان میں ہیں" میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو کثرت سے روپیہ جمع کرتے ہیں۔وہ لوگ نقصان میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو آگے پیچھے، دائیں بائیں اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے دو لوگوں کو قابل رشک قرار دیا ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے خیر میں خوب خرچ کرتا ہے، دوسرا وہ جسے اللہ نے علم دیا اور وہ اسی طرح آگے پیچھے دائیں بائیں دن رات اس کو پھیلاتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال مگر اے آدم تیرا مال کوئی نہیں سوائے اس کے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر گھسا دیا یا کار خیر پر صرف کر کے اسے جاری رکھا۔باقی تیرا نہیں باقی تو پھر وارثوں کا ہے۔صحابہ کرام بھی اسی دنیا میں رہنے والے لوگ تھے۔لیکن اللہ جل شانہ ورسول ﷺ کی محبت اور جنت کے شوق نے انہیں دنیا سے بے رغبتی وبے نیازی عطا کی۔انہیں دل کا غنا نصیب ہوا وہ اللہ کی تقدیر ومشیت پر راضی رہے۔

اتنا مال اپنے پاس رکھا کہ زندگی قائم رہے باقی تمام مال کے ساتھ آخرت کے گھر کو سنوارا۔اسلام کی دعوت کو عروج وکمال پر پہنچانے میں صرف کیا اور اللہ کی راہ میں خرچ کر کے ہمیشہ کا سودا کر لیا۔آیئے آج ہم اپنے خرچ کی جگہیں دیکھیں، اپنے مال کی مدات کا جائزہ لیں کہ ہم کدھر جا رہے ہیں۔اگر ہمارے پاس تھوڑا یا زیادہ مال آئے تو ہم کیا سوچتے ہیں کہ کہاں خرچ کریں کیا خریدیں۔دل میں کون سی خواہشات ابھرتی ہیں۔

> صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کی تنگ دستی کی حالت کا کچھ خوف نہیں مجھ کو یہ خوف ہے کہ جب ان کو پچھلی امتوں کی طرح فارغ البالی ہو جائے گی تو ان میں طرح طرح کے فساد پیدا ہو جائیں گے

ضرورت سے زائد کپڑے، میک اپ، جیولری۔بیوٹی پارلرز، بوتیک پر پیسہ لگانا کراکری، ڈیکوریشن پیسز، گھر کو سجانے Beautify کرنے کے لئے غیر ضروری لائٹنگ آؤٹ ہٹا نگ گھومنا، ہوٹلوں میں کھانا، محض زبان کے ذائقے کے لئے، خود کو نمایاں کرنے کے لئے۔اپنی تعریف چاہنے کے لئے بڑی بڑی دعوتیں کرنا۔یا شادی کے موقع پر محض دکھاوے کے لئے بڑی بڑی جگہیں بک کروانا۔اسراف وتبذیر میں شامل ہیں۔

لاکھوں روپے خرچ کر کے کلب کی ممبر شپ حاصل کرنا، یا

میوزیکل Evening کے ٹکٹ پر ہزاروں روپے خرچ کرنا ، یا تفریحی پارکوں میں عادتاً جانا۔

شادی کے موقعہ پر اسراف کی انتہا ، غیر ضروری ڈیکوریشن 'درختوں تک پر لائٹنگ فن کے نام پر just for enjyment' گڈا گڈی' طوطا طوطی کی شادی کرنا' بچے کی سالگرہ پر آمین پر غیر ضروری اخراجات' شادی کی سالگرہ' منگنی پارٹی باغبانی پر محض مقابلے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرنا۔ نوادرات و عجائبات کے شوق میں ہزاروں روپے خرچ کر کے پرانی چیزیں گھر لے آنا۔ نیلامیوں میں بڑی بڑی Paintings خرید لینا۔ لاکھوں روپوں میں بلا مقصد و بلا ضرورت خریداری کرتے چلے جانا اللہ کی ناراضگی کے کام ہیں۔

جہیز کے نام پر بے پناہ اسراف:

ہر سال گاڑی کا نیا ماڈل غیر ضروری ٹریولنگ نہ مقصد نہ مطلب کرکٹرز ، فلم سٹارز ، بدکار فلمی ہیروز کے پوسٹرز اور ان کے Signatute کے ساتھ ان کی چیزیں خریدنا ڈیزائنرز کے لیبل کی چیزیں خریدنے میں ہزاروں روپے خرچ کرنا۔ بچوں کے اوپر غیر ضروری اخراجات مہنگے toys، تفریحی چیزیں۔ خود کو Showoff کرنے کے لئے ، لوگوں کے مقابلے پر غیر ضروری چیزیں خرید لینا۔ موبائل فون پر انٹرنیٹ کے hours خرید کر بے مقصد Chatting کرنا۔ فوٹو گرافی ، میوزک' ویڈیو گیمز' کارڈز' بسنت' ویلنٹائن ڈے پر خرچ کرنا۔ بھاری فیسیں دے کر شوقیہ کورسز کرنا۔ شادی کے کارڈز۔ دلہن کا لباس ، زیورات ، کھانے کی قسموں پر بے مقصد ضیاع' عیدین پر حد سے بڑھی ہوئی فضول خرچی۔ جادو' تعویذ گنڈے پر ہزاروں کا خرچ ...... کتوں' مرغوں کی لڑائی پر ہزاروں کا خرچ کر کے ڈنر کا اہتمام۔ Sports پر خرچ کرنا۔ لاٹری 'پرائز بانڈز ، جوئے کی تمام اقسام پر خرچ کرنا۔ محض دکھاوے کے لیے بچوں کو مہنگے سکولوں میں داخل کروانا۔ بڑے بڑے گھر ، ٹیلی وژن ، وی سی آر ، کیبل بے مقصد لٹریچر' عید میلاد النبی' عرس اور غیر اسلامی تہواروں پر مال لٹانا۔

یہ تمام چیزیں کبھی بھی ہماری ضرورت نہیں ہو سکتیں۔ کچھ چیزیں ضروریات زندگی ہیں' کچھ سہولیات زندگی اور کچھ تعیشات زندگی ہیں' کچھ مقابلے کے لیے ہیں' ہمارا دائرہ کار صرف ضروریات تک بلکہ جائز ضروریات تک ہونا چاہیے' اس کے آگے شیطان کی راہ ہے۔

روپیہ پیسہ انسان کے لئے ضرورت زندگی ہے مقصد زندگی نہیں کہ وہ اس کے پیچھے پڑ کر اپنے شرف انسانی ارض کے فرائض میں کوتاہی کرے' خود غرض لالچی بے ضمیر ہونے کا ثبوت دے' اپنا سارا وقت' محنت صلاحیت قابلیت مال کمانے' جمع کر کے رکھنے اور اپنی آسائشوں' مقابلوں' دکھاوے پر خرچ کرنے میں صرف کر ڈالے حلال کی حدود سے تجاوز کر کے حرام میں جا پڑے حقوق العباد میں کمی کرے یا اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنے کی جدوجہد چھوڑ دے تو مال اس کے لئے وبال و جان ہوگا۔ ہماری امت کا فساد خوش حالی اور فارغ البالی ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ

آپ ﷺ نے دو لوگوں کو قابل رشک قرار دیا ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے خیر میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے علم دیا اور وہ اسی طرح آگے پیچھے دائیں بائیں دن رات اس کو لوٹاتا ہے

نے فرمایا۔ مجھ کو اپنی امت کی تنگ دستی کی حالت کا کچھ خوف نہیں بلکہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ جب ان کو پچھلی امتوں کی طرح فارغ البالی ہو جائے گی تو ان میں طرح طرح کے فساد پیدا ہو جائیں گے۔)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے انسان کے نفس و اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس کی بری عادات اس خرچ کی بدولت آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہیں یہی چیز اس کو اللہ کے ہاں اتنا مقبول بنا دیتی ہے کہ اس کے نامہ اعمال سے گناہ بھی اللہ دور کر دیتا ہے ورنہ اگر ہم اپنے مال کو Luxyries پر ہی لگاتے رہے۔ اپنی عیش و عشرت کی زندگی کو Status Symbols بنائے رکھا تو ہم خود اسلام کی راہ روکنے کا سبب بنیں گے ارشاد ربانی ہے۔

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اپنے مال اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے ، مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لئے پچھتاوے کا سبب بنیں گی اور پھر وہ مغلوب ہوں گے ، پھر یہ کافر جہنم کی طرف گھیر لائے جائیں گے۔ جب تک ہم انفرادی و اجتماعی طور پر اپنے معاشی نقطہ نظر کو تبدیل نہیں کریں گے اللہ کے دین کو غالب کرنے کے عظیم مقصد کو نہیں سمجھیں گے۔ نظام اسلام کی بقا و قیام کے لئے معاشی ، اخلاقی ، مذہبی ، غلامیوں سے آزادی کے لئے۔ ناپائیدار زندگی کے ذاتی اغراض و مقاصد کو پس پشت ڈال کر اسلام کے عروج کی جاری جدوجہد میں اپنا مثبت کردار ادا نہیں کریں گے ہم ذلت و پستی کا شکار رہیں گے۔

یہ ہم پر اللہ کا احسان ہے۔ کہ وہ اسلام کی کامیابی و خوشحالی میں ہمیں اپنا کردار ادا کرنے اور مال خرچ کرنے کی توفیق دے۔ یہ ہمارا فرض ہے ورنہ ہماری بدولت اللہ کے قائم کردہ نظام نہیں چل رہے۔ جب تک ہم اپنا جان و مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے رہیں گے اس وقت تک عزت و اقتدار کی مسند کے ہم مالک ہوں گے۔ اللہ کی خوشنودی کے مستحق ہوں گے ورنہ ہمیں بھی مرجھائے ہوئے پھولوں کی طرح باغ دنیا سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ ہم خود برباد ہو کر عذاب الٰہی کے حق دار بنیں گے۔ ہمارے چلے جانے سے بزم کائنات کی رونق میں کوئی فرق نہ آئے گا اور لوگ آباد ہو جائیں گے یہ رونق برقرار رہے گی۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں نظر کی وسعت' حوصلے کی فراخی اور دل کی کشادگی عطا فرمائے اپنی زندگی کو بلند مقاصد دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا مال جہاد فی سبیل اللہ میں ہی خرچ ہو۔ آمین ثم آمین

بیت العروس

جماعۃ الدعوۃ شعبہ خواتین کی طرف سے منہجی بنیاد پر رشتوں کے لئے پریشان والدین کے لئے "شعبہ بیت العروس" قائم کیا گیا ہے۔ ذات پات اور جہیز سے قطعی پرہیز کرنے والے سلفی العقیدہ والدین رابطہ کریں۔ خالصتاً خدمت فی سبیل اللہ کے جذبے سے قرآن وسنت کے طریقے پر رشتے طے کیے جاتے ہیں۔

رابطہ: جمعرات اور جمعۃ المبارک کو ہو سکے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

ام اسامہ-Ph-7922081

کیا آپ ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر، الیکٹرو ہومیو فزیشن بننا چاہتے ہیں؟

خوشخبری

ملکی غیر ملکی (اٹلی) کی الیکٹرو ہومیو پیتھک ادویات کی سیل شروع ہے۔ پرائس لسٹ طلب کریں

ڈپلومہ ان الیکٹرو ہومیو پیتھک سسٹم آف میڈیسن کورس میں

داخلہ شروع ہے

جدید میڈیکل سائنس الیکٹرو ہومیو پیتھک میں پیچیدہ اور لاعلاج بیماریوں کا علاج ہومیو پیتھک اور دیگر طریقہ علاج سے بہتر زود اثر اور بے ضرر ہے۔ میٹرک پاس طلباء وطالبات مرد و خواتین (عمر کی کوئی قید نہیں) یہ کورس ریگولر یا بذریعہ ڈاک کر کے دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ باعزت اور معقول روزگار حاصل کریں

پراسپکٹس

داخلہ فارم اور معلومات کے لئے 50 روپے بذریعہ منی آرڈر بنام پرنسپل ارسال کریں

کاؤنٹ میٹی الیکٹرو ہومیو پیتھک میڈیکل کالج ہاسپٹل ٹریڈ سنٹر فسٹ فلور چوک یتیم خانہ لاہور فون نمبر 7410811

الحاق شدہ: پاکستان کونسل فار الیکٹرو ہومیو پیتھک سسٹم آف میڈیسن (پاکستان)

چاول

قدرے لبوترے اور ہلکے زرد رنگ کے چھلکے کے لباس میں چھپا ہوا یہ سفید بیج رب کریم کی ان ہزار نعمتوں میں سے ایک ہے جو اس نے انسانوں اور جانوروں کی خوراک کے لئے پیدا کی ہیں۔ اسے اردو میں چاول' فارسی میں برنج' عربی میں ارز' یونانی میں اوریز' سریانی میں روزی اور ترکی میں کرنج کہا جاتا ہے۔ (بحوالہ مخزن الادویہ)

چاول کی فصل کو دھان یا مونجی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دھان کی فصل کے لئے ایسی زمین کو سازگار بنایا ہے جو ہر وقت نم دار رہتی ہو۔ اس کی نشوونما کے لئے کثیر پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے موسم برسات کی آمد پر اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ دریاؤں' نہروں' نالوں کے کنارے اور نشیبی جگہیں اس کی کاشت کے لئے بہتر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ننھے سے پودے میں یہ طاقت رکھی ہے کہ وہ تند و تیز پانی کا مقابلہ کر سکے۔ پانی کی موجودگی میں بھی اس کے (سے) کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ اس کے برعکس اگر بغیر چھلکے کے چاول کو دھوپ میں رکھا جائے تو وہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور اچھی طرح پک بھی نہیں سکتا۔

دور قدیم میں اوکھلی میں موصل سے کوٹ کر اس کا چھلکا الگ کیا جاتا تھا۔ لیکن اب یہ کام بڑی بڑی مشینیں کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاول کو بہت سی شکلیں اور تاثیرات عطا کی ہیں۔ بہت لمبے اور پتلے چاول پک کر بھی الگ الگ رہتے ہیں اور باہم چپکتے نہیں۔

درمیانی لمبائی کے قدرے باریک چاول بھی پکنے کے بعد باہم چپکتے ہیں۔ بعض چاول کی اقسام کچھ لمبی لیکن موٹی ہوتی ہیں ایسے چاول باہم چپک جاتے ہیں۔ ان سے فرنی کھیر وغیرہ اچھی تیار ہوتی ہے۔ گولائی مائل موٹے چاول مسور کے دانے سے بھی بڑے ہوتے ہیں۔ ان کا ذائقہ بھی دوسرے چاولوں سے مختلف ہوتا ہے۔ چاول کے چھلکے کے نیچے لال رنگ کا ایک باریک سا غلاف ہوتا ہے۔ رب کریم نے اس میں فولاد اور صحت انسانی کے لئے افادیت کا کثیر ذخیرہ رکھا ہے۔ اوکھلی میں چھڑنے سے یہ غلاف محفوظ رہتا ہے۔ لیکن مشین میں چھڑنے سے یہ غلاف بھی اتر جاتا ہے۔ چاول کے پکوان کی مصنفہ لکھتی ہیں۔

اخت سعدالرحمن' گوجرانوالہ

چاول 98 فیصد قابل ہضم اناج ہے اور ایک گھنٹہ میں ہضم ہو جاتا ہے۔ چاول کے اجزاء میں نمایاں حیثیت نشاستہ کی ہے۔ گندم کے برعکس چاول میں پروٹین کا تناسب بہت کم ہے لیکن چاول میں پائی جانے والی پروٹین گندم سے بہتر کوالٹی کی ہوتی ہے اور جسم اسے زیادہ بہتر انداز میں استعمال کر لیتا ہے۔ چاول کی غذائی صلاحیت 100 گرام میں 344-345 کیلوریز (ہاتھ سے صاف کئے ہوئے اور مشین سے صاف کئے ہوئے چاولوں کی کیلوریز میں فرق ہے) نشاستہ کے علاوہ اس میں 7.5 فیصد پروٹین' ایک فیصد چکنائی اور دوسرے معدنی اجزاء پائے جاتے ہیں۔ چاول میں پائی جانے والی 7.5 فیصد پروٹین زبردست افادیت رکھتی ہے۔ چونکہ اس میں آٹھ ضروری امائنو ایسڈ پائے جاتے ہیں جو کہ جزو بدن بن کر انسان کے داخلی نظام کا اعادہ شباب کرتے ہیں۔ ان سے جلد صحت مند ہو جاتی ہے۔ بال مضبوط ہو جاتے ہیں۔ بینائی صاف ہو جاتی ہے۔ دل اور پھیپھڑوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ دماغ اور اعصاب کو تقویت ملتی ہے۔ گلینڈز متحرک ہو جاتے ہیں۔ عضلات اور جوڑوں کے بندھن استحکام پاتے ہیں۔ چاولوں کی عموماً دو قسمیں ہوتی ہیں۔

> **چاول جسم کو موٹا کرتا ہے۔ تازہ لسی یا دہی کے ساتھ اس کا استعمال پیاس اور گرمی دور کرتا ہے' مگر اس کی تاثیر بھاری ہے۔ لہٰذا جوڑوں کے درد اور ریح وغیرہ کے مریض اس کا کم استعمال کریں**

لمبے اور درمیانے دانے والی قسمیں:

لمبی قسم کے دانے آپس میں چپکتے نہیں بلکہ یہ قسم شوربے یا کسی اور پکوان کے ساتھ کھانے کے لئے بہت مناسب ہے۔

دوسری قسم پکنے کے بعد نرم ہو جاتی ہے اور دانے آپس میں جڑ جاتے ہیں۔ یہ پڈنگ وغیرہ بنانے کے کام آتی ہے۔ (بحوالہ چاول کے پکوان)

چاول کی تاثیر بھاری ہے۔ لہٰذا جوڑوں کے درد اور ریح کے مریض نیز زکام اور بلغمی مزاج والوں کو اس کا استعمال کم کرنا چاہئے۔ چاول سرد خشک اور بعض اطبا کے نزدیک معتدل خشک اناج ہے۔ اسہال پیچش یا جریان خون کی صورت میں بھنے ہوئے چاول پکا کر کھانا مفید ہے۔ کمزور مریضوں کے لئے مونگ کی کھچڑی استعمال کرائی جاتی ہے۔

''مخزن الادویہ'' کے مصنف لکھتے ہیں کہ چاول جسم کو موٹا کرتا ہے' تازہ لسی یا دہی کے ساتھ اس کا استعمال پیاس اور گرمی دور کرتا ہے۔ یہ برصغیر اور ہند وچین کی اہم فصلوں میں سے ہے۔ بنگالی لوگ اسے مچھلی کے سالن کے ساتھ کھاتے ہیں۔ جب کہ کشمیری بغیر نمک کے پھیکے چاول سالن کے ہمراہ کھانے کے عادی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے دور تک عرب لوگ چاول سے ناواقف تھے کیونکہ یہ کم بارش والے علاقوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب ایران کی فتح ہوئی تو اس وقت اہل عرب چاول کے ذائقے سے آشنا ہوئے۔ تعریف اس ذات کے لئے ہے جس نے اپنی نعمتیں ہم پر تمام کیں۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

فری ڈسپنسری برائے خواتین

(جمعہ اور اتوار کو تعطیل ہوگی)

لاہور میں سبزہ زار میں خواتین کے لئے فری ڈسپنسری قائم کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل ایڈریس پر رابطہ کریں۔

ام علی......B-957 سبزہ زار کالونی ملتان روڈ لاہور

فون نمبر 7446860

تلاوت قرآن

کا حق علم القرآن کیوں ضروری ہے....؟

عظمیٰ ناصر ہاشمی

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں
آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں
دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں

کسی نامعلوم جگہ سے اس نظم کی درد بھری ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔ میں غور سے یہ پرشکوہ بول سننے لگی اور آواز کی سمت کا اندازہ کرتے ہوئے ادھر چل پڑی' جونہی میں اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو میں نے دیکھا طاقچے کے اندر ریشمی غلاف میں لپٹا ہوا' خوبصورت نقش ونگار اور قیمتی جلد والا قرآن افسردہ لہجے میں یہ اشعار کہہ رہا تھا

کس بزم میں مجھ کو بار نہیں
کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں
مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

قرآن کی یہ افسردگی اور اداسی دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور سوچنے کی بات ہے کہ آخر کون سی وجہ ہے جس نے اس عظیم کتاب کو احساس محرومیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ حالانکہ اس کی تعظیم تو دنیا کے چپے چپے میں بسنے والے مسلمان کرتے ہیں وہ اس کو بوسے دیتے نہیں تھکتے۔ ہر پریشانی' آفت اور مصیبت کے موقع پر لوگ قرآن کھول کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کی تلاوت بہت احسن انداز میں کی جاتی ہے۔ اس کی طرف نہ پیٹھ کی جاتی ہے اور نہ پاؤں۔ اسے سر سے بھی اونچا مقام دیا جاتا ہے۔ دیدہ زیب' صاف ستھری الماریاں اس کی رہائش گاہیں ہیں۔ اس کے حروف اس کی آیات قیمتی صفحات و اوراق میں لکھی جاتی ہیں۔ اتنی قدر و منزلت مگر اس کے باوجود اس قدر احساس کمتری آخر کیا وجہ؟ میں یہ جاننے کے لئے آگے بڑھی اور قرآن کو نرمی کے ساتھ دونوں ہاتھوں پر اٹھالیا پھر اسے رحل پر رکھ کر اس کے صفحات پلٹنے لگی۔ دفعتاً میری نظر قرآن کی ایک آیت پر پڑی۔

الذین اتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخسرون۔ (البقرہ۔121)

''لکھا ہوا تھا میں اسے پڑھنے لگی جن لوگوں کو ہم نے یہ کتاب دی وہ اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ اسے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ ایمان والے ہیں اور جو اس کے انکاری ہو جائیں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

قرآن ہم سے اپنا حق مانگ رہا ہے۔ جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے۔ میں نے سوچا گر ہم تو اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ خوش اخلاقی کے ساتھ اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ چومتے چاٹتے ہیں۔ دل کے دوسرے کونے سے آواز آئی تو پھر کون سا حق ہے جو ہم سے ادا نہیں ہو پا رہا۔ میں نے تفصیل جاننے کے لئے قرآن کے مزید صفحات الٹے اور ایک صفحے پر یہ آیت لکھی دیکھی۔

ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر (قمر۔17)

''اور ہم نے اس قرآن کو بطور نصیحت کے آسان کر دیا پس کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا''(القمر)

ایک جگہ لکھا تھا اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں ہے۔ پس تم کہاں بہکے جا رہے ہو بلکہ یہ تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت نامہ ہے۔ اس کے لئے جو سیدھے راستے پر چلنا چاہئے۔ (سورۃ التکویر)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی یوں تحریر تھا۔

ذلک الکتب لاریب فیہ ھدی للمتقین ٥ (بقرہ۔2)

''یہ خاص کتاب شک وشبہ سے پاک ہے اور اس میں پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے۔''

مجھے اس کا حق پہچان کر ندامت ہونے لگی۔ ہم نے اس کو پڑھا ضرور مگر نہ تو اس کو نصیحت نامہ سمجھا اور نہ ہی ہدایت نامہ۔ ہم نے اس کی لمبی لمبی تلاوتیں ضرور کیں مگر اس کی گہرائیوں میں جانے کی کوشش نہیں کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیں اس کی تلاوت کا ثواب ضرور ملا۔ مگر اس کے احکامات کی نافرمانی کی وجہ سے وہ ضائع ہوتا رہا۔

عزیز قارئین! قرآن ہم سے اپنا حق مانگتا ہے۔ جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے بھی آگاہ کیا اور سید البشر ﷺ نے بھی۔

ایک مسلمان کی واضح پہچان قرآن کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔ جو اس کے سامنے طرز حیات کا مکمل نمونہ پیش کرتا ہے۔ اس پر عمل کرنے سے ہی دنیا کی دوسری قوموں کے سامنے ہماری انفرادیت قائم ہو سکتی ہے۔ اس کے اندر ہمارے عروج و زوال کے اسباب پنہاں ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا!

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً ویضع بہ الاخرین

کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سی قوموں کو عزت دیتا ہے اور بہت سی دوسری قوموں کو اس کے سبب ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

آج پوری دنیا کے مسلمان کافروں کے ظلم و بربریت کا شکار بنے ہوئے ہیں۔ انہیں ہر جگہ ذلیل و رسوا کیا جا رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اپنی الہامی کتاب کو پس پشت ڈال دینا ہے۔ ہم تاریخ کو دہرائیں تو ہمیں علم ہوگا کہ مسلمان قوموں کو عروج اس کتاب کی

مجھے اس کا حق پہچان کر ندامت ہونے لگی۔ ہم نے اس کو پڑھا ضرور مگر نہ تو اس کو نصیحت نامہ سمجھا اور نہ ہی ہدایت نامہ۔ ہم نے اس کی لمبی لمبی تلاوتیں ضرور کیں مگر اس کی گہرائیوں میں جانے کی کوشش نہیں کی

اتباع کرنے کے سبب ملا۔ انہوں نے جتنی ترقی کی قرآن کی رہنمائی سے کی۔ لہٰذا انہیں فتح ونصرت کے ہاتھوں ہاتھ لیا اور تمام اقوام عالم ان کے زیر تسلط آ گئیں۔ علامہ اقبال نے ہماری ترقی وتنزلی کے اسباب کا نقشہ یوں کھینچا

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ آج ہم قرآن کا اصل حق ادا کرنا بھول چکے ہیں۔ اس کا حق یہ ہے کہ اسے باترجمہ وتفسیر پڑھا جائے۔ اس کے اوامر ونواہی کو تلاش کیا جائے۔ اس کے احکامات کو سامنے رکھ کر روزمرہ کے معمولات سرانجام دیئے جائیں۔ اس کے اقوال کو حرف آخر سمجھا جائے۔ اس کی عزت دل سے کی جائے اور عمل سے اس کا اظہار کیا جائے۔ ایک عام کتاب پر غور کریجئے۔ ہر کتاب پڑھنے والا شخص وہی کتاب پڑھنا پسند کرتا ہے جو اسے پسند ہو جو اسے اپنے لئے مفید نظر آئے۔ جو کوئی بھی کتاب پڑھتا ہے اس کے بارے میں یہ جاننے کی کوشش ضرور کرتا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ یہ کتاب کس مقصد کے لئے لکھی گئی ہے۔ ہم میں سے اکثر لوگ مطالعہ اس لئے کرتے ہیں کہ ان کا علم بڑھے اور ان کی تعلیمی قابلیت زیادہ ہو۔ کسی کتاب کو پڑھنے کا مقصد اس کتاب سے روشناس ہونا ہوتا ہے۔ تو بتایئے جس کتاب سے ہم شناسا ہی نہ ہوں ہمیں معلوم ہی نہ ہو کہ اس میں کیا لکھا ہے تو ہم اسے کس طرح شوق اور لگن سے پڑھیں گے۔

واقعی' قرآن ہی ایک ایسی مظلوم کتاب ہے جسے ہم بلاتفکر پڑھتے ہیں۔ روزمرہ کی تلاوت اکثریت کا معمول بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس کی تہہ تک پہنچنے والے بہت سے لوگ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے بلاسوچے سمجھے پڑھنے والے لوگ اس سے کوئی محبت نہیں کرتے بلکہ یہ سوچ کر اس کی عزت کرتے ہیں کہ یہ ان کی مذہبی کتاب ہے اور چاروناچار انہیں یہ پڑھنا پڑھتی ہے۔

ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس میں غور وفکر کرنا تو درکنار بطور ناظرہ بھی ٹھیک طور پر نہیں پڑھ سکتے۔ بلکہ قرآن کی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو فوقیت دیتے ہیں۔ ہم میں سے اکثریت ایسے طالب علموں کی ہے جن کی آدھی سے زائد عمریں سائنسی تعلیم کے حصول کی خاطر گزر جاتی ہیں۔ لیکن صرف سادہ قرآن پڑھنا ان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ آدھی آدھی راتوں کو اٹھ کر Ecnomics English Math State وغیرہ کے سلیبس میں سر کھپانے والے' محنت کا دم بھرنے والے اپنی نیندیں دنیاوی تعلیم کے لئے تو قربان کر سکتے ہیں۔ اپنے وقت کا بہت سا حصہ اس کے نام کر دیتے ہیں۔ مگر افسوس قرآن کی تعلیم سیکھنے کے لئے ان کے پاس ٹائم نہیں ہوتا۔ میری امی جان ایک عرصہ سے درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک ہیں۔ ان کے مدرسہ میں میں نے بہت سی ایسی نوجوان لڑکیاں بھی داخل ہوتے دیکھیں جن کی تعلیم FA.BA.MA تک بھی تھی لیکن انہیں ناظرہ قرآن بھی نہیں آتا تھا۔ اتنی پڑھی لکھی لڑکیاں دین کی تعلیم سے ناواقف اور جاہل تھیں۔ یہ مخصوص طلباء کی بات نہیں بلکہ ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سے نوجوان ہیں۔ جن کی عمروں کا ایک بڑا حصہ زندگی کی بھول بھلیوں اور دنیاوی لہو ولعب میں گزر جاتا ہے اور وہ اتنا بھی نہیں سمجھ پاتے کہ ہمارا دین ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ قرآن جس کی عزت ان کے ہاتھوں میں بہت ہے۔ ہم سے کیا کہنا چاہتا ہے۔ کس مقصد کے لئے اسے عرش معلی سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا۔ فرفر انگلش بولنے اور لکھنے کے ماہرین عربی زبان کا ایک لفظ سمجھنے اور لکھنے سے لاچاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک واقعہ مجھے یاد آیا' پچھلے دنوں میں مقامی کلینک پر گئی' میری بیٹی کو بخار تھا۔ اس کا چیک اپ کروانا تھا' باری آنے پر میں ڈاکٹر کے کمرہ میں گئی۔ ڈاکٹر نے بچی کا معائنہ کیا اور پرچی پر دوائی لکھنے سے پہلے بچی کا نام پوچھا میں نے نام بتایا تو وہ تھوڑا حیران ہوا۔ میں نے دوبارہ نام کو دہرایا اور اسے آگاہ کیا کہ یہ قرآن کا لفظ ہے۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر جو نام اس نے پرچی پر لکھا وہ ضحیٰ نہیں بلکہ ''ژوھا'' لکھا ہوا تھا۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ

بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔''

اس دور میں جب کہ ہر کوئی پڑھنے لکھنے میں مگن نظر آتا ہے مگر تعلیم القرآن کے قاری اور طالب اکا دکا ہی نظر پڑتے ہیں تو اس کی وجہ نوجوان نسل کی کم فہمی اور اس سے بڑھ کر والدین اور ان کے بزرگوار کی کاہلی اور جہالت ہے۔ جو نہ تو خود اس کے پڑھنے پر توجہ دیتے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو اس کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ اکثر والدین اپنے بچوں کا مستقبل روشن بنانے کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں۔ اپنی کمائیوں کا کثیر حصہ ان کی تعلیم پر خرچ کرتے ہیں جبکہ انہیں قرآن کی تعلیم دلوانے پر بہت کم غور کرتے ہیں اور انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں دلاتے کہ اس کتاب کو پڑھنا اور اس میں غور کرنا سائنس وآرٹس کی کتابوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ والدین سے جب اس بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ کیا جواب دیں گے جبکہ قرآن مجید میں حکم الٰہی ہے۔ قوا انفسکم واھلیکم نارا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ ایسے والدین کو اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہئے کہ جب روز قیامت ان سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت قرآنی احکامات

عیسائی بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم تو ایک عرصہ سے یہ کتاب پڑھ رہے ہو۔ میں نے آج تک کوئی ایسی کتاب نہیں دیکھی جو بلامقصد اور بلاتفکر پڑھی جائے۔ تم مسلمان ہو کر بھی اس کی بنیادی تعلیم سے ناآشنا ہو۔ اپنے دین کا سبق کس طرح دو گے۔ یہ کہہ کر عیسائی جدا ہو گیا

ایک MBBS اور چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر ایک عربی نام لکھنے سے بھی عاجز تھا۔

آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ میں اس انگریزی تعلیم کے خلاف ہوں۔ ہرگز نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل ایٹمی اور سائنسی تعلیم کا دور دورہ ہے اور دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق یہ تعلیم بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ یہ دنیا کی بہتری کے لئے ممد ومعاون ہے تو آخرت سنوارنے کے لئے دین کی تعلیم بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ آج ہم دونوں علوم حاصل کر کے ہی ترقی کر سکتے ہیں اور ہمارا دین و دنیا اور آخرت دونوں میں ہمارے لئے ترقی کا خواہاں ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ قرآنی دعا مانگنے کا حکم دیا۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ (القرآن)

''اے ہمارے رب ہمارے لئے دنیا میں بھی ایک حصہ بھلائی کا رکھ اور آخرت میں بھی اور ہمیں عذاب آتش سے بچا۔''

اب میں چند باتیں ان والدین کے متعلق لکھنا چاہوں گی جو اپنی اولاد کے مربی ہیں۔ مسئول ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'' تم میں سے ہر کوئی نگہباں ہے اور قیامت کے دن اس کی رعیت کے

کے مطابق کی تھی یا نہیں تو وہ کیا جواب دیں گے۔ اس کے برعکس جو ماں باپ اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دلواتے ہیں اور خود بھی اس میں تدبر کرتے ہیں وہ روز قیامت مفلحون میں شمار کیے جائیں گے۔

قرآن کی تعلیم کی اہمیت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

قرآن سے محبت اس کی عزت' اس کی بناوٹ اور سجاوٹ ایک نیک جذبہ ہے۔ لیکن یہ اللہ کے ہاں اس وقت ہی قابل قبول ہوگا جب ہم اس کی اتباع بھی کریں گے۔ اس کی ایک ایک آیت کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے۔ اس کا ہر حکم سرآنکھوں پر رکھیں گے تو پھر ہی ہم اس کو محبوب کہنے کے دعویدار ہو سکیں گے۔ غور کیجئے اگر کسی شخص کو کسی ہستی سے محبت ہو جائے تو وہ اسے صرف چومنے' پیار بھری نظروں سے دیکھنے پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ انسان اپنے محبوب کی ہر ادا پر قربان ہوا جاتا ہے۔ اس کے احساسات وجذبات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی عادات کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لئے ہر دشوار گزار راستے کو عبور کرنا فرض خیال کرتا ہے۔ آسمان سے تارے توڑنے کے دعوے کرتا ہے۔ تو پھر خود

باقی صفحہ نمبر 38 پر

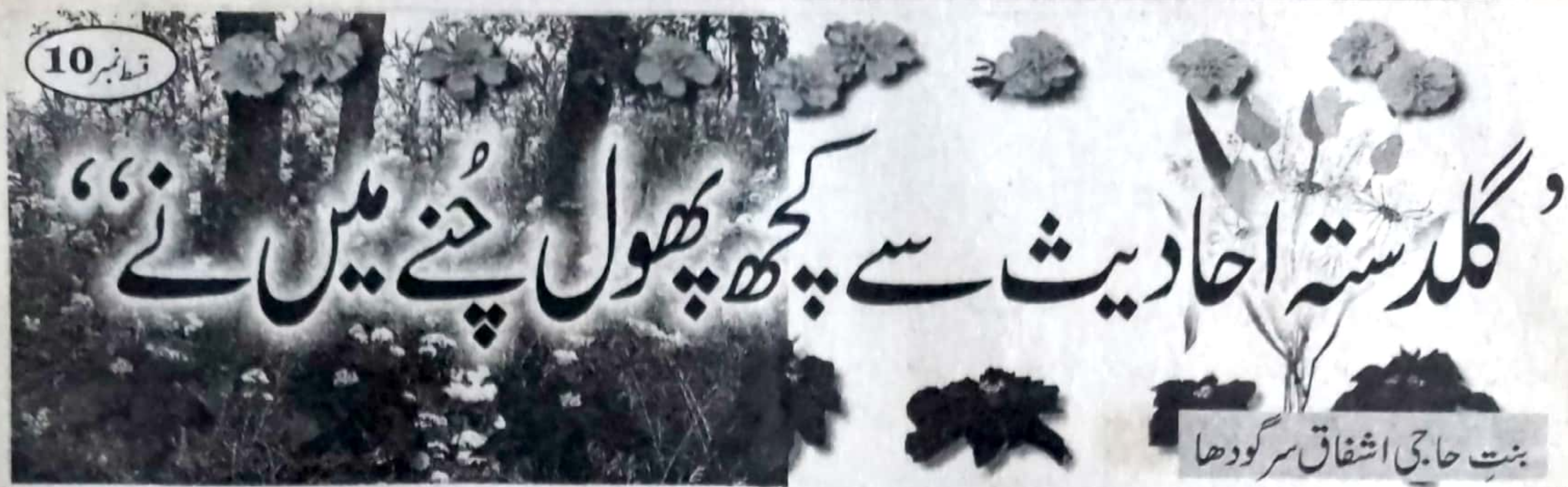

”گلدستہ احادیث سے کچھ پھول چُنے میں نے“

بنتِ حاجی اشفاق سرگودھا

حدیث نمبر ۱۶۸:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ يَعْنِي بِالْأَبْطَحِ

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ منیٰ سے کوچ کر کے یہاں محصب میں اس لئے اترے تھے تاکہ آسانی کے ساتھ وہاں سے مدینہ کو نکل سکیں آپ کی مراد ابطح میں اترنے سے تھی۔

حدیث نمبر ۱۶۹:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذَلِكَ وَقَالَتْ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ

ترجمہ: سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ وہ ابطح (محصب) میں فروکش ہونے کا عمل نہیں کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر اس لئے قیام فرمایا تھا کہ یہاں سے واپسی میں آسانی وسہولت زیادہ تھی۔ (مسلم)

نوٹ: محصب ایک کھلا میدان مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے اس کو ابطح اور بطحا اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۰:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتْ امْرَأَةً بَطِيئَةً فَأَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے مزدلفہ میں قیام کیا: نبی کریم نے ام المومنین سودۃ کو لوگوں کے اژدحام سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ وہ بھاری بھرکم بدن کی خاتون تھیں۔ اس لئے آپ نے اجازت دے دی چنانچہ وہ اژدحام سے پہلے روانہ ہو گئیں۔ لیکن ہم لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور صبح کو آپ کے ساتھ گئے۔ اگر میں بھی سیدہ سودہ کی طرح آپ سے اجازت لیتی تو مجھ کو تمام خوشی کی چیزوں میں یہ بہت ہی پسند ہوتا۔ (بخاری)

حدیث نمبر ۱۷۱:

أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ

ترجمہ: زیاد بن ابی سفیان نے سیدہ عائشہ کو لکھا کہ عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ جس نے ہدی بھیج دی۔ اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو ایک حاجی پر حرام ہوتی ہیں تا آنکہ اس کی ہدی کی قربانی کر دی جائے۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن عباس نے جو کچھ کہا مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ میں نے خود نبی کریم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے ہاتھ سے خود بٹے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ان جانوروں کو قلادہ پہنایا اور میرے والد محترم کے ساتھ انہیں بھیج دیا اور رسول اکرم ﷺ پر قربانی ذبح ہونے تک جسے اللہ نے حلال کیا تھا کچھ بھی حرام نہ ہوا۔ (بخاری)

حدیث نمبر ۱۷۳:

عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقِيلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ

ترجمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے تو ذی قعدہ میں سے پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ ہم صرف حج کا ارادہ لے کر نکلے تھے۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ جب طواف کر لیں اور صفا مروہ کی سعی بھی کر لیں تو حلال ہو جائیں۔ سیدہ عائشہ کہتی ہیں کہ قربانی کے دن ہمارے گھر گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ کیا ہے۔ (لانے والے نے بتلایا) کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے یہ قربانی کی ہے۔ (بخاری)

حدیث نمبر ۱۷۴:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَاسًا طَافُوا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوا إِلَى الْمُذَكِّرِ حَتَّى إِذَا طَلَعَتْ الشَّمْسُ قَامُوا يُصَلُّونَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَعَدُوا حَتَّى إِذَا كَانَتْ السَّاعَةُ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ قَامُوا يُصَلُّونَ

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے صبح کی نماز کے بعد کعبہ کا طواف کیا۔ بعد میں ایک وعظ کرنے والے کے پاس بیٹھ گئے اور جب سورج نکلا تو وہ لوگ نماز (طواف کی دو رکعت) پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کتنی دیر سے یہ لوگ بیٹھے رہے اور جب وہ وقت آیا جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (بخاری)

حدیث نمبر ۱۷۵:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ مَضَتْ فَأَفَاضَتْ

سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ام سلمہ کو قربانی والی رات پہلے بھیج دیا تھا۔ انہوں نے فجر کے طلوع ہونے سے پہلے کنکریاں ماریں پھر جا کر طواف افاضہ کیا۔ (ابوداؤد' اس کی

سند مسلم کی شرط پر ہے)

حدیث نمبر۱۷۶:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر اسے ابراہیم کی بنیاد پر بناتا کیونکہ قریش نے اس میں کمی کر دی ہے۔ (میں) اس میں ایک دروازہ اور اس دروازے کے مقابلہ رکھتا۔ (بخاری)

حدیث نمبر۱۷۷:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمْ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے کعبے میں کیوں نہیں شامل کیا؟ پ نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کی کمی پڑ گئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دروازہ کیوں اونچا بنایا؟ آپ نے فرمایا یہ بھی تمہاری قوم نے ہی کیا ہے تاکہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل بگڑ جائیں گے تو اس حطیم کو بھی کعبہ میں شامل کر دیتا اور کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا ہے۔ (بخاری)

حدیث نمبر۱۷۸:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے دل میں مدینہ کی ایسی ہی محبت پیدا کر دے جیسی تو نے مکہ کی محبت پیدا کی ہے ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما دے۔ (بخاری)

حدیث نمبر۱۷۹:

عَن عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوا مِنْ بُنْيَانِ الْبَيْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ أَعَدْتُ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَإِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِي أَنْ يَبْنُوهُ فَهَلُمِّي لِأُرِيَكِ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَأَرَاهَا قَرِيبًا مِنْ سَبْعَةِ أَذْرُعٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ مَوْضُوعَيْنِ فِي الْأَرْضِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا وَهَلْ تَدْرِينَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ تَعَزُّزًا أَنْ لَا يَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوا فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَهَا يَدَعُونَهُ يَرْتَقِي حَتَّى إِذَا كَادَ أَنْ يَدْخُلَ دَفَعُوهُ فَسَقَطَ

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے کہا کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی شان گھٹا دی ہے۔ اگر ان کا زمانہ شرک کے قریب نہ ہوتا تو جو کچھ انہوں نے اس کی تعمیر مین کمی کی ہے اسے پورا کر دیتا۔ اگر کبھی تمہاری قوم کو اس کی تعمیر مکمل کرنے کا خیال آئے تو آؤ میں تمہیں وہ جگہ دکھاتا ہوں جو انہوں نے نامکمل چھوڑی ہے۔ پھر انہوں نے ان کو تقریبا سات ہاتھ جگہ دکھائی اور زمین پر شرقی غربی دروازے بناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے کہا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ تمہاری قوم نے اس کا دروازہ اونچا کیوں بنایا؟ عرض کی نہیں فرمایا اپنی دھونس جمانے کے لئے تاکہ اس میں صرف وہی داخل ہو جسے وہ چاہیں تو جب وہ کسی شخص کے داخل ہونے کو ناگوار سمجھتے تو اسے بلاتے وہ اوپر جاتا اور اس سے پہلے کہ داخل ہوتا اسے دھکا دے دیتے اور وہ نیچے گر جاتا۔ (مسلم)

حدیث نمبر۱۸۰:

عن عائشة قالت كنت اغلف لحية رسول الله بالغالية ثم يحرم

ترجمہ: عائشہ کہتی ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی داڑھی پر عطر غالیہ (بہت سے عطروں کا مجموعہ) لگایا کرتی۔ اس کے بعد حالت احرام میں آتے۔ (مسلم۔ بخاری)

حدیث نمبر۱۸۱:

عن عائشه قالت طيبت رسول الله ﷺ يوم الاضحى بعد مارمى جمرة العقبة

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے قربانی کے دن جب جمرة العقبہ کو کنکریاں ماریں تو میں نے انہیں خوشبو لگائی۔ (بخاری)

حدیث نمبر۱۸۲:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ عُمْرَتَيْنِ عُمْرَةً فِي ذِي الْقِعْدَةِ وَعُمْرَةً فِي شَوَّالٍ

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو عمرے کئے ایک ذی قعدہ میں اور دوسرا شوال میں۔ (بخاری)

بقیہ: چراغ عزم وعمل

میں بت رکھا ہوا تھا وہ تاریک کمرہ تھا' جس میں شمع یا دیا نہیں جلایا جاتا تھا۔ پھر بھی یہ کمرہ روشن رہتا تھا۔ روشنی کا انتظام یہ تھا کہ کمرے اردگرد کے کمروں اور برآمدوں میں ہیرے لٹکا دیئے گئے تھے۔ ان پر قندیلوں کی روشنی پڑتی تو منعکس ہو کر بت والے کمرے میں جاتی تھی چونکہ اس روشنی میں ہیروں کے ہلکے رنگ ہوتے تھے۔ اس لئے اس روشنی میں طلسماتی سا تاثر تھا۔ اندر جو بھی آتا تھا اس کے ذہن پر ایسا تاثر ہوتا کہ وہ بت کو دیوتا سمجھنے لگتا تھا۔

بت کے کمرے میں سونے کی ایک زنجیر تھی۔ جس کا وزن دو سو من تھا۔ لیکن یہ من چالیس سیر کا نہیں بلکہ دو رطل کا تھا۔ دو رطل ایک سیر کا ہوتا تھا۔ اس طرح زنجیر کا وزن دو سو سیر یعنی پانچ من (آج کے) خالص سونا تھا۔ اس کے ساتھ ایک بڑے سائز کی گھنٹی بندھی ہوئی تھی جو خاص خاص موقعوں پر بجائی جاتی تھی۔ بت کے اردگرد کے کمروں میں بھی بت رکھے گئے تھے۔ جن میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ دروازوں پر بیش قیمت پردے لٹکتے رہتے تھے۔ جن کے ساتھ قیمتی موتی سلے ہوئے تھے۔ چاند اور سورج گرہن کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد ہندو یہاں جمع ہوتے تھے۔ مندر کی آمدنی کا ایک ذریعہ تو راجے مہاراجے (کھشتری) تھے۔ جو مندر کو بیش قیمت تحائف اور نقد رقم دیتے تھے۔ دوسرا ذریعہ 10 ہزار گاؤں کا مالیہ تھا۔ جو سارے کا سارا مندر کو دے دیا جاتا تھا۔ دس ہزار پنڈت باری باری ہر لمحہ بت کی پوجا کرتے رہتے تھے۔ ہر روز بت کو گنگا کے پانی سے نہلایا جاتا تھا۔ وہاں سے دریائے گنگا قریب تر ساڑھے سات سو میل دور تھا۔ ہر لمحہ گھوڑ سوار آتے جاتے رہتے تھے اور ہر روز بت کو نہلانے کے لئے گنگا کا پانی آتا رہتا تھا۔ سلطان کے دور کا وقائع نگار اور مبصر البیرونی لکھتا ہے کہ نوکروں کی ایک جماعت سینکڑوں کوس دور کشمیر کی وادیوں سے سومنات کے دیوتا کے لئے پھولوں کے ہار مہیا کرتی تھی۔

پانچ سو نہایت خوبصورت اور نوجوان گانے اور ناچنے والی لڑکیاں مندر میں موجود رہتی تھیں۔ ہر لڑکی جوانی کے ڈھل جانے تک مندر کے لئے وقف رہتی تھی۔ ملک کے طول وعرض سے عالی نسب لڑکیاں یہاں رقص اور موسیقی سیکھنے کے لئے آتی تھیں۔ ان میں سے صرف بہترین ناچنے والیوں (دوشیزاؤں) کو سومنات کے بت کے سامنے اپنے کمالات دکھانے کا موقع ملتا تھا۔

رمضان المبارک کی فضیلت و اہمیت

اہلیہ حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ

یاأیها الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمْ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔ جیسا ان لوگوں پر فرض کیے تھے جو تم سے پہلے تھے شاید کہ تم متقی بن جاؤ۔

أَیَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ کَانَ مِنکُم مَّرِیضًا أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَیَّامٍ أُخَرَ وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَهُ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِینٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَیْرٌ لَّکُمْ إِنْ کُنتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں جو تم میں مریض ہو یا سفر پر ہو وہ گنتی پوری کرلے دوسرے دنوں میں اور ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔ کھانا ایک مسکین کا جو خوشی سے دے زیادہ نیکی کرے (زیادہ مسکینوں کو کھلائے) تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم روزہ رکھو تو یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم اس کے اجر و ثواب کو جانتے ہو۔

اسلام کے اکثر احکام کی طرح روزہ بھی بتدریج فرض ہوا۔ شروع میں نبی اکرم ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ اور عاشورہ کا روزہ بھی رکھتے تھے اور سب مسلمانوں کو بھی عاشورے کے روزے کا حکم دیتے تھے۔

پھر ۲ھ میں رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا۔ مگر اس میں اتنی رعایت دی گئی کہ جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو وہ فدیے کے طور پر کسی مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلادے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

(رمضان کے روزوں کے بعد عاشورے کے روزوں کی فرضیت ختم کردی جو چاہے رکھے جو چاہے نہ رکھے)

یہاں تک تو ابتدائی حکم تھا جو رمضان کے متعلق ۲ھ میں جنگ بدر سے پہلے نازل ہوا۔ پھر اس کے ایک سال بعد یہ عام روایت یہ کہہ کر ختم کردی گئی۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ

جو بھی اس مہینے میں موجود ہو (اس پر لازم ہے) کہ روزے رکھے مگر مریض اور مسافر کی رعایت برقرار رکھی گئی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جتنے روزے چھوڑے ہیں وہ بعد میں پورے کرلے فرمایا۔

یُرِیدُ اللَّهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔

رمضان کے روزوں کو صرف عبادت اور تقویٰ ہی قرار نہیں دیا بلکہ اس عظیم الشان نعمت کا شکر ادا کرنے کا ذریعہ بھی بنایا اللہ تعالیٰ نےفرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَی وَالْفُرْقَانِ

ترجمہ: یعنی رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ اس میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور (حق اور باطل سے) جدا کرنے والا۔

رمضان المبارک میں اگر معمول کے مطابق کئے جانے والے اعمال کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے تو جہاد جو دین کی کوہان ہے اس کا عمل کس قدر ہوگا۔ اللہ رب العزت نے رمضان میں لڑے گئے معرکہ بدر کے مجاہدوں کو ان کی زندگیوں میں ہی بخش دیا

روزے کا مقصد اپنے رب کی بندگی اپنے پیدا کرنے والے کی اطاعت اور پوری زندگی کے لئے فرمانبرداری ہے۔

کہ جس طرح تم روزوں میں اپنے ربّ کے حکم کو مانتے ہو پورا مہینہ تم بھوکے پیاسے رہتے ہو۔ راتوں کو عبادت کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم اللہ کے منع کرنے سے حرام تو کیا حلال چیزوں سے رک جاتے ہو۔ اسی طرح سارا سال بھی تم نے ہر اس کام سے رک جانا ہے جس سے اللہ ربّ العزت نے منع کیا ہے اور ہر وہ کام کرنا ہے جس کا حکم ہمارے پروردگار نے دیا ہے۔ خواہ نماز ہمارے نفس پر کتنی ہی گراں کیوں نہ گزرے پھر بھی اس کو بحکم الٰہی ضرور پڑھنا ہے۔ روزے بھی اسی لئے فرض ہیں کہ رمضان کے روزے رکھ کر اپنے اندر تقویٰ پیدا کرلو اور پھر سارا سال تم اچھے طریقے، خوش اسلوبی اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزارو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لعلکم تتقون

ترجمہ: شاید کہ تم متقی بن جاؤ۔

یہ نہیں کہا کہ ضرور تم متقی بن جاؤ۔ اس لئے روزے کا نتیجہ انسان کی سمجھ بوجھ اس کے ارادے اور نیت پر موقوف ہوتا۔ جو اس کے مقصد کو سمجھے اور اس کی اصل مراد کو پالے، حاصل کرنے کی کوشش کرے گا وہ متقی بن جائے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ کتنے روزے دار ایسے ہیں جن کو بھوک پیاس کے سوا کچھ ملتا ہی نہیں ہے اور کتنے ہی عبادات والے تہجد گزار ایسے ہیں جن کو سوائے رات کی نیند کے حرام کرنے کے کچھ ملتا نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر عبادت اسی طرح کرنی چاہئے جس طرح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اگر اس طریقہ پہ نہ کی جائے تو وہ ناقابل قبول ہے اور یہ بھی فرمایا جو شخص جھوٹی بات کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو بھی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ روزہ ایک مخفی عبادت ہے۔ جتنی بھی عبادتیں ہیں ان کا حال کچھ نہ کچھ لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے۔ آپ نماز ہی کو لیجئے کہ وہ لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہے۔ اس کا رکوع و سجود سب کے سامنے ہوتا ہے۔ زکوٰۃ بھی ایک آدمی دوسرے آدمی کو دیتا ہے۔ حج بھی لوگوں کے ساتھ مل کر لوگوں کے سامنے کرتا ہے۔ لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا حال اللہ اور بندے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اگر وہ چھپ کر کھا پی لے تو لوگوں کو کیا معلوم اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ اس لئے میرا بندہ میرے لئے کھانا پینا اور سہولتیں چھوڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پورا ایک مہینہ بھوکا پیاسا رکھ کر اس کی آزمائش کرتا ہے۔ اگر اس بندے کے اندر یہ ساری چیزیں پائی جاتی ہیں یعنی وہ آزمائش پر پورا اترتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے

اندر مزید قابلیت پیدا کرتا ہے۔ جس طرح اس نے اس کے حکم کی اطاعت کی۔ اسی طرح وہ دوسرے احکام بھی مانے گا اور گناہوں سے پرہیز کرے گا اور اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب سمجھ کر اس کے ہر حکم کو ماننے کی کوشش کرے گا۔

الصوم جنة

روزہ ڈھال ہے۔ جس طرح ڈھال انسان کو اپنے دشمن کے وار سے بچاتی ہے اسی طرح روزہ انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے۔ روزہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جو شخص رمضان میں قیام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہوئے اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

عورت کا اعتکاف مسجد میں ہے گھر میں نہیں۔ اگر مسجد میں مناسب انتظام نہ ہو تو عورتیں اعتکاف نہ بیٹھیں

دوسری حدیث مسلم کی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جتنی محنت کرتے تھے رمضان کے علاوہ اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔ محنت کا مطلب عبادت بہت کرتے تھے۔ تمام دنوں سے زیادہ اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور فرمایا روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری جب وہ اپنے ربّ کو ملے گا تو روزے کے بے حد وحساب اجر کو دیکھ کر خوشی ہوگی۔

لیلۃ القدر کی خاص دعا۔

ترمذی کی ایک روایت ہے۔ اس حدیث کو حسن صحیح کہا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا دعا کروں۔ آپ ﷺ نے کہا یہ دعا پڑھا کرو

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

اے اللہ بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف کردے۔

سب سے افضل دعا وہ ہے جس میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی جائے۔

رمضان المبارک میں قرآن کے دور کا خاص اہتمام:

رمضان اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ مسلم میں حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں زیادہ سخاوت کرتے۔ اور جبرئیل علیہ السلام آپ کو رمضان کی ہر رات کو ملتے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا رمضان المبارک میں دونوں نیکیوں کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ خود رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

سحری کھانے کی فضیلت:

بخاری و مسلم کی حدیث ہے آپ نے کہا

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً

سحری کھایا کرو یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔ اس لئے سحری ضرور کھانی چاہئے۔ اس برکت سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔

افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت:

یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ آپ ﷺ نے کہا لوگ ہمیشہ بھلائی پہ رہیں گے جب تک روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔ سورج غروب ہوتے ہی روزہ کھول دینا چاہئے۔

کھجور کے ساتھ روزہ کھولنے کی فضیلت ہے اگر کھجور نہ ملے تو پانی کے ساتھ۔ ابوداؤد اور ترمذی کی ایک صحیح حسن حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم افطار کرو تو کھجور کے ساتھ اگر کھجور نہ ملے تو پانی کے ساتھ اس لئے کہ پانی خوب پاکیزہ ہے۔

روزے دار کو بھول چوک معاف:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی بھول چوک کر کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرلے کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا پلایا۔ (متفق علیہ)

سالن وغیرہ کا نمک چکھنا:

بخاری میں حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کوئی حرج نہیں ہانڈی کا ذائقہ چکھنے میں۔ چکھ کر کلی کرکے منہ صاف کرلے۔ سر میں تیل لگانا، کنگھی کرنا، مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مسواک تر ہو یا خشک، سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

اعتکاف کے مسائل:

بخاری جلد اول حدیث نمبر ۲۵۸ میں اعتکاف کی فضیلت ہے۔

اعتکاف صرف مسجد میں ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ

ترجمہ: نہ مباشرت کرو ان سے تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں۔

آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف کرتے تھے۔ آپ کی بیویاں بھی مسجد میں اعتکاف کرتی تھیں۔ بخاری میں باب اعتکاف النساء۔ عورتوں کا اعتکاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں خیمہ لگانے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔

اس سے ثابت ہوا عورت کا اعتکاف مسجد میں ہے، گھر میں نہیں۔ اگر مسجد میں مناسب انتظام نہ ہو سکے تو نہ بیٹھیں۔ عورت جتنا گھر کے اندر رہے گی اتنا ہی اس کے لئے بہتر ہے۔

بخاری میں ہے باب الاعتکاف لیلۃ، عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا نبی ﷺ سے کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک دن کا اعتکاف کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرلے۔ دوسری حدیث میں ہے آپ ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے تھے اور جس سال آپ فوت ہوئے آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

اعتکاف ایک دن کا بھی ہے اور بیس دن کا بھی۔ دس دن کا بھی۔ اعتکاف کے دوران عورت اپنے خاوند کی ملاقات کو جاسکتی ہے جب وہ اعتکاف بیٹھا ہو۔ بخاری شریف میں ہے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے ملنے آتیں جب آپ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس آئیں تھوڑی دیر بیٹھیں کچھ باتیں کیں پھر جب جانے لگیں تو آپ ﷺ اس کو گھر چھوڑنے ساتھ گئے۔

سر میں تیل لگانے، کنگھی کرنے، خشک و تر مسواک کرنے اور ہانڈی کا ذائقہ چکھنے میں کوئی حرج نہیں، ان امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا

شوال کا چاند نکلتے ہی تکبیریں پڑھنے کا حکم:

رمضان کے روزے رکھنا، قیام کرنا اور اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی جو سعادت اللہ تعالیٰ نے دی اس کا شکر ادا کرنے کے لئے ہمیں تکبیریں پڑھنے کا حکم دیا۔

الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ جس نے ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دی۔

باقی صفحہ نمبر 19 پر

عورتوں کے مسائل

اور ان کا قرآن و حدیث کی روشنی میں حل

اہلیہ حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ

س: صدقہ فطر کیا ہے اور کن لوگوں پر فرض ہے؟ (نعیمہ اصغر لاہور)

ج: فطر کے معنی ہیں کھولنے کے۔ انسان سے روزے کی حالت میں کئی لغو کام ہو جاتے ہیں۔ اس لئے رمضان المبارک کے ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے جو صدقہ خیرات کیا جاتا ہے اس کو صدقہ فطر کہتے ہیں۔

زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر بھی فرض ہے۔ صدقہ فطر عید الفطر پڑھنے سے پہلے ادا کئے جانے کا حکم ہے اور یہ صدقہ فطر ہر چھوٹے بڑے امیر غریب اور غلام و آزاد پر فرض ہے۔

کی روایت ہے۔

فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ

(بخاری کتاب الزکوۃ باب فرض صدقۃ الفطر نمبر ۱۵۵۳)

ترجمہ: ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر غلام آزاد مرد عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر اللہ کے رسول اللہ ﷺ فرض کر دیا اور حکم دیا عید گاہ جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گھر کے جتنے افراد ہیں ان کا فطرانہ دیا جائے یہ بات جو لوگوں میں دستور بنی ہوئی ہے کہ گھر آئے ہوئے مہمانوں کا صدقہ فطر بھی دیتے ہیں خواہ انہوں نے پہلے اپنے گھر دیا ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ ہی کسی حدیث سے ثابت ہے جو مہمان آئے اپنا صدقہ فطر دے کر آئے۔ ایک دو دن پہلے بھی دے سکتا ہے یہ بات بھی حدیث سے ثابت ہے بلکہ اس سے پہلے دینا زیادہ بہتر ہے تاکہ کسی ضرورتمند کی ضرورت پوری ہو سکے اور وہ آپ کے ساتھ خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرامؓ عید سے ایک یا دو دن پہلے صدقہ فطر دے دیا کرتے تھے۔

وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ

(بخاری کتاب الزکوۃ باب صدقہ فطر علی الحر والعبد نمبر ۱۵۱۱)

فطرانے کی کل مقدار دو کلو سو گرام فی کس ہے

س: رمضان المبارک میں عورت اپنے ایام خاص میں راتوں کی عبادت تسبیح وغیرہ کر سکتی ہے؟ (نازیہ اسحاق لاہور)

ج: کر سکتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجۃ الوداع کے موقع پر حیض والی ہو گئی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

افْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي

(بخاری جلد اول باب لا تقضی الحائض الصلوۃ)

ترجمہ: جو کام حاجی کرتا ہے وہ سب تم بھی کرو سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔ طواف اس وقت کرنا جب تم حیض سے پاک ہو جاؤ۔

حج کے دنوں میں ہر مسلمان دعائیں تسبیحات اللہ کا ذکر واذکار کرتا ہے۔ گناہوں کی معافی مانگتا ہے غرض وہ ہر وقت اللہ کے سامنے ذکر واذکار کرتا رہتا ہے جب حج کے دنوں میں سارے کام جائز ہیں تو لیلۃ القدر میں تو اور زیادہ ضروری ہیں کہ تسبیح و تہلیل کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور رمضان المبارک آتا ہی اس لئے ہے کہ مسلمان اس میں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکیں اس لئے ضروری ہے کہ عورت حیض کی حالت میں ہو یا نفاس کی وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے سامنے توبہ واستغفار کرے۔ روزے اور نماز کے علاوہ ہر کام کرے اور بعد میں وہ روزے کی قضاء دے۔ نماز کی قضاء نہیں ہے۔ ایک دوسری دلیل یہ ہے کہ سیدہ ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو نکالیں تاکہ وہ مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور جماعت کی جگہ ضرور حاضر ہوں نماز سے الگ رہیں یعنی نماز نہ پڑھیں ایک عورت نے کہا جس کی چادر نہ ہو۔ آپ نے کہا اس کی سہیلی اس کو عاریتاً دے دے۔ ان دو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورت ایام خاص میں ذکر واذکار کرے اور ایسی مجلسوں میں بھی شریک ہو جہاں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔

یہ پریشانی مری سامانِ جمعیت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغِ خانہ حکمت نہ ہو
ناتوانی ہی مری سرمایہ قوت نہ ہو
رشک جامِ جم مرا آئینہ حیرت نہ ہو

ساجدہ اسلم

ٹیلی ویژن کا عورت پر ظلم

پاجامے عورت کو پہنا دیے ٹی وی نے — ٹخنے عورت کے ننگے کروا دیے ٹی وی نے
سکارف نے لے لی اب چادر کی جگہ — سر سے دوپٹے اُتروا دیے ٹی وی نے
کبھی کھلے کبھی تنگ کپڑوں کا فیشن — جالی جیسے باریک کپڑے پہنا دیے ٹی وی نے
بغیر بازو قمیصیں اب پہنی جاتی ہیں — بانہیں عورت کی ننگی کروا دیں ٹی وی نے
کبھی اونچی ایڑی کا جوتا کبھی چھوٹی کا — چھوٹے پاؤں میں ہاتھی کا جوتا پہنا دیا ٹی وی نے
مہندی کی رسمیں ہیں یہ بے حیائی کے طریقے — شادی کے خرچے بڑھا دیے ٹی وی نے
امی ابو کہنا اب چھوڑ گئے ہیں لوگ — ماما پاپا سکھلا دیا ہے ٹی وی نے
افسوس ہے ایسے مسلمان کی عقل پر — دین حق سے دور جسے کر دیا ہے ٹی وی نے

دوسری قسط

نعرہ بازی

ام عبد منیب

نہیں چھوڑی اس کے باوجود آپ نے مخالفانہ پروپیگنڈا یا نعرہ بازی سے اپنا دامن مکمل طور پر بچائے رکھا۔ منافقین جو بظاہر ہر سازش کے سرغنہ تھے۔ آپ نے کبھی ان کے خلاف بھی سرعام ایک حرف تک نہیں کہا نہ بددعا کی۔ نہ مردہ باد کہا نہ طعن و تشنیع کی بلکہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہی کرتے رہتے۔ البتہ جب دشمن نے مسلح ہو کر حملے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ دفاع کے لئے جہاد کرنے ضرور نکلے لیکن ایسے میں بھی نعرے جیسے تحقیر اور انداز عداوت سے دور رہے۔

آج جو لوگ یا جماعتیں اپنے ہی مسلمان بھائی کو منافق، چور، لٹیرے، مکار کہتی ہیں ان کے لئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ سامنے والا منافق ہی سہی چور ہی سہی لیکن ایسے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے جو طرز عمل منافقین کے لئے اختیار کیا اس میں سرعام انہیں برا بھلا کہنا انہیں برے برے نام دینا یا ان کے خلاف نعرہ بازی کرنا نہیں ملتا۔

نعروں کی ایک قسم یہ ہے کہ اپنی انجمن یا جماعت کے مقاصد پر مبنی مثبت نعرے لگائے جائیں۔ مثلاً پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ایسے نعروں میں شرک کی آمیزش ہے نہ کوئی غیر اسلامی فکر کارفرما لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ انبیائے کرام، صحابہ اور تابعین نے اپنے مثبت نظریات یا مقاصد کی تشہیر، تبلیغ کے لئے کبھی بھی نعرے بازی سے کام نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایک شخص کے پاس جا کر دعوت اسلام پہنچاتے رہے۔ آپ ﷺ نے اجتماعات میں بھی پیغام توحید سنایا لیکن نرم آواز، پر حکمت طریق اور حسن اخلاق سے اسلام کی تبلیغ کو فرض قرار دیا ہے۔ لوگوں تک چیخ چیخ کر بات پہنچانا ان سے زبردستی منوانے کے مترادف ہے۔ تبلیغ کا یہ انداز ناپسندیدہ اور غیر مسنون ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (النحل۔ ۱۲۵)

"دعوت دیجئے اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور مباحثہ کیجئے۔"

تو ایسے طریقے پر جو انتہائی بھلا ہو اسلام کسی کے آرام و سکون اور توجہ و یکسوئی میں خلل ڈالنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ لیکن یہاں تو حالت یہ ہے کہ کوئی بیمار ہو، کوئی طالب علم پڑھائی میں مصروف ہو، کوئی صلوٰۃ و ذکر میں مگن ہو کسی کے ہاں کوئی اہم مسئلہ زیر غور ہو ان سب باتوں سے نعرے باز بے پرواہ نعرے لگاتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہ نعرہ بازی اگر کسی جلوس کا حصہ ہو شور مزید بلند ہو

> **نعرے بازی کی دیوانی قوم خود ساختہ لیڈروں کی شان میں نعرے بلند کرنے کی تو دلدادہ ہے لیکن مالک حقیقی کے لئے تکبیرات کہنے میں انتہائی بخل سے کام لیتی ہے**

جاتا ہے۔ رستے بند ہو جاتے ہیں کسی کو سکول یا دفتر سے دیر ہو کسی نے بیمار تک دوا پہنچانا ہو کچھ بھی ہو عوام کی زندگی میں عوام ہی کے ہمدرد وہ خلل ڈالتے ہیں کہ الامان والحفیظ

اپنی پسندیدہ شخصیت یا جماعت کی تشہیر پر نعرے لگانا اپنے منہ میاں مٹھو بننے والی بات ہے نیز یہ ریا میں بھی شامل ہے۔ ایسے

> **نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر اونچی آواز سے تکبیرات پڑھیں۔ صحابہ بھی اس سنت پر عمل پیرا رہے تمام انبیاء نے بھی نظریات و مقاصد کی تبلیغ و تشہیر کے لئے کبھی بھی نعرے نہ لگائے**

لوگوں کو اس حدیث کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت دینے کے لیے کرے گا۔ اللہ اس کو شہرت دے گا اور جو کوئی دکھاوے کے لیے نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھائے گا۔ (بخاری و مسلم)

نعرہ بازی چلا چلا کر دوسروں تک اپنا موقف پہنچانے کا نام ہے۔ اسلام نے جو آداب گفتگو مہیا کیے ہیں ان میں ایک یہ بھی کہ آواز دھیمی رکھی جائے۔ فرمان الٰہی ہے۔

اپنی چال میانہ رکھ آواز دھیمی رکھنا (کیونکہ اونچی آواز گدھوں کی سی ہے) اور گدھوں کی آواز سب سے بری ہے۔ (لقمان۔ 19)

احادیث کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین نے کبھی کسی شخصیت کے نام یا دیگر کسی مخصوص لفظ یا جملے کو نعرہ کے طور پر رواج نہیں دیا البتہ بعض مواقع پر بے ساختہ تکبیر ان کے ہونٹوں سے نکل جاتی تھی وہ بار بار نہیں صرف ایک بار چیخ چلا کر نہیں صرف قریب بیٹھے ہوئے لوگوں تک پہنچنے والی آواز سے۔ چنانچہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اہل جنت میں سے چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں گے۔ یہ سن کر خوشی سے ہم نے تکبیر کہی۔ پھر فرمایا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تہائی لوگ تم ہی ہو گے۔" یہ سن کر خوشی سے ہم نے تکبیر کہی۔ پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت میں آدھے لوگ تم ہی میں سے ہوں گے۔ (کتاب الایمان صحیح مسلم)

صحابہ کا یوں کہنا نعرے کی صورت نہیں تھا بلکہ خوشی سے بے ساختہ ان کے لبوں سے تکبیر نکلی اور یہ بھی اللہ کے اس فرمان کے مطابق تھا۔

ترجمہ: "اور کہو سب تعریف اللہ ہی کی ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے کوئی اس کا مددگار ہے۔ اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔" (آیۃ العزۃ بنی اسرائیل)

صحابہ کا یہ عمل ہمیں بتاتا ہے کہ جب رب کریم کی کسی خاص نعمت کا حصول ہو تو خوشی کے اس موقع پر اس رب اکبر کی تکبیر بیان کریں جو ہر رفعت کبریائی عزت اور نعمت کا مالک ہے۔ اسی لئے تو فرمایا۔ ولذکر اللہ اکبر (۴۵۔ عنکبوت)

اور البتہ ذکر اللہ ہی کا سب سے بڑا ہے۔ رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی سعادت حاصل ہونے اور ذوالحجہ میں حج و قربانی سے شرف یاب ہونے کی خوشی میں عید منائی جاتی ہے۔ ان عیدوں کے مواقع پر رسول رحمت ﷺ نے با آواز بلند تکبیرات کہنے کی خاص ہدایت فرمائی تاکہ اللہ رفیع الاعلیٰ کا نام بلند ہو۔ مقام افسوس تو یہ ہے کہ ہماری

ساری قوم خودساختہ لیڈروں کی شان میں نعرے بلند کرنے کی تو دلدادہ ہے لیکن مالک حقیقی کے لئے تکبیرات کہنے میں انتہائی بخل سے کام لیتی ہے۔ مساجد جن میں یارسول اللہ...... یاعلی...... یاغوث الاعظم کے نعرے بلند کیے جاتے ہیں۔ خودساختہ صلوٰۃ وسلام اور گھٹیا گانوں کی طرز پر نعتوں کا شور بلند کیا جاتا ہے وہ بھی عیدین کے موقع پر اللہ رب الاعلیٰ کی تکبیرات بلند کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

گو تکبیرات بلند آواز سے کہنے کی تاکید ہے لیکن یہ عبادت ہے نعرہ نہیں۔ اس لئے ان میں عبادت کی تمام شرائط کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدنظر رکھتے تھے۔ خشوع خضوع، وقار، اخلاص سنت پھر بلند

> **جمہوریت میں اپوزیشن طعنوں اور گالیوں سے مسجع نعرے حکومت کے خلاف وضع کر کے اسے احتساب کا نام دیتی ہے**

آواز سے تکبیرات کہنے کا حکم ہر دن اور ہر مہینے نہیں بلکہ ایام تشریق اور عیدین کے موقع پہ ہے۔ گویا یہ عبادت موقتہ ہے۔

مسلمانوں کا ایک اجتماعی بلند ذکر احرام کی حالت میں تلبیہ کہنا ہے۔ ظاہر ہے اس کے لئے وقت (حج کے ایام) خاص حالت (احرام) اور عبادت (حج) کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اس کا نعرہ بازی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

دوران صلوٰۃ امام کی سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اجتماعی بلند آواز سے آمین کہنے کی تاکید بھی ہے، تحسین بھی اور اجر وثواب کی بشارت بھی لیکن یہ عبادت (صلوٰۃ) وقت بعد تلاوت فاتحہ میں مفید ہے۔ لہٰذا یہ بھی نعرہ نہیں عبادت ہے۔ میدان جنگ میں جب دشمن سے مقابلہ کے لئے رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف نکلے تو فرمایا۔

اللہ اکبر خیبر برباد ہو گیا ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو برا حال ہوتا ہے ڈرائے ہوؤں کا۔ (کتاب النکاح صحیح مسلم)

ہمارے یہاں آج کل دشمن سے مقابلہ ہو یا کھیل میں کھلاڑی کا سامنا اللہ اکبر کی بجائے اکثر لوگ یاعلی کہتے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ اے علی بہادر ہماری مدد کیجئے یا ہم علی حیدر کے نام لیوا ہیں۔ اس لئے اسی نام کی برکت سے کامیاب ہوں گے۔ گویا جو برکت جو مدد اللہ کے نام کا حق تھی وہ علی رضی اللہ عنہ سے منسوب کر دی گئی اور اسی کا نام شرک ہے۔ یہ نعرہ ایک مخصوص گروہ کی نمائندگی کرتا ہے۔ جہاں تک مدد دینے والے کا تعلق ہے تو وہ اللہ کے سوا کوئی نہیں وہ فرماتا ہے۔

وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم۔ (آل عمران 126)

''اور نہیں مدد مگر اللہ کی مدد ہے جو غالب حکمت والا ہے۔''

خود علی رضی اللہ عنہ دشمن پر حملہ کرتے وقت اللہ ہی سے مدد طلب کیا کرتے تھے اور انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ مدد اور برکت مجھ سے طلب کرو یا میرے نام کو اس مقصد کے لئے استعمال کرو۔

غزوہ احد میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا اعلیٰ ھبل اے ہبل تو اونچا رہ۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے صحابہ نے بلند آواز سے جواب دیا۔ اللہ اعلیٰ واجل۔ اللہ بلند اور بزرگ ہے۔

پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا۔ لنا عزی ولا عزی لکم۔ ہمارے پاس عزیٰ ہے اور تمہارے پاس نہیں۔ صحابہ کرام نے جواب دیا۔

اللہ مولنا ولا مولی لکم

اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں۔ (صحیح بخاری)

گویا یہاں بھی صرف دشمن کا جواب دیا اور نعرے کی طرح بار بار نہیں دہرایا گیا۔ احادیث سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے لیکن یہ نعرہ نہیں بلکہ دیگر موقعوں پر دعا اور ذکر کی طرح بلندی پر چڑھنے کا ذکر ہے۔ انسانی عادت ہے کہ وہ بلندی پر پہنچ کر خود کو دوسروں سے برتر تصور کرنے لگتا ہے اس سے بچاؤ کا یہی علاج ہے کہ ذہن اس کبیر وعظیم کی کبریائی کا اعتراف کرے جس کے لئے ہر عظمت ورفعت اور کبریائی شایان ہے۔ یہ تو واضح ہو گیا کہ نعرہ بازی کا تعلق اسلامی تہذیب وسیاست سے قطعاً نہیں یہ انگریزی سیاست، جمہوریت کا شیوہ ہے۔ جس طرح گلی محلوں میں جاہل خواتین باہم لڑتے ہوئے ایک دوسری کو بار بار ایک ہی قسم کے طعنے اور گالیاں دیتی ہیں۔ جمہوریت میں اپوزیشن بھی طعنوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے نعرے حکومت کے خلاف وضع کرتی ہے۔ پھر اسے احتساب کا نام دیا جاتا ہے۔ اسلام احتساب کا حامی ہے لیکن پہلے نفس کا محاسبہ پھر اپنے اقرباء کا محاسبہ ہے اور بعد ازاں حکومت کا محاسبہ اور نفس کا محاسبہ کرنے والا مسلمان کسی کی عیب جوئی، نام بگاڑنے، تمسخر اڑانے، طعنہ دینے اور گالی دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آخر میں یقیناً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت یا عوام پر اپنا موقف کیسے واضح کیا جائے؟ اس کی بہترین صورت خطوط، انفرادی ملاقاتیں، پوسٹر، ہینڈ بل، چاکنگ اور پریس کانفرنس وغیرہ بشرطیکہ ان میں بہتان، گالی، استہزاء اور نام بگاڑنے جیسی برائیوں سے اجتناب کیا جائے۔ یہی طریقہ اپنی پارٹی ادارے یا انجمن کے مقاصد سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے ہونا چاہئے۔ دور حاضر میں یہ تمام ذرائع بڑی خوبی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں۔

اعلان اور نعرے میں فرق:

اعلان بھی بلند آواز ہی سے کیا جاتا ہے لیکن نعرے اور اعلان میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اعلان ایک ضرورت کے تحت ہوتا ہے۔ اعلان کا مطلب ہی بلند آواز سے آگاہ کرنا ہے۔ بشرطیکہ یہ صرف اعلان تک محدود ہو کسی دوسرے کو ہدف تنقید یا صاحب تعریف نہ گنوایا جائے۔ مثلاً ایک جماعت کا جلسہ یا اجتماع ہے۔ فلاں صاحب خطاب کریں گے۔ احباب سے شرکت کی اپیل ہے۔ وغیرہ...... دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چوروں، لٹیروں اور غاصبوں کو بے نقاب کرنے کے لئے غداران وطن سے پیچھا چھڑانے کے لئے' عوام سڑکوں پر نکل آئیں۔ فلاں صاحب قیادت کریں گے۔ یہ طریقہ اعلان نہیں۔ مخالف کو بدنام کرنے، گالی دینے اور اس کے خلاف زہر اگلنے کا ایک انداز ہے۔ حکومتوں کی غلطیوں کی نشان دہی تو متعلقہ جلسے یا اجتماع میں اسلامی آداب گفتگو کے اندر رہ کر بھی کی جاسکتی ہے۔ شاید کہا جائے کہ دور حاضر میں اپنی بات پہنچانے یا منوانے کا یہ ایک ذریعہ ہے۔ دیگر ہزاروں کام ایسے ہیں جو قرن اول میں نہیں تھے لیکن اب کیے جاتے ہیں لہٰذا نعرہ بازی بری کیوں؟

جواب یہ ہے کہ بے شک قرن اوّل کے بعد وہ تمام بنیادی وسائل اور ایجادات جن میں کسی نص صریح کی مخالفت نہیں ہوتی، درست ہیں۔ لیکن نعرہ بازی میں جو ممنوعات کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے ان کی تفصیل گزر چکی ہے۔ یہ فقہ اسلامی کا اصول ہے کہ جو کام ممنوعات کے ارتکاب پر منتج ہوں وہ کام بھی ممنوع ہیں۔ ممنوعات کا ارتکاب نہ بھی ہو تو ایک سنجیدہ مسلمان کو نعرہ بازی زیب نہیں دیتی۔ اسے تو یہ حکم ہے جبکہ اس لغو کے متبادل سنجیدہ پروقار اور مہذب بیسیوں ذرائع موجود ہیں پھر ہماری ہر حرکت ہر فعل اور ہر لفظ بڑی احتیاط اور صحت کے ساتھ محفوظ کیا جا رہا ہے۔ آدمی کوئی لفظ نہیں بولتا لیکن ایک نگران اس پر حاضر رہتا ہے۔ بعد ازاں یہ سب کچھ اللہ رب العزت کی عدالت عالیہ میں پیش کیا جائے گا۔ اگر وہ اسلامی معیار کے مطابق ہو تو خیر ورنہ چالان کر کے دوزخ کی حوالات کے سپرد کر دیا جائے گا۔

لہٰذا فکر آخرت اور احتساب نفس کے حامل مسلمان کو نعرہ بازی کے حوالے سے سوچنا اور خیر وشر کے میزان میں تولنا چاہئے کہ اس کی کہاں تک گنجائش ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

> **نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین نے کسی شخصیت یا پارٹی کے نام پر نعرہ بازی کو رواج نہیں دیا البتہ کوئی متاثر کن بات سن کر بے ساختہ تکبیر یا سبحان اللہ کہنا نعرے بازی کا انداز نہیں**

اسلامی ڈائٹنگ

حمیرہ بنت عبدالرؤف

آج کے جدید دور میں ہر انسان جدید بننے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ کوئی لباس زیب تن کرنے کی جدت میں، کوئی چہرہ خوب صورت کرنے کی جدت میں، کوئی رنگ گورا کرنے کی جدت میں، کوئی اپنے جسم کی فٹنس کی جدت میں، کوئی تھریڈنگ، کوئی بلیچ، کوئی سکن پالش، کوئی کمر پتلی کرنے، کوئی پیٹ چھوٹا کرنے، کوئی قد لمبا کرنے کی جدت میں مغربی تہذیب کو اپنا رہا ہے۔ بس ہر انسان اپنا ظاہر خوبصورت بنانے میں کوشاں ہیں۔ اسی طرح کافر بھی ظاہر میں خوبصورت ہیں مگر ان کا باطن شرعی وفطری خوبصورتی سے معطر نہیں۔ غرضیکہ ہر انسان کو اپنے ظاہر کی فکر ہے۔ باطن کی کسی کو کوئی فکر نہیں ہے۔ آج مسلم وکافر میں کوئی تمیز باقی نہیں رہی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فتبارک اللہ احسن الخالقین''

''اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ خوبصورت پیدا کرنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی ذات تو وہ ذات ہے جو کامل واکمل ہے۔ اس کی ذات میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں۔ ہمیں اس کی تخلیق پر بھروسہ نہیں تو کیا اس انسان کی بناوٹی خوبصورتی پر ہمیں اعتماد حاصل ہو سکتا ہے جو کہ ہزاروں غلطیوں اور خامیوں کا مرکز ہے؟ تو اسی طرح جدید دور کی جدتوں میں سے ایک جدت سمارٹ بننے کی ہے۔ ہر عورت، مرد، لڑکی کو موٹاپے کی ٹینشن چڑھی ہوئی ہے۔ اسی موٹاپے کے لئے وہ کئی کئی دوائیاں کھاتے رہتے ہیں جو بے اثر ہوتی ہیں اور مہنگی ترین دوائی وہ وسعت نہ ہونے کے باوجود بھی خریدنے کے لئے ہر وقت مستعد ہوتے ہیں اگر ہم نبی ﷺ کی طرح سادہ کھانا تناول فرماتے تو یہ موٹاپے جنم نہ لیتے اور ہم فٹ وتوانا رہتے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ موٹاپا کب وجود میں آیا؟ جب سے ہم نے مغربی تہذیب کے مطابق ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر، امریکن کھانے، چائنیز کھانے، اٹالین کھانے، بنا بنا کر کھانا شروع کیے۔ اگر ہم سنت نبوی ﷺ کے مطابق سادہ کھانا کھاتے اور سادگی سے زمین پر بیٹھ کر کھاتے تو یہ بیماریاں جنم نہ لیتیں۔ پہلے ہمیں مغربی لوگوں نے کھانے پکانے میں اور اس کے بعد سمارٹ بننے میں مصروف کر دیا اور انٹرنیشنل لوگوں نے ہمیں انٹرنیشنل مصروفیات عنایت کر دیں اور ہم بھولے بھالے لوگ روزانہ یہ اشتہار پڑھ کر باغ باغ ہو جاتے ہیں کہ آہا...... ہمارے موٹاپے کی ٹینشن تو حل ہو گئی روزانہ کئی اخبارات میں شائع شدہ اشتہارات کہ...... اب امریکہ میں کامیابی کے بعد...... یورپ میں کامیابی کے بعد...... غرضیکہ فلاں فلاں انٹرنیشنل ممالک میں کامیابی کے بعد آپ کے پاکستان میں پہلی مرتبہ یقینی نتائج کے ساتھ قیمت صرف 1000 روپے، لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہاں ان دوائیوں کو کسی نے گھاس تک نہیں ڈالی ہوتی تو پھر یہ پاکستان بھیج دی جاتی ہیں اور اسی میں بھولے بھالے مسلمانوں کا وقت برباد، روپیہ برباد، صحت برباد، دین برباد، مسلمان دین کا نہ آخرت کا خالصتاً دنیاداری ہی دنیاداری پر رہ جاتا ہے اور جو دوائیاں دبلا کرنے کے لئے ہوتی ہیں وہ 100% نقصان دہ، انسانی جسم میں کمزوری پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ بھی ہمیں معلوم نہیں کہ یہ دوائی حلال ہے یا حرام؟ اگرچہ ان کے کھانے سے انسان دبلا ہو جائے تو پہلے جیسی قوت رہتی ہے اور نہ صحت۔ اگر دیکھا جائے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ ہم آئے دن یہ سنتے بھی اور پڑھتے بھی ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تو کیا اس میں دبلے ہونے کے طریقے بھی ہیں۔ ان شاء اللہ ضرور ہوں گے۔ اگر غور کریں تو زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو ہمیں شریعت محمدی ﷺ سے نہ ملتا ہو۔ جس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کتاب وسنت کو تھامیں اس کا حل بڑا واضح اور روشن دلائل کے ساتھ موجود ہے۔

رات سات بکریوں کا دودھ پی جانے والا کافر صبح جب مسلمان ہو گیا تو دوسری بکری کا دودھ پورا نہ پی سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے'' (مسلم)

ہم اپنے دبلا ہونے کے مختلف طریقے اپنائے ہوئے ہیں۔ مثلاً صبح سویرے جوگنگ کے لئے نکلنا اگرچہ نماز فجر ادا نہیں کی جوگنگ کے لئے تو ضرور ہی نکلنا ہے اور اسی طرح شام کے کھانے کے بعد سڑکوں پر ٹہلنا تو لازم ہے۔ گھر آ کر نماز عشاء ادا نہیں کی اور سو گئے۔ اگر ہمارا گھر سے نکلنا دین کے مطابق ہو تو دو چیزیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ ثواب بھی...... ڈائٹنگ بھی...... (ایک تیر سے دو شکار) ڈائٹنگ کے شوق میں ہم کھانا بالکل چھوڑ دیتے ہیں یا پھر اتنا کھاتے ہیں کہ جی بس ہی ہو جاتی ہے۔ اگر ہم کھانا بھی دین کے مطابق کھائیں تو ہماری فٹنس بھی برقرار رہ سکتی ہے۔ تناسب سے کھائیں اور متناسب مقدار میں پکائیں تو کسی بھی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور دبلا ہونے کے شوق میں بلاوجہ گھر سے عورتوں کا نکلنا بھی اللہ کی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ اے عورتو! تم اپنے گھروں میں ٹک کر رہو مگر ہم صبح وشام دبلا ہونے کے اشتیاق میں گھر سے نکل جاتی ہیں۔ اسلام میں عورت کے لئے ضروری کام کے تحت پردہ میں نکلنے کی اجازت ہے۔

ڈائٹنگ کے شرعی طریقے کیسے اور کہاں کہاں ہیں؟

آپ ﷺ نے عورتوں کو اندھیرے کی نمازوں میں مسجد جانے کی اجازت دی ہے۔

عن ابی عمران رسول اللہ قال لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ (رواہ مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔

عن ابی عمر یقول سمعت رسول اللہ یقول اذا استأذنکم نساء کم الی المسجد فاذنوا لھن (رواہ مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جب تم سے تمہاری عورتیں مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو تم ان کو اجازت دے دو۔

اگر ان احادیث کے تحت فجر وعشاء کی نماز ادا کرنے جایا کریں تو ثواب کے ساتھ ڈائٹنگ بھی ہو جائے گی۔ ہاں مسجد جاتے ہوئے ایک بات ضرور یاد رکھئے گا کہ عورتوں کا خوشبو لگا کر گھر سے

مسنون طریقہ پہ اگر ہم کھائیں اور صبح وشام مسجد میں نماز پڑھیں اور گھر کے سارے کام کاج خود کریں، فضول خرچی کی بجائے دولت اللہ کی راہ میں دی جائے تو اللہ خوش ہو گا اور صحت اچھی ہو جائے گی۔ ڈائٹنگ ایسی خواری سے بھی بچیں گے

بقیہ تاریخ

عورتوں، کمزور بزرگوں کا خون بہاتا گیا۔ اپنے اسلحے کی طاقت کے نشے میں بھول گیا...... جانتے ہوئے بھی کہ جن پر میں ظلم ڈھا رہا ہوں یہ سب بے گناہ ہیں۔ ان کا جرم کوئی نہیں پھر بھی امریکہ اور اس کے اتحادی ظلم پہ ظلم کرتے گئے اور بھول گئے کہ قانون فطرت بڑا جان لیوا ہے اور وہ سخت قانون جس نے نمرود، شداد اور فرعون جیسے کئی بشوں کو ہلاک کیا۔ ان کو نیست و نابود کیا۔ وہ قانون اب بھی بش اور ٹونی جیسے ناخداؤں کو غرق کرنے کے لئے حرکت میں آ چکا ہے اور اب جنگ کا پانسہ پلٹ چکا ہے۔ افغانستان میں عراق میں امریکہ کی فوج کٹ رہی ہے۔ ان کے لاشوں پہ لاشے گر رہے ہیں۔ دین کے سپاہی محمد ﷺ کے جانباز اسلام کے مجاہد اب فدائی کارروائیوں اور خودکش حملوں میں امریکی و برطانوی فوج کا صفایا کر رہے ہیں۔ اسلام کے فدائی اپنی جان ہتھیلی پہ لئے میدان کارزار میں کود پڑے ہیں۔ امریکہ پٹ رہا ہے...... برطانیہ مغلوب ہو رہا ہے۔ اسامہ کے جانثار غالب آ رہے ہیں...... غزنوی اور غوری کے بیٹے پھر سے افغانستان کی سنگلاخ چٹانوں سے طالبان اور القاعدہ کی شکل میں ابھر رہے ہیں۔

مثنیٰ بن حارثہ کے جانباز جیالے پھر سے عراق کے ٹیلوں سے نمودار ہو رہے ہیں۔ اسلام اور اسلام کے نام لیواؤں کی حفاظت کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر رہے ہیں۔ اسلام کے درخت کی آبیاری اپنے خون سے کر رہے ہیں۔ بش اور ٹونی کی اولاد سے اس جہاں کو پاک کر رہے ہیں اور نڈی دل جارج بش اور اس کے اتحادی ٹونی بلیئر کا چہرہ بھی گھن زدہ ہونے لگا ہے۔ جسم میں دم خم ختم ہونے لگا ہے۔ اس کی خطابت ہکلانے لگی ہے۔ ہواؤں پر پرواز کرنے والے ٹونی کے اعصاب تھکن سے چور ہونے لگے ہیں۔ دنیا پر راج کرنے کے خواب چکنا چور ہونے لگے ہیں۔ بش کی دی ہوئی تسلیاں جھوٹی ثابت ہونے لگی۔ تو اس نے تاریخ کو اٹھایا۔ اس پر نظریں دوڑائیں جو کہ بزدلی اور شکستوں سے لبریز تھی۔ جس میں انہوں نے ایک اور بزدلی کا باب تازہ تازہ رقم کیا تھا۔ تو اس کو نہ جانے کیسا احساس ہوا۔ وہ اپنی بل سے بھاگا اور بش کے پاس جا کر دم لیا اور اس کے پہلو میں بیٹھ کر کہنے لگا ''کیا تاریخ ہمیں معاف کر دے گی۔'' شاید اس کو معلوم نہیں کہ تاریخ نے نہ تو کبھی بزدلوں کو معاف کیا ہے نہ ہی کرے گی۔

اس لئے تاریخ کی ایک اپنی شان ہے۔ تاریخ کا اپنا رول ہے۔ تاریخ ان کی طرح بزدل نہیں۔ تاریخ کے اندر ٹونی کے اسلاف کی بزدلی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے بہادر جیالوں کی داستانیں رقم ہیں۔ تاریخ بہادر ہے۔ تاریخ کسی کی دھمکی سے نہیں ڈرتی، نہ ہی یکا یک حواس باختہ ہو کر جہاد اکبر کے خیمہ زرتاب میں پناہ لیتی ہے۔ نہ ہی خوف زدہ ہوتی ہے اور نہ ہی تاریخ ذلت آمیز شرائط میں جکڑی تیس ارب ڈالر کے لالچ میں آ کر اپنا عقیدہ تبدیل کرتی ہے اور نہ کسی پرفضاء مقام کے دلفریب نظاروں سے اپنا چلن بدلتی ہے اور نہ ہی کسی مصلحت کے تحت مکر و فریب کو سچائی کا جامہ پہناتی ہے۔ تاریخ آندھی ہے نہ گونگی اور نہ ہی تاریخ بہری ہے اور نہ ہی تاریخ اپنے ریکارڈ کے لئے سی این این اور بی بی سی پر انحصار کرتی ہے۔ تاریخ تو بہت دور کی سرگوشیاں سن لیتی ہے اور ڈھکے چھپے راز جان لیتی ہے اور تاریخ اتنی اونچی آواز میں بولتی ہے کہ صدیوں بعد بھی اس کی گونج میں صاف داستانیں نئی نسلوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس لئے تاریخ کا ایک اپنا وقار ہے اور اپنی شان ہے۔ ٹونی صاحب کو بھول جانا چاہئے کہ تاریخ اسے معاف کر دے گی۔ کیونکہ؟ تاریخ بزدلوں کو معاف نہیں کرتی۔ ہاں البتہ تاریخ آپ کے احساس کو ضرور رقم کرے گی۔

بقیہ تلاوت قرآن

ہی اندازہ کیجئے کہ اپنے آپ کو اللہ اور رسول کا عاشق اور قرآن کو محبوب بنانے والوں میں یہ صفات کیوں موجود نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پیار روایتی عارضی اور ریاکاری والا پیار ہے۔ جس کا دلوں پر کوئی اثر نہیں تو پھر قرآن یہ گلہ کیوں نہ کرے۔

یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے
اور قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں
ایسے بھی ستایا جاتا ہوں

ایسے مسلمان جو اپنے دین، اپنی کتاب، اپنے رہنما سے ہی بیگانے ہوں وہ غیر مسلم قوموں پر کیا اثر چھوڑ سکتے ہیں اور کیونکر ان پر غلبہ پا سکتے ہیں۔ جب مسلمان خود ہی مخلص نہ ہوں دوسرے کو دین کی دعوت کس طرح دے سکتے ہیں اور کون انہیں بطور مسلمان پسند کر سکتا ہے۔ میں نے ایک خاتون سے ایک واقعہ سنا جو کچھ یوں تھا کہ ''ایک مسلمان اور عیسائی کی دوستی ہوگئی انہوں نے کاروبار کی غرض سے دور دراز علاقے کا سفر طے کرنے کا پروگرام بنایا۔ دونوں نے سفر کا آغاز اکٹھے کیا۔ مسلمان نے سامان سفر میں قرآن رکھ لیا اور عیسائی نے بائبل رکھ لی۔ دونوں روزانہ صبح سویرے اٹھ کر اپنی اپنی مذہبی کتاب کی تلاوت کرتے اور پھر آگے چل پڑتے۔ عیسائی مسلمان کی اپنی کتاب کے ساتھ عقیدت اور محبت دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ مسلمان جب خوبصورت طرز اور خوش اخلاقی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو عیسائی اپنی کتاب چھوڑ کر اسے سننا شروع ہو جاتا۔ آخر کار اس نے مسلمان سے خواہش ظاہر کی کہ وہ اسے قرآن سکھائے۔ مسلمان نے اسے چند آیات سکھائیں۔ عیسائی نے آیات پڑھیں اور پھر اس کا مفہوم جاننے کی کوشش کی اور اپنے دوست کو کہنے لگا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے تو مسلمان پریشان ہو گیا اور کہنے لگا میں نے اس کا ترجمہ نہیں پڑھا ہوا۔ عیسائی بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم تو ایک عرصہ سے یہ کتاب پڑھ رہے ہو۔ میں نے آج تک کوئی ایسی کتاب نہیں دیکھی جو بلا مقصد اور بلا تفکر پڑھی جائے۔ تم مسلمان ہو کر بھی اس کی بنیادی تعلیم سے ناآشنا ہو تو مجھے اپنے دین کا سبق کس طرح دو گے یہ کہہ کر عیسائی مسلمان سے جدا ہو گیا۔ مسلمان کا سر ندامت سے جھک گیا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا اس کی غفلت نے نہ صرف ایک غیر مسلم کو اسلام لانے سے روک دیا بلکہ اس کے ذہن میں اسلام کے متعلق گھٹیا تاثر بھی ابھر آیا۔''

اس طرح کے بے شمار واقعات ہمارے معاشرے میں بکھرے پڑے ہیں جو ہمارے عروج کے راستے میں زوال کا سبب ہیں۔

اے کاش! ہم کبھی قرآن پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں کہ وہ پکار پکار کر ہمیں کیا کہنا چاہتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ جو کریم و منان ہے جو ہر چیز پر قادر ہے وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کلام کو سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔

یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

آمین

آڑو

آڑو پھل ہونے کے ساتھ ساتھ موسم گرما میں ہونے والی متعدد بیماریوں کی ایک خوش ذائقہ دوا بھی ہے۔ اس پھل کا مزاج سرد تر ہے اور اس کا کام شدت گرمی سے پیدا شدہ گرمی اور جسم کی حدت کو دور کرنا ہے۔ یہ وٹامن اے، بی اور سی سے مالا مال ہے۔ اس میں فولاد، کیلشیم اور فاسفورس کے بھی اجزاء ہوتے ہیں۔ یہ بیک وقت غذا اور جسمانی امراض کے لئے پرتاثیر دوا کی خاصیت بھی رکھتا ہے۔ جن دنوں میں لو چل رہی ہو تو اس کا استعمال طبیعت کو تسکین اور جسم کو حدت سے محفوظ رکھتا ہے۔ جسم میں صالح خون پیدا کرتا ہے۔ خون کی تیزابیت دور کر کے ہائی بلڈ پریشر اور جلدی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ خون کی گردش میں اہم کردار ادا کرنے والی رگوں کی سختی دور کر کے انہیں نرم رکھتا ہے اور فشار خون کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ قدرت نے اس میں جراثیم کش اثرات بھی پیدا کیے ہیں۔ ہر پندرہ دن کے بعد چھ عدد آڑو استعمال کرنے سے آنتوں میں موجود چھوٹے بڑے کیڑے خارج ہو جاتے ہیں۔ دھوپ کی شدت اور آندھیوں کے جھکڑ چلنے سے جب غذا کی نالی میں سوزش پیدا ہو جائے تو اس کے استعمال سے درست ہو جاتی ہے۔ معدے کی تیزابیت کی شکایت ہو تو اسے کھانے سے پہلے استعمال کرنا چاہئے۔ آڑو کا چھلکے سمیت استعمال زود ہضم اور قبض کشا ہے۔ بوڑھے اور کمزور معدے والے افراد آڑو کو ہضم کرنے کے لئے اس کے ہمراہ شہد یا ادرک کا مربہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ آڑو کی کئی اقسام ہیں۔ تاہم ''تکی آڑو'' کو عمدہ اور لذیذ قرار دیا جاتا ہے۔ آڑو کی یہ قسم پکی ہوئی خوبانی کی طرح نرم اور رسیلی ہوتی ہے۔

طبی کالم

دست یا اسہال مہلک اور جان لیوا مرض

ڈاکٹر ثروت حسین

دست یا اسہال نہایت ہی خطرناک اور جان لیوا مرض ہے۔ پوری دنیا میں آج کل یہ ایک سیریس مسئلہ ہے عموماً تمام دو سال سے کم عمر کے شیر خوار بچوں میں پایا جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ہر سال اس موذی مرض کے باعث موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

اگر ہمارے ملک کی خواتین دست یا اسہال ڈائریا کے بارے میں تھوڑی سی آگاہی حاصل کرلیں تو خاطر خواہ نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔

کیونکہ فرمان نبوی ہے۔

کہ ہر بیماری کا علاج ہے سوائے موت کے

دست یا اسہال کی پہچان اور اس کے بروقت علاج کے بارے میں ماؤں کو ضرور آگاہ ہونا چاہئے کیونکہ ہمارے ملک میں بہت سی ماؤں کی بنیادی طور پر صحت کے معاملات سے لاعلمی دوسرے ملکوں میں شرح خواندگی کی نسبت افسوسناک حد تک کم ہے اور ایک طرف ضعیف الاعتقادی اور غربت نے ایسی صورتحال کو جنم دیا ہے کہ جس میں صحت عامہ کے مسائل Problems شدید تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ طبی سہولتیں بھی ملک کے ہر حصہ میں موجود نہیں۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو صحت سے متعلق بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس مضمون میں ماؤں کی رہنمائی کے لئے بیماری کی بروقت تشخیص ابتدائی علامات' اس کا علاج اور دست سے پیدا شدہ پیچیدگیوں سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔

دست یا اسہال کیا ہے؟

دست یا اسہال اس حالت کو کہتے ہیں جس میں بچے کو بار بار پتلے پاخانے آتے ہیں۔ اس میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تے بھی ہوسکتی ہے۔ یہ سبزی مائل (Grassy green) یا مٹیالے اور بدبودار بھی ہوسکتے ہیں اگر بچہ پاٹ (Pot) میں پاخانہ کرتا ہے تو یہ پورے پاٹ میں پھیل جاتا ہے کبھی کبھی اس میں غیر ہضم شدہ ٹکڑے Indijested feed particleso بھی ہوتے ہیں۔

وجوہات

یہ بیماری عموماً گندگی سے پھیلتی ہے۔ یہ وائرس اور بیکٹریا کے انفیکشن سے بھی ہوسکتی ہے۔ وائرس میں Rdavirus) اور E-Cali وغیرہ سے بھی ہوتے ہیں نیز آنتوں کے معمولی انفیکشن (Infection) کے باعث بھی ہوتی ہے۔ جبکہ دست آنتوں سے پانی کے جسم میں جذب ہونے کی رفتار میں کمی کے باعث آتے ہیں۔ جو بچے اپنی ماں کے دودھ سے محروم رہ جاتے ہیں ان میں بھی دست کی بیماری عام ہے۔

2۔ خوراک میں عدم توازن یعنی خوراک کی کمی یا زیادتی کے باعث۔

3۔ کچھ بچوں کو بھینس یا بازاری دودھ موافق نہیں آتا اس سے الرجی ہوجاتی ہے۔ بعض دفعہ دودھ کو صحیح طرح Biol نہیں کیا جاتا (ابالا نہیں جاتا) اس سے بھی دست ہوسکتے ہیں۔

4۔ گندے فیڈر اور چوسنی سے خاص طور پر جب یہ ننگے ہوں اور مکھیاں بھنبھنارہی ہوں۔ انتہائی خطرناک ہیں اگر فیڈر کو اچھی طرح صاف نہ کیا جائے۔

> اگر کوئی بچہ اینٹی بائیوٹک یا کوئی طاقت کی دوائی استعمال کر رہا ہو تو اس سے بھی دست لگ سکتے ہیں کیونکہ بعض طبعی وجوہات کی بنا پر آنتوں میں ان اشیاء کو جذب کرنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہوجاتی ہے

5۔ گندا پانی پلانے سے خاص طور پر گرمیوں کے موسم میں یہ بیماری عام ہے اور پانی کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے بھی ہوجاتی ہے۔

6۔ ہاتھوں اور برتنوں کی صفائی نہ کرنے کی وجہ سے بھی یہ بیماری ہوجاتی ہے۔

7۔ اگر کوئی بچہ Anti boitics یا کوئی طاقت کی دوائی استعمال کر رہا ہو تو اس میں بھی دست لگ سکتے ہیں کیونکہ بعض طبعی وجوہات کی بنا پر آنتوں میں ان اشیاء کو جذب کرنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہوجاتی ہے جس سے دست لگ سکتے ہیں۔

8۔ خوراک میں شدید کمی جس کی وجہ سے جسم میں قوت مدافعت کم ہوجاتی ہے یا پیدائشی طور پر کمزور بچے اس کا جلد شکار ہوجاتے ہیں۔

9۔ دست یا اسہال چونکہ زیادہ تر گندگی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جب بچے کھیلتے ہوئے کوئی گندا کھلونا یا گندی اشیاء منہ میں ڈال لیتے ہیں یا برتن صحیح صاف نہ ہو جن میں بچوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور ہاتھ صابن سے نہ دھوئے جائیں۔

10۔ اکثر اوقات دانت نکالنے کے دوران بھی بچوں کو یہ شکایت ہوتی ہے۔

11۔ اکثر خواتین کے ناخن کافی لمبے ہوتے ہیں جو کہ شوقیہ طور پر رکھے جاتے ہیں یہ بھی بیماریوں کو پھیلانے کا باعث ہیں۔

12۔ بچے کی toilet کی صفائی مناسب طریقے سے نہ ہو بچے کی نیکریں یا جاجے پاخانے اور پیشاب سے لتھڑے دو دو دن پڑے رہیں اور آج کل یہ (Tienappies) میں کپڑا استعمال کرتے ہیں۔ اس کو صحیح صاف نہ کیا جائے تو اس سے بیکٹیریا پیدا ہوتے ہیں اور بچوں میں prineum کے ذریعے Infection کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ تو تھیں کچھ وجوہات۔

دست یا اسہال کے علاوہ بھی حالتیں ہیں جن میں پاخانے لگتے ہیں۔ ان کی پہچان ماؤں کے لئے بہت فائدہ مند ہے تاکہ بروقت صحیح علاج کرسکیں۔

2۔ دست یا اسہال ڈائریا میں پاخانے بار بار اور پتلے ہوتے ہیں اور پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

پیچش یا (Diysentey) میں پاخانہ تھوڑا آتا ہے۔ لیس دار ہوتا ہے اور بعض اوقات خون بھی آتا ہے۔ اس میں

بچے کے پیٹ میں مروڑ بھی اٹھتے ہیں۔اس میں ایک سال کی عمر سے کم عمر کے بچے شکار ہوتے ہیں۔اگر ہو بھی جائیں تو حملہ شدید ہوتا ہے۔اور اس کی وجہ سے 25% موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔اس میں بھی پانی کی کمی نہیں ہونے دی جانی چاہئے اور فوراً ہاسپٹل رجوع کرنا چاہئے۔

3۔ ہیضہ بھی ایک وبائی مرض اور انتہائی خطرناک ہوتی ہے یہ گندی اشیاء کھانے اور گندا پانی پینے سے ہوتا ہے۔اور اگر ہیضہ کے مریضوں کے فضلے کو صحیح صاف نہ کیا جائے تو یہ دوسرے بچوں میں مرض پھیلانے کا سبب بنتا ہے۔اس میں اچانک دست لگتے ہیں جو کہ چاولوں کی پیچ کی طرح ہوتے ہیں جنہیں Rice Wallily salf بھی کہا جاتا ہے۔اس میں بچے کو بہت زیادہ قے بھی آتی ہے پانی کی کمی ہو جاتی ہے اور پیشاب بھی کم آتا ہے۔یہ بھی ایک خطرناک حالت ہے۔اس میں بھی کسی قریبی ڈاکٹر یا ہسپتال میں رجوع کریں بہرحال یہاں صرف دست اور اسہال کی پہچان اور اس کے علاج اور احتیاطی تدابیر کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔

علامات:

اس میں اچانک بڑے اور پتلے پاخانے جن میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے دست لگ جاتے ہیں قے آتی ہے۔ جو کہ وقفہ سے ہوتی ہے۔بچہ بڑا بے چین اور چڑچڑا ہو جاتا ہے۔پیاس بار بار لگتی ہے۔ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں اگر یہ حالت زیادہ دیر برقرار رہے تو پانی کی کمی کے شدید اثرات ظاہر ہوں گے۔(یعنی بچے کو پانی اور نمکیات نہ ملیں تو) اس حالت میں آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی تالو پچک جاتا ہے۔جلد کی لچک میں کمی ہو جاتی ہے۔یعنی اگر انگلی یا انگوٹھے سے جلد کو پکڑ کر اوپر کھینچا جائے تو وہ فوراً اپنی حالت میں نہیں آئے گی۔جلد پر جھریاں پڑ جائیں گی۔ہاتھ اور پاؤں ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔بچہ تیز تیز سانس لے گا اور Cynosis یعنی نیلاہٹ کے آثار بھی ہو سکتے ہیں۔بچے کو بخار Feaver ہو جائے گا اور بعد ازاں دورے بھی پڑ سکتے ہیں۔یہ نہایت ہی خطرناک صورت حال ہوگی۔دست اور اسہال سے متاثرہ بچے کی شرح اموات میں صرف عدم توجہی اور مناسب علاج نہ ہونے کے باعث اور کچھ ناخواندگی کے باعث موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دست اور اسہال کا علاج

گھر میں علاج کے تین اصول:

جیسے ہی ماں کو پتہ چلے کو بچے کو دست شروع ہو گئے ہیں تو عقلمند ماں کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے' بچے کو ORS ملا پانی پلانا شروع کر دے اور ہر پاخانے کے بعد ایک پیالی نمکول پلانے کی کوشش کرے تاکہ بچے کو پانی کی کمی سے ہونے والے خطرات سے ممکنہ حد تک بچایا جا سکے۔یعنی بچے کو پانی کی کمی ہونے ہی نہ دی جائے۔گھر میں ہی علاج بہتر ہے۔

2۔ دوسرے اس کو ماں کا دودھ پلانا جاری رکھے اور وقفہ وقفہ سے ہلکی نرم اور ہضم خوراک دینا جاری رکھے جس میں پھلوں کا رس ORS کا محلول مشروب اور چاولوں کا پانی (ابلے ہوئے چاولوں سے جو پانی نکالتے ہیں) وہ بھی دینے سے کافی فرق پڑتا ہے۔دہی' کیلا' کھچڑی دیں' کیلے کو mash پیس کر دیں اس سے بچے میں KCL پوٹاشیم کی کمی واقع نہیں ہوگی۔

3۔ بچے کو آمادہ Insist کریں کہ بار بار نمکول پیئے۔نرم غذا جاری رکھیں یاد رکھیں کہ دست اور اسہال سے بچے کے جسم میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے۔اگر بروقت اس کی روک تھام کر لی جائے تو بچے کی جان جانے کا خطرہ ٹل سکتا ہے۔ORS کا استعمال بہت سی غیر ضروری امراض کو روک سکتا ہے اور اب تو یہ بازار میں بھی دستیاب ہیں اور مختلف ذائقوں میں ہے' جنہیں بچے شوق سے پی لیتے ہیں ہاسپٹل سے یہ فری بھی مل جاتے ہیں ویسے آپ گھر میں بنانا چاہتی ہیں تو اس کا مندرجہ ذیل طریقہ ہے۔

چار گلاس پانی ابال کر ٹھنڈا کر لیں۔ایک چمچ کھانے والا نمک اور آٹھ چمچ چینی ڈال دیں۔پھر اس میں ایک عدد لیموں یا مالٹا نچوڑ کر مکس کر لیں یہ محلول آپ صرف 24 گھنٹے کے اندر اندر پلا سکتی ہیں اس کے بعد نیا محلول پھر اس طریقہ سے تیار کرنا ہوگا۔

بازاری پیکٹ بھی اس طریقہ سے حل کر کے بچے کو پلائیں اور کوشش کریں کہ بچہ پہلے والے وزن اور جسامت پر واپس آ جائے یا جب تک کہ دست بالکل ختم نہ ہو جائیں' یہ محلول بچے کو پلاتی رہیں۔

اس کے علاوہ آپ گھر میں بچے کے لئے پانی میں تھوڑی سے سونف' چھوٹی الائچی اور دار چینی ڈال کر ابال لیں اور ٹھنڈا کر کے بچے کو پلائیں جب بھی بچہ پانی مانگے اس کو یہ بھی پلا سکتی ہیں۔اس پانی سے بھی کافی افاقہ ہوگا۔(ان شاء اللہ)

یہ سب اس صورت میں ہے اگر بچے کو پانی کی کمی نہیں ہوتی یا ابھی پہلا مرحلہ ہے درمیانے درجہ اور ہائی درجہ پانی کی کمی میں بچے کو فوراً قریبی ہاسپٹل یا ڈاکٹر کے پاس لے جائیں اگر بچہ ہوش میں ہے۔تو ORS کے محلول کا استعمال جاری رکھیں اگر بے ہوش ہو گیا ہے تو پھر نہ پلائیں کیونکہ یہ بے ہوشی کافی بڑھی ہوئی حالت کی عکاسی کرتی ہے ہاسپٹل میں میں بچے کو بر وقت طبی امداد ملنے سے بچہ کی جان بچائی جا سکتی ہے وہاں پر اسے نسوں کے ذریعے ڈرپس لگائی جائیں گی۔

ضروری تاکید

سب سے اہم بات جو کہ بار بار کی جارہی ہے وہ یہ کہ بچے کے جسم سے جس قدر پانی خارج ہوتا اتنا ہی اس کے جسم کے اندر پانی پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے ماں کا دودھ اور نرم غذا دینا جاری رکھیں

احتیاطی تدابیر۔

یہ بات تو طے ہے کہ دست یا اسہال وغیرہ ایسی بیماری ہے جو کہ بنیادی طور پر کھانے پینے کی اشیاء کے ذریعے پھیلتی ہے اور اگر ہم حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق زندگی گزاریں تو ان مہلک بیماریوں سے کافی حد تک بچاؤ ممکن ہے

نبی کی حدیث کے مطابق

الطهور شطر الایمان

صفائی ایمان کا حصہ ہے

اسی اصول کو مدنظر رکھ کر زندگی گزاری جائے تو کیا کہنے کیونکہ یہ زندگی تو نعمت باری تعالیٰ ہے اور ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے! اپنی بھی اور اپنے بچوں کی بھی۔کیونکہ ہنستے مسکراتے بچے ہر گھر کی زینت ہوتے ہیں اگر یہ پیارے پھول مرجھا جائیں تو گھر کی خوبصورتی اور رونق قائم نہیں رہ سکتی۔

1۔ بچے کو پہلے 6 ماہ صرف اور صرف ماں کا دودھ دیں۔6 ماہ کے بعد ہلکی پھلکی ٹھوس غذا جو کہ زود ہضم بھی ہو شروع کریں۔مثلاً آلو' دہی' کھچڑی' سوجی کی کھیر۔(بغیر گھی کے براؤن کی ہوئی سوجی) دلیہ' گوشت یا قیمہ نرم کیا ہوا۔

سبزیاں نرم کی ہوئی۔پھلوں کا رس وغیرہ اور کم از کم ماں بچے کو دو سال تک اپنا دودھ پلائے۔مشاہدہ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ ماں کا دودھ پینے والے بچے دست اور اسہال کا کم ہی شکار ہوتے ہیں۔

2۔ فیڈر یا چوسنی بالکل استعمال نہ کریں۔اگر بچے کو ماں کا دودھ میسر نہیں اور بھینس کا دودھ یا بازاری دودھ ہی پلانا ہے تو اس کے لئے اپنے ہاتھ صابن سے ضرور دھوئیں۔برتنوں کی مناسب صفائی بھی ضروری ہے۔

3۔ مائیں اگر کوشش کریں تو بچے کو فیڈر کی بجائے پیالی اور چمچ سے دودھ پلائیں۔اگر نہیں تو فیڈر کی صفائی اچھی طرح کریں۔کہ جراثیم پیدا ہونے کا احتمال نہ رہے۔

4۔ گھر کے ہر فرد کو چاہئے کہ رفع حاجت کے بعد صابن

گندے فیڈر اور چوسنی خاص طور پر جب یہ ننگے ہوں اور مکھیاں ان پر بھنبھنا رہی ہوں انتہائی خطرناک ہیں اس لئے فیڈر اچھی طرح گرم پانی سے دھونا چاہئے' ہاتھوں اور برتنوں کو بھی صاف رکھنا اور ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے

سے ہاتھ دھوئے ناخن چھوٹے رکھیں۔ خصوصاً ماں کے' کیونکہ لمبے ناخن رکھنے سے میل کچیل پھنس جاتا ہے۔ اور مختلف بیماریوں کا باعث ہے۔ اور درندوں سے مشابہت بھی۔

5۔ بچے کا پاٹ ۔ جس میں بچہ رفع حاجت کرتا ہے ہر دفعہ اچھی طرح صاف کریں۔

6۔ دست یا اسہال کی صورت میں پانی ابال کر پینا چاہیے۔

7۔ کھانے پینے والی اشیاء ڈھانپ کر رکھیں۔

8۔ سبزیاں اور پھل ہمیشہ دھو کر استعمال کریں۔ کیونکہ ان پر کیڑے مار ادویات کا سپرے کیا جاتا ہے اور پھلوں کو پکانے کے لئے Chamicals استعمال ہوتے ہیں۔

9۔ کھانا کھانے اور پکانے کی جگہ کی صفائی اور مکھیوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔

10۔ ہمیں جانور کا باسی گوشت نہیں کھانا چاہیے اور گوشت زیادہ تر فریزر میں رکھ کر کھانا بھی نقصان دہ ہے۔

11۔ دودھ سے بھی جراثیم پھیل سکتے ہیں اگر اس کو صحیح طرح ابالا نہ جائے حالانکہ دودھ ایک مکمل اور اچھی غذا ہے کیونکہ اس میں

بچے کی طہارت صحیح طور پر نہ کی گئی ہو' نکریں شلواریں پاجامے پیشاب میں لتھڑے رہیں' نیپی کا کپڑا صحیح صاف نہ کیا جائے تو اس سے بھی خطرناک جراثیم پیدا ہو کر بیماریاں پھیلاتے ہیں

نشاستہ حیاتین اور چکنائی ہوتی ہے۔ کیلشیم اور فاسفورس جو کہ ہڈیوں اور دانتوں کو مضبوط بناتا ہے۔ بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ دودھ ابالنے سے اس کی غذائیت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

یہ حقیقت ہے لیکن ابالنے سے صرف وٹامن سی یا ای ضائع ہوتی ہے۔ ان کی مقدار تو دودھ میں پہلے ہی کم ہوتی ہے اور اگر یہ ضائع ہو جائے تو دوسرے ذرائع مثلاً پھل اور سبزی سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

اس لئے دودھ کو ابال کر پینا بلکہ اچھی طرح ابالنا بہت ضروری ہے کوشش کریں کہ سٹیل کے برتن میں دودھ ابالیں اور ڈھانک کر رکھیں کھانے کی تمام اشیاء کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔

آج کل تو اکثر خواتین Pamper کا استعمال کرتی ہیں لیکن جو خواتین یہ efford نہیں کر سکتی اور Tienappy میں کپڑا استعمال کرتی ہیں انہیں چاہیئیں کہ کپڑوں کی صفائی کا خاص خیال رکھیں nappy جیسے ہی گندی ہوا سے دھو کر دھوپ میں ڈال دیں اور پاجامے اور بچھونے وغیرہ بھی دھونے کے بعد دھوپ میں ڈال دیں کیونکہ دھوپ بذات خود جراثیم کش قدرتی ذریعہ ہے۔

اگر دھوپ نہ ہو تو بچے کے نکریں اور پاجامے استری کر کے استعمال کریں آخر میں بات وہی' صفائی کا خیال رکھیں اور بہت سی مضر بیماریوں سے محفوظ رہیں اپنا گھر' اپنا معاشرہ صاف رکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

یاد رکھنے کی بات۔

1۔ بچے کے پاخانے روکنے کے لئے کوئی بھی دوائی بغیر کسی مستند ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر نہ دے۔

2۔ اگر ایک سال کے اندر ایک شیر خوار بچے کو دست یا اسہال کا پہلا حملہ ہوا ہے اور اس میں بچے کی صحیح Care نہیں کی گئی یعنی پانی کی کمی رہ گئی یا غذا مناسب مقدار اور مناسب وقفہ سے نہیں دی گئی تو اس سے ایک تو بچے کا وزن کم ہو جائے گا اور دوسری کئی بیماریاں لگ سکتی ہیں اور اس طرح اگر تھوڑی مدت بعد ڈائریا کا ایک حملہ اور ہو گیا تو بچے کی جان خطرے میں پڑ جائے گی اس میں قوت مدافعت تو پہلے ہی کم تھی اب مزید حالت بگڑ جائے گی اس سے بچے کا پیٹ پھول جاتا ہے جسے Abdaminal disleution کہتے ہیں۔ پاخانے خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

بچے والی ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کا وزن ضرور چیک کروائے کہ آیا بچے کا وزن Improve ہوا ہے کہ نہیں' ویسے بھی صحت مند بچوں کا باقاعدہ وزن اور قد کی پیمائش ضرور کروانی چاہیے محکمہ صحت کے قائم کردہ سنٹر جہاں پر حفاظتی ٹیکوں کے انتظام کے ساتھ ساتھ بچے کی نشوونما کا چارٹ بھی ہوتا جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کے بچے کا وزن بڑھ رہا ہے یا آپ کے بچے کو خوراک کی زیادہ ضرورت ہے۔ یا آپ کے بچے کو خاص نگہداشت کی ضرورت ہے۔ (یہ حالت خطرناک ہوتی ہے) اس سارے کام کی ذمہ داری صرف ماں پر ہے جو کہ 24 گھنٹے بچے کے پاس ہوتی ہے کہ وہ بچے کو Proper چیک کرے۔

دست یا اسہال کے بعد کی صورتحال میں بچے کو زیادہ سے زیادہ خوراک کھلائیں' نرم اور زود ہضم اور تمام خوراک سے ہٹ کر Extra چیزیں مثلاً گوشت مچھلی (اچھی طرح گلا ہوا ہو) پھل کا جوس اور دیگر مشروب تاکہ بچہ جلد از جلد اپنی پہلی والی جسامت پر واپس آجائے اور دوبارہ دست کا episode ہونے کا خطرہ کم رہ جائے یا بالکل نہ رہے۔

یہ تھیں کچھ خاص ہدایات جن پر عمل کر کے ایک ماں دست یا اسہال سے متاثر بچے کی اچھی طریقے سے دیکھ بھال کر سکتی ہے۔

بقیہ | عورت اور ملازمت

ہمیں بے حیائی نظر آتی ہے۔ لیکن ان عورتوں کے گھر پھر اجڑ جاتے ہیں۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

عورت نے گھر چھوڑ دیا عہد وفا کو توڑ دیا
صبر و رضا کی پتلی نے صبر کا دامن چھوڑ دیا

عورت کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ اگر عورت تجارت میں مصروف ہو گئی' دن رات اسے صرف کمانے کی فکر ہو تو اس کا گھر' اس کے بچے جن کو اس عورت کی ضرورت تھی۔ اس پر اس نے توجہ نہ دی تو قیامت کے دن اس سے جب یہ پوچھا جائے گا تو نے زندگی کہاں گزاری۔ تو کل وہ اللہ کو کیا جواب دے گی۔

لہٰذا اگر عورت تجارت کرنا بھی چاہتی ہے تو چند باتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کے تجارت کر سکتی ہے۔ شرعی پردہ میں رہ کر تجارت کرے۔ گھر کی دیکھ بھال' گھر کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھے نہ کہ صفائی کو اپنی توہین سمجھے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ "صفائی نصف ایمان ہے۔"

اپنے بچوں کی تربیت ٹھیک طریقے سے کرے۔ ایسی تجارت کرے جس میں گھر کے امور کا بھی خیال رکھا جا سکے اور شرعی حدود کا بھی خیال رکھا جائے۔ یعنی تجارت کرتے ہوئے حلال اور حرام کی تمیز بھی کر سکے۔ کیونکہ قرآن میں آتا ہے۔

ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه

"اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حدود سے آگے تجاوز کرے۔ پس وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔"

آج جب معاشرہ میں کوئی تجارت کرتا ہے تو تجارت کرتے ہوئے وہ حلال اور حرام کے فرق کو مٹا دیتا ہے۔ جس ذریعے سے بھی اس کے پاس پیسہ آتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ حلال بھی ہے کہ نہیں۔ عورت جو کہ آج ماڈلنگ کرتی ہے' اداکارہ بن جاتی ہے۔ سکولوں' کالجوں میں فیشن شو' ڈرامہ' ماڈلنگ' ایکٹنگ کرتی ہے۔ یہی عورت طوائف بن جاتی ہے۔ جسم فروشی کرواتی ہے۔ کیا ایسی تجارت کو "نعوذ باللہ" صحابیات نے اختیار کیا تھا۔ آج ہم بھی ان کے جیسے ہیں۔ جیسے اللہ نے ان کے دل بنائے تھے' ویسے ہی ہمارے دل بھی بنائے۔ جیسے انہیں قرآن دیا تھا' آج ویسا ہی قرآن ہمارے پاس بھی ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے دلوں کو قرآن کے مطابق چلایا اور آج ہم نے اپنے دلوں کو شیطانی کاموں میں مائل کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے تو تجارت بھی ہم ویسی نہیں کرتے۔

میری بہنو! اللہ سے ڈر جاؤ' تقویٰ اختیار کر لو۔ یہ پیٹ تجارت کرتے ہوئے کبھی بھی نہیں بھر سکتا ہے۔ جب تم اللہ سے ڈر جاؤ گی اور تقویٰ اختیار کر لو گی تو تمہارا پیٹ خود بخود بھر جائے گا۔ اپنے اس پیٹ کو جہنم کی آگ سے مت بھرو۔ آج بھی بہت سی ایسی تجارتیں ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ایسی تجارتوں کو اپنا کر جہاں تمہیں حلال کی روزی حاصل ہو اور حرام سے بچ سکو۔

گر لالی ہے چمن پہ لالی تو خون جگر ارزاں کر دو
تو صرف خزاں کے ماتم سے تخلیق بہاراں کیا ہو گی

تسنیم اختر بنت محمد لیسین

مہندی کے فوائد

ام شہریفہ، شورکوٹ کینٹ

مہندی کا نام ذہن میں آتے ہی ایک خوشگوار ٹھنڈک کا احساس اوراس کا رنگ اورخوشبو طبیعت کو معطر کردیتی ہے۔ مہندی خصوصاً شادی بیاہ میں زیادہ استعمال ہوتی ہے اوراس کے بغیر شادی مکمل نہیں سمجھی جاتی اور خاص طور پر دلہن مہندی کے بغیر ادھوری تصور کی جاتی ہے۔

مہندی ہاتھوں اور بالوں پہ لگانے سے خوبصورتی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کی خوشبو بھی بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ آج کل گرمی کا موسم ہے اوراس موسم میں اس کی اہمیت وافادیت کے ساتھ ساتھ اس کے استعمال میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔

مہندی اوّل درجے میں سرد اور دوسرے میں خشک ہے۔ اس کے درخت اوراس کی ٹہنیوں کی ترکیب میں ایسی قوت محللہ ہوتی ہے جو آبی جوہر سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی حرارت مفال ہے۔ یہ آگ جلے کے لئے نافع ہے۔ دوسرے قوت اعصاب کو تازگی دیتی ہے۔ اگراس کا ضماد کسی عصبہ یا عضو پر کیا جائے اورگر جائیں تو منہ کے زخموں اوراس کے بثورات کے لئے نافع ہے۔ منہ کی جلد اور زبان کی سطح کے بثورات بالخصوص بچوں کے منہ آنے کے لئے نافع ہے۔ اس کے پھول کے ساتھ موم خالص اور روغن گل ملا کر مالش کرنے سے ذات الجنب اور پہلو کا درد جاتا رہتا ہے۔ چیچک کے آغاز میں اگر چیچک ذرہ کے تلوے پر ضماد کیا جائے تو اس سے اس کی آنکھ محفوظ رہتی ہے۔ اس میں چیچک کا اثر نہیں ہونے پاتا۔ یہ بار بار مجرب ہے۔ گل مہندی کو اگر کپڑوں کی تہہ میں رکھا جائے تو عرصے تک خوشبودار بنا دیتا ہے اور جول نہیں پڑنے دیتا۔ اسے دیمک نہیں کھاتا۔ برگ حناء کو تازہ پانی میں بھگودیں کہ پتیاں ڈوب جائیں پھر اسے نچوڑ کر اس کا نقوع چالیس دن تک استعمال کریں 24 گرام نقوع چنا، 24 گرام شکر اور مریض کو بکری کے بچے کا گوشت کھلائیں تو ابتداء جذام میں اس طرح جادو کی طرح اثر کرتا ہے کہ آدمی انگشت بدنداں رہ جائے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک شخص کا ناخن شگافتہ ہوگیا تھا۔ اس کے علاج میں اس نے بڑی رقم صرف کی مگر بے سود کوئی نفع نہیں ہوا۔ اسے ایک عورت نے یہ نسخہ بتایا کہ دس دن حنا استعمال کرے۔ اس نے دھیان نہ دیا۔ پھر نقوع کو پانی میں بھگو کر استعمال کیا اور برابر پیتا رہا۔ جس سے اسے شفا ہوئی اور ناخن اپنے انداز کے حسین ہوگئے۔

آج کل نیل پالش کا بہت رواج ہے۔ ایک تو اس کے لگانے سے نماز قبول نہیں ہوتی دوسرا ناخن کی صحت کے لئے مضر ہے جولڑکیاں نیل پالش کی بہت شوقین ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے ناخنوں پہ مہندی لگالیا کریں۔ اس سے نفع بھی ہوتا ہے اوران کا حسن بھی بڑھ جاتا ہے اور گناہ سے بھی محفوظ ہوجائیں گی اور رقم میں بھی بچت ہوگی اور اگر گھی میں ملا کر اورام مارہ جن سے پیپ نکل رہا ہو لگایا جائے تو زخم اچھا ہو جائے گا۔

بالوں کو کلر کرنے کے لئے آج کل مختلف کلر ٹیوب بازار میں عام دستیاب ہیں۔ یہ ٹیوب مہنگی بھی ہوتی ہیں اور سر کی جلد کے لئے نقصان دہ بھی۔ ان ٹیوبوں سے رنگ تو فوراً آجاتا ہے لیکن بال دھونے سے جلد ہی رنگ اتر جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو یہ ٹیوب لگانے سے جلد میں خارش شروع ہوجاتی ہے نتیجتاً جلد میں زخم ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام باتوں کو چھوڑ کر اگر مہندی بالوں پہ لگائی جائے تو اس سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔

1- بالوں کو گھنا کرتی ہے نیز مزید رونق بھی بڑھ جاتی ہے۔
2- مہندی کا رنگ جلدی نہیں اترتا۔
3- جلد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔
4- قوت دماغ بڑھتی ہے۔
5- بالوں کو قوی کرتی ہے اور بالوں کا حسن مزید بڑھ جاتا ہے۔
6- بال نرم وملائم ریشم جیسے ہوجاتے ہیں۔

اس کے علاوہ آبلوں کو روکتا ہے۔ پنڈلیوں اور پیر میں جلن محسوس ہو تو مہندی لگانے سے ٹھنڈک اور راحت ملتی ہے۔ نیز اس کے بثورات کو ختم کرتا ہے۔ الغرض مہندی سستی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ ہم تھوڑی سی توجہ سے اس سے بہت زیادہ فوائد حاصل کرسکتے ہیں۔

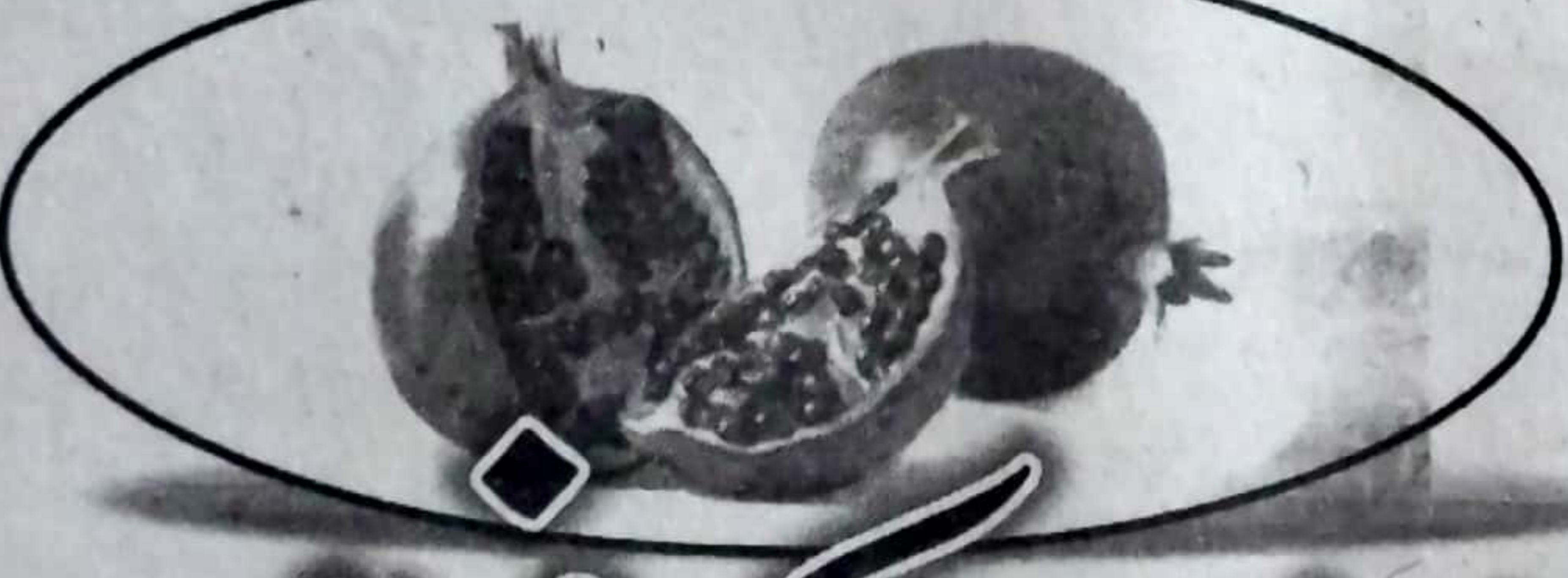

انار کے فوائد

عائشہ عبدالرشید

''اور وہاں پر باغ ہیں، جن میں انگور زیتون اور انار ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی شکلیں آپس میں ملتی ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اپنی شکل اور ذائقہ میں مختلف ہیں۔ تم توجہ دو اور غور کرو، پھلوں پر کہ وہ کیسے پھل کی شکل اختیار کرتے ہیں کیونکہ یہ وہ چیزیں ہیں جن میں اللہ کی قدرت کے کرشمے نظر آتے ہیں۔'' (الانعام ۹۹)

اللہ تعالیٰ نے پھل کے پکنے اور بننے کے عمل کو اپنی قدرت کا مظاہرہ قرار دیا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ زمین ایک ہی قسم کی ہے اور باغ میں پودے یا درخت مختلف ہوتے ہیں کہ جس کی وجہ سے پھل بھی مختلف ہوتے ہیں۔ زیتون جس کا ذائقہ تو کسیلا ہے مگر اس کے پھل میں مٹھاس کی بجائے ایک مفید سا تیل بھرا ہوا ہے۔ انگور کے گچھے ہیں اور انار کے پھل کے اندر خانے بنے ہیں۔ جن کے اندر رس بھرے دانے موجود ہیں۔ درختوں کے پھول کھلتے ہیں اور نہ صرف خوشبو کھلاتے ہیں بلکہ پھل بھی لگتے ہیں۔

انار ایک ایسا پھل ہے جس کا ذکر نہ صرف قرآن بلکہ حدیث میں بھی بار بار آیا ہے۔ یہ ایک شفا والا پھل ہے۔ اس پھل کے متعلق

باقی صفحہ نمبر 32 پر

عورت اور ملازمت

تحریر: ام عکاشہ، جلالپور پیر والا

تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اسی فکر میں تم لب گور (قبر تک) پہنچ جاتے ہو۔ (سورۃ التکاثر)

آج معاشرہ میں جہاں مرد دنیا حاصل کرنے کی دھن میں لگے ہوئے ہیں، وہیں عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ دنیا حاصل کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو خصوصی طور پر یہ حکم دیا:

وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ

(احزاب)

(اے مسلما عورتو!) "تم گھروں میں بیٹھی رہو اور زمانہ جاہلیت کی طرح بن سنور کر باہر مت پھرو۔"

ضرورت ہونے پر عورتیں شرعی احکام کو پورا کرتے ہوئے باہر جاسکتی ہیں اور شرعی احکامات کو پورا کرتے ہوئے تجارت بھی کر سکتی ہیں۔ آج مسلم معاشرہ میں عورتوں نے کیسی کیسی تجارت شروع کر دی ہے۔

اے غفلت میں پڑی ہوئی عورتو! تم پردہ میں رہنے کے لئے تھیں۔ لیکن تم نے دو ٹکے کی نوکری کی خاطر اپنے آپ کو عریاں کر کے دکھا دیا۔ ماڈلنگ...... تم نے شروع کر دی۔ اداکار...... تم بن گئیں۔ دفتروں میں...... تم مردوں کے شانہ بشانہ نظر آنے لگیں۔ سکولوں میں بے پرد...... تم نظر آنے لگیں۔ غیر محرم کے ساتھ...... تم اٹھنے بیٹھنے لگ گئیں۔

تمہیں اسلام نے ایک مقام دیا مگر تم نے اس مقام کو ٹھکرا دیا۔ تم نے اللہ کو ناراض کر کے امریکہ، ٹونی، بش کو خوش کیا۔ ان کی یہی خواہش تھی۔ کہ عورت کو کسی نہ کسی طریقے سے بے پردہ کر دیں۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ بنو قینقاع کی ایک عورت مسلمان ہو گئی اور وہ ایک دکان سے کپڑے لینے گئی۔ دکاندار کافر تھا۔ اس نے کہا پہلے پردہ تو ہٹا پھر جو لینا ہے وہ لے۔ تو اس نے کہا میں کپڑے لینے آئی ہوں، بے پردہ ہونے کے لئے نہیں آئی۔ اس دکاندار نے اس عورت کی چادر ایک کیل سے باندھ دی۔ جب وہ جانے لگی تو اس کی چادر کھل گئی اور اس کا چہرہ واضح ہو گیا اور اس کے منہ سے اسی وقت نکلا۔ واہ اسلاماہ (کہ ہائے اسلام)۔ یہودی اپنی سازش میں کامیابی پر خوش ہو رہے تھے۔ آج ہم بھی مسلمان ہیں۔ یہودی، عیسائی، فرنگی ہمیں بھی بے پرد کرنا چاہتے ہیں۔ آج ہم ان کی سازش کو کامیاب بنانے کے لئے آلہ کار بن گئی ہیں۔

میری بہنو! اس عورت کی طرح بنو، جس کا پردہ اترا تو اس نے کہا کہ میرا اسلام مجھ سے ختم ہو گیا۔ میری ماؤں بہنو! قرآن ہمارے لئے واضح دلیل بیان کرتا ہے جو کہ آج سے سوا چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا۔

يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره المشركون (سورة الصف)

"کافر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے دین کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔" آج ہم دیکھیں کفار کی سازش ہیں ہم نے پردہ چھوڑ دیا وہ کہتا ہے کہ تم نے اگر نوکری کرنی ہے تو یہ سکارف اتار پھینکو۔ ورنہ نوکری سے تمہیں نکال دیا جائے گا۔ ہم عورتوں کو نوکری عزیز ہوتی ہے، ہم اسے تو نہیں چھوڑتیں بلکہ سکارف اتار پھینکتی ہیں۔ بڑی بڑی کمپنیوں میں عورتیں جب نوکری کے لئے گئیں تو ان کمپنیوں نے انہیں بے پردہ، عریاں کر کے دکھا دیا۔ وہی چہرہ جو کہ فتنہ کا باعث تھا اس نے اسے لوگوں کو دکھا دیا۔ ان کمپنیوں نے ان سے ان کا لباس اتروا کر اپنا لباس پہننے کو دیا۔ پھر یہ مختلف چیزیں اٹھا کر گلی گلی، نگر نگر، گھر گھر میں جاتی ہیں۔ ان کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہیں۔ کھولنے والے مرد سے ان کا واسطہ پڑتا ہے۔ غرض اس معاشرہ میں جس طرف بھی نظر دوڑائیں تو وہیں یہ عورتیں کھلونا بنی نظر آتی ہیں۔ ہوائی جہازوں میں ائیر ہوسٹس عورت ہے۔ اسی کو دیکھ لیجئے۔ آج کل جس طرح کا ماحول ہے، محض لڑکے دل بہلانے کے لئے بلاوجہ ائیر ہوسٹس کو بلاتے اور تنگ کرتے ہیں۔ وہ ان مردوں کے درمیان تماشا بنی نظر آتی ہے۔ صابن کی ٹکیاں کو دیکھیں۔ اس پر عورت کی تصویر ہے۔ آئے روز اخباروں میں لڑکیاں مختلف قسم کی ماڈلنگ کرتی نظر آتی ہیں۔ لباس ان کے آدھے ہوتے ہیں۔ جو کہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ وہ دوپٹہ جو کہ عورت کی زینت اور شرم وحیا کا باعث تھا، وہی دوپٹہ گلے سے سینوں سے اتر کر پیروں میں پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ آج کی عورت عورت نہیں رہی۔ کافر اور مسلم عورت میں فرق اور تمیز بالکل مٹ چکی ہے۔ مسلم عورت کو دنیا کے کسی بھی شعبے میں دیکھ لیں۔ بازو اس کے عریاں، سینہ اس کا کھلا ہوا۔ شلوار اس کی ٹخنوں سے اوپر، قمیض اس کی بالکل جسم سے ملی ہوئی۔ کیا ایسے لباس ہمیں اسلام نے دیئے تھے۔ یہ لباس ہمیں تجارت کرتے ہوئے ملے ہیں۔ کیا یہی تجارت ہوتی ہے۔ ایسی تجارت کو تجارت نہیں بلکہ اپنے آپ کو بنا سنوار کر مردوں کو برائی کی طرف مائل کرنے کی دعوت دینا کہیں گے۔ صحابیات کی طرف نظر دوڑائیں کیا وہ تجارت ایسے طریقے سے کرتی تھیں۔ سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا جو کہ مکے کی مالدار عورت تھی۔ وہ تجارت کیا کرتی تھی۔ ان کی تجارت ملک شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ خود تو گھر میں رہتی تھیں اور مردوں کے ذریعے سے اپنا سامان ملک شام بھیجتی اور وہاں سے منگواتی تھیں۔ دوسری مثال سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ وہ دستکاری کا کام کرتی تھیں باعزت طریقے سے تجارت کرتی تھیں۔ ان کے پاس جو بھی رقم آتی تھی وہ اللہ کی راہ میں دے دیتی تھی۔ اسی وجہ سے وہ تجارت کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی مختلف صحابیات مختلف تجارت کیا کرتی تھیں۔ لیکن وہ اپنے آپ کو مکمل پردہ میں رکھتی تھیں۔ کبھی بھی انہوں نے اپنے آپ کو عریاں نہیں کیا اور نہ ہی کبھی کافروں کی مشابہت اختیار کی۔

میری عزیز محترم ماؤں بہنو! ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم بھی تو ان ہی جیسی ہیں۔ ہمارے کردار ان جیسے کیوں نہیں بنتے؟ عورت گھر میں رہے تو زیادہ پیاری لگتی ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں ٹیچنگ، ڈاکٹری، دفاتر، ائیر ہوسٹس، وکالت، لیکچرار، ایکٹنگ، "مینجری، ماڈلنگ، اداکاری غرض عورت کسی بھی شعبے میں پیچھے نہیں رہی۔ وہ ہر شعبے میں

باقی صفحہ نمبر 41 پر

> **آج ہمارے معاشرے میں ٹیچنگ، ڈاکٹری، وکالت، ایکٹنگ، ماڈلنگ اور دیگر شعبوں میں بے پردہ عورت شرم وحیا کی دھجیاں بکھیرتی نظر آتی ہے۔ وہ آزادی وتجارت کے نام پہ جو کچھ کر رہی ہیں اس سے ان کے کردار سے شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں جو بالآخر ان کی تباہی پہ منتج ہوتے ہیں**

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ماہنامہ
طیبات
خواتینِ اسلام کا ترجمان
لاہور پاکستان
12 شوال 1424ھ دسمبر 2003ء

تبلیغی دورۂ صفہ برائے خواتین

نیلم کے کنارے ـــــ ناقابل فراموش ایام

حقیقی عید منانے کے لیے

آج پھر ایک غزوۂ بدر کی ضرورت ہے

سماجی برائیاں، غیر مسلموں کی تقلید اور خواتین

ایمانی دستک

مسلمان کے مسلمان پر چھ بنیادی حقوق

دین اسلام ایک ایسا عالمگیر دین ہے کہ اس میں بے شمار انمول ہیرے اور جواہرات ہیں۔ اور اسلامی اخوت ایسے عظیم تعلقات مسلمین کی شناخت ہے۔ اس دین ہی کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات کا لقب ملا ہے۔ اور ساتھ ہی ایک ایسا عظیم رشتہ قائم کر دیا کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور یہ رشتہ آج کے خونی رشتوں سے کہیں مضبوط اور دائمی ہیں۔ ان رشتوں کو رواں دواں رکھنے اور ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کیلئے کچھ حقوق وضع کر دیئے ہیں۔ اس ایمان ہی کی بدولت یہ رشتہ متعارف ہوا ہے۔ اس کی قدر کرنا اس کے حقوق کو بجالانا ہمارا فرض ہے۔ یہ رشتہ دین اسلام کے قوانین پر چل کر ہی ہماری شناخت بنے گا اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔

۱۔ جب ملے تو اسے سلام کہے یا اس کے سلام کا جواب دے۔

۲۔ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

۳۔ جب مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔

۴۔ دعوت دے تو اسے قبول کرے۔

۵۔ اگر وہ چھینک پر (الحمد للہ) کہے تو جواب میں (یرحمک اللہ) کہے۔ (بخاری)

۶۔ جب خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں (دوپہر سے پہلے) عیادت کرتا ہے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے شام تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں (دوپہر کے بعد) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح تک رحمت مغفرت کی دعا کرتے ہیں نیز اس کے لئے بہشت میں باغ ہے اور ایک اور جگہ اللہ کے نبی ﷺ عیادت کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں۔ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لئے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میوے چنتا ہے۔ (بخاری)

عیادت کی دعائیں:

جب مریض کی عیادت کے لئے جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی دعائیں اس کے حق میں کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان کی تیمارداری کے لئے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کی موت کا وقت ہی آ چکا ہو۔ (ابوداؤد)

أَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ

میں! عظیم و برتر اللہ، عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا سے نوازے۔

رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے یہ کلمات کہے۔

لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ڈر نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ نے چاہا تو (یہی بیماری تجھے گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ مریض کے جسم پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

اے انسانوں کے رب بیماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔ (بخاری)

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے جسم کے درد کے شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو پھر بسم اللہ تین بار کہو اور سات دفعہ یہ کلمات پڑھو۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ

میں اللہ اور اس کی قدرت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا (محسوس کرتا) ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں۔ (عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اسی طرح کہا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی۔ (مسلم)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ بیمار ہوتے تو آپ اپنے آپ پر معوذات سے (قرآن کی آخری دو سورتیں) دم کرتے اور اپنے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرتے۔ جب آپ بہت بیمار ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر رسول اللہ پر بیماری کی حالت میں پھونکتی اور آپ ہی کا ہاتھ آپ پر پھیرتی کیونکہ آپ کے ہاتھ مبارک میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی۔ (بخاری)

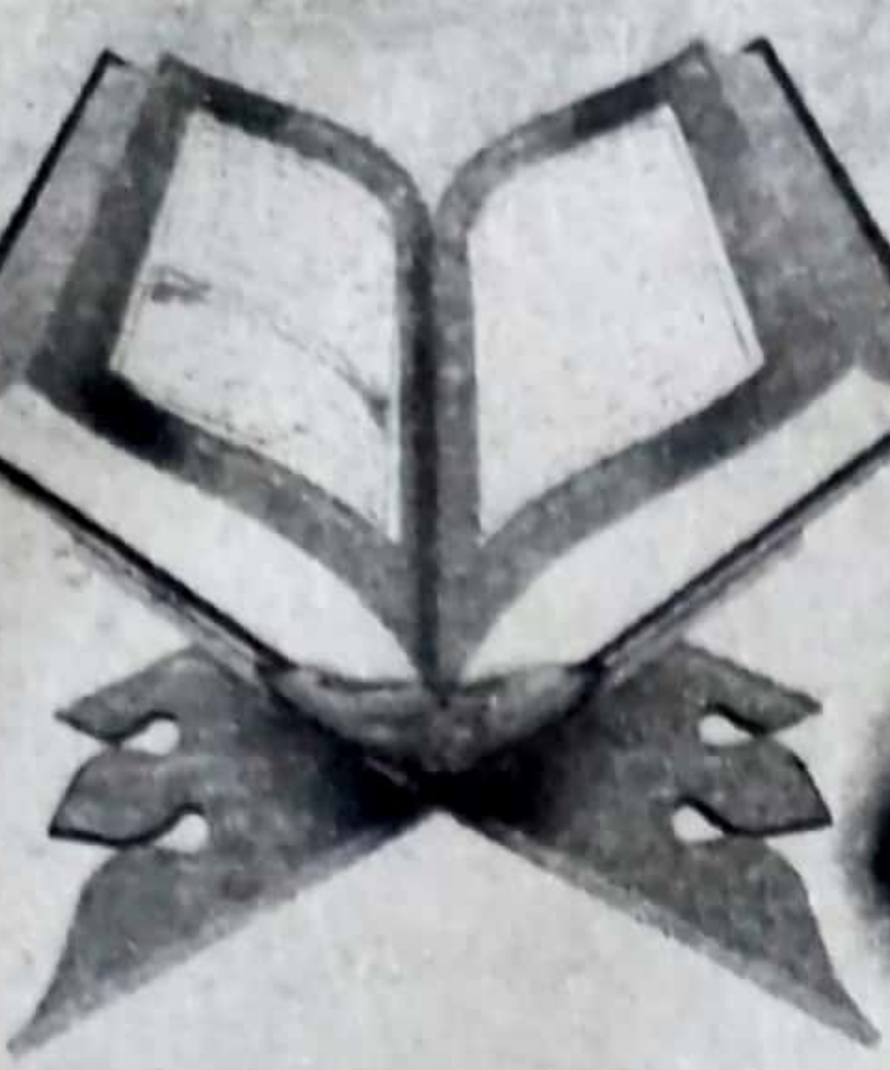

آئیے قرآن سیکھئے

قسط نمبر 9

وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ (٢٣) فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (٢٤) وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرہ ٢٥)

ترجمہ: اور تم جانتے تو ہو اور اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربی ﷺ) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اس طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو لیکن اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز بھی نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ران کو ایک دوسرے سے ملتے جلتے میوے دیئے جائیں گے۔ ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور ہمیشہ رہیں گے وہ ان بہشتوں میں۔

تفسیر:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳ اور ۲۴ میں تمام انسانوں کو چیلنج دیا جا رہا ہے۔ کہ اگر ہمارے بندے محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب ہدایت کے بارے میں تمہیں کوئی شک وشبہ ہے کہ یہ اللہ کی کتاب نہیں یا نعوذ باللہ محمد ﷺ کی اپنی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے تو تم کوئی چھوٹی سی سورت ہی اس کی مثل لے آؤ۔ یعنی توحید کے بیان کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہو رہی ہے۔

کفار کو خطاب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے جو قرآن پاک اپنے بندے پر اتارا ہے اگر واقعی تمہیں یقین نہیں تو تم اور تمہارے مددگار سب مل کر پورا قرآن تو دور کی بات صرف ایک سورت تو اس جیسی بنا لاؤ۔ جب تم ایسا نہیں کر سکتے اور اس سے عاجز ہو تو پھر اس قرآن کے کلام اللہ ہونے میں کیوں شک کرتے ہو؟ شہداء سے مراد ان کے مزعومہ مددگار اور رفیق (بت، جن، شیاطین اور کاھن وغیرہ) ہیں جو کہ ان کے خیال میں ان کی مدد کیا کرتے تھے تو مطلب یہ ہے کہ جنہیں تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے انہیں بھی بلا لو اور ان سے بھی مدد چاہو جنہیں تم اپنے حاکموں اور اپنے زبان داں فصیح وبلیغ لوگوں سے بھی امداد لے لو۔ پھر بھی ناکام ونامراد رہو گے یہی قرآن کا اعجاز ہے اور اثبات رسالت پر دلیل ہے۔ نبی ﷺ کو جو معجزات دیئے گئے قرآن حکیم بھی ان میں سے ایک معجزہ ہے۔ مشرکین مکہ اور یہود مدینہ قرآن مجید کے الٰہی کلام ہونے کے منکر تھے اور عوام الناس میں بھی اس کا پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے۔

اہل عرب کو اپنی زبان عربی پر بڑا ناز تھا۔ اپنی زبان کی فصاحت وبلاغت کی وجہ سے غیر عربی کو عجمی (گونگے) کہتے تھے قرآن پاک زبان وبیان کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے اور مطالب ومعنی کے اعتبار سے بھی کسی کے بس میں نہیں کہ اس جیسا کلام پیش کر سکے۔

ایک اور جگہ پر ارشاد ہوتا ہے

اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام جنات وانسان اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا کر لائیں تب بھی وہ ایسا قرآن بنا کر پیش نہیں کر سکتے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ (بنی اسرائیل ۸۸)

جب اعتراض کرنے والے مکمل کتاب بنانے سے قاصر رہے تو اللہ تعالی نے فرمایا سورہ ہود میں

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو تم اسی طرح کی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جنہیں تم بلا سکتے ہو بلا لاؤ۔

جب وہ دس سورتیں بھی نہ لا سکے تو اللہ تعالی نے اتمام حجت کے طور پر انہیں چیلنج کیا کہ اگر ہو سکے تو ایک ہی سورت بنا لاؤ اور اس سلسلہ میں اللہ کے سوا اپنی سعی مددگار مثلاً ادیبوں، خطیبوں، شاعروں اور دیوتاؤں کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کرو اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اللہ تعالی کا یہ اعلان عام ہے کہ تم ایسا ہرگز کر بھی نہیں سکتے تو پھر ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر قرآن اور حامل قرآن کی صداقت پر ایمان لاؤ اور دین حق کو تسلیم کرو تاکہ دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہو اور جہنم کی آگ سے محفوظ ہو سکو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ وہ آگ قرآن پاک کا انکار کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے جس میں منکرین اور ان کے باطل دیوتا پتھر کے بت بھی جھونکے جائیں گے جن کی وہ عبادت وپوجا کرتے رہے ہیں تاکہ وہ اپنے آنکھوں سے دیکھ لیں کہ اللہ کی مخلوق میں ان فرضی معبودوں کا کتنا دخل تھا۔ اس قرآن کو ان کم عقل بے ایمان لوگوں نے پڑھ بھی لیا کہ اللہ فرما رہے ہیں کہ تم ہرگز بھی ایسا نہیں کر سکتے تو پھر بھی یہ ضدی لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ یہ لوگ پورے قرآن، دس سورتوں کا جواب کیا دیتے ایک سورت تک کا جواب نہ دے سکے پس معجزہ تو یہ ہے اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت بنانے سے بھی وہ عاجز آ گئے دوسرا معجزہ یہ کہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی کہ یہ ہرگز اس جیسا نہیں بنا سکتے گو سب جمع ہو جائیں اور

قیامت تک محنت کریں پس ایسا ہی ہوا نہ تو اس زمانے میں کسی کی یہ جرأت ہوئی نہ اس کے بعد سے آج تک اور نہ قیامت تک کسی سے یہ ہو سکے گا اور بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل اسی طرح اس کا کلام بھی یکتا و بے مثال ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ قرآن پاک کو بہ یک نظر دیکھنے سے اس کے ظاہری و باطنی لفظی و معنوی ہو وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں جو مخلوق کے بس کے نہیں خود رب العالمین فرماتے ہیں۔

الر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (سورہ ہود)

یعنی اس کتاب کی آیتیں جو حکمت والے خبر دار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ محکم' مضبوط اور مفصل الگ الگ ہیں۔

پس الفاظ محکم اور معانی مفصل یا الفاظ مفصل اور معانی محکم ہیں۔ قرآن اپنے الفاظ میں اور اپنے مضامین میں بے نظیر ہے جس کے مقابلے' معارضے' نظیر اور مثل سے دنیا عاجز اور بے بس ہے اس پاک کلام میں جو اگلی خبریں دنیا پر پوشیدہ تھیں' وہ ہو بہو لفظ بلفظ پوری اتریں تمام بھلائیوں کے حکم اس میں' تمام برائیوں سے ممانعت اس میں ہے۔

یہ پاکیزہ قرآن سارے کا سارا حق اور صداقت' عدالت وہدایت سے پُر ہے۔ نہ اس میں واہی تباہی باتیں' نہ اس میں ہنسی وہ مذاق' کذب وافترا جو شاعروں کے کلام میں عموماً پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان کے تو اشعار کی قدر و قیمت ہی اس پر ہے۔ مقولہ مشہور ہے کہ اعذبہ اکذبہ جو زیادہ جھوٹ وہ زیادہ مزیدار دیکھ لیں لمبے پر زور قصیدے مبالغہ اور کذب آمیز یا تو عورتوں کی تعریف و توصیف میں ہوں گے یا گھوڑوں کی اور شراب کی ستائش میں ہوں گے۔ یا کسی انسان کی بڑھی چڑھی مدح و تعریف میں ہوں گے یا اونٹنیوں کی آرائش و زیبائش یا بہادری کے پر مبالغہ گیت یا لڑائیوں کی چالبازیوں یا ڈر خوف کے خیالی منظروں کے بیان میں ہوں گے جن سے کوئی بھی کسی قسم کا فائدہ نہیں صرف شاعر کی زبان دانی اور اس کی قدرت کلام ظاہر ہوتی ہے اور بس نہ تو اخلاق پر ان سے کوئی عمدہ اثر نہ اعمال پر' پھر نفس مضمون کے بھی پورے قصیدے میں بمشکل دو ایک شعر ہوتے ہیں باقی سب بھرتی کے اور ادھر ادھر کے لایعنی اور فضول باتیں' برخلاف اس کے قرآن عظیم پر نظر ڈالو تو دیکھو اس کا ایک ایک لفظ فصاحت و بلاغت سے دین و دنیا کے نفع سے خیر و برکت سے پر ہے۔ پھر کلام کی ترتیب و تہذیب اس کے الفاظ کی عبارت کی روانی' معانی کی نورانیت' مضمون کی پاکیزگی سونے پر سہاگہ ہے۔ اس کی خبروں کی حلاوت' اس کے بیان کردہ واقعات کی سلاست مردہ دلوں کی زندگی ہے۔ اس کا انحصار اعلیٰ کمال کا نمونہ اور اس کی تفصیل معجزے کی جان ہے۔ اس کا کسی چیز کو دہرانا مٹھاس کا مزہ دیتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا سچے موتیوں کی بارش برس رہی ہے۔ بار بار پڑھو دل نہ اکتائے' مزے لیتے جاؤ اور ہر وقت نیا ہی لطف پاؤ۔ مضامین سمجھتے جاؤ اور ختم نہ ہوں یہ قرآن پاک کا یہ خاصہ ہے۔ اس چاشنی کا ذائقہ اس مٹھاس کا مزہ کوئی ان سے پوچھے جنہیں عقل و حواس علم و فضل کا کچھ حصہ قدرت نے عطا فرمایا ہو' اس کا ڈراوا اور دھمکا و عذابوں اور پکڑ دھکڑ کا بیان' مضبوط پہاڑوں کو ہلا دے انسانی دل تو پھر بھی سلیم ہو تو نرم ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ عظیم کتاب اگر پہاڑوں پہ بھی نازل ہوتی تو پہاڑ ڈر کے مارے اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

قرآن پاک میں اللہ کے وعدے اور جنت کی خوشخبریاں نعمتوں اور رحمتوں کا بیان دلوں کی پژمردہ کلی کو کھلا دینے والا' شوق و تمنا کے دبے بجھے جذبات کو ابھارنے والا' کان لگ جاتے ہیں اور آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ رغبت دلاتے ہوئے وہ فرماتا ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ

کوئی کیا جانے کہ نیک اعمال کے بدلے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا ساماں چپکے چپکے تیار کیا جا رہا ہے۔ اس ہمیشہ والی جنت میں ہر وہ چیز ہے جو دل کو بھانے اور آنکھوں میں کھب جائے۔ ڈراتے اور دھمکاتے ہوئے فرماتا ہے۔

أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ

کیا تم اپنے دھنسائے جانے یا آسمان سے پتھر برسائے جانے سے نڈر ہو گئے ہو؟ کیا آسمانوں والا اس پر قادر نہیں؟ اسے محض دھمکی ہی نہ سمجھو بلکہ اس کی حقیقت تم پر کھل جائے گی زجر و توبیخ ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ

ایک ایک کو ہم نے اس کی بدکرداریوں میں پکڑ لیا اگر ہم نے کچھ سال ان کو فائدہ بھی دیا تو کیا ہوا؟ آخر وعدے کی گھڑی آن پہنچی اور اس جاہ و جلال نے پھر کوئی نفع نہ بخشا۔ غرض کوئی کہاں تک بیان کرے جس مضمون کو لیا کمال تک پہنچا کے چھوڑا ہے اور طرح طرح کی فصاحت و بلاغت' حلاوت و حکمت سے معمور کر دیا ہے۔ حکم احکام روک ٹوک کو دیکھئے ہر حکم اچھائی بھلائی' نفع اور پاکیزگی کا جامع ہر قباحت رذالت' دنائت اور خباثت کی قاطع ہے۔ ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ جب قرآن میں یا ایھا الذین آمنوا سنو تو کان لگا دو کہ یا تو کسی اچھائی کا حکم ہوگا یا برائی سے منع ہوگا۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

بھلائیوں کا حکم دیتا ہے برائیوں سے روکتا ہے۔ پاکیزہ چیزوں کو حلال کراتا ہے خبیث چیزیں حرام کرتا ہے' وہ بوجھل بیڑیاں جو پاؤں میں تھیں' وہ سخت طوق جو گلے میں تھے اتار پھینکتا ہے۔ قیامت کے بیان کی آیتیں وہاں کے ہولناک منظر' جنت و دوزخ کا بیان' رحمتوں اور زحمتوں کا پورا پورا وصف' اولیاء اللہ کے لئے طرح طرح کی نعمتیں' اللہ کے دشمنوں کیلئے طرح طرح کے عذاب' کہیں بشارت ہے' کہیں ڈراوا ہے' کہیں نیکیوں کی طرف رغبت ہے' کہیں بدکاریوں سے ممانعت ہے۔ کہیں دنیا کی طرف سے زہد کرنے کی کہیں آخرت کی طرف رغبت کرنے کی تعلیم ہے یہی وہ آیتیں ہیں جو راہ راست دکھاتی ہیں اور رہنمائی کرتی ہیں اور اللہ کی پسندیدہ شریعت کی طرف جھکاتی ہیں اور دلوں کو جلا بخشتی ہیں۔ شیطانی دروازوں کو بند کر دیتی ہیں اور برے اثرات زائل کر دیتی ہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے معجزے دیئے گئے کہ جنہیں دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے اور میرا معجزہ اللہ کی وحی یعنی قرآن اور حدیث پاک ہے۔ اسی لئے مجھے امید ہے کہ میرے متبعین بہ نسبت اور نبیوں کے بہت زیادہ ہوں گے کیونکہ اور انبیاء علیہم السلام کے معجزے ان کے ساتھ چلے گئے لیکن نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ "میرا معجزہ وحی ہے جو میں دیا گیا ہوں" سے مطلب یہ ہے کہ میں اس کے ساتھ خاص کیا گیا ہوں اور یہ قرآن کریم مجھی کو ملا ہے جو اپنے معارضے اور مقابلے سے تمام دنیا کو عاجز کر دینے والا ہے۔ وقود کے معنی ایندھن کے ہیں جس سے آگ جلائی جائے جیسے لکڑیاں وغیرہ ایک اور جگہ یہ ارشاد ہوتا ہے تم اور تمہارے وہ معبود جو اللہ کے سوا ہیں جہنم کی لکڑیاں ہیں تم سب اسی میں وارد ہو گے اگر وہ سچے معبود ہوتے تو وہاں وارد نہ ہوتے دراصل یہ سب کے سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حجارۃ کہتے ہیں پتھر کو یہاں مراد گندھک کے سخت سیاہ اور بڑے بڑے اور بدبودار پتھر ہیں جن کی آگ بہت تیز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ان پتھروں کو زمین و آسمان کی پیدائش کے ساتھ ہی آسمان اول پر پیدا کیا گیا ہے۔

ابن عباس ابن مسعود اور چند صحابہ سے سدی نے نقل کیا ہے کہ جہنم میں یہ سیاہ گندھک کے پتھر بھی ہیں جن کی سخت آگ سے کافروں کو عذاب دیا جائے گا جب آگ گندھک کے پتھروں سے لگائی جائے تو ظاہر ہے کہ اس کی تیزی اور حرارت

معمولی آگ سے بہت زیادہ ہوگی اس کا بھڑکنا اور جلنا سوزش اور شعلے بھی بہت زیادہ ہوں گے اور اس سے عذاب میں بھی سختی ہوگی۔

قرآن پاک میں ہے

ماوا ھم جھنم کلما خبت زدنٰھم سعیرا (بنی اسرائیل۔۹۷)

ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں شعلے ہلکے ہوئے ہم نے اور بھڑکا دیا۔

ابن عباس فرماتے ہیں ہر وہ شخص جو کفر پر ہو اس کے لئے وہ آگ تیار ہے۔

اعدت لفظ سے یہاں استدلال کیا گیا ہے کہ جہنم اب موجود اور پیدا شدہ ہے اور اس کی دلیل میں بہت سی حدیثیں بھی ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جہنم نے اللہ سے دو سانس لینے کی اجازت چاہی پھر اسے سردی میں ایک اور گرمی میں ایک سانس لینے کی اجازت دے گئی۔ ایک اور حدیث ہے صحابہ کہتے ہیں ہم نے ایک بار بڑے زور کی آواز سنی نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ یہ کس چیز کی آواز ہے؟ آپ نے فرمایا ستر سال پہلے ایک پتھر جہنم میں پھینکا گیا تھا آج وہ پہنچا۔ اس طرح کی حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہنم تیار کی گئی ہے۔

یہ آگ انہی لوگوں کے لئے ہے جو قرآن کو یا کسی ایک سورت کو باوجود سخت تر دشمنی اور ہر طرح کی زبردست کوششوں سے نہ بنا سکے پھر بد قسمتی ایسی کہ ہار کے بھی ایمان نہیں لائے حالانکہ قرآن پاک کی ہر چھوٹی بڑی سورت فی الواقع معجزہ ہے اور انسان اس کی نظیر بنانے سے محض عاجز اور بالکل ناطاقت ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں اگر لوگ غور و تدبر سے عقل و ہوش سے صرف سورہ العصر کو سمجھ لیں تو سب کو کافی ہو جائے۔ سیدنا عمرو بن عاص جب وفد میں مسیلمہ کذاب کے پاس گئے اور ابھی یہ خود بھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو مسیلمہ کذاب نے ان سے پوچھا کہ مکہ سے تم آرہے ہو بتاؤ تو آج کل کوئی تازہ وحی بھی نازل ہوئی ہے؟ اس نے کہا ابھی ابھی ایک مختصر سی سورت نازل ہوئی ہے جو بے حد فصیح و بلیغ اور جامع ومانع ہے۔ پھر سورۃ العصر پڑھ کر سنائی تو مسیلمہ نے کچھ دیر سوچ کر اس مقابل میں کہا کہ مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے اس نے کہا ہاں تم بھی سناؤ تو اس نے کہا:

یاوبر یاوبر انما انت اذنان وصدر وسائرک مفر فقر

یعنی اے جنگلی چوہے اے جنگلی چوہے تیرا وجود سوا دو کانوں اور سینے کے اور کچھ بھی نہیں۔ باقی تو تو سراسر بالکل ناچیز ہے۔ پھر فخریہ کہنے لگا کہو اے عمرو! کیسی کہی؟ اس نے کہا مجھ سے کیا پوچھتے ہو اسے تو تو خود جانتا ہے کہ سراسر کذب و بہتان ہے۔ بھلا کہاں یہ فضول کلام اور کہاں حکمتوں سے پر وہ کلام۔

ایمان والے لوگوں کے لئے ان کے نیک اعمال کی وجہ سے جنت کی خوشخبری ہے۔

پہلے کافروں، ذلیلوں اور دشمنان دین کی سزا عذاب اور رسوائی کا ذکر ہوا تھا اس لئے یہاں ایمانداروں اور نیک صالح لوگوں کی جزا ثواب اور سرخروئی کا بیان ہوا ہے۔

جنات

جنتوں کے نیچے نہریں بہنا اس کے درختوں اور بالا خانوں کے نیچے بہنا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نہریں بہتی ہیں لیکن گڑھا نہیں اور حدیث میں ہے کہ نہر کوثر کے دونوں کنارے سچے موتیوں کے بنے ہیں اس کی مٹی مشک خالص ہے اور اس کی کنکریاں لولو اور جواہر ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے جنت کی نہریں مشکی پہاڑوں کے نیچے سے جاری ہوتی ہیں۔ سیدنا عبداللہ سے روایت ہے کہ جنتیوں کا یہ قول کہ پہلے بھی ہم دیئے گئے تھے اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں بھی یہ میوے ہمیں ملے تھے بعض کہتے ہیں کہ دنیا کے پھلوں کے لحاظ سے ظاہری صورت وشکل میں بالکل مشابہ ہوں گے۔

جنت کا منظر:

یحیٰ بن کثیر کہتے ہیں کہ ایک پیالہ آئے گا کھائیں گے پھر دوسرا آئے گا تو کہیں گے یہ ابھی کھایا ہے فرشتے کہیں گے آپ کھایئے تو وہ صورت وشکل میں یکساں ہے لیکن مزہ اور ہی ہے۔ فرماتے ہیں جنت کی گھاس زعفران ہے اس کے ٹیلے مشک کے ہیں چھوٹے چھوٹے خوبصورت غلمان ادھر ادھر سے میوے لالا کر پیش کر رہے ہیں وہ کھا رہے ہیں وہ پھر پیش کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ اسے تو ابھی کھایا ہے۔ وہ جواب دیتے ہیں حضرت رنگ وروپ ایک اور ذائقہ تو اور ہے ذرا چکھ کر تو دیکھئے کھاتے ہیں تو اور ہی لطف پاتے ہیں یہی معنی ہیں کہ متشابہ لگیں گے۔

عبدالرحمٰن کا قول ہے کہ صرف نام میں مشابہت یعنی دنیا کے پھلوں جیسے پھل دیکھ کر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھا رکھا ہے مگر جب چکھیں گے تو لذت کچھ اور ہی ہوگی۔ وہاں جو بیویاں انہیں ملیں گی وہ گندگی ناپاکی حیض ونفاس پیشاب پاخانہ تھوک رینٹ منی وغیرہ سے پاک وصاف ہوں گی۔

ان تمام نعمتوں کے ساتھ اس زبردست نعمت کو دیکھئے کہ نہ یہ نعمتیں فنا ہوں نہ نعمتوں والے فنا ہوں نہ نعمتیں ان سے چھینیں نہ نعمتوں سے الگ کئے جائیں۔ نہ موت ہے نہ خاتمہ ہے نہ آخر ہے نہ ٹوٹنا اور کم ہونا ہے۔ اللہ رب رحمان سے التجا ہے کہ وہ مالک ہمیں بھی اہل جنت کے زمرے میں شامل کرے اور انہیں کے ساتھ ہمارا حشر کرے۔ آمین

بقیہ

تجھے تاریخ اسلامی کے رشتے

کیا اور اس عظیم مسلم سپہ سالار کو دل کھول کر خراج عقیدت پیش کیا۔

بعض متعصب مورخوں نے محمود غزنوی کو متعصب لٹیرا اور ڈاکو لکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے وہ صرف لوٹ مار کے لئے ہندوستان پر حملے کیا کرتا تھا۔ جبکہ وہ مشکلوں اور مصائب سے بھرپور راستوں پر چل کر اپنے نیزے، تیر و تلوار کے زور پر رزق حاصل کرتا رہا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ''میرا رزق میرے نیزے کی انی کے نیچے رکھا گیا ہے۔''

آج غزنی کے اس جلال جلیل کے شہر میں کافر قوم دندناتی پھر رہی ہیں۔ ہندوستان کے بت کدے پھر سے تعمیر ہونے لگے ہیں۔ سومنات کا مندر پھر سے کھڑا غزنوی کو پکار رہا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ہمارے اسلاف جو سبق ہم تک پہنچا گئے ہم انہیں بھول بیٹھے ہیں۔ لیکن ہمارا دشمن نہایت ہوشیار ہے۔ اس نے اس سبق کو یاد رکھا۔ اس نے یہ یاد رکھا کہ کسی قوم کو وقار اور شجاعت سے محروم کرنا ہو تو اس کی تاریخ سے درخشاں باب پھاڑ کر ان کی جگہ عیش وعشرت اور لذت پرستی کے افسانے رکھ دو۔ ہم بھول گئے کہ ہمارے کیا فرائض تھے۔ ہم اس دھرتی پر بدمست ہو کر چلنے لگے جس میں محمد بن قاسم کے سرفروشوں کا لہو ملا ہوا ہے اور جس کی مٹی میں غزنی کے شہیدوں کا لہو مہک رہا ہے۔ یہی وہ لہو ہے جو خاک وطن میں جذب ہو کر بھی ہزاروں سال تاریخ کے افق پر جگمگاتا رہتا ہے اور اس کی مہک قوم کو اور ابھرتی ہوئی نسلوں کو باطل کے خلاف معرکہ آراء رکھتی ہے۔ قوم وہی پورے وقار سے زندہ رہتی ہے جو اپنے شہیدوں کے لہو سے جلتے چراغوں کو بجھنے نہیں دیتی۔ انہیں اپنے لہو سے روشن رکھتی ہے۔ ہمارے حصے میں محمود کے سترہ حملے آئے۔ باقی تمام داستان بت پرستوں کی دھرتی کی مٹی میں دب گئی۔ حق کے اس پیامبر اور بت شکن کی زندگی کا ہر لمحہ ہماری تاریخ ہے۔ اس تاریخ کی روح ہمیں زندہ کرنی ہے۔ اسلاف کے کارنامے جن پر باطل کی گرد چھا رہی ہے۔ انہیں اپنے لہو سے شوخ و تر و تازہ کرنا ہے۔ حدیث کے ٹمٹماتے چراغوں کو لہو دے کر زندگی بخشنی ہے۔ وقت کی آواز پر کان تو دھرو۔ وقت پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

تمہیں تاریخ اسلامی سے رشتے جوڑنے ہوں گے
بہت سے بن چکے ہیں سومنات اب توڑنے ہوں گے

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ مسلم حکمرانوں میں اسلاف کی سی غیرت وحمیت پیدا کردے۔ امت مسلمہ دنیا میں پھر سے فخر اور عزت سے سر اٹھا کر چلے۔ کفر مغلوب ہو اور دین غالب ہو جائے۔ (آمین یارب المجاہدین)

"گلدستہ احادیث سے کچھ پھول چُنے میں نے"

بنتِ حاجی اشفاق سرگودھا

حدیث نمبر ۱۸۱:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوْ ابْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ آخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الِاسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ آخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَلٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَلَدَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمْ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ خَلَطَ بِهِ وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ

ترجمہ: عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہیں سیدہ عائشہ نے خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طرح ہوتے تھے ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں' ایک شخص دوسرے کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کرتا۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی تو کہتا کہ تو فلاں شخص کے پاس چل اور اس سے منہ کالا کر لے اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھوتا بھی نہیں۔ پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی' تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا۔ ایسا اس لئے کرتے تھے تاکہ اس کا لڑکا شریف اور عمدہ پیدا ہو۔ یہ نکاح' نکاح استبضاع کہلاتا تھا تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کہ چند آدمی جو تعداد میں دس سے کم ہوتے' کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے۔ پھر جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت ان تمام مردوں کو بلاتی اس موقعہ پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سب اس کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے اور اب میں نے یہ بچہ جنا ہے پھر وہ کہتی کہ اے فلاں یہ بچہ تمہارا ہے وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور اس کا وہ لڑکا سمجھا جاتا۔ وہ شخص اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کسبیاں ہوتی تھیں۔ اس طرح کی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے۔ جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا۔ اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہوتے اور کسی قیافہ جاننے والے کو بلاتے اور بچے کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا۔ اس عورت کے اس لڑکے کو اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا بیٹا کہلاتا تھا۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ پھر جب محمد ﷺ حق کے ساتھ رسول ہو کر تشریف لائے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دیا صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج رواج ہے۔

(بخاری)

حدیث نمبر ۱۸۲:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ قَالَ سُكَاتُهَا إِذْنُهَا

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت لی جائے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے عرض کیا لیکن کنواری لڑکی سے اگر اجازت لی جائے تو وہ شرم کی وجہ سے چپ سادھ لے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔ (بخاری' مسلم)

حدیث نمبر ۱۸۳:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَإِنْ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "جس خاتون نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے (تین بار کہا) پھر اگر شوہر نے اس سے (مباشرت) کی ہے تو اس عورت کے لئے حق مہر ہے' اس کی شرم گاہ کو حلال کرنے کے بدلہ میں۔ اگر اولیاء میں جھگڑا ہو جائے تو پھر جس کا کوئی ولی نہیں اس کا ولی حاکم وقت ہے۔

(ابن حبان' حاکم)

حدیث نمبر ۱۸۴:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوا أَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ أَمَرَهَا أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَصْفَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَفْعَلَهُ

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام کرو، میں اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو بیوی کو خاوند کے لئے سجدہ کا حکم دیتا۔ اگرچہ وہ اسے زرد پہاڑ سے سیاہ پہاڑ اور سیاہ سے سفید پہاڑ تک جانے کو بھی کہے تو اسے چاہئے کہ اس کی بات مانے۔ (بسند ابن ماجہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر دوسرے شواہد سے اس کی اسناد صحیح ہیں جس طرح کہ الشیخ ناصر الدین نے "الارواء" میں ذکر فرمایا)

حدیث نمبر ۱۸۵:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعَرُ رَأْسِهَا فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعَرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوصِلَاتُ

سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ انصار کی ایک خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اس کے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے عرض کیا کہ اس کے شوہر نے اسے کہا کہ اپنے بالوں کے ساتھ (مصنوعی بال) جوڑے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز مت کرنا کیونکہ مصنوعی بالوں کو اپنے سر پر رکھ کر جوڑنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ (بخاری)

وضاحت: معلوم ہوا کہ شریعت کے خلاف اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کو کوئی حکم دے تو ایسے کام میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۶:

عن عائشه قالت ایما امراة اعتزلت فراش زوجها بغیر اذن زوجها فهی فی سخط الله حتی یستغفر لها' وایما امراة استشارت غیر زوجها القمت من جمر جهنم وایما امراة رضی عنها زوجها رضی الله عنها وان سخط علیها سخط الله علیها الا ان یامرها بما لا یحل لها

ترجمہ: عائشہ کہتی ہیں کہ اگر بیوی نے اپنے شوہر کا بستر بغیر اس کی اجازت کے چھوڑا تو وہ اللہ کی ناراضگی میں رہتی ہے حتی کہ اس کا شوہر اس کے لئے مغفرت طلب کرے۔ اور کوئی بیوی اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے مشورہ کرتی ہے تو اس کو جہنم سے انگارے کھلائے جائیں گے۔ اور اگر کسی بیوی سے اس کا شوہر راضی ہو تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے اور اگر اس سے ناراض ہو تو اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے الا یہ کہ وہ اسے کسی ناجائز بات کا حکم دے۔ (بخاری)

حدیث نمبر ۱۸۷:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ انہیں عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت "اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہیں کر سکو گے" (النساء) کے متعلق سوال کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کا ولی اس کی خوبصورتی اور مالداری پر ریجھ کر یہ چاہے کہ اس سے نکاح کرے۔ لیکن اس کے مہر میں کمی کا ارادہ بھی ہو۔ ایسے ولی کو اپنے زیر پرورش یتیم لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ اس صورت میں نکاح کی اجازت ہے کہ جب وہ مہر انصاف کے ساتھ پورا ادا کریں۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو پھر آیت میں ایسے ولیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی کے سوا کسی اور سے نکاح کریں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگوں نے اس کے بعد رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا تو اللہ نے سورہ نساء میں آیت "ویستفتونک فی النساء سے وترغبون ان تنکحوهن" تک نازل کی۔ یتیم لڑکیاں اگر خوبصورت اور مالدار ہوں تو ان کے ولی بھی ان کے ساتھ نکاح کر لینا چاہتے ہیں۔ اس کا خاندان پسند کرتے ہیں اور مہر پورا ادا کر کے اس سے نکاح کر لیتے ہیں۔ لیکن ان میں حسن کی کمی ہو اور مال بھی نہ ہو تو پھر ان کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ اور وہ انہیں چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اس وقت یتیم لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں جبکہ وہ نادار ہو اور خوبصورت نہ ہو' ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دینا چاہئے جبکہ وہ مالدار اور خوبصورت ہو البتہ اگر اس کے حق میں انصاف کریں اور اس کا مہر پورا ادا کریں تب اس کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں۔

چیدہ چیدہ   چیدہ چیدہ   چیدہ چیدہ

گجرات
کے نواحی چک کے قادیانی خاندان نے اسلام قبول کرلیا

چک سکندر ضلع گجرات کے قادیانی گھرانے کا قبول اسلام...... جمال دین ولد محمود خان قادیانی اپنی بیوی اور بچوں سمیت قادیانیت سے تائب ہو کر مولانا محمد امین کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ چک سکندر تحصیل کھاریاں کا وہ قصبہ ہے جہاں قادیانی مسلم تنازع کی بنا پر قادیانیوں نے کچھ عرصہ قبل وہاں کے خطیب مولانا امیر حسین اور ان کے بیٹے منیر حسین کو بے دردی سے قتل کر دیا تھا۔ یہاں پہلے بھی قادیانی مسلم تنازعہ کی بنیاد پر قتل ہو چکے ہیں۔ گو لیکی کے بعد گجرات میں قادیانیوں کی سازشوں کا یہ اہم مرکز ہے۔ یہاں سے قادیانی گھرانے کے سربراہ جمال دین ولد محمود خان' اس کی بیوی شاہدہ پروین' بچیوں مہوش جمال' عائشہ جمال اور بچے حمزہ جمال کا قبول اسلام' اسلام کی حقانیت اور قادیانیت کے ظلم و زوال کی دلیل ہے۔ ان کے قبول اسلام سے مسلمانوں نے مولانا کے بے گناہ خون سے اسلام کی آبیاری کی تعبیر لی ہے۔

نیا چاند دیکھنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ

اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام والا بنا دے۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

کیا ہم نے رمضان المبارک میں اپنے اندر ایمان میں مستقل مزاجی پیدا کی؟

اہلیہ حافظ عبدالسلام

رمضان المبارک کا مہینہ ہم گناہگاروں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں عام کرتا ہوا گزر گیا اور اپنے پیچھے ہمارے لئے بہت سے سبق چھوڑ گیا۔ اب یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم نے ان میں سے کتنے سبق سیکھے ہیں اور ان میں سے کتنی باتوں پر عمل کر کے دین و دنیا کے فوائد و ثمرات حاصل کئے ہیں۔ رمضان المبارک کے مہینے میں ہم نے کیا سیکھا اس پر ہمیں غور کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

رمضان المبارک میں تقریباً ہر مسلمان کا قرآن مجید کے ساتھ تعلق جڑ جاتا ہے۔ خواہ وہ شخص حافظ ہو یا نہ ہو۔ قرآن پاک کو بڑی لگن سے پڑھتا ہے۔ تعلق اس طرح جڑتا ہے کہ حافظ قرآن کے پیچھے تراویح پڑھ کر اپنا تعلق بناتے ہیں اور پھر ہم یہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ ہر وہ مجلس جس میں قرآن مجید سنا اور سنایا جائے اس میں شریک ہوں۔ خواہ وہ قرآن مجید کی کلاس ہو یا ترجمہ کی ہو یا دورہ تفسیر کی ہو۔ گو ہم قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کرتے ہیں۔

فاستبقوا الخیرات۔ (سورۃ البقرہ)

''نیکیوں میں سبقت کرو''

اور واقعتاً ہر مسلمان رمضان کے مہینے میں نیکی کرتا ہے اور اپنی بری عادات کو ترک کرنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکیوں میں سبقت اس لئے کرتا ہے

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

''تا کہ تم فلاح پا جاؤ گے یعنی کامیابی حاصل کرنے کے لئے''

ہر انسان دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے رمضان میں کچھ نہ کچھ نیکیاں کرتا ہے۔

اور اسی طرح رمضان کے مہینے میں تراویح سے ہمیں قیام کی عادت پڑتی ہے۔ دوسرا ہمیں روزے رکھنے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت بھی ہو جاتی ہے۔ صدقہ خیرات کرنے سے سخاوت کی عادت بھی پڑتی ہے۔ پھر ہم گلے شکوے، غیبت اور جھوٹ جیسی بیماریوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک بہن اگر دوسری بہن کی غیبت کرتی ہے تو سننے والی کہتی ہے۔ نہ بہن غیبت سے میں نے اپنا روزہ خراب نہیں کرنا۔ اس طرح وہ غیبت کرنے والی کا بھی اور اپنا بھی اس گناہ سے دامن بچا لیتی ہے اور پھر اس کو تبلیغ کر کے نصیحت کرتی ہے۔ یعنی ہر فرد اور ہر شخص لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کا عملی نمونہ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر شخص اپنے پورے سال کے گناہوں کو بخشوانے کی تگ و دو میں ہوتا ہے اور مسلمان سال بھر کی رنجشوں کو بھلا کر باہمی اتفاق و اتحاد کو فروغ دیتے ہیں۔ افطار پارٹیوں سے ایک دوسرے کی تواضع کر کے محبت اور اخوت کا عملی ثبوت دیتے ہیں اور پھر مسلمان زیادہ تر فضول باتوں سے اجتناب کر کے ذکر الٰہی میں زیادہ وقت گزارتا ہے اور آخری عشرے میں تو لوگ نیکیوں کی بڑھوتری میں اور زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں اور ایک ہزار مہینے جتنے ثواب کو اپنے اندر سمونے والی رات لیلۃ القدر کو پانے کے لئے تو لوگ آخری عشرے کی طاق راتوں کو جاگتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ رحمتیں اور برکتیں لوٹتے ہیں۔ نوافل پڑھتے ہیں۔ اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ جنت کا سوال کرتے ہیں جہنم سے پناہ مانگتے ہیں اور بعض لوگ تو ذکر الٰہی کے لئے باقاعدہ

> **اگر دیکھا جائے تو ماہِ رمضان میں انسان کو بہت سے نیک کاموں کی عادت پڑ جاتی ہے تہجد کے وقت اٹھ کر قیام کرنا وقت پہ نماز پڑھنا اور برے کاموں سے بچنا وغیرہ وغیرہ اور ان نیکیوں کو سارا سال کرنے کا التزام کرنا چاہئے**

اعتکاف کا اہتمام کرتے ہیں اور دس دن دس رات مسلسل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ اپنے رابطوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ گویا ہر انسان اپنی کچھ نہ کچھ اصلاح ضرور کرتا ہے اور اپنی نمازوں اور زبان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگتا ہے اور پورے سال کے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے اور جب ماہ رمضان گزرتا ہے اور عید کا چاند نظر آتا ہے تو یہ انسان پھر اپنی سال بھر والی روش پر آ جاتا ہے۔ فلمیں، ٹی وی، وی سی آر دیکھتا ہے اور عید والے دن سینما ہال کا رخ کرتا ہے۔ نماز کو بھول جاتا ہے اور ہلے گلے میں مشغول ہو جاتا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو ماہ رمضان میں انسان کو بہت سے کاموں میں پابندی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ وقت پہ اٹھنا سحری کھانا، نماز پڑھنا پھر سارا دن قرآن پاک پڑھنا، سارے کام وقت پہ کر کے افطاری بھی عین وقت پہ تیار کر کے اکٹھے بیٹھ کے کھانا پھر نماز تراویح کے لئے مستعد ہو جانا یہ ساری باتیں ہم ماہ رمضان میں روزے رکھ کر سیکھتے ہیں۔

تو اب ہمیں غور کرنا چاہئے کیا ماہ رمضان ختم ہوتے ہی ہم اللہ تعالیٰ کی بندگی سے آزاد ہو جاتے ہیں اور اسلام لانے کی وجہ سے جو احکام ہم پہ واجب ہو جاتے ہیں کیا ان کو صرف روزوں میں کرنے کا حکم ہے یا باقی سال کے لئے بھی۔

نہ میری بہنو!

سارا سال ہی ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ہے۔ اس کی نافرمانیوں سے بچنا ہے۔ سارا سال ہی گناہوں سے اس طرح پرہیز کرنا ہے جس طرح ہم رمضان المبارک میں کرتے ہیں۔ میں بات کو مختصر کرتی ہوں۔

آؤ! آج ہم اپنے اللہ تعالیٰ سے عہد کریں کہ اے اللہ ہم ماہ رمضان المبارک کے بعد بھی قرآن مجید کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں گے اور اس کو سمجھیں گے اور سحری میں اٹھ کر تہجد میں قیام بھی کریں گے۔ اگر تہجد نہ بھی پڑھ سکے تو دوسری نمازوں کے ساتھ کچھ نہ کچھ نوافل پڑھ لیں گے۔ صدقہ خیرات بھی دیں گے اگر گھر میں بھی نہ ہو تو ہم پھر بھی کسی نہ کسی طرح صدقہ خیرات تھوڑا بہت کریں گے اور ہم کھانے پر صبر کرتے ہوئے تھوڑے کھانے پر قناعت کریں گے۔ اس سے (یعنی کم کھانے سے انسان کی صحت بھی ٹھیک رہتی ہے) اور ان تمام عادات کو برقرار رکھیں گے۔ جو ہمیں ماہ رمضان المبارک کے مہینے میں پڑی ہیں یعنی چغلی، غیبت، گلہ شکوہ اور جھوٹ جیسی بیماریوں سے بچنے کے لئے حتی الامکان کوشش کریں گے اور

باقی صفحہ 47 پر

سماجی برائیاں

غیر مسلموں کی تقلید اور خواتین

عفت اعوان

اللہ ربّ العزت نے دین اسلام میں عورتوں کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا ہے کیونکہ ایک عورت کی وجہ سے پورا گھرانہ راہ راست پر آ سکتا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں عورت کی دین اسلام سے آگاہی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لاعلمی کی وجہ سے عورتیں' بے

شادی بیاہ کی رسومات' مہندی' مایوں' جہیز' بری' بارات' گانا بجانا' بسنت کا تہوار اور ویلنٹائن ڈے' یہ سب رسمیں غیر مسلموں کی ہیں

حیائی' بے پردگی اور فحاشی وعریانی جیسے خطرناک گناہوں میں مردوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ موجودہ معاشرے میں عورتوں میں بڑی برائیاں' بے پردگی اور فحاشی ہیں۔ عورتیں بغیر پردے کے بازاروں' دفتروں' ہسپتالوں اور بنکوں میں موجود ہیں۔ آج عورتیں کرکٹ کے میدانوں اور میرج ہالوں میں موجود ہیں۔ ہندو عورتوں کی نقالی کر رہی ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے۔

''جو کوئی دوسری قوموں کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔''

شادی بیاہ کی رسومات' مہندی' مایوں' ابٹن' جہیز' بری' بارات' گانا بجانا' بسنت کا تہوار اور ویلنٹائن ڈے کیا یہ ہندوؤں کی رسمیں نہیں ہیں؟ اور کیا یہ ہندوؤں کی نقالی نہیں ہے؟ آج مسلمان عورتیں بے پردہ ہو کر ہوٹلوں اور بازاروں میں پھرتی ہیں۔ بغیر کسی مجبوری کے شوقیہ ملازمت کرتی ہیں۔ کرکٹ کے میدانوں میں جاتی ہیں۔ جہاں درمیانی نشستیں عورتوں کے لئے مخصوص کر دی جاتی ہیں۔ (تاکہ اردگرد والے بھی نظارہ کر سکیں)

ہمارے ملک پاکستان میں یعنی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہندوؤں کی تمام رسمیں دھرائی جاتی ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر منائی جاتی ہیں۔ بسنت کا تہوار ہندوؤں سے بڑھ کر مناتے ہیں۔ مرد وزن' زرد لباس جو کہ ہندوؤں کا مخصوص لباس ہے پہنتے ہیں۔ زیادہ نمایاں خواتین ہیں۔ ہندوؤں کا لباس زیب تن کرنا' دعوت نامے بھیجنا' تحفے تحائف بھیجنا۔ کیا یہ ہندوؤں کی نقالی نہیں ہے؟ اگر کوئی منع کرے تو جواز پیش کرتی ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے۔

تحفے بھیجو' آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ کیا یہ دین اسلام کے بارے میں لاعلمی اور کم عقلی نہیں ہے۔ کیا یہ دین اسلام سے ناآشنائی نہیں ہے' کہ غیر مسلموں کے مذہبی تہوار کو عقیدت اور جوش وخروش سے منایا جائے۔ بسنت والے تو یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ بسنت کے بعد اخبارات خبروں سے بھرے ہوتے ہیں کہ پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تیسری منزل سے پتنگ بازی کرتے ہوئے گر کر ہلاک ہو گیا یا پتنگ اتارنے کے لئے لڑکے بجلی کے تاروں پر چڑھنے سے کرنٹ لگنے سے مر گئے۔ اللہ رب العزت وتبارک وتعالیٰ انہیں اسی دنیا میں اپنے کیے کی سزا دیتے ہیں لیکن ان میں اتنا شعور بھی نہیں بیدار ہوتا کہ وہ سمجھ سکیں کہ یہ اپنے کیے کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے پکڑ ہے۔ انہیں یہ یاد ہی نہیں رہتا کہ غیر مسلموں کی نقالی ہے جو اسلام میں منع ہے۔

قرآن ہمیں پردے کا حکم دیتا ہے۔ نامحرم کے سامنے بجے سنورے اور بے پردہ ہونے سے منع کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم

موجودہ دور میں عورت کی دین اسلام سے آگاہی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لاعلمی کی وجہ سے عورتیں بے حیائی' بے پردگی اور فحاشی وعریانی جیسے خطرناک گناہوں میں مردوں کی نسبت کہیں زیادہ ہیں

میں سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوتا ہے۔

''اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور پہلی جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔''

ادھر قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو لیکن آج موجودہ معاشرے میں اسلامی ملک میں اس کے برعکس کام ہو رہا ہے۔ ہر طرف آزادی نسواں' آزادی نسواں کے نعرے لگ رہے ہیں اور یہ شیطانی چیلے امریکہ وانڈیا والے آزادیٔ نسواں کا فتنہ نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والے سب گمراہ ہیں۔

سورۃ النور میں ارشاد ہوتا ہے۔

یاایھا الذین امنوا لاتتبعوا خطوات الشیطن ومن یتبع خطوات الشیطن فانه یامر بالفحشاء والمنکر.

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' شیطان کے قدم بقدم مت چلو جو کوئی اس کی پیروی کرے گا وہ گمراہ ہوگا اس لئے کہ شیطان تو بے حیائی اور برائی کے کام کرنے کو کہے گا۔''

اب اس موجودہ معاشرے میں عورت کی عقل ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھائے کہ یہ آزادیٔ نسواں ہے یا عذاب نسواں ہے۔؟

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور حسیں معذور حسیں مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادی نسواں کہ زمرد کا گلوبند؟

اللہ نے عورت کو گھر کی ملکیت سونپی ہے۔ گھر کا حکمران بنایا ہے لیکن یہ شیطان صفت امریکہ اور انڈیا اور اسرائیل والے عورت کو لاچار اور بے آسرا ظاہر کر کے گھروں سے باہر نکال رہے ہیں پھر عورت شمع خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بن جاتی ہے۔ وہ عورت جو کل تک عزت وعصمت کا پیکر تھی وہ آج تباہی وبربادی کا محور ہے' جو کل اسلامی تہذیب کا چلتا پھرتا نمونہ تھی وہ آج اسلام کی حدود کو توڑ چکی ہے' کیا یہ مغربی روش نہیں ہے۔

کل تک جنہیں نہ چھو سکتی تھی فرشتوں کی نظر
آج وہ رونق بازار نظر آتی ہے

کیا یہ شیطانی چال نہیں ہے کہ عورت حکومت کرے۔ پھر کچھ

باقی صفحہ 45 پر

امیر کی اطاعت وفرمانبرداری

اخت سعد

قرآن وحدیث میں امیر کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے کیونکہ ایک جماعت کی صورت میں متحد ہوکر اور اپنے میں سے ایک کو امیر بنا کر چلنے میں، اکیلے اکیلے چلنے میں بڑا فرق ہے۔ نیز اکیلا ہوکر چلنے سے اسلام نے بھی منع فرمایا ہے۔

اس کے بارے میں ایک مثال عرض ہے کہ ایک باپ کے تین بیٹے تھے اور وہ آپس میں بہت جھگڑتے تھے۔ ان کا آپس میں بہت زیادہ اختلاف تھا۔ ان کی اس حرکت سے باپ بہت زیادہ پریشان رہتا تھا۔ آخر باپ کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے سارے بیٹوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں لے آؤ۔ جب لکڑیاں لائیں گئیں تو باپ نے کہا! اب چند لکڑیوں کے علاوہ سب لکڑیوں کو مضبوطی سے باندھ دو۔ ایسا ہی کیا گیا تو باپ نے اپنے بیٹوں کو باری باری ان لکڑیوں کا گٹھا توڑنے کو کہا ہر ایک نے اپنا پورا زور لگا دیا لیکن وہ ٹوٹنے نہ پائیں۔ پھر باپ نے اکیلی لکڑی کو توڑنے کے لئے کہا تو وہ فوراً ٹوٹ گئی۔

مثال بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب جماعت کی صورت میں اور اپنے میں سے ایک کو امیر بنا کر چلا جائے تو کوئی بھی توڑنے والا یا نقصان پہنچانے والا کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اگر جماعت سے ہٹ کر یا امیر کی نافرمانی کر کے اختلافات میں پڑ کر اکیلے زندگی گزاریں گے تو ہر طرف سے دشمن اور نقصان پہنچانے والے دوڑ پڑیں گے اور وہ اکیلا آدمی (گمراہ ہونے سے) بچ نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں فرمایا

یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور ان کی جو تمہارے امراء ہیں۔ (سورۃ النساء)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... مسلمان مرد (وعورت) پر (اپنے مسلمان امیر کی بات) سننا اور ماننا فرض ہے۔ وہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند۔ مگر یہ کہ اسے گناہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ پس جب اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا اور ماننا فرض نہیں۔ (صحیح بخاری، ومسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت ہے جس شخص کو اس حال میں موت آئی کہ وہ جماعت کو چھوڑے ہوئے تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف مدظلہ العالیٰ فرماتے ہیں ''جاہلیت کی موت اس لئے فرمایا کہ اسلام سے قبل ایک امیر کی اطاعت کا کوئی تصور نہیں تھا بلکہ اس میں وہ اپنی عار اور ذلت محسوس کرتے تھے۔ اسلام نے اس طائف الملوکی کا خاتمہ کر کے انہیں نظم وضبط کا پابند بنایا اور اطاعت امیر کی تاکید کی۔'' (بحوالہ ریاض الصالحین للنووی مترجم ومتشرح)

> تیراندازوں کی اکثریت نے ایک خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا جس کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ جاتا ہے، مسلمانوں کو شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (امراء کا حکم) سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام ہی کو امیر مقرر کر دیا جائے۔ گویا کہ اس کا سر انگور ہے۔ (یعنی انگور کی طرح چھوٹا سا ہے جو دیکھنے میں عجیب لگتا ہے)..... (صحیح بخاری)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر (امیر کا حکم) سننا اور ماننا ضروری ہے۔ اپنی تنگی کی حالت میں بھی اور اپنی خوشحالی میں بھی۔ اپنی خوشی پر بھی اور اپنی ناخوشی میں بھی اور امراء تجھ پر دوسروں کو ترجیح دینے کی صورت میں بھی۔ (صحیح مسلم)

امیر کی نافرمانی والے کام:

1- میٹنگز میں حاضری نہ دینا۔

2- امیر کوئی ڈیوٹی لگائے تو اس میں غفلت برتنا۔

3- امیر کو باتوں کے ذریعے تکلیف پہنچانا۔

4- اگر امیر کوئی کام کہے تو اس میں حیلہ سازی کرنا۔

5- اگر امیر کوئی مشورہ لے تو اس میں فضول بحث کرنا اور غلط مشورہ دینا۔

6- اگر امیر کسی غلطی پر ڈانٹے تو ناراضگی کا اظہار کرنا اور اپنی اصلاح کرنے کی بجائے دشمنی پر اتر آنا۔

7- امیر میں خامی دیکھ کر اس کو قرآن وحدیث کی طرف توجہ دلانے کی بجائے دوسروں کے سامنے برائی کے ساتھ اظہار کرنا اور امیر کے عیبوں سے پردہ اٹھا کر دوسروں کو امیر کے خلاف کرنا۔

امیر کی نافرمانی کرنے کے انجام کی ایک جھلک:

یہ جنگ احد کا منظر ہے۔ جان نثار اور جانباز صحابہ کرام رضی اللہ عنھم موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس لشکر جرار کو ترتیب دیتے ہیں پھر جنگ شروع ہوجاتی ہے۔ صحیح بخاری میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکین سے ہماری ٹکر ہوئی تو مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی۔ حتیٰ کہ میں نے عورتوں کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے پہاڑ پر تیزی سے بھاگ رہی تھیں اور ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں۔ (صحیح بخاری)

اور اس بھگدڑ کے عالم میں مسلمان مشرکین پر تلوار چلاتے اور مال سمیٹتے ہوئے ان کا تعاقب کر رہے تھے، لیکن عین اس وقت یہ لشکر والوں کے خلاف تاریخ کے اوراق پر ایک شاندار فتح ثبت کر رہا تھا جو جنگ بدر کی فتح سے کسی طرح کم نہ تھی۔ تیراندازوں کی اکثریت نے ایک خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا جس کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ جاتا ہے۔ مسلمانوں کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور خود نبی اکرم ﷺ شہادت سے بال بال بچے اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کی وہ ساکھ اور ہیبت جاتی رہی جو جنگ بدر کے نتیجے میں انہیں حاصل ہوئی تھی۔

ہوا کچھ یوں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں کو فتح و شکست ہر حال میں اپنے پہاڑی مورچے پر ڈٹے رہنے کی سخت تاکید

فرمائی تھی۔ لیکن ان سارے تاکیدی احکامات کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان مال غنیمت لوٹ رہے ہیں تو ان پر دنیا کی محبت کا کچھ اثر غالب آ گیا۔ چنانچہ بعض نے بعض سے کہا 'غنیمت' غنیمت ... تمہارے ساتھی جیت گئے۔ اب کس کا انتظار ہے؟ اس آواز کے اٹھتے ہی ان کے کمانڈر ان کے امیر سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے احکامات یاد دلائے اور فرمایا کیا تم لوگ بھول گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟ لیکن ان کی غالب اکثریت نے اپنے امیر کی اس یاد دہانی پر کوئی توجہ نہ دی اور کہنے لگے اللہ کی قسم! ہم بھی لوگوں کے پاس ضرور جائیں گے اور کچھ مال غنیمت ضرور حاصل کریں گے۔ اس کے بعد چالیس تیر اندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور مال غنیمت سمیٹنے کے لئے عام لشکر میں جا شامل ہوئے۔ پیچھے صرف ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے نو ساتھی باقی رہ گئے جو اس عزم کے ساتھ اپنے مورچوں میں ڈٹے رہے کہ یا تو انہیں اجازت دی جائے گی یا وہ اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دیں گے اور جنہوں نے نافرمانی کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ستر صحابہ شہید ہو گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ زبردست زخمی ہو گئے اور شہید ہوتے ہوتے بچے۔ بہت سے صحابہ کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے اور کچھ بدحواسی کی حالت میں ادھر ادھر پھرتے رہے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے خود سب کو اکٹھا کیا اور پھر نئے سرے سے جنگ کا آغاز کیا پھر فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ (بحوالہ الرحیق المختوم)

میری محترم مسلمان ماؤں اور بہنو! ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ امیر کی اطاعت کرنا فرض ہے اور اگر امیر کی اطاعت نہ کی جائے گی تو سخت گناہ کا ارتکاب ہو گا۔ امیر جیسا بھی ہو لیکن اس کی اطاعت ضروری ہے تاکہ جماعت کا نظم و ضبط درست رہے اور دنگا فساد سے بچا جائے۔

آج الحمدللہ! اللہ رب العزت و ذوالجلال نے ہمیں صراط مستقیم پر چلنے والی اور سیدھی جنت کی طرف لے جانے والی راہ دکھائی اور ہمیں جماعۃ الدعوۃ میں شامل کر دیا۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور ہم اس احسان پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور اب ہمیں اس جماعت کے ساتھ منسلک ہونے کا صرف لیبل نہیں لگا لینا چاہئے بلکہ ہمیں امیر کی قیادت میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہوئے جماعت کے ساتھ مل کر اور اللہ کی رضا حاصل کرتے ہوئے دن رات کام کر کے اسلام و جہاد کے پرچم کو ساری دنیا میں بلند کرنا ہے۔

اگر ہم اپنے وجود پر نظر ڈالیں تو ہمیں بے شمار خامیاں نظر آئیں گی۔ لیکن ہم اپنے آپ کی طرف دھیان کرنے کی بجائے دوسروں کے عیبوں کو ٹٹولتے ہیں۔ اس لئے ہم کامیاب نہیں ہو پاتے

ماؤں کے دلوں کو گرمانا ہے' جوانوں کو جہاد کے لئے تیار کرنا ہے۔ بچوں کی اسلامی تربیت کرنی ہے اور لوگوں کے ذہنوں سے مغربی تہذیب کا رنگ نکال کر اس جگہ قرآن و حدیث کی تعلیم کو بسانا ہے۔ آج سارے کافر متحد ہو کر اسلامی تعلیم کی جگہ کافرانہ اور غلامانہ تعلیمی نظام لانا چاہتے ہیں۔ آج کافر ملعون گندگی بھرے میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے ذہنوں کو غلامانہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ آج کافر ہمارے دینی سیاسی نظام کی جگہ کافرانہ سیاسی نظام لانا چاہتے ہیں۔ آج کافر ہماری ماؤں' بہنوں' بیٹیوں کی چادروں کو کھینچ کر زمین پر پھینکنے کا درس دے رہے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کا رب درس دے رہا ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب یہودیوں' عیسائیوں کا کہنا مانو گے تو وہ تمہیں ایمانی حالت سے ہٹا کر کافر بنا دیں گے۔ ایک اور جگہ فرمایا

اے نبی ﷺ اپنی بیویوں کو' اپنی بیٹیوں کو اور مسلمان عورتوں کو کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر بڑی بڑی چادریں اوڑھ لیں۔

محترم مسلم خواتین! آج ہمیں تمام اختلافات کو چھوڑ کر متحد ہو کر اور قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرتے ہوئے کفار کی ناپاک سازشوں کے جال کو توڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو جانا چاہئے۔ ہمیں اپنے بیٹے' بھائی' خاوند اپنے مال غرض ہر چیز اللہ کی راہ میں وقف و قربان کر دینی چاہئے۔

مجھے افسوس ہے ان بہنوں پر جو یہ کہہ کر گھروں میں بیٹھ گئی ہیں کہ ہماری امیر (مسئول' مسئولہ) ہمارے معیار کے مطابق نہیں۔ ہماری امیر (مسئول...... مسئولہ) میں یہ یہ خامیاں ہیں۔ ہماری امیر ایسی ہے' ویسی ہے۔ ہمارے امیر کے ساتھ اختلافات ہیں۔ اس لئے ہم نے دعوت و جہاد کا کام الگ سے کرنا ہے۔ جماعت کے ساتھ نہیں کرنا۔

میری محترم ماؤں بہنو! آپ نے دعوت و جہاد کا کام امیر کو خوش کرنے کے لئے نہیں' دنیا کو دکھانے کے لئے نہیں' اپنا نام بنانے کے لئے نہیں بلکہ اللہ رب العزت کو خوش کرنے کے لئے کرنا ہے۔ جب اللہ کی رضا حاصل ہو جائے گی' امیر تو کیا پوری دنیائے مسلم کو آپ پر راضی کر دے گا اور دوسری بات یہ کہ ہماری امیر میں خامیاں ہیں تو محترم بہنو! امیر کوئی فرشتہ تو نہیں ہوتا کہ اس سے کوئی غلطی نہ ہو بلکہ وہ بشر ہی ہے اگر ہم اپنے وجود پر نظر ڈالیں تو بے شمار خامیاں نظر آتی ہیں۔ اگر ہم اپنے آپ کی طرف دھیان کرنے کی بجائے دوسروں کے عیبوں کو ٹٹولنے لگ گئے تو پھر ہم کسی بھی صورت میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی کہہ دیا کہ امیر جیسا بھی ہو اس کی فرماں برداری فرض ہے اگر جماعت سے ہٹ کر اکیلے اکیلے ہو گئے تو پھر اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کماحقہ قرآن و حدیث پر چلنے اور آپس میں متحد ہونے اور امیر کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ زندہ رکھے تو غازی کی زندگی اور اپنی پسندیدہ زندگی عطا کرے اور اگر موت دے تو شہادت کی موت دے کر جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين

قیمتوں میں دوگنا اضافہ حرام ہے

اُمِّ فِضّہ

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے

''جس دن جہنم کی آگ میں (سونے چاندی کو) دہکایا جائے گا اور ان کی پیشانیوں کو ان سے داغا جائے گا اور پہلوؤں کو (اور کہا جائے گا) یہ وہی چیزیں ہیں جو تم نے اپنے لئے ذخیرہ کی تھیں۔ پس اپنی ذخیرہ اندوزی کا مزا چکھو۔'' (التوبہ ,35)

قرآنی آیت کی رو سے ذخیرہ اندوزی کر کے قیمتوں میں اضافہ کرنا حرام ہے۔ رمضان المبارک کے موقع پر اللہ کی مخلوق کو تنگ کرنے کے لئے جو لوگ اشیاء خورد و نوش کی زیادہ قیمتیں وصول کر رہے ہیں وہ اپنے بچوں کو حرام کی کمائی کھلا رہے ہیں۔ جن دکانداروں کے پاس قیمتوں میں حالیہ اضافے سے پہلے کا سٹاک موجود ہے۔ اس سٹاک پر زائد قیمت وصول نہیں کی جا سکتی۔ اسلام دوسروں کی خیرخواہی کا دین ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں اور مخلوق کے نفع کے لئے خرچ کرنے کی ترغیب متعدد مقامات پر دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کہیں سے کوئی مال آتا تو آپ ﷺ جب تک اسے غریبوں' محتاجوں' بیواؤں' بے کسوں میں تقسیم نہ کر دیتے' نہ سوتے اور فرمایا کرتے تھے مجھے ڈر ہے کہ میں سو جاؤں اور میرے گھر میں سونا چاندی اور سیم و زر پڑا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے۔ تم صدقہ کیا کرو' خواہ نصف کھجور یا مٹھی بھر جو ہوں۔ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ ہم ایسی خبریں مسلسل سن رہے ہیں کہ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں ماہ مبارک کی آمد کی وجہ سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سبحان اللہ کیا ہم ایک اسلامی ملک کے باشندے ہیں اور کیا سید المرسلین خاتم النبیین کے امتی رمضان کی وجہ سے مخلوق کی تنگی کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ جود و سخا کے پیکر تھے لیکن جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو آپ ﷺ برکھا کی کالی گھٹاؤں کی مانند سخاوت کرتے۔ آپ ﷺ کے در سے کوئی سوالی واپس نہ لوٹتا۔

عید الفطر اور اس کے تقاضے

محمد امین الرحمٰن

عید کا لفظ عاد یعود (بار بار لوٹ کر آنے والی) اس میں خوشی کا بھی بہت بڑا عنصر شامل ہے۔

عید الفطر کا معنی افطار کی خوشی ہے اور یہ اس شخص کے لئے ہے جس نے رمضان کے پورے آداب و شرائط تقاضے نبھاتے ہوئے روزے رکھے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان' روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ عند فطره...... وعند لقاء ربه (روزے کی افطاری کے وقت اور اپنے ربّ سے ملاقات کے وقت)

روزے کی غرض و غایت تقویٰ یعنی اللہ کا ڈر ہے۔

تقویٰ:

قرآن مجید میں تقویٰ کے بارے میں بہت سے مقامات پر ترغیب و احکام موجود ہیں۔ تقویٰ اور اس کے مشتقات پر مشتمل کم و بیش 259 آیات قرآن مجید میں ہیں اور احادیث میں اس کی اہمیت اور کثرت سے جو احکام ہیں وہ اس پر مستزاد ہیں۔

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں تقویٰ کو کتنے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

اللہ کا خوف...... گناہوں' نافرمانیوں سے بچنا...... اللہ کی پکڑ سے ڈرنا...... اللہ کی نعمت کے زائل ہونے سے ڈرنا...... شکر گزاری کی علامت...... سود سے بچنا اور کامیابی کا سبب...... برائی پر تعاون نہ کرنا اور سرکشی سے بچنا...... اللہ کے جلدی حساب سے ڈرنا...... اللہ کی رضا تلاش کرنا...... ایمان کی علامت و ثبوت

☆ اللہ پر توکل (المائدہ)

☆ اللہ کا ڈر عقلمندی و کامیابی کی علامت ہے۔ (المائدہ)

☆ اللہ کے احکام کو توجہ سے سننا۔ (المائدہ)

☆ ایسے فتنوں سے ڈرنا جو ظالموں پر خاص نہ رہیں۔ (الانفال)

☆ مال غنیمت کی حلال و پاک روزی کھاؤ۔ (انفال)

☆ سچے لوگوں کا ساتھ دینا۔ (التوبہ)

☆ قیامت کے زلزلے کا خیال کرنا۔ (الحج)

☆ اللہ سے ڈرتے ہوئے پیغمبر کی اطاعت کا حکم۔ (شعراء)

☆ مومنوں میں صلح کروانا۔

☆ رسول ﷺ کی امر و نہی کی مکمل اطاعت۔

☆ آخرت کی تیاری۔

☆ اللہ کی آیات کو مت بیچو۔

☆ صرف اللہ کا ڈر اختیار کرنا۔

☆ ہدایت متقین کے لئے ہی ہے۔

☆ اللہ کی معیت متقین کے لئے ہے۔

☆ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

☆ جنت متقین کے لئے ہے۔

☆ تقویٰ اور نیکی پر تعاون کرو۔

☆ اچھا انجام متقی کے لئے ہے۔

☆ تقویٰ بہترین لباس۔

☆ اللہ متقین کا دوست ہے۔

ہر سال عید پر عیسائی شور کرتے ہیں کہ ہمارے نام پہ شراب کے پرمٹ جاری کرتے ہو اور خود ڈکارتے ہو' مسلمانو! شرم کرو شراب تو ہمارے دین میں بھی حرام ہے۔

☆ متقین کے لئے مقام امین۔

☆ اللہ متقین کا ولی ہے۔

☆ متقین کے لئے اللہ کے ہاں مجلس و بیٹھک ہوگی۔

مذکورہ بالا معانی و مشتقات کے بیان میں اختصار سے کام لیا ہے ورنہ ہر آیت ایک مکمل خطبہ اور ایک ایک لفظ پر کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کا اعجاز ہے کہ ایک ایک لفظ میں معانی و مفاہیم کے سمندر پنہاں ہیں۔

تقویٰ کے مترادفات میں خشیت' خوف' خشوع' روع' حذر' رھب' وجل' رعب' اشفق جیسے الفاظ ہیں اور بیسیوں آیات میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

اب مختصراً مترادفات کا باہمی تفاوت معنی ملاحظہ فرمائیں جو کہ ابلاغ و تفہیم کے لئے مفید رہے گا۔

خوف...... خاف...... قرائن و شواہد سے کسی آنے والے خطرے کا اندیشہ۔

خشیَ...... ایسا خوف جو کہ کسی امر کی عظمت کی وجہ سے دل پر طاری ہو جائے۔

خَشَعَ...... ایسا ڈر جس کے اثرات دل کے علاوہ دیگر اعضاء جوارح پر بھی نمایاں ہونے لگیں' دل کا نرم ہونا۔

حذِر...... کسی خوفزدہ کرنے والی چیز سے بچنا یا دور رہنا۔

رَاعَ...... گھبراہٹ و تعجب میں ڈالنا۔

اوجس...... سنی ہوئی بات سے ڈر محسوس کرنا۔

وَجَفَ...... بے قراری اور ڈر سے گر پڑنا۔

وَجِلَ...... رونگٹے کھڑے ہو جانا۔

رَعَبَ...... خوف و دہشت سے بھر جانا۔

اشفق...... کسی کی خیر خواہی کے ساتھ ساتھ اس پر تکلیف آنے سے ڈرنا۔

رَھَبَ...... اللہ سے اضطراب' احتیاط سے ڈرنا۔

اسی طرح متعدی معانی میں اَنْذَرَ' حَذَّرَ' اَوْعَدَ وغیرہ بھی اللہ سے ڈرانے کے معنوں میں ہیں۔

عید الفطر کا سارا دن سال میں خوشی کے دو بڑے دنوں میں سے ایک بڑا دن ہے۔

رمضان المبارک کے سارے مہینوں پر فضائل ستر گنا زیادہ ثواب' نفل کا فرض کے برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر' عمرے کا ثواب جیسے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا ہو۔ پھر یہ رحمت خیر خواہی کا مہینہ دن کو روزے' رات کو تراویح' دعائیں' زکوٰۃ' اعتکاف کی برکات' اس رمضان کی وجہ سے ہی حاصل کریں گے۔ اس مہینے کی ایک طاق رات یعنی لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے ضابطۂ حیات اتارا۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن (البقرة)

انا انزلنه فی لیلة القدر (القدر)

پاکستان (ستائیسویں رمضان کو آزاد ہوا) بھی رمضان کا تحفہ ہے۔ پوری دنیا میں سب سے بڑی اسلامی مملکت' لیکن افسوس اس کا دستور ابھی تک قرآن نہیں بن سکا۔

نزول قرآن کے عظیم واقعہ کی خوشی ہی تو عید ہے کہ اللہ فرماتے ہیں۔

ہمارے بچپن میں صرف کرسمس کارڈ ہوتے تھے اور ہم اس کو عجیب اور عیسائی رسم سمجھتے لیکن مسلمانوں نے کہا ہم کون سا آپ سے کم ہیں چنانچہ آج انتہائی لچر انداز کی یہ بدعت پورے طمطراق سے جاری وساری ہے

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ہو خیرٌ مما یجمعون

'بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا اترنا' اللہ فرماتے ہیں کہ اس فضل ورحمت پر انہیں خوشیاں منانی چاہئیں۔

یعنی عید رسمی طور پر سالگرہ کی حیثیت سے منانے کی بجائے شب قدر کو قرآن پاک کے نزول کی سعادت کی بنا پر ا۔ بطور خوشی اختیار کرنے کی ترغیب ہے اور اسی پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس پر ساری عمر کے لئے عمل پیرا ہونے کے لئے عزم کرنا چاہئے۔ اس میں عقیدہ توحید ورسالت سے لے کر تمام ارکان اسلام عبادات مکمل ضابطہ حیات' جہاد ذروۃ سنام الاسلام جہاد اسلام کی چوٹی ہے اور سب سے پہلا غزوہ بھی اسی مہینے میں ہی ہوا۔ یوم فرقان ہے اور آخری بڑی فتح' فتح مکہ جہاں سے امام الرسل ﷺ کو نکالا گیا تھا وہ بھی اسی مہینے اللہ نے عطا فرمائی کہ صحابہ کرام نے روزے رکھ کر جہاد کیا۔

مسلمانوں کو 16 دن کی تیاری رمضان کے روزوں کے ذریعے کروا کر اللہ نے مسلمانوں کے لئے غزوہ بدر کا میدان سجا دیا۔ جان قربان کرنے کا درس بھی اس مہینے میں دیا ہے۔ اسی غزوہ میں ابوعبیدہ بن الجراح نے اپنے مشرک والد کا سر اڑا دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کافر بیٹے کو قابل گردن زدنی قرار دیا۔ حب للہ وبغض للہ کی نادر مثالیں اس غزوہ میں سامنے آئیں۔ رمضان اللہ کے لئے ہر طرح کی نفسانی خواہشات اور ماسوا اللہ محبتیں قربان کرنے کا مکمل درس دیتا ہے اور درجہ احسان' عبادت کے نہایت ہی اعلیٰ درجے پر فائز کرتا ہے۔

اس مہینے میں کلمہ طیبہ پر ایمان کے علاوہ نماز باجماعت کا خصوصی اہتمام اور نماز تراویح کی ترغیب اور ستر گنا زیادہ ثواب کے لئے لوگ زکوٰۃ بھی اس مہینے میں دیتے ہیں اور صدقہ فطر بھی جو کہ روزوں میں کوتاہیوں کا کفارہ ہے اور اس مہینے میں ہی عمرہ کا ثواب نبی ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے تو گویا عام اسلامی عبادات کے کامل اسباق درجہ کمال کی حیثیت سے ہمیں اس مہینے میں ملتے ہیں۔

اعتکاف:

اس کی یہ اہمیت ہے کہ نبی ﷺ ایک سال اعتکاف نہ کر سکے تو آخری سال میں 20 دن کے لئے اعتکاف بیٹھے۔ یہاں سے اس عظیم عبادت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

عید:

آخری عشرے میں صدقۃ الفطر ادا کر دینا چاہئے۔ اس کی انتہائی تاکید ہے اور آخری وقت عید سے پہلے کا ہے تاکہ کھانے' کپڑے' جوتے کے لحاظ سے غریب مسکین مسلمان بھائی بھی شریک ہو سکیں...... تاجر بھائیوں کو بھی پوری معذرت کے ساتھ اس بات پر غور کرتے ہوئے ریٹ کم نہیں کر سکتے تو بڑھانے بھی نہیں چاہئیں۔

عید کی رات بھی عبادت کی رات ہے اگر کر سکیں تو بہت اچھی بات ہے کہ رمضان میں قیام اللیل کے سبق کو یکدم نہ ترک کر دیں۔

صبح اٹھ کر غسل' نئے کپڑے' خوشبو' ہشاش بشاش ہو کر سب سے ملنا۔ بچوں کو خوش ہو کر عیدی دیں۔

صبح طاق کھجوریں کھا کر جانا مسنون ہے۔

تکبیرات پڑھتے ہوئے پیدل جانا اور کھلے میدان میں جا کر اللہ کی بڑائی بیان کرنی چاہئے۔

کھلے میدان سے مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ جگہ زیادہ کھلی ہو تاکہ بچے' مرد' بوڑھے اور عورتیں سب آئیں اور اللہ کی حمد وثناء بیان کریں۔ اجتماعی دعا میں شامل ہوں۔ اچھے کپڑے تحدیث نعمت کے طور پر پہنیں۔ رمضان المبارک میں روزوں کی وجہ سے بظاہر دبلے پن کا تاثر زائل ہونا چاہئے اور اظہار تشکر کا تاثر ملنا چاہئے۔ جن عورتوں کو نماز نہیں پڑھنی وہ خطبے' دعا میں شامل ہوں۔ نماز پڑھنے والی باقی عورتوں کے بچوں کو سنبھالنے کی ڈیوٹی انجام دیں اس میں ثواب ہے۔

واپسی کے لئے رستہ بدل کر جانا مسنون ہے۔ اس لئے یہ بھی مفہوم لیا جا سکتا ہے کہ پہلے سستی گمراہی والی حالت کو چھوڑ کر ہم سیدھی راہ پر آ جائیں اور اپنی فکر کو بلند کریں اعمال میں اصلاح کے پہلو کو اختیار کرنا ہے۔ قرآن میں ہے۔

ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ماھداکم

اس کی تفسیر میں یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر کبیراً سبحن اللہ بکرۃ واصیلاً

عید الفطر کی نماز دو رکعت شکرانے کی ہیں۔ جس میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں جو کہ اسی حکم قرآنی کے مطابق آپ ﷺ کی تعلیم دی ہوئی ھدائیت کی روشنی میں ہیں۔ سلام پھیرتے ہی اٹھ کر گھومنا پھرنا خلاف سنت ہے اور خطبے کا سننا یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔

عید کی اصلی خوشی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس شخص نے مسکینوں کا بھی خیال رکھا ہو۔ صدقۃ الفطر سے بڑھ کر بھی تعاون کیا ہو۔ خود نئے کپڑے پہنیں اور اچھی خوراک کھائیں۔ غریب' ہمسایہ اور اس کے بچے بھوکے ننگے ہوں...... بلکہ اس تعاون کو بین الاقوامی سطح تک لے جانا چاہئے' مہاجرین اور مجاہدین تک اس تعاون کو پہنچانا چاہئے۔

عید الفطر کی باجماعت ادائیگی میں ہرگز لاپرواہی نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن...... اگر کبھی بتقاضائے بشریت دیر ہو ہی جائے تو اس پر توبہ کرنا چاہئے اور باز آنے کا پکا وعدہ بھی کرنا چاہئے اگر ایک رکعت رہ گئی ہے تو بعد از سلام پڑھ لے اور دونوں رکعتیں رہ جائیں تو خطبے کے دوران خود سے پڑھ لینی چاہئیں۔ عید الفطر کے خطبہ سے فارغ ہو کر گھر آنے کے بعد اعزہ واقارب اور محلے والے نمازی بھائیوں سے ملنے کے لئے آ جانا چاہئے۔

صلہ رحمی:

یہ عید کے بڑے اہم تقاضوں میں سے ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب روٹھے ہوئے ہمسائے بھی گلے مل جاتے ہیں تو دل کی رنجشوں کو نکال پھینکنے اور بغلگیر ہونے کا خاص موقعہ ہے۔ محبت سے رہنے کا آغاز کرنے پہ موقعہ ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

شوال کے چھ روزے:

قیامت کے دن ہندوؤں کے فیشن اختیار کرنے پر ہندوؤں میں اٹھایا جائے گا جیسے راکھی باندھنے والے' جوگیانہ کپڑے پہننے والے' درباروں پر سجدہ کرنے والے' ناچ رنگ' چالیسواں' ساتہ علم نجوم جوتش پر یقین رکھنے والے وغیرہ

نبی ﷺ نے رمضان کے بعد شوال کے مہینے کے کوئی سے چھ دن کے روزے رکھنے پر پورے سال کے برابر روزوں کا ثواب قرار دیا ہے۔ رمضان کے انتیس یا تیس روزے اور شوال کے چھ روزے کا دن ثواب دس گنا کرنے پر تین سو ساٹھ دن پورے سال کے برابر بنتے ہیں تو کیوں نہ اس سعادت سے بھی ہم سب بہرہ ور ہوں۔

قبولیت روزہ کی دلیل:

اللہ کا خوف کما حقہ راسخ ہو جائے۔

یوسف علیہ السلام کے قدموں میں مصر کا سارا حسن گر گیا۔ لیکن انہوں نے اللہ کا خوف اپنایا اور تالے خود بخود ٹوٹتے اور دروازے خود بخود کھلتے گئے۔ اللہ نے بچالیا..... اسی طرح نوجوان اگر اللہ کا خوف اپنائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسی ہی بلندیاں عطا کرے گا۔ جیسی یوسف علیہ السلام کو عطا کیں۔

نبی ﷺ نے 17 رمضان المبارک کو صرف 16 دنوں کی مختصر تیاری کے ساتھ وقت کے سب سے بڑے فرعون ابوجہل کو پوری طرح شکست سے دوچار کر دیا۔ آج کے فرعون ابوجہل کو بھی آئندہ کسی رمضان میں روزہ رکھنے والے، راتوں کو قیام کرنے والے دن کو جہاد کرنے والے صرف اور صرف اللہ سے ڈرنے والے کسی اور سے نہ ڈرنے والے ہلاک کر ڈالیں گے۔ ان شاء اللہ

یوسف ایسے پاک دامن نوجوان جیسی ایک مثال عبداللہ بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ وقت کا بش قیصر لالچ دیتا ہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی اور آدھی حکومت بھی دے دوں گا صرف محمد ﷺ کا دین چھوڑ کر عیسائی ہو جا انہوں نے منظور نہ کیا اس قیصر نے چند مسلمان قیدیوں کو تیل کے گرم کڑاہوں میں ڈلوا کر جلوا دیا پھر انہیں جلانے کے لئے لے چلے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے بادشاہ پوچھتا ہے میں نے نہ کہا تھا کہ تو عیسائی ہو جا، جان بچ سکتی ہے۔ حکومت مل سکتی ہے تو اب پھر موقعہ ہے۔ عبداللہ بن حذیفہ کہنے لگے تم غلط سمجھے ہو میری آنکھوں سے آنسو اس لئے بہہ نکلے ہیں کہ یہ جان دیکھتے ہی دیکھتے نکل جائے گی۔ کاش! کہ میرے جسم میں سو جانیں ہوتیں اور سو بار اللہ کے راستے میں مارا جاتا تو مزہ آتا۔

اور ادھر ایک مثال ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے۔ جہاد میں بلا عذر شریک نہ ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے بائیکاٹ کرا دیا۔ گھر والوں کو بھی بولنے سے منع کر دیا۔ اس بات کا تذکرہ غسان کے عیسائی حکمران تک پہنچتا ہے۔ اس نے قاصد بھیجا خط میں کیا لکھتا ہے

مسلمانوں کو 16 دن کی تیاری، رمضان کے روزوں کے ذریعے کروا کر اللہ نے مسلمانوں کے لئے غزوہ بدر کا میدان سجادیا، جان قربان کر دینے کا درس بھی اسی مہینے میں دیا۔ اسی غزوہ میں حب للہ و بغض للہ کے تحت بیٹے نے مشرک باپ کا سر اڑادیا

"محمد ﷺ نے تیری قدر نہیں جانی ہم تجھ سے جو ہر قابل کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ محمد ﷺ نے تیرا بائیکاٹ کر رکھا ہے تو میرے پاس آ جا تجھے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔ حکومت دوں گا اور ہر طرح سے تیری عزت افزائی کرواؤں گا۔

ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ قاصد کو گھر لاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں ابھی تم جواب دیکھو..... خط کو جلتے ہوئے تندور میں پھینک دیا اور اسے کہا جاؤ اس کو کہہ دو کہ تیرا اقتدار محمد ﷺ کے جوتوں پہ قربان! اور اللہ کے حضور گڑ گڑا کر فریاد کی۔ یا اللہ اب کافر بھی میرے ایمان کا مول لگانے لگ گئے۔ میری توبہ قبول فرما۔ اللہ اکبر یہ ہے تقویٰ دنیا کا کوئی لالچ بندے کو گمراہ نہ کر سکے۔ اللہ کا ڈر سب سے زیادہ ہو۔

توحید سے صحیح لطف اندوز ہونے والے حقیقی معنوں میں وہی لوگ ہیں جو روزہ کی غرض وغایت تقویٰ کو اپناتے ہیں۔ اس میں صبر، ایمان کی اعلیٰ منازل حاصل ہوتی ہیں۔ ایثار و قربانی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ قرآن سے محبت، اس کی تعلیم، اس کی سمجھ، اس کی تفہیم پڑھائی جاتی ہے۔ اس پر عمل کی کوشش کی جاتی ہے اور کیوں نہ کی جائے کہ یہ اسلام ایسا عظیم دستور حیات، لیلۃ القدر کا تحفہ ہے جو ہزار مہینے کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔

چند تلخ حقائق:

رمضان شروع ہوتے ہی ایک کاروبار سبھی لوگ دیکھتے ہیں۔ وہ کاغذی جھنڈیوں اور عید کارڈز کی جا بجا دکانیں بن رہی ہوتی ہیں۔ کوئی ریڑھی اور کوئی پھٹے پہ یہ کاروبار جمالیتا ہے۔ سب سے زیادہ بک سٹال اسی کاروبار کو ترجیح دے رہے ہوتے ہیں۔ مرد و زن سب اس طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

باریک گتے پر جہاں نہایت خوبصورت تصاویر یا پھولوں یا مناظر (خوبصورت وزیب نظر) دیئے جاتے ہیں اور یہ عید کارڈز ایک روپے سے لے کر سینکڑوں روپوں تک کے سننے میں آئے ہیں۔ بچپن میں ہم صرف کرسمس کارڈز سے واقف تھے اور وہ بھی انگریزی کے قاعدے میں ایکس فار X-Card کرسمس کارڈ تھا۔ پھر آہستہ آہستہ ایک دوسرے کو کارڈ دینے کا رواج زور پکڑنے لگا اور یہ چیزیں کیونکہ ہم نے عیسائیوں میں دیکھی تھیں۔ اس لئے ہم ان سے دلی نفرت کرتے۔ ہمارے لڑکپن میں صورتحال بایں جا رسید کہ مسلمانوں میں بھی یہ چیزیں شروع ہو گئیں۔ عیسائیوں کے کرسمس کارڈز کی طرز پر عید کارڈز بنالئے گئے اور جھنڈیاں بھی شروع ہو گئیں۔ 14 اگست والے دن بھی یوم آزادی مبارک کی جھنڈیاں ایجاد کر لی گئیں اور ہو سکتا ہے کل کلاں یوم آزادی مبارک کارڈز اور یوم پیدائش سالگرہ کارڈز نکال لئے جائیں کہ ہمارے کاروبار پہ کون سا کوئی نگران یا محتسب ہے۔ جس کا جو جی چاہے اس اسلامی ملک میں کرے۔ ہاں وہ کام نہ کرے جس سے ملکی تاج و تخت کا سنگھاسن ڈولنے لگ جائے اور حکمرانوں کی عیاشیوں میں کوئی رکاوٹ آئے۔ باقی سب خیر ہے۔ عید پہ شراب بھی مسلمانوں میں بہت بکتی ہے۔ عیسائی بیچارے چیختے رہتے ہیں۔ مسلمانو! شراب تو ہمارے مذہب میں بھی حرام ہے۔ تم اپنی بدمعاشی اور دھونس جگانے کے لئے ہمارے کندھوں پر رکھ کر تو بندوق نہ چلاؤ۔ عید کی خوشی میں ہم بے حد فضول خرچی کرتے ہیں۔ زرداروں کی بگڑی ہوئی اولادیں جب

عید سے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہونے والے حقیقی معنوں میں وہی لوگ ہیں جو رمضان میں تقویٰ کو پالیتے ہیں

تک راگ و رنگ میں سارے رمضان کی نیکیاں نہ اڑالیں اور گھر سے ملا ہوا حرام کا سارا مال جیب خرچ کی شکل میں جو ملتا ہے اسے جب تک حرام کاموں میں نہ اڑالیں اس وقت تک وہ چین نہیں لیتے۔

عید کارڈز اور یہ ساری برائیاں جو خوشیوں کے نام پہ اختیار کی جاتی ہیں۔ سب حرام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من تشبه بقوم فهو منهم

"جس نے بھی کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔"

یعنی قیامت کے دن ہندوؤں کے فیشن اختیار کرنے والا ہندوؤں میں اٹھایا جائے گا۔ یعنی راکھی باندھنے والے جوگیانہ کپڑے پہننے والے، درباروں پہ سجدے کرنے والے، ناچ رنگ اختیار کرنے والے، گلے میں مالا یا تعویز لٹکانے والے کالے علم نجوم، دست شناسی پہ اعتقاد رکھنے والے، بسنت منانے والے، چالیسواں ساتویں منانے والے، ان کی تحقیق کر لیں۔ جاہل مسلمانوں نے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی یہ چیزیں اپنالی ہیں۔

غیر اللہ کو نذر و نیاز دینے والے، بدعات کو پھیلانے والے، میلوں، عرسوں کو رونق بخشنے والے بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اللہ کو کوئی اکثریت مجبور نہیں کر سکتی۔ عیسائیوں سے متاثر سالگرہ، عید کارڈ، اندھی تقلید، یہودی، عیسائی کلچر، شرابیں پینے والے، جوا کھیلنے والے، دینی آداب کی بجائے انگریزی الفاظ اپنانے والے، نظر بازی، بے حیائی اپنانے والے یہ لوگ، ان عیسائیوں کے زمرے میں اٹھائے جائیں گے۔

اللهم لا تجعلنا منهم

فضول خرچی میں اڑائے جانے والے یہی پیسے اگر مجاہدین کو دیئے جائیں تو یقیناً غلبہ اسلام کی منزل جلدی ملے گی اور آج عید

کے دن ہم سوچیں' اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ اگر رمضان میں ہم نے اپنا احتساب کرلیا ہے تو آج کے دن بھی اپنا احتساب کریں کہ ہم نیکیوں کے اس عظیم موسم بہار سے صحیح طور پر مستفید نہ ہوسکے' آج ہی توبہ کرلیں تو یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا معاف کرنے والا غفور الرحیم ہے۔ وہ پہلے گناہوں کو نیکیوں میں

جس طرح یوسف علیہ السلام نے سارے مصر کے حسن کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا گوارا نہ کیا تو تالے اور دروازے خود بخود ٹوٹنا شروع ہوگئے۔ آج اگر نوجوان اسی طرح کا اللہ کا خوف اپنائیں تو اللہ ان کو بھی یوسف علیہ السلام کی طرح بلندیاں عطا فرمائے گا۔

تبدیل کرنے پر قادر ہے۔ لہٰذا ہم گفتار کے غازی بننے کی بجائے عمل وکردار کے غازی بنیں اور مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کی طرف اپنی سوچوں کا رخ کردیں۔ اخوتِ اسلامیہ یہی ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں بھی اگر مسلمانوں کو ذرا بھی پریشانی ہے تو وہ ہماری پریشانی بن جانی چاہئے۔ نبی ﷺ نے بھی ہمیں یہی درس دیا ہے۔ جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ مسلمانوں کی باہمی الفت ومحبت کا تقاضا ہے کہ جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو سارا جسم اس درد میں مبتلا ہوجاتا ہے تو آنکھ اس درد کی وجہ سے سو نہیں سکتی پھر فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اسے غیروں کے سپرد نہیں کرتا اور اسے فراموش نہیں کرتا۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے دھوکہ دیتا ہے۔

تقویٰ کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے اللہ کے بندے بنیں نہ کہ ہم اغیار کے آلۂ کار بنتے پھریں۔ اللہ بہت جلدی حساب لینے والے ہیں۔ رمضان اور عید کا تقاضا خوف الٰہی ہے۔ اللہ کے ڈر کی ایک مثال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں ان کے ایک غلام نے انہیں ایک پیالہ دودھ پینے کے لئے پیش کیا تو انہوں نے پی لیا۔ غلام کہتا ہے آپ کو پتہ ہے کہ کہاں سے آیا۔ فرمایا نہیں بتاؤ تو ذرا'' کہنے لگا۔'' میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک آدمی سے کہانت کی تھی یعنی کوئی نجوم کا حساب لگا کر کچھ بتایا تھا تو یہ اس کی مزدوری' اس نے آج ادا کی ہے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اپنی انگلی حلق میں رکھ کر قے کی اور اس وقت تک قے کرتے رہے جب تک کہ حتی الامکان سارا دودھ خارج نہیں ہوگیا۔ فرمایا میں اس دودھ کا آخری قطرہ تک اپنے جسم سے نکال کر رہوں گا چاہے اس عمل میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ نبی ﷺ نے داڑھی منڈے ایرانی قاصدوں کو دیکھ کر اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا اور ان سے بات کرنے سے انکار کردیا تو صحابہ عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ انہیں تو دین کا پتہ ہی نہیں۔ ان کی بات سننا چاہئے۔ فرمایا انہیں داڑھی منڈانے کا کس نے کہا وہ کہنے لگے کہ جی ہمارا بادشاہ داڑھی منڈاتا ہے اور مونچھیں رکھتا ہے تو ہم بھی یہ کام کرتے ہیں۔ فرمایا میرا رب حکم دیتا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔ اگر قاصدوں کا احترام ملحوظ خاطر نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ تمہاری گردنیں تلوار سے اڑادی جائیں۔ آج ہم دیکھیں کہ اسلام سے کتنے دور جاچکے ہیں۔ ہماری بھاری اکثریت کی صبح کی ابتدا ہی سنت رسول اللہ ﷺ کے قتل سے ہوتی ہے جو کہ مجوسیوں اور صلیبیوں کی مشابہت ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ جو نصاب دے گئے ہیں۔ آخرت کا پرچہ اس نصاب کے مطابق ہی ہوگا۔ یہ غیر نصابی حرکات ہیں۔ انہیں چھوڑنا ہوگا۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک دیکھے کہ اس نے پیپر کی تیاری کیسی کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن کچھ لوگ میرے حوض کی طرف آرہے ہوں گے کہ ملائکہ ان کے آگے دیوار لگادیں گے حالانکہ میں ان کے وضو والے اعضاء کو چمکتے ہوئے دیکھ کر اپنی امت کے لوگ ہی سمجھ رہا ہوں گا۔ میں فرشتوں سے اس پر استفسار کروں گا تو وہ کہیں گے اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو نہیں پتہ یہ آپ کے بعد بدل گئے تھے۔ دین میں نئے نئے کام نکالتے تھے۔ فرمایا میں کہوں گا سُحْقًا سُحْقًا من غیر بعدی 'انہیں مجھ سے (دور کرو) دفعہ کرو جو میرے بعد بدل گئے تھے۔ یعنی بے دین ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین

عیدالفطر درحقیقت تقویٰ کے مقصد کو پانے' اللہ کی رضا حاصل کرلینے اور نزول قرآن و حدیث کی خوشی ہے جو کہ جہادی محاذوں اور دعوت کے میدان میں نازل ہوئے اور صحابہؓ دین پہ عمل کا طریقہ نبی ﷺ سے سیکھتے

تحفہ دینا جائز ومشروع عمل ہے۔ تحفہ دینا نبی ﷺ کی سنت ہے تو ہمیں تحائف کا تبادلہ ضرور کرتے رہنا چاہئے۔ جیسا کوئی تحفہ دے جواباً اس جیسا تحفہ دینا چاہئے۔ یا پھر وہی تحفہ جواباً لوٹا دینا چاہئے۔ تحائف سے محبت بڑھتی ہے۔ کھانے کی دعوت دینا' جو چیز خود پسند ہو ایسی ہی اپنے بھائی کے لئے پسند کی جائے۔ قرآن مترجم یا تفسیر' حدیث کی کتاب یا اچھی سی تاریخی کتاب' یا سیرۃ النبی ﷺ پر مشتمل کتب یا پھر کسی عظیم اسلامی شخصیت کے متعلق کتاب یا دیگر اسلامی جہادی کتب تحفہ میں دی جاسکتی ہیں۔ خوشبو اور اچھے کپڑے کا تحفہ دینا بھی مسنون ہے۔ اچھی دعاؤں کا تحفہ اور ایک تحفہ ایسا ہے جو جنت میں بھی بکثرت استعمال ہوگا۔ وہ ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آتے جاتے جتنی بار بھی کسی کے پاس سے گزریں واقف وناواقف سبھی کو کہیں اور دنیا بھر کے برسرپیکار مجاہدین کی طرف سے آپ سب کو عید مبارک اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ان کی طرف سے دعا کی اپیل ہے کہ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے۔ غلبہ اسلام کے لئے ہماری جہادی فدائی یلغاروں کی کامیابی کے لئے اور اس جہاد کی عنداللہ قبولیت کے لئے ہر وقت دعا گو رہئے کہ ہم اپنے لہو سے امت مسلمہ کے تحفظ وسربلندی کے لئے امید سحر بننا چاہتے اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت چاہتے ہیں۔

نحن الذین بایعوا محمداً علی الجهاد مابقینا ابداً

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ ہم جب تلک ہمارے جسموں میں جان' ہمارے جسموں میں خون کا آخری قطرہ تک موجود ہے ہم جہاد کرتے رہیں گے۔ پہاڑوں میں' سمندروں میں' میدانوں میں' کوچہ بہ کوچہ' شہر شہر' دریاؤں میں' فضاؤں میں' صحراؤں میں ہم جہاد کرتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

جہاد کل بھی جاری تھا' جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ ان شاءاللہ

''اے اللہ! تو ہم میں سے ہی کسی کو محمد بن قاسم بنا۔ کسی کو محمود غزنوی اور کسی کو سلطان' صلاح الدین ایوبی' ایسا بنادے۔'' آمین

سانپ کے کاٹے کا علاج

جب سانپ کاٹے تو اس کے زہر کو جسم میں پھیلنے سے روکیں' مثلاً اگر پاؤں پر سانپ نے ڈسا ہے تو پنڈلی اور ران پر ایک ایک رسی کس کر باندھیں۔

اب جس جگہ سانپ نے کاٹا ہے وہاں نصف سے ایک انچ گہرا اور لمبا کٹ (Cut) لگائیں۔ کٹ کے ذریعے ڈنک والے دونوں نشانوں کو ملادیں...... کٹ جسم کی لمبائی کے رخ لگائیں تاکہ خون کی کوئی نالی (Vein) کٹ نہ جائے۔

اب زہریلے خون کو منہ سے چوس کر تھوک دیں۔ اگر آپ کے منہ میں کوئی زخم وغیرہ ہو تو ایسا نہ کریں۔ جب سارا زہر نکل آئے تو زخم بند کرکے خون کا بہاؤ روک دیں۔ مریض کو سونے نہ دیں اور اسے حوصلہ دیتے رہیں کیونکہ بعض کمزور دل لوگ سانپ کے خوف کی وجہ سے ہی مرجاتے ہیں۔ سانپ جتنا پتلا ہوتا ہے اتنا زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ 80 فیصد سانپ کم زہریلے ہوتے ہیں' یعنی ان کے کاٹنے سے موت واقع نہیں ہوتی...... باقی 20 فیصد سانپوں میں 10 فیصد ایسے ہیں کہ وہ ڈنگ نہیں مارتے...... پانی والے سانپ پانی کے اندر انسان کو نہیں کاٹتے...... سانپ کو مارنا ہو تو اس کے سر پر وار کریں۔

(عبدالرحیم راولپنڈی)

برادری ازم اور مسلمان

عظمیٰ مقبول

اسلام اپنی تعلیمات کی جامعیت کے اعتبار سے دیگر ادیان عالم سے ممتاز ہے۔ اسلام ایک اعتدال پسند دین ہے۔ اسلام چونکہ اٹل صداقت اور انسانیت کے لئے مکمل نعمت ہے۔ اسے زندگی کے قافلے کی رہنمائی کرنا ہے' جیسے چند پھولوں سے گلدستہ نہیں بنتا اور ڈیڑھ اینٹ سے مسجد نہیں تعمیر ہو جاتی' اسی طرح اللہ کے امر و نہی کی انجام دہی صرف چند باتوں کی تعمیل کر لینے سے نہیں ہو جاتی بلکہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کے حوالے کر دینے سے ہوتی ہے۔ تمام مذاہب کے برعکس صرف اسلام ہی نسب میں امتیاز کی تفریق کو دور کرتا ہے۔ ذات پات کی وجہ سے جو لوگوں میں امتیاز پیدا ہوتا ہے اسلام نے اس امتیاز کو دور کرنے کی پرزور تائید کی ہے۔

اثنان فی الناس ھمابھم کفر الطعن فی النسب والنیاحة علی المیت (صحیح مسلم)

''لوگوں میں دو چیزیں کفر یہ ہیں نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔''

قوموں اور قبیلوں کا مقصد نام کی طرح صرف پہچان کے طور پر تھا لیکن معاشرے کے لوگوں میں اونچ نیچ پیدا ہونے کا سبب بنا۔

یاایھاالناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعار فوا .(حجرات' آیت نمبر 12)

''اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔''

اسی طرح یہودیوں' عیسائیوں کی طرح مسلمانوں میں بھی نسب میں لعن طعن کرنا عام پایا جاتا ہے۔ جیسے ہندوؤں میں کوئی برہمن ہے تو کوئی شودر ہے جن کے لئے جینا بھی دوبھر ہے۔ اسی طرح مسلمان بھی بہت سے طبقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور وہ اپنے آباؤ اجداد کے قوانین اور رسموں کو توڑنے کو اپنی انا کا مسئلہ بناتے ہیں۔ رشتہ داری کے سلسلے میں برادری کو معیار بناتے ہیں۔ اپنے سے کم تر قوم میں رشتہ کرنے کو توہین سمجھتے ہیں جس کے باعث کئی بن بیاہی لڑکیاں بڑھاپے کے دروازے پر دستک دے رہی ہیں۔ مسئلہ یہ ہے برادری میں کوئی مناسب رشتہ نہیں ہے۔ شادی برادری میں کرنی ہے' ورنہ برادری ہمیں لعن طعن کرے گی۔ جب اسلام اجازت دیتا ہے...... لعن' طعن نہیں کرتا تو ہماری بنائی ہوئی برادری جو مرضی کہے مسلمانوں کے شایان شان نہیں کہ وہ لوگوں سے ڈرے۔ صرف اللہ سے ہی ڈرو۔ ایمان جس دل میں گھر کر چکا ہو اور حقیقت اسلام جس میں اتر چکی ہو اور جس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہو کہ اسلام کے سوا اللہ کو کوئی دین مطلوب نہیں تو وہ اسلام کے کسی حکم کو بھی نہ ٹھکرائے۔

اکثر لڑکے یا لڑکی کا کردار اچھا ہونے کے باوجود بھی برادری کا مطالبہ رکاوٹ بن جاتا ہے۔ والدین اکثر اس رشتے پر رضامند

> ذات پات کی بجائے ہمیں گمنامی کو پسند کرنا چاہئے اس لئے اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن اور سکون ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ہو جاتے ہیں جس کے کردار کا کوئی معیار نہ ہو۔ لیکن قوم ایک ہی ہو۔ ایک غلط فیصلہ ان کی ساری زندگی کو تلخ بنا دیتا ہے۔ ایک باکردار کو بدکردار شخص کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ ان کے مستقبل ڈوب جاتے ہیں۔ اولاد کی صحیح تربیت نہیں ہوتی۔ نتیجتاً پورا گھرانہ برباد ہو جاتا ہے۔ افسوس! اسلامی معاشرہ بھی سونے' چاندی اور پیتل کی مختلف زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہمیں ان زنجیروں کو توڑ کر ایک زنجیر بنانی ہوگی پھر ہی ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اہل باطل کی پہچان بتلائی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں۔ جیسے مسیحی اور یہودی ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں بھی گروہ بندیاں بن چکی ہیں۔ اگر کوئی سیدھی راہ کو سمجھ بھی لے تو انا کا مسئلہ رکاوٹ بن جاتا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد یہ رسم و رواج رکھتے تھے تو پھر ہم کیسے ان کو چھوڑ دیں۔ ہمارا سارا خاندان ہم سے بائیکاٹ کر دے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اسی لئے ہوئی کہ وہ مغضوب وضالین کے طریقوں اور اس کی مشابہتوں سے لوگوں کو بچائیں۔

خاندانوں میں برائی کا ایک پرانا سلسلہ چل رہا ہے۔ خواتین باہر نکلیں تو برقعے اوڑھ لیتی ہیں اور خاندان کے مردوں سے کوئی پردہ نہیں۔ پوچھنے پر سننے کو ملتا ہے یہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔ چچا تو نہیں چچا کا بیٹا تو غیر محرم ہے۔ جس سے پردہ فرض ہے یا برادری کی آڑ میں ہر گناہ جائز ہے ہم کمزور مسلمان اللہ کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو Broad Minded قرار دیتے ہیں اور جو کوئی اسلام کی تعلیمات پر عمل کرے اس پر تنگ اور گھٹیا ذہن کی مہر لگا دی جاتی ہے جو گناہ غرور اور تکبر کی وجہ سے کیا جائے اس کی بخشش کی امید نہ رکھو۔

قوموں کو عزت کا معیار بنا لیا ہے' کسی ذات پر فخر کیا جاتا ہے اور کوئی ذات شرمندگی کا باعث بنتی ہے تمام انسان ہی اشرف المخلوقات ہیں۔

تم نے لوگوں کو کیوں غلام بنا لیا ہے حالانکہ ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے

گمنامی کو پسند کرو کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہستی نے جہالت کا سینہ چاک کر کے امن و سلامتی کی راہ دکھائی۔ مسلمانوں کو تو اس کی پیروی کرنے پر فخر محسوس کرنا چاہئے نہ کہ اس کی نافرمانی کرنے میں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر (حجرات' آیت نمبر 12)

''بے شک اللہ کے نزدیک معزز ترین شخص وہ ہے جو زیادہ متقی ہو اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔''

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سیاہ فام حبشی جو جنت میں رسول اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوں گے' اور جن کے نبی ﷺ نے معراج میں جن کے قدموں کی چاپ جنت میں اپنے آگے آگے سنی۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کی ذات پات اور حسب و نسب کو نہیں دیکھا۔

صحیحین میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر مہاجرین کے ایک قاصد نے ایک انصاری صحابی کو مار دیا۔ جس پر بات بڑھ گئی اور دونوں نے اپنی قوم کی دہائی دی تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا'' یہ جاہلی للکار کیسی؟'' پھر لوگوں نے نے بتایا تو فرمایا اس مردار رسم کو چھوڑ دو' (**دعوھا فانھا منتنه**) انصاری اور مہاجرین دونوں شرعی خطاب ہیں لیکن جب غلط مقصد کے لئے اور عصبیت (نفرت) کو ابھارنے کے لئے انہیں استعمال کیا گیا تو آپ نے اسے جاہلیت کہا۔ ابوداؤد کی حدیث میں عبدالرحمٰن بن ابی عقبہ کہتے ہیں کہ میں فارسی غلام تھا' احد میں جب میں نے ایک مشرک کو مارا تو فخریہ کہا'' **انا الغلام الفارسی** '' (میں فارس نژاد ہوں) اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ'' **خذھا منی وانا الغلام**

الانصاری" (کہ میں ایک انصاری ہوں)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سمع واطاعت کرو۔ اگرچہ تم پر امیر حبشی غلام بنا دیا جائے گویا کہ اس کا سر (منقہ کی طرح) چھوٹا کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

اگر ذات پات کی بات ہے تو اللہ نے تم کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ جو اعلیٰ خاندان کا ہو یا شکل وصورت میں خوبصورت ہو اس کی اطاعت اور عزت کرو۔ دراصل جو شخص اپنے آپ کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں نقص آ جاتا ہے۔ جب ہم سے دولت وشہرت کی ہوس ختم ہو جائے گی اس وقت ہم بہتر انسان بن جائیں گے۔ لیکن یہ ایسی قید ہے جس سے رہائی ناممکن نظر آتی ہے۔

ہوئے ہیں۔ مثلاً دو خاندانوں کی آپس میں لڑائی ہو جائے ایک پڑھا لکھا شخص بھی اپنے خاندان کا ساتھ دیتا ہے۔ خواہ وہ حق پر نہ ہو یہ گناہ کرنے کے بعد بھی وہ یہ سمجھے گا کہ ہماری برادری میں بہت اتفاق ہے۔ اس کو کسی قسم کا پچھتاوا نہیں ہوتا بلکہ فخر سے سر اونچا کرتا ہے جب کسی نے ظالم کی مدد کی اس نے گویا غضب الٰہی خود اپنے سر لے لیا۔

جو شخص کسی کو ظالم جانتے ہوئے اس کا ساتھ دے وہ اسلام سے نکل گیا۔ (الحدیث)

جب مسلمان ایک دوسرے کو لعن طعن کرتے ہیں تو یونہی مسلمانوں کے درمیان نفرتیں' حقارتیں جنم لیتی ہیں۔ خانہ جنگی ہوتی رہتی ہے۔ ایک دوسرے کو اپنا دشمن تسلیم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہی

انما المؤمنون اخوة

"تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلی تکلف عصبیت ختم کر دی۔ اب یا تو مومن متقی ہو گا یا پھر فاجر شقی' تم سب آدم زاد ہو اور آدم مٹی کے تھے اور جو آبائی غرور میں مبتلا ہے وہ جہنم کا ایندھن اور غلاظت کا کیڑا ہے۔ (ابوداؤد)

یہ بات صرف اَن پڑھ جاہل لوگوں میں نہیں پائی جاتی بلکہ دین دار گھرانوں سے تعلق رکھنے والوں کا یہ حال ہے۔ اپنے آپ کو اونچا سمجھتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو اپنے سے کمتر اور گھٹیا سمجھتے ہیں

یہ بات صرف جاہل لوگوں میں نہیں پائی جاتی بلکہ اکثر دین دار گھرانوں سے تعلق رکھنے والوں کا بھی یہی ذہن ہے۔ اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھ لینا جہالت ہے۔ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھنا چاہئے۔ نماز' روزہ' تہجد ادا کرتے ہیں۔ حقوق اللہ کو تو پورا کرتے ہیں لیکن حقوق العباد کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔ ان کا بھی تو اللہ نے حکم دیا ہے۔ انسان صوم وصلوٰۃ سے نہیں بلکہ معاملات سے پہچانا جاتا ہے۔ ذہنوں میں یہ بات سمائی ہوئی ہے وہ ہم سے کم تر ہیں ہم ایسے لوگوں سے تعلقات استوار نہیں کرتے بلکہ وہ بگاڑتے ضرور ہیں۔ (جب تک تیرا اترانا اور غصہ کرنا باقی ہے اپنے آپ کو اہل علم میں شمار نہ کر)۔ حقوق العباد اس زمرے میں تو نہیں آتے جو شخص پسند ہو اس سے تعلقات صحیح رکھیں اور جو ان کی نظر میں حقیر ہو اس سے سلام لینا بھی گوارہ نہ کریں۔ اسی طرح ہمسایوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے جس کا حق اتنا ہے کہ حدیث میں ہے۔

"جب تو ہنڈیا پکائے تو اس کا پانی زیادہ کر لے اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھ۔" (مسلم)

مومن وہ نہیں ہوتا جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔ پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے۔ اگرچہ تمام رات عبادت کرے اور تمام دن روزہ دار رہے۔

تم دوسروں کو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کو کہتے ہو مگر اپنے بارے میں بھول جاتے ہو۔ عالم بے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے اندھے نے چراغ اٹھایا ہو کہ لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہوں اور خود اندھیرے میں رہتا ہے۔

پڑھے لکھے لوگ بھی علم کے نام پر جہالت اور اصلاح کے عنوان سے فساد کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اس برائی کو سینے سے لگائے

محبت کا حصول اس وقت ممکن ہوگا جب طبقاتی امتیازات دنیا سے نیست ونابود کر دیئے جائیں گے۔ جب ایک مسلمان کو ہی دوسرے مسلمان سے نفرت ہو تو مسلمان متحد کیسے ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو تو جسد واحد کی طرح ہونا چاہئے۔ اصل دشمن سے کوئی دشمنی نہیں اصل دشمن کو پہچانو جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کی ہے۔ اگر چڑیاں متحد ہو جائیں تو شیر کی کھال کھینچ سکتی ہیں۔

F.A کی انگلش کے نصاب میں The Doll's House جس میں طبقاتی امتیاز صاف ظاہر ہے۔ جب مسلمانوں کی بنیاد ہی ایسی رکھی جائے تو ان سے کس کردار کی امید ہو سکتی ہے۔ عیسائی ایجوکیشنل سٹینڈرڈ بنانے کے بہانے مسلمانوں کو میٹھا زہر

خاندانوں میں برائی کا پرانا سلسلہ چل رہا ہے باہر نکلتے وقت تو برقعہ اُڑھ لیتی ہیں اگر گھر میں کوئی آ جائے تو پردہ نہیں کرتی اور رشتہ داری گنوانا شروع کر دیتی ہیں

گھول کر پلا رہے ہیں۔ دشمن کے حسنِ سلوک پر بھروسہ مت کرو کیونکہ پانی کو آگ سے جتنا ہی گرم کیا جائے پھر بھی وہ اس کو بجھانے کے لئے کافی ہے۔

ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ دنیاوی نظر میں وہ ہم سے کم تر ہے یا بالاتر' بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ بھی مسلمان ہے اور ہم بھی مسلمان ہیں پھر تو ایک ہی برادری ہوئی۔ برادری (بھائی چارہ) کے لفظ پر غور کرو اور پھر اسلام ہمیں کیا تبلیغ کرتا ہے اس پر غور کرو۔

بقیہ حسن سلوک

دودھ پلایا۔ ساری رات دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا اور والدین کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ یہ تو ہے اطاعت فرمانبرداری کی اعلیٰ ترین مثال (جو کہ شاید دنیا میں کہیں نہ ملے) ہم احسان ونیکی کی اتنی بلندی پر نہ سہی کچھ تو حیا کریں۔ اور والدین کی ضروریات وآرام کا خیال رکھیں میں نے اکثر دیکھا ہے کہ بہوئیں آرام سے کہہ دیتی ہیں کہ اخراجات پورے ہی نہیں ہوتے مہنگائی کا دور ہے۔ کچھ بچتا ہی نہیں ان کو دینے کے لئے بیٹوں کی سوچ بھی یہی ہوتی ہے کہ کیسے خرچ دیں اور اپنا ہی خرچ بڑے مشکل سے چلتا ہے۔ بیٹوں کو سوچنا چاہئے کہ ماں باپ نے ہماری ناتوانی اور بے بسی کی حالت کو کتنی محبت سے سنبھالا تو اب جبکہ وہ ہر لحاظ سے کمزور ہو چکے ہیں تو ہمیں انہیں سنبھالنا چاہئے اگر بیٹے مخلص ہوں تو بیویاں کبھی اتنی شیر نہ ہوں۔ بیوی اسی وقت شیر ہوتی ہے جب اسے پتہ ہو پیچھے گیدڑ ہے۔ ہم اگر اس نکتہ پر غور کریں کہ اللہ پاک نے بار بار والدین کے حق میں ہی کیوں وصیت کی ہے۔ اولاد کے بارے میں کیوں اتنی تاکید نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا وہی اس کی فطرت سے واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ انسان نے بیوی بچوں سے محبت کرنی ہی ہے۔ اس نے اپنی رنگین دنیا میں مگن ہو کر والدین کو بھلا دینا ہے۔ اس لئے اللہ نے نصیحت بھی کی ڈرایا بھی اور شرم بھی دلائی کہ کس طرح تکلیف سہہ کر ماں نے بچے کو جنم دیا۔ پھر ماں اور باپ دونوں نے مل کر بچے کی پرورش پیار ومحبت سے اور شدید مشکلات برداشت کر کے کی۔ اب تم جوان ہو گئے ہو تو والدین کا بھی حق ادا کرو۔ دراصل ہم اس بات کو بھول گئے ہیں کہ یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اگر ہم اس دنیا کو امتحان گاہ سمجھیں گے تو ہم دنیا میں رہ کر صرف اس نصاب کی تیاری کریں۔ جو اللہ پاک نے ہمارے لئے متعین کر دیا ہے۔

ہمیں اللہ کے حکم کو مانتے ہوئے اپنے ماں باپ کے احسان کو سامنے رکھ کر' جو انہوں نے ہم پر کئے ان کا ہر طرح سے خیال رکھنا چاہئے۔ دنیا کی زندگی تو گزرتی جا رہی ہے۔ اور گزر جائے گی۔ جب اللہ کے ہاں پیش ہوئے اور والدین کی خدمت والے پیپر میں فیل ہو گئے تو پھر کیا ہوگا۔ جہنم ہو گی اور ہم' اس لئے اب مہلت ہے۔ ہم اپنی زندگیوں کو اللہ کی فرمانبرداری کے سانچے میں ڈھال لیں۔

اتفاق اور اتحاد

سفینہ ریاض

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''اور مضبوط پکڑے رہو اللہ کی رسی کو متفق رہو اور تفرقے میں مت پڑو اور تم پر جو اللہ کا انعام ہوا ہے اس کو یاد کرو جبکہ تم باہم دشمن تھے۔ پس اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ تم اللہ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے کنارے پر تھے۔ پس اللہ نے تمہاری جان بچائی (یعنی اسلام نصیب کیا) اسی طرح اللہ تم لوگوں کو اپنی نشانیاں بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ راست پر رہو۔'' (سورۃ آل عمران)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے۔ جیسا بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے جو بکری کو اٹھالے جاتا ہے۔ جو ریوڑ سے بھاگ کر نکلی ہو یا ریوڑ سے دور چلی جائے یا ریوڑ کے کنارے پر ہو اور بچو تم پہاڑی کی گھاٹیوں (یعنی گمراہیوں سے) اور جماعت کے ساتھ رہو۔ (احمد)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر (یعنی ایک ساعت کے لئے) جدا ہوا' اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ (رواہ احمد' ابی داؤد)

یہ بات تو ڈھکی چھپی نہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی ہوا اکھڑ چکی ہے۔ نہ ان کی کہیں عزت وعظمت ہے' نہ رعب ودبدبہ۔ دنیا کا کوئی ملک بھی ان سے نہیں ڈرتا اور وہ ہر کسی سے ڈرتے ہیں۔ عالمی سطح پر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو ایک کمزور امت تصور کیا جاتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے رہبر ورہنما اور رحمت اللعالمین کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ازواج مطہرات کی شان میں گستاخانہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی زندگیوں کے متعلق منفی سوچ رکھی جاتی ہے۔ یہ صرف اور صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کا رعب ودبدبہ اور وقار ختم ہو کے رہ گیا ہے۔

جس مسلمان سے قیصر وکسریٰ جیسی سپر طاقتیں لرزہ براندام تھیں اس سے آج اسرائیل جیسا اور امریکہ جیسا باؤلا کتا بھی نہیں ڈرتا۔ عالمی سطح پر جو مسلمانوں کی کمزوری کے مختلف اسباب ہیں ان میں سب سے بڑا سبب مسلمانوں کا باہمی اختلاف وافتراق ہے۔ مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں بٹ چکے ہیں۔ ہر فرقہ اپنی مسجد الگ بنانے کی فکر میں ہے۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا کر' ایک دوسرے کو ختم کرنے کی کوشش جاری ہے۔

کیا یہ وہی امت ہے؟

آج مسلمانوں کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں۔ کوئی اپنے ماضی کو یاد کر کے اپنی موجودہ حالت پہ غور نہیں کرتا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ وہی امت ہے۔ جسے نبی ﷺ نے مسلسل محنت کے بعد باہم شیر وشکر بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ کے صحابہ اور ہمارے عظیم ہیروز مختلف علاقوں اور مختلف قبیلوں کے رہنے والے تھے۔ جن کے رہن سہن کے طریقے' رنگ ونسل اور زبان بھی مختلف تھی۔ مگر انہوں نے زبان' رنگ ونسل اور قومیت کے تمام امتیازات مٹا دیئے تھے اور آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ نبی اکرم ﷺ کے غلاموں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی' صہیب رضی اللہ عنہ رومی تھے تو عداس رضی اللہ عنہ نینوائی بھی۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی' ابوسفیان اموی بھی تھے اور عدی طائی' ضماد ازدی رضی اللہ عنہ اور سراقہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حمزہ کے قاتل وحشی بھی۔ مگر نبی ﷺ کی تربیت میں سب بھائی بھائی تھے اور ایسے بھائی کہ جو

> باہمی اختلافات کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہر شخص الگ سے ایک جماعت بنانے کی فکر میں ہے' کام سے زیادہ پروپیگنڈہ اور تشہیر کی جاتی ہے۔ قرآن وسنت چھوڑ کر لادین لیڈروں مصنفوں کی کتب پڑھی جاتی ہیں

انما المؤمنون اخوۃ

کی تفسیر عملی طور پر سمجھ آتی تھی۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلایا۔ خود پیاسے رہے' دوسروں کو سیراب کیا۔

اخوت ہو تو ایسی:

سیدنا ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا۔ اپنے ساتھ پانی کا مشکیزہ لیا کہ وہ پیاسے ہوں گے۔ انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ جان کنی کی حالت میں تھے۔ میں نے پوچھا پانی دوں تو سر کے اشارے سے ہاں کہی۔ جب میں پانی پلانے لگا تو قریب سے ہی کسی اور زخمی کی آہ! کی آواز سنی۔ مجھے ان کے پاس جانے کا حکم دیا۔ پانی لے کر ان کے پاس گیا ابھی پانی پلانے ہی لگا تھا کہ تیسرے زخمی بھائی نے آہ کی! انہوں نے کہا کہ پہلے تیسرے بھائی کو پانی پلاؤ۔ میں جب پانی لے کر ان کے پاس گیا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔ دوسرے بھائی کے پاس واپس آیا تو وہ بھی اپنے رب کے مہمان بن چکے تھے۔ جب اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو وہ بھی دم توڑ چکے تھے۔ ایسی بے شمار مثالیں ہیں جو ہمیں اسلام کی تاریخ سے ملتی ہیں کہ جن کو لکھا جائے تو بات طویل ہو جائے گی۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں اخوت ومحبت کا ایسا رشتہ برقرار رہا کہ جس کی مثال کسی اور دین میں نہیں ملتی تو وہ ساری دنیا پر چھائے رہے اور جب فرقے بندیوں کی فکر میں پڑ گئے۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے شروع کیے تو ساری دنیا میں ذلیل ورسوا ہو گئے۔

آج کے مسلمانوں کے پاس تیل کے کنویں' معدنیات کے ذخائر' کانیں بھی ہیں۔ مالی اعتبار سے نظر ڈالیں تو اکثر اقوام عالم سے مسلمان قوم زیادہ مالدار ہے۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مسلمان مغلوب وکمزور ہیں۔ آخر کیوں؟ صرف ایمانی کمزوری اور آپس کی لڑائی کی وجہ سے..... پہلے مسلمانوں کے پاس سونے چاندی کی دولت نہیں تھی بلکہ ایمان کی دولت تھی۔ ان کے پاس پٹرول' معدنیات کے ذخائر نہیں تھے بلکہ اللہ پر یقین کا عظیم ذخیرہ تھا۔ ان کے پاس جدید اسلحہ کی طاقت نہیں تھی بلکہ اتفاق واتحاد کی قوت تھی۔ وہ نہتے تین سو تیرہ تھے اور ایک ہزار کے مسلح اور تجربہ کار لشکر کو شکست دے دی تھی۔ تین ہزار کے لشکر نے دو لاکھ کو مغلوب کر لیا تھا۔

ہمیں اپنی تاریخ پر ناز بھی ہونا چاہئے اور عبرت بھی حاصل کرنی چاہئے۔ کسی دوسری قوم کی تاریخ میں اتنے چھوٹے لشکر نے اپنے سے چودہ گنا بڑے لشکر کو شکست نہیں دی۔

مسلمانوں کے باہمی اختلاف وافتراق نے انہیں ایسا تقسیم کیا ہے کہ کافروں کے دلوں میں ان کا کچھ رعب نہیں رہا۔ یہ آپس میں ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا کر ایک دوسرے کو ختم کرنے کی کوششیں کرتے ہیں کافر اسی میں انہیں مصروف رکھتے ہیں

طاقت کا راز:

مسلمانو! آج تمہاری کمزوری کی وجہ سازوسامان کی کمی نہیں۔ توپ وتفنگ اور گولہ بارود کا فقدان نہیں۔ تربیت یافتہ فوج کی قلت نہیں۔ تمہاری کمزوری کی وجہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا عدم حصول نہیں۔ مال ودولت اور سیم وزر کی قلت نہیں۔ بلکہ تمہاری کمزوری کی وجہ ایمان ویقین کی کمی' اتفاق واتحاد کا فقدان ہے۔ کفر کی بڑی بڑی طاقتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین سے ان کے سازوسامان کی وجہ سے نہیں بلکہ ایمان پر ان کے یقین محکم اور بے مثال اتحاد کی وجہ سے ڈرتی تھیں لیکن جب مسلمانوں میں ایمان اور اتحاد کی کمی ہوئی تو ان کا رعب ودبدبہ باقی نہ رہا۔ کسی زمانہ میں کابل پر ایک ترک رلجہ کی حکومت تھی۔ یہ رلجہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سالانہ دس لاکھ درہم خراج دیا کرتا تھا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے بعد اس رلجہ نے خراج دینا بند کر دیا۔ جب وقت کے بادشاہ کے نمائندے اس کے پاس خراج کا مطالبہ لے کر آئے تو اس نے کہا کہ وہ لوگ کدھر گئے جو پہلے آئے تھے۔ ان کے پیٹ فاقہ کشوں کی طرح دبے ہوئے تھے۔ پیشانیوں پر سیاہ نشان تھے۔ ان کے جسم پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور وہ کھجوروں کی چپلیں پہنا کرتے تھے۔ آنے والوں نے بتایا کہ وہ دنیا سے چلے گئے ہیں۔ ہم ان کے نائب ہیں۔ رلجہ نے کہا کہ ہم ان سے ڈرتے تھے مگر تم سے ہرگز نہیں خوف کھاتے۔ تم جو چاہے کرلو۔ ہم تمہیں خراج نہیں دیں گے۔

اس رلجہ کے دل میں کھجور کی چپل پہننے والوں کے اتفاق و اتحاد کا خوف تھا۔ شان وشوکت والے لباس پہن کر آنے والوں کی کوئی وقعت نہیں تھی۔

قباؤں میں پیوند' پتھر شکم پر' قدم تلے آج کسریٰ و قیصر
فدانان جو وہ بھی کمتر میسر' مگر ہاتھ میں زور تسخیر خیبر
کبھی اہل ایمان پہچان یہ تھی' کبھی اہل اسلام کی شان یہ تھی

۱۶ ہجری میں مسلمان فوجیں سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شام کو فتح کرتے ہوئے فلسطین تک پہنچ گئیں۔ عیسائی بیت المقدس میں قلعہ بند ہو گئے۔ اس وقت عیسائیوں کی طرف سے صلح کی پیش کش ہوئی۔ جس میں ایک خاص شرط یہ تھی کہ خلیفۂ وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف لائیں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اسلامی لشکر کو ملے تو آپ اس حالت میں تھے کہ ایک تہ بند باندھے ہوئے اور کرتے پر پیوند لگے ہوئے۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین آپ کو عیسائیوں کے فوجی افسروں اور بڑے بڑے مذہبی عہدیداروں سے ملاقات کرنی ہے۔ یہاں بڑے متمدن لوگ رہتے ہیں۔ اگر آپ اس لباس میں ان کے سامنے گئے تو ہماری کیا عزت رہ جائے گی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! کاش! یہ بات تمہارے علاوہ کسی اور نے کی ہوتی' تمہیں معلوم نہیں ہم دنیا میں سب سے پست قوم تھے پھر اللہ نے ہم کو اسلام کے ذریعے عزت دی۔ جب بھی ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعہ عزت چاہیں گے تو اللہ ہم کو ذلیل کر دے گا۔

غور فرمائیں! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے تن پر پیوند لگا لباس تھا لیکن ہر جگہ غلغلہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں۔ کافر تھرا رہے تھے۔ حکومتیں لرز رہی تھیں۔ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ آخر وجہ کیا ہے کہ پھٹے پرانے لباس میں بھی ان کا رعب ودبدبہ تھا۔ ہمارا شاندار ملبوسات میں بھی نہیں۔ وہ کھجور کی چپل پہنتے تھے مگر ان کا دبدبہ تھا جبکہ ہمارا رعب قیمتی جوتوں میں بھی نہیں۔ وہ خچروں اور گدھوں پر سوار ہوتے تھے۔ لوگ ان کے سامنے کانپتے تھے۔ ہم لمبی لمبی گاڑیوں اور ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں۔ ہم سے پھر بھی کوئی نہیں ڈرتا۔

عیسائیوں کافروں کے ایجنٹ آج بھی اسی طرح سرگرم ہیں کہ علماء سے غیر اہم بات پر فیصلہ کن فتویٰ اور تفصیلات مانگتے ہیں تو جذباتی عالم اس جال میں آ جاتے ہیں۔ نتیجتاً مختلف باتیں عوام میں اختلاف کا باعث بن کر مزید فاصلے بڑھاتی ہیں

فرق صرف یہ ہے کہ وہ لوگ باطن پر زور دیتے تھے۔ ہم صرف ظاہر پر زور دیتے ہیں۔ ان کے پاس ایمان ویقین کی دولت تھی وہ صرف اللہ سے ڈرتے تھے۔ ہمارے پاس سونے چاندی کی دولت ہے اور ہم انسانوں سے ڈرتے ہیں۔

ان میں اتفاق واتحاد تھا۔ ہمارے اندر اختلاف اور افتراق ہے۔ صرف اسی لئے آج دنیا بھر میں مسلمانوں کو کم قیمت بنا دیا گیا ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم نامراد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان متحد رہے انہیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکی۔ جب اختلاف ہوا تو سب تم پر بھوکے کتے کی طرح دوڑ پڑے۔

اے مسلمانو!

تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دین و ایمان پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآن پر
تمہاری فتح یابی منحصر ہے ہر فضل رحمٰن پر
نہ قوت پر نہ شوکت پر نہ کثرت پر نہ سامان پر

عیسائیوں اور یہودیوں نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے جس قسم کے فروعی مسائل کھڑے کیے۔ آپ ذرا غور کریں اور عبرت حاصل کریں کہ اسلام دشمن ایجنٹوں نے ہمیں کس دوراہے پر لا کھڑا کیا اور ایک منظم سازش کے تحت مسلمانوں کو لڑانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ سمجھانے کے لئے عرض کرتی ہوں۔

ایک بہت بڑا رئیس (عیسائی) ایک مسلمان مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کی خدمت میں کچھ اشرفیوں کا ہدیہ پیش کیا اور مولانا کی علمی اور دینی خدمات کی تعریف کی۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ حضرت ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس کو آج تک بڑے سے بڑا عالم دین حل نہیں کر سکا۔ مجھے کامل یقین ہے۔ آپ اسے ضرور حل کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کا رنگ کیسا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ مولانا کی تعریف بہت ہو چکی تھی اور اشرفیوں کی تھیلی بھی مل چکی تھی۔ مولانا کیسے خاموش رہتے۔ فوراً بڑے اعتماد سے کہہ دیا کہ کتے کا رنگ سفید تھا۔ عیسائی رئیس نے خوب داد دی کہ کوئی عالم دین اسے حل نہ کر سکا۔ آپ نے کر دیا ہے۔ پھر گزارش کی کہ اس مسئلے سے بہت سارے مسلمان ناواقف ہیں۔ ازراہ کرم اگلے جمعے کی خطبے میں یہ مسئلہ کھول کر بیان کریں۔ مولانا نے فوراً وعدہ کر لیا کہ میں ضرور ثابت کروں گا کہ کتے کا رنگ سفید تھا۔ اب وہ عیسائی رئیس ایک دوسرے مشہور عالم عالم دین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اشرفیاں پیش کیں۔ تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے اور اس عالم سے بھی پوچھا کہ اصحاب کہف کے کتے کے رنگ کے بارے میں بہت بے علمی ہے اور کوئی بھی یقین سے اس کا اصلی رنگ نہیں بتاتا۔ میرا خیال ہے کہ آپ ضرور اس کی اصل سے واقف ہوں گے۔ اب یہ مولانا بھی پہلے مولانا کی طرح اشرفیوں کے لالچ میں آ کر فوراً

بولے کہ اس کتے کا رنگ کالا تھا۔ عیسائی رئیس نے بہت داد دی اور گزارش کی کہ اگلے جمعہ کے خطبے میں اسے ضرور واضح کر دیں کیونکہ بہت سے مسلمان اس مسئلے سے ناواقف ہیں۔ آپ کے بیان کرنے سے ان جاہلوں کے علم میں اضافہ ہوگا۔ مولوی صاحب نے تسلی دی کہ آپ فکر نہ کریں...... میں ضرور ثابت کردوں گا کہ کتے کا رنگ کالا تھا۔ اب دونوں مسلمان مولانا صاحبان اس فضول مسئلے کو اپنے من گھڑت دلائل سے واضح کرنے لگے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر دونوں علامہ صاحبان کے مقتدی جب ایک چوک پر اکٹھے ہوئے تو ایک گروہ کہنے لگا کہ ہمارے مولانا نے آج ایک مسئلہ حل کر دیا ہے کہ کوئی عالم اسے حل نہیں کر سکا۔ وہ یہ کہ اصحاب کہف کے کتے کا رنگ سفید تھا۔ اب دوسرا گروہ کہنے لگا کہ نہیں اس کا رنگ کالا تھا۔ بات بڑھتے بڑھتے گالی گلوچ تک جا پہنچی۔ پھر مناظرے ہونے لگے اور فتوے لگ گئے کہ جو اصحاب کہف کے کتے کو کالا کہے گا۔ اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی اور جو اسے سفید کہے گا اس کے پیچھے بھی نماز نہ ہوگی۔ یہ واقعہ محض ایک مثال ہے۔ درحقیقت عیسائیوں نے جن مسائل میں مسلمانوں کو الجھا رکھا ہے۔ وہ اسی قسم کے ہیں اور ایسے فضول مسائل میں الجھنے اور ٹکرانے کے باعث آج مسلمانوں کی قوت کمزور ہو گئی ہے اور کفار کو غالب آنے کا موقع مل گیا ہے۔

اگر مسلمانوں کی پستی' تنزلی اور ذلت کے اسباب پر غور کیا جائے تو بڑے دو اسباب یہی نظر آئیں گے ہر شخص ایک جماعت بنانے کی فکر میں ہے۔ کام سے زیادہ پروپیگنڈہ اور تشہیر کی جاتی ہے۔ قرآن کو چھوڑ کر امت نے لینن مارکس' ماؤزے تنگ اور نہ جانے کون کون سے لادین لیڈروں کی کتابوں کو اپنا لیا ہے۔ قرآن کو خوبصورت غلافوں میں لپیٹ کر الماریوں کی زینت بنا دیا گیا ہے۔ قرآن کا مقصد مسلمانوں کے لئے اب یہی رہ گیا ہے کہ کبھی کبھار برکت کے لئے پڑھ لیا...... کوئی مر جائے تو ایصال ثواب کے لئے پڑھ لیا۔ کبھی جھگڑا ہوا تو قرآن کی قسم اٹھا لی۔ تعویذات لکھ کر گردنوں میں لٹکا لیا یا کسی فنکشن کے شروع میں اس کی تلاوت کر دی۔ نفس پرستی اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی خواہش یہ اختلاف کا بہت بڑا سبب ہے۔ چالاک اور کاروباری ذہن رکھنے والے علماء جانتے ہیں کہ اگر لوگ

صرف اللہ کے آگے جھکیں
صرف ایک رسول ﷺ کی اطاعت کریں
صرف ایک کتاب کو معیار بنائیں
صرف ایک عقیدے پر متفق ہو جائیں
تو ان کی!

دکان ویران ہو جائے۔ ان کا گروہ' ان کی جماعت ان کی لیڈری سب غارت ہو جائے۔ ہمارے سینے اور دل اس قدر تنگ ہو چکے ہیں کہ کوئی گروہ کسی دوسرے گروہ کو برداشت نہیں کرتا۔ ہر گروہ نے قرآن پر رسول اللہ ﷺ پر حدیث پر' کعبے پر جنت پر قبضہ جما رکھا ہے۔ سب یہی کہتے ہیں۔

اللہ اور رسول ﷺ ہمارا ہے...... حدیث ہماری ہے...... مکہ مدینہ ہمارا ہے...... اولیاء کرام ہمارے ہیں...... جنت ہماری ہے...... مغفرت اور شفاعت ہماری ہے...... تمہارے پاس کیا ہے؟ کنگلے کہیں کے...... اگر جنت میں جانا ہو تو بریلوی بن جاؤ' دیوبندی بن جاؤ' وہابی بن جاؤ...... کوئی کہتا ہے' چشتی' نظامی' قادری بن جاؤ۔ اس کے بغیر جنت میں جانا محال ہے۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ فرقے بندیوں اور اختلافات کو چھوڑ کر صرف کتاب وسنت پر عمل کرنے والے سچے مسلمان بن جاؤ۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ﷺ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری
دامن دین ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

مسلمان کو تو مسلمان ہونے پر فخر ہونا چاہئے۔ مسلمان کو سندھ اور پنجاب پر نہیں بلکہ مکہ اور مدینہ پر فخر ہونا چاہئے۔ مسلمان کو راجہ داہر اور رنجیت سنگھ پر نہیں بلکہ ابوبکر صدیق' عمر' عثمان اور علی رضی اللہ عنھم پر فخر ہونا چاہئے۔

ایک بات یاد رکھنا کہ اگر امریکیوں نے پاکستان پر حملہ کر دیا تو یہ نہیں پوچھیں گے کہ تم بریلوی ہو' دیوبندی ہو یا اہلحدیث' بلکہ ہر مسلمان ان کا نشانہ بنے گا۔ اگر اتحاد کرنا ہے تو نبی ﷺ کے یاروں کو امت کے محسنوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانا چھوڑ دیں۔ فرقہ بندیوں اور دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کی عادت کو چھوڑ دو۔ ان شاء اللہ اتحاد خود بخود آ جائے گا۔ اس کے بغیر اتحاد کی بات خواب وخیال اور جنون کے سوا کچھ نہیں۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی' نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی' دین بھی' ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی' اللہ بھی' قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندیاں ہیں کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

بیت المقدس کے سفر کے دوران ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے جب عرض کیا کہ آپ یہ پیوند لگے کپڑے بدل کر نئے کپڑے پہن لیں تا کہ ہم بے عزت نہ ہوں تو انہوں نے فرمایا اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت دی ہے جب بھی ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعے عزت چاہیں گے تو اللہ ہمیں ذلیل کر دے گا

وضاحت

بعض بھائیوں نے اعتراض کیا تھا کہ ہم مجلّہ میں عیسوی ماہ کیوں دیتے ہیں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم ہجری ماہ کو عیسوی ماہ پر ترجیح دیتے ہیں لیکن عیسوی ماہ اس لئے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ مجلّہ کی پوسٹنگ کے لئے یہ قانونی مجبوری ہے۔ قارئین اسے پیش نظر رکھیں۔ ادارہ

وفیات

محترم ڈاکٹر منظور احمد کی نومولود بیٹی وفات پا گئی۔ مجلۃ الدعوۃ کے منیجر جناب عبدالسنان عاصی کا صاحبزادہ اللہ کی راہ میں سفر کرتے ہوئے ایک حادثے میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مسئولین سے گزارش

مسئولین جماعۃ الدعوۃ سے گزارش ہے کہ آپ "دعوت کے میدان میں" کے لئے اپنی رپورٹیں' اطلاعات اور دعوتی میدان میں پیش آنے والے ایمان افروز واقعات ہر ماہ کی 18 تاریخ تک پہنچا دیا کریں تا کہ ہم مجلّہ بروقت شائع کر سکیں۔ اس تاریخ کے بعد ملنے والی رپورٹیں شائع کرنے کے ہم پابند نہیں ہوں گے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ ادارہ

صدقۃ الفطر/ فطرانہ کتنا ہے......؟

نماز عید کی ادائیگی سے پہلے فطرانہ ادا کرنا فرض ہے' چاند رات پیدا ہونے والے بچے کا فطرانہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ فطرانہ ہر امیر و غریب پر فرض ہے' فطرانہ رمضان کے دوران بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

مقدار

رسول اللہ ﷺ عام استعمال کا غلہ ایک صاع (ایک مدنی ٹوپہ نما برتن) بھر کر فطرانہ دیا کرتے تھے' علماء کے مطابق ایک صاع کی مقدار دو کلو اور سو گرام کے برابر ہے جبکہ بعض علماء اڑھائی کلو قرار دیتے ہیں۔ ملک کے ہر علاقے میں اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں چونکہ مختلف ہیں اس لئے کسی ایک رقم کا تعین سارے ملک کے لئے مناسب نہیں۔ آٹے کے حساب سے کم از کم 22 روپے (ملحوظہ لاہور کے حساب سے) فطرانہ ادا کرنا درست ہے' تاہم گندم کے علاوہ چاول' کھجوروں وغیرہ کی مذکورہ مقدار کی قیمت بھی حسب توفیق ادا کی جا سکتی ہے۔

بقیہ — تذکرہ شہداء

شہادت کی خبر سن کر ان کے گھر والوں نے یہی کہا کہ ہم جتنا کچھ بھی اللہ کے حضور قربان کر دیں وہ کم ہے۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی راہ میں اور بھی قربانیاں پیش کرنے والے بن جائیں تاکہ اسلام غالب ہو اور ہر گھر اسلام کا مضبوط قلعہ بن جائے۔ (سبحان اللہ یہ انداز صبر و شکر کا۔)

وصیت نامہ ابو مرصد حبیب الرحمٰن

محترم والدین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لوگ دنیا کا مال کمانے کے لئے اپنی اولاد کو اپنی نظروں سے اوجھل کرتے ہیں اور بعض اوقات تو نظروں سے دور ہی ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ نے اپنے بیٹے کو اللہ کے دین کے لئے اپنے آپ سے دور کیا اور اس کی شہادت بھی اللہ کے دین کے راستے میں پیش آئی۔ میں اپنے عزیز و اقارب سے گزارش کرتا ہوں کہ دنیا کی آسائشوں اور سہولتوں کو ترک کر کے اللہ کے دین کے لئے قتال کے میدان میں نکلیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیماً. (توبہ -39)

"یعنی اگر تم (جہاد کے لئے) نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔"

ہم نے اسلام اس لئے قبول کیا ہے کہ قیامت کے روز ہمیں جہنم کے عذاب سے نجات ملے اور جنت ہمارا ٹھکانہ بنے۔ کس قدر بدنصیب ہے وہ آدمی جو کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلام پر عمل نہیں کرتا۔ نماز روزہ کی پابندی نہ کرے۔ اپنے گھر سے شیطان کے مبلغ ٹی وی کو نہ نکالے۔ اپنے گھر میں شرعی پردہ رائج نہ کرے اور اس کے سبب سے کل قیامت کے روز جہنم اس کا مقدر بنے۔

میں آپ سب سے گزارش کروں گا کہ دنیا کی زندگی تو گزر ہی جاتی ہے۔ امیر غریب دونوں کی۔ لیکن خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کی زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گزرے اور باعث نجات بنے۔ وگرنہ دنیا میں کافر بڑی عیش و عشرت سے جیتے ہیں۔ لیکن ان کی آخرت کی زندگی بڑی گھاٹے والی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ اس مالک کی اطاعت میں گزرے جس نے یہ زندگی اور اس کے لوازمات ہمیں عطا کئے ہیں۔

یہ بات عیاں ہے دنیا پر ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
عزت سے جیئے تو جی لیں گے یا جام شہادت پی لیں گے

والسلام

آپ کا بیٹا

ابو مرصد حبیب الرحمٰن بن علی احمد

بقیہ — نیلم کے کنارے

ہیں اور اپنے بچوں کی وجہ سے جماعۃ الدعوۃ کے منہج سے وابستہ ہوئیں۔ اگلے روز کافی خواتین ہماری کلاس میں شریک ہوئیں جن کا تعلق دیگر دینی جماعتوں سے تھا۔ مقاصد جہاد کی کلاس کو جس میں غلبۂ اسلام فتنہ کا خاتمہ اور جزیہ کی حیثیت کو مفصل بیان کیا گیا۔ بے حد پسند کیا گیا۔ اور بہت دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ دورہ صفہ کے یہ دن بھرپور انداز میں گزر رہے تھے۔ آس پاس سے خواتین گاہے بگاہے کلاسوں میں شریک ہو کر بہت خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ صبح سویرے پہاڑوں کے دامن میں چاروں طرف سے امڈتے بادل اور بوندا باندی سے بھیگی فضا میں سبق پڑھاتے ہوئے ہم یہی سوچ رہے ہوتے کہ دعوت و اصلاح کے اس پہلے قافلے میں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے صدقہ جاریہ میں حصہ رکھ دے صبح سویرے سامنے سرسبز پہاڑوں پر بنی ہوئی بستی سے دھواں اٹھ رہا ہوتا اور دور سے بہت چھوٹے چھوٹے نظر آنے والے لوگ پہاڑوں پر سے اترتے ہوئے نظر آتے اور شام کو چڑھتے ہوئے تو ام محسن اس منظر سے بہت لطف اندوز ہوئیں۔ بڑے بڑے بلند پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے انسان دیکھ کر وہ کہتیں ان کی زندگی کا اوسطاً آدھا حصہ تو پہاڑوں پر چڑھتے ہی گزر جاتا ہے۔ یا الٰہی کتنی مشقت کی زندگی ہے۔ وہ پہروں یہ منظر دیکھتی رہتیں۔

اس دوران ام خضر نے کئی بہنوں کو یہ کلاسیں دکھائیں انہوں نے بہت حوصلہ افزائی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے اپنا پیغام ہم تک پہنچانے میں بہت دیر کر دی۔ کاش! کہ آپ پہلے یہاں آ گئے ہوتے ہم نے کہا کہ چلیں آپ اب ہی اس پیغام کو سمجھ لیں اور عمل شروع کریں تو دیر آید درست آید کے مصداق ہو جائیں۔

ام خضر باقاعدگی سے کلاسوں میں شرکت کر رہی تھیں۔ خاص طور پر ہم جہاد کیوں کر رہے ہیں" جہاد کے آٹھ مقاصد کے لیکچرز ضرور سننے آ رہی تھیں کہ درمیان میں ان کے ہاں چھٹیوں کی وجہ سے کافی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ ایک آدھ دفعہ تو مہمانوں کو بھی ساتھ لے کر آئیں لیکن بعد میں آنا مشکل ہو گیا۔ اس لئے کہ ان کی بڑی بیٹی بھی دورہ میں تھی۔ جو کہ گھر کے کاموں میں ان کی خصوصی معاون تھی۔ لہٰذا گھرداری اور مہمان داری کے سبب ان کا آنا ناممکن ہو گیا۔ جس کا انہیں بہت قلق ہوا وہ کہنے لگیں مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ میں جہاد کے مقاصد ضرور پڑھ لیتی تاکہ لوگوں کو قائل کرنے کے قابل ہو جاتی۔ ان کی دلچسپی اور شوق دیکھتے ہوئے میں نے کہا ٹھیک ہے۔ میں ان شاء اللہ آپ کو یہ اسباق گھر آ کر پڑھاؤں گی۔ لہٰذا صبح سات بجے میں نے ان کے گھر جا کر ان کو اگلے تین دن میں یہ اسباق ختم کروائے ان کا گھر صفہ کے مقام سے قریباً پندرہ منٹ پیدل راستہ تھا۔ لہٰذا کسی نہ کسی کو لے کر میں صبح نکل جاتی۔ یہاں قصاص عثمان غنی کے قتل کی افواہ پر ہونے والی بیعت رضوان، جنگ موتہ، دفاع کے لئے لڑنا اور مقبوضہ علاقے چھڑوانا کے یہ دروس ان کی ساس اور نند بھی جو کہ چھٹیاں گزارنے آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر بہت شوق اور دلچسپی سے پڑھتی تھیں اور اکثر اوقات غزوات اور شہادتوں کے واقعات سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے۔ الحمدللہ یہ کام بھی نبٹ گیا۔

ایک دن صبح سویرے بیگم ذکاء اللہ آ گئیں۔ بیگم ذکاء اللہ بہت ملنسار، بااخلاق اور دین کی سچی تڑپ رکھنے والی بہن ہیں۔ کہنے لگیں آپ کچھ وقت نکال کر یہاں آس پاس کی نشیبی وادیوں میں پروگرام کر دیں۔ یہاں دعوت دین کا کوئی مستقل سلسلہ نہیں ہے۔ خاص طور پر عورتوں میں تو بالکل بنیادی مسائل سے آگاہی بھی نہیں ہے۔

میں نے ام محسن سے مشورہ کر کے انہیں وقت دے دیا اور دو دن کے بعد ہٹیاں بالا کے نشیبی گاؤں میں پروگرام کے لئے جانا تھا۔ لہٰذا ام عزیز اور ام محسن کے ذمہ اپنی کلاسیں لگا کر میں نے نفیسہ کو تیار کر لیا۔ نفیسہ دورہ صفہ کرنے کے لئے آئی ہوئی تھیں اور ساتھ حفظ القرآن اور دوسری کلاسوں میں معاونت بھی کر رہی تھیں۔ لہٰذا صبح قریباً گیارہ بجے ذکاء اللہ بھائی اور ان کی بیگم کے ہمراہ ہم لوگ ہٹیاں بالا کی طرف روانہ ہوئے۔ مظفر آباد شہر کے عین وسط میں دریائے جہلم اور دریائے نیلم کا سنگم ہے۔ یہاں ایک چوڑا پاٹ ہے جس کے اندر بہتے ہوئے دریائے نیلم اٹھمقام سے اور دریائے جہلم سرینگر سے پوری طغیانی سے بہتے ہوئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ — اتحاد عالم اسلام

جواب پتھر سے دیتے رہتے تو کوئی قوم ان پر غالب نہ آ سکتی۔ اگر آج مسلمان اکٹھے رہتے تو کس میں ہمت تھی اور نہ پھر سے ہی سقوط بغداد کا سانحہ پیش آتا اور نہ ہی افغانستان اجڑتا اور نہ عراق کی گلیاں ویران ہوتیں۔

اگر آج مسلمان ایک ہی محاذ بنا کر کافر طاقتوں کے خلاف لڑتے تو کشمیر، فلسطین، کسووا کی سرزمین مسلمانوں کے لہو سے ہرگز رنگین نہ ہوتی۔ مسلمانوں میں آج بھی اپنے اسلاف کی بہادری، جواں مردی اور طاقت ہے کہ وہ کفر کا مقابلہ کر سکیں۔ بس صرف اتحاد کی ضرورت ہے۔ اللہ! امت مسلمہ کو اتحاد کی قوت عطا کرے کیونکہ مسلمان تب ہی کفار پر غالب آ سکتے ہیں جب تمام مسلمان ایک ہوں۔ اس وقت اتحاد عالم اسلام کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ اسی ضمن میں اقبال نے کہا تھا:......

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین و ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی کعبہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات نہ تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

والدین کے ساتھ حسن سلوک

اہلیہ حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (البقرہ: ۸۳)

قرآن مجید کے پہلے پارے میں ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ دوسری جگہ فرمایا اللہ ہی کی عبادت کرو' والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور جھڑ کو مت۔ ان سے ادب سے بات کرو ان کے سامنے عاجزی سے بازو جھکا دو اور ان کے لئے دعا کرو کہ اے رب ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی ایک جگہ نہیں کئی جگہ اللہ نے حکم دیا والدین سے اچھا سلوک کرو۔ جہاں اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنے کا حکم ہے وہیں والدین سے عمدہ سلوک کرنے کا حکم بار بار آیا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (النساء:۳۶)

ایک دو دوسری جگہ ارشاد ہے کہ

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا

ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کی۔ (العنکبوت:۸)

حدیث شریف میں تاکید کے ساتھ وعید بھی آئی ہے کہ ان کے ساتھ نیکی نہ کرو گے تو بدترین عذاب کے لئے تیار رہو والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شامل کیا ہے جو کہ معاف نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ اللہ کی اطاعت کریں۔ اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی اطاعت بھی کریں۔ جائز کاموں میں ان کی فرمانبرداری کریں۔ ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیں۔ ان کو وقت دیں۔ ان کی دلجوئی کریں۔ ان کے آرام کا خیال رکھیں۔ ان کے علاج اور غذا پر اور ہر کام پر توجہ دیں حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ أَبِي عبد الرحمن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (متفق علیہ)

ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ کہا پہلے وقت پر نماز پڑھنا میں نے کہا پھر کون سا۔ آپ ﷺ نے کہا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا میں نے کہا پھر کونسا کہا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ اس حدیث سے اندازہ لگائیں افضل ترین اعمال جو اللہ کو زیادہ محبوب ہیں۔ ان میں سے والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

مسلم کی حدیث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ خاک آلود ہو ناک' پھر خاک آلود ہو ناک' پھر خاک آلود ہو ناک' اس شخص کی جس نے بوڑھے والدین کو پایا۔ ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ گیا۔

رغام کہتے ہیں مٹی میں ناک کا خاک آلود ہونا یہ کنایہ ہے ذلت سے۔ گویا ان کی ناک مٹی میں مل گئی۔ یعنی یہ بددعا ہے اس بدنصیب کیلئے جو اپنے والدین کی خدمت نہیں کرتا پھر ایک اور حدیث بخاری و مسلم میں فرمایا۔

جو یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ (متفق علیہ)

ماں باپ سے بڑھ کر کون حق رکھتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ صلہ رحمی کرنے کے آخرت میں اجر و ثواب کے علاوہ دو بڑے فائدے دنیا میں بھی ہیں۔

ا۔ رزق میں اضافہ

ا۔ عمر میں اضافہ

اب یا تو فی الواقع رزق اور عمر میں اضافہ یا اللہ کی طرف سے اس کے رزق میں برکت اور عمر میں برکت کہ تھوڑے رزق میں اچھی گزران اور تھوڑی عمر جو نیکیوں سے پر ہو۔

قرآن مجید میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا جو حکم ہے وہ فرض ہے اور فرائض کو ادا نہ کرنے والا مکمل مسلمان نہیں ہو سکتا۔

احادیث میں اور قرآن مجید میں بار بار والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور والدین کے ساتھ بدسلوکی کے انجام بد سے ڈرایا ہے اور دین و دنیا کے فائدے بھی بتائے ہیں۔

یہ بات اپنے دل میں رکھیں کہ والدین نے اپنی صحت' جوانی' طاقت' مال اور وقت صرف کر کے ہمیں اس مقام تک پہنچایا۔ جہاں ہم اپنے گھر بسا کر بیوی بچوں کے ساتھ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہیں۔ اب جبکہ وہ اپنا سب کچھ ہم پہ لٹا کر اپنی توانائیاں ختم کر بیٹھے ہیں تو ان کی تنہائی دور کریں۔ تنہائی جو کہ بہت بڑا عذاب ہے۔ ماں باپ کی فرمانبرداری کے بارے میں حدیث کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک آدمی جس کی گذران اس کی بکریوں پر تھی وہ سارا دن بکریاں چراتا شام کو جب واپس آتا تو بیوی بچوں سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلاتا۔ ایک رات اسے دیر ہوگئی۔ جب وہ واپس لوٹا تو اس کے ماں باپ سو چکے تھے تو اس نے ماں باپ کی نیند بھی نہ خراب کی اور نہ ہی والدین سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو

باقی صفحہ 19 پر

اتحاد عالم اسلام وقت کی ضرورت

طیبہ اسلم

گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں میرے ذہن میں گونج رہی تھیں۔ یہ کون سر بکف مجاہدین ہیں؟ جو ایک ساتھ لا الہٰ الا اللہ کا بول بالا کرنے چلے ہیں۔ نہ ان میں رنگ و نسل کا فرق ہے' نہ ذات پات کا جھگڑا' مہاجر و انصار ایک ساتھ اخوت و محبت کی تاریخ رقم کرنے کے لئے کفر سے نبرد آزما ہونے چلے ہیں۔

پھر آسمان نے پرکھا' زمین نے نوٹ کیا' فضاؤں نے دیکھا' تاریخ نے اس داستان کو اپنے اندر سنہری حروف سے رقم کیا۔

ابو جہل کا ایک ہزار کا لشکر' ابو جہل اور اس کے عزائم سمیت خاک میں مل گیا اور ان بے سرو سامان مگر ایمان سے منور سینوں والے تین سو تیرہ کے قدم کامیابیوں نے چومے۔

کفر کا غرور سے اکڑا ہوا سر خاک آلود ہو گیا پھر یہ مجاہدین حق کا پھریرا لہراتے ہوئے اخوت و محبت اور امن و امان کی روائتیں قائم کرتے ہوئے توکل الی اللہ کے راستے پر چلتے ہوئے فتح کا پرچم تھامے بڑھتے چلے گئے۔ اللہ اکبر کیا شان تھی ان مجاہدین کی' ان مہاجرین کی جو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اپنا گھر بار رشتہ دار مال و دولت چھوڑ کر مدینہ چلے آئے اور ان مجاہدین کی شان جنہوں نے اپنے ان بھائیوں کو اسلام کے رشتے کی بنا پر ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے گھر اور مال و دولت میں سے ان کو آدھا آدھا حصہ دے کر اخوت کی ایسی شاندار مثال قائم کی کہ فلک نے اس سے قبل کبھی بھی نہ دیکھی تھی۔ اسلامی اور ایمانی قوت کے یہ پیکر ایک ہزار پر غلبہ پا کر اپنی منزل کو آگے ہی آگے بڑھاتے چلے گئے اور پھر منزل بہ منزل چلتے ہوئے عراق و ایران کو صرف چند ہزار سے ان کے لاکھوں کے لشکروں کو شکست دی۔ ہرقل کو ملک بدر کیا اور یہ فتوحات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں 24 لاکھ میل مربع تک اسلامی سلطنت پھیل چکی تھی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ اسلامی حکومت ہندوستان تک پہنچ چکی تھی اور پھر حجاج بن یوسف کے دور میں محمد بن قاسم صرف ایک بہن کی پکار پر بغداد سے دیبل آن پہنچا اور پھر ہندوستان بھی فتح کر لیا داہر کو جہنم واصل کیا۔

ادھر طارق بن زیاد بھی اللہ سے عہد وفا کو مضبوطی سے تھامے ہوئے صرف ایک عیسائی لڑکی کی پکار پر جبل الطارق پر پہنچ کر اندلس کے ساحل پر تمام کشتیوں کو جلا ڈالتا ہے۔ کشتیوں کو جلانا صرف ایک مقصد کے تحت تھا کہ اگر مسلمان متحد ہو کر جذبہ ایمان اور دین اسلام کی خاطر لڑیں تو ہمیں ہر حال میں فتح حاصل ہو گی' کامرانیاں ہمارے قدم چومیں گی' "مسلم امہ کی تاریخ تو اخوت و محبت اور ایثار و قربانی کے کرداروں سے بھری پڑی ہے۔" اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' "مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر جسم کے ایک عضوء کو تکلیف ہو تو وہ تمام جسم کو محسوس ہوتی ہے۔"

لیکن...... آج کے اس دور میں اتحاد و اتفاق ایسے الفاظ ہیں جو مسلم امہ کی بقاء کے لئے بہت اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔ آج پھر

> **اب بھی بعض سمجھتے ہیں کہ ہماری صلح جوئی اور امن پسندی سے ہندوستان اپنی جارحانہ پالیسی ختم کر دے گا' کبھی نہیں یہ ہماری بھول ہے**

حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر اتحاد و اتفاق کی وہ روح زندہ ہو جائے جس کی بدولت انہوں نے اس کائنات پر کتنی ہی صدیاں حکومت کی تھی۔ ہاں! مسلمانوں کے ماضی کی داستانیں تمام قوموں کے ماضی سے زیادہ تابندہ و روشن ہیں۔

مسلمانو! آج پھر کفر کی طاقتیں اکٹھی ہو کر تم پر ٹوٹ پڑیں ہیں۔ آج پھر سے تاتاریوں کا سا سیل رواں ملت اسلامیہ کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ دنیا گذشتہ ڈیڑھ ہزار برس سے ہمارے آباؤ اجداد کی غیرت و شجاعت' صبر و استقلال جبر و ستم کا امتحان کر چکی ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد نے بڑے بڑے جابر و مغرور بادشاہوں کو نیچا دکھایا۔ ہمارے اقبال کی داستانیں اس وقت سے شروع ہوتی ہیں جب کہ کفر کی آندھیاں شمع رسالت کے پروانوں کو فنا کر دینے کی نیت سے مدینہ کی چار دیواری کی طرف بڑھ رہی تھیں اور وہ تین سو تیرہ فدائیان رسول اسلام کو اپنے مقدس لہو سے شاداب کرنے کی نیت سے تیروں نیزوں اور تلواروں کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس عظیم الشان فتح کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلم امہ کے لئے فتح کے دروازے کھول دیئے۔ ہم توحید کا پرچم اٹھا کر کفر کے تعاقب میں نکلے اور پھر آسمان نے دیکھا کہ یہ چند مٹھی بھر مجاہدین کبھی مکہ کی سرد راتوں میں چھپتے چھپاتے ہجرت پر مجبور ہوئے تھے آج وہی دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلتے اور چھاتے چلے گئے۔

ہاں! اس وقت بھی کفر متحد ہو کر آیا تھا اور کفار "الکفر ملة واحدة" ہیں اور آج پھر کفار مسلمانوں کو مٹانے کے لئے متحد ہو گئے ہیں لیکن...... آج ہم نے اتفاق و اتحاد کی رسی کو جو ہم نے چودہ سو سال پہلے مضبوطی سے تھام رکھی تھی چھوڑ دیا ہے۔

مسلمانو! آج ہماری خود غرضیاں اور بغض و عناد نے ہمیں کفر کے سامنے مغلوب کر دیا ہے۔ آج پھر یہود و نصاریٰ جن کی سلطنتوں کو ہم کئی مرتبہ اپنے قدموں تلے روند چکے ہیں۔ آج پھر ہمارے مد مقابل ہیں۔ ہم نے مہاجرین و انصار کے درس کو بھلایا' ہم نے اطیعو اللہ و اطیعو الرسول کو چھوڑ دیا اور ہم اپنے من کے پجاری بن بیٹھے۔ اگر ہم اپنی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اس کا ایک ایک لفظ آج کے دور کی عکاسی کرتا نظر آئے گا۔ ہم نے محمد عربی ﷺ کے پروانوں کی زندگیوں کو مشعل راہ بنانے کی بجائے ذلت و رسوائی کا راستہ اختیار کیا۔ جو قوم اسلام سے کنارہ کشی کرتی ہے وہ کبھی فتح سے ہمکنار نہیں

ہو پاتی۔ ہم نے اپنے اتحاد کو چھوڑا اور کفر کی غلامی کو پسند کیا اور اپنے دین کو بھلا بیٹھے۔ بقول اقبال

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

اے امت مسلمہ کے سپوتو! ہمیں یہود و نصاریٰ کو یہ بتانا ہے کہ ہم ابھی سوئے نہیں۔ ہمارے ضمیر زندہ ہیں۔ ہم اسلام کی حفاظت کے لئے اپنے خون کو اتنا ہی ارزاں سمجھتے ہیں جتنا کہ ہمارے آباؤاجداد سمجھتے تھے۔ ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہمارے سینوں میں وہی تڑپ موجود ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھی۔ ہمارے اندر اب بھی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ وہی طاقت آج بھی بازوؤں میں ہے اور ہماری تلواروں میں وہی کاٹ ہے جو دشمن کا سینہ چیر کر رکھ سکتی ہے۔ آج بھی ہماری مائیں قاسم، محمود، طارق جیسے جرنیل پیدا کر سکتی ہیں جو اندلس کے ساحل پر پہنچ کر کشتیاں جلانا جانتے ہوں گے۔ جو جھوٹے خداؤں کو پاش پاش کرنا جانتے ہوں گے...... اور ایک بہن کی پکار پر سندھ کو فتح کر لینا...... ایک معمولی سی بات ہوگی۔

دیکھو مسلمانو! وہ بغداد جسے کبھی "عروس البلاد" کہا جاتا تھا۔ جہاں کبھی عظیم الشان عمارتیں مسلمانوں کے گن گاتی تھیں۔ سیاح اسے دیکھ کر رشک کرتے تھے۔ جہاں سے جس سرزمین سے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔ مسلمانو! آؤ اپنی مسجد قرطبہ کی حالت تو دیکھو۔ آج اسے کلیسا کا روپ دے دیا گیا ہے۔ جہاں پر نہ تو کوئی اللہ اکبر کی صدا دینے والا ہے اور نہ ہی حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر لبیک کہنے والا ہے۔ جہاں سے کبھی اذان بلند ہوتی تھی اب وہاں صرف نقاروں اور گھنٹیوں کی آوازیں رہ گئی ہیں۔ آج تمام مسلم ممالک میں ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ آج عالم اسلام کو جن مصائب کا سامنا ہے یہ صرف باہمی اتحاد و اتفاق نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ مسلم امہ اپنی تاریخ کے انتہائی برے دور سے گزر رہی ہے، جہاں مسلم ممالک کے درمیان اتحاد نام کو نہیں۔ اسے مسلم امت کی بدقسمتی ہی کہا جا سکتا ہے۔ کاش مسلمان اقبال کے اس شعر کی پیروی ہی کر لیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

نبی اکرم ﷺ حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ یہاں پر صرف ایک دین باقی رہے۔ لیکن...... آج مکہ مکرمہ کے پاس امریکی کالونیاں بنادی گئیں، کیا یہی ہیں عرب حکمران؟ کیا یہ نبی ﷺ کے احکامات کی پاسداری کر رہے ہیں؟ آج امریکہ قطر و کویت میں بیٹھا عراق پر بمباری کر رہا ہے۔ کیا یہی وہ اتحاد ہے؟ کیا اس امت کو اب خواب غفلت سے جگانے والا کوئی نہیں رہ گیا؟ ہم نے اتحاد کے راستے کو چھوڑا اور ذلت کی راہوں کو چنا۔ ہمیں تو چاہئے تھا کہ کٹھن راہوں پہ چلتے ہوئے عزم پیہم کو ساتھ لے کر اپنی عظیم منزلوں کی طرف سفر کرتے۔ شاعر تو ہمارے عزم کو اپنے ایک شعر میں سموتے ہوئے کہتا ہے۔

کٹھن راہوں پہ عزم پیہم کو ساتھ لے کر نکل پڑے ہیں
اس طرح کا عزم راسخ کوئی بھی لے کر نہ بڑھ سکے گا

مسلمانو! ہمارا قرآن ہمیں امن و اتحاد کا درس دیتا ہے لیکن ہم تو کفار کے ساتھ گٹھ جوڑ کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ آج جیسے امریکہ نے پاکستان میں بیٹھ کر افغانستان کو تباہ کیا تو کیا یہی ہماری اخوت ہے۔ کیا ہم میں غیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تو کیا وہ چناروں کی بیٹیاں اور مظلوم مائیں ہمیں پکارتی ہی رہ جائیں گی۔

اگر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمان آپس میں اتفاق و یگانگت پیدا کر بھی لیں تو پھر بھی ہمارے حکمران طاغوت کے جوتے چاٹنے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ آج کا وقت اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عالم اسلام کے حکمران متحد ہو کر طاغوتی قوتوں کا منہ توڑ جواب دیں لیکن ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جھٹلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے لوگو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانا کیونکہ وہ ایک دوسرے کے آپس میں دوست ہیں۔ ہم نے اسے بھی جھٹلا دیا۔ ہمیں تو چاہئے کہ کفر کے آگے ڈٹ جائیں اور آپس میں یکجا ہو کر کفر کا مقابلہ کریں کیونکہ ہماری بقا اور کامیابی اسی میں ہے۔ ورنہ یہ نہ ہو کہ ہماری داستاں بھی کبھی داستانوں میں نہ ہو۔ بقول اقبال

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے مسلمانو!
تمہاری داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں

ہم نے اخوت و رواداری کے رستے کو اپنانا ہے۔ مسلمان ایک عمارت کی مانند ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ اسی ضمن میں اقبال نے کہا

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیرو جواں بے تاب ہو جائے

اے مسلمانو! جب تم نے اللہ کے احکامات سے روگردانی کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کو خیرباد کہا جب تمہارے ہاتھوں سے وہ اتفاق و اتحاد کی مضبوط رسی چھوٹی جب تم اور تمہاری تلواریں اپنے ہی بھائیوں کے خون میں نہانے لگیں جب تم میں اخوت و بھائی چارے کا خاتمہ ہو گیا تب! کمزوری نے تمہارا دامن اس طرح پکڑا کہ تم ہاتھ پاؤں تک نہ ہلا سکے۔ کفر کی وہ طاقتیں جو ایک سچے مومن ایک دلیر و سربکف مجاہد کے سامنے ذروں سے بھی زیادہ ناپائیدار تھیں، تمہیں پتھر کی مضبوط چٹانیں لگنے لگیں۔ دنیا کی عیار قومیں تمہیں مغلوب کرنے لگیں اور تم غلام بنا دیئے جانے لگے۔ سن رکھو! جب تمہیں زندگی موت سے زیادہ عزیز ہو جائے اور تم شوق شہادت سے بھاگو تو موت تمہارے اتنے ہی قریب ہوتی جائے گی۔

ہماری تاریخ میں عبرت حاصل کرنے کے بے شمار اسباق موجود ہیں۔ ہاں! اندلس کی وہ عظیم الشان سلطنت مٹ گئی کس وجہ سے؟ محض اس وجہ سے کہ اس وقت مسلمان زوال کا شکار ہو چکے تھے۔ جب تمام کفر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایک ہو چکا تھا۔ اس وقت ہمارا یہ فرض اولین تھا کہ ہم بھی متحد ہوں۔ جب ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام جاری تھا تو اس وقت بھی ہم دشمن کے عزائم جانتے تھے۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ کفر متحد و منظم ہو رہا ہے لیکن اس کے باوجود ہم خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

اب بھی ہم میں سے بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری صلح جوئی اور امن پسندی سے ہندوستان اپنی جارحانہ پالیسی ترک کر دے گا۔ تو یہ محض ہماری خوش فہمی اور خام خیالی ہے، یہ فتنہ عظیم ہے جس سے سارے عالم اسلام اور انسانیت کو خطرہ ہے۔ جسے امن کی اپیلوں، صلح کی کانفرنسوں اور بین الاقوامی عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹا کر نہیں روکا جا سکتا۔ دنیا میں تلوار کا جواب تلوار ہی سے دیا جا سکتا ہے۔

یاد رکھیں! "قدرت کسی قوم کی جان بوجھ کر ہوئی اجتماعی اور سیاسی غلطیاں معاف نہیں کرتی۔"

اندلس کی وہ عظیم الشان سلطنت جس پر مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی اور پھر یہی قوم بے بسی کے آنسوؤں سے اپنی تاریخ کا آخری باب لکھ رہی تھی۔ کیوں! ان کے اس زوال کی کیا وجہ تھی؟ سقوط بغداد! اس سقوط بغداد کی بھی کیا وجہ تھی؟ اور جب تاتاریوں کا سیل رواں چنگیز خان اور ہلاکو خاں کی قیادت میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے آیا تھا اس وقت بھی مسلمان متحد نہ ہوئے۔ انہوں نے جنگ کی بجائے مذاکرات، صلح کو ترجیح دی مگر کیا نتیجہ نکلا؟ یہ ہم جانتے ہیں۔

آج بھی اسلام ہر جانب سے خطرات میں گھرا ہوا ہے مگر یہ لوگ پھر وہی غلطیاں دوہرا رہے ہیں۔ پھر وہی مذاکرات، امن کی اپیلیں اور پھر وہی سیاسی غلطیاں کہ شاید تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ دنیا نے دیکھا کہ جب تک مسلمان متحد رہے اور اینٹ کا

باقی صفحہ 28 پر

مسلمانو! ہم یہود و نصاریٰ کو بتادیں کہ ہمارے ضمیر ابھی زندہ ہیں اور ہم میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور صلاح الدین ایوبی جیسا اتحاد بھی ہے اور ہم اپنے مال و جان اور دین و اسلام کی حفاظت کرنا بھی جانتے ہیں۔

تاریخ کے جھروکوں سے

حصین بن سلام سے عبداللہ بن سلام تک

سفینہ ریاض

''جس نے کسی جنتی کو دیکھنا ہو وہ عبداللہ بن سلام کو دیکھ لے۔'' (فرمان نبوی ﷺ)

حصین بن سلام یثرب میں ایک معروف یہودی عالم تھے۔ تقویٰ نیکی' استقامت اور صداقت جیسی وقیع خوبیوں سے متصف تھے۔

حصین بڑی خوشگوار زندگی بسر کررہے تھے۔ انہوں نے

> عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اتنے مخلص مسلمان تھے کہ نبی ﷺ نے انہیں اہل جنت میں سے ہونے کی خوشخبری عطا فرمائی

اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کررکھا تھا۔ ایک حصہ کنیسے میں وعظ و نصیحت اور عبادت کے لئے۔ دوسرا حصہ اپنے باغ کی دیکھ بھال اور کھجوروں کی پیوند کاری کے لئے اور تیسرا حصہ تفقہ فی الدین کے لئے تورات پر غور وتدبر کے لئے مخصوص تھا۔

جب بھی حصین بن سلام تورات کی تلاوت کرتے تو ان آیات پر آکر رک جاتے جن میں نبی آخرالزمان ﷺ کی خوشخبری دی گئی تھی اور یہ دعا کرتے کہ الٰہی! ''میری عمر دراز فرما تاکہ میں نبی ﷺ کو بچشم خود دیکھ لوں۔''

اللہ جل شانہ نے حصین بن سلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ آپ کی زندگی میں نبی رحمت ﷺ کا ظہور ہوا اور ان پر ایمان لانا آپ کے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا۔

جناب حصین بن سلام کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ انہی کی زبانی پڑھیں۔

حصین بن سلام فرماتے ہیں۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے بارے میں سنا تو میں نے آپ کے نام' حسب ونسب' صفات' ظہور پذیر ہونے کی جگہ اور وقت کا بغور جائزہ لیا تو میں نے آپ کو بالکل اس کے مطابق پایا جو تورات میں لکھا تھا۔ فوراً میں آپ کی نبوت پر یقین لے آیا۔ لیکن میں نے اپنی اس کیفیت کو یہودیوں سے چھپائے رکھا اور اپنی زبان کو اس وقت تک روکے رکھا' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے سوئے مدینہ' ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوگئے۔ جب آپ ﷺ یثرب وادیٔ قبا میں جلوہ افروز ہوئے تو ایک شخص آپ کی تشریف آوری کی منادی کرتا ہوا ہمارے پاس آیا۔ میں اس وقت کھجور کے درخت کی چوٹی پر کھجوریں اتارنے میں مصروف تھا۔ میری پھوپھی خالدہ بنت حارث درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ جب میں نے یہ منادی سنی تو درخت پر ہی بآواز بلند نعرہ زن ہوا...... اللہ اکبر...... اللہ اکبر۔ میری پھوپھی نے جب نعرہ سنا تو بولی۔ اللہ تجھے غارت کرے۔ بخدا اگر تو موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے متعلق سنتا تو اس سے زیادہ خوشی کا اظہار نہ کرتا۔ میں نے کہا پھوپھی جان! ''اللہ کی قسم! یہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں اور انہی کے دین پر گامزن ہیں۔ وہ یہ سن کر خاموش ہوگئی اور پھر بولی کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں تم بتایا کرتے تھے کہ وہ انبیاء کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور اپنے ربّ کے پیغامات مکمل پہنچائے گا۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگی پھر تو ٹھیک ہے۔

میں اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کے دروازے پر لوگوں کا اژدہام تھا۔ میں لوگوں کو ہٹاتا ہوا آپ ﷺ کے قریب ہوا۔ سب سے پہلے میں نے آپ کی زبان سے یہ الفاظ سنے۔ لوگو سلام پھیلاؤ۔ رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو۔ میں نے آپ کے چہرہ انور کو بڑے غور سے دیکھا مجھے یقین ہوگیا کہ پرانور چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ پھر میں اور قریب ہوا اور بے اختیار پکار اٹھا۔

''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

کلمہ سن کر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا۔ آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کی ''حصین بن سلام'' آپ ﷺ نے فرمایا آج سے آپ کا نام ''عبداللہ بن سلام'' ہے۔

میں نے ادب سے نگاہیں جھکالیں۔ پھر میں سیدھا اپنے گھر پہنچا۔ اپنے تمام گھر والوں کو دعوت دی۔ الحمدللہ سب مسلمان ہوگئے۔ پھر میں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرے اور اپنے اسلام لانے کو اس وقت تک یہودیوں سے چھپائے رکھو جب تک میں اجازت نہ دوں۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا ''یارسول اللہ ﷺ'' یہودی بہت بڑی افترا پرداز اور جھوٹی قوم ہے۔ میری رائے ہے کہ پہلے آپ ان کے سرداروں کے سامنے دعوت پیش کریں۔ مجھے اپنے حجرے میں چھپالیں اور ان سے میرے متعلق دریافت کریں کہ میرا ان کے دلوں میں کیا رتبہ ہے؟ اور میرے اسلام لانے کو ان پر ظاہر نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک حجرے میں چھپادیا۔ پھر یہودی سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ سے جھگڑنے لگے اور اسلام کو باطل مذہب ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے۔ میں ان کی باتیں سن رہا تھا۔ جب آپ ان کی طرف سے مایوس ہوگئے تو ان سے دریافت فرمایا۔ حصین بن سلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ سب نے بیک زبان ہوکر کہا وہ ہمارے آقا ہیں۔ اس کا باپ بھی ہمارا آقا ہے۔ یہ بہت بڑے عالم ہیں یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام قبول کرلے تو کیا تم بھی کرلوگے۔ انہوں نے کہا یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ اسے اپنی پناہ میں رکھے۔ بھلا وہ اسلام کیوں قبول کرے گا۔ یہ کلمات سنتے ہی میں حجرے سے باہر ان کے سامنے آگیا اور میں نے کہا

باقی صفحہ 45 پر

> حصین بن سلام نے واضح نشانیاں دیکھتے ہوئے اسلام قبول کرلیا اور یہود کو آزمانے کے لئے نبی ﷺ کے کمرے میں چھپ گئے آپ ﷺ نے یہود کو مدعو کر کے اسلام پیش کیا تو وہ نہ مانے پھر پوچھا حصین بن سلام تمہارے ہاں کیسے ہیں تو وہ کہنے لگے بہت بڑے عالم اور ہمارے آقا ہیں اور جب عبداللہ بن سلام نے انہیں دین کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے یہ ہم میں سے سب سے برا آدمی ہے' جاہل ہے

اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

بنت سعید مسعود

ہر انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو نوزائیدہ بچہ ہوتا ہے۔ خالی ہاتھ اس دار فنا میں آنے والے مسافر کے پاس صرف قیمتی متاع زندگی کے لمحات ہوتے ہیں۔ اس کا دامن ہر طرح کے مال و دولت سے خالی اور وہ ہر قسم کے علم و فن سے بالکل نا آشنا ہوتا ہے۔ زندگی کے محدود اوقات اس کا کل سرمایہ ہوتے ہیں اور یہ زندگی اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ لیکن آج کے انسان نے زندگی کو اپنے اور دوسروں کے لئے وبال جان بنالیا ہے۔ آج کے دور میں ہر کوئی دکھ درد اور مصیبتوں' تکلیفوں کے بوجھ تلے دبا نظر آتا ہے۔ ایک دکھ درد تو وہ ہے جو خالق کی طرف سے بندے پر امتحان کی صورت میں آتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمائش میں ڈال کر اس کے صبر اور انکساری کا امتحان لیتا ہے۔ لیکن بعض دکھ درد انسان کے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ جو انسان اپنی بے راہ روی' بدعملی اور سرکشی کے نتیجے میں مول لیتا ہے اور ایسا خصوصاً اجتماعی زندگی کی بدعملی اور معاشرے کی بے راہ روی کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسانی زندگی کی خرابیوں کی بنیادی جڑیں اس کے اجتماعی نظام اور معاشرہ ہی میں ہیں اور نہ ہی اجتماع و معاشرہ اس کے دل و روح سے کوئی الگ چیز ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے بناؤ بگاڑ کا اصل سرچشمہ اس کا مرکز شخصیت اس کا دل ہے۔

یہی وہ دل ہے جو انسان کو عروج و زوال کی دونوں منازل میں سے کسی ایک پر لے جاتا ہے۔ اسی دل نے ہمیں دنیا پر حکومت کرنا سکھایا اور آج یہی دل دنیا کے جھوٹے خداؤں اور فرعونوں کی غلامی کرنے پر مجبور ہے۔ یہی وہ دل ہے جس نے اس دنیا کے ہر پانچویں شخص کو جو کہ خود کو امت محمدیہ کا فرد کہلواتا ہے' دنیا میں ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ اب قدرت کا قانون دیکھئے۔ مسلمان ہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب جو کہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ جس میں سے ہدایت لینے والوں کے ساتھ اللہ نے دنیا و آخرت دونوں میں عزت و تحفظ فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے اور دوسری طرف بھی وہ بدقسمت مسلمان ہی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جو کہ ہدایت و روشنی سے بھری پڑی ہے' اپنے پاس دکھاوے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کی برکتوں اور بے حد و حساب نعمتوں سے محروم ہیں۔ یہ الٹی گنگا کیسے بہنے لگی۔ اس کی حقیقت جاننے کے لئے ہمیں اسلام کے ابتدائی دور میں جانا پڑے گا۔ جب ایران اور روم ہی ایسی دو طاقتیں نظر آتی تھیں جو پوری دنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ ان دونوں طاقتوں کے مقابلے میں ایک ایسی طاقت اٹھی جو ابھرتی چلی گئی۔ یہ طاقت اس طرح سے اٹھی جس طرح طوفان باد و باراں کی کالی گھٹائیں بجلیوں سے لدی ہوئی آیا کرتی ہیں۔ یہ طاقت اسلحہ سے کم اور ایسے جذبے سے زیادہ لیس تھی جو اللہ نے وحی کے ذریعے ان پر اتارا تھا۔ یہ لشکر ایمان کی قوت سے بھرا پڑا تھا۔ اللہ کے یہ پراسرار بندے باطل کو نیست و نابود کر کے اللہ کے دین کے پرچم کو لہرانے کے لئے پوری دنیا کے سفر پر نکلے تھے۔ پھر زمین و آسمان نے دیکھا کہ دنیا کی سب سے بڑی جنگی طاقتوں میں مٹھی بھر مجاہدین کے سامنے ٹھہرنے کی قوت نہ رہی' ورنہ یہ قومیں تعداد اور مال و اسباب میں کچھ کم نہ تھیں۔ لڑنا بھی جانتی تھیں اور لڑانا بھی۔ اسلحہ بھی وافر تھا اور تعداد بھی۔ لیکن دوسری طرف تجربہ بھی نیا تھا اور سامان بھی کم۔ اسلحہ بھی معمولی تھا اور تعداد بھی۔ لیکن حق و باطل کا معرکہ ایسی بے جگری سے لڑا گیا کہ دشمن بھی ان کی جوانمردی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اسی نصب العین میں نوجوانوں کو اپنا مستقبل نظر آیا۔ عورت کو تحفظ محسوس ہوا اور بچوں کو شفقت کے خزانے ملے۔

> تاریخ گواہ ہے کہ جب تک اس امت نے اس کتاب سے ہدایت حاصل کی اور اللہ سے کیا ہوا وعدہ یاد رکھا۔ وہ فتح و کامرانی کے ساتھ پوری دنیا پر حکومت کرتے رہے

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک اس امت نے اس کتاب سے ہدایت حاصل کی اور اللہ سے کیا ہوا وعدہ یاد رکھا۔ وہ فتح و کامرانی کے ساتھ پوری دنیا پر حکومت کرتے رہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اسلام میں داخل ہونے کا مطلب ہے کہ انسان صرف اور صرف اللہ کو اپنا رب جانے۔ اس کے سوا کسی کے آگے نہ جھکے۔ اللہ کے حکم کو ہی دنیا میں نافذ کرنے کا نام دین ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ کے مقابلے میں آزادی اور خود مختاری سے دستبردار ہونا اسلام ہے۔ اللہ کی بادشاہی اور فرمانبرداری کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہی اسلام ہے۔

دراصل اس وقت ان غیور مسلمانوں میں ایمان کی کچھ رمک موجود تھی۔ وہ جانتے تھے کہ ہلاکت اور شہادت کا فرق کیا ہے؟ وہ جانتے تھے کہ قرآن صرف گھر میں برکت کے لئے نہیں رکھنا' بلکہ یہی ہمارا دستور العمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کا دشمن اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اپنا خواب شرمندۂ تعبیر نہ کر سکا اور ہماری تلوار کو کوئی تلوار مغلوب نہ کر سکی۔ ہمارا لوہا ہر لوہے کو کاٹتا رہا اور ہماری مٹھی بھر فوج نے دنیا کی بڑی سے بڑی فوج کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ ہماری ناکامی اور ذلت خواری کی وجہ ہماری کمزوری نہ تھی بلکہ قرآن سے عدم توجہی اور اس پر بے عملی تھی۔ آپس کی پھوٹ کا نتیجہ تھا۔

ہم نے وہ وعدے بھلا دیئے جو ہم کلمہ پڑھتے وقت اپنے اللہ سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محمد عربی ﷺ کی نسل اپنے بہترین مادی وسائل ضائع کر رہی ہے۔ عام مسلمانوں کے درمیان تصادم اور خونریزی نے اجتماعی حیات کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ حکمران بالعموم بے حس' ایمان و اقوام فروش بن چکے ہیں۔ عوام کم ہمتی' بے عملی' بے حیائی اور مایوسی کا شکار ہے۔ ہر پانچواں انسان مسلمان ہے۔ لیکن ان کا وزن خس و خاشاک سے زیادہ نہیں۔ ہمارے اندر بدعملی اور طغیانی اس حد تک بڑھ گئی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ اپنے خالق سے شرک' اس سے خود مختاری' آخرت سے لاپرواہی' انبیاء کی تکذیب' یہ تمام ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزم ہیں۔ ایک ہی خرابی کے تین پہلو ہیں۔ شرک تو پہلے بھی تھا' لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے گھڑے ہوئے خداؤں کی پرستش ہوتی تھی۔ اللہ کی نافرمانی تھی' نئے سے نئے الٰہ بھی بنائے گئے۔ لیکن آج ہماری امت نے اس کی نافرمانی بھی کی۔ اس کے ہمسر و ثانی بھی مقرر کیے۔ اس کی اولاد بھی بنا ڈالی۔ اس کی کتاب کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ اس کے اختیارات کو بھی ہاتھ میں لینے کی کوشش کی۔

لیکن اگر ہم نے کتاب اللہ کو چھوا تو صرف جن بھوت بھگانے کے لئے..... تعویذ دھاگے کے لئے ..... طاقچوں میں سجانے کے

باقی صفحہ 39 پر

مسلمان اپنے حقیقی مقاصد سے بے خبر کیوں؟

بنت غلام مصطفی

میں نارووال کے ایک گاؤں مالو کے سے تعلق رکھتی ہوں اور دو تین ماہ سے میں اپنی بہنوں سے مخاطب ہونا چاہتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اب توفیق دی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہئے جس نے ہمیں انسان بنانے کے بعد امت مسلمہ میں پیدا کیا اور پھر دین دار گھرانوں میں پیدا کیا۔ میری بہنو! ہیں تو وہ بھی مسلمان جو اپنے باپ بھائی کے سامنے بیٹھ کر ٹی وی اور وی سی آر دیکھ رہی ہوتی ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے۔ لباس ان کے اس طرح کے ہوتے ہیں کہ جسم کی نمائش ہوتی ہے۔ آج ہمارے گھرانوں میں قرآن پاک کی تلاوت کی جگہ ٹی وی، وی سی آر نے لے لی ہے۔ آج ٹی وی، وی سی آر ہمارے بیڈروم تک پہنچ گئے ہیں۔ جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور نبی کریم ﷺ رات کو سوتے وقت ذکر واذکار کرتے تھے وہاں آج ہم رات کو ٹی وی، وی سی آر دیکھتے ہیں۔ جب تک جاگتے رہیں دیکھتے ہیں اور پھر ٹی وی دیکھتے دیکھتے سو جاتے ہیں۔ تو میری بہنو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب پوچھیں گے کہ میں نے تجھے مال دیا، صحت دی، ہاتھ پاؤں دیئے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی تمام نعمتوں کا ذکر کر کے پوچھیں گے کہ بتا تو نے اس کو کہاں خرچ کیا تو پھر کیا جواب دینا ہے؟ یہ جواب دینا ہے کہ تو نے مال دیا میں نے ٹی وی وغیرہ بیہودہ قسم کے کاموں پر لگا دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون. (سورۃ الذاریات)

''کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔''

تو افسوس کہ ہم نے اپنا وقت (لہو ولعب) کھیل تماشے میں گزار دیا۔ میری بہنو یہ دنیا فانی ہے، ختم ہو جانے والی ہے۔ اس دنیا میں دل لگا کر نہ بیٹھیں اور نہ ہی اس دنیا میں عالیشان بنگلے بنائیں اور اس دنیا میں آرام پسند نہ بن جاؤ حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا

الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر (مسلم)

''دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔''

بہنو! اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ڈھیل دی ہے جو خواہش کرتا ہے اللہ تعالیٰ پوری فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں ان کی مرضی کا دیتے ہیں اور پھر آخرت میں خوب پکڑتے ہیں اور مومن بندوں کو مال دیتے ہیں اگر وہ صحیح مومن ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی آزمائش کے لئے مال چھین لیتے ہیں اور اس کی ہر طرح کی تنگی وغیرہ سے آزمائش لیتے ہیں اگر وہ آزمائش پر پورا اتر جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں سکون دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

''جب اللہ تعالیٰ انسان کو مال و دولت دیتے ہیں تو وہ بہت

میری بہنو! اس دنیا کو چھوڑ دیں آخرت میں یہ کچھ کام نہ آئے گی، نفسا نفسی کا عالم ہوگا تو کیوں نہ ہم اپنی زندگی اور اپنی آخرت کو سنوار لیں

خوش ہو جاتا ہے تو پھر جب اور کہتا ہے کہ کتنا مہربان میرا رب ہے جس نے مال و دولت عطا کیا اور جب آزمائش کے لئے چھین لیتا ہے تو کہتا ہے کہ اس رب نے تو مجھے ذلیل کر دیا۔ نعوذ باللہ'' (فجر، 30 پارہ)

میری بہنو! ہم جس حال میں بھی ہوں ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ لیکن آج ہم کتنے ناشکرے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہے لیکن پھر بھی ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وکان الانسان قتوراً...... (بنی اسرائیل 100)

''انسان تو ہے ہی ناشکرہ۔''

اگر ہم پر کوئی مصیبت اور پریشانی آئے تو صبر کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان اللہ مع الصٰبرین...... (البقرہ)

''بے شک اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

ایک جگہ پر آپ ﷺ نے فرمایا

المسلم اخو المسلم

مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔

ہاں اگر تم ان کی بہنیں ہو تو نکالو اپنے بھائیوں کو، اپنے باپوں کو، اپنے بیٹوں کو اور اپنے عزیز واقارب کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کہ آج وقت کا تقاضا یہی ہے۔

بہنو! سوچنے کی بات ہے کہ ہمارا دنیا میں آنے کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے۔

میری بہنو! اس دنیا کو چھوڑ دیں آخرت میں یہ کچھ کام نہ آئے گا۔ آخرت میں بیٹا باپ کے اور بیٹی ماں کے کچھ کام نہ آئے گی۔ نفسا نفسی کا عالم ہوگا تو کیوں نہ ہم اپنی زندگی کو اپنی آخرت کو سنوار لیں۔ میری بہنو! ہمارے ایمان بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ اسی بات سے اندازہ لگا لیں کہ نبی ﷺ کے دور میں 313 مجاہدین تھے اور ہزاروں کی تعداد میں کافر تھے۔ تب بھی مسلمان فتح یاب ہو کر لوٹے تھے تو اب سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان وادی کشمیر میں برسرپیکار ہیں۔ پھر بھی مسلمان ہر طرف سے مغلوب ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے ایمان بہت کمزور ہو چکے ہیں اور ہم آخرت کو بالکل بھول ہی چکے اور عوام کے تو کیا ہی کہنے اور ہمارے حکمران ہی کفار سے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ کے دشمن ہمارے اللہ کے دشمن اور قرآن پاک کو جھٹلانے والوں سے جو دوستی کے لئے ہاتھ بڑھائے کیا وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ ہمارے حکمران کا چہرہ بغیر نور اسلام کے یعنی داڑھی کے بغیر ہے۔ اس کی شکل وصورت اور طور طریقے کفار سے ملتے ہیں اور یہ حکمران مسلمانوں کا ہے۔

بہنو! اگر ہم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو پھر ہم اپنے رب سے مدد طلب کرنے کی بجائے ہم قبروں کے اندر پڑے ہوئے مردوں

باقی صفحہ 40 پر

کیا فالج سے بچاؤ ممکن ہے

مراسلہ: اخت ابو صخر عبدالرحمٰن شہید

فالج اس وقت ہوتا ہے جب دماغ کو خون کی فراہمی کم ہو جاتی ہے یا بند ہو جاتی ہے۔ فالج کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ پہلی طرح کے فالج کو وقف الدم (Ischemic.Stroke) کہتے ہیں۔ فالج کے 80 فیصد مریض اسی طرح کے فالج میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ فالج یا تو ایسی شریان میں سدّہ بن جانے سے ہوتا ہے جو دماغ کے کسی حصے کو خون فراہم کرتی ہے یا پھر جسم کے کسی اور حصے کی شریان میں موجود سدّے کے اس شریان سے دماغ تک پہنچ جانے کے باعث ہوتا ہے۔ دوسری قسم وقف الدم (Hemorrhagic Strokc) کہلاتی ہے۔ اس طرح کے فالج میں جسے جریان خون یا سیلان خون بھی کہتے ہیں۔ دماغ میں خون رسنے لگتا ہے۔ فالج کی وجہ بننے والے وہ عوامل جن پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہوتا یہ ہیں۔ عمر نسل اور جنس (مردوں میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے) اس کے علاوہ خاندانی کوائف پر بھی ہمارا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ یعنی یہ کہ خاندان میں کسے یہ مرض ہے یا رہ چکا ہے۔ پچپن سال کی عمر کے بعد ہر دس سال میں فالج کا خطرہ دوگنا ہو جاتا ہے۔ فالج کا سبب بننے والے وہ عوامل جن پر ہمارا اختیار ہو سکتا ہے۔ یہ ہیں بلند فشار خون، تمباکو نوشی، زیادہ کولیسٹرول، مے نوشی، دل کی بیماری، ذیابیطس، جسمانی سرگرمی نہ ہونا وغیرہ وقف الدم کے وقتی یا سرسری حملے بھی اس خطرے میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

فالج کا سبب بننے والے وہ عوامل جو ہمارے اختیار میں ہوتے ہیں ان میں بلند فشار خون سب سے اہم ہے۔ جن لوگوں میں فشار خون (بلڈ پریشر) صحیح سطح اور زیادہ سطح کے درمیان رہتا ہے۔ ان کے لئے بھی فالج کا خطرہ ایسے لوگوں کی بہ نسبت تین گنا بڑھ جاتا ہے۔ جن کا فشار خون معمول پر رہتا ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کو مسلسل بلند فشار خون کی شکایت رہتی ہو تو اس کے لئے تو فالج کا خطرہ آٹھ گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ 1972ء کے بعد فالج سے واقع ہونے والی اموات میں جو کمی ہوئی ہے اس کی وجہ زیادہ تر یہی بتائی جاتی ہے کہ فشار خون کے علاج کے طریقے بہتر ہو گئے ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ بلند فشار خون پر صحیح معنوں میں قابو پا کر ہر سال لاکھوں آدمیوں کو فالج میں مبتلا ہونے اور مرنے سے بچایا جاسکتا ہے۔

خون میں کولیسٹرول کی زیادتی اور تمباکو نوشی سے بھی فالج کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ حالیہ تحقیقی مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ کولیسٹرول کم کرنے والی ادویہ کے استعمال کے باعث فالج کے خطرے میں بھی کمی ہوئی ہے۔ اطاق ریشہ سازی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں دل کی دھڑکن بے قاعدہ ہو جاتی ہے اور یہ بے قاعدگی فالج کا سبب بن سکتی ہے۔ عمر بڑھتی ہے تو دل کی دھڑکن میں یہ بے قاعدگی بھی بڑھ جاتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق ان لوگوں کے لئے جن کے دل کی دھڑکن معمول کے مطابق نہیں ہوتی فالج کا خطرہ ایسے لوگوں سے

> دماغ کے کسی حصے کو اگر خون کی فراہمی وقتی طور پر رک جائے تو وقتی وقف الدم کا حملہ یا خفیف فالج ہو جاتا ہے اور اس کی علامات وہی ہوتی ہیں جو فالج کی ہوتی ہے

پانچ گنا ہو جاتا ہے جن کی دھڑکن معمول کے مطابق ہے۔ خون پتلا کرنے والی دواؤں کے استعمال سے یہ خطرہ ڈرامائی طور پر کم ہو سکتا ہے۔ تحقیقی مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دھڑکن میں بے قاعدگی یا اطاقی ریشہ سازی کے مریض اگر اس طرح کی دوا استعمال کریں تو فالج کے سالانہ خطرے میں ساڑھے چار سے ڈیڑھ فیصد تک کی واقع ہو سکتی ہے۔

دماغ کے کسی حصے کو اگر خون کی فراہمی وقتی طور پر رک جائے تو وقتی وقف الدم کا حملہ یا خفیف فالج ہو جاتا ہے۔ اس کی علامات تو وہی ہوتی ہیں جو فالج کی ہیں۔ لیکن دورانیہ کم ہوتا ہے۔ عام طور پر چند منٹ سے لے کر چند گھنٹے تک خفیف فالج کے اس حملے کے بعد اس کا بارہ فیصد خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک سال کے اندر اندر فالج کا باقاعدہ حملہ ہوگا۔ اسپرین جیسی دوائیں جو خلیہ بستگی و خون میں سدّے بننے کو روکتی ہیں۔ خفیف فالج کے مریضوں میں اصل فالج کے امکان کو کم کر دیتی ہیں۔ مختصر یہ کہ جن لوگوں کو بلند فشار خون کی شکایت ہے ان کو کولیسٹرول زیادہ ہے یا انہیں ذیابیطس ہے یا پھر وہ تمباکو نوشی کرتے ہیں تو انہیں یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اس صورت حال کی اصلاح خود ان کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ فالج سے بچنا چاہتے ہیں یا اس کا امکان کم کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ فشار خون، ذیابیطس اور کولیسٹرول کے سلسلے میں معالج سے مشورہ کرتے رہیں اور اس کی ہدایت پر عمل کریں، تمباکو نوشی ترک کرنے کے سلسلے میں قوت ارادی کو آزمایئے، کیونکہ آج کے زمانے میں یہ کام بہت زیادہ مشکل نہیں ہے۔

بقیہ — بنیاد پرست

نام لیوا، کسی پر زیادتی نہ کرنے والے دہشت گرد کیوں ٹھہرے؟

اس لئے ہمارے حکمران ایمان اور اسلام سے خالی ہیں۔ ان کے اندر اللہ کی خوشنودی سے زیادہ بش کی خوشنودی کی لگن اور فکر ہے۔ بش تو اپنی آمش عوام کے ساتھ ہمدردی اور عقیدت کے جذبات رکھتا ہے اور مشرف صاحب اپنے مجاہدین عوام کے ساتھ جدی پشتی بیر رکھتا ہے۔ ان کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر کے ڈالر اور بش کی خوشنودی حاصل کرتا ہے۔ اپنی عوام کو خود ہی دہشت گرد کہتا ہے۔ وہ مجاہدین جنہوں نے اسلام کی حفاظت کی خاطر اسلام کی بیٹیوں کی حفاظت کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا وہ مجاہدین جو کہتے ہیں

دنیا کے ہر خطے میں جہاں ظلم کی دہشت گردی ہے
ہم دوش ہوا پر پہنچے گے مظلوموں سے ہمدردی ہے
حاضر ہیں کفر مٹانے کو ہمیں جس نے جہاں پکارا ہے
ہم شاہین مرکز الدعوۃ کے اور مشن جہاد ہمارا ہے
جو چاہے دنیا دار کہیں ہمیں اپنا دین پیارا ہے

یہ ہیں مجاہدین کے مظلوموں کے لئے جذبات اور اسلام کی تڑپ۔ یہ وہ مجاہد اسلام ہیں جو نہ صرف مظلوموں کی مدد کرتے ہیں بلکہ پاکستان کی حفاظت کے لئے ہی یہ اپنی جانوں کو اپنی ہتھیلیوں پر رکھ کر نکلے ہوئے ہیں۔

ہماری وقت حکومت سے درخواست ہے اللہ کے لئے ہوش کے ناخن لو اور کفر کی سازشوں کو سمجھتے ہوئے اپنے ماضی کے گناہوں سے توبہ کر لو ورنہ......؟

اب نہ جاگے تو محشر میں پچھتاؤ گے
اپنی بد اعمالیوں کی سزا پاؤ گے

بقیہ — مستقل مزاجی

اپنے اندر اجتماعیت پیدا کریں گے جس طرح ہم ماہ رمضان المبارک میں اجتماعیت پیدا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ ماہ رمضان المبارک کی طرح نیکی کرنے کی توفیق دے اور ہم سب کا خاتمہ بالا یمان کرے۔ آمین

قرطاس مستورات

شاہی ٹکڑے

ماریہ عبدالرشید

اشیاء:

ڈبل روٹی کے توسٹ (سلائس) چار عدد کاٹ کر آٹھ ٹکڑے کرلیں۔

دودھ......	حلیب کا بڑا پیکٹ' ایک عدد
چینی......	ایک پیالی
چھوٹی الائچی......	آٹھ عدد
خشک دودھ......	ایک پیالی
گھی......	ایک پیالی
زردہ رنگ......	چٹکی بھر

سجانے کے لئے چاندی کے ورق

بادام...... دس عدد گریاں پانی میں بھگو کر چھلکا اتار لیں باریک کاٹ لیں۔

ترکیب:

ایک بڑے فرائنگ پین میں گھی گرم کر کے توسٹ تل لیں۔ جب لال ہو جائیں تو نکال کر رکھ لیں پھر فرائنگ پین کا سارا گھی نکال کر دودھ ڈال دیں۔ جب جوش آجائے تو چینی اور الائچی ڈال دیں' پانچ منٹ بعد توس ڈال کر خشک دودھ ڈال دیں۔ ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ جب دودھ گاڑھا گاڑھا ہو جائے تو زردہ رنگ ذرا سا دودھ میں ملا کر ڈال دیں۔ اس پر کٹے ہوئے بادام چھڑک دیں۔ کسی پھیلے ہوئے برتن میں رکھ کر ٹھنڈا کرلیں۔ چاندی کے ورق سجادیں۔

اونچے اونچے ناموں کی تختیاں جلا دینا
ظلم کرنے والوں کی وردیاں جلا دینا
موت سے گر ڈر جاؤ تو زندگی نہیں ملتی
جنگ جیتنا چاہو تو کشتیاں جلا دینا

بنت ڈاکٹر محمد رفیق راشد مانانوالہ' کوٹوار

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پہ مٹی ہوں! مجھے کیا غرض نشاں سے

تسنیم محمد یلیین کراچی

طبّی ٹوٹکے

پیٹ کا درد اور قے:

لیموں کے چھلکے خشک کر کے 3 ماشے کی مقدار کے برابر لیں اور انہیں 33 عدد بڑی الائچی کے ساتھ ڈیڑھ پاؤ پانی میں ابال کر تھوڑی سی چینی ملا کر نیم گرم کریں اور گھونٹ گھونٹ پی لیں۔ تو پیٹ کے درد میں فوری افاقہ ہوگا۔ لیموں کے بیج کو پیس کر رکھ لیں اور کسی بھی قسم کی قے محسوس ہونے کی صورت میں 1 رتی کے برابر لے کر انار کے شربت یا رس میں ملا کر چاٹ لیں۔ ہر قسم کی قے فوراً بند ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ لیموں کاٹ کر دو حصوں میں تقسیم کر کے نمک لگا کر چاٹنے سے بھی قے بند ہو جاتی ہے۔

لیموں کا چورن:

1 سیر لیموں کے رس میں 2 چھٹانک سونٹھ' 2 چھٹانک الائچی کے دانے' 2 چھٹانک پوست آملہ اور 2 چھٹانک سفید زیرہ ڈال کر ڈھک دیں اور 2 سے چار دن میں جب لیموں کا تمام رس ان اجزاء میں خشک ہو جائے تو دھوپ میں سکھا کر پیس لیں اور چھان کر شیشی میں رکھ لیں۔ پیٹ کی تمام بیماریوں کے لئے مفید چورن ہے۔ ضرورت پڑنے پر 1 سے 3 ماشے تک استعمال کریں۔

رات کو سوتے وقت ناریل یا سرسوں کے تیل میں لیموں ملا کر بالوں کی جڑوں میں لگائیں۔ بال گرنا بند ہو جائیں گے۔

لیموں خون کی حالت درست رکھتا ہے۔ لیموں قبض کشا ہے۔ یہ جسم سے زہریلے فضلات دور کرتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے خارج کرتا ہے۔ جسم سے فاسد رطوبات کا خاتمہ کرتا ہے۔

پیاری بہنو! آپ جان گئی ہوں گی کہ لیموں واقعی ہمارا ننھا سا ڈاکٹر ہے۔

سفینہ ریاض (دھارووال)

مخزن اخلاق

جمع و ترتیب: عائشہ عبدالرشید

☆ مسلمان کی رنجش کا خاتمہ السلام علیکم سے ہوتا ہے۔

☆ اگر انسان دوزخ سے اتنا ڈرے جتنا کہ افلاس سے تو دونوں سے بچ جائے۔ اسی طرح اگر وہ جنت کی اتنی خواہش کرے جتنی کہ دولت کی تو دونوں کو پالے۔

☆ صبر وہ ہے جو صدمہ کی ابتدا پر کیا جائے۔

(اسماء منور شہدادپور)

☆ اگر آزادی عزیز ہے تو آزاد قوموں کی خصوصیت پیدا کرو۔

☆ جس فعل سے شرمندگی اٹھانی پڑے اس سے پرہیز کرو۔

☆ غیر ممالک کے تالابوں سے بہتر اپنے ملک کے جوہڑ ہیں' جہاں نہاتے ہوئے تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔

(اخت حارث' ساہیوال)

☆ عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے۔ اول اس کو کوئی نامحرم نہ دیکھے' دوئم وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا)

☆ صحت کی حالت میں ایک درہم صدقہ کرنا' موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

☆ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے اور زندگی کی امید پر توبہ۔

☆ جس نے علم حاصل کیا اور عمل نہ کیا وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے ہل چلایا اور بیج نہ بویا۔

☆ غصہ ہمیشہ بے وقوفی سے شروع اور شرمندگی پر ختم ہوتا ہے۔

☆ علم کی مشعل جہاں جل رہی ہو اس سے فائدہ حاصل کرو۔ یہ نہ دیکھو کہ مشعل بردار کون ہے۔

☆ قناعت سے آدمی سوال سے بچتا ہے۔

☆ آپس میں سلام کو عام کرو' محبت بڑھے گی۔

نویرا جاوید' ساہیوال

☆ نیک بننے کی کوشش کرو جیسے کہ حسین بننے کی کوشش کرتے ہو۔

☆ دشمن کے حسن سلوک سے دھوکہ نہ کھانا' کیونکہ پانی کو خواہ کتنا ہی گرم کیا جائے وہ پھر بھی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

☆ وقتی مفاد کی خاطر کسی کے آگے سر جھکانا خودکشی سے بدتر ہے۔

☆ گرتے ہوئے انسان کو ٹھوکر نہ مار' کبھی آپ بھی گر سکتے ہیں اور کوئی آپ کو ٹھوکر مار سکتا ہے۔

(اخت عبدالکریم وہاڑی)

الکلام المونس فی تفسیر سورۃ یونس

سورۂ یونس کی تشریح وتفسیر

درس القرآن

قسط نمبر 62

ابو عمر عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا وہ خسارہ پانے والے اور بے ہدایت ٹھہرے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (45) وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ (46) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (47) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (48. سورہ یونس)

''اور ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ ان کو (اپنے حضور) جمع کرے گا کہ گویا وہ (دنیا میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کو کھڑے ہوں گے۔ واقعی خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے (45) اور جس کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (تو ان کو ایسا محسوس ہوگا) ہم آپ کو وفات دے دیں، سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے۔ پھر اللہ ان کے سب افعال پر گواہ ہے (46) اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے، سو جب ان کا وہ رسول آ چکتا ہے ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا (47) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو۔'' (48)

مفردات:

1- يَحْشُرُهُمْ: کا مادہ ''ح' ش' ر'' ہے اور یہ حَشَرَ يَحْشُرُ (باب نَصَرَ يَنْصُرُ) سے فعل مضارع معلوم واحد مذکر غائب ہے اور ھم ضمیر برائے جمع مذکر غائب ہے ''حشر'' کے معنی ''جمع ہونا'' ہے۔ یعنی وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب (کافروں و مجرموں) کو (اپنے حضور) جمع کرے گا۔

2- نُرِيَنَّكَ : کا مادہ ''ر' ء' ی'' ہے اور یہ اَرٰى يُرِی (باب افعال) سے فعل مضارع معلوم جمع متکلم با نون تاکید ثقیلہ ہے اور ''ک'' برائے خطاب واحد مذکر حاضر ہے۔ رأی کا معنی دیکھنا ہے یعنی اگر ہم آپ کو دکھلا دیں۔

3- نَتَوَفَّيَنَّكَ : کا مادہ ''و' ف' ی'' ہے اور یہ تَوَفّٰى يَتَوَفّٰى (باب تفعل) سے فعل مضارع معلوم جمع متکلم با نون تاکید ثقیلہ ہے اور ''ک'' برائے خطاب واحد مذکر حاضر ہے اور اس کا معنی ہم آپ کو وفات دے دیں ہے۔

تفسیر:

گذشتہ آیات میں کفار و مشرکین اور مجرمین و مکذبین کے قرآن سے اعراض و انکار اور احکام الٰہیہ سے دوری اور فرار کا تذکرہ تھا اور یہ کہ وہ ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی کی بناء پر رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کو نہیں مانتے تھے چونکہ ان کی اس روش و عادت کا بڑا سبب دنیا کی محبت اور اس کی آسائشوں میں مگن ہو جانا اور اس کی نعمتوں و لذتوں میں کھو جانے کی وجہ سے آخرت سے غفلت اور اس کا انکار و فراموشی ہے۔

اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں آخرت کی حقیقت اور اس کی پائیداری اور اس کے مقابلہ میں دنیا کی بے ثباتی اور اس کے فنا ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اے رسول ﷺ! آپ ان کو اس دن کے متعلق بتائیں جس دن اللہ تعالیٰ ان کو ان کی قبروں سے زندہ نکال کر اپنے سامنے جمع کرے گا اور اس دن ان پر ان کی دنیاوی زندگی کی حقیقت کھل جائے گی اور محشر کے عذاب اور اس کی سختیاں دیکھ کر دنیا کی ساری عیش و عشرت اور لذتیں بھول جائیں گے اور دنیا کی گزری ہوئی طویل و عریض زندگی انہیں ایسے معلوم ہوگی کہ گویا کہ وہ دنیا میں ایک آدھ گھڑی ہی رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ. (الأحقاف-35)

''یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں تو (انہیں یہ معلوم ہونے لگے گا کہ وہ) دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں) ٹھہرے تھے۔''

اور فرمایا

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا. (النازعات-46)

''جس روز یہ اسے دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اوّل حصہ ہی (دنیا میں) رہے ہیں۔''

اور فرمایا

ترجمہ: ''جس دن صور پھونکا جائے گا اور گنہگاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائیں گے (102) وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم تو (دنیا میں) صرف دس دن ہی رہے (103) جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت سے ہم باخبر ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اچھی راہ والا کہہ رہا ہوگا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے۔ (104۔ طٰہٰ)

اور فرمایا

ترجمہ: اور جس دن قیامت برپا ہو جائے گی' گنہگار لوگ قسمیں کھائیں گے کہ (دنیا میں) ایک گھڑی کے سوا نہیں ٹھہرے' اسی طرح یہ بہکے ہوئے ہی رہے۔ (الروم۔55)

اور فرمایا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ تم زمین میں باعتبار برسوں کی گنتی کے کس قدر رہے؟ (112) وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم' گنتی گننے والوں سے بھی پوچھ لیجئے (113) اللہ تعالیٰ فرمائے گا فی الواقع تم وہاں بہت ہی کم رہے ہو اے کاش! تم اسے پہلے ہی سے جان لیتے؟ (114)......

(المؤمنون۔112 تا 114)

اور محشر میں مجرمین ایک دوسرے کو پہچانیں گے جیسے کہ دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے لیکن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ. (المدثر. ۳۸)

''ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے۔''

ہر کوئی اپنے اقارب واحباب سے دور بھاگے گا اور کسی کو کسی سے کوئی سروکار نہیں ہوگا حتیٰ کہ والد اولاد اور اولاد والد کے کام نہیں آئے گی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: پس جبکہ کان بہرے کردینے والی (قیامت) آجائے گی (۳۳) اس دن آدمی اپنے بھائی سے (۳۴) اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے (۳۵) اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا (۳۶) ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر (دامن گیر) ہوگی جو اس کے لئے کافی ہوگی۔ (۳۷)

(عبس۔۳۳ تا ۳۷)

اور فرمایا

ترجمہ: اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ (۱۰) (حالانکہ) ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے' گنہگار اس دن کے عذاب کے بدلے فدیے میں اپنے بیٹوں کو۔ (۱۱) اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو۔ (۱۲) اور اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔ (۱۳) اور روئے زمین کے سب لوگوں کو دینا چاہے گا پھر یہ اسے نجات دلا دے۔ (۱۴)

(۱۰ تا ۱۴۔ المعارج)

اور فرمایا

ترجمہ: لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہوگا (یاد رکھو) اللہ کا وعدہ سچا ہے (دیکھو) تمہیں زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔ (لقمان۔۳۳)

اور فرمایا

ترجمہ: پس جبکہ صور پھونک دیا جائے گا' اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے' نہ آپس کی پوچھ گچھ۔ (المؤمنون-101)

اس دن کفار ومشرکین اور مجرمین ومکذبین خسارے میں ہوں گے۔ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا یعنی آخرت کے وقوع اور اللہ کے ہاں پیش ہونے اور حساب وکتاب کا انکار کیا اور جو ہدایت پر نہ تھے بلکہ گمراہی اور غلط راہ پر تھے۔

اس لئے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کی فانی نعمتوں اور اس کی عارضی قیادت وسیادت کی وجہ سے اپنی اور اپنے اہل وعیال اور اپنے ماتحتوں کی اخروی زندگی تباہ کردی کہ جنت کی نعمتوں سے محروم ہوکر جہنم کے عذاب کے مستحق ہوگئے۔ یہ بہت بڑا خسارہ ہے اس سے بڑا اور خسارہ کوئی نہیں کہ قیامت کے دن انسان حسرت و ندامت سے دوچار ہو اور اس کی اپنے اقارب واحباء اور اصدقاء سے مفارقت وجدائی بھی ہو جائے۔

خاص طور پر جب یہ لوگ مومنوں کو دیکھیں گے کہ وہ آج ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے راحت وسکون میں ہیں اور محشر کے عذاب وسختیوں سے ہر طرح محفوظ ومامون ہیں تو ان پر اپنا غلط راہ پر ہونا اور اپنی دنیا کی زندگی کی بے راہ روی اچھی طرح واضح ہوجائے گی کہ آج ہم اس غلط روش اور طریقہ کی وجہ سے ہلاکت وخسارہ سے دوچار ہیں۔ ان مکذبین کے خسارہ وہلاکت کا بیان دوسرے مقام پر بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا

ترجمہ: بے شک خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی' یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعتاً آپہنچے گا' کہیں گے کہ ہائے افسوس! ہماری کوتاہی پر جو اس کے بارے میں ہوئی اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہوں گے' خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جس کو وہ لادیں گے۔ (الانعام-31)

اور فرمایا

ترجمہ: ان لوگوں کو اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس کے اخیر نتیجہ کا انتظار ہے' جس روز اس کا اخیر نتیجہ پیش آئے گا اور اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہیں گے کہ واقعی ہمارے ربّ کے پیغمبر سچی سچی باتیں لائے تھے' سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ وہ ہماری سفارش کردے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جاسکتے ہیں تاکہ ہم لوگ ان اعمال کے' جن کو ہم کیا کرتے تھے' برخلاف دوسرے اعمال کریں۔ بے شک ان لوگوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا اور یہ جو جو باتیں تراشتے تھے سب گم ہوگئیں۔ (الاعراف-53)

اور فرمایا

ترجمہ: یہی لوگ ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے اور آخرت میں بھی وہ دشمن نقصان یافتہ ہیں۔ (النمل۔5)

اور فرمایا

ترجمہ: یہی ہیں جنہوں نے اپنا نقصان آپ کرلیا اور وہ سب کچھ ان سے کھو گیا' جو انہوں نے گھڑ رکھا تھا۔ بے شک یہی لوگ آخرت میں زیاں کار ہوں گے۔ (ھود۔22-21)

اور فرمایا

ترجمہ: اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (المرسلات۔ 15)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں کہ اے رسول ﷺ! آپ ان مکذبین ومجرمین کے متعلق پریشان نہ ہوں اور ان کے بارے میں حزن وملال میں مبتلا نہ ہوں اور ان کے بارے میں جلدی نہ کریں اس لئے کہ آپ کے مخالفین ضرور ناکام ہوں گے اور ہم نے جو ان سے عذاب کے وعدے کر رکھے ہیں وہ ضرور ان کو پہنچیں گے جیسا کہ ان سے پہلے مشرکین ومکذبین کو ہمارا عذاب پہنچا تھا۔ یا تو یہ عذاب ان کو دنیا میں آپ کی زندگی میں ہی پہنچے گا کہ آپ ان کو اپنی آنکھوں سے عذاب میں گرفتار ہوتا دیکھیں گے اور ان مجرموں کے بارے میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی لیکن اگر آپ اس سے پہلے ہی دنیا سے چلے گئے یعنی وفات پاگئے تو پھر بھی یہ ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے کیونکہ بالآخر کفار ومشرکین نے ہمارے پاس ہی آنا ہے اور ہم ان کے سارے عقائد ونظریات اور اعمال واحوال سے بخوبی واقف اور آگاہ ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت کے مطابق اگر کفار ومشرکین دنیوی عذاب سے بچ بھی گئے تو ان کے لئے آخرت کا عذاب ضروری ویقینی ہے اس سے کسی صورت بھی مفرّ ونجات ممکن نہیں اور وہ دنیوی عذاب کے مقابلہ میں کہیں زیادہ شدید اور دردناک ہے۔ (العیاذ باللہ) اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے مکذبین ومعاندین کے لئے سخت وعید اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بڑی تسلی وحوصلہ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی سنت وطریقہ ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا. (فاطر. ۴۳)

''سو آپ اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا نہیں پائیں گے۔''

اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے لئے ہر امت وگروہ میں ایک رسول بھیجتے ہیں جو ان کو اللہ کی توحید اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے اور اپنی اطاعت واتباع کی تلقین کرتا ہے۔ پس جب وہ رسول اپنی امت کے پاس واضح دلائل لے کر آتا ہے تو وہ امت دو گروہوں میں تقسیم ہوجاتی ہے۔ ایک گروہ تو اس رسول پر ایمان لاتا ہے اور اس کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق کرتا ہے اور ایک گروہ اس کی تکذیب وانکار کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیتے ہیں۔ یعنی مومنوں کو نجات دے دیتے ہیں اور جھٹلانے والوں کو ہلاک کردیتے ہیں اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جاتا کہ ان کے پاس رسول بھیجنے سے پہلے عذاب آجائے یہ اللہ کا طریقہ نہیں۔ جیسا کہ فرمایا

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا.

''اور ہماری عادت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں۔'' (بنی اسرائیل۔15)

اس لئے اللہ تعالیٰ کی عادت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے اور اتمام حجت سے قبل کسی کو عذاب دے یا اس کے جرم سے زیادہ اس کی گرفت کرے۔ پس آپ کا انکار کرنے والوں اور آپ کی مخالفت

باقی صفحہ 31 پر

42/14 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوا بِمَيَامِنِكُمْ (اخرجه الاربعة وصححه ابن خزيمة)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وضوء کرو تو اپنی دائیں طرف سے ابتداء کرو۔

اسے چاروں نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا:

تخریج: (صحیح) ابوداؤد (۴۱'۴۱) ابن ماجہ (۴۰۲) ترمذی اور نسائی میں یہ الفاظ نہیں ہیں ان میں یہ الفاظ ہیں **کان رسول الله ﷺ اذا لبس قميصا بدا بميامنه۔** رسول اللہ ﷺ جب قمیض پہنتے تو اس کی دائیں طرف سے ابتدا کرتے۔

مفردات۔

میامن ۔میمنۃ کی جمع ہے دائیں جانب

فوائد۔ا۔اس حدیث میں وضوء کے اعضاء میں دائیں طرف سے ابتداء کا حکم ہے جو وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ اگرچہ اکثر فقہاء دائیں طرف سے ابتداء کو صرف مستحب قرار دیتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ حدیث کے الفاظ یعجبہ اور یحب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل پسندیدہ تو ہے مگر واجب نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پسندیدہ ہونا وجوب کے منافی نہیں اور اگر کوئی واضح قرینہ نہ ہو تو امر وجوب کے لئے ہی ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ہمیشہ کا عمل بھی یہی ہے۔ بائیں طرف سے کسی عضو کے دھونے کی ابتداء آپ سے ایک مرتبہ بھی ثابت نہیں۔ اور قرآن مجید میں وضوء کے حکم کی تفسیر وہی معتبر ہوگی جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے کی ہے۔

۲۔ جو اعضاء دو' دو ہیں ان میں تو دائیں اور بائیں کا خیال رکھا جائے گا مگر سر اور چہرہ ایک ایک عضو ہی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے پورا چہرہ دھونے اور پورے سر کا مسح کرنے کا ہی ذکر آیا ہے اس لئے اس میں یہ پابندی نہیں ہوگی۔

پگڑی پر مسح

۴۳/۱۵ وعن المغيرة بن شعبة رضى الله عنه ان النبى ﷺ توضا فمسح بناصيته وعلى العمامة والخفين اخرجه مسلم

"مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا تو اپنی پیشانی کے بالوں پر اور پگڑی پر اور موزوں پر مسح کیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔

تخریج: صحیح مسلم الطہارہ/۸۳

مفردات: ناصیہ۔ کا ترجمہ عام طور پر پیشانی کیا جاتا ہے حالانکہ اس سے مراد پیشانی کے ساتھ ملا ہوا سر کا حصہ ہے۔ جہاں بال ہوتے ہیں۔ سر کا اگلا حصہ' سر کے اگلے حصے کے لمبے بال...... جمع نواصی وناصیات۔

العمامۃ: عین کے کسرہ کے ساتھ۔ کپڑا جو سر پر لپیٹا جائے' پگڑی جمع عمائم وعمامہ۔

مغیرہ بن شعبہ مسعود الثقفی ابو محمد یا ابو عیسی کنیت ہے۔ خندق کے زمانہ میں اسلام لائے اور حدیبیہ اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے۔ انہیں ان کی عقل و ذہانت کی وجہ سے مغیرہ الرائی کہا

جاتا تھا۔ جنگ یمامہ، شام کی فتوحات اور قادسیہ میں بھی شریک ہوئے۔ شعبی اور زہری نے فرمایا یہ عرب کے مدبر لوگوں سے تھے۔ قبیصہ بن جابر نے فرمایا، اگر کسی شہر کے سات دروازے ہوں جن میں سے کسی دروازے سے بھی زبردست چال کے بغیر نکلنا ممکن نہ ہو تو مغیرہ بھی دروازوں سے نکل جائیں گے۔ بڑے عقل مند، ادیب، سمجھدار، دانشمند اور صاحب تدبیر تھے۔ ابن عبدالبر نے فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا حاکم بنایا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خلاف شہادتیں پہنچیں تو انہوں نے انہیں معزول کر دیا۔ پھر کوفہ کا والی بنادیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں برقرار رکھا۔ پھر فتنے کے زمانے میں علیحدہ رہے، پھر علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان محاکمہ کی مجلس میں بھی حاضر ہوئے۔ صحیح قول کے مطابق سنہ ۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ (مرعاۃ)

فوائد:

1- اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ پورے سر کا مسح کرنے کی بجائے صرف ناصیہ کا مسح کرلیا جائے تو کافی ہے۔

بلکہ بعض نے اس حدیث کو دلیل بنا کر سر کے چوتھے حصہ کا مسح کافی قرار دیا اور استدلال اس طرح کیا کہ ناصیہ پورے سر کے چوتھائی کے برابر ہوتی ہے۔ اس لئے سر کے بھی چوتھے حصے کا مسح کافی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ایک دفعہ بھی سر کے بعض حصے کا مسح ثابت نہیں، بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ پورے سر کا مسح کرتے تھے۔ حدیث کی کسی کتاب میں یہ حدیث صرف ان الفاظ کے ساتھ نہیں آئی جن الفاظ میں بعض کتب فقہ کے مصنفین نے اس دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ انه توضا فمسح بنا صيته یعنی آپ نے وضو کیا اور ناصیہ کا مسح کیا بلکہ ساتھ عمامہ کا بھی ذکر ہے۔ اس لئے ناصیہ کا مسح صرف اس صورت میں کافی ہوگا، جب اس کے ساتھ سر کے باقی حصہ کا بھی مسح کیا جائے یا باقی حصے پر پگڑی کا مسح کیا جائے۔

2- اس حدیث میں پگڑی کے ساتھ ناصیہ کا مسح بھی آیا ہے۔ اس لئے بعض اہل علم نے صرف پگڑی پر مسح کا انکار کر دیا اور صرف اس صورت میں پگڑی کا مسح درست قرار دیا۔ جب اس کے ساتھ سر کے کچھ حصے کا مسح بھی کیا جائے مگر حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے تین طرح کا سر کا مسح آیا ہے۔ اس لئے تینوں طریقے درست ہیں۔ ان میں سے کسی کا انکار درست نہیں۔ ایک تو پورے سر کا مسح جیسا کہ اکثر احادیث میں آیا ہے۔ دوسرا سر کے کچھ حصے کے ساتھ پگڑی کا مسح...... جیسا کہ زیر شرح حدیث میں ہے...... تیسرا صرف پگڑی کا جیسا کہ بہت سی احادیث میں آیا ہے۔ ان میں سے ایک عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ فرماتے ہیں رَاَیْتُ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ مَسَحَ عَلٰی عِمَامَتِہٖ وَخُفَّیْہِ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔ (صحیح بخاری حدیث ۲۰۵) اس کے علاوہ بلال، سلمان، ابوامامہ، خزیمہ بن ثابت، ابوطلحہ، ابوذر اور انس رضی اللہ عنہم سے صرف پگڑی یا خمار پر مسح کی احادیث مروی ہیں۔ جیسا کہ زیلعی نے نصب الرایہ میں ذکر کیا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ سے پگڑی کا مسح ثابت ہونے کے بعد کسی عالم کی تقلید کی وجہ سے اس کا انکار درست نہیں۔

3- بعض حضرات نے پگڑی پر مسح کے لئے کچھ شرطیں اپنے پاس سے بڑھائی ہیں۔ مثلاً سر کا کوئی حصہ پگڑی سے خالی نہ ہو یا پگڑی موزے کی طرح باوضو حالت میں پہنی ہو، مگر ایسی کوئی شرط رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس لئے ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

4- بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

رايت رسول الله ﷺ مسح على الخفين و الخمار

(صحيح مسلم باب المسح على الناصية والعمامة

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے موزوں پر اور خمار پر مسح کیا۔ خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے سر ڈھانپا جائے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف پگڑی ہی نہیں رومال یا ٹوپی پر بھی مسح ہوسکتا ہے اور عورت اپنے دوپٹے پر بھی مسح کرسکتی ہے۔ کیونکہ اس کو بھی خمار کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے صرف مردوں کو پگڑی پر مسح کی اجازت دی ہے اور عورتوں کے لئے ہر حال میں صرف سر پر مسح ضروری قرار دیا ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ان کی بات کی تردید ہوتی ہے۔ موزوں پر مسح کا مسئلہ آگے مستقل باب میں آرہا ہے۔

وضو میں ترتیب

۱۶/۴۴ وعن جابر رضی اللہ عنہ فی صفة حج النبی ﷺ قال ﷺ "ابد ء وا بما بدأ الله به" اخرجه النسائی هكذا بلفظ الامر و هو عند مسلم بلفظ الخبر.

اور جابر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی یہ حدیث حج کے بیان میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ ابتداء کرو جس کے ساتھ اللہ نے ابتداء کی ہے۔ اسے نسائی نے اسی طرح امر کے لفظ سے روایت کیا ہے اور مسلم میں یہ روایت خبر کے لفظ کے ساتھ ہے۔

تخریج: مسلم (الحج ۱۴۷)، احمد (۳/۳۹۴)، ترمذی (۸۶۲/۲۹۶۷) ، نسائی (۵/۲۳۵)، تحفہ الاشراف (ح/۲۵۹۵)

فوائد:

جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری الخزرجی السلمی ابو عبداللہ مشہور صحابی ہیں۔ صغرسنی میں عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے۔ عقبہ اولیٰ میں شریک نہیں تھے۔ بخاری نے ذکر کیا کہ بدر میں شریک تھے اور اس دن ساتھیوں کو پانی لاکر دیتے تھے اور باپ کے منع کرنے کی وجہ سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ اس کے بعد نبی ﷺ کے ساتھ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے۔ بہت سی احادیث کے حافظ اور راوی ہیں۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے مسجد نبوی میں ان کا باقاعدہ حلقہ ہوتا تھا۔ سنہ ۷۴ یا ۷۷ میں مدینہ میں فوت ہوئے۔ یہ آخری صحابی ہیں جو مدینہ میں فوت ہوئے (سبل و مرعاۃ)

2- فی صفة حج النبی ﷺ یعنی یہ جملہ اس جلیل القدر لمبی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جس میں جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے آخری حج کا آنکھوں دیکھا حال نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس میں ہے کہ پھر آپ (بیت اللہ کے طواف کے بعد) دروازے سے نکلے، یعنی حرم کے دروازے سے صفا کی طرف نکلے۔ جب صفا کے قریب پہنچے تو پڑھا ''ان الصفاوالمر وة من شعائر الله'' اس کے بعد مسلم کے الفاظ ہیں (نبد ء بما بد ء الله به)۔ ہم اس سے ابتداء کریں گے، جس سے اللہ نے ابتداء کی ہے۔ یعنی آیت میں چونکہ صفا کا ذکر مروہ سے پہلے آیا ہے۔ اس لئے ہم صفا سے سعی کی ابتداء کریں گے۔ نَبْدَءُ فعل مضارع ہے اور خبر ہے نسائی میں امر کے الفاظ ہیں یعنی وہ الفاظ ہیں جو اوپر حدیث میں ذکر ہوئے ہیں۔ ابد ا وا بمابدا الله به۔ اس کے ساتھ ابتداء کرو جس کے ساتھ اللہ نے ابتداء کی ہے۔ حج کی حدیث کا یہ ٹکڑا وضو کے باب میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جس چیز کو پہلے ذکر کیا ہے ہمیں بھی اس سے ابتداء کرنی چاہیے کیونکہ اس حکیم مطلق کے کلام میں کسی چیز کو دوسری چیز سے پہلے ذکر کرنا حکمت سے خالی نہیں۔ اس میں وہی چیز پہلے آئے گی جسے عملاً پہلے ہونا چاہئے۔ اس لئے سیبویہ نے فرمایا کہ عرب پہلے اس چیز کو ذکر کرتے ہیں جو ان کے خیال میں زیادہ اہمیت کی حامل ہو۔ حدیث کے الفاظ اگرچہ حج کے موقع پر بولے گئے ہیں مگر لفظ عام ہیں اور عام الفاظ صرف اسی موقعہ کے ساتھ خاص نہیں ہوتے جس پر وہ بولے جائیں اس میں ''ما'' موصولہ ہے اور موصولات عام ہوتے ہیں۔ وضو کی آیت یعنی

"فاغسلوا وجوهكم وايد يكم الى المر افق و

باقی صفحہ 50 پر

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ اور ان کا غلط استعمال

قسط نمبر 3

محمد یوسف طیبی

اسم اعظم کا واسطہ:

☆ دوسری حدیث میں ہے' سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس واسطے سے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے تو ایک ہے بے نیاز ہے کہ جس نے نہ کسی کو جنا' اور نہ جنا گیا اور نہ ہی اس کا کوئی ہم سر ہے۔ وہ ایک ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے واسطے سے مانگا ہے کہ جس کے واسطے سے جب بھی اس سے مانگا گیا وہ ضرور حاجت روائی کرتا ہے اور جب بھی اس کے واسطے سے سلوک کیا جاتا ہے' وہ ضرور دیتا ہے۔

☆ تیسری حدیث سنن ابی داؤد میں ہے' سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے' میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نماز میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الحنان الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس واسطے سے کہ سب تعریفیں تیری ہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے' تو نرم خو' احسان جتلانے والا ہے' زمین و آسمان بغیر نمونے کے بنانے والا ہے۔ اے جلال و عزت والے' اے ہمیشہ سے زندہ اور قائم رہنے والے۔

تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اللہ کے اسم اعظم کے واسطے سے سوال کیا ہے کہ جب بھی اس سے اس کے واسطے سے پکارا گیا تو اس نے ضرور جواب دیا اور جب بھی اس واسطے سے سوال کیا گیا تو اس نے ضرور عنایت فرمایا۔ (سنن ابی داؤد نمبر ۱۴۹۵ مسند احمد ۳/۱۵۸)

یہاں ابھی صرف اللہ کے ناموں سے واسطہ دینے کا طریقہ بتانا مقصود ہے' اسم اعظم کی بحث آگے آئے گی ان شاء اللہ

☆ ہر حدیث کی کتاب میں دعاؤں کا باب کھول کر دیکھیں' کیسے کیسے اللہ کے ناموں اور صفات کے واسطے سے دعا کی گئی ہے۔ جیسے فرمایا

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

(سنن ترمذی کتاب الدعوات نمبر ٣٤٤٦)

اے حی اور قیوم تیری رحمت کے واسطے سے' میں تجھ سے مدد کا سوال کرتا ہوں۔

> **اللہ تعالیٰ کے نام...... ضربیں لگانے' چلے کاٹنے اور دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کا واسطہ دے کر آخرت کی بہتری مانگنا چاہیے**

مختلف حاجات کے لئے اللہ کے ناموں کا استعمال

اس کے علاوہ اپنی حاجت کے حساب سے' معنی کے لحاظ سے جو نام مبارک مناسب ہو' اس کے واسطے سے دعا کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اللہ سے رحم کی اپیل کرنی ہو تو رحمٰن رحیم وغیرہ کا واسطہ دیا جا سکتا ہے۔ اپنے گناہوں کا بار ہلکا کرنا ہو تو عفو' غفور' الستیر ہونے کا واسطہ دیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ لیلۃ القدر میں یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف کر دے۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب منہ)

اسی طرح اگر تنگ دستی کا علاج مطلوب ہو تو اللہ کے غنی' معطی اور رزاق ہونے کا واسطہ دے سکتا ہے۔

اس طرح اگر لاچار و مجبور ہو تو اللہ تعالیٰ کے علیم' عالم' قدیر اور قہار اور قریب ہونے کا واسطہ دیا جا سکتا ہے۔

یعنی اپنی حاجت سے جو نام مطابقت رکھتا ہو' اس کے ساتھ دعا مانگے۔ یہ بات خلاف عقل ہے کہ کوئی کہے:

اے غفور و رحیم اور ودود کافروں کو تباہ کر دے بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ اے عزیز' جبار اور قوی کافروں کو ہلاک کر دے۔ وغیرہ

اسماء اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی شعبدہ بازیاں

اس زمانے میں جہاں اکثر چیزیں ملاوٹ والی ملتی ہیں' وہاں دین خالص بھی بڑی محنت سے ہی ملتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بعض روزنامہ اخبارات' مجلات میں اسماء الحسنیٰ کے نام سے اوٹ پٹانگ باتیں لکھی جاتی ہیں اور پھر اس کی تاثیر بتانے کے لئے لوگوں کے خطوط کے حوالے سے لکھا جاتا ہے کہ آپ کا بتایا ہوا فلاں وظیفہ از حد مفید رہا۔ ایسے مضامین میں درج ذیل کمزوریاں ہوتی ہیں۔

۱۔ رب العالمین کے خود ساختہ نام رکھنا
۲۔ ان کے وظیفہ کی تعداد خود مخصوص کرنا
۳۔ ان وظائف کا طریقہ کار خود گھڑ لینا
۴۔ ان کی تاثیر کا من گھڑت ہونا
۵۔ ان کے اجر و ثواب کا من گھڑت ہونا

اصل مسئلہ یہ ہے کہ آج کا مسلمان (الا ماشاء اللہ) جیسے خود دوائی بنانے کی بجائے بنی بنائی حاصل کرنا چاہتا ہے' اسی طرح

وہ خود اذکار' تلاوت' عبادات' آداب شریعہ اور شرعی احتیاطات کی بجائے چاہتا ہے کہ وہ تو من مانی زندگی گزارے۔ البتہ اگر کسی قسم کا مسئلہ لاحق ہوجائے تو ریڈی میڈ تعویذ یا کم از کم ایسے وظائف کا پتہ چل جائے جس سے اس کا مسئلہ حل ہوجائے۔ باقی امور میں چاہے شریعت پر عمل کرے یا نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کے شعبدہ باز بھی شریعت کی حدود و قیود سے بالا ہو کر ہر مرض اور ہر پریشانی پر کوئی نہ کوئی تعویذ یا وظیفہ بنا لیتے ہیں جس سے مریض کو شفا اور پریشان کی پریشانی ختم ہو یا نہ ہو' ان کا دھندا چلتا رہتا ہے اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ پریشانی تو شیطان نے کھڑی کی ہوتی ہے' لیکن الٹے سیدھے وظائف کر کے اللہ کو ناراض اور شیطان کو راضی کرلیا جاتا ہے تو شیطان کا مقصد پورا ہوجاتا ہے۔ شیطان وقتی طور پر اپنا شر روک لیتا ہے جس سے مریض عافیت محسوس کرتا ہے۔

لہٰذا قارئین کرام! اللہ کے اسماء وصفات کا وظیفہ کرنے کا بہترین طریقہ تو وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یا پھر کسی بھی حاجت پر معنوی اعتبار سے مناسب ناموں کا انتخاب کیا جائے اور اپنی زبان میں اس کے واسطے سے دعا کی جائے۔

یاد رہے کہ ان مبارک ناموں کا اصل مقصد معرفت الٰہی ہے کیونکہ ان ناموں میں اللہ کے اوصاف وکمالات مضمر ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا تعارف حاصل ہوتا ہے اور جب بندہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے تو اس سے بندے کی زندگی یکسر بدل جاتی ہے۔ اور مثبت تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۔ ایمان کی حلاوت وچاشنی محسوس ہوتی ہے جو بندے کو جنت کی طرف کھینچتی ہے۔

۲۔ معرفت اسماء الٰہی عبادت ہے۔ اس سے عبادت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ رب ذوالجلال کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے حیاء کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق بڑھتا ہے۔ دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ اللہ کی نگرانی کا تصور آتا ہے۔ جس سے سارے اعمال درست ہوجاتے ہیں۔

۶۔ تقویٰ وخشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے جس سے ہر عمل کا اجر بڑھ جاتا ہے۔

۷۔ اللہ سے امیدیں وابستہ ہوتی ہیں' نا امیدیوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

۸۔ اللہ کی تعظیم میں اضافہ ہوتا ہے۔

۹۔ اللہ پر توکل بڑھتا ہے' حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔

۱۰۔ اللہ کی عظمت اجاگر ہونے سے عاجزی' انکساری پیدا ہوتی ہے۔

ان تمام مقاصد کے لئے ہم کتاب وسنت سے اللہ کے ثابت شدہ نام' بمع مناسب شرح پیش کریں گے۔ (چند ضروری گزارشات کے بعد)

روز محشر جب اللہ تعالیٰ سخت غصے میں ہوں گے تو پھر نبی رحمت اللہ ذوالجلال کے سکھائے گئے کلمات سے سجدہ کی حالت میں حمد و ثنا کریں گے تو اللہ سفارش قبول کرنے کا اشارہ دیں گے

تیسرا اصول۔ اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام بیشمار ہیں۔ ان کی تعداد صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ جب ان مبارک اسماء کا واسطہ دیتے تو فرماتے 'اے اللہ میں ان ناموں کے واسطہ سے بھی سوال کرتا ہوں جو آپ نے ابھی تک کسی کو نہیں بتائے۔

أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ (حدیث گزر چکی ہے)

دوسری دلیل یہ ہے کہ جب ہم قرآن وسنت میں تلاش کرتے ہیں تو ننانوے سے زیادہ اسماء مبارکہ دریافت ہوجاتے ہیں جو دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے نہیں ہیں۔

جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قَالَ لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَإِنَّ اللَّهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ وفی رواية لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح البخاری حدیث نمبر ۲۷۳۶' ۶۴۱۰' صحیح مسلم۔ نمبر ۲۶۷۷)

اللہ کے ننانوے نام ایسے ہیں کہ جن کو جو شمار کرے گا' جنت میں جائے گا۔ وہ دیکھتا ہے اور وتر اکیلے (طاق) کو ہی پسند کرتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے' ان ناموں کو کوئی بھی یاد نہیں کرے گا مگر جنت میں جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بے شمار ناموں میں ننانوے ایسے ہیں کہ جن کو یاد کرنے کا یہ اجر ہے۔ اگر یہاں ناموں کی کل تعداد بتانا مقصود ہوتا تو عبارت یوں ہوتی۔ اللہ کے نام ننانوے ہیں' جو ان کو یاد کرے گا' جنت میں جائے گا۔ (القواعد المثلی: ص ۱۰)

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ صحیح بات جمہور علماء کی ہے کہ مذکورہ حدیث میں ناموں کی کل تعداد بتانا مقصود نہیں ہے۔ دیکھیں درتعارض العقل والنقل ۳/ ۳۳۲' ۳۳۳ مجموع الفتاوی ۶/ ۳۸۱)

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (صحیح البخاری)

کہ اللہ کے پاس سو درجے ہیں جن کو اللہ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کیا ہے۔ ہر دو درجوں کا فاصلہ زمین و آسمان جتنا ہے۔

تو اس حدیث سے یہ بات سمجھ لینا کہ جنت میں ایک سو سے زیادہ درجے موجود ہی نہیں ہیں یہ بات درست نہیں' اگر ایسا ہو تو پھر شہداء اور انبیاء کا مقام کہاں ہوگا؟

جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من احصاها دخل الجنة

کہ جس نے ان ننانوے ناموں کو یاد کیا وہ جنت میں جائے گا تو اب سمجھیں کہ یاد کرنے سے کیا مراد ہے؟

احصی يحصی کا معنی شمار کرنا گننا بھی ہوتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں

وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (الجن ۲۸)

کہ اللہ نے ہر چیز کو گن رکھا ہے۔

تو گن وہی سکتا ہے جس نے زبانی یاد کیا ہوا ہو۔ پھر یہ کہ مذکورہ حدیث میں "حفظها" یعنی یاد کرنے کے لفظ بھی مذکور ہیں کہ احصا کا معنی ہوا حفظ کرنا (یہ بات امام خطابی نے شان الدعاء ص ۲۶ میں بیان کی ہے۔ دیکھیں المنہج الاسمی فی شرح اسماء اللہ الحسنی لمحمد الحمود ۱/ ۴۶۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حفظها کا معنی زبانی یاد کرنا لازمی نہیں کیونکہ اس سے حفظ معنی بھی مراد ہو سکتا ہے بھلے کتاب میں دیکھ کر ہی ہو۔

الاصیلی فرماتے ہیں اس سے مراد خالی شمار کرنا نہیں یہ کام تو فاجر بھی کرسکتا ہے۔ اس سے مراد ان اسماء کا علم حاصل کرنا ہے یہی بات ابن عطیہ اور ابو نعیم رحمھم اللہ نے بھی کی ہے۔ (فتح الباری ۱۱/ ۲۲۶)

باقی صفحہ 42 پر

وجہ نہیں کہ گواہوں کا اصل معیار سامنے نہ آئے مگر جس آدمی کو اس بات کا بخوبی احساس ہو کہ گواہی دینے کے چکر میں اس کی عزت نفس کا جنازہ نکل جائے گا تو اسے کیا ضرورت ہے گواہی دے کر بلا ضرورت تذلیل مول لینے کی۔ انگریزی نظام انصاف کا بغور جائزہ لینے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہاں کی عدالتوں کا مزاج شاعرانہ زبان میں کسی سنگ دل محبوب سے زیادہ نازک ہے کہ ان کی توہین بڑی جلدی ہوتی ہے مثلاً کوئی سادہ لوح دیہاتی اگر روایتی ادب آداب یا عبارات کو ناواقفیت کی بنا پر نظر انداز کر کے تھوڑی سی بلند آواز میں بول پڑا تو توہین عدالت' وکیل صفائی یا وکیل استغاثہ کو ان کی بدنیتی پر مبنی سوالات پر ٹوک دیا تو توہین عدالت' وکیل کو واسطہ بنائے بغیر کسی مظلوم کا براہ راست عدالت کو مخاطب کرنا توہین عدالت' سرخ روشنائی سے لکھی ہوئی درخواست سے کیے ہوئے دستخط توہین عدالت اور...... الغرض یہاں عوام کی عزت کی بحالی کیلئے کیا گیا ہر کام توہین عدالت ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ اس نظام کی تکریم عوام الناس کی توہین میں ہے اور یہ اصول بھی کسی تبصرے کا محتاج نہیں۔

5۔ اس نظام کی ایک اور خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں عام آدمی کے لئے کوئی لچک نہیں اس کے برعکس ''خواص'' کے لئے کئی جگہ پر ''گنجائشیں'' موجود ہیں' اس حقیقت سے انکار نہیں کہ قانون کی نظر میں انسانی جذبات کی کوئی قیمت نہیں لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ قانون عوام کی طرف بیلف بھیجتے وقت یا جائیداد قرق یا نیلام کرتے وقت چادر اور چاردیواری کا تقدس ہی پائمال کر دے بلکہ حق تو یہ ہے کہ معاملہ جہاں عزت کا ہو وہاں نسبتاً نرم رویہ اختیار کیا جائے لیکن انگریزی نظام انصاف کے اعضاء وجوارح کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ یہ انسان نہیں پتھر ہیں کہ ان کے نزدیک کسی کی ماں' بہن بیٹی' بیوی یا بہو کی کوئی عزت نہیں بلکہ بلا امتیاز یہ نظام ان سب کی شدید ترین توہین کرتا ہے اور اس کا نتیجہ بالکل واضح ہے کہ لوگ اس نظام سے بڑی تیزی سے باغی ہو رہے ہیں۔

بقیہ: درس قرآن

کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ پہلے مکذبین کی طرح نہ ہوں اور ان کی مشابہت اختیار نہ کریں جو اپنے رسول کے انکار اور اس کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے ورنہ یہ بھی انہی کی طرح ہلاک و برباد کر دیئے جائیں گے۔

دوسرے مفہوم کے مطابق اس آیت کا تعلق قیامت کے دن کے ساتھ ہے کہ جب قیامت کے دن ہر امت اپنے رسول کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جناب پہنچے گی تو سب کے اعمال نامے ساتھ ہوں گے اور فرشتے بھی بطور گواہ پیش ہوں گے اور ہر امت اور اس کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی' نامہ اعمال حاضر کیے جائیں گے۔ نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق حق فیصلے کر دیئے جائیں گے اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔ (الزمر۔69)

حدیث میں آتا ہے کہ امت محمد ﷺ کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا۔

نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُقْضٰى لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ. (صحیح مسلم ۲/۵۸۵)

''ہم اگرچہ سب کے بعد آنے والے ہیں لیکن قیامت کے دن سب کے آگے ہوں گے اور تمام مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کفار و مکذبین کے عناد و ہٹ دھرمی کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ان کو عذاب اور قیامت کے آنے کی اطلاع دے کر ڈرایا جاتا ہے تو اپنی حماقت و نادانی کے ساتھ سوال کرتے ہیں کہ وہ عذاب اور قیامت کب ہوگی؟ یعنی اس کا متعین وقت کون سا ہے؟

جیسا کہ دوسرے مقام پر بھی ان کی اس روش کا تذکرہ ہے۔

ترجمہ: اس کی جلدی انہیں پڑی ہے جو اسے نہیں مانتے' اور جو اس پر یقین رکھتے ہیں وہ تو اس سے ڈر رہے ہیں' انہیں اس کے حق ہونے کا پورا علم ہے۔ یاد رکھو! جو لوگ قیامت کے معاملہ میں لڑ جھگڑ رہے ہیں' وہ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ (الشوریٰ۔۱۸)

اصل بات عذاب سے قبل ڈرنا اور اس سے بچنے کی تیاری و کوشش کرنا ہے۔ اس کا مانگنا و طلب کرنا نہیں یہ تو حماقت و سراسر نادانی ہے۔

فوائد:

1- آخرت اور بعث بعد الموت یعنی حشر و نشر کا ثبوت۔

2- منکرین آخرت و مکذبین حشر نشر کے خسران و ہلاک کا بیان۔

3- رسول اللہ ﷺ کے لئے حوصلہ و تسلی اور کفار و مکذبین کے لئے وعید و دھمکی۔

4- قیامت کے دن حساب و کتاب کی کیفیت کا بیان کہ ہم پر رسول اور اس کی امت کے درمیان اعمال ناموں اور فرشتوں کی گواہی کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

بقیہ: فیملی چینل

ہے۔ اگر اب بھی ہم نے اپنے مورچوں کو مضبوط نہ کیا تو بہت تباہی ہوگی۔ اٹھو اور اپنے حصے کا حق ادا کرو۔ کنفکیشنری کی دنیا سے موٹی فوموں کے حسین تصورات تک اور الیکٹرانکس کے پرتعیش سامان سے سگریٹ تک...... ہر اشتہار...... اشتہا انگیز' عریاں اور فحش...... ان برائیوں سے نفرت کا اظہار کرو...... ان کا محاسبہ کرو...... اپنی بات پہنچاؤ پریس میں...... سرکاری اداروں میں...... منبر و محراب میں...... تعلیمی اداروں میں...... ہر جگہ...... ہر اس شخص تک...... جو زندہ ہو...... جو اللہ کو اپنا رب مانتا ہو...... جو رسول ﷺ سے حقیقی محبت کرتا ہو اور یاد رکھو کہ...... ہوش میں آنے کا بھی ایک وقت ہوتا ہے اس کے بعد کوئی دیوار...... کوئی چاردیواری پناہ نہیں دے سکتی۔

جاگو جاگو خدارا بہت سو لیا

دین ایمان غفلت میں سب کھو دیا
اگر اب بھی نہ جاگے تو محشر میں پچھتاؤ گے
اپنی بے عملیوں کی سزا پاؤ گے

بے مثل عمارت

علی جبران باہر

وہ ایک شہزادہ تھا۔

آغاز شباب پر اس نے اپنی سلطنت میں ایک نہایت خوبصورت باغ لگوایا اور اس باغ میں ایک نہایت حسین اور خوبصورت عمارت تعمیر کروائی۔ جب باغ اور عمارت کی تکمیل ہوگئی تو اس نے اپنے والد اور عمائدین کو مدعو کیا۔

جب بادشاہ نے باغ اور عمارت کو دیکھا تو بہت خوش ہوا مگر سب کچھ دیکھ کر بیٹے سے کہا: ''بیٹے باغ اور عمارت اگرچہ بہت ہی خوبصورت اور دلکش ہے، لیکن اس طرح کا باغ اور اس طرح کی عمارت ہر ایک امیر بنا سکتا ہے۔ بادشاہوں کی شان تو اس کی متقاضی ہے کہ ایسی عمارت کی طرح ڈالیں کہ دوسرے اس کی مثل نہ بنا سکیں۔'' بیٹے نے ادب سے پوچھا [illegible] عمارت ہے جس کا آپ ذکر فرما رہے ہیں'' بادشاہ نے جواب دیا: اس عمارت سے مراد اہل علم کے دل ہیں۔ اس عمارت کی زمین میں اگر تم اپنے احسان اور محبت کی تخم ریزی کرو اور بار آور ہو تو اس کے پھل البتہ اس قابل ہوں گے کہ ان کے چکھنے سے تمہیں دین و دنیا کی سعادت کا مزہ ملے گا'' اور پھر اس ہونہار اور سعادت مند بیٹے نے واقعی باپ کی نصیحت پر عمل کیا اور ایسی سلطنت کی بنیاد رکھی کہ آج اس عہد کا علم و انصاف، سخاوت اور شجاعت و بہادری الف لیلوی داستانیں محسوس ہوتی ہیں۔

یہ ناصح باپ امیر سبکتگین اور سعادت مند بیٹا سلطان محمود غزنوی تھا۔

دعائے صحت کی اپیل

والد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق (آف سمندری) کافی عرصہ سے صاحب فراش ہیں اور اب نقاہت پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ قارئین اور خصوصاً ان کے تلامذہ کرام سے گزارش ہے کہ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

عبداللہ رفیق' دار العلوم محمدیہ ریلوے لوکو ورکشاپ مغلپورہ لاہور

اپیل برائے مسجد

چکوال کے غریب علاقہ میں 11 مرلے کے پلاٹ پر مسجد زیر تعمیر ہے۔ ایک کمرہ بن چکا ہے۔ جہاں جمعہ اور جماعت باقاعدگی کے ساتھ جاری ہیں۔ باقی تعمیر کے لیے [illegible] نقد رقم اور میٹریل وغیرہ کے ذریعے تعاون فرما کر عنداللہ [illegible]

جامع مسجد دارالسلام عقب نیو غلہ منڈی [illegible] روڈ چکوال

عبدالستار و طارق یوسف' اکاؤنٹ نمبر 90-225 کرنٹ اکاؤنٹ حبیب بینک لمیٹڈ اڈھر وال برانچ چکوال

فون نمبر 0573-554540

احصاء کا دوسرا معنی طاقت رکھنا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں

عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ (المزمل ۲۰)

کہ اللہ نے جان لیا کہ تم اس (لمبے قیام) کی طاقت نہیں رکھتے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی۔

تو معنی یوں ہوگا کہ ان اسماء کی طاقت رکھے ان کا معنی سمجھ کر ان کے تقاضے پورے کرے اور نصیحت حاصل کرے۔ (شان الدعا ص ۲۷/ ۲۸) فتح الباری ۱۱/ ۲۲۵_۲۲۶)

میرے استاد ڈاکٹر محمد سلیمان تمیمی لکھتے ہیں۔ احصاء سے مراد ہے کہ ان اسماء کے الفاظ صحیح تلفظ کے ساتھ حفظ کرنا ان کے معانی یاد کرنا اور اس کے تقاضے اور احکام پر عمل کرنا۔ (معتقد اہل السنۃ والجماعۃ فی توحید الاسماء والصفات ص ۳۸، ۳۹)

پھر وضاحت کرتے ہیں کہ اسماء اللہ الحسنیٰ کا علم رکھنا اور یہ اعتقاد کہ یہ کام واقعۃ اللہ کے ہیں عبادت ہے پھر دل کا ان کے معانی کو سمجھنا اور ان کے احکام و تقاضے سمجھنا اور یہ شعور پیدا کرنا کہ جب میں اس کو پکارتا ہوں وہ جواب دیتا ہے۔ یہ بھی عبادت ہے۔

مثلا اللہ کا نام ہے "السمیع" تو اس پر ایمان واحصاء یوں ہوگا۔

۱۔ اس کو یاد کریں اور ایمان رکھیں کہ یہ اللہ کا نام ہے۔

۲۔ ان میں موجود وصفہ "السمع سننا" پر ایمان رکھیں۔

۳۔ اس نام کے حکم کا اعتقاد رکھنا اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی صفت سننا ہے بھی وہ ہر سری و ظاہری آوازوں کو واقعتا سنتا بھی ہے۔ ۴۔ اس نام کے تقاضے یہ ہیں کہ اللہ کا خوف بندے پر طاری رہے اور وہ اس کی نگرانی کا تصور رکھے۔ اور اس سے حیاء کرے۔

جیسے دو آدمی سرگوشی کرتے ہیں۔ خفیہ بات کرتے ہیں کہ اس بات کا اگر فلاں کو پتہ چلا تو نقصان ہوگا۔ والد کو پتہ چلا تو حیاء آئے گی۔ وغیرہ تو چونکہ اللہ ہر بات کو سنتا ہے اس لئے وہ زیادہ لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ خوف و خشیت رکھی جائے۔ اس سے حیا کیا جائے۔

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں۔ اللہ کے ہر نام کی 'علم' معرفت اور حال کے اعتبار سے خاص عبادت ہوتی ہے۔

یعنی اللہ کے نام کا علم اور یہ کہ اللہ تعالی اس نام کے اندر پائی جانے والی صفت کمال کا مالک ہے۔ یہ اعتقاد رکھنا عبادت ہے جو کہ اس نام کے ساتھ خاص ہے۔

حال کے اعتبار سے خاص عبادت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر نام کی بندے کے دل پر تاثیر الگ الگ ہوتی ہے۔ مثلا جب وہ "القوی" کو پڑھتا ہے تو اس کے اندر قوت پیدا ہوتی ہے حوصلہ بڑھتا ہے۔ توکل پیدا ہوتا ہے غم واندوہ چھٹ جاتے ہیں۔ اور پھر یہی تاثیر اس کے اخلاق وسلوک اور رویہ پر اثر ڈالتی ہے اس کے اعمال درست ہو جاتے ہیں مدارج السالکین ۳/ ۳۵۸، ۳۵۹)

لہٰذا اللہ تعالی کے نام ضربیں لگانے کے لئے نہیں 'چلے کاٹنے کے لئے اور دنیاوی غلط فوائد حاصل کرنے کے لئے نہیں کہ خفیہ دوستیوں کی کامیابی اور بدکاری کی تسہیل کے لئے استعمال کئے جائیں۔ بلکہ ان کے واسطہ سے اللہ تعالی سے دنیا و آخرت کی بہتری کا سوال کیا جائے۔ ان آداب و قواعد کے تحت جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔

> **اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر اور ان کے واسطہ سے اگر دعائیں کی جائیں تو ان کا بندے پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ اس کا عقیدہ 'اخلاق و کردار بلکہ دنیا و آخرت بہتر ہو جاتے ہیں**

گویا اللہ تعالی کے اسماء حسنیٰ کا ذکر اور ان کے واسطے سے اگر صحیح طریقے سے دعائیں کی جائیں تو ان کا بندے پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ اس کا عقیدہ سلوک 'اخلاق 'کردار بلکہ دنیا و آخرت سب درست ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا خوف اور عظمت وہیبت دل میں ایسی جاگزیں ہوتی ہے کہ سارے جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ من احصاھا دخل الجنۃ جو شخص ان کو شمار کرنے کا حق ادا کرتا ہے اس کی ایسی حالت بدل جاتی ہے کہ وہ اس کے نتیجہ میں جنت میں چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ایک فاحشہ عورت کتے کو پانی پلا کر جنت میں چلی گئی۔ (بخاری شریف)

اگر اتنی بات ہوتی تو لمبی چوڑی عبادات کی بجائے تمام فساق و فجار چند کتے پال لیتے اور ان کی خدمت کرتے جنت لے لیتے۔ نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ کتے کو پانی پلا کر اس عورت کی حالت بدل گئی۔ عمل درست ہو گئے نتیجتاً وہ جنت میں چلی گئی۔

یا یوں سمجھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"

قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (خَالِصًا) مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

کہ جس نے سچے دل سے کلمہ پڑھ لیا وہ جنت میں ضرور چلا جائے گا تو مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا معنی بھی سمجھے۔ اس کے تقاضے بھی پورے کرے ورنہ مکہ کے مشرک اس کلمے کا انکار نہ کرتے۔ وہ اس لئے نہیں پڑھتے تھے کہ وہ جانتے تھے اس کے تقاضے کیا ہیں۔ اس طرح اسماء اللہ الحسنیٰ کا ورد وظیفہ کسی کی مشکل حل کرنے بیماری دور کرنے کے لئے کرنا بہت چھوٹا مقصد ہے اور جو بھی ایسا کرتا ہے مراد پالیتا ہے پہلے خواہ وہ مشرک بے نمازی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ دنیا کے فوائد تو اللہ تعالی بے دینوں کو زیادہ دیتا ہے لیکن جو شخص ان اسماء سے جنت کا حصول بھی چاہتا ہے اس کے لئے مذکورہ آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اسم اعظم کا واسطہ

اللہ تعالی کے بعض نام بعض سے زیادہ اعلی و اعظم ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالی کی بعض کلام بھی بعض سے زیادہ افضل ہے۔ جیسے سورہ الاخلاص کے بارے میں فرمایا کہ یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔ (سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب سورۃ الاخلاص)

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں قیامت والے دن سفارش کے لئے سجدہ کروں گا تو اللہ تعالی مجھے اپنی مدح وثنا کے مخصوص کلمات سکھائے گا تب اللہ تعالی سفارش قبول کرنے کا اشارہ دے گا جبکہ دوسرے تمام انبیاء یہی کہہ رہے ہوں گے آج ہمارا رب اتنے غصے میں ہے کہ جتنا غصہ اللہ کو کبھی نہیں تھا۔ (صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلام الرب عزوجل یوم القیامۃ مع الانبیاء وغیرھم) تو چونکہ غصہ مخصوص ہے اس لئے مدح وثناء کے الفاظ بھی مخصوص ہی ہوں گے

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اسم اعظم کے ساتھ دعاؤں سے اللہ تعالی ضرور عنایت فرماتا ہے' اس سلسلہ میں چند احادیث کا تذکرہ آپ نے پڑھ لیا۔ مزید وضاحت کے لئے چند نصوص پیش کرتے ہیں۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اسم اللہ ﷺ الاعظم فی سور من القرآن ثلاث البقرہ۔ آل عمران وطہ (سنن ابن ماجہ "۳۸۵۶" مشکل الآثار ۱/ ۶۳)

کہ اللہ تعالی کا اسم اعظم قرآن کی تین سورتوں 'البقرہ' آل عمران اور طہ میں ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ابو حفص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ان تین سورتوں میں ایک چیز دیکھی جو دوسری سورتوں میں نہیں ہے۔

البقرہ میں آیۃ الکرسی اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (البقرہ:۲۵۵)

اور آل عمران میں

الم (۱) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (آل عمران:۲)

طہ میں

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔ (طہ:۱۱۱)

(جاری ہے)

دُوسری شادی

کِتنی ضرُوری؟

الشیخ محمد عاقل، جدہ

ایک علمی وتحقیقی سلسلہ

قارئین کرام! دوسری شادی کے موضوع پر ہم نے اس شمارے سے ایک علمی مباحثہ شروع کیا ہے۔ آپ بھی قرآن وحدیث صحیحہ کے دلائل کے ساتھ اس مباحثہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔ (ادارہ)

اسلام میں دوسری شادی ایک ایسا ایشو ہے جس کو دوسرے مذاہب کے ماننے والوں نے سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ اسلام مردوں کو چار شادیوں کی اجازت دے کر عورتوں پر ظلم کرتا ہے کچھ مسلمان بھی اس معاملے میں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ کچھ مسلمان خواتین میں بھی اندر ہی اندر اس بات کی کسک ہے کہ اسلام نے مردوں کو دوسری شادی کی اجازت کا سرٹیفکیٹ دے کر ہمیں مصیبت میں ڈال دیا ہے اور مرد اس مردانگی اور زعم میں مبتلا ہے کہ اللہ کا فرمان ہے۔ پورا کرنے پر ثواب ہی ہوگا۔ باقی فرمان چاہے پورے ہوں یا نہ ہوں۔

سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ تحریر نہ تو دوسری شادی کی حمایت میں ہے اور نہ ہی مخالفت میں!! بلکہ اس کا مقصد دوسری شادی کے حوالے سے قرآن وسنت کی رو سے شعوری بیداری جگانا ہے اور افراط وتفریط سے بچانا ہے۔ اسلام نے دوسری شادی کی اجازت کیوں دی؟ کن حالات میں دی؟ اگر دی تو پھر اس کی شرائط کیا ہیں؟

اسلام کے علاوہ اور کوئی ایسا مذہب نہیں جس نے ازواج کی کم از کم تعداد مقرر کر دی ہو۔ چاہے وہ عیسائیت ہو یا ہندوازم یا بدھ مت یا کوئی اور مذہب۔ بائبل اور گیتا میں ازواج کی تعداد کا کہیں تذکرہ نہیں جس کے مطابق ان کے مذہب کا کوئی بھی انسان بکثرت شادیاں کر سکتا تھا' یہ صرف حال سے چند صدیاں پہلے کا ذکر ہے جب مختلف مذاہب کی قومیں Civilized ہوئیں تو ان مذہبی رہنماؤں نے ایک شادی کی قید لگائی' اور قانونی طور پر بھی ایک شادی کا قانون پاس کیا گیا' اگرچہ ان کی مقدس کتابوں میں اس کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس سے پہلے ان قوموں میں ازواج کی تعداد لامحدود ہوتی تھی۔

آج ہم اس نازک موضوع پر قرآن وسنت کی رو سے کچھ روشنی ڈالیں گے۔ آپ کو یہ سن کر شاید حیرت ہو کہ

"اسلام وہ واحد مذہب ہے جو چار شادیوں تک کی اجازت دے کر ترغیب صرف ایک شادی کی دیتا ہے"

ترجمہ اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہو' نکاح کر لو۔ دو دو عورتوں اور اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے۔ پس اگر تمہیں اس بات کا احتمال ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو۔ یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی۔ اس امر میں زیادتی نہ ہونے کے قریب تر ہے۔ (سورۃ النساء:3)

دنیا کے اکثر حالات میں عورتیں زیادہ اور مرد کم رہے ہیں۔ بیوہ عورتیں زیادہ' رنڈوے مرد کم اور قیامت کے قریب تو ایک مرد 50 عورتوں کا نگران ہوگا تو دوسری شادی کیسے غیر ضروری ہوگی؟

اس آیت کے پہلے حصے کی مختصر تفسیر یہ ہے کہ ان میں ان لوگوں کو نصیحت کی جا رہی ہے جو یتیم لڑکیوں کے ولی ہیں کہ وہ یتیم لڑکیاں جن کی مال وجائیداد اور عفت کی حفاظت ولی کی غیر موجودگی میں ان کی ذمہ داری ہے' ان کے معاملے میں انصاف سے کام لو کہ کہیں ان کے مال اور حسن کی بنا پر تم ان سے زیادتی نہ کر بیٹھو' بلاشبہ یتیم کے مال پر قابض ہونے پر اسلام میں سخت وعید ہے۔

اس کے بعد اگلے حصے میں چار شادیوں کی اجازت ہے۔ یعنی اسلام نے چودہ سو سال پہلے ازواج کی کم از کم ایک مقرر تعداد متعین کی جو اس سے پہلے کسی مذہب میں متعین نہ تھی لیکن غور کیجئے قرآن ایک امر کو جائز قرار دینے پر بھی ترغیب کس بات کی دے رہا ہے۔

ہم میں سے کتنے ہی ایسے ہوں گے جو ایک بیوی سے انصاف نہ کر پاتے ہوں گے تو ان کی دوسری شادی قرآن وسنت سے مذاق ہی ثابت ہوگی اور کتنے ہی ایسے ہوں گے جو دو یا زیادہ سے زیادہ شادیاں کر کے بھی بہترین انصاف کا مظاہرہ کر رہے ہوں گے۔

تو گویا دوسری شادی کی یہ اجازت اس بات پر منحصر ہے کہ آیا آپ انصاف کر بھی سکتے ہیں یا نہیں؟

لیکن ترغیب اس امر کی دی جا رہی ہے کہ صرف ایک شادی کرنے میں زیادتی نہ ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ ایک مسلمان ایک شادی کر کے بھی اپنے آپ کو متقی ثابت کر سکتا ہے۔ آگے اسی سورہ میں بیان کیا جاتا ہے۔

"اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اس کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہو اور اگر اصلاح کر لو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا' بڑا رحمت والا ہے۔"

(سورۃ النساء:129)

اس آیت میں قرآن نے خود ہی واضح کر دیا کہ تم بالکل برابری ہرگز نہ کر سکتے۔ لہٰذا نیک نیتی سے اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہو۔ یعنی دوسری شادی کی اجازت صرف اور صرف اس صورت میں ہے جب تمہیں غالب احتمال اس بات کا ہو کہ تم حتی الامکان انصاف کر سکتے ہو۔ کیونکہ مکمل برابری تو تم قرآن کے مطابق ہرگز نہیں کر سکتے۔

لہٰذا دوسری شادی ایک استثنائی صورت ہے' قطعی حکم نہیں کہ جس کا بجالانا لازمی امر ہے۔ عام طور پر غیر مسلمین میں یہ نظریہ پایا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں دوسری شادی لازمی ہے۔

"وہ کیا وجوہات ہیں جن کی بنا پر دوسری شادی کی اجازت دی گئی"

اسلام وہ واحد دین ہے جو قیامت تک کے لئے دین فطرت ہے اور شریعت کے جو بھی قوانین واحکامات ہیں' ان کی کسی بھی شق سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی بھی انسان پر ظلم ہو۔ انفرادی طور پر تو ہر ایک وجہ پر روشنی ڈالنا مشکل ہوگا۔ ہر ایک کے الگ الگ حالات ہوں گے اور اس کے لئے ہر مسلمان کو چاہے مرد ہو یا عورت' قرآن وسنت کی رو سے خود ہی یہ تعین کرنا ہوگا کہ آیا دوسری شادی ان کے حق میں بہتر ہے بھی یا نہیں مگر اجتماعی طور پر آیئے ان وجوہات پر روشنی ڈالیں جن کی بنا پر دوسری شادی کی اجازت دی گئی۔

وجوہات:

(دنیا بھر میں خواتین کی تعداد میں زیادتی)

متعدد احادیث سے ثابت ہے جوں جوں قیامت قریب آئے گی' عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ پچاس پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد رہ جائے گا۔ (بخاری' احمد' مسلم)

مردوں کی شرح اموات میں زیادتی:

فطرتاً لڑکے اور لڑکی کی شرح پیدائش تقریباً برابر ہوتی ہے مگر قدرتی طور پر لڑکی میں جراثیم سے مدافعت زیادہ ہوتی ہے جس کی بنا پر اکثر لڑکے اپنی کم عمری میں ہی زیادہ موت کا شکار ہوتے ہیں' اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جنگوں' حادثات' بیماریوں اور دیگر امور کی بناء پر بھی مرد شرحاً زیادہ موت کا شکار ہوتے ہیں۔ طبعی طور پر بھی مردوں کی شرح اموات زیادہ ہیں' دنیا کے کسی بھی معاشرے پر نظر دوڑائیں آپ کو بیوائیں زیادہ نظر آئیں گی رنڈوے کم۔ خواتین کی تعداد میں روز بروز اضافہ کی ایک وجہ مردوں کی شرح اموات میں اضافہ بھی ہے۔

"اسلام اگر صرف ایک شادی کی شرط لگا دیتا تو معاشرے میں توازن ناممکن ہو جاتا"

فرض کیجئے آپ کے ملک میں دس ملین مرد ہیں اور بارہ ملین خواتین!!! اب باقی دو ملین خواتین کے ساتھ کیا کیا جائے۔ فرض کیجئے ان دو ملین زیادہ خواتین میں آپ کی اپنی بہن یا اپنی بیٹی بھی شامل ہے' چاہے وہ کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ!!! اب آپ کے پاس دو راستے ہیں۔ یا تو آپ کسی ایسے شادی شدہ بندے سے اپنی بیٹی یا بہن کی شادی کر دیں جسے آپ اور آپ کی بہن یا بیٹی اسلام اور قرآن کی شرائط کی رو سے قابل سمجھیں کہ جو دو یا دو سے زیادہ ازواج کی بآسانی کفالت کر سکتا ہے اور ہر معاملے میں توازن قائم رکھ سکتا ہے یا آپ اپنی بہن یا بیٹی کی (اگرچہ کہ وہ کنواری بھی ہو) ساری عمر شادی ہی نہ کریں۔

اسلام نے آپ کو اس مشکل مرحلے میں ایک راستہ بھی دے دیا ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آج امریکہ ویورپ کے انتہائی ترقی یافتہ ہونے کے باوجود اس مسئلے کا کوئی حل نہیں اور معاشرہ بے راہ روی اور عدم توازن کا شکار ہے مگر اس مسئلے کو قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی حل کر دیا۔

"دوسری شادی کرنے کی شرائط"

یوں تو جو شرائط ایک شادی میں ضروری ہیں' وہی دوسری شادی میں بھی ہیں وہ یہاں زیر بحث نہیں ہیں۔ جو اضافی شرائط ہیں' ہم ان پر روشنی ڈالیں گے۔ دوسری شادی کرنے والا اس قابل ہو کہ

1۔ بیک وقت دو یا دو سے زیادہ گھرانوں کی بآسانی کفالت کر سکتا ہو۔

> **اسلام نے چودہ سو سال پہلے ازواج کی کم از کم ایک مقرر تعداد متعین کی جو اس سے پہلے کسی مذہب میں متعین نہ تھی**

2۔ ہر بیوی کی الگ الگ رہائش کا انتظام کر سکتا ہو۔ آپ ﷺ نے ہر بیوی کی الگ الگ رہائش کا انتظام کیا۔

3۔ نان ونفقہ میں' ازدواجی امور میں' رہن سہن کی جو سہولیات ہوں' ان میں عدل وانصاف قائم رکھ سکے۔

4۔ دو یا دو سے زیادہ ازواج کے درمیان حسن سلوک میں میانہ روی اور عدل وانصاف قائم رکھ سکے۔

یہ ممکن ہے کہ قلبی رجحان کسی ایک جانب ہو۔ اس پر مواخذہ نہیں مگر یہ نہ ہو کہ اس قلبی رجحان کی بدولت آپ نان ونفقہ' رہائش اور حسن سلوک یا دیگر معاملات میں انصاف کا دامن چھوڑیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کو تمام ازواج میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہت محبوب تھیں مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے ازواج کے درمیان ہر معاملے میں انصاف اور برابری کو لے کر چلتے ہوئے توازن کی تلقین کی ہے۔

> **دوسری شادی ایک استثنائی صورت ہے' قطعی حکم نہیں کہ جس کا بجالانا لازمی امر ہے۔**
>
> **عام طور پر غیر مسلمین میں یہ نظریہ پایا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں دوسری شادی لازمی ہے**

اسلام میں احکامات کے پانچ لیول ہیں:

1۔ فرض (ایسا کام جس کا ادا کرنا لازمی ہو)

2۔ مستحب (ایسا کام جو لازمی نہ ہو مگر کرنے کی ترغیب دی گئی ہو)

3۔ مباح (ایسا کام جو لازمی نہ ہو مگر کچھ صورتوں میں اجازت ہو)

4۔ مکروہ (ایسا کام جس کی کراہت کے ساتھ اجازت ہے' یا جس کو Discourage کیا گیا ہو)

5۔ حرام (ایسا کام جس کی سختی سے ممانعت ہو اور اس کا کرنا گناہ ہو)

دوسری شادی کی اجازت "مباح" کی Category میں آتی ہے یعنی ایسا امر جو لازمی نہ ہو مگر کچھ شرائط اور کچھ وجوہات کی بناء پر اجازت ہو۔

اللہ تعالیٰ ازواج سے متعلق قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ

"اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔ پھر اگر تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔۔" (سورۃ النساء:55)

"دوسری شادی کو عیب سمجھنے کی وجوہات"

اب آیئے حالیہ احوال کی طرف! اسلام کی طرف سے اجازت اور سنت رسول ﷺ سمجھ کر دوسری شادی تو کر لی جاتی ہے مگر بعد کی جو سنتیں ہیں' بعد کی جو شرائط ہیں' بعد کے جو حقوق وفرائض ہیں' بعد میں جس عدل وانصاف کی تلقین ہے' ان کا کوئی پرسان حال نہیں' یعنی میٹھا میٹھا ہپ ہپ' کڑوا کڑوا تھو تھو...... یہ وہ دوسری شادی ہوتی ہے جو زیادہ تر (جب) نفسانی خواہشات اور عیاشی کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ یا اس بناء پر کی جاتی ہے کہ پہلی بیوی پسند نہیں!! (تو) اس صورت میں جب دوسری شادی کرتے ہیں تو بس دوسری کے ہی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ زندگی کے مسائل بجائے سنورنے کے اور بگڑتے چلے جاتے ہیں اور یہ سب دین سے دوری اور اخلاقی بگاڑ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دینی فہم کی کمی اور معاشرے سے متاثر سوچ:

عام مسلمانوں میں دینی فہم کی کمی ہوتی ہے۔ مذہبی حلقے میں اس کو مذہبی فریضہ سمجھ کر Promote تو کیا جاتا ہے' مگر حقوق وفرائض اور شرائط کی صحیح عکاسی نہیں کیا جاتی۔ خود خواتین عملی طور پر یہ دیکھتی ہیں کہ عام طور پر مرد دو بیویوں کے درمیان انصاف نہیں رکھتا' آپس میں دو بیویوں کے درمیان جلن' حسد اور مسابقت کی جنگ شروع ہو جاتی ہے' بچوں کی پرورش اور تربیت متاثر ہوتی ہے' جس کی بنا پر لوگ دوسری شادی کر کے عدم توازن کا شکار ہوتے ہیں چونکہ معاشرہ صدیوں سے رسم ورواج کا پابند چلا آ رہا ہے اور معاشرے میں یہ عموی سوچ رائج ہے کہ دوسری شادی ایک عیب ہے۔ لہٰذا صدیوں سے متاثر شدہ ذہن دوسری شادی کو تسلیم نہیں کرتا۔ خاص طور پر خواتین کے دماغ میں یہ سوچ ہوتی ہے کہ دوسری بیوی نے ان

باقی صفحہ 61 پر

آپ کے دینی مسائل

قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا مبشر احمد ربانی

خطیب منبر پر دعا کرے تو کیا آمین کہنا جائز ہے؟

س کیا خطیب کے منبر پر دعا کرتے وقت آمین کہنا درست ہے یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور وعند نا مشکور ہوں۔ (محمد اصغر سلفی کراچی)

ج خطیب کا منبر پر دعا کرنا بھی صحیح ودرست ہے اسی طرح اس کی دعا پر سامعین اگر آمین کہہ دیں تو یہ بھی شرعاً جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے وہ ایک لشکر کے امیر بنائے گئے انہوں نے اپنی سواری کو چاک وچوبند کیا جب دشمن سے سامنا ہوا تو لوگوں سے کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے (لایجتمع ملأ فیدعو ویؤمن سائرھم الا أجابھم اللہ) کوئی بھی گروہ جمع نہیں ہوتا کہ ان میں سے کوئی شخص دعا کرتا ہے اور باقی سارے آمین کہتے ہیں مگر اللہ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا اے اللہ ہمارے خونوں کی حفاظت فرما اور ہمیں شہداء کے اجر کی طرح اجر عطا فرما...... (طبرانی کبیر ۴/۲۲ مستدرک حاکم ۴/۱۷ا۴ طبع جدید مجمع الزوائد (۱۷۳۴۷) ۱۰/۲۶۷)

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے عبداللہ بن لھیعہ کے وہ حسن الحدیث ہے۔ یہ سند حسن ہے کیونکہ عبداللہ بن لھیعہ سے اس حدیث کو ابو عبدالرحمن عبداللہ بن یزید المقری نے بیان کیا ہے اور وہ ان عبادلہ اربعہ میں سے ہیں جن کا سماع ابن لھیعہ میں اختلاط سے پہلے کا ہے اور ان کی حدیث اس سے صحیح ہوتی ہے۔

اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ جس وقت بھی کوئی آدمی دعا کرے اور دیگر لوگ اس پر آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اور اس عموم میں خطبہ کے دوران دعا بھی آجاتی ہے۔ لہٰذا خطیب کی دعا پر آمین کہنا جائز ومشروع ہے اور نماز استسقاء کے لئے نبی ﷺ نے جب خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

کیا شوال میں شادی درست ہے؟

س: کیا عیدین کے درمیان یعنی عید الفطر کے بعد شوال کے مہینہ میں آدمی شادی کر سکتا ہے۔ بعض مکتبہ فکر کے لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ اس وقت شادی کرنا مکروہ ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں (سنت اللہ سعادت کراچی)

ج: شوال اور محرم سمیت اسلام کے تمام مہینوں کے تمام دنوں میں شادی کی کوئی ممانعت نہیں۔ عید الفطر کے بعد ماہ شوال میں شادی کرنا بھی جائز ودرست ہے خود رسول اللہ نے شوال کے مہینے میں شادی کی ہے۔ عہد جاہلیت میں اسے بہتر نہیں سمجھا جاتا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي فكانت تستحب اندتدخل نساء هافى شوال.

(مسند احمد ۴۰/۳۱۹ صحیح مسلم کتاب النکاح (۱۴۲۳) ترمذی ابواب النکاح (۱۰۹۳) نسائی کتاب النکاح باب التزویج فی شوال ۵۳ ۵۳) ابن ماجہ کتاب النکاح (۱۹۹۰) عبدالرزاق (۱۰۴۵۹) مسند عبد بن حمید (۱۵۰۸) مسند اسحٰق بن راہویہ (۷۲۴) صحیح ابن حبان (۴۰۵۸) طبرانی کبیر ۲۳/۶۸) بیہقی ۷/۲۹۰ طبرانی اوسط (۶۹۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شوال میں شادی کی اور شوال میں ہی آپ ﷺ نے میرے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کئے۔ آپ ﷺ کی ازواج میں سے کونسی عورت آپ کے ہاں مجھ سے زیادہ نصیب والی تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی (رشتہ دار) عورتوں کے لئے بھی پسند کرتی تھیں کہ شوال میں ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کئے جائیں۔ علامہ سندھی مسند احمد کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد اس سے ان لوگوں کا رد ہے جو دو عیدوں کے درمیان نکاح کو جائز نہیں سمجھتے (مسند احمد ۴۰/۳۱۹)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں

وفی دخوله ﷺ بها فی شوال رد لما یتوهمه بعض الناس من کراهیة الدخول بین العیدین خشیة المفارقة بین الزوجین وهذا لیس بشئی (البدایه والنهایه ۳ ۱ ٤)

رسول اللہ ﷺ کا ماہ شوال میں بی بی عائشہ کے پاس آنے میں ان لوگوں کا رد ہے جو اس وہم کا شکار ہیں کہ عیدین کے درمیان شادی کرنا مکروہ ہے۔ وہ اس ڈر سے شادی نہیں کرتے تھے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے گی اور یہ کوئی بات نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی اس حدیث پر یوں تبویب کی ہے۔

باب استحباب التزوج والتزویج فی شوال واستحباب الدخول فیه

ماہ شوال میں شادی کرنے کرانے کا مستحب ہونا اور اس ماہ میں عورت کے پاس داخل ہونے کا استحباب

پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں (فیه استحباب التزویج والدخول فی شوال وقد نص اصحابنا علی استحبابه واستدلوا بهذا الحدیث وقصدت عائشه بهذا الکلام رد ما کانت الجاهلیة علیه وما یتخلیه بعض العوام الیوم من کراهة التزوج والتزویج والدخول فی شوال وهذا باطل لا اصل له وهو من اثار الجاهلیة کانوا یتطیرون بذالك لما فی اسم شوال من الا شالة والرفع)

(شرح صحیح مسلم ۹/۱۷۹) دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس حدیث سے شوال میں شادی کرنے کرانے اور بیوی کے پاس داخل ہونے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب نے اس کے مستحب ہونے کو نصاً ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کلام کے ذریعے دور جاہلیت اور آج کے بعض عوام کے اس خیال کے رد کا قصد کیا ہے کہ شوال میں شادی کرنا کرانا اور بیوی کے پاس جانا مکروہ ہے۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ جاہلیت کے آثار میں سے ہے لوگ اس سے بدشگونی لیتے تھے اس لئے کہ شوال کا نام اشالہ اور رفع سے ماخوذ ہے۔ یعنی اس ماہ میں کیا ہوا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

دور جاہلیت کی بدشگونی کی وجہ یہ تھی کہ شوال کا معنی بلند کرنا، متفرق کرنا اور خشک ہونا وغیرہ کے ہیں اس نام سے بدشگونی لیتے ہوئے وہ لوگ سمجھتے تھے کہ شوال میں کیا ہوا نکاح درست نہیں خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی پڑ جاتی ہے۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ماہ شوال خصوصیت کے ساتھ ''شالت الابل'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی اونٹوں کے مستی سے دم اٹھانے کے ہیں چونکہ اونٹنیاں ان دونوں میں مستی سے نروں کی تلاش میں دم اٹھائے پھرا کرتی تھیں اس مناسبت سے ان دنوں کو ماہ شوال کے دنوں سے موسوم کردیا گیا گو عربوں کا شکار کے لئے اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر باہر چلے جانا اور جنگلوں اور شکارگاہوں میں متفرق ہو جانا نیز ان کی اونٹنیوں کا دودھ خشک ہو جانا بھی اتفاق سے انہی ایام میں واقع ہوا کرتا تھا۔ (تکوین کائنات ص ۱۷۲)

علامہ ابن منظور رقم طراز ہیں

كانت العرب تطير من عقد المناكح فيه وتقول ان المنكوحة تمتنع من ناكحها كما تمتنع طروقة الجمل اذا لقحت وشالت يذنبها فابطل النبیﷺطيرتهم وقالت عائشه رضى الله عنها تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّال وَبَنَى بِي فِي شَوَّال فَأَيُّ نِسَاء رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي (لسان العرب ۷/۲۴۳)

عرب اس ماہ میں شادی کرنے والے سے بدشگونی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ منکوحہ کو اس کے شوہر سے دور کردیا جائے گا جیسا کہ اونٹ کی جفتی سے اونٹنی کو دور کردیا جاتا ہے اس کا دودھ خشک ہو جاتا ہے اور وہ اپنی دم اونچی کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے ان کے شگون کو باطل کردیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شوال میں نکاح کیا اور شوال میں ہی میرے پاس آئے آپ کی ازواج میں سے کون سی عورت آپ ﷺ کے ہاں مجھ سے زیادہ نصیب والی تھی۔ نیز دیکھیں تاج العروس ۱۴/۳۹۸) وغیرہ اور یہ بھی یاد رہے کہ اسلام میں بدشگونی باطل وحرام ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ

کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہی بدشگونی ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الطب ۵۷۵۷)

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا "الطیرۃ شرک" بدشگونی شرک ہے' بدشگونی شرک ہے۔

(مسند احمد ۷/۲۵۰ (۴۱۹۴)(ترمذی' ۱۶۱۴) ابن ماجہ (۳۵۳۸) مسند ابی یعلی (۵۲۱۹) الادب المفرد (۹۰۹) المستدرک للحاکم ۱/۱۷' ۱۸ ابوداؤد (۳۹۱۰) بیہقی ۸/۱۳۹ امام حاکم نے اسے صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ بدفالی وبدشگونی شرکیہ امور میں سے ہے اور جاہلیت کا کام ہے ماہ شوال میں شادی سے رکنا یا روکنا بالکل ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود شوال میں شادی کی ہے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی لڑکیوں اور عورتوں کی شادیاں شوال میں بہتر سمجھی تھیں۔ اس لئے جاہلیت' توہم پرستی اور مشتبہ امور سے کلی اجتناب کیا جائے اور سنت رسول اللہ ﷺ سے محبت کی جائے۔

لواطت کی سزا

س: ہمارے معاشرے میں فعل قوم لوط کی کثرت عروج پر پہنچی ہوئی ہے ایسی صورت میں ایک گروہ علم کی آڑ میں یہ بات پھیلا رہا ہے کہ اس بارے میں جو فاعل اور مفعول پر حد کی احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں براہ مہربانی اس مسئلے کی وضاحت کریں اور اس سلسلے میں فاعل کا اور راضی مفعول کا کیا حکم ہے۔ (ڈاکٹر ابو عبداللہ عبدالرشید کورنگی کراچی)

ج: عمل قوم لوط اتنا گھناؤنا اور مبنی بر خباثت عمل ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اللہ نے اس عمل کو فحش قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے

وَلُوطًا إِذْ قَلَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ (النمل: ۵۴)

اور لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کیا تم فحاشی پر اتراتے ہو اور تم دیکھتے ہو۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلُوطًا إِذْ قَلَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ (العنکبوت: ۲۸)

اور لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا بے شک تم البتہ فحاشی کو آتے ہو جہان والوں میں سے کسی نے بھی اس فعل پر تم سے سبقت نہیں کی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ یہ عمل فحاشی وبے حیائی پر مبنی ہے اس کی سزا حدیث صحیح میں قتل کی وارد ہوئی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ

جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو قتل کردو۔

(المنتقی لابن الجارود (۸۲۰) ابوداؤد ۴۴۶۲) ترمذی (۱۴۵۶) ابن ماجہ (۱۵۶۱) مسند احمد ۱/۳۰۰ دارقطنی ۳/۱۲۲ المستدرک ۴/۳۵۵ بیہقی ۸/۲۳۲ زاد المعاد ۵/۴۰ طبرانی کبیر ۱۱/۱۶۹ (۱۱۵۲۷) شرح السنۃ ۱۰/۳۰۸ الحاوی للفتاوی ۲/۱۱۰ ارواء الغلیل (۲۳۵۰) ۸/۱۶'۱۷) اس حدیث کو امام حاکم' امام ذہبی' امام ابن الجارود امام ضیاء مقدسی امام ابن قیم' علامہ سیوطی' علامہ البانی' علامہ ابو اسحٰق الحوینی وغیرھم نے صحیح کہا ہے۔

بعض لوگوں نے اس کی سند میں عمرو بن ابی عمرو پر کچھ کلام کیا ہے۔ لیکن امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حديثه صالح حسن منحط عن الرتبة العلياء من الصحيح (میزان ۳/۲۸۲) تہذیب ۴/۳۲۹)

اس کی حدیث صالح حسن صحیح کے اعلیٰ رتبہ سے نیچے اترتی ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں ثقه ربما وهم (تقریب) ثقہ ہے بسا اوقات اسے وہم ہو جاتا ہے۔

دکتور بشار عواد ابن حجر پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بل صدوق حسن الحديث فقد وثقه ابوزرعه والعجلى واحتج به البخارى ومسلم فى صحيحهما وقال ابوحاتم واحمد وابن عدى لاباس به (تحریر تقریب التہذیب ۳/۱۰۲

بلکہ یہ صدوق حسن الحدیث ہے ابوزرعہ رازی' عجلی نے اس کی توثیق کی ہے اور بخاری ومسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس سے حجت پکڑی ہے اور ابوحاتم' احمد اور ابن عدی نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بہرکیف جمہور ائمہ محدثین کے ہاں عمرو بن ابی عمرو حسن الحدیث ہے لہٰذا یہ روایت قابل حجت ہے اور اس کے بعض متابع بھی ہیں جیسا کہ داؤد بن الحصین کی روایت ابن ماجہ' دارقطنی' بیہقی اور احمد وغیرہ میں اور عباد بن منصور کی روایت حاکم' بیہقی اور ابن عساکر کے ہاں موجود ہے۔

اس کے علاوہ اس کے شواہد بھی ہیں جیسا کہ حدیث ابی ہریرۃ جسے ابو یعلی نے اپنی مسند میں بایں سند بیان کیا ہے۔

حدثنا عبدالغفار بن عبدالله بن الزبير حدثنا على بن مسهر عن محمد بن عمرو عن ابى سلمة عن ابى هريرة قال قال رسول الله من وقع على بهيمة فاقتلوه واقتلوها معه

جو شخص کسی چوپائے سے بدفعلی کرے اسے قتل کردو اور اس کے ساتھ چوپائے کو بھی قتل کردو۔ (ابو یعلی ۱۰/۳۸۹ (۵۹۸۷)

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

فيه محمد بن عمرو بن علقمه وحديثه حسن بقيه رجاله ثقات (مجمع الزوائد ۶/۲۷۳ طبع قدیم ۶/۴۲۱ (۱۰۶۴۱) طبع جدید

اس کی سند میں محمد بن عمرو بن علقمہ ہے اور اس کی حدیث حسن ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں علامہ سیوطی نے اس کے اور بھی شواہد ذکر کئے ہیں جس کی تفصیل الحاوی للفتاوی میں موجود ہے اور سید بدیع الدین شاہ راشدی نے "القندیل المشعول" میں اس پر مفصل بحث لکھی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی المصنف کتاب الحدود ۶/۴۹۵ طبع ملتان میں ذکر کیا ہے کہ جن دنوں عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر میں محصور کردیا گیا تو انہوں نے لوگوں سے کہا **اما علمتم انه لايحل دم امرى مسلم الابار بعة رجل عمل عمل قوم لوط**

کیا تمہیں علم نہیں کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے چار لوگوں کے۔ ایک آدمی وہ ہے جس نے قوم لوط کا عمل کیا

علامہ سیوطی نے لکھا ہے "اسنادہ صحیح" اس کی سند صحیح ہے۔

ابن ابی شیبہ اور الہیثم بن خلف الدوری نے (ذم اللواط" (۴۸' ۸۲) میں صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ **"سئل ابن عباس ماحد اللوطى قال ينظر اعلى بناء فى القرية فيرمى به منكسا ثم يتبع بالحجارة."**

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ لواطت کرنے والے کی حد کیا ہے تو انہوں نے فرمایا' دیہات میں اونچی عمارت

دیکھی جائے اور اس کے اوپر سے اسے اوندھا گرا دیا جائے پھر اس پر پتھر برسائے جائیں۔ امام ابن قیم رقمطراز ہیں۔

وقال ابن القصار وشيخنا اجمعت الصحابه على قتله وانما اختلفوا في كيفية قتله فقال ابوبكر صديق يرمى من شاهق وقال على رضى الله عنه يهدم عليه حائط وقال ابن عباس يقتلان بالحجارة فهذا اتفاق منهم على قتله "

(زاد المعاد ۵/۴۰)

ابن القصار اور ہمارے شیخ امام ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ لواطت کرنے والے کے قتل پر صحابہ کا اجماع ہے۔ صرف انہوں نے اس کے قتل کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اسے بلند پہاڑ سے گرا دیا جائے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر دیوار گرا دی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دونوں کو پتھروں سے قتل کر دیا جائے۔ یہ لواطت کرنے کے قتل پر ان کی جانب سے اتفاق ہے۔

لہٰذا اس عمل شنیع کے مرتکب کی سزا قتل ہے اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔

خطباء وواعظین کے لطیفے

س: آج کل بعض خطباء اپنی تقاریر و دروس میں لطیفے سنا کر قرآنی آیات کے ساتھ مذاق کرتے ہیں مثلاً ایک مشہور بات ہے کہ ایک مولوی صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ حلوہ سامنے تھا۔ اچانک بلی اسے کھانے آ گئی۔ وہ ولاتقربا هذه الشجرة والی آیت پڑھ رہے تھے انہوں نے شجرۃ کی شین کو کھینچ کر پڑھا اور بلی بھگا دی۔ اس طرح کہتے ہیں کہ بھوک کی وجہ سے انتڑیاں قل ھو اللہ پڑھ رہی ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ (ڈاکٹر عبدالرشید کورنگی کراچی)

ج: خطباء اور واعظین کو اپنے وعظ و نصیحت میں جھوٹی باتیں بیان کر کے عوام کو ہنسانے سے گریز کرنا چاہئے اور سنجیدگی و متانت سے تبلیغ کرنی چاہئے۔ جو لوگ جھوٹی باتیں بیان کر کے عوام کو ہنساتے ہیں ان کے لئے تباہی و بربادی ہے۔

بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے رسول اللہ کا فرمان ہے۔

وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ

ویل ہے اس شخص کے لئے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ساتھ لوگوں کو ہنسائے۔ ویل ہے اس کے لئے۔ پھر ویل ہے اس کے لئے (ابوداؤد (۴۹۹۰) ترمذی ۲۳۱۵) مشکوۃ (۴۸۳۸)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹی بات بیان کر کے ہنسانے والے کے لئے تین مرتبہ ویل یعنی تباہی بربادی و ہلاکت بیان کی ہے۔ اسی طرح قرآن کی آیات کے ساتھ لطیفے بنا کر ہنسانا اور جھوٹی کہانیاں گھڑنا کفر ہے۔ ایسی مجالس جن میں اللہ اور اس کی آیات کا استہزاء کیا جا رہا ہو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ (توبہ ۶۵)

کہہ دیجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تم استہزاء کرتے ہو۔ پھر فرمایا (لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (توبہ: ۶۶)

تم عذر نہ کرو۔ تم تو ایمان لا کر کفر کر چکے ہو

لہٰذا قرآنی آیات کے ساتھ استہزاء اور ٹھٹھا حرام ہے ایسا کرنے والے کفر کے مرتکب ہیں۔ انہیں اپنے عمل سے سچی توبہ کرنی چاہئے۔

قبر میں روح کے لوٹائے جانے کا حکم

س: کیا قبر میں میت سے سوال و جواب ہوتے ہیں اور روح کو لوٹایا جاتا ہے صحیح حدیث سے ثابت کریں (عبدالرحمن مکان نمبر ۲ گلی نمبر ۴۰ گولڈن مارکیٹ یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور)

ج: قبر کے اندر سوال و جواب بالکل برحق ہیں سوائے معتزلہ کے ان کا کسی نے انکار نہیں کیا عقائد کی کتب میں آئمہ محدثین نے اس کا بھرپور ذکر کیا گیا ہے۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

اَلْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وفي رواية عن النبي صلي الله عليه وسلم قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ فَيُقَالُ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(متفق علیہ۔ مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر الفصل الاول ص ۲۴)

مسلم آدمی سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہی اللہ کا قول ہے "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ مضبوط کرتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور نبی ﷺ سے ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ پختہ رکھتا ہے' عذاب قبر کے بارے نازل ہوئی ہے اسے کہا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ " يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (ابراہیم: ۱۴/۲۷) رسول اللہ ﷺ کی صراحت کے مطابق قبر کے سوال و جواب اور عذاب قبر کے بارے نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا قبر کے سوال برحق ہیں اور عذاب قبر بھی برحق ہے۔ اسی طرح وہ احادیث صحیحہ جن میں عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے وہ بھی اس کے حق ہونے اور روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہیں۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عذاب القبر حق" عذاب قبر حق ہے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔

رہا اعادہ روح کا مسئلہ تو اس کے متعلق براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک مفصل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "ویعاد روحه فی جسده" "اس کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر ص ۲۶) اسی طرح الفقہ الاکبر جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے اس میں بھی اعادہ روح کا ذکر ہے اور یہ عقیدہ کا مسئلہ سمجھا گیا ہے بہرکیف کتاب و سنت کے بے شمار دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ اس بات پر موجود ہیں کہ عذاب قبر حق ہے قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے اور سوال و جواب ہوتے ہیں اور اس سے مجال انکار نہیں جو لوگ تاویلات فاسدہ اور خیالات کاسدہ اور حجج بارده سے اپنے غلط عقائد کو ترویج دے رہے ہیں ان کے پاس قرآن و حدیث سے کوئی بھی دلیل موجود نہیں جو عذاب قبر کی نفی کرتی ہو اور ایسے لوگوں کا اہل سنت و اہل حدیث سے کوئی تعلق نہیں وہ معتزلی افکار کے حامل لوگ ہیں۔

شہداء کا قرض چکانا ہے

دیس کے بیٹو باہر نکلو دین کی آن بچاؤ تم
گر جینا ہے عزت سے تو فرض جہاد نبھاؤ تم
آج ستم کے گھور اندھیرے دھرتی سے منہ موڑیں گے
ظلم و ستم کو سہنے والے زنجیروں کو توڑیں گے
ظلم کا سورج ڈوب رہا ہے لاؤ امن کی ناؤ تم
گر جینا ہے عزت سے تو فرض جہاد نبھاؤ تم
اب کشمیر کی اس وادی کی آگ بجھانا ہے تم نے
اور اسلام کے سب شہداء کا قرض چکانا ہے تم نے
ظالم کے پنجے سے مسجد اقصیٰ کو چھڑواؤ تم
اگر جینا ہے عزت سے تو فرض جہاد نبھاؤ تم
امن کا شور مچانے والے دھرتی کے غدار بھی ہیں
بزدل ہیں بے مذہب ہیں اسلام سے یہ بیزار بھی ہیں

(ابو جابر محمد ظہیر، وزیر آباد)

بزم اطفال

ابو علی عبدالوکیل

موسم گرما کی ایک ٹھنڈی رات تھی۔ صحرائی علاقوں میں جہاں دن کے وقت دھوپ کی تمازت کے باعث ریت پر پاؤں نہیں رکھے جاسکتے' راتیں خوب ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہیں' فاروق اعظمؓ حسب معمول آج بھی شب کا کچھ حصہ آرام کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کر رہے

مثالی حکمران

تھے۔ گشت کرتے کرتے آپ شہر سے باہر نکل آئے۔ دیکھا دور ایک جگہ ایک خیمہ میں دیا روشن ہے۔ فاروق اعظمؓ کے قدم تیزی سے اس خیمہ کی جانب بڑھنے لگے۔ قریب پہنچے تو دیکھا' خیمہ کے باہر ایک شخص اپنا سر پکڑے پریشان بیٹھا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے اسے سلام کیا' لیکن وہ شخص تھا کہ جیسے اس پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ آپؓ نے دوبارہ بلند آواز سے کہا: السلام علیکم۔ لیکن وہ شخص اسی طرح سر جھکائے بیٹھا رہا۔ جیسے اسے کسی کی آمد کا کچھ علم ہی نہ ہو۔ اب فاروق اعظمؓ اس کے بالکل قریب پہنچے' شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور پوچھا۔

''کیا بات ہے؟ آپ بہت پریشان معلوم ہوتے ہیں۔''

''ہاں''۔ اس شخص نے سر اٹھاتے ہوئے کہا: میں مسافر ہوں اور اس وقت سخت پریشانی کے عالم میں ہوں۔''

اللہ خیر کرے' اپنی پریشانی بیان کرو' شاید میں تمہاری کچھ مدد کرسکوں؟

اتنے میں خیمہ کے اندر سے کسی عورت کے رونے کی آواز آئی' وہ بیچاری درد سے بری طرح کراہ رہی تھی۔ فاروق اعظمؓ نے پوچھا' کیا تمہاری بیوی بیمار ہے؟ مسافر بولا: ہاں' اسے اس وقت ایک دایہ کی ضرورت ہے۔ میں اس وجہ سے سخت پریشان ہوں' اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ فاروق اعظمؓ نے مسافر کو تسلی دیتے ہوئے کہا: تم کچھ فکر نہ کرو۔ میں ابھی دایہ کا بندوبست کرتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو سب کام ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔

مسافر سے یہ بات کہہ کر فاروق اعظمؓ تیزی سے اپنے گھر گئے' بیوی کو جگایا' اور مسافر کی تمام مصیبت اس سے بیان کی۔ بیوی بولی۔ جلدی چلیں' میں مسافر کی بیوی کی مدد کروں گی۔

فاروق اعظمؓ: کچھ کھانے کا سامان بھی ساتھ لے لو' خبر نہیں ان بیچاروں نے کچھ کھایا بھی ہے' یا نہیں۔

بیوی: اس وقت گھر میں تھوڑا سا آٹا اور زیتون کا تیل موجود ہے۔

فاروق اعظمؓ: کچھ اس کے علاوہ؟

بیوی: تھوڑا سا بکری کا دودھ بھی ہے۔

فاروق اعظمؓ: کچھ اور؟

بیوی! اللہ کی قسم' اس کے علاوہ گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں۔ فاروق اعظمؓ: تم جلدی سے یہ سب سامان باندھو' تاکہ ہم جلد ان لوگوں کی مدد کے لئے وہاں پہنچ سکیں۔

بیوی نے جلدی سے یہ سب سامان باندھا تو فاروق اعظمؓ نے گٹھڑی سر پر اٹھائی اور دونوں تیز تیز مدینہ منورہ سے باہر صحرا کی طرف جانے لگے۔ وہاں پہنچے' بدو اسی حال میں خیمہ سے باہر پریشان بیٹھا تھا۔

فاروق اعظمؓ نے اسے سلام کے بعد کہا: میری بیوی کو خیمہ کے اندر جانے کی اجازت دیں تاکہ یہ آپ کی بیوی کی کچھ مدد کر سکے۔ مسافر نے کہا: میں آپ کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صورت میں میرے پاس ایک فرشتہ بھیج دیا ہے۔

فاروق اعظمؓ نے کہا: میں آپ کے لئے کھانا لایا ہوں۔ شاید آپ نے پریشانی میں کچھ کھایا بھی نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر گٹھڑی سے کھانا نکال کر مسافر کے سامنے رکھا۔ مسافر واقعی بھوکا تھا' کھانا دیکھتے ہی جیسے اس کی جان

وکیل جبران

میں جان آئی۔ فوراً کھانا شروع کر دیا۔ جب کھا چکا تو فاروق اعظمؓ سے مخاطب ہو کر بولا: کیا تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہو؟

فاروق اعظمؓ: میری پیدائش مکہ معظمہ کی ہے۔

مسافر: کیا تمہارے مالک نے تمہیں آزاد کر دیا ہے۔

فاروق اعظمؓ: انہوں نے مجھے مسلمانوں کی خدمت کا کام سونپا ہے

مسافر: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟

فاروق اعظمؓ: الحمدللہ! میں عمر بھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کروں تو اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

مسافر: تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فضائل سناؤ۔

فاروق اعظمؓ: آپ ﷺ خلق عظیم کے حامل تھے۔ قرآن مجید میں جابجا آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ مذکور ہیں۔

ابھی یہ باتیں جاری تھیں کہ خیمہ کے اندر سے نومولود کے رونے کی آواز آئی۔ اتنے میں خیمہ کا پردہ سرکا اور فاروق اعظمؓ کی بیوی کی آواز آئی: امیر المومنین! اپنے دوست کو مبارکباد دیں' اللہ تعالیٰ نے اسے فرزند عطا فرمایا ہے۔

''امیر المومنین'' کے لفظ سے مسافر چونکا' خوشی کی اتنی بڑی خبر سننے کے باوجود اس پر خوف کے مارے لرزہ طاری ہوگیا۔ کانپتے ہونٹوں سے بولا: یا امیر المومنین! مجھے معاف فرما دیجئے' میں آپ سے بڑی گستاخی کے ساتھ پیش آ رہا ہوں۔

فاروق اعظمؓ نے اس بچے کی پیدائش پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا: تم کچھ فکر نہ کرو' تم ہرگز کسی گستاخی سے پیش نہیں آئے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے تمہاری خدمت کے لئے بروقت یہاں بھیج دیا۔ اگر میں مدینہ منورہ میں اپنے گھر میں آرام سے پڑا سویا ہوتا تو یقیناً قیامت کے روز مجھ سے تمہاری اس پریشانی اور مصیبت کے بارے میں سخت سوال ہوتا' میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے میرے ذمے یہی کام لگایا ہے کہ میں خلق خدا کی خدمت کروں۔ میں راتوں کو جاگتا ہوں' تاکہ لوگ آرام سے سوئیں۔ میں نے اپنے آقا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حکمران ہو' اس کو سب سے زیادہ بھاری حساب دینا ہوگا' اور وہ سب سے زیادہ سخت حساب کے خطرے میں مبتلا ہوگا۔

مسافر نے دیکھا کہ امیر المومنین فاروق اعظمؓ قیامت میں احتساب کے خوف سے زارو قطار رو رہے ہیں۔ جب ان کی حالت ذرا سنبھلی تو آپ نے مسافر سے کہا:

''میرے بھائی! میرے لئے دعائے خیر کرتے رہنا' میری گردن میں امت محمدیہ ﷺ کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ مجھے ڈر آتا ہے کہ دریائے فرات کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھی اگر ہلاک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں بھی سخت باز پرس کرے گا۔

(بحوالہ الفاروق)

واہ کیا بات ہے

آپ نے کوئی کتاب یا رسالہ پڑھا اور اسے پڑھتے ہوئے آپ کے منہ سے بے اختیار ''واہ کیا بات ہے'' نکل گیا۔ تو اس خیال افروز بات' اقوال یا کوئی بھی اچھی اور مختصر تحریر جو آپ کو پسند آئی' ایک الگ کاغذ پر خوشخط تحریر کر کے اس کتاب/اخبار/رسالہ کے نام اور تحریر کے مصنف کے نام کے ساتھ ہمیں ارسال کر دیں۔ ہم اسے آپ کے نام کے ساتھ شائع کریں گے۔

بزم اطفال

ابوعلی عبدالوکیل

مثالی حکمران

موسم گرما کی ایک ٹھنڈی رات تھی۔ صحرائی علاقوں میں جہاں دن کے وقت دھوپ کی تمازت کے باعث ریت پر پاؤں نہیں رکھے جا سکتے' راتیں خوب ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہیں' فاروق اعظمؓ حسب معمول آج بھی شب کا کچھ حصہ آرام کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے۔ گشت کرتے کرتے آپ شہر سے باہر نکل آئے۔ دیکھا دور ایک جگہ ایک خیمہ میں دیا روشن ہے۔ فاروق اعظمؓ کے قدم تیزی سے اس خیمہ کی جانب بڑھنے لگے۔ قریب پہنچے تو دیکھا' خیمہ کے باہر ایک شخص اپنا سر پکڑے پریشان بیٹھا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے اسے سلام کیا' لیکن وہ شخص تھا کہ جیسے اس پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ آپؓ نے دوبارہ بلند آواز سے کہا: السلام علیکم۔ لیکن وہ شخص اسی طرح سر جھکائے بیٹھا رہا۔ جیسے اسے کسی کی آمد کا کچھ علم ہی نہ ہو۔ اب فاروق اعظمؓ اس کے بالکل قریب پہنچے' شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور پوچھا۔

''کیا بات ہے؟ آپ بہت پریشان معلوم ہوتے ہیں۔''

''ہاں'' اس شخص نے سر اٹھاتے ہوئے کہا: میں مسافر ہوں اور اس وقت سخت پریشانی کے عالم میں ہوں۔''

اللہ خیر کرے' اپنی پریشانی بیان کرو' شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں؟

اتنے میں خیمہ کے اندر سے کسی عورت کے رونے کی آواز آئی' وہ بیچاری درد سے بری طرح کراہ رہی تھی۔ فاروق اعظمؓ نے پوچھا' کیا تمہاری بیوی بیمار ہے؟ مسافر بولا: ہاں' اسے اس وقت ایک دایہ کی ضرورت ہے۔ میں اس وجہ سے سخت پریشان ہوں' اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ فاروق اعظمؓ نے مسافر کو تسلی دیتے ہوئے کہا: تم کچھ فکر نہ کرو۔ میں ابھی دایہ کا بندوبست کرتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو سب کام ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔

مسافر سے یہ بات کہہ کر فاروق اعظمؓ تیزی سے اپنے گھر گئے' بیوی کو جگایا' اور مسافر کی تمام مصیبت اس سے بیان کی۔ بیوی بولی۔ جلدی چلیں' میں مسافر کی بیوی کی مدد کروں گی۔

فاروق اعظمؓ: کچھ کھانے کا سامان بھی ساتھ لے لو' خبر نہیں ان بیچاروں نے کچھ کھایا بھی ہے' یا نہیں۔

بیوی: اس وقت گھر میں تھوڑا سا آٹا اور زیتون کا تیل موجود ہے۔

فاروق اعظمؓ: کچھ اس کے علاوہ؟

بیوی: تھوڑا سا بکری کا دودھ بھی ہے۔

فاروق اعظمؓ: کچھ اور؟

بیوی! اللہ کی قسم' اس کے علاوہ گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں۔

فاروق اعظمؓ: تم جلدی سے یہ سب سامان باندھو' تاکہ ہم جلد ان لوگوں کی مدد کے لئے وہاں پہنچ سکیں۔

بیوی نے جلدی سے یہ سب سامان باندھا تو فاروق اعظمؓ نے گٹھڑی سر پر اٹھائی اور دونوں تیز تیز مدینہ منورہ سے باہر صحرا کی طرف جانے لگے۔ وہاں پہنچے' بدو اسی حال میں خیمہ سے باہر پریشان بیٹھا تھا۔

فاروق اعظمؓ نے اسے سلام کے بعد کہا: میری بیوی کو خیمہ کے اندر جانے کی اجازت دیں تاکہ یہ آپ کی بیوی کی کچھ مدد کر سکے۔ مسافر نے کہا: میں آپ کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صورت میں میرے پاس ایک فرشتہ بھیج دیا ہے۔

فاروق اعظمؓ نے کہا: میں آپ کے لئے کھانا لایا ہوں۔ شاید آپ نے پریشانی میں کچھ کھایا بھی نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر گٹھڑی سے کھانا نکال کر مسافر کے سامنے رکھا۔ مسافر واقعی بھوکا تھا' کھانا دیکھتے ہی جیسے اس کی جان

وکیل جبران

میں جان آئی۔ فوراً کھانا شروع کر دیا۔ جب کھا چکا تو فاروق اعظمؓ سے مخاطب ہو کر بولا: کیا تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہو؟

فاروق اعظمؓ: میری پیدائش مکہ معظمہ کی ہے۔

مسافر: کیا تمہارے مالک نے تمہیں آزاد کر دیا ہے۔

فاروق اعظمؓ: انہوں نے مجھے مسلمانوں کی خدمت کا کام سونپا ہے

مسافر: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟

فاروق اعظمؓ: الحمدللہ! میں عمر بھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کروں تو اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

واہ کیا بات ہے

آپ نے کوئی کتاب یا رسالہ پڑھا اور اسے پڑھتے ہوئے آپ کے منہ سے بے اختیار ''واہ کیا بات ہے'' نکل گیا۔ تو اس خیال افروز بات' اقوال یا کوئی بھی اچھی اور مختصر تحریر جو آپ کو پسند آئی ایک الگ کاغذ پر خوشخط تحریر کر کے اس کتاب/ اخبار/ رسالہ کے نام اور تحریر کے مصنف کے نام کے ساتھ ہمیں ارسال کر دیں۔ ہم اسے آپ کے نام کے ساتھ شائع کریں گے۔

مسافر: تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فضائل سناؤ۔

فاروق اعظمؓ: آپ ﷺ خلق عظیم کے حامل تھے۔ قرآن مجید میں جا بجا آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ مذکور ہیں۔

ابھی یہ باتیں جاری تھیں کہ خیمہ کے اندر سے نومولود کے رونے کی آواز آئی۔ اتنے میں خیمہ کا پردہ سرکا اور فاروق اعظمؓ کی بیوی کی آواز آئی: امیر المومنین! اپنے دوست کو مبارکباد دیں' اللہ تعالیٰ نے اسے فرزند عطا فرمایا ہے۔

''امیر المومنین'' کے لفظ سے مسافر چونکا' خوشی کی اتنی بڑی خبر سننے کے باوجود اس پر خوف کے مارے لرزہ طاری ہو گیا۔ کانپتے ہونٹوں سے بولا: یا امیر المومنین! مجھے معاف فرما دیجئے' میں آپ سے بڑی گستاخی کے ساتھ پیش آ رہا ہوں۔

فاروق اعظمؓ نے اس بچے کی پیدائش پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا: تم کچھ فکر نہ کرو' تم ہرگز کسی گستاخی سے پیش نہیں آئے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے تمہاری خدمت کے لئے بروقت یہاں بھیج دیا۔ اگر میں مدینہ منورہ میں اپنے گھر میں آرام سے پڑا سویا ہوتا تو یقیناً قیامت کے روز مجھ سے تمہاری اس پریشانی اور مصیبت کے بارے میں سخت سوال ہوتا' میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے میرے ذمے یہی کام لگایا ہے کہ میں خلق خدا کی خدمت کروں۔ میں راتوں کو جاگتا ہوں' تاکہ لوگ آرام سے سوئیں۔ میں نے اپنے آقا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حکمران ہو' اس کو سب سے زیادہ بھاری حساب دینا ہوگا' اور وہ سب سے زیادہ سخت حساب کے خطرے میں مبتلا ہوگا۔

مسافر نے دیکھا کہ امیر المومنین فاروق اعظمؓ قیامت میں احتساب کے خوف سے زار و قطار رو رہے ہیں۔ جب ان کی حالت ذرا سنبھلی تو آپ نے مسافر سے کہا:

''میرے بھائی! میرے لئے دعائے خیر کرتے رہنا' میری گردن میں امت محمدیہ ﷺ کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ مجھے ڈر آتا ہے کہ دریائے فرات کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھی اگر ہلاک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں بھی سخت باز پرس کرے گا۔

(بحوالہ الفاروق)

اللہ کا سپاہی

عامر شکیل

یہ ۶۵۸ھ کی ایک گرم دوپہر تھی۔ قاہرہ کے درودیوار گرم لو کے تھپیڑوں سے جھلس رہے تھے۔ اس وقت دھوپ سے خائف بھی کمروں میں تھے۔ سڑکیں دور دور تک سنسان نظر آتی تھیں۔ البتہ تھوڑی دیر بعد حفاظت کے لئے متعین خلیفہ کے سپاہیوں کے قدموں کی آواز اس سناٹے کو ختم کر دیتی۔ ان کے گزر جانے کے بعد پھر ویسے ہی سناٹا چھا جاتا۔

اس خاموشی کو اچانک انتہائی بھاری بھرکم بوٹوں کی آواز نے متاثر کر دیا۔ چوکنے سپاہی فوراً اس آواز کے تعاقب میں بھاگ کر ادھر آئے۔ ان کے سامنے سفارتی لباس پہنے دو شخص کھڑے تھے۔ لمبے لمبے بال، میلے جیکٹ، کپڑے بھی انتہائی میلے، دانت میل سے پیلے، چہروں پر ظلم و سربریت کا عکس، انداز انتہائی وحشیانہ اور چلنے کا انداز بھی متکبرانہ تھا۔ یہ لوگ اپنے حلئے سے پہچانے جا رہے تھے کہ یہ تاتاری ہیں۔ وہ تاتاری جن کے ظلم و ستم سے بچے کھچے لوگ قاہرہ میں پناہ گزین تھے۔ تاتاری اب تک دنیا کے بیشتر حصے کو اپنے وحشی پن کا نشانہ بنا چکے تھے۔ مسلمانوں کے ملکوں سے صرف ایک مصر ہی ان کی دست برد سے محفوظ تھا۔ مگر تاتاری سفیروں کی آمد کی خبر نے اہل قاہرہ کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ تاتاریوں کے ہاتھوں تباہ ہونے والے علاقوں کے بچے کھچے تباہ حال مسلمانوں نے مصر کو جائے پناہ سمجھتے ہوئے وہاں کا رخ کیا تھا۔ قاہرہ کے گلی کوچے پناہ گزینوں سے بھرے پڑے تھے۔ ان پناہ گزینوں نے تاتاریوں کی درندگی کے مظاہرے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اس لئے وہ تاتاریوں سے خوفزدہ تھے اور ان کی آمد کی خبر سن کر ان کی زبان سے یہی الفاظ نکلے تھے۔

''تاتاری سفیروں کی آمد کا مطلب تباہی و بربادی'' ''تاتاری خدا کا قہر ہیں'' ''تاتاری ناقابل شکست ہیں'' ''تاتاری انسان نہیں بلکہ کوئی اور مخلوق ہیں''

اس طرح کی مختلف آوازیں قاہرہ میں ہر طرف گونج رہی تھیں اور وہ لوگ جنہوں نے تاتاریوں کو نہیں دیکھا تھا، وہ بھی اپنے دلوں میں تاتاریوں کی دہشت محسوس کر رہے تھے۔ لیکن انہی گلیوں اور بازاروں میں کچھ نوجوان ایسے بھی تھے جن کے چہروں پر خوف وہراس کی بجائے غم و غصے کی سرخی تھی۔ ان نوجوانوں کے ہاتھ بے اختیار تلواروں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ نعرے لگا رہے تھے کہ

''ہم بغداد کا بدلہ لیں گے''

''اللہ کی قسم تاتاریوں کو سبق سکھا دیں گے''

''ایک بھی تاتاری بچ کر نہیں جا سکے گا''

تاتاری سفیر، جن کی آمد کی خبر نے قاہرہ میں ہلچل مچا دی تھی۔ اس وقت مصر کے بادشاہ ملک المظفر سیف الدین کے دربار میں کھڑے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا کہ جیسے مصر ان کی جاگیر اور ملک المظفر ان کا غلام ہے۔ انہوں نے درباری آداب کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت گستاخانہ انداز میں اپنے آقا ہلاکو خاں کا خط ملک المظفر کے سامنے پھینک دیا۔ ملک المظفر نے ان کے اس گستاخانہ رویئے کو نہایت تحمل سے برداشت کرتے ہوئے ہلاکو خان کا خط پڑھوا کر سنا، خط میں لکھا تھا۔

''یہ اس کا فرمان ہے جو ساری دنیا کا آقا ہے۔ اپنی شہری پناہیں ختم کر دو اور اطاعت قبول کر لو۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہیں امن و چین سے زندہ رہنے دیا جائے گا، ورنہ تمہارے ساتھ جو ہوگا، اسے بلند و بالا آسمان کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔''

ابھی دربار میں خاموشی طاری تھی چند لمحے بعد سلطان نہایت نرم لہجے میں ایلچیوں سے یوں گویا ہوا ''ہلاکو کا ہم نے کچھ نہیں بگاڑا اس لئے اسے ہم پر حملہ کرنے سے باز رہنا چاہئے۔'' سلطان کے جواب سے تاتاریوں کے بگڑے ہوئے چہرے مزید بگڑ گئے اور وہ نہایت بدتہذیبی سے بولے۔

''تم نہایت خودسر اور ضدی حکمران ہو۔ تم ہم سے واقف نہیں، ورنہ انکار نہ کرتے۔''

ایلچیوں کا لہجہ سلطان کی برداشت سے باہر تھا ''تم ایلچی ہو اور ایلچی ہی رہو اپنا لہجہ درست رکھو اور ہمیں سبق نہ پڑھاؤ'' سلطان کی آواز میں غصہ تھا۔ سلطان کی بات سن کر تاتاری ایلچی غصہ سے چلانے لگے۔ ''تم ہماری بات نہیں مانو گے، ہماری طاقت اور شجاعت کے افسانے شاید تم نے سنے نہیں۔'' ایلچیوں کے گستاخانہ جواب سن کر امرائے مصر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ''خاموش''۔ پہلی صف میں بیٹھے ایک نوجوان امیر کی آواز سے دربار لرز اٹھا۔ اس کی تلوار میان سے باہر آ چکی تھی۔ ''اگر مجھے سلطان کا لحاظ نہ ہوتا تو اللہ کی قسم تمہاری گردنیں تمہارے دھڑ سے علیحدہ کر چکا ہوتا۔'' نوجوان کی آواز جوش غضب سے لرز رہی تھی۔

''سلطان معظم! ان کا رویہ سفارتی آداب کے منافی ہے۔ شاید ہلاکو نے اپنے سپاہیوں کو نہتے انسانوں کے قتل کے سوا کچھ نہیں سکھایا۔ ورنہ یہ اس طرح یہاں چلا نہ رہے ہوتے۔ مجھے اجازت دیں کہ ان کے سر کاٹ کر لاشیں قاہرہ کے چوراہوں پر لٹکا دوں تاکہ آئندہ ہلاکو اپنے ایلچیوں کو مصر بھیجتے وقت سفارتی آداب ضرور سکھائے۔'' یہ امیر جس کی تلوار بھرے دربار میں تاتاریوں کے خلاف میان سے باہر آ گئی تھی اور جس نے تاتاریوں کی سربریدہ لاشوں کو دیدہ عبرت نگاہ بنا کر مصر کے چوراہوں پر لٹکا دیا تھا، وہ مصری عوام کے لئے ناواقف نہیں تھا۔ ابھی چند ہی سال قبل منصورہ کے میدان میں لڑی جانے والی ساتویں صلیبی جنگ میں اس نوجوان کی حیرت انگیز حربی چالوں نے عیسائی لشکر کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا تھا۔ منصورہ کا یہ مرد میدان جس کا بچپن غلاموں کی منڈیوں میں بکتے ہوئے گزرا، اہل مصر کی دھڑکنوں میں بستا تھا اور لوگ اسے ''امیر رکن الدین بیبرس'' کے نام سے جانتے تھے۔

مؤرخین نے سلطان بیبرس کی شجاعت، انصاف پروری، شوق جہاد، سخت کوشی، جود و سخا، بیدار مغزی اور عسکری قابلیت کی بے انتہا تعریف کی ہے۔ سلطان بیبرس کا عہد حکومت درحقیقت مسلمانوں کے عروج کا دور تھا۔ اس کے تدبر، معاملہ فہمی، عدل و انصاف اور شجاعت کی داستانیں صدیوں تک مصری قہوہ خانوں میں سنائی جاتی رہیں۔

(کتاب ''اللہ کے سپاہی'' سے اقتباس)

شہر خالی کر دیا جائے...

پہلی صدی ہجری کا اخیر مسلمانوں کے عروج کا زمانہ ہے۔ یہ وہ دور ہے جب معروف دنیا کے بیشتر حصے پر اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے۔ تینوں براعظموں پر ان کی حکومت قائم ہے۔ دنیا کی ہر طاقت ان کے سامنے سرنگوں ہے اور سر اطاعت خم کر چکی ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا حکمران مسلمانوں کا راستہ روکنے کی ہمت و جرأت نہیں کر سکتا لیکن ان دنوں وسطی ایشیا کے مسلمان فاتح قتیبہ بن مسلم سمرقند میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں۔ اس فاتحانہ داخلے میں نہ کسی کی عزت و آبرو پر آنچ آتی ہے نہ کسی کی جائیداد اور مال و زر کو کوئی برے ارادے سے دیکھتا ہے۔ نہ اخلاق و کردار سے ہٹ کر کوئی حرکت کسی سے سرزد ہوتی ہے، لیکن اس فاتحانہ داخلے کے موقع پر بعض ایسی شرائط کی پاسداری کرنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے جو محض رسمی نوعیت کی سمجھی گئی تھیں۔

لوگوں کے کہنے، سننے پر بعض مقامی باشندے قاضی عساکر کے روبرو عرض داشت پیش کرتے ہیں کہ چونکہ دوران فتح فلاں فلاں شرائط کی پاس داری نہ کی گئی۔ اس لئے یہ ساری کارروائی کالعدم قرار دی جائے اور فوج کو حکم دیا جائے کہ وہ شہر خالی کر دے۔

مورخ بلاذری فتوح البلدان کے باب سمرقند میں لکھتا ہے کہ سمرقند کے بودھ باشندوں نے قاضی عساکر کے روبرو قتیبہ بن مسلم کے خلاف عرضداشت دائر کر دی۔ قاضی نے اپنے ہی سپہ سالار کے خلاف غیر مسلموں کی شکایات سنیں...... پھر سپہ سالار کا موقف سنا...... اور حکم دیا کہ شہر خالی کر دیا جائے۔ چنانچہ جو شہر فاتح اعظم نے شمشیر خاراشگاف سے فتح کیا تھا وہ اس کے اپنے ہی مقرر کردہ قاضی کے حکم پر بلاچوں چرا خالی کر دیا۔ اہل شہر میں منادی کرا دی گئی کہ اس پورے عمل کے دوران کسی کا نقصان ہوا ہو تو شریعت اسلامی کے مطابق تاوان طلب کر سکتا ہے۔ قانون جنگ کی تاریخ میں یہ ایک منفرد مثال ہے جو اپنی نوعیت کی شاید آخری مثال ہے کہ کسی فاتح نے کسی عسکری یا سیاسی دباؤ کے بغیر محض عدالتی حکم پر قانون اور اخلاق کی پاسداری کرتے ہوئے رضائے الٰہی کے لئے سر تسلیم خم کر دیا ہو۔

مرسلہ: عفان جاوید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ماہنامہ
مجلة الدعوة
لاہور پاکستان
6 ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ جون 2004ء

عراقی قیدیوں پر وحشیانہ مظالم کی تصاویر کیسے نشر ہوئیں؟
ایک انکشاف انگیز رپورٹ

کیا حدود آرڈیننس اور قانون توہین رسالت میں تبدیلی کی ضرورت ہے
ایک علمی وتحقیقی جائزہ اور سروے

دنیا بھر میں غربت، جہالت، نوزائیدہ بچیوں، اقلیتوں اور نچلی ذاتوں کے قتل عام میں نمبرون

"چمکتا بھارت" بھانڈا پھوٹ گیا

کانگریس اور بی جے پی... تاش کے ایک ہی پتے کے دو رخ

من موھن سنگھ نے بھی پاکستان کیخلاف اپنے من کا بغض ظاہر کر دیا

مقبوضہ جموں وکشمیر

انتخابی جلسوں اور ووٹروں کے بغیر "کامیاب الیکشن"

113 بھارتی فوجی الیکشن شکن کارروائیوں کی نذر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محاسبۂ نفس

عین دوران معرکہ سیف اللہ خالدؓ بن ولید، عمرؓ کا حکم وصول کرتے ہی فوراً اپنے عہدے، اعزازات سے دستبردار ہو کر ایک عام سپاہی کی حیثیت سے ہی معرکہ آراء ہو گئے۔ ان کی بسالت و شجاعت اور حسن کارکردگی میں اس جبری معطلی پر ذرا منفی اثر نہیں پڑا۔ اطاعت امیر میں بھی ذرا تساہل نہیں برتا اور بالکل عام سپاہی اور سیف اللہ میں کچھ امتیاز نہ رہا کچھ سطحی سوچ کے حامل لوگوں نے کہا "خالد! تمہارے کتنے عظیم کارنامے ہیں اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے تمہیں سیف اللہ، اللہ کی تلوار کا لقب مرحمت فرمایا۔ تم جدھر بھی گئے عالم کفر کو لرزہ براندام کرتے اور شکست سے دوچار کرتے گئے۔ عمر فاروقؓ نے ایک اجتہادی غلطی کی ہے لہٰذا آپ کو ان احکام معطلی ماننے سے انکار کر دینا چاہئے فرمایا "لوگو! مجھے یہ بتاؤ کہ کیا میں اللہ کی رضا کی خاطر لڑ تا رہا ہوں یا کہ عہدوں اور اعزازات کی خاطر جہاد کرتا رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا آپ اللہ کی رضا کی خاطر ہی معرکہ آراء رہے ہیں" فرمایا: میں اب بھی اللہ کی رضا کی خاطر ہی ایک عام سپاہی کی حیثیت سے جہاد کرتا رہوں گا۔

علیؓ عین معرکہ میں ایک کافر کو نیچے گرا کر اس پر تلوار کا وار کرنے ہی کو تھے کہ اس کافر نے ان پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کیا ہوا؟ فرمایا: پہلے میں اللہ کی خاطر اس سے لڑ رہا تھا۔ جب اس نے مجھ پر تھوک دیا تو میرا ذاتی غصہ اس میں شامل ہو گیا تھا تو اس لئے میں اس سے الگ ہو گیا کیونکہ ہم اپنے نفس کی خاطر نہیں بلکہ اللہ کے لئے لڑتے ہیں۔

ایک معزز خاتون نے عشاء کے بعد اپنی بیٹی کی تربیت کا امتحان لینے کے لئے اسے پکار کر کہا "بیٹی! دودھ میں پانی ملا لینا، اس طرح پیسے زیادہ مل جائیں گے۔ بیٹی کہنے لگی "امی جان! ملاوٹ سے خلیفۂ اسلام نے سخت منع کر رکھا ہے۔ ماں کہنے لگی "بیٹی! اس وقت بھلا خلیفہ تجھے دیکھ رہا ہے؟ بیٹی کہنے لگی "خلیفہ نہیں دیکھتے اللہ تو دیکھ رہا ہے۔" خلیفہ عمر فاروقؓ عین اس مکالمہ کے وقت اس گھر کے دروازے کے پاس موجود تھے۔ دروازے پہ نشان لگایا۔ صبح ہوتے ہی اس گھر کے سربراہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ کے طالب و سوالی بن کر کھڑے تھے۔ اپنے بیٹے عاصم سے اس کی شادی کی۔ پھر اس لڑکی کی بیٹی سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے جنہیں عمر ثانیؒ بھی کہا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک اسلامی لشکر کا قاصد فتح کی خوشخبری لے کر واپس مدینہ آ رہا تھا تو راستے میں ایک آدمی نے اس سے اسلامی لشکر کی خبر پوچھی تو اس نے کہا "میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ اتروں اور تجھے خبر سناؤں۔ وہ آدمی کہتا ہے "تم سناتے چلو میں ساتھ ساتھ بھاگوں گا۔ اب سوار لشکر اسلام کے احوال سناتا ہے اور وہ آدمی ساتھ دوڑتا چلا جاتا ہے۔ راستے میں ایک آدمی یہ منظر دیکھ کر پکارا 'یا امیر المومنین! سوار گھبرا گیا کہ میرے سے امیر المؤمنین کی بے ادبی ہو گئی فرمایا "میں حکم دیتا ہوں تو اسی طرح چل میں بھی اسی طرح بھاگوں گا اور لشکر اسلام کے احوال سنوں گا۔ ایک مرتبہ عمرؓ ایک گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ گھوڑے نے غرور بھری چال چلنا شروع کر دی۔ چنانچہ فوراً گھوڑے سے ہی اتر پڑے کہ مبادا کہیں میں بھی غرور کا شکار ہو جاؤں۔

قارئین کرام! یہ سارے قصص ہمارے لئے کتنے درس عزیمت و موعظت ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے نفس کی کتنی اصلاح کی ہوئی تھی اور وہ ہر وقت اپنی اصلاح پر کمربستہ رہتے تھے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا عظیم الشان اعزاز عطا فرمایا تھا اور ان کے ایمان کو پوری امت کے لئے معیار بنا دیا تھا۔

اہل ایمان کو ایمان کی خاطر قربانیاں دینا پڑتی ہیں اور جب تک نفس کی اصلاح نہ ہو اور ہر قسم کی مرغوبات کو ترک نہ کر دیں اس وقت تک نفس کی اصلاح اور ایمان کی نشاۃ ناممکن ہے۔ قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ آج دنیا میں نیک نظر آنے والے عالم، مجاہد، سخی نیکی کے اصل معیار اللہ کی رضا کے مقام پر تھے یا وہ ساری زندگی تعمیرِ نفس پروگرام میں ہی مگن رہے۔ اس دن سب سے پہلے ان تین ریاکاروں عالم، شہید، سخی کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔ آج ہم دنیا میں اپنی نفس پرستی کی بدولت ہی ذلیل ہو رہے ہیں۔ یہ نفس پرستی بھی شرک کی ایک قسم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ارایت من اتخذ الھہ ھواہ (الفرقان)

(اے نبی) کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش نفسانی کو ہی معبود بنا لیا۔

ہم ساری عمر دنیوی کمال حاصل کرنے میں ضائع کر دیتے ہیں اور جب زندگی گزارنے کا کچھ ڈھنگ آتا ہے اس وقت موت قریب کھڑی ہوتی ہے تو ہمیں چاہئے کہ زندگی کے ایک ایک لمحے میں اپنے نفس کا احتساب کرنا شروع کر دیں تاکہ ہمارا حال اس شخص کا سا نہ ہو جس کا نقشہ قرآن یوں دکھا رہا ہے۔

ترجمہ: اور کتاب حساب (اعمالنامہ) رکھ دی جائے گی پس تو دیکھے گا مجرموں کو اس (کتاب) میں موجود اعمال دیکھ کر گھبرا رہے ہوں گے اور کہتے ہوں گے میری اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے اس نے کوئی چھوٹی بڑی بات نہیں چھوڑی سبھی گن لیں اور وہ اپنے اعمال کو اپنے سامنے پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

درس القرآن

قسط نمبر 61

الکلام المونس فی تفسیر سورۃ یونس

سورۂ یونس کی تشریح وتفسیر

ابو عمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتے لیکن لوگ خود اپنی جانوں پہ ظلم کرتے ہیں

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿41﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ
اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَ لَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿42﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ لَوْ كَانُوْا لَا
يُبْصِرُوْنَ ﴿43﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿44﴾ (یونس ۴۱ تا ۴۴)

اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو میرے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا'' تم میرے عملوں کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے عملوں کا جوابدہ نہیں ہوں۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے اگرچہ کچھ بھی سنتے سمجھتے نہ ہوں اور بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف دیکھتے ہیں تو کیا تم اندھوں کو رستہ دکھاؤ گے اگرچہ کچھ بھی دیکھتے (بھالتے) نہ ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتے لیکن لوگ خود اپنی جانوں پہ ظلم کرتے ہیں۔

مفردات:

1۔ کذبوک کا مادہ ک۔ ذ۔ ب ہے اور یہ کذب یکذب (باب تفعیل) سے فعل ماضی معلوم جمع مذکر غائب ہے اور ''ک'' خطاب کے لئے ہے تکذیب کا معنی ''جھٹلانا'' ہے یعنی اگر وہ (کفار) آپ کو جھٹلاتے ہیں۔

2۔ یستمعون = کا مادہ ''س۔م۔ع'' ہے اور یہ استمع یستمع (باب افتعال) سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر غائب ہے استماع کا معنی کان لگا کر (یعنی توجہ سے) سننا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ (کافر) آپ کی طرف کان لگا کر (بظاہر) سنتے ہیں۔

3۔ لا یبصرون کا مادہ ب۔ص۔ر ہے اور یہ ابصر یبصر (ثلاثی مزید فیہ کے باب افعال) سے فعل نفی معلوم جمع مذکر غائب ہے اس کا معنی ہے وہ (کافر) نہیں دیکھتے یعنی کافر اندھے ہونے کے ساتھ ساتھ دل کی بصیرت سے بھی محروم ہیں۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ربوبیت اور اس کی صفات کاملہ اور اس کی الوہیت کا بیان اور قرآن مجید وصاحب قرآن رسول اللہ ﷺ کی صداقت وحقانیت واضح کی گئی تھی۔ اب اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر آپ کے سمجھانے اور دلائل پیش کرنے کے باوجود بھی یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں اور آپ کی دعوت کا انکار کرتے ہیں تو آپ بھی ان کی پروانہ کریں اور ان سے اور ان کے اعمال وافعال اور طرز عمل سے براءت وبےزاری کا اعلان کریں کہ تم میرے اعمال اور طریقے سے بری ہو اور میں تمہارے اعمال اور طریقے سے بیزار ولاتعلق ہوں مجھے میرے اعمال کی جزا ملے گی اور تمہیں اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ میرے اعمال کا تم سے مواخذہ نہیں کیا جائے گا اور تمہارے اعمال کی بابت مجھ سے سوال نہیں ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک نے اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا ہے۔ وہاں ہر شخص سے اس کے اچھے یا برے اعمال کے مطابق سلوک کیا جائے گا لہٰذا تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر میں بری الذمہ ہو چکا ہوں کیونکہ میری ذمہ داری صرف اور صرف دعوت وتبلیغ ہے جیسا کہ سورۃ الکافرون میں ہے۔

آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کروں گا اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں پرستش کروں گا جس کی تم نے پرستش کی اور نہ تم اس کی پرستش کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔ تمہارا لئے تمہارا دین ہے اور میرا لئے میرا دین ہے۔ (الکافرون)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول ﷺ ظاہری طور پر تو یہ لوگ قرآن کریم اور آپ کی اچھی اور فصیح باتیں سنتے ہیں لیکن چونکہ ان کا مقصد ان سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنا نہیں اس لئے وہ ان میں غور وفکر نہیں کرتے اور وہ ان کی طرف توجہ ودھیان نہیں دیتے اس طرح یہ آیات واحادیث ان کے لئے نافع اور

فائدہ مند نہیں سوان کی مثال اس بہرے جیسی ہے۔ جس کو بہرے پن کے ساتھ ساتھ عقل وشعور بھی نہیں۔

وہ نہیں سنتے نہ اشاروں سے سمجھتے ہیں بالکل کورے اور بے بہرہ ہیں کیونکہ عقل مند بہرا پھر بھی اشارہ سے کچھ سمجھ لیتا ہے لیکن یہ لوگ بالکل گئے گزرے ہیں۔

اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے رسول ﷺ ان کفار میں سے بعض آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور جو اللہ نے آپ کو بہترین اخلاق اور اچھی طبیعت اور صدق وامانت اور کمال حوصلہ عطا فرمایا ہے اسے ملاحظہ کرتے ہیں لیکن ایمان نہیں لاتے اور ہدایت سے بہرہ ور نہیں ہوتے حالانکہ اہل فہم وفراست اور اہل بصیرت کے لئے آپ کی صداقت وحقانیت کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے یہ دلائل کافی ہیں لیکن یہ آپ کو مومنوں کی طرح ایمان اور ہدایت لانے کے لئے نہیں دیکھتے بلکہ مزاح وحقارت کے طور پر دیکھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِىْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا. (الفرقان 42)

ترجمہ: اور تمہیں جب کبھی دیکھتے ہیں تو تم سے مسخرا پن کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اس لئے ان کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی ان کی مثال اس اندھے جیسی ہے جو ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ دل کی بصارت سے خالی ہے بھلا کیا آپ ایسے شخص کو راستہ دکھلا سکتے ہیں؟ یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں دکھلا سکتے کیونکہ بعض اندھے ظاہری بصارت سے محروم ہونے کے باوجود دل کی بصارت سے مالا مال ہوتے ہیں اس لئے وہ بات سمجھ لیتے ہیں لیکن یہ کفار ومکذبین تو ایسے اندھے ہیں جو ظاہری بصارت اور دل کی بصیرت دونوں سے محروم ہیں۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دی ہے۔ اگر یہ لوگ ہدایت قبول نہیں کرتے اور راہ راست پر نہیں آتے تو اس میں آپ کی کوئی کمی وکوتاہی نہیں آتی آپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کر دیا ہے اور تکبر وتعصب سے بچے ہوئے اور عقل وشعور سے مالا مال لوگ آپ کی دعوت سے متاثر ہو کر ہدایت ربانی کو قبول کر رہے ہیں۔ اور یہ کافر، تکبر وتکذیب اور عناد وہٹ دھرمی سے متصف اور بصارت وبصیرت سے محروم لوگ ہیں۔ اس ہدایت سے دور ہیں اس لئے کہ وہ بے عقل، بہروں اور بے بصیرت اندھوں جیسے ہیں لہٰذا رشد وہدایت ان کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے آپ حوصلہ وتسلی رکھیں اور جس طرح ایک طبیب وحکیم ایسے مریض سے لاتعلق ہو جاتا ہے اور اس سے اعراض کر لیتا ہے جو علاج کرانے میں سنجیدہ نہ ہو اور اس کی ہدایات کی پروا نہ کرتا ہو آپ بھی ایسے بے شعور، بہروں اور بے وقوف اندھوں سے اعراض کر لیں جو حق وہدایت کی باتیں سنجیدگی سے نہیں سنتے اور آپ کی نبوت ورسالت کی علامات ونشانیوں میں غور وفکر نہیں کرتے۔ یعنی قوت سماعت اور قوت بصارت ہونے کے باوجود ان سے صحیح معنی میں فائدہ نہیں اٹھاتے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے وہ نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے وہ نہیں سنتے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہی لوگ غافل ہیں۔ (الاعراف: 179)

یہ جانوروں جیسے اس لئے ہیں کہ ان کا سننا اور دیکھنا بالکل جانوروں کی طرح ہے وہ بھی عقل وفہم سے محروم، یہ بھی محروم اور ان سے بدتر اس لئے کہ جانوروں میں تو عقل وفہم کا ملکہ ہے ہی نہیں جبکہ یہ لوگ ملکہ ہونے کے باوجود اس سے مستفید نہیں ہوتے۔

جیسا کہ فرمایا

بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (الحج 42)

اس کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ یقینی اور پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا اس نے تو تمام لوگوں کو سب صلاحیتوں سے نوازا ہے دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کیلئے کان اور سوچنے کے لئے عقل دی جس سے حق وباطل اور صحیح وغلط اور سچ وجھوٹ کے درمیان فرق وتمیز کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ ضد وتعصب اور تکبر وانکار کی بناء پر اللہ کی دی ہوئی ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے اور وہ اپنے آپ کو ہدایت سے محروم رکھ کے اللہ تعالیٰ کے دنیوی واخروی عذابات وعقابات کے مستحق بنتے ہیں اور اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈالتے ہیں تو اس طرح وہ اپنی جانوں پر خود ظلم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو کسی پر ظلم نہیں کرتے نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کی نیکیوں میں کمی کرتے ہیں۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا کہ اے نبی! ہم ان حقانی آیتوں کی تلاوت آپ پر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ لوگوں پر ظلم کرنے کا نہیں۔ (آل عمران 108)

اور فرمایا۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (آل عمران 117)

اور فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ (النساء 40)

اور فرمایا

میرے ہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں۔ (ق 29)

اور فرمایا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

ترجمہ: یہ ان اعمال کی وجہ سے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھے تھے یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (الحج 10)

اور جیسا کہ حدیث میں ہے:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ اپنے رب سے بیان کرتے ہیں۔ (حدیث قدسی ہے) کہ اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے اور میں نے ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ یہاں تک کہ حدیث کے آخر میں ہے کہ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں نے تمہارے لئے محفوظ کر رکھا ہے پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا پس جو اچھے اعمال پائے وہ اللہ کی تعریف کرے اور جو برے اعمال پائے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

(مسلم شریف۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب تحریم الظلم۔ حدیث نمبر 6572)

فوائد

1۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے حوصلہ وتسلی کا بیان۔

2۔ قرآن وسنت کے منکرین ومکذبین بے عقل وشعور اور دل کے اندھے ہیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو کفار ومشرکین کے دلائل کے رد وابطال کی تعلیم۔

4۔ اللہ تعالیٰ سے ظلم وزیادتی کی نفی اور انسان کے اپنے نفس پر ظلم کا اثبات۔

اب عہد غلامی کی وہ عادات بھلا دو

اب عہد غلامی کی وہ عادات بھلا دو
ہر بچے کو اسلام پہ مر مٹنا سکھا دو
اک مرکز ملی پہ اکٹھا کرو سب کو
بکھرے ہوئے شیرازہ کو تو آپس میں ملا دو
تم شیروں کی اولاد ہو تنظیم وعمل سے
ملت کے ہر اک فرد کو تم شیر بنا دو
اب ہاتھ میں شمشیر لو ملت کے نگہبانو
پہلا سا وہی نعرۂ تکبیر سنا دو
مومن کے لئے سایہ شمشیر ہے جنت
تم دل سے ہر اندیشۂ باطل کو مٹا دو
پیدا کرو پھر خود میں وہی روح ایوبی
پھر نعرہ تکبیر سے دنیا کو ہلا دو
تم قہر خدا بن کے گرو دشمن دیں پر
ہر دشمن اسلام کی ہستی کو مٹا دو
ہر مسلم خوابیدہ کو اے انور علوی
اب وقت ہے جھنجھوڑ کے تم اس کو جگا دو

محمد انور علوی، محلہ ناصر آباد، رحیم یار خان

تھی۔ چنانچہ 20 کروڑ مسلمانوں میں سے صرف 32 ایس پی اور 12 ڈی آئی جی مسلمان رہ گئے۔ صرف ایک صوبے میں انسپکٹر جنرل پولیس مسلمان تھا۔ اسے بھی او ایس ڈی لگا دیا گیا جبکہ نو مسلمان پولیس افسر ترقی کے منتظر تھے انہیں ایڈوانی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا۔ نئی دہلی کے 68 تھانوں میں کسی وقت 18 تھانوں کے انچارج مسلمان تھے لیکن واجپائی دور میں کسی تھانے میں کوئی مسلمان انچارج نہ رہا۔ اسی طرح واجپائی حکومت نے بھارتی فوج میں افسر کے عہدوں پر مسلمانوں کی بھرتی پر بھی پابندی لگادی تھی۔

اقوام متحدہ کے ورلڈ فوڈ پروگرام کی ایک رپورٹ کے مطابق بھوکوں کی تعداد کے لحاظ سے بھارت دنیا بھر میں پہلے نمبر پر ہے

بھارتی صوبے مدھیہ پردیش میں گاؤ کشی پر پابندی لگائی گئی' اس کے ساتھ اگر فساد میں کوئی مسلمان مارا جاتا اور پولیس کا کوئی افسر اسے بچانے کی کوشش کرتا تو وہ بھی معطل کردیا جاتا۔

مسلمانوں اور اقلیتوں کے متعلق یہ امتیازی سلوک صرف نچلی اور عوامی سطح پر ہی کارفرما نہیں بلکہ حکومت کا اعلیٰ ترین اشرافیہ بھی اس میں برابر ملوث رہتا ہے۔ اس کا اندازہ صرف اس سے لگائیں کہ حالیہ الیکشن میں واجپائی نے بڑی دیدہ دلیری سے یہاں تک کہا کہ ہمیں مسلمانوں اور اقلیتوں کے ووٹوں کی ضرورت نہیں...... لیکن جب فضا اپنے خلاف بنتے دیکھی تو پھر منافقانہ طور پر مسلمانوں کو یہ بھی کہا جانے لگا کہ وہ بی جے پی کو اپنا دوست سمجھیں۔ اس کے قریب ہو کر اسے سمجھیں۔

مسلمانوں کی طرح دیگر اقلیتوں کا بھی بھارت میں برا حال ہے۔ 1984ء سے اب تک تین لاکھ کے قریب سکھوں کو قتل کیا جا چکا ہے اور ناگالینڈ میں 1947ء سے اب تک اڑھائی لاکھ سے زائد مسیحیوں کو قتل کیا جاچکا ہے۔ جبکہ ہندو مذہب چھوڑ کر مسلمان یا عیسائی ہونے والوں کو زبردستی دوبارہ ہندو بنایا جارہا ہے۔ نچلی ذات کے لوگوں سے آج کے ماڈرن دور اور نام نہاد ماڈرن بھارت میں سلوک کا یہ عالم ہے کہ دلت مرد کا اونچی ذات کی عورت سے شادی کرنا جرم سمجھا جاتا ہے' تھوڑا عرصہ پہلے دیہاتی پنچایت کے دلت ورگ سے اتفاق رائے سے چنے گئے چیئرمین کو پانچ سال تک حلف برداری سے روکے رکھا گیا کہ وہ نیچ ذات سے تعلق رکھتا ہے جبکہ گاؤں میں برہمن بھی آباد ہیں۔ بھارت میں مسلمان ہونا یا ذات پات کا قائل نہ ہونا ناقابل معافی جرم ہے۔ کچھ عرصہ قبل بھارتی ریاست اڑیسہ میں ہندو مذہب قبول نہ کرنے پر 6 عیسائی خواتین سمیت 7 افراد قتل کردیے گئے جبکہ 6 مسیحی مردوں اور عورتوں کے سرمونڈ دیے گئے تھے۔

بقیہ آپ کے مسائل

کیا کولون والی خوشبو لگانا حلال ہے یا حرام؟

سوال: کولون والی خوشبو لگانے کے متعلق جھگڑا بڑھ گیا کہ آیا ایک باوضو مسلمان اس کے استعمال کے بعد نیا وضو کرے یا اگر اس کے جسم پر پڑ جائے تو اس کے لئے نہانا ضروری ہے؟ (عبدالرحمٰن۔ ع۔ ا)

جواب۔ مشہور خوشبو کولون سپرٹ کے عنصر سے خالی نہیں ہوتی اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق سپرٹ ایک نشہ آور مادہ ہے لہٰذا اس کا استعمال ترک کرنا واجب ہے اور اس کی بجائے ایسی خوشبو استعمال کی جائے جن میں سپرٹ شامل نہ ہو...... رہا وضو کا مسئلہ تو وہ واجب نہیں اور اگر بدن کے کسی حصے پر لگ جائے تو غسل واجب نہیں۔ کیونکہ اس کی نجاست پر کوئی واضح دلیل موجود نہیں...... اور توفیق دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اُمی ہونے سے کیا مراد؟

سوال: ہم اکثر رسائل وجرائد میں پڑھتے ہیں اور گزرگاہوں پر ایسے اعلان دیکھتے ہیں جن میں امی ہونے کا رونا رویا جاتا ہے اور اسے پسماندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو امی کی صفت سے موصوف کرتے ہوئے فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ

وہی (اللہ ہی) تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ (الجمعہ: ۲)

میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے۔ (محمد۔ ع۔ الریاض)

جواب: محمد ﷺ کی امت میں عرب وعجم کے جو لوگ تھے وہ نہ پڑھ سکتے تھے اور نہ لکھ سکتے تھے۔ لہٰذا انہیں "اُمی" کا نام دیا گیا اور جو لوگ پڑھ لکھ سکتے تھے وہ ان پڑھ لوگوں کی نسبت بہت کم تھے اور محمد ﷺ خود بھی لکھا ہوا پڑھ سکتے تھے اور نہ لکھ سکتے تھے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ

اس سے پہلے آپ نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے۔ ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔ (العنکبوت: ۴۸)

اور یہ چیز آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی سچائی کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ لوگوں کے پاس ایک ایسی عظیم کتاب لائے جس نے عرب وعجم سب کو اس کی مثل لانے سے عاجز بنا دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کیا۔ روح الامین جبرئیل علیہ السلام اس وحی کو لے کر آپ پر اترے۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ طریقے اور پہلے لوگوں کے بہت سے علوم وحی بیان فرمائے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے گزشتہ زمانہ کی بہت سی باتوں کی خبر دی جو ہو چکی تھیں اور آخر زمانہ کی ان چیزوں کی خبر دی جو ہونے والی ہیں۔ اور ان باتوں کو بھی جو قیامت کے دن ہوں گی۔ جیسے آپ ﷺ نے جنت اور دوزخ کے احوال اور ان میں داخل ہونے والوں کی خبر دی اور یہی وہ فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دوسروں پر دی۔ اسی کتاب سے آپ نے لوگوں کی ان کے بلند مقامات تک رہنمائی کی اور امی آپ ﷺ کی رسالت کا وصف ہے اور امت کے امی ہونے سے یہ مقصود ہرگز نہیں ہے کہ انہیں امی رہنے کی ہی ترغیب دلائی گئی ہے۔ مقصود تو صرف اس حقیقت اور حال کی خبر دینا تھی جس وقت محمد ﷺ ان کی طرف مبعوث ہوئے۔ چنانچہ کتاب وسنت میں ایسے دلائل موجود ہیں جن میں علم حاصل کرنے' لکھنے اور امی ہونے کی حالت سے خروج کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ

آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے' دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ (الزمر: ۹)

نیز فرمایا

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

اللہ تعالیٰ سے صرف عالم لوگ ہی ڈرتے ہیں۔ (فاطر: ۲۸)

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ

جس شخص نے ایسی راہ اختیار کی جس سے وہ علم حاصل کرسکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو جانے والی راہ آسان بنا دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

جس شخص سے اللہ تعالیٰ بھلائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

اس حدیث کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے اور اس معنی میں اور بھی بہت سی آیات واحادیث ہیں...... اور توفیق دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مکتبہ دار الاندلس
دار الاندلس کی تمام مطبوعات دستیاب ہیں۔
بالمقابل چاولہ بک سنٹر اردو بازار
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
Mob-0300,630262

انسانی حقوق

اسلام میں قیدیوں کے حقوق

مسلمانوں کے حسن سلوک کے عدیم المثال اور کافروں کے ظالمانہ و کریہہ مناظر

محمد طیب منظر

اسلام بنیادی طور پر رحمت و رافت کا دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو امن و آشتی کا درس دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل اگر تاریخ انسانیت کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح نظر آئے گی کہ یہ کائنات جہالت اور تاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی تھی۔ جس طرح بڑی مچھلیاں سمندر میں چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہیں اور فضائے بسیط میں بڑے پرندے چھوٹے پرندوں کا گوشت نوچ رہے ہیں' اسی طرح بڑے قبائل کمزور قبائل کا استحصال کرتے تھے۔ اگر کوئی قبیلہ کسی علاقے پر غالب آ جاتا تو مفتوح علاقے کے نوجوانوں کو قتل کرنا ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا' ان کی عبادت گاہوں کو مسمار کر دینا' ان کی فصلوں کو جلانا کوئی اخلاقی جرم تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ اور جو لوگ قیدی بنا لئے جاتے تھے' ان کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا' اس کی تصویر مولانا الطاف حسین حالی یوں کھینچتے ہیں۔

اسیروں کو کسی اندھے کنویں میں ڈال دیتے تھے
کنویں کے منہ پہ سل پتھر کی لا کر ڈال دیتے تھے
کبھی سوکھا ہوا ٹکڑا کبھی بد ذائقہ پانی
کیا کرتے تھے فاتح اسی طرح قیدی کی مہمانی
پہلے دست و بازو توڑ دیتے تھے
زمیں میں گاڑ کر پھر ان پر کتے چھوڑ دیتے تھے
کبھی زندوں کے تن سے بوٹیاں نچوائی جاتی تھیں
سلاخیں گرم کر کے جسم پر برسائی جاتی تھیں
کبھی پٹوایا جاتا تھا انہیں پرخار کوڑوں سے
کبھی روندوایا جاتا تھا اونٹوں اور گھوڑوں سے

انتقام کا جذبہ یوں دل میں ٹھاٹھیں مارتا تھا کہ زندہ تو زندہ مردوں کے بھی ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے جاتے تھے۔ مقتول کا کلیجہ نکال کر چبانا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ آج دیکھیں کیا گوانتانامو اور عراق کے قیدیوں کے ساتھ انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں نے عہد جاہلیت کو بھی پیچھے نہیں چھوڑ دیا۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول رحمت ﷺ نے انسانیت کو قیدیوں کے حقوق کے بارے میں کیا احکامات صادر فرمائے ہیں۔

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاً ولا شکورا

اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ" (الدھر۔۸ '۹)

قدیم زمانہ میں دستور یہ تھا کہ قیدیوں کو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لگا کر روزانہ باہر نکالا جاتا تھا اور وہ سڑکوں یا محلوں میں بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے تھے' بعد میں اسلامی حکومت نے یہ طریقہ بند کر دیا۔ شاہ رفیع الدین دہلویؒ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"یہاں قیدی سے مراد ہر قیدی ہے چاہے مسلمان ہو یا کافر۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بدر کے روز رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو حکم دیا کہ وہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ اس حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام ؓ قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے حالانکہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے۔ ظاہر ہے مسلمان قیدی کا تو اس سے بھی زیادہ حق ہے"۔

علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ جلد اول صفحہ ۱۹۳ پر رقمطراز ہیں "اسیران جنگ دو دو' چار چار صحابہ ؓ میں تقسیم کر دیئے گئے اور ارشاد ہوا کہ قیدیوں کو آرام کے ساتھ رکھا جائے۔ صحابہ ؓ نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ ان کو کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجور کھا کر گزارا کرتے تھے۔ ان قیدیوں میں ابوعزیز بھی تھے جو سیدنا مصعب بن

قیدیوں پر مظالم کی لرزہ خیز داستان

ابوغریب جیل میں عراقی قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ، انسانیت سوز اور اخلاق باختہ سلوک نے مہذب امریکہ کی قلعی کھول دی

قیدیوں کے امریکی عقوبت خانے' گوانتانامو کیمپ کا حوالہ ذرائع ابلاغ میں تین سال قبل افغانستان پر امریکی حملے کے بعد دیکھنے اور سننے میں آیا۔ تب یہ الزام لگا کہ نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور واشنگٹن کے پینٹاگون پر حملے "القاعدہ" نے کروائے ہیں' جس کی قیادت جو پہلے یمن اور سوڈان میں کام کر رہی تھی' منتقل ہو کر افغانستان چلی گئی ہے۔ اسی بات کا سہارا لے کر طالبان کی اسلامی حکومت اور پورے افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور پھر وہاں مزاحمت کرنے والے مسلمانوں کے جہاز بھر بھر کر گوانتانامو کے نظر بندی کیمپ منتقل کئے جاتے رہے جو دنیا بھر کے عقوبت خانوں میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے بعد عراق سے بھی جنگی قیدی وہاں آنے لگے۔ نیز پاکستان اور دوسرے کئی ممالک سے بھی امریکہ کے حوالے کئے جاتے والوں کو یہاں لا لا کر بند کیا جاتا رہا۔ اس کے بارے میں خود امریکی فوجیوں کا کہنا ہے کہ یہاں جو بدنصیب لائے جائیں انہیں کچھ پتا نہیں ہوتا کہ وہ کبھی یہاں سے زندہ باہر نکل پائیں گے کہ نہیں۔

اس نظر بندی کیمپ میں 45 ممالک کے قیدی بند ہیں۔ جن میں سے بیشتر مسلمان ہیں۔ یہاں لائے جانے والے قیدیوں سے پانچ فیصد پہلے ایک برس ہی میں پوچھ گچھ کرنے والوں کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیت سہنے کے باعث پاگل پن یا شدید نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر و بیشتر قیدی حالات سے گھبرا کر

Wakeeljabran@yahoo.com

خودکشی کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض بستر کی چادر رسّی کے طور پر استعمال کر کے پھانسی لگنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ایک ایسا ہی قیدی کئی ماہ تک بے ہوش رہنے کے بعد اب ہسپتال میں زیر علاج ہے۔

تفتیش کے دوران تیز روشنیوں اور شدید گرمی میں ان کی جلد جلائی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ دماغی توازن کھو بیٹھتے اور اپنی جان ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک چھبیس سالہ امریکی پولیس افسر سٹاف سارجنٹ ولیم انجلو کا کہنا ہے "کوئی شخص صحیح ہو یا غلط' بے گناہ ہو یا مجرم' دو سال کی قید اسے مکمل طور پر توڑ کر رکھ دیتی ہے اور وہ رہا ہو جانے کے بعد بھی (جس کا امکان بہت کم ہوتا ہے) معمول کی زندگی نہیں گزار سکتا۔" اس کا کہنا ہے کہ صرف دو سال کے اندر خودکشی کی بتیس وارداتیں ہو چکی ہیں۔

افغانستان کے بعد بش کی دہشت گردی کا نشانہ بننے والے عراقیوں پر ابوغریب جیل میں کیا قیامت گزری؟ یہ آج کی مہذب دنیا' امریکہ اور اس کے حواری یورپ کے منہ پر طمانچہ ہے۔ عراق کو تخت و تاراج کرنے کے بعد وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر کے ابوغریب جیل میں ڈال کر قیدیوں کے ساتھ جو غیر انسانی اور ظالمانہ

عمیر ؓ کے بھائی تھے۔ ان کا بیان ہے مجھے جن انصاریوں نے اپنے گھر میں قید کر رکھا تھا۔ جب صبح یا شام کا کھانا لاتے تو روٹی میرے سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں اٹھا لیتے۔ مجھے شرم آتی اور میں روٹی ان کے ہاتھ میں دے دیتا۔ لیکن وہ ہاتھ بھی نہ لگاتے اور مجھے ہی دوبارہ واپس کر دیتے اور یہ اس بناء پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تاکید کی تھی کہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے"۔

بن عبداللہ بن عمیر الجمحی) نے عرض کیا' میری پانچ لڑکیاں ہیں جن کا میرے بعد کوئی کفیل نہیں نہ ان کے پاس گزر بسر کے لئے کوئی اثاثہ ہے۔ اے محمد ﷺ اگر آپ میری ان بچیوں پر ترس کھا کر رہا کر دیں تو میں آپ کے خلاف کسی کو نہ ابھاروں گا نہ خود آپ کے مقابلہ میں آؤں گا۔ بدر کے قیدیوں میں سے یہی ایک قیدی تھا جسے بغیر فدیہ کے رہا کیا گیا"

نبی اکرم ﷺ نے اسیران جنگ کی نسبت تاکید کی کہ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ غزوہ حنین میں چھ ہزار اسیر تھے سب چھوڑ دیئے گئے اور آپ نے ان کے پہننے کے لئے چھ ہزار جوڑے (مصر کے کپڑے کے) عنایت فرمائے

قیدیوں میں سے ایک شخص سہیل بن عمرو تھا جو نہایت فصیح اللسان تھا اور عام مجمعوں میں نبی ﷺ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا۔ سیدنا عمر ؓ فرماتے ہیں' یارسول اللہ ﷺ اس کے دو نیچے کے دانت اکھڑوا دیجئے تاکہ پھر اچھا نہ بول سکے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اگر اس کے عضو بگاڑ دوں گا (مثلہ کروں گا) تو گو نبی ہوں لیکن اللہ اس کی جزاء میں میرے اعضا بھی بگاڑ دے گا۔ (تاریخ طبری۔ ص ۱۳۳۸)

بہر حال اسیران جنگ سے چار چار ہزار درہم فدیہ لیا گیا لیکن جو لوگ ناداری کی وجہ سے فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے' وہ چھوڑ دیئے گئے۔ ان میں سے جو لکھنا جانتے تھے' ان کو حکم ہوا کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ سیدنا زید بن ثابت ؓ نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔

محمد حسین ہیکل حیات محمد ﷺ میں غزوہ بدر کے قیدیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "قیدیوں میں ایک شاعر ابوعزہ (عمرو

انصار نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ سیدنا عباس ؓ ہمارے بھانجے ہیں۔ ہم ان کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مساوات کی بنا پر گوارا نہیں کیا اور ان کو بھی فدیہ ادا کرنا پڑا۔

10 رمضان المبارک 8ھ کو لشکر نبوی نہایت عظمت و شان سے مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ دس ہزار آراستہ فوجیں رکاب میں تھیں قبائل عرب راہ میں آ کر ملتے جاتے تھے مر الظہران پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ ڈالا تو فوجیں دور دور تک پھیل گئیں۔ خیمۂ نبوی ﷺ پر جو دستہ متعین تھا' اس نے ابوسفیان کو دیکھ لیا۔ سیدنا عمر ؓ جذبہ ایمان کو ضبط نہ کر سکے تیز قدمی سے آگے بڑھے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ کفر کے استیصال کا وقت آ گیا لیکن سیدنا عباس ؓ نے جان بخشی کی درخواست کی۔ ابوسفیان کے تمام پچھلے کارنامے اب سب کے سامنے تھے اور ایک ایک چیز اس کے قتل کی دعویدار تھی۔ اسلام کی عداوت' مدینہ پر بار بار حملہ' قبائل عرب کا اشتعال' رسول اللہ ﷺ کے خفیہ قتل کرنے کی سازش' ان میں سے ہر چیز ان کے خون کی قیمت ہو

سکتی تھی لیکن ان سب سے بالاتر ایک اور چیز "عفو نبوی تھا" کسی نے ابوسفیان کے کان میں آہستہ سے کہا کہ "خوف کا مقام نہیں" (تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۶۳۲)

سیدنا عباس ؓ نے فرمایا اے سرکار کائنات ﷺ! ابوسفیان جاہ پسند آدمی ہے۔ اس کی عزت افزائی کریں۔ آپ نے فرمایا اچھا" جو شخص کعبہ میں پناہ لے گا اور جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا' اس کو بھی پناہ دی جائے۔ ابوسفیان اپنی یہ عزت افزائی دیکھ کر خوش ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ ثمامہ بن اثال ؓ کا شمار زمانہ جاہلیت کے بارعب عرب بادشاہوں میں ہوتا ہے اور قبیلہ بنو حنیفہ کے قابل رشک سردار تھے۔ جب دعوت اسلام کا خط ملا تو اس نے بڑی حقارت سے دیکھا۔ اس کی سطوت و نخوت نے اسے گھناؤنا جرم کرنے پر آمادہ کیا۔ حق بات سننے کیلئے اس کے کان بہرے ہو گئے پھر اس پر جنون طاری ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دے اور مناسب موقع کی تلاش میں رہا۔ ایک دفعہ اسے موقعہ ملا۔ وہ دبے پاؤں نبی کریم ﷺ پر پیچھے سے وار کرنے ہی والا تھا' لیکن اس کے چچا نے اس کا ہاتھ روک دیا۔ اس طرح آپ اللہ کے فضل سے دشمن کے شر سے محفوظ رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد ثمامہ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ بیت اللہ کی زیارت کی جائے۔ وہ یمامہ سے سوئے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ ان کی دلی تمنا تھی کہ طواف کعبہ کریں۔ ثمامہ ابھی مدینہ کے قریب ہی تھے کہ لشکر اسلام کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ مجاہدین نے سوچا' رسول رحمت ﷺ قیدی کو دیکھ لیں اور اس کے متعلق جو حکم فرمائیں اس کی تعمیل کی جائے۔ سرکار کائنات ﷺ مسجد میں تشریف لائے قیدی کو دیکھا تو لشکریوں سے پوچھا' تم جانتے ہو یہ قیدی کون ہے؟ سب نے کہا' ہمیں تو علم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ ثمامہ بن اثال ہے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ پھر رسول اکرم ﷺ گھر تشریف لائے اور فرمایا' گھر میں جو

سلوک کیا گیا وہ انسانیت کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ امریکی دوغلی حکمت عملی کا المناک پہلو یہ ہے کہ 1990ء کے عشرے میں جب موجودہ صدر ڈبلیو بش کے باپ نے عراق پر جنگ ٹھونسی تھی تب اس نے انسانی حقوق کے عالمی منشور سے اپنی جنگی مشینری کو مستثنیٰ کرا لیا۔ اب بھی صدر ڈبلیو بش نے خود کو اپنے وزیر خارجہ جنرل کولن پاول اور پینٹاگون کے اعلیٰ افسروں اور جرنیلوں سمیت جنگی جرائم کے ارتکاب کے الزام میں مقدمہ چلانے سے بری الذمہ قرار دے دیا ہے یعنی وہ جس قوم کو بھی چاہیں دنیا کے نقشے سے نیست و نابود کریں' کوئی انہیں پکڑ نہیں سکتا۔

اس لحاظ سے عالمی ادارے بجا طور پر کہہ رہے ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد خود جارج ڈبلیو بش ہے۔

ایک طرف مہذب دنیا کے دعویدار امریکہ و یورپ نے اپنے مہذب ہونے کے دعوے کے اظہار کے لئے جانوروں کے تحفظ کے لئے انجمنیں قائم کر رکھی ہیں' کتوں اور خنزیروں کو ان کے آئین میں تحفظ حاصل ہے' ان کے حقوق متعین ہیں' ان کی خوراک کا معیار پرکھا جاتا ہے' ان کو منرل واٹر پلایا جاتا ہے اور ان کو ائیر کنڈیشنڈ رہائش فراہم کی جاتی ہے تو دوسری طرف انسانوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جا رہا ہے کہ اس کی تفصیل پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میڈیا میں آنے والی رپورٹس اور تصویروں کے مطابق امریکی فوجیوں نے عراق کے مختلف علاقوں سے گرفتار کیے گئے قیدیوں کے چہروں پر بوریاں چڑھائیں' ان کے ہاتھ باندھے اور انہیں ابوغریب لے آئے۔ وہاں سب کے سامنے ان کو برہنہ کیا

ظلم وستم نے امریکہ کے اس نامعقول دعوے کی بھی قلعی کھول دی ہے کہ افغانستان اور عراق پر حملے کا مقصد عوام کی آزادی اور جمہوریت کی بحالی تھا

گیا' عورتوں اور مردوں کو بے لباس کر کے ایک دوسرے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ سب سے پہلے سب کو مکے مارے گئے' ان کے چہروں پر تھپڑ مارے گئے' ان کے پیٹ' کمر اور پیٹھ پر ٹھوکریں ماری گئیں اور پھر انہیں سیدھا کھڑا کر کے ان کے ننگے پاؤں پر چھلانگیں لگائی گئیں۔ برہنگی کی حالت میں ہی ان کی تصویریں بنائی گئیں اور پھر انہیں جنسی طور پر ہراساں کیا گیا۔

مردوں اور عورتوں کی اس حال میں تصاویر بنائی گئیں' ننگے مردوں کو اپنے منہ پر عورتوں کے زیر جامہ پہننے پر مجبور کیا گیا اور مردوں' عورتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم جنسی پر مجبور کیا گیا۔ مردوں کو لکڑی کے صندوقوں پر کھڑا کر کے بجلی کے جھٹکے دیئے گئے۔ ان کے سر پر ریت کی بوریاں رکھی گئیں۔ ان کے ہاتھوں اور نازک اعضاء پر تاریں باندھ کر ان میں کرنٹ چھوڑا گیا۔ یہ مظلوم شخص سر پر رکھے بوجھ سے تھک کر فرش پر پاؤں رکھتا تو اسے شدید جھٹکا لگتا' وہ چیخ مارتا اور دوبارہ صندوق پر کھڑا ہو جاتا۔

مردوں کو ایک دوسرے پر جنسی فعل کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس عمل کی ویڈیو بنائی گئی تو ان بے بس قیدیوں سے خود ان کے ہاتھوں سے ان کی رانوں پر لکھوایا گیا کہ "میں زانی ہوں۔" ان کے گلے میں کتے کا پٹہ ڈال کر انہیں بھونکنے پر مجبور کیا گیا۔ 800 بریگیڈ کے فوجیوں نے سب کے سامنے عراقی عورتوں سے زیادتی کی اور پھر مردوں کو ان سے زیادتی پر مجبور کیا گیا' جو انکار کرتا اس کی ننگی پشت پر ٹھوکریں ماری جاتیں اور جو عراقی تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے اس دنیا سے چل بستا اس کی نعش کی تصویریں اور ویڈیو بنائی

کھانا ہے وہ ثمامہ بن اثال کے لئے بھیج دیا جائے۔ پھر حکم دیا' میری اونٹنی کا دودھ صبح وشام اسے پلایا جائے۔ پھر آپ ثمامہ کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ آپ نے بڑے ہی مشفقانہ انداز میں دریافت کیا' ثمامہ کیا رائے ہے۔ اس نے جواب دیا بہتر ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو یقیناً ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس نے آپ کے صحابہ کرام کا خون بہایا۔ اگر معاف فرمادیں تو ایک قدردان پر مہربانی ہوگی۔ اگر مال چاہتے ہو تو جس قدر فرمائیں' مال آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ واپس چلے گئے اور اسے دو دن تک اسی حالت میں رہنے دیا۔ لیکن کھانا پانی اور دودھ باقاعدگی سے انہیں ملتا رہا۔ تین دن تک ثمامہ سے یہی سوال ہوتے رہے۔ اس کے بعد رسول رحمت ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو حکم دیا کہ اسے آزاد کردو۔ آپ کا یہ حسن سلوک دیکھ کر ثمامہ بن اثال نے اسلام قبول کرلیا۔'' (حیات صحابہ کے درخشاں پہلو ص ۶۵ محمود احمد غضنفر)

غزوہ حنین جو شوال ۸ ھ میں وقوع پذیر ہوا' اس غزوہ میں اسیران جنگ کی تعداد ہزاروں سے زیادہ تھی ان میں شیماء بھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن تھیں۔ لشکر اسلام نے جب ان کو گرفتار کیا تو انہوں نے کہا' میں تمہارے پیغمبر کی بہن ہوں۔ لوگ تصدیق کیلئے نبی ﷺ کے پاس لائے انہوں نے پیٹھ کھول کر دکھائی کہ ایک دفعہ بچپن میں آپ نے دانت سے کاٹ لیا تھا۔ یہ اس کا نشان ہے۔ فرط محبت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ان کے بیٹھنے کیلئے خود ردائے مبارک بچھائی۔ محبت کی باتیں کیں۔ چند شتر' بکریاں عنایت فرمائیں اور ارشاد کیا جی چاہے تو میرے گھر چل کر رہو اور گھر جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ انہوں نے خاندان کی محبت سے وطن جانا چاہا چنانچہ عزت واحترام کے ساتھ پہنچا دی گئیں۔'' (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۶۲۸)

نبی ﷺ کو قتل کرنے کی کوششیں کرنے والا ثمامہ گرفتار ہوا تو تین دن اس کو بہترین کھانا اور اونٹنی کا دودھ پیش کیا جاتا رہا چوتھے روز اس کو رہا کر دیا گیا، نبی اکرم ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کرلیا

سید سلیمان ندوی سیرت النبی ج ۱ میں رقمطراز ہیں۔''

حنین کے اسیران جنگ ابھی تک جعرانہ میں محفوظ تھے' ایک معزز سفارت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہ اسیران جنگ کو رہا کریں۔ یہ وہ قبیلہ تھا کہ آپ کی رضاعی والدہ سیدہ حلیمہ اس قبیلہ کی تھیں۔ رئیس قبیلہ زہیر بن حرد نے کھڑے ہوئے تقریر کی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف مخاطب ہو کر کہا' جو عورتیں چھپروں میں محبوس ہیں' انہی میں آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں ہیں۔ اللہ کی قسم اگر سلاطین عرب میں سے کسی نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو ان سے بہت کچھ امیدیں ہوتیں اور آپ سے تو اور بھی زیادہ توقعات ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا' خاندان عبدالمطلب کا جس قدر حصہ ہے' وہ تمہارا ہے لیکن عام رہائی کی تدبیر یہ ہے کہ نماز کے بعد جب مجمع ہو تو سب کے سامنے درخواست پیش کرو۔ نماز ظہر کے بعد ان لوگوں نے درخواست پیش کی آپ ﷺ نے فرمایا' مجھ کو صرف اپنے خاندان پر اختیار ہے لیکن میں تمام مسلمانوں سے ان کے لئے سفارش کرتا ہوں' مہاجرین اور انصار بول اٹھے ہمارا حصہ بھی حاضر ہے۔ اس طرح چھ ہزار لونڈی غلام دفعتاً آزاد ہو گئے۔

نبی اکرم ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی مہم پر فوج بھیجی جاتی تو سردار لشکر کو جو احکام دیئے جاتے' ان میں ایک لازمی حکم یہ بھی ہوتا۔

"لاتقتلوا شيخا فانيا ولا طفلا ولا صغيرا ولا امراة"

(مسلم باب الجہاد)

ترجمہ: ''کسی بوڑھے کو' بچے کو' کمسن کو' عورت کو قتل نہ کرو''

قبل از اسلام معمول تھا کہ اگر دشمن قابو میں آجاتا تو اس کو تیروں کا نشانہ بناتے یا تلوار سے قتل کر دیتے۔ عربی میں اس طریقہ کو صبر کہا جاتا۔ نبی اکرم ﷺ نے نہایت سختی سے اس کو روک دیا۔ اسیران جنگ کے ساتھ عرب نہایت برا سلوک کرتے تھے اور تمام قوموں میں یہی طریقہ جاری تھا۔ صلیبی جنگ میں یورپین سلطنتیں جب مسلمانوں کو لڑائیوں میں گرفتار کرتی تھیں تو ان سے جانوروں کی طرح کام لیتی تھیں۔ علامہ ابن جبیر جب حروب صلیبیہ کے زمانے میں سسلی سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر تڑپ اٹھے چنانچہ لکھتے ہیں۔

''اور منجملہ ان درد انگیز حالات کے جو ان شہروں میں نظر آتے ہیں' اسیران اسلام ہیں جو بیڑیاں پہنے نظر آتے ہیں اور جن سے سخت محنت شاقہ لی جاتی ہے اور اسی طرح مسلمان عورتیں پنڈلیوں میں لوہے کے کڑے پہنے سخت محنت شاقہ سے کام کرتی ہیں جن کو دیکھ کر دل پھٹ جاتا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے اسیران جنگ کی نسبت تاکید کی کہ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ غزوہ حنین میں چھ ہزار اسیر تھے سب چھوڑ دیئے گئے اور آپ نے ان کے پہننے کے لئے چھ ہزار

جاتی۔ اگر اس ظلم وستم میں کوئی مظلوم عراقی اللہ کو یاد کرتے ہوئے کوئی قرآنی آیات پڑھنے کی کوشش کرتا تو انہیں ایک دوسرے کی غلاظت کھانے پر مجبور کیا جاتا۔

ایک تصویر میں ایک برہنہ قیدی پر' جس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے ہیں اور اس پر دو خونخوار کتے چھوڑے جا رہے ہیں۔ اخبارات میں شائع ہونے والی اس سے اگلی تصویر میں کتوں کے کاٹنے سے اس زخمی قیدی کی ٹانگ سے خون بہہ رہا ہے' وہ زمین پر گرا ہوا ہے اور امریکی فوجی اس پر سوار ہے۔ اسی طرح ایک تصویر میں قیدیوں پر سوار ایک امریکی عورت مسکرا رہی ہے۔ دوسری تصویر میں ایک امریکی ظالم زخموں سے نڈھال قیدیوں پر کھڑا فتح کا نشان بنا رہا ہے۔ ابوغریب جیل میں قید نوعمر عراقی بچوں سے بھی امریکی فوجی زیادتی کرتے رہے اور اس قبیح عمل کی ویڈیو بھی بنائی۔

ریڈکراس کی رپورٹ کے مطابق دوران تفتیش قیدیوں پر تشدد اور بدسلوکی امریکی فوجیوں کا معمول رہا ہے۔ ریڈکراس کے بعض کارکنوں کے مطابق انہوں نے خود عراقی قیدیوں پر ظلم وتشدد ہوتے دیکھا ہے۔ بعض قیدیوں کو برہنہ کر کے کنکریٹ کے سیلوں میں رکھا گیا۔ قیدیوں کے جسموں پر جلنے اور کٹنے کے نشانات بھی دیکھے گئے' قیدیوں کے منہ پر کپڑا ٹھونس کر انہیں مارنے پیٹنے کے ساتھ انہیں ہر طرح کی ذہنی وجسمانی اذیتیں دی گئیں۔

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کا کہنا ہے کہ اس نے سینکڑوں ایسی تصاویر اور ویڈیوز دیکھی ہیں جن میں تشدد کے ایسے نئے طریقے سامنے آئے ہیں جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ اپنے حلفیہ بیانات میں عراقی قیدیوں نے بتایا کہ انہیں مارا پیٹا گیا اور جنسی طور پر ذلیل کیا گیا اس کے علاوہ انہیں سور کا گوشت کھانے اور شراب پینے پر مجبور کیا گیا۔

تازہ ترین تصویروں میں جو دکھایا گیا ہے اس میں انسانی نجاست سے لتھڑے ہوئے ایک قیدی کو راہداری میں چلایا جا رہا ہے۔ ایک قیدی جس کے چہرے پر غلاف چڑھا ہوا ہے' تقریباً بے ہوش ہونے والا اور ایک قیدی زمین پر گرا ہوا ہے اور اسے ایک امریکی فوجی مار رہا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ میں ایک ویڈیو کے حصے بھی بیان کیے گئے ہیں جس میں ایک قیدی کو جیل کے دروازے کی سلاخوں سے باندھا گیا ہے۔ وہ بار بار اپنا سر سلاخوں میں مارتا ہے بالآخر بے ہوش ہو کر کیمرہ مین کے پیروں پر گر جاتا ہے۔ ان تصاویر کے ساتھ چھپنے والی رپورٹ میں امین سعید الشیخ نامی ایک قیدی نے بتایا ہے کہ ایک امریکی سپاہی نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز پر یقین ہے؟ اس کے اس جواب پر کہ اسے اللہ پر یقین ہے۔ ایک سپاہی نے اس کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر ضربیں لگائیں اور اسے اسلام کو گالیاں دینے کو کہا۔ اس پر اس نے اپنے مذہب کو گالیاں دیں اور اخبار کے مطابق اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا شکریہ ادا کروایا گیا جس کی وجہ سے وہ زندہ بچ گیا۔ دوسرے قیدیوں نے بتایا ہے کہ جیل پہنچنے پر انہیں ننگا کیا جاتا تھا اور عورتوں کے انڈرویئر پہننے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ ایک امریکی فوجی چارلس گرانز قیدیوں کا کھانا ٹوائلٹ میں پھینک کر انہیں اسے کھانے کا حکم دیتا تھا۔ چارلس گارنر نے اس سے قبل کہا تھا کہ وہ صرف ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے دی گئی ہدایات کی تعمیل کر رہا تھا۔ ظلم وستم کی اس داستان نے امریکہ کے اس نامعقول دعوے کی بھی قلعی کھول دی ہے کہ افغانستان اور عراق پر حملے کا مقصد عوام کی آزادی اور جمہوریت کی بحالی تھا۔ امریکی فوج تمام قوانین وضوابط کو پس پشت ڈال کر عوام کے

جوڑے (مصر کے کپڑے کے) عنایت فرمائے چنانچہ ابن سعد نے اس واقعہ کی تصریح کی ہے۔ حاتم طائی کی بیٹی جب گرفتار ہو کر آئی تو آپ نے عزت وحرمت سے مسجد کے ایک گوشہ میں اس کو ٹھہرایا اور فرمایا' کوئی تمہارے شہر کا آجائے تو میں اس کے ساتھ تجھ کو رخصت کردوں چنانچہ چند روز کے بعد سفر کا سامان کر کے ایک شخص کے ساتھ یمن بھجوادیا۔

علامہ اکبر شاہ نجیب آبادی رقمطراز ہیں ''بنی المصطلق کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ حارث چند روز بعد مدینہ میں خود آیا اور اپنی بیٹی کو آزاد کروانے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے جویریہ کو خود فدیہ دے کر رہا کردیا۔ جویریہ نے باپ کے ساتھ جانے کی بجائے سرکار کائنات کی خدمت میں رہنا پسند کیا۔ آپ نے جویریہ کی منشاء کے مطابق اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔ اس نکاح کا نتیجہ یہ ہوا صحابہ کرام نے بنی المصطلق کے تمام اسیروں کو یہ کہہ کر رہا کردیا کہ جو قبیلہ نبی اکرم ﷺ کا رشتہ دار بن گیا ہم اس کو قیدی یا گرفتار یا غلام نہیں رکھ سکتے۔ ساتھ ہی تمام مال غنیمت واپس کردیا۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۷۸)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سردار بنو غطفان' ہوازن' بنو سلیم کو پکڑ کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ بھیجا اور ساتھ خط ارسال کیا۔ ''بنو عامر کے ارتداد اور قبول اسلام کے بعد وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے ان کو جرم کی سزا دی اور اس خط کے ساتھ قرہ بن ھبیرہ اور عیینہ بن حصن وغیرہ کو پیش خدمت کررہا ہوں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سختی سے کام لیتے تھے' لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رویہ نہایت نرمی کا تھا انہوں نے ان قیدیوں سے جو پابجولاں میدان جنگ سے مدینہ پہنچائے گئے تھے بالکل سختی نہ کی ان میں عیینہ بن حصن اسلام اور مسلمانوں کا بڑا دشمن تھا اور اس نے طلیحہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کی تھی اور اسے قرہ بن ہبیرہ وغیرہ جنگی قیدیوں کی معیت میں مدینے پہنچایا گیا تھا اس کے ہاتھ مضبوط رسوں سے بندھے ہوئے تھے۔ مدینے کے لڑکے اسے کھجوہ کی شاخوں سے مارتے اور کہتے تھے'' اے اللہ کے دشمن! تو اللہ پر ایمان لانے کے بعد کافر ہوگیا تھا''

عیینہ جواب دیتا ''میں تو کبھی اللہ پر ایمان نہیں لایا''۔ لیکن سیدنا ابوبکر نے اس کے اس جواب کے بعد جو صریحا کفر پر دلالت کرتا ہے' اسے معاف کردیا اور کسی قسم کی اسے سزا نہ دی۔'' (صدیق اکبر محمد حسین ہیکل ص ۲۴۵)

نبی اکرم ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی مہم پر فوج بھیجی جاتی تو سردار لشکر کو جو احکام دیئے جاتے' ان میں ایک لازمی حکم یہ بھی ہوتا ''کسی بوڑھے کو' بچے کو' کمسن کو' عورت کو قتل نہ کرو'' (مسلم باب الجہاد)

1087ء حطین کے مقام پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان عظیم معرکہ برپا ہوا اور نصاریٰ کے سردار قتل ہوئے اور کچھ قیدی بنا لئے گئے۔ جب سلطان صلاح الدین ایوبی بیت المقدس میں داخل ہوا تو عیسائی عورتوں نے رحم کی اپیل کی' سلطان نے حاجب سے دریافت کیا' یہ عورتیں کون ہیں؟ اس نے جواب دیا' عالیجاہ یہ وہ خواتین ہیں جن کے وارث جنگ میں مارے گئے یا گرفتار ہوئے ہیں سلطان نے پوچھا یہ کیا چاہتی ہیں؟ حاجب نے ان کے پاس جا کر سلطان کا سوال دہرایا اور واپس آ کر جواب عرض کیا عالیجاہ ''خواتین درخواست کرتی ہیں' اگر ان کے وارث لڑائی میں مارے گئے ہیں تو انہیں قلعہ صور (tyre) میں بھیج دیا جائے۔ اگر وہ قیدی ہیں تو ان پر رحم کیا جائے۔ سلطان نے اسی وقت حکم جاری کیا'' جن عورتوں کے خاوند لڑائی میں مارے جاچکے ہیں' ان کی خواہش کے مطابق انہیں ان کے عزیزوں کے پاس بھیج دیا جائے۔ نیز انہیں کم از کم چھ ماہ کے اخراجات کیلئے رقم ادا کردی جائے۔ (ندائے ملت ج ۳۴ ص ۲)

ایک دوسرے فرمان میں حکم جاری ہوا۔ وہ تمام حکمران اور سردار جو جنگ حطین میں گرفتار ہوئے ہیں' انہیں فی الفور رہا کردیا جائے اور انہیں ان کی مرضی کے مطابق اس جگہ پر پہنچایا جائے جہاں وہ جانا چاہتے ہوں۔ (ندائے ملت ج ۳۴ ج ۲)

لیکن کفار کو جب بھی موقعہ ملا ہے۔ انہوں نے مسلمان قیدیوں کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے کہ آسمان دنیا نے ایسے مناظر اس سے قبل نہیں دیکھے۔ پہاڑوں پر چڑھ جانا اور اپنے ہتھیاروں کو کافروں کے حوالے نہ کرنا یہاں تک کہ اپنی جان قربان کردینا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت مطہرہ میں سے ہے۔ جناب محمود احمد غضنفر حیات صحابہ کے درخشاں پہلو' میں رقمطراز ہیں۔ ''غزوہ احد کو ابھی تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ صحابہ کرام کو ایک اہم مشن پر بھیجا۔ ان کا امیر عاصم بن ثابت کو مقرر کیا۔ ابھی یہ قافلہ مکہ سے تھوڑی دور کے فاصلے پر تھا کہ قبیلہ ہذیل کی جماعت نے ان کو گھیرے میں لے لیا سیدنا عاصم بن ثابت اور ساتھیوں نے تلواریں نکال لیں یہ منظر دیکھ کر بنو ہذیل کہنے لگے۔ ''آج تم ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ بخدا ہم تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتے اگر تم ہتھیار ڈال دو تو ہم اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں' تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا' سیدنا عاصم اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہیں اور ارشاد فرمایا'' میں تو مشرکوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالوں گا'' اور دعا کی' الٰہی میں تیرے دین کی حفاظت اور اس کا دفاع کرتا ہوں۔ از راہ کرم میرے گوشت اور ہڈیوں کی حفاظت فرما اور میرے جسم کا گوشت

حقوق کی پامالی ڈنکے کی چوٹ پر کررہی ہے۔ اس کے برعکس دنیا میں کسی اور جگہ پر اگر کہیں اس لحاظ سے کوئی معمولی سا واقعہ بھی پیش آیا تو امریکہ ویورپ اور ان کی لونڈی اقوام متحدہ آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے مگر ان مظالم پر سب خاموش ہیں آج سے چند سال پیشتر جب چین میں چند افراد نے تحریر وتقریر پر چینی حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہوئے مظاہرہ کیا اور چینی حکومت نے انہیں گرفتار کرلیا تو امریکہ کے ارباب اختیار چیخ اٹھے تھے اور اعلان کیا تھا کہ اگر چین میں انسانی حقوق کا خیال نہ رکھا گیا تو چین سے تجارتی وسفارتی تعلقات پر نظر ثانی کی جائے گی۔

اسی طرح آج سے دو برس پہلے پاکستان میں ایک امریکی صحافی ڈینیل پرل کو کسی نے اغواء کر کے قتل کردیا تھا' تو صرف اس ایک صحافی کے لئے امریکہ اور اس کے حواری یورپی ممالک نے زمین وآسمان ایک کردیا تھا۔ جس کے نتیجے میں پاکستان کی حکومت امریکہ کے پاؤں تک چھونے پر مجبور ہوگئی تھی۔

مگر آج عراق میں مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا نہیں ہوا؟ ظلم وبربریت اور غیر انسانی سلوک کی جو تاریخ امریکہ اور اس کے حواری رقم کررہے ہیں وہ زمانہ جاہلیت کے وحشی قبائل اور چنگیز وہلاکو کو بھی

امین سعید الشیخ نامی قیدی کے مطابق ایک امریکی سپاہی نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز پر یقین ہے؟ اس کے اس جواب پر کہ اسے اللہ پر یقین ہے۔ اس نے اس کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر ضربیں لگائیں اور اسے اسلام کو گالیاں دینے کو کہا اور اس سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا شکریہ ادا کروایا گیا

شرما رہی ہے۔ انسانیت کی جتنی تذلیل' بش' بلیئر اور شیرون کررہے ہیں' یہ شیطان کے تصور سے بھی زیادہ ہے۔ اقوام متحدہ سمیت دنیا بھر کی انسانی حقوق کی چیمپئن تنظیمیں بھی خاموش ہیں یا زیادہ سے زیادہ دکھاوے کی ایک آدھ قرار داد اور مظاہرہ کر کے گویا اپنی ذمہ داری پوری کرلیتی ہیں۔

لیکن کیا یہ حالات وواقعات مسلمانوں کی غیرت وحمیت کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی نہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ جو بزعم خویش دانشور' تجزیہ نگار اور صحافی حضرات اب بھی امریکہ کی انسان دوستی' جمہوریت نوازی' انصاف پسندی کے سحر میں گرفتار ہیں' انہیں تو شاید ایسے واقعات سے سکون ملے گا کہ یہ دہشت گرد ایسے ہی سلوک کے مستحق تھے مگر جن لوگوں کے دلوں پر اللہ نے مہر نہیں لگائی اور جن کا ذہن وضمیر ابھی زندہ ہے' وہ ان واقعات سے امریکہ کے اصل عزائم اور حقیقی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کی طرف سے ان واقعات کے خلاف ردعمل ظاہر کرنے میں تجاہل عارفانہ کا مطلب ہے کہ وہ اسلامی بھائی چارے اور احترام انسانیت کے تمام تر تقاضوں سے یکسر نابلد ہوچکے ہیں اور امریکہ کو ماوٰی وملجاء مان کر اس کی ناراضی کے خوف سے بے غیرتی وبے حمیتی کا مظاہرہ کرنے پر مجبور ہیں۔

◆

عراقی مجاہدین کی جاری کردہ پریس ریلیز......تاریخی کارروائیاں

عراقی مجاہدین نے 25 اپریل سے 15 مئی 2004ء تک 1311 اتحادی فوجی ہلاک کئے اور 1714 زخمی کئے۔4 ہیلی کاپٹر گرائے' 164 ٹینک ناکارہ بنائے اور فوج و پولیس کی 582 مختلف اقسام کی گاڑیاں بشمول ایک مال گاڑی تباہ و برباد کیں۔

اعداد: ابوحمزہ ظفر اقبال

اپریل 04	مقامات کارروائی	ہلاک/زخمی	ہیلی کاپٹر/ٹینک/گاڑیاں
25// //	بغداد' کربلاء' موصل' نجف	89/13	22/7/
26// //	بغداد' عمارہ' تکریت' سامراء	78/118	21/8/
27// //	بصرہ' القائم' موصل' سامراء	85/97	15/10/2
28// //	عمارہ' موصل' ناصریہ' تکریت' بغداد	55/106	17/8/
29// //	موصل' تکریت' خالدیہ' سمادہ	67/128	23/9/
30// //	کرکوک' عمارہ' ناصریہ' موصل' بصرہ	205/116	27/11/
یکم مئی	کوفہ' بصرہ' صدام سٹی' صدام ایئر پورٹ	68/85	12/6/
2// //	بغداد' نجف' رمادی' بصرہ' فلوجہ' عمارہ	116/45	37/9/
3// //	بغداد' نجف' ناصریہ' عمارہ' کوت' سامراء' موصل' تکریت'	72/38	33/8/1
4// //	بغداد' نجف' کرکوک' موصل' رمادی	84/45	45/8/

مئی 04	مقامات کارروائی	ہلاک/زخمی	ہیلی کاپٹر/ٹینک/گاڑیاں
5// //	بغداد' ابوغریب' نجف' کرکوک' موصل	95/60	35/9/
6// //	بغداد' نجف' کربلاء' تکریت' انبار	134/68	54/17/
7// //	بغداد' نجف' بعقوبہ' موصل' کرکوک	68/43	31/9/
8// //	بغداد' بصرہ' تکریت' خالدیہ' بعقوبہ	35/28	18/4/
9// //	بغداد' موصل' بصرہ' کوفہ' کربلاء	44/19	22/3/
10// //	بغداد' فلوجہ' نجف' بصرہ' موصل' دیالی	84/36	39/6/
11// //	بغداد' کرکوک' رطبہ' ساوہ' خالدیہ	121/63	50/8/'1 مال گاڑی
12// //	بغداد' نجف' سامراء' تکریت' ناصریہ	48/19	17/5/
13// //	بغداد' نجف' تکریت' کربلاء' سامراء	62/26	24/7/
14// //	بغداد' نجف' کربلاء' عمارہ' تکریت'	38/27	19/7/1
15// //	القائم' سامراء' کرکوک' تکریت' نجف	66/31	20/5/

اور ہڈیاں اللہ کے دشمنوں کے ہاتھ نہ لگیں" زعمائے قریش نے بنو ہذیل سے عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کا مطالبہ کیا اور ساتھ قاصد بھی روانہ کیا کہ عاصم کا سر لے کر آنا ہے تا کہ ہماری سلامہ بنت سعد کا غصہ ٹھنڈا ہو سکے۔ قریش نے اپنے قاصد کو وافر تعداد میں مال بھی دیا تا کہ وہ بنو ہذیل کو قیمتی تحائف اور نقد مال دے کر عاصم کا سر لینے میں کامیاب ہو سکیں۔ جس طرح آج بش اور اس کے حواری ملا عمر اور اسامہ بن لادن کے سر کا مطالبہ کر رہے ہیں' اور افغان سرداروں کو پجارو اور ڈالروں کی صورت میں تحائف دیئے جا رہے ہیں تا کہ اس مقصد میں کامیاب ہوں۔ مگر جس طرح عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی لاش ان کو نہ مل سکی اور اپنے منصوبے میں ناکام رہے۔ یہی حال آج کے طاغوت کا ہے جو اتنے وسائل کے باوجود فرزندان اسلام کی گرد کو نہیں پہنچ سکا۔ سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ پہاڑی سے اترے اور کافروں نے انہیں قید کر لیا۔ سیدنا خبیب کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خریدا اور ہتھکڑیاں ڈال کر اپنے گھر میں قید کر دیا۔ شہر حرام گزرنے کے بعد قتل کی تیاری ہوئی۔ آپ نے تین باتوں کی عرض کی کہ آب شیریں پلانا۔ ۲۔ بتوں کا ذبیحہ نہ کھلانا' ۳۔ قتل سے پہلے خبر کر دینا۔ قتل کا ارادہ ہوا تو انہوں نے آگاہ کیا۔ سیدنا خبیب نے طہارت کیلئے استرا مانگا۔ عقبہ کی بیوی نے استرا لا کر دیا۔ ان کا بیٹا کھیلتا ہوا سیدنا خبیب کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اس کو اپنی ران پر بٹھایا۔ عقبہ کی بیوی کی نظر پڑی تو کانپ اٹھی کہ خبیب کے ہاتھ میں استرا بھی ہے اور میرا بیٹا بھی ان کے قابو میں ہے۔ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' تمہارا

> **عاصمہ جہانگیر اور اس قبیل کی مغرب کی پروردہ این جی اوز آج گوانٹا ناموبے اور ابوغریب جیل کے مظلوم قیدیوں پر وحشیانہ مظالم پر ایک لفظ تک بولنے سے کیوں قاصر ہیں؟**

کیا خیال ہے' میں اپنے خون کا بدلہ اس بچے سے لوں گا۔ حاشا یہ ہماری شان نہیں اور نہ ہی ہمارا دین اس کی اجازت دیتا ہے۔ بچہ واپس کر دیا۔ (جس طرح ملا عمر نے اتنی شہادتوں کے بعد بھی عیسائی مشنریوں کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو رہا کر دیا کہ وہ کہیں امریکیوں کی بمباری سے قتل نہ ہو جائیں۔) سیدنا خبیب کے قتل میں مشرکین نے بڑا اہتمام کیا۔ دو رکعت نماز کے بعد مقتل کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں دعا پڑھی"۔

اے میرے پروردگار تو ان کو شمار کر لے اور ان کو ایک ایک کر کے قتل کرا اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ" اور یہ اشعار پڑھے۔

"ولست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای جنب کان للہ مصرعی
ذلك فی ذات الالہ وان یشاء
یبارك علی اوصال شلو ممزعی

اور مجھے کچھ غم نہیں اس بات کا کہ کس کروٹ قتل کیا جاؤں
میرا قتل اللہ ہی کے لئے تو ہے
یعنی جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کی محبت میں ہو رہا ہے۔ اگر وہ چاہے تو ان کٹے ہوئے ٹکڑوں پر برکت نازل کرے گا۔

یہ تمام واقعات اس زمانے کے ہیں جس میں (Megnacarta) میگنا کارٹا کے پیش رووں کی روحوں کو بھی ان بنیادی انسانی حقوق کا علم نہ تھا۔ جو آج میڈیا کے ذریعے پوری دنیا کے ہر فورم پر اس بات کا پرچار کرتے ہیں کہ انسانیت کو بنیادی حقوق انہی کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں اور انہی میں سے ایک طاغوت جس نے ساری دنیا پر حکمرانی کرنے کا خواب دیکھا ہے۔ اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش میں تمام حدوں کو پھلانگ رہا ہے۔ خصوصاً امۃ مسلمہ کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے

باقی صفحہ 55 پر

قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل

الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کے چند اہم فتاویٰ

نہی کے اوقات میں تحیۃ المسجد کا حکم

سوال: تحیۃ المسجد کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ ان میں ایک وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اوقات نہی مثلاً طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت یہ نوافل ادا نہ کیے جائیں۔ اور ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ تحیۃ المسجد چونکہ ذوات الاسباب سے ہیں لہٰذا ان کا کوئی وقت نہیں' وہ ہر وقت ادا کیے جا سکتے ہیں۔ حتی کہ اگر سورج آدھا غروب ہو چکا ہو تو بھی ادا کیے جا سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ تفصیلی جواب سے مستفید فرمائیں گے۔ (محمد۔ع۔ اَالدوادمی)

جواب: اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ تحیۃ المسجد کسی وقت بھی ادا کیے جا سکتے ہیں۔ حتی کہ فجر اور عصر (کی نماز) کے بعد بھی' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل قول میں عموم ہے:

إذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْن

تم میں کوئی شخص جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کر لے۔

اس کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے اور اس لئے بھی کہ یہ ذوات اسباب سے ہیں۔ جیسے طواف کی نماز اور سورج گرہن کی نماز۔ ایسی تمام نمازوں میں درست بات یہی ہے کہ وہ تمام نہی کے اوقات میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں جیسے فوت شدہ فرض نمازوں کی قضاء۔ چنانچہ نبی ﷺ نے طواف کی نماز کے متعلق فرمایا:

يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَار

اے بنی عبد مناف! جو شخص اس گھر کا طواف کرے اور نماز ادا کرے اسے مت روکو' خواہ رات یا دن کا کوئی بھی وقت ہو۔

اسے احمد اور اصحاب سنن نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے نماز کسوف (سورج گرہن یا چاند گرہن) کے متعلق فرمایا:

إنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنْ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللَّهَ حَتَّى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ

سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں ہیں۔ انہیں کسی کی موت یا پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ لہٰذا جب تم گرہن دیکھو تو نماز ادا کرو اور دعا کرو۔ اس وقت تک کہ گرہن مکمل جائے۔

اس کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ نَامَ عَنْ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا فَلْيُصَلِّ إذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إلَّا ذَلِكَ

جو شخص نماز کے وقت سویا ہو ہو یا بھول جائے تو جب اسے یاد آ جائے' نماز ادا کرے۔ بس یہی اس کا کفارہ ہے۔

اور یہ تمام احادیث اوقات نہی اور دوسرے اوقات سب کے لئے عام ہیں اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد علامہ بن القیم رحمۃ اللہ علیہما نے بھی یہی قول پسند کیا ہے۔

مجبوری میں بینک کی ملازمت؟

سوال: اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جسے اس کے حالات بنکوں میں یا مملکت میں موجود مقامی کرنسی ایکس چینج میں کام کرنے پر مجبور کر دیں۔ جیسے بنک الاھلی التجاری' بینک الریاض' بینک الجزیرہ' بیک العربی والوطنی' شرکۃ الراجحی برائے مبادیہ وتجارت' مکتب برائے تبادلہ' بنک السعودی الامریکی اور ان کے علاوہ دوسرے مقامی بنک ہیں۔ یہ خیال رہے کہ یہ بنک اپنے گاہکوں کے لئے سیونگ اکاؤنٹ کھولتے ہیں اور کلرک جو تحریر کا کام کرتے ہیں۔ جیسے حسابات لکھنے والا' پڑتال کرنے والا' نگرانی کرنے والا یا ان کے علاوہ ادارہ کے دوسرے کام کرنے والوں کو یہ بنک کئی مراعات دیتے ہیں جو ملازموں کو ان بنکوں کی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ جیسے بدل سکن (کرایہ رہائش) جو تقریباً بارہ ہزار ریال کے لگ بھگ ہوتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے اور سال کے آخر میں دو ماہ کی تنخواہ۔ تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (سعود۔ م ا۔)

جواب: سودی بنکوں میں کام کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے سود کھانے والے' کھلانے والے' اس کو لکھنے والے اور دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور اس لحاظ سے بھی ناجائز ہے کہ اس کام میں گناہ اور سرکشی پر تعاون ہے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (المائدہ:۲)

بینکوں کے ملازمین جو تنخواہ لیتے ہیں وہ حلال ہے یا حرام؟

سوال: عام بنکوں کے ملازمین اور بالخصوص عربی بنکوں کے ملازمین جو تنخواہ پاتے ہیں وہ حلال ہے یا حرام۔ جبکہ میں نے سنا ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ یہ بنک بعض معاملات میں سودی لین دین کرتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے مستفید فرمائیں گے کیونکہ میں خود بھی کسی بینک میں کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ (فوزی۔ ح۔ ا۔ بیشہ)

جواب: جو بینک سودی لین دین کرتے ہیں ان میں کام کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں بنک والوں کے لئے گناہ اور سرکشی پر اعانت ہے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (المائدہ:۲)

اور نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے سود کھانے والے' کھلانے والے' ایسی تحریر لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: "ھم سواء" (یہ گناہ میں برابر کے شریک ہیں) اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں نکالا ہے۔

بنکوں کی ملازمت کا حکم

سوال: میرا چچازاد بھائی بنک الجزیرہ میں ملازم ہے۔ اور اس کیلئے یہ ملازمت جائز ہے یا نہیں ہمیں فتویٰ دیجئے' اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزا دے...... میں نے اپنے بھائیوں سے سنا ہے کہ بنک کی

ملازمت جائز نہیں۔ (عمری۔ ع۔ ا۔ جدہ)

جواب: سودی کاروبار کرنے والے بنکوں میں ملازمت کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ کام گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (المائدہ:۲)

اور یہ تو معلوم ہے کہ سود بہت بڑے بڑے گناہوں میں سے ہے۔ لہذا ایسے لوگوں سے تعاون جائز نہیں...... نیز رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ "آپ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز فرمایا کہ یہ سب لوگ اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں"۔

اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں درج ہے۔

کیا مملکت عربیہ سعودیہ میں کام کرنے والے بنکوں کے حصے خریدنا جائز ہے؟

سوال: کیا مملکت سعودیہ عربیہ میں کام کرنے والے بنکوں کے حصے خریدنا جائز ہے۔ جیسے سعودی امریکی بنک یا الائیڈ کمرشل سعودی بینک۔ جنہوں نے اب عوام میں اپنے حصص فروخت کرنے کا اعلان کیا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے بنکوں سے؟ (عبدالمحسن۔ ا)

جواب: سودی بنکوں کے حصے خریدنا جائز نہیں۔ جیسا کہ سودی بنکوں اور دوسرے سودی اداروں سے معاملات جائز نہیں۔ کیونکہ یہ گناہ اور سرکشی پر تعاون ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں نہ کیا کرو (المائدہ:۲)

بنکوں کے حصے خریدنے کا حکم

سوال: بنکوں کے حصے خریدنے اور کچھ مدت بعد انہیں بیچ دینے کا کیا حکم ہے جبکہ مثال کے طور پر ایک ہزار کے حصے تین ہزار کے ہو جائیں اور کیا اسے سود ہی سمجھا جائے گا؟ (ناصر ع۔ ا۔ الفرج)

جواب: بنکوں کے حصوں کی خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ یہ نقدی کی نقدی سے بیع ہے۔ جس میں نہ برابر برابر ہونے کی شرط پائی جاتی ہے اور نہ قبضہ میں لینے کی اور اسلئے بھی کہ سودی اداروں کے ساتھ تعاون جائز نہیں۔ نہ ہی ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد نہ کیا کرو۔ (المائدہ۲)

اور جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ "آپ ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سب لوگ گناہ میں برابر کے شریک ہیں"۔ اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور آپ صرف اپنا اصل سرمایہ ہی لے سکتے ہیں۔

آپ کو اور دوسرے سب مسلمانوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ ہر طرح کے سودی معاملات سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور گزشتہ معاملات پر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں کیونکہ سودی معاملات دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ بیع کو اللہ نے حلال کیا اور سود کو حرام، تو جس شخص کو اپنے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی وہ باز آ گیا تو پہلے جو ہو چکا وہ اس کے لئے جائز اور (قیامت کو) اس کا معاملہ اللہ کے سپرد اور جو پھر سود لینے لگا تو ایسے لوگ جہنمی ہیں ہمیشہ اس میں جلتے رہیں گے۔ اللہ سود کو نابود کرتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔ (البقرہ ۲۷۵۔۲۷۶)

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اور اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کر لو (سود چھوڑ دو) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے۔ جس میں نہ دوسروں کا نقصان نہ تمہارا نقصان۔ (بقرہ ۲۷۸۔۲۷۹)

سودی بنکوں میں امانت رکھنے کا حکم

سوال: اگر کسی کے پاس کچھ نقد رقم ہو اور وہ حفاظت کی خاطر اسے امانت کے طور پر کسی بنک میں رکھے اور سال کا عرصہ گزرنے پر اس کی زکوۃ ادا کردے تو کیا یہ اس کیلئے جائز ہے یا نہیں؟ ہمیں مستفید فرمایئے۔ اللہ آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ (عمری۔ ع۔ ع۔ جدہ)

جواب: سودی بنکوں میں امانت رکھنا جائز نہیں، خواہ وہ اس پر سود نہ لے۔ کیونکہ اس کام میں گناہ اور سرکشی پر اعانت ہے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اس کام پر مجبور ہو اور سود نہ لے اور اپنے مال کی حفاظت کے لئے سودی بنک کے علاوہ اور کوئی جگہ نہ پائے تو مجبوری کی بنا پر (ان شاء اللہ) اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ

اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اس کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے الا یہ کہ تم کسی بات پر مجبور ہو جاؤ۔ (الانعام:119)

اور جب کوئی اسلامی بنک یا امانت رکھنے کی جگہ پالے جس میں گناہ اور سرکشی پر تعاون کی صورت نہ ہو تو اپنا مال اس میں امانت رکھے۔ اب اس کے لئے سودی بنک میں امانت رکھنا جائز نہ ہوگا۔

ایسی کمپنیوں سے تعاون کا حکم جو سودی لین دین کرتی ہیں

سوال: میں شرکہ تجاریہ (تجارتی کمپنی) کے ہاں اکاؤنٹینٹ ہوں۔ یہ کمپنی سودی بنک سے قرضے لینے پر مجبور ہوتی ہے۔ مجھے معاہدہ قرض کا ایک فارم ملتا ہے جس سے بنک کے رجسٹروں میں کمپنی کا مقروض ہونا ثابت ہو سکے...... کیا میں سود کی تحریر لکھنے والا سمجھا جاؤں گا اور میرے اس کمپنی میں کام کرنا جائز نہ ہوگا۔ یعنی کیا میں کمپنی سے عہد کی رو سے گناہگار سمجھا جاؤں گا۔ جبکہ میرا ایسا معاہدہ نہ تھا؟ (عبداللطیف۔ ذ)

جواب: سودی معاملات میں مذکورہ کمپنی سے تعاون جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا کہ "یہ لوگ گناہ میں ایک جیسے ہیں"۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ نیز اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں عموم ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا علي الاثم والعدوان

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں باہمی تعاون نہ کیا کرو (المائدہ:۲)

باقی صفحہ 23 پر

بقیہ: اسلام میں قیدیوں کے حقوق

کہ انہیں انسان تو کجا جانور ماننے سے بھی انکاری ہیں۔ وہ تمام مستشرقین جنہوں نے انسانیت تو کجا جانوروں کے حقوق کا بھی ڈھول سر پر اٹھا رکھا ہے اور مرغابی کے جسم پر چھوٹا سا تیر چبھا دیکھ کر سارا یورپ اس کی جان بچانے کیلئے فکرمند ہو جاتا ہے۔ کابل کے چڑیا گھر میں طبعی موت مرنے والے ''مرجان'' نامی شیر کے کمزور ہونے کی خبر متعصب خبر رساں ادارہ بی بی سی اپنے صبح کے پروگرام میں نشر کرتا ہے اور دوسرے دن شیر کے بچے کی آنکھ میں موتیا دیکھ کر ڈاکٹروں کی ٹیمیں حرکت میں آجاتی ہیں۔ مگر جب بات فرزندان اسلام (طالبان اور عراقی مسلمانوں) کی ہو تو فرعون ثانی اس بات کا اعادہ گلوبل ویلج کے سامنے نخوت وتکبر کے اس انداز میں کرتا ہے کہ شیطانیت بھی شرما جاتی ہے کہ یہ لوگ اس کرہ ارض پر رہنے کا حق ہی نہیں رکھتے۔ یہ انسانیت کے قاتل ہی نہیں، تہذیب وتمدن کو تاراج کرنے والے درندے ہیں۔ انہوں نے انسانیت کے گلشن کو تار تار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آج یہ فرزندان اسلام سیدنا عاصم بن ثابت ؓ اور سیدنا خبیب ؓ کی طرح دشمنان اسلام کی قید میں ہیں اور جس طرح ان صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ؓ کے جسموں کو تیروں اور نیزوں کے ساتھ چھیدا گیا اور سیدنا عاصم ؓ کے سر کا پیالہ بنا کر شراب پینے کی خواہش کافروں نے کی تھی۔ آج اسی طرح ان فرزندان اسلام کے جسموں کو داغا جا رہا ہے۔ ان کے اعضاء کو کاٹا جا رہا ہے۔ ان کے کانوں میں روئی ٹھونسی جا رہی ہے' انہیں ننگا کر کے' غلاظتیں مل کر جانوروں کی طرح گھسیٹا جاتا ہے۔ آج پھر اہل یورپ کی یہ شیطنیت عود کر کے اہل مسلم پر عذاب کے کوڑے برسا رہی ہے۔ ان کے نزدیک اگر حقوق بھی حاصل ہوں تو صرف سفید چمڑی والوں کو کیونکہ ان کا تعلق یورپ امریکہ کی اشرافیہ سے ہے۔ طالبان کی حکومت کو ختم کرنے کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ ان کا تعلق بوریا نشین مردان صحرائی سے تھا۔

وہ این جی اوز NGO's جنہوں نے ملک پاکستان کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور ملک میں قید ایک ہندو جاسوس کی بپتا عالمی فورم پر سنا کر اس کو رہا کرواتی ہیں اور اپنے لال دوپٹے کے جلو میں خود اس کو واہگہ بارڈر پر سے رخصت کرتی ہیں اور دوسرے قیدیوں کے حقوق کا دفاع کرنے کا کہتی ہیں' آج وہ بھی لب کشا نہیں ہیں۔ کیونکہ ان قیدیوں کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔ اگر کسی یورپ کے ملک سے تعلق ہوتا تو ان کو باؤلہ پن ہو جاتا۔ اور یہ اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتیں۔ آج عاصمہ جہانگیر' حنا جیلانیاں کہاں سو گئی ہیں؟ کیا ان کی بصیرت جواب دے گئی ہے یا ان کی عقل پر ڈالرو ں کا پردہ پڑ چکا ہے یا ان کی قوت سماعت کو کسی برق آسمانی نے مفلوج کر کے رکھ دیا ہے؟ ان کی بنیادی حقوق کی حس کیوں نہیں پھڑکتی آج یہ اپنے گماشتوں کے جلو میں عالمی فورم پر کیوں نہیں آتیں؟ کیا ان پر نزع کی حالت طاری ہو گئی ہے۔ یا ذہنی طور پر مفلوج ہو گئی ہیں؟ یا یہ کومے کی حالت میں ہیں؟ ایسے معلوم ہوتا ہے حقوق کی بات کرنے والی ڈوری کسی یہودی یا عیسائی کے ہاتھ میں ہے اور یہ نازنین ڈالروں کی جھنکار میں کٹھ پتلیاں بنی ہوئی ہیں جو اپنی مرضی سے حرکت نہیں کر سکتیں۔ یہ میر جعفروں اور صادقوں کی روحانی اولادیں ہیں جو انگریز کے حقوق کی ضامن ہیں اور ہر دور میں دین اسلام کے فرزندوں کو نیچا دکھانے میں پیش پیش ہیں۔ یہ صرف اسلام' حدود آرڈیننس اور قانون توہین رسالت کے خلاف ہی حرکت میں آتی ہے۔

آج فرزندان اسلام امۃ مسلمہ کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنا ملک' گھر بار' دنیا کی تمام آسائشوں کو دنیاوی منفعتوں کے لئے نہیں چھوڑا بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ اور لواء حق کو بلند کرنے کے لئے یہ پرخطر راستہ اختیار کیا ہے۔ اور انہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے

''ترجمہ'' جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب ایک ہے' پھر اس پر قائم رہے تو ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ ہم دنیا وآخرت میں تمہارے معین ومددگار ہیں اور تمہارے لئے وہاں ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی جس کو تمہاری طبیعت چاہے گی مہربانی بخشش کرنے والے اللہ کی طرف سے تمہاری مہمانی ہوگی۔ (حم سجدہ ۳۹ تا ۳۱)

بقیہ: عراقی قیدی

نے کہا ہے کہ اگر بش انتظامیہ سمجھتی ہے کہ امریکی عوام کو عراق میں پیش آنے والی صورتحال پر تشویش یا پریشانی نہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عراق میں بڑھتے ہوئے فوجی نقصان، ہلاکتوں اور زندہ امریکی فوجیوں کے جلائے جانے کے واقعات کے بعد امریکہ اب عراق سے نکلنے کی سوچ رہا ہے۔ ممتاز جریدے اکانومسٹ کی ایک تازہ ترین رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امریکی حکام اب ''صومالی انخلاء،، کی طرح عراق سے نکلنے کی بات کرتے نظر آتے ہیں۔ یاد رہے 1993ء میں صومالیہ کے دارلحکومت میں اٹھارہ امریکی فوجیوں کو ہلاک کرنے کے بعد ان کی لاشوں کو گلیوں میں گھسیٹے جانے کے مناظر دکھائے جانے پر امریکہ نے صومالیہ سے اپنی فوج نکال لی تھی جبکہ صدر بش کے سیاسی مخالف سینٹر ایڈورڈ کینیڈی نے بھی کہا ہے کہ عراق دوسرا ویتنام بن چکا ہے۔ عراق میں بگڑتی ہوئی صورتحال کے باعث واشنگٹن میں اعلیٰ حکام بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ عراق خانہ جنگی کی طرف جا رہا ہے۔ صدر بش اگرچہ مصر ہیں کہ وقت سے قبل عراق سے فوجیں نہیں نکالیں گے لیکن زمینی حقائق کچھ اور ہیں۔ واضح رہے کہ عراق میں امریکہ اپنے اتحادیوں کی حمایت سے محروم ہو رہا ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ عراق میں بڑھتے ہوئے تشدد اور خون ریزی کے باعث امریکی حمایت میں خاطرخواہ کمی واقع ہو رہی ہے۔ امریکہ میں ڈیموکریٹک پارٹی کے نامزد صدارتی امیدوار سینٹر جان کیری نے کہا ہے کہ صدر بش کی ضد اور پیشگی حملے کے نظریئے نے عراق میں امریکی کامیابی کا راستہ انتہائی دشوار کر دیا ہے۔ شکاگو میں اپنی پارٹی کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے موصوف صدارتی امیدوار نے کہا ہے کہ صدر بش کو یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے کہ عراق میں جنگ کا طریقہ اور بعد میں اس کی تعمیر نو سے متعلق اندازے تصور سے زیادہ مشکل ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صدر بش اپنی انتخابی مہم پر اب تک چالیس ملین ڈالر خرچ کر چکے ہیں مگر عراق کی دگرگوں صورتحال، امریکی فوجیوں کی بڑے پیمانے پر ہلاکت اور پسپائی کے باعث انہیں شدید عوامی تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جان کیری کے اس بیان کے چند روز بعد ہی ایک خودکش حملے میں عراق کی مزاحمتی قوتوں نے عراق کی گورننگ کونسل کے سربراہ عزالدین سلیم سمیت دس افراد کو ہلاک کر کے امریکیوں اور اس کے مقامی حواریوں کو پیغام دے دیا ہے کہ اب اس خطے میں امریکہ یا امریکہ نواز انتظامیہ کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور اگر امریکہ نے اپنے سامراجی منصوبوں کی خاطر مقامی سطح پر کٹھ پتلی حکمران مسلط کرنے کی کوشش کی تو ان کا حشر عزالدین سلیم جیسا ہوگا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک امریکہ پر زور دیں کہ وہ عراق میں ناحق مسلمانوں کا خون بہانے سے باز رہے۔ بلاتاخیر اپنی فوجوں کا انخلاء شروع کر دے یہی اس مسئلے کا حل ہے۔ بصورت دیگر مجاہدین اسلام افغانستان میں سوویت یونین کو تباہی سے ہمکنار کرنے کے بعد جغرافیائی حدود سے بالاتر ہو چکے ہیں اس نئے افغانستان (عراق) نے انہیں ایک طرح کے نئے شعور سے آراستہ کرنا شروع کر دیا ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لندن کے ''المجلۃ'' نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ عراق اور افغانستان بش خاندان اور اس کے کاروباری سیاسی ساتھیوں کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کر چکا ہے،، بش کی وائٹ ہاؤس سے واپسی بہت سے مسلم حکمرانوں کے سیاسی مستقبل کو بھی لے ڈوبے گی۔۔۔۔

تحفظ المدارس کانفرنس

☆......6 جون بروز اتوار بمقام ادارہ جامعہ الاثریہ پشاور میں تحفظ مدارس کانفرنس منعقد ہوگی۔ زیر صدارت ابوعمر عبدالعزیز نورستانی' زیر امارت عبدالعزیز حنیف، آخر میں طلباء وطالبات کو اسناد دی جائیں گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ماہنامہ
طیبات
لاہور پاکستان
خواتین اسلام کا ترجمان
8 جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ اگست 2004ء

خون کی لکیر پر آنکھوں دیکھا سفر
تحریک آزادی میں شامل کارکن خاتون سے چشم کشا انٹرویو

شوپیس اور قیمتی اشیا کی بھرمار سے
گھروں کی سجاوٹ... دولت کا بے جا استعمال

مخلوط ٹیوشن اور اس کی خوفناک قباحتیں

دہشت گردی کا گرم تعاقب... کہاں تک چلے گا؟

ایمانی دستک

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

مسلمانوں کے مصائب کے اسباب

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں گی تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ دریافت کیا گیا کون کون سی؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

1- جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنالیا جائے۔

2- امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔

3- زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔

4- شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے۔

5- بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔

6- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور ماں باپ پر ظلم ڈھائے۔

7- مساجد میں شور مچایا جائے۔

8- قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا سربراہ بن جائے۔

9- آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے۔

10- نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔

11- مرد ابریشم پہنیں۔

12- آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے۔

13- رقص و سرور کی محفلیں سجائی جائیں۔

14- اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہئے کہ پھر وہ عذاب الٰہی کے منتظر رہیں، خواہ وہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلہ کی شکل میں یا اصحاب سبت کی صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی، باب علامات الساعۃ)

شوپیس اور قیمتی اشیاء کی بھرمار سے گھروں کی سجاوٹ...... دولت کا بے جا استعمال

ام عبد منیب

جسمانی وضع قطع ہو یا لباس گھر ہو یا دوکان دفتر ہو یا سکول...... برتن ہوں یا فرنیچر...... بچوں کے کھلونے ہوں یا ایجادات ...... دور حاضر میں ہر چیز آرائش ونمائش اور اس میں دن بدن افزائش کی چغلی کھاتی نظر آتی ہے۔ مصنوعات تیار کرنے والی فیکٹریاں' عملہ اور ان کے ڈیزائنر نت نئے انداز اور رنگ وروغن میں انفرادیت پر مشتمل مال بنانے میں مصروف ہیں۔ ہر چیز ڈیزائننگ باقاعدہ ایک آرٹ ہے۔ پھر ان رنگارنگ مصنوعات کی تشہیر کے لئے ایڈورٹائزنگ کے نام سے ایک شعبہ ظہور میں آچکا ہے۔ جس کا کام ہی لفاظی اور عکاسی کے ذریعے کسی چیز کو جاذبِ نظر بنانا اور اس کی ضرورت کا احساس دلا کر لوگوں کو انہیں خریدنے پر آمادہ کرنا ہے۔

کچھ اشیاء تو انسان کی واقعی ضرورت ہیں۔ گو وہ آرائش میں کتنی ہی منفرد ہوں یا مہنگی ہوں' خریدنے کا اصل مقصد ضرورت ہی ہوتا ہے۔ لیکن کچھ اشیاء ایسی ہیں جن کا مقصد خرید ہی نمائش یا آرائش ہوتا ہے' ان کا ضرورت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً چینی' پلاسٹک' پتھر' کاغذ' سٹیل' سلور' تانبہ' پیتل' لکڑی' کانچ وغیرہ کے جانوروں اور انسانوں کے مجسمے انگلش اردو حروف میں ڈھالے ہوئے مختلف الفاظ اور جملے مثلاً Love, Wel Come وغیرہ۔ گول اور چوکور پلیٹوں پر سینریاں اور طغرے...... کپڑوں پر بنے ہوئے مختلف مناظر یا جانوروں کی تصاویر...... مشہور مقامات کی تصاویر...... رنگارنگ لیمپ اور ٹرافیاں...... چھوٹے چھوٹے برتن' گھڑے' چھاج' چھلنی' مدھانی' رہٹ' کولہو' جھونپڑی' کشتی' موڑھے' کرسیاں' پیالے' کوزے' غرض جن اشیاء کا استعمال اب متروک ہو چکا ہے۔ ان کے ماڈل بھی شوپیس کے طور پر رکھے جاتے ہیں...... بچوں کے کھلونے کھیلنے کے بجائے آرائش اور نمائش کے لئے خریدے جاتے ہیں' ایسی کتابیں جن کی جلد کا رنگ کمرے کے رنگ وروغن کے مطابق ہو' پڑھنے کا شوق ہو یا نہ ہو وہ بھی آرائش کے لئے خریدی جاتی ہیں......

کچھ برتن اور فرنیچر استعمال نہیں کیے جاتے' اس کا مقصد خرید بھی یہی ہوتا ہے کہ یہ خوبصورت ہیں...... چنانچہ چم چم کرتی ایش ٹرے کوئی سگریٹ پئے یا نہ پئے موجود...... مصنوعی پھول اور گلدان ایسے کہ نقل پر اصل کا گمان ہو...... خوبصورت عورتوں اور بچوں کی تصاویر...... خود اہل خانہ کی قد آدم اور چھوٹی تصاویر...... تاش کے پتے...... لڈو...... شطرنج کے مہرے اور کیرم بورڈ وغیرہ بھی شوپیس کے طور پر رکھنے کا عام رواج ہے۔ کھڑکیوں' دروازوں اور دیواروں پر انتہائی قیمتی اور کمرے کے رنگ وروغن سے میل کھاتے پردے اور قالین...... پہاڑوں' نہروں' جھیلوں اور مختلف مشہور مقامات کے ماڈل بھی اس نمائش کا حصہ ہیں۔ مسجد اقصیٰ' گنبد خضرا اور بیت اللہ کے ماڈل یا بڑی بڑی تصاویر مذہبی عقیدت کے تحت رکھی جاتی ہیں' بعض گھروں میں ان تصاویر کی وہی تعظیم وتکریم ہوتے دیکھی ہے جو اس اصل مقام کے لئے کی جاتی ہے۔

جذبہ آرائش ہمیشہ ہی سے انسانوں میں موجود رہا ہے۔ یہ ایک فطری چیز ہے اور ایک حد تک قابل تحسین بھی۔ اسلام نے اس کے بارے جو ارشادات یا احکامات دیئے ہیں وہ مندرجہ بالا قسم کے جذبہ آرائش اور نمائش کی نفی کرتے نظر آتے ہیں۔

> ''تم جنت میں نہ جاؤ گے' جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایمان دار نہ بنو گے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے اور کیا میں تم کو وہ چیز بتادوں جسے کرو گے تو باہم محبت بڑھے گی' آپس میں سلام کو رواج دو۔ فرمان نبوی ﷺ''

آرائش کے بارے اسلام کا نظریہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر وغرور ہوگا۔'' ایک شخص نے عرض کیا'' انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کا جوتا اچھا ہو اور کپڑے اچھے ہوں تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے......؟'' آپ ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے۔ غرور تکبر تو یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی جھوٹی اَنا کے لئے حق نہ مانے اور سچ بات کو رد کردے) اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔'' (صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب تحریم الکبر وبیانہ)

اس حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ

☆ کبر وغرور ایک ناپسندیدہ امر ہے جو اپنے صاحب کو جنت جانے سے روک دے گا۔

☆ کبر کی تعریف یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے سے کم تر سمجھا جائے اور تکبر کے باعث حق بات کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا جائے۔

☆ اللہ تعالیٰ جمیل ہے' خوبصورت ہے' خوبصورت تخلیقات کا مالک ہے' نفاست' طہارت اور حسن وخوبی کو پسند کرتا ہے۔

☆ جو شخص دوسروں کو کم تر سمجھ کر نہیں بلکہ اپنے نفس اور مزاج کی نفاست اور طہارت کے پیش نظر اچھے کپڑے اور اچھے جوتے پہنتا ہے وہ متکبر نہیں۔ بلکہ نفاست کی عادت اس کی خوبیِ نفس کی آئینہ دار ہے۔

مزاج میں نفاست:

گویا طبیعت کو نفاست کا خوگر بنانا یا اس کا فطرتاً نفاست پسند ہونا مستحسن امر ہے۔ ایسا مزاج صرف پہننے اوڑھنے میں ہی نہیں حقوق العباد میں بھی کمال نفاست کا اہتمام کرے گا۔ چنانچہ جو شخص خود صاف ستھری اور نفیس چیزوں کے استعمال کا عادی ہے وہ اپنے دوسرے مسلمان بہن بھائیوں کے لئے بھی ایسی ہی نفیس اشیاء پسند کرے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

''تم میں سے تب تک کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ

وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔" (مسلم، کتاب الایمان)

جسمانی زیب وزینت بھی جمال ہی کا حصہ ہے۔ البتہ اصل جمال یا آرائش وہ ہے جو کسی چیز کا مستقل حصہ ہو۔ مثلاً اخلاقِ حسنہ کو اپنے مزاج کا حصہ بنانا نفاست پسند ہونا...... یہ ایسی آرائش ہے جو مرہونِ دیگراں نہیں۔ مثلاً اگر کسی پرانے برتن کو دھو کر مانجھ کر چمکا لیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس پر چمکیلے کاغذ چپکا کر یا روغن کر کے اسے خوبصورت بنایا جائے۔

> دیواروں کے ساتھ چھ فٹ تک بیش قیمت لکڑی، کپڑا یا چک وغیرہ لگانا بیل بوٹوں والے چپس یا ٹائلیں لگانا...... غسل خانوں اور باورچی خانوں کو پھولدار ٹائیلوں سے مزین کرنا، بڑے بڑے شیشوں کے ساتھ دیواروں کی آرائش کرنا یا ان پر سینریاں، کیلنڈر اور تصاویر وغیرہ لٹکانا اور شوپیس لٹکانا یہ سب اسراف ہے جو اللہ ورسول ﷺ کو سخت ناپسند ہے

گھروں کو صاف ستھرا رکھنا، گھر کی چیزوں کو قرینے سے رکھنا، ان کی صفائی کا خیال رکھنا، ضروری چیزیں خریدتے ہوئے ان کی خوبصورتی کو بھی مدنظر رکھنا اچھی بات ہے لیکن غیر ضروری اشیاء کو نمائش اور آرائش کا حصہ بنانا شوپیس رکھنا بے جا نمائش اور اسراف کی ذیل میں آتے ہیں۔

ایمان کا جمال اور نفاست:

ایمان کا جمال وہ تمام امور ہیں جن کے بارے رب کریم نے یا اس کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

"کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو میری (رسول اللہ ﷺ) محبت، اولاد ذوالدین اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔" (کتاب الایمان، صحیح مسلم)

"کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی یا ہمسائے کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔" (مسلم کتاب الایمان)

"تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایمان دار نہ ہو گے۔ جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے اور کیا میں تم کو وہ چیز بتادوں جسے کرو گے تو باہم محبت بڑھے گی، آپس میں سلام کو رواج دو۔ فرمان نبوی ﷺ" (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

اعمال کا جمال (آرائش):

اعمال کا حسن اور جمال وآرائش صالحیت ہے۔ قرآن حکیم میں اعمال صالحہ کا بار بار تذکرہ آیا ہے اور یاد رہے کہ اعمال صالحہ صرف وہی ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کی مہر ثبت ہے۔

نفس کا جمال (تزکیہ وتقویٰ):

نفس کا جمال وآرائش تقویٰ ہے۔ جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَاَمّا من اعطی واتقی o وصدق بالحسنی o فسنیسرہ للیسری o (الیل-5,6,7)

"جس نے (اللہ کی راہ میں) مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور بھلی باتوں کی تصدیق کی تو ہم اسے آسان راہ پر چلنے کی سہولت دیں گے۔"

یہ آیت نفس کے اس لازوال حسن وجمال کی نشان دہی کرتی ہے جس کا انعام اس کے آگے مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

وسیجنبھا الاتقی، الذی یؤتی مالہ یتزکی o وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی o الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ o ولسوف یرضی. (الیل 17تا21)

"اور جو بڑا پرہیزگار ہوگا اسے اس (آگ) سے دور رکھا جائے گا، جس نے پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیا اس پر کسی کا کوئی احسان نہ تھا، جس کا وہ بدلہ چکاتا۔ اس نے تو محض اپنے رب برتر کی رضا کے لئے مال خرچ کیا اور جلد ہی وہ خوش ہو جائے گا۔"

اسلام کی آرائش یا حسن:

اللہ کے نبی ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے۔

"آدمی کے اسلام کے حسن میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لایعنی کو ترک کر دے۔"

لایعنی سے مراد غیر ضروری ہے۔ اس میں لایعنی گفتگو...... لایعنی اشیاء...... لایعنی سفر...... لایعنی وقت گزاری...... لایعنی سوچیں سبھی شامل ہے۔

اپنے اسلام کو خوبصورت بنانے کے لئے اسے حسن کامل سے آراستہ کرنے کے لئے لایعنی سے کنارہ کرنا ضروری ہے۔

ایمان، اعمال، نفس اور اسلام کی آرائش وجمال کی مندرجہ بالا مختصری نشاندہی کے بعد اپنا بے لاگ جائزہ لیں کہ ہماری شوپیسوں کے ذریعے مال ودولت خرچ کر کے حاصل کی گئی فانی آرائش ضروری ہے یا ایمان واعمال کی آرائش ضروری ہے۔

کہیں اس جذبہ آرائش میں لایعنی کا بھی تو دخل نہیں اور ہاں جہاں ضرورت نہ ہو وہاں خرچ کرنے کو اللہ تعالیٰ اسراف کہہ کر رد کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔

انہ لایحب المسرفین. (الاعراف-31)

"بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

کہیں ہم ان شوپیسوں کے چکر میں اسراف کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟

نمائش:

آرائش کے ساتھ نمائش کا جوڑ لازمی ہے۔ بہت کم ایسا ہے کہ آرائش میں نمائش شامل نہ ہو۔ نمائش ایک ایسا عمل ہے جو ہر صالح عمل کو مٹا دیتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

یاایھاالذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئا ء الناس ولا یؤمن باللہ والیوم الاخر (البقرہ. 264)

"اے مومنو! اپنے صدقات احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔"

معلوم ہوا کہ دکھاوے کے لئے جو کام کیا جائے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر دکھاوے کا ارادہ ونیت نہ ہو تو پھر دوسروں کی نظروں میں آ جانا بری بات نہیں، براہ جذبہ نمائش ہے جس میں حصول ستائش کی تمنا شامل ہو۔ حکم ہے۔

ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتوتوھا الفقراء فھو خیراً لکم. (البقرہ-271)

"اگر تم اپنے صدقات ظاہر کر کے دو تو یہ اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر محتاجوں کو دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔"

قیامت کے روز جب کہیں بھی سایہ نہ ہوگا اس وقت سات قسم کے اعمال بجالانے والوں کو عرش عظیم کے سائے میں جگہ ملے گی۔ ان میں ایک وہ شخص بھی شامل ہے جس نے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیا اور بائیں ہاتھ کو بھی پانہ چلا۔

> ایسی کتابیں جن کی جلد کا رنگ کمرے کے رنگ وروغن کے مطابق ہو پڑھنے کا شوق ہو یا نہ ہو وہ بھی آرائش کے لئے خرید لی جاتی ہیں

یاد رہے کہ فرض عبادات میں دکھاوا ان کا حصہ ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

غور کیجئے! جب نیکی کے کاموں میں اخفاء مستحسن ہے تو دنیا کی غیر ضروری اشیاء میں نمائش کیسے مستحسن ہو سکتی ہے۔ سچ پوچھئے تو لوگ کھانے پینے میں تقلید، حسد یا رشک نہیں کیا کرتے بلکہ لباس،

مکان، زیور، دولت اور جاہ و منصب وغیرہ ہی میں تقلید اور حسد کرتے ہیں۔

عہد رسالت میں ابھی شوپیس رکھنے کا رواج نہیں تھا۔ البتہ لوگ پردوں سے دیواروں کی آرائش کیا کرتے تھے۔ یہ پردے ریشمی بھی ہوتے، جانوروں اور آدمیوں کی تصویروں والے بھی اور دیگر نقش و نگار والے بھی۔ احادیث میں شوپیسوں کی بجائے آرائشی پردوں کا ہی ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے چند حدیثیں مندرجہ ذیل ہیں۔

آرائشی پردے اور قالین:

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ سے لوٹے، آپ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے تو گھر میں چھت گیر (پردہ) لگا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا...... اللہ نے ہمیں دولت اس لئے نہیں دی کہ اینٹ اور پتھر کو کپڑے پہنائے جائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے اس کو کاٹ کر دو تکیے بنا لئے۔ ان کے اندر کھجور کی چھال بھری تو اس پر آپ ﷺ نے کچھ نہیں کہا۔ (صحیح مسلم، سنن ابی داؤد)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ لیکن اندر نہیں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ گھر آئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ذکر کیا۔ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور وجہ پوچھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا

میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پردہ دیکھا، بھلا ہم لوگوں کو آرائش سے کیا غرض؟ علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آ کر بتائی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ میں اس پردے کا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''فلاں لوگوں کو بھیج دو، وہ محتاج ہیں۔'' (بخاری، کتاب الھبہ، ح-1138)

معلوم ہوا کہ دیواروں اور چھتوں کی خوبصورتی کے لئے پردے لٹکانا ایک غیر ضروری کام ہے اور رسول اللہ ﷺ کو ناپسند ہے۔ دیواروں کے ساتھ چھ فٹ تک بیش قیمت لکڑی، کپڑا یا چک وغیرہ لگانا بیل بوٹوں والے چپس یا ٹائلیں لگانا...... غسل خانوں اور باورچی خانوں کو پھولدار ٹائیلوں سے مزین کرنے، بڑے بڑے شیشوں کے ساتھ دیواروں کی آرائش کرنا یا ان پر سینریاں، کیلنڈر اور تصاویر وغیرہ لٹکانا، شوپیس لٹکانا یہ سب اسراف ہے جو اللہ و رسول ﷺ کو سخت ناپسند ہے۔

بعض جگہوں پر پردہ لٹکانا یا لگانا واقعی مجبوری اور ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً دروازہ یا کھڑکی کھلے تو باہر کے لوگوں کی نظر اندر نہ پڑے لیکن اندرونی دروازوں پر اس کی کیا مجبوری ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک قاری صاحب کا نکتہ نظر پڑھا ان کی بیوی نے بیرونی کھڑکی پر معمولی قسم کے کپڑے کا پردہ لگایا۔ صاحب گھر آئے تو کہا کہ کھڑکی کی حد تک تو درست ہے لیکن جو حصہ کھڑکی کی حد سے نیچے لٹک رہا ہے یہ غیر ضروری ہے اسے کاٹ کر الگ کر دو کسی اور کام آ جائے گا۔

اور اب صحابہ کرام کا عمل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

یاد رہے کہ صحابہ کے گھروں میں تو اشیائے ضرورت بھی اس قدر کم ہوتی تھیں کہ ایک شخص انہیں آسانی سے گن سکتا تھا۔ شوپیسز (دکھانے کی اشیاء) کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میرے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں میرا نکاح ہوا، میرے والد نے لوگوں کو ولیمہ میں مدعو کیا۔ ان میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ گھر والوں نے میرے کمرے کو سبز رنگ کے کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ کمرے پر پردہ دیکھا تو فرمایا'' اے عبداللہ! دیواروں پر پردہ ڈالتے ہو؟'' میرے والد نے شرمندہ ہو کر کہا'' ہم پر عورتیں غالب آ گئیں۔'' یعنی عورتوں نے مجبور کیا...... ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' اگر تم اپنے آپ کو ان لوگوں میں سے خیال کرتے ہو جن پر عورتیں غالب آ جائیں گی تو مجھے یہ خوف ہرگز نہیں کہ تم پر عورتیں غالب ہو جائیں...... '' یعنی تم عورتوں کو اس فعل سے روکنے کی قوت رکھتے تھے ...... نہ تو میں تمہارے گھر سے کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی اس میں داخل ہوگا۔ (صحیح بخاری، بحوالہ نکاح کے مسائل از محمد اقبال کیلانی)

> **عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے اطلاع دی کہ ان کے بیٹے نے دیواروں پر تزئین کے لئے پردے لٹکا رکھے ہیں۔ انہوں نے سن کر کہا'' اگر ایسا ہوا تو میں اس کا گھر جلا کر راکھ کر دوں گا''**

دور حاضر میں نکاح میں دیگر خرافات کے ساتھ ساتھ ذرا مسہری سجانے کا خیال کیجئے، جس کے آثار نکاح کے پانچ پانچ سال بعد بھی دلہا دلہن کے کمرے میں موجود رہتے ہیں اور اب اس کام کے لئے باقاعدہ کاروباری لوگ ہیں جو دھڑا دھڑ کما رہے ہیں۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وہاں داخل نہ ہونا اور کھانا نہ کھانا ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔ غور کیجئے!

عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے اطلاع دی کہ ان کے بیٹے نے دیواروں پر تزئین کے لئے پردے لٹکا رکھے ہیں۔ انہوں نے سن کر کہا'' اگر ایسا ہوا تو میں اس کا گھر جلا کر راکھ کر دوں گا۔'' پھر وہ اس کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی۔ (مسند احمد، 53، فقہ عمر رضی اللہ عنہ ...... نیز دیکھئے ایمان اور عمل)

تصاویر والے پردے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ کیا لیکن اس روز کی بجائے دوسرے دن آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا۔ آپ ﷺ کے دروازے پر مردوں کی تصویریں تھیں، گھر میں تصویر والا پردہ تھا اور کتا بھی تھا۔ جس گھر میں تصویر اور کتا ہو وہاں ہم نہیں جاتے۔ آپ ﷺ نے تصویر کا سر کاٹ دیں تاکہ وہ درخت کے حکم میں آ جائے، پردے کو قطع کر کے دو تکیے بنا لئے تاکہ روندی جائے اور کتے کو نکال دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ (کتاب الاستیذان، سنن ترمذی، حدیث حسن صحیح)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا، جس پر پرندے کی تصویر تھی، جب کوئی گھر آتا تو تصویر اس کے سامنے ہوتی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا! ''اس کو نکال دو جب میں اندر آ کر دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آ جاتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہمارے پاس ایک چادر تھی، جس پر ریشمی بیل بنی ہوئی تھی، ہم اس کو پہنا کرتے تھے۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینہ)

گویا رسول اللہ ﷺ نے پردہ تصویر والا ہو یا بغیر تصویر کے اگر غیر ضروری ہے تو اس کو ناپسند کیا...... رہی ضرورت! تو خود بعض امہات المومنین کے بیرونی دروازوں پر ٹاٹ کے پردے ہی تھی جو دروازے کا کام دیتے تھے۔

نیز اگر تصویر یا کتا نبی ﷺ کے گھر میں بھی ہو گو وہ بطور تعظیم کے نہ ہو تو پھر بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں ''تصویر روندی جائے یا کسی اونچی جگہ پر ہو...... رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ البتہ روندی جانے والی تصویر پر گناہ نہیں ہوگا۔''

اب فیصلہ ہمیں خود کرنا ہے، ہم نے صرف گناہ سے بچنا ہے یا رحمت کے فرشتہ کو اپنے ساتھ ساتھ رکھنا ہے......؟

ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک توشک (نُمْرُقَةٌ) خریدی۔ جس پر تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے، اندر نہیں آئے۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر رنج کے آثار دیکھ لئے اور عرض کیا۔'' یا رسول اللہ ﷺ! میں توبہ کرتی ہوں! اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے، میرا گناہ کیا ہے......؟'' آپ ﷺ نے فرمایا یہ توشک (نُمْرُقَةٌ) کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا'' آپ ﷺ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا'' جنہوں نے تصویریں بنائیں، ان کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا ان میں جان ڈالو۔'' پھر فرمایا'' جس گھر میں تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔'' (صحیح مسلم و صحیح بخاری کا باب دیکھئے! من کرہ القعود علی الصورہ ...... اس شخص کی دلیل جس نے توشک، تکیہ اور فرش پر بھی

تصویر ہو تو بیٹھنا مکروہ رکھا ہے۔)

ریشمی بستر، تکیے، قالین، زین پوش وغیرہ:

عبداللہ بن حکیم کہتے ہیں ”ہم مدائن میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک غیر مسلم چاندی کے برتن میں پانی لایا، انہوں نے وہ برتن پھینک دیا اور کہا“ میں نے کہا تھا کہ اس برتن میں مجھے پانی نہ پلانا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے......

مت پیو سونے اور چاندی کے برتن میں اور دیبا اور حریر مت پہنو! یہ کافروں کے لئے دنیا میں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔“ (کتاب اللباس والزینہ، صحیح مسلم)

نیز فرمایا کہ ریشم اس امت کے مردوں پر حرام ہے۔ (صحیح مسلم)

گہرے ارغوانی لال رنگ کے زین پوش:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع کیا۔ سات جن چیزوں کا حکم دیا، عیادت کرنے کا...... جنازہ کے ساتھ جانے کا...... چھینک کا جواب دینے کا...... قسم پوری کرنے کا...... مظلوم کی مدد کرنے کا...... اور سلام کو رواج دینے کا...... منع کیا...... سونے کی انگوٹھی پہننے سے...... چاندی کے برتن میں پینے سے...... اور زین پوش سے (لال رنگ کے ریشمی) قسی...... استبرق...... اور دیباج سے (یہ ریشمی کپڑوں کے نام ہیں) (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینہ)

ریشمی زین پوش:

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا اس انگلی اور اس کے پاس والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے (روای کو یاد نہیں رہا کہ وہ کون سی دو انگلیاں تھیں) اور منع کیا مجھے قسی (مصر کے شہر قس کا بنا ہوا ریشمی کپڑا) کے پہننے سے۔

”اور ریشمی زین پوشوں پر بیٹھنے سے۔“

روای نے کہا قسی تو وہ کپڑا ہے جو شام اور مصر سے آتا ہے اور زین پوش (میاثر) وہ ہیں جو عورتیں کجاووں پر اپنے خاوندوں کے لئے بچھاتی ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینہ)

ریشمی بستر یا قالین یا بچھانے کا کپڑا:

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے، چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع کیا اور حریر اور دیباج پر بیٹھنے اور اسے پہننے سے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس)

درندوں کی کھال کے زین پوش:

اوپر ایک لفظ میاثر (زین پوش) گزرا ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں، اس سے مراد درندوں کی کھالوں کے زین پوش ہیں اور ان کے خیال میں اس کی یہی تعبیر درست ہے۔ (دیکھئے کتاب اللباس، باب لبس القسی، صحیح بخاری)

احادیث میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ریشم کا کپڑا منع ہے یا جس کپڑے پر ریشم غالب ہو، جس میں ریشم کم ہو اور دوسرا سوت زیادہ تو وہ درست ہے۔ درندوں کی کھال سے مراد شیر، چیتے اور لومڑی کی کھال وغیرہ ہے۔

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی احتیاط:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے نکاح کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا ”کیا تمہارے پاس انماط (قالین) ہیں۔“؟ میں نے عرض کیا ”میرے پاس یہ کہاں“؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَّهَا سَتَكُوْنُ عنقریب یہ ہوں گی۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) اب ہمارے پاس ایک نمط (قالین) ہے۔ میں بیوی سے کہتا ہوں ”اسے مجھ سے دور رکھ“ (یعنی اس سے جواز نکلتا ہے۔) (صحیح مسلم)

اس کے بعد یہ بھی ہے کہ پھر میں بیوی کے کہنے پر اسے چھوڑ دیتا ہوں، یعنی اسے کچھ نہیں کہتا۔ نمط سے مراد روئیں دار قالین ہے، بعض نے کہا ہودج پر ڈالنے والا کپڑا۔ بعض نے کہا اس سے پردے بنائے جاتے تھے۔ (شرح ترمذی، از مولانا بدیع الزماں)

محترم قارئین! یہ ہے آرائشی پردوں، قالینوں، زین پوشوں، کجاووں وغیرہ کے بارے احادیث سے واضح ہونے والا نبوی نقطہ نظر...... جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ تب ابھی ان شوپیسوں کا وجود ہی نہیں تھا جواب ہر طرف بے تحاشا پھیلے ہوئے ہیں۔ مذکورہ احادیث کی روشنی میں ہم ان کے بارے میں خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ اشیائے ضرورت میں شامل ہیں یا اشیائے لایعنی میں؟

ماحصل:

گذشتہ تصریحات سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ جو رقم ہم لایعنی، نمائشی یا غیر ضروری چیزوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اسے ضروری اشیاء پر اور فی سبیل اللہ خرچ کریں تو اس پر دس گنا اور ستر گنا اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ

قیامت کے روز جب کہیں بھی سایہ نہ ہوگا اس وقت سات قسم کے اعمال بجالانے والوں کو عرش عظیم کے سائے میں جگہ ملے گی۔ ان میں ایک وہ شخص بھی شامل ہے جس نے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیا اور بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلا

فکر آخرت

اس صورت نے کبھی چھپ جانا اس مورت نے کبھی مٹ جانا
اس زندگی کی کبھی شام ہوگی اس سورج نے کبھی ڈھل جانا
اس صورت نے کبھی چھپ جانا، اس مورت نے کبھی مٹ جانا
یہ سانس کتنی عزیز تجھے رہتی ہے کتنی قریب تیرے
جب حکم الٰہی آجانا ان سانسوں سے ساتھ کٹ جانا
اس صورت نے کبھی چھپ جانا، اس مورت نے کبھی مٹ جانا
کیسا اترانا اس جوانی پر کیا زعم رکھیں حسن فانی پر
ان کلیوں نے مرجھا جانا ان آنکھوں نے پتھرا جانا
اس صورت نے کبھی چھپ جانا، اس مورت نے کبھی مٹ جانا
یہ رشتے تیرے تب تک ہیں تیری سانسیں چلتی جب تک ہیں
جب ساتھ اجل نے توڑ دینا ان رشتوں نے منہ موڑ لینا
اس صورت نے کبھی چھپ جانا، اس مورت نے کبھی مٹ جانا
اس دنیا میں کبھی دکھ آئے تب بانٹتے ہیں سب دکھ تیرے
ہوگا نہ پرسان حال کوئی جب لحد میں چہرہ چھپ جانا
اس صورت نے کبھی چھپ جانا، اس مورت نے کبھی مٹ جانا
جب چھوڑ جانا اس دنیا کو کریں گے کبھی تجھے یاد سبھی
کبھی ذہنوں سے اس دنیا میں تیرا نام و نشان تک مٹ جانا
اس صورت نے کبھی چھپ جانا، اس مورت نے کبھی مٹ جانا
یہ دنیا فانی ہے شاہیں سب مال و متاع سے حیات تک
ڈر اس رب سے ڈر اس دن سے جب شرم سے چہرہ جھک جانا
اس صورت نے کبھی چھپ جانا، اس مورت نے کبھی مٹ جانا

☆ فوزیہ شاہین، فروکہ سرگودھا

AD DA'WAH SCIENCE COLLEGE
Affiliation: Board Of Intermediate And Secondary Education Lahore.
ADMISSION OPEN
Committed To Excellence
Up to: 10 August
Only For First Year
Admission Free
F.Sc. (Pre Medical)
F.Sc. (Pre Engineering)
I.C.S.
F.A
Join us for
Quality Teaching
Character Development
Career Building
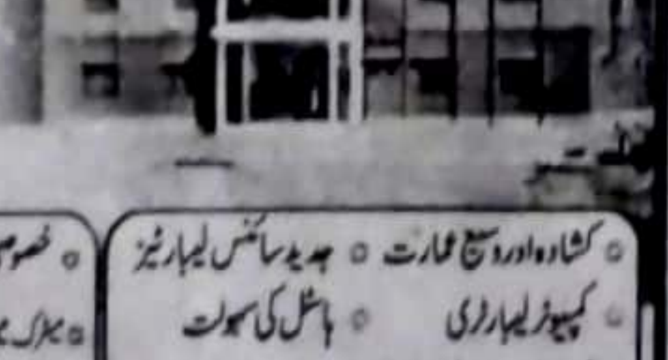
کشادہ اور وسیع عمارت ○ جدید سائنس لیبارٹریز
کمپیوٹر لیبارٹری ○ ہاسٹل کی سہولت
نماز باجماعت کا اہتمام
دینی اخلاقیات کی خصوصی تعلیم
خصوصی سکالرشپ
میٹرک میں 700 سے زائد نمبروں والے طلبا کو مکمل فیس معاف
625 تا 699 نمبروں والے طلبا کو 50% فیس معاف
550 تا 624 نمبروں والے طلبا کو 33% فیس معاف
PRINCIPAL: AL-DAAWAH SCIENCE COLLEGE
Markaz Taiba Murid ke:042-7991246-0300-6483609

بعد بکس سے نکال لیتی اور پھر ایک اخبار نکالتی جس پر محمد علی جناح اور گاندھی کی تصویر بنی ہوئی تھی ۔ وہ ان دونوں تصویروں پر جوتے مارنے لگ جاتی ۔ اس طرح بھی دیکھنے میں آیا تھا کہ اکثر لوگ اپنے حواس کھو چکے تھے ۔

قتل عام کے واقعات میں میں ایک بات بتانا بھول گئی کہ ہمارے خاندان کے تمام افراد کو شہید کر دیا گیا ۔ لیکن میرا ایک دس ماہ کا بھتیجا' ایک ہندو عورت جس کا نام رام پیاری تھا وہ بے اولاد تھی اٹھا کر لے گئی ۔ کافی عرصہ بعد میں ہمارے محلے کا ایک آدمی جب پاکستان میں ہمیں ملا تو اس نے بتایا کہ قتل عام کے دوران وہ رام پیاری کے گھر میں ایک طرف بنے ہوئے گائیں بھینسوں کے باڑے

مسلمانوں سے گھریلو استعمال کی چھریاں تک لے لی گئیں اور پھر انگریزوں نے دو ہزار مسلح سکھ فوجیوں کو حکم دیا کہ جتنے مسلمانوں کو مار سکتے ہو مارو اور اخبار میں خبر مشہور کر دی کہ دو ہزار سکھ فوجی اسلحے لے کر فرار ہو گئے ہیں

میں کھرلی کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور ایک بچہ زور زور سے رو رہا تھا آدھی رات کا وقت تھا ۔ رام پیاری کے شوہر نے برستے ہوئے کہا مسلوں کا بچہ کیوں اٹھا لائی ہو؟ کیسے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے ۔ رام پیاری نے بڑے ناز سے کہا یہ کوئی ایسا ویسا بچہ نہیں ہے ۔ سرتاج یہ برہان الدین رانے کا پوتا ہے' اسے پال پوس کر ہندو بنائیں گے تو بھارت ماتا کا حق ادا کریں گے اور جب یہ مندر میں جا کر بھگوان کے آگے ہاتھ جوڑ کر بھارت ماتا کی جے بولے گا تو ہندو دھرم تجھ پر اور تیری بیوی پر ناز کرے گا ۔ تھوڑی دیر رو لینے دے بیچارہ ہمیشہ کے لئے چپ ہو جائے گا ۔ جب وہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں نے یہ بات سنی تو میرا دل دھڑکتا ہوا کلیجے سے باہر نکلنے لگا ۔ کافی دیر تک رام پیاری اس بچے کو بہلاتی رہی اور اس کا شوہر بڑبڑاتا رہا ۔ آخر کار وہ سو گیا اور وہ دونوں بھی سو گئے اور میں رینگتا ہوا وہاں سے باہر نکلا اور تیزی سے بھاگ کھڑا ہوا اور چھپتا چھپاتا ایک قافلے میں پہنچ گیا ۔ ہم جس گاڑی میں آئے وہ انبالہ سے چلی ۔ اسٹیشن پر پہنچے تو بھارتی فوجیوں نے ہمیں روکا تو انہوں نے مداخلت کر کے ہمیں ان سے چھڑایا جب کہ یہ بھارتی فوجی عورتوں اور لڑکیوں کو روک لینے کی نیت کر چکے تھے ۔ پاکستانی فوجیوں نے لڑکیوں اور عورتوں کو دیگر مسافروں کے ساتھ ٹرین میں سوار کروایا اور خود وہ ٹرین کے ساتھ ساتھ ہوتے تھے ۔ ۔ ساری رات سفر میں گزری اگلے دن صبح اٹاری سے ہوتے ہوئے ہم واہگہ پہنچے ۔ وہ سب سے پہلی ٹرین تھی جو بالکل صحیح اور سالم لاہور پہنچی تھی ۔ ورنہ گاڑیاں کٹے پھٹے اعضاء والے خون آلود نیم مردہ انسانوں کو لے کر پاکستان آئی تھیں...... واہگہ اتر کر ہم نے اتنا پانی پیا جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں ۔ حالانکہ دسمبر کا مہینہ تھا اور شدید سردی تھی ہماری گاڑی کو سرگودھا جانا تھا ۔ ہماری حکومت کا پروگرام یہ تھا کہ ایک ضلع کے لوگ اکٹھے ایک ہی جگہ آباد ہوں تا کہ لوگ بالکل منتشر نہ ہو جائیں اور کچھ نہ کچھ باہم تعاون کی فضاء سے آبادیاں بن جائیں لیکن ایسا نہ ہو سکا ۔

جہاں کسی کو جگہ ملی بیٹھ گیا کیونکہ میرے سسرال والوں میں اکثریت گورنمنٹ ملازموں کی تھی ۔ لہٰذا اپنے دفتری معاملات کو آسانی سے نپٹانے کے لئے انہوں نے لاہور اترنے کا فیصلہ کر لیا ۔ گاڑی کا چونکہ راستے میں کوئی سٹاپ نہیں تھا ۔ بڑی مشکل سے ہم شاہدرہ گاڑی رکوا کر اترے ۔ جب ہم اسٹیشن پر اترے تو ہمارا کافی سامان گر گیا شاہدرہ اسٹیشن کا یہ حال تھا کہ ہر طرف مردے زخمی اور بیمار پڑے ہوئے تھے ۔

یہ علاقہ جنگل اور بیابان کا علاقہ تھا وہ خوفناک منظر میں آج تک نہیں بھلا سکتی ۔ آج بھی میں کبھی شاہدرہ جاتی ہوں تو اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہوں ۔ ادھر پاکستان کا یہ حال تھا کہ 14 اگست 1947ء رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک جب تقسیم پاکستان کا اعلان ہوا تو خضر حیات روانہ ہوا جو انگریز سرکار کا نمک خوار تھا ۔ وہ اپنی وزارت کو قائم رکھنے کے لئے اس تقسیم سے اختلاف رکھتا تھا ۔ ایسے اور بھی کئی بکاؤ لوگ تھے جو انگریزی حکومت کے کارندے تھے اور اپنی کرسیاں چھوڑنے پر کسی قیمت پر تیار نہ تھے اور لاہور پر پاکستان کا جھنڈا بہت مشکل نظر آ رہا تھا ۔ اس مرحلے پر پھر لاہور کی نوجوان نسل جس میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا اور طالبات تھیں ۔ میدان میں نکلے اور ایک طالبہ نے جس کا نام صغریٰ فاطمہ تھا ۔ اس نے انگریزی فوج اور پولیس کی موجودگی میں سیکرٹریٹ کی عمارت پر چڑھ کر سلطنت برطانیہ کا پرچم پھرتی سے اتار کر اپنا دوپٹہ لہرا دیا اور

گرداسپور میں قادیانیوں کی آبادی زیادہ تھی انہوں نے کہا ہم کانگریس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں ۔ ان کی ہمدردیاں شروع سے ہی ہندوؤں اور انگریزوں کے ساتھ تھیں

اگلے ہی لمحے اس کی بوٹیاں فضاء میں بکھر گئیں ۔ لیکن تاج برطانیہ کا غرور خاک میں مل گیا اور پاکستان ایک آزاد ملک بن گیا ۔ ہندوؤں اور سکھوں نے اس دن بھی مسلمانوں کے خون سے خوب ہاتھ رنگے اور بے شمار مسلمانوں کا قتل عام ہوا' عزتیں تار تار ہوئیں ۔ معصوم بچے شہید کر دیئے گئے ۔ تب جا کر دنیا کے نقشے پر پاکستان کا نام ایک زندہ حقیقت بن کر ابھرا ۔

لاہور سے مہاجرین کو پورے ملک میں پہنچانے کے لئے بغیر ٹکٹ کے گاڑیاں چل رہی تھیں ۔ اسی افراتفری میں ہم راولپنڈی پہنچ گئے ۔ وہاں پہنچ کر میری گود میں ایک سال کی بچی تھی ۔ وہ سخت بخار میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئی ۔ اب بچی کی موت سے زیادہ صدمہ اور پریشانی یہ تھی کہ کفن کہاں سے آئے ۔ جیب میں پیسہ بھی نہیں تھا ۔ دکانیں اور بازار خالی پڑے تھے ۔ ہندو اور سکھ سب کچھ لوٹ سمیٹ کر لے گئے تھے ۔ اللہ کے کسی مخیر بندے نے بچی کے لئے کفن دیا تو اسے سپرد خاک کیا ۔ دو تین ماہ اسی طرح گزر گئے ۔ اس کے بعد موٹی مل مل کا پانچ گز کپڑا ایک ایک کنبے کو ملا ۔ یہ ایک سوٹ کا کپڑا تھا ۔ چاہے بیوی بنا لے یا شوہر یا بچے بنا لیں ۔ بس ہمیں ایک سہولت ملی راشن کارڈ بن گئے اور فی کس ایک کلو موٹے چاول ایک کلو گندم سب کو ملنے لگے ۔ باقی سب کچھ خود مہیا کرنا پڑتا لیکن حکومت بھی مجبور تھی اس لیے خزانے سے پاکستان کو کچھ نہ ملا تھا ۔ قیام پاکستان کی یہ داستان اتنی لمبی اور دردناک ہے کہ سناتی چلی جاؤں تو زندگی بھر ختم نہ ہو ۔ تھوڑی تصویر میں نے اس لیے دکھائی ہے کہ آج ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگانے والے اس آئینے میں جھانک کر دیکھ سکیں کہ کافر اور مسلمان کس طرح دوست ہو سکتے ہیں ۔ پاکستان اور ہندوستان کی بنیادوں میں اپنے خون' اپنی عزتوں اور اپنی ہر پیاری چیز کو لوٹا دینے والے لوگوں کے ہاتھ روز محشر ان لوگوں کے گریبانوں تک پہنچیں گے اور پھر سارے جہانوں کا بادشاہ اور عدل و انصاف کا مالک ان کا کیا حشر کرے گا جو آج اس ملک کی آزادی کے سودے کر کے اپنا اقتدار بچانے کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں ۔ وہ اپنے انجام کی فکر کر لیں ۔ تاریخ ان کو معاف کرے گی اور نہ اللہ تعالیٰ ۔

اعلان اجراء شعبہ تحفیظ القرآن

اسلامک کیڈٹ سکول (الدعوۃ ماڈل سکول)

تاندلیانوالہ میں شعبہ تحفیظ القرآن کا آغاز کر دیا گیا ہے ۔ اہل علاقہ سے گزارش ہے کہ بچوں کو تحفیظ القرآن کے لئے اسلامک کیڈٹ ہائی سکول کا انتخاب کریں ۔ علاوہ ازیں نرسری تا ششم داخلہ جاری ہے ۔

الداعی الی الخیر: پرنسپل اسلامک کیڈٹ ہائی سکول جناح کالونی نزد سپورٹس جمنیزیم تاندلیانوالہ فیصل آباد

بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار

ماضی اور حال کی روشنی میں

تحریر: لائبہ اصغر، سرگودھا

بچوں کے ذہن خالی کاغذ کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی ماں جس کی گود بچوں کے لئے پہلی درس گاہ ہوتی ہے وہ جو کہتی ہے، جو بولتی ہے وہ بچوں کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے۔ اس طرح بچپن میں بہت سی باتیں بچوں کے ذہنوں پر ثبت ہو جاتی ہیں۔ ایک ماں جیسا چاہے اپنے بچے کو ویسا بنا لیتی ہے۔

ماں کا فرض:

ماں کا فرض ہے کہ ادب کے ساتھ خیر و شر سے آگاہ کرنا اور وعظ و نصیحت کرنا، بچے زیادہ تر وقت ماں کے ساتھ گزارتے ہیں۔ اس لئے اپنی ہر طلب وہ ماں سے کرتے ہیں اور ماں بچے کی خوشی کے لئے سب کچھ کرتی ہے۔ اس کی پسند کے لئے اپنا آرام چھوڑ کر

> بچے کی تربیت کرنے والی ماں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا بڑا ہو کر ڈاکٹر یا انجینئر کی ڈگری لے مگر وہ قرآن کی ڈگری کو بھول کر صرف دنیا کے روشن مستقبل کو سامنے رکھتی ہے

پسندیدہ کھانے بناتی ہے۔ راتوں کو کہانیاں سناتی ہے اور چاہتی ہے کہ بچہ جلد بڑا ہو کر نام روشن کرے۔ ڈگریاں لائے۔ بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے تو ماں، باپ کو اکساتی ہے کہ کسی طرح ملک سے باہر بھیجو، یہ کسی طرح Abroad چلا جائے اس کا Future Brite ہو، وہ بچے کا آخرت کا Future بھول جاتی ہے۔ اسے صرف بچے کی ڈگریاں چاہئیں۔

اور ماں اس حدیث کو بھول جاتی ہے جو میرے اور آپ کے آقا اللہ تعالیٰ کے آخری اور پیارے نبی محمد ﷺ نے فرمایا تھا۔

خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ

''تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

ماں بھول جاتی ہے کہ قرآن سے بڑی اور کوئی ڈگری نہیں۔ وہ غافل ہو چکی ہے۔ قیامت کے دن اسے ڈاکٹر یا انجینئر کی ماں کہہ کر نہیں بلایا جائے گا۔ اس کے برعکس جب کسی ایسی عورت کو ان کلمات کے ساتھ بلایا جائے گا کہ فلاں شہید کی ماں حاضر ہو تو اس ماں کا سر فخر سے بلند ہو جائے گا۔

آج کا نوجوان کل کا حکمران ہوتا ہے۔ اس لئے کسی قوم یا ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ یہی طبقہ ہوتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ نوجوان نسل ہی قوموں کی تقدیر بن کر ابھرتی ہے اور بری تربیت کے باعث یہی ملک کو ذلت و رسوائی کے دہانے پر لا کھڑا کرتی ہے۔

آج اور کل کی ماں:

تاریخ پر نظر دوڑائیں تو آج کی ماں اور کل کی ماں قدرے مختلف نظر آتی ہے۔ کل کی ماں فرض شناس، مقصد حیات کو سمجھنے والی، مستعد، صابر اور بہادر نظر آتی ہے جبکہ آج کی ماں غافل، بے صبری، فیشن پرست اور عیش پرست لگتی ہے۔

کل کی ماں اپنے بچوں کو ماضی کے سپہ سالاروں کے واقعات سنا کر سلاتی تھی۔ ان کے نام سپہ سالاروں اور صحابہ کرام کے ناموں پر رکھتی تھی اور پھر انہیں بتلاتی کہ تمہارا نام فلاں بہادر مجاہد یا شہید کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے بچے اپنے ماضی کے بارے میں جانکاری حاصل کرتے اور ان میں بہادری کا جذبہ پیدا ہوتا اور شہادت کی اہمیت اجاگر ہوتی تھی۔

آج کی ماں اپنے بچوں کو انڈین مووی دکھلا کر سلاتی ہے۔ صبح سکول جانے کے لئے نہ اٹھے تو اسے بچے پر اور پیار آتا ہے۔ کہتی ہے سونے دو رات دیر سے سویا تھا۔ میرے بچے کی نیند پوری نہ ہوئی تو چڑچڑا ہو جائے گا۔ اس کی صحت پر برا اثر پڑے گا...... بجائے اس کے اسے نماز کے لئے اٹھاتی خود بھی اس کے ساتھ لیٹ جاتی ہے اور لاڈ کرتی ہے۔

بچوں کے نام فلمی اور انڈین ایکٹرز اور ایکٹریس کے ناموں پر رکھے جاتے ہیں۔ بچیوں کو مادھوری، ڈمپل اور کاجل کہہ کر خود مائیں پیار سے بلاتی ہیں اور اپنے پسندیدہ اداکار اور اداکاراؤں سے آن ائیر اور انٹرنیٹ پر رابطے کیے جاتے ہیں اور دوستیاں گانٹھی جاتی ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

ومن یتولھم منکم فانہ منھم

''تم میں سے جو ان (کافروں) سے دوستی رکھے گا وہ ان میں سے ہے۔''

اگر دو فلمی ہیرو پسند ہیں تو دو ناموں کو جوڑ کر بچوں کے نام رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً عامر ندیم یا ارباز عمران، سنی وغیرہ باپ کا نام لگے نہ لگے پسندیدہ ہیرو کا لگ جائے۔ استغفر اللہ

والدین خود ایسے اعمال سے اپنے بچوں کو برائی کی طرف دھکیلتے ہیں۔ خود ان کے لئے ایسا ماحول ترتیب دے رہے ہیں کہ جس سے ان کے بچے دوزخ کا ایندھن بنیں اور وہ خود بھی۔

> آج کی ماں اپنے بچوں کو انڈین مووی دکھلا کر سلاتی ہے، بچوں کے نام اداکاروں کے نام پہ رکھے جاتے ہیں اور ان اداکاروں سے انٹرنیٹ کے ذریعے دوستیاں گانٹھی جاتی ہیں

حکم ربانی ہے...... اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اپنی جانوں اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچائیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون. (سورۃ التحریم-6)

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں، جو حکم ان کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اس کو بجا لاتے ہیں۔"

ماں کا فرض ہے کہ انہیں اطاعت الٰہی کا حکم دے۔ اس کی نافرمانی سے منع کرے، ان سے احکام الٰہیہ کی پابندی کروائے اور اس سلسلے میں ان کے ساتھ تعاون کرے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی کام کریں تو انہیں اس سے روک دے اور غلط کام پر جھڑکے۔

لیکن افسوس! یہاں تو اب یہ حالت ہے کہ ہمارے مسلمان گھرانوں میں خود بڑوں کی تربیت کی ضرورت ہے، جو بچوں کو خود بگاڑ رہے ہیں۔ انہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی بجائے ہیلو، ہائے سکھایا جا رہا ہے۔ ان کے لئے Daily کھانے میں تین چار Dishes بنتی ہیں۔ اگر بچے اس پر ناک منہ بسوریں تو فوراً بچے کو خوش کرنے کے لئے باہر سے کچھ منگوا لیا جاتا ہے۔ نوکروں کے ساتھ بچوں کے سامنے بدتمیزی سے پیش آیا جاتا ہے اور بڑوں کو دیکھ کر بچے بھی ان کی تقلید کرتے ہیں۔ بچوں کو نماز قرآن کی تعلیم کی بجائے English Medium سکولز میں ڈالا جاتا ہے اور وہاں بچوں کی صبح تلاوت کی بجائے میوزک کے ساتھ ہوتی ہے۔ قومی ترانہ سازوں کے ساتھ گایا بجایا جاتا ہے۔ آج کل سکولوں میں مغربی طرز تعلیم اپنایا جا رہا ہے۔ جس قدر ماڈرن سکول ہوگا، والدین اس قدر اس کی طرف راغب ہوں گے۔ سوچ یہ ہوگی کہ ان کے بچے صاف انگلش بولیں جس سے ماں باپ کے دوستانہ حلقے میں ان کی عزت افزائی ہو۔

حیران ہو کر کہتے ہیں کہ (ہائے ہائے امریکہ وچ جمدا بچہ انگریزی سمجھ لیندا اے) کفِ افسوس ملتے ہیں۔ ہنسی آتی ہے ایسے والدین کی سوچ پر۔ بچے کی اخلاقی تربیت کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ بچے کو ٹھیک سے کلمہ، نماز، دعائیں آتی ہیں یا نہیں بس Poems آنی چاہئیں۔ گھر میں کوئی مہمان آ جائے تو بچوں کو پیسوں کا لالچ دے کر کہا جاتا ہے کہ بیٹا فلاں Poem سناؤ۔ ماں جو بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے وہی بچے کی تربیت میں بگاڑ پیدا کر دیتی ہے۔

آج کی ماں بیٹوں کو جنم تو دے رہی ہے لیکن تربیت نہیں کر رہی...... کل کی ماں نے کیسے کیسے لعلوں کو جنم دیا اور کس طرح سے اسلامی اصولوں کے مطابق ان کی پرورش اور تربیت کی، آج کی ماں صرف جنم دینا جانتی ہے۔ ان کی ذہن سازی کرنا نہیں جانتی۔ آج صلاح الدین ایوبی، حجاج بن یوسف، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد اور خالد بن ولید جیسے بیٹے پیدا کیوں نہیں ہو رہے۔ کیا ماضی کی ماؤں کو اپنے جگر گوشوں سے پیار نہ تھا، کیا ان کے سینوں میں ممتا سے دھڑکتا دل نہ تھا اور کیا وہ اپنے گبرو جوانوں سے لاڈ کرنا نہیں جانتی تھیں؟ لیکن میری غافل ماؤ، بہنو! ان تاریخی ماؤں کو اللہ کا فرمان بھی تو یاد تھا ناں۔ انہوں نے اپنے بچوں کی جن اسلامی خطوط پر تربیت کی وہ پوری دنیا کے سامنے عیاں ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پانچواں سال تھا۔ جب آپ کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ فرمایا "عرب کی عورتیں خالد رضی اللہ عنہ جیسا بیٹا پیدا کرنے کے قابل نہیں۔"

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو کہ عظیم سپہ سالار تھے۔ ساری زندگی میدان جنگ میں گزاری۔ انہوں نے ہر جنگ میں فتح حاصل کی۔ انتقال کے بعد گھر میں ایک غلام اور گھوڑے کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ بھی تو اسلام کا ایک بہادر بیٹا تھا، کسی ماں کے کلیجے کا ٹکڑا تھا اور کسی باپ کا لخت جگر، نور نظر تھا۔

کل کی ماں اپنے بچوں کے نام سپہ سالاروں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پہ رکھ کر بچوں کو بتلاتی تھی کہ تمہارا نام فلاں مجاہد اور شہید کے نام پہ رکھا ہے۔ اس طرح وہ بچے میں بہادری کا جذبہ اور شہادت کی اہمیت اجاگر کرتی تھی

کیا آج کی ماں اتنی کمزور ہو چکی ہے؟ کیا آج کی ماں میں اللہ کا خوف ختم ہو چکا ہے؟ کیا آج کی ماں میں جذبے کی کمی ہے؟ کیا آج کی ماں اس قدر غافل ہے کہ میڈیا کے اس قدر ترقی کر لینے کے باوجود جب گھر گھر ڈش، کیبل موجود ہے۔ آج کی ماں کے کانوں پر Head Phone اور آنکھوں کے سامنے T.V Screen ہے۔ وہ گھر بیٹھے بٹھائے تمام حالات سے واقف ہیں۔ اس کے باوجود خاموش ہے؟

کیا آج کی ماں کو کشمیری، فلسطینی، شیشانی، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی چیخیں، آہ و بکا سنائی نہیں دیتی۔ کیا وہ خود ایک عورت نہیں وہ ان مظلوم اور معصوم عورتوں اور بچیوں کی تکلیف کا اندازہ نہیں کر سکتیں جو چیخ چیخ کر فریاد کر رہی ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں کو پکار رہی ہیں۔

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیاً واجعل لنا من لدنک نصیراً ۰(النساء۔۷۵)

"اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لئے نہیں لڑتے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں اس بستی سے نکال دے۔ جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی مقرر فرما دے اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار عطا فرما دے۔"

آج کی ماں کو چاہئے تو یہ تھا کہ بچپن سے ہی بچوں کے ذہن میں اس دنیا میں اس کی آمد اور مقصد واضح کر دیتی اور اس کے لاڈ اٹھانے کی بجائے اس کی پرورش تنگی سے کرتی۔ اس کو مجاہدین کے حالات سے واقفیت دلاتی کہ وہ کس طرح چنے اور درختوں کے پتے کھا کر زندگی گزار رہے ہیں...... انہیں تو نہ جان کی پرواہ ہے نہ آرام کی...... جو اپنی قبریں خود کھود کر سروں پر کفن باندھ کر اپنی مظلوم معصوم بہنوں اور بیٹیوں کی عزتوں کی خاطر لڑ رہے ہیں اور جام شہادت نوش فرما رہے ہیں۔

میری عزیز ماؤں، بہنو! اب بھی وقت ہے اب بھی کچھ زیادہ نہیں بگڑا ہمیں اب بھی چاہئے کہ اپنے معصوم بچوں کی بچپن سے ذہن سازی کریں ان کی ٹریننگ مجاہدوں کی طرح کریں تاکہ ہوش سنبھالنے تک ان کی سمجھ میں مقصد حیات آ سکے اور وہ دنیا کی رنگینیوں اور آسائشوں میں کھو کر ماں باپ کا نام نہ ڈبوئیں۔ غلط راستے کی بجائے صحیح اسلامی عقیدے کو اپنائیں تاکہ ہم آخرت میں شرمندہ نہ ہوں۔

میری بہنو، میری عزیز ماؤ! ڈرو اس وقت سے کہ ترازو کے دن کہیں یہ ہماری مظلوم مائیں، بہنیں، بیٹیاں ہمارے گریبانوں کو پکڑ کر ہم سے سوال کریں کہ کیوں ناں ہماری عزتوں کو ہمارے آنچلوں کو بچانے کے لئے اپنے بھائیوں، بیٹوں، باپوں اور شوہروں کو بھیجا۔ تمہیں ہزاروں ماؤں کی آہ و بکا، ہزاروں بہنوں، بیواؤں کی سسکیاں اور ہزاروں معصوم بیٹیوں، بچیوں کی چیخیں سنائی نہ دیں۔ وہ معصوم کلیاں جنہیں روند دیا گیا، جنہیں قرآن پاک کے اوراق کے اوپر ذلیل و رسوا کیا گیا۔ ان کی عزتوں کو پامال کیا گیا تب کیا جواب ہوگا ہمارے پاس۔

یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ ہمارے لئے ابوغریب جیل کے واقعات سامنے ہیں۔ مجاہدین پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ہم ان سے بھی واقف ہیں۔ ضرورت صرف عزم و ہمت کی ہے۔ ہمارے سامنے صحابیات کے روشن اور تاریخی واقعات ہیں۔ کتنی ہی بہادر ماؤں نے خوشی سے خود اپنے جگر گوشوں کو اللہ کے لئے وقف کر دیا۔ ہمیں اپنی اور اپنے بچوں کی ایمان کی فکر کرنا ہوگی۔ اللہ کو راضی کرنا ہوگا، اسی میں حقیقی خوشیوں اور فلاح کا راز پوشیدہ ہے اور پھر وہ وقت بھی آئے گا جب تمہارے یہی بیٹے قیامت کے دن مسکرا کر تم سے ملیں گے اور پھر ہاتھ پکڑ کر اللہ کی جنتوں میں لے جائیں گے۔

ظلم کا یہ دھواں چھٹ جائے گا بے بسی کا دور بیت جائے گا
ہماری آج کی ماؤں نے گر کر لیا ارادہ تو یہ جہاں مسکرائے گا

توکل، بیماری اور کالا علم

تحریر: ام وقاص

حمد وصلوٰۃ کے بعد صحیح مسلم میں ارشاد نبی کریم ﷺ ہے "طاقتور مومن بہتر اور پسندیدہ ہے اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے اور بھلائی ہر کسی میں ہے۔ البتہ جو چیز نفع دے اس کی حرص کرو اللہ سے مدد چاہو اور عاجز مت بنو اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یوں مت کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا اور ویسا ہوتا، بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے جو چاہا فیصلہ کیا اور جیسا چاہا کیا۔"

یہ حدیث مبارکہ ایک صحیح ہمدردانہ نصیحت اور واضح حکمت عملی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو "جوامع الکلم" کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ارشادات مبارکہ دریا بکوزہ کے مترادف ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کہ طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہیں زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ طاقتور مومن، ہوشیاری اور دور اندیشی کے لئے مختلف وسائل کا استعمال کرتا ہے اور عزم وحوصلے کا کام انجام دیتا ہے۔ ٹھوس اور مستحکم کام کرتا ہے، پرہیزگاری اور احتیاط کے راستوں پر چلتے ہوئے نہ صرف اپنے آپ کو فائدہ پہنچاتا ہے بلکہ اپنے اہل وعیال اور تمام معاشرے کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ اسی لئے فرمایا

"اللہ سے مدد چاہو اور عاجز مت بنو۔ تمام کاموں میں اللہ سے مدد لینی چاہئے اور عجز ودرماندگی سے جنگ کرنی چاہئے۔ جن چیزوں سے انسان کی آزمائش ہوتی ہے، ان میں سب سے نقصان دہ چیز یہی عاجزی ہے۔"

خود نبی کریم ﷺ رنج وغم اور سستی وعاجزی سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ اگر انسان عاجزی اور سستی کا شکار ہو جائے تو نتیجہ ناکامی اور محرومی ہی نکلتا ہے۔ عاجزی کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان علاج سے گریز کرتا ہے۔ تکلیف اور وبائی امراض میں علاج سے گریز کیا جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات اور اس کے اندر موجود انسانوں اور ان کی ہر قسم کی ضروریات کو پیدا کیا۔ جیسے اناج، پانی، لباس اور دوائیں وغیرہ۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل وخرد اور سننے اور دیکھنے کی ایسی صلاحیت عطا فرمائی جس کی وجہ سے وہ نوع انسانی کے نفع اور مصلحتوں کو حاصل کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نہ صرف خود اپنا علاج آپ کرتے بلکہ اپنے اہل خانہ اور اصحاب کرام کا بھی علاج کرتے تھے۔ علاج کرنا بھی دین اور شریعت کا جز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

"بندگان خدا علاج کرو اس لئے کہ اللہ نے ایسا کوئی مرض نہیں پیدا کیا جس کی دوا نہیں پیدا فرمائی۔ البتہ بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں۔" (مسند احمد)

"ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے جتنی بیماریاں بھیجی ہیں ان کی دوائیں بھی نازل کر رکھی ہیں۔"

آج ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ تو ایسا ہے جو کہ توکل علی اللہ کی آڑ میں سرے سے دوا، علاج، انجکشن وغیرہ سے ہی پیچھے ہٹ جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ پر توکل کا مطلب یہ ہے۔ اگرچہ اسباب کے ہوتے ہوئے ان کو استعمال نہ کرنا اللہ پر توکل کے منافی ہے۔ جبکہ صحیح توکل یہ ہے کہ بچاؤ کے اسباب کو کام میں لاتے ہوئے اللہ پر توکل کیا جائے۔ جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! "میں اپنی اونٹنی کو باندھ کر اللہ پر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں۔" آپ ﷺ نے فرمایا (نہیں) بلکہ اسے باندھ کر اللہ پر توکل کرو۔

> "جس نے کسی انسان کے گلے کا طوق یا تعویذ وغیرہ کو توڑ دیا اس کا یہ عمل گردن چھڑانے کے مساوی ہوگا کیونکہ اس نے اس شخص کو شیطان کی بندگی سے رہائی دلائی۔"

مکہ مکرمہ میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر مرض کا شدید حملہ تھا۔ اس وقت نبی رحمت ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "حارث بن کلاہ کو ان کے علاج کے لئے بلا لو۔ چنانچہ اس طبیب کو بلایا گیا۔ جس نے ایک دوا تیار کی اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کو استعمال کیا اور وہ بحکم اللہ تعالیٰ شفایاب ہوئے۔" بعض ان پڑھ عوام جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر مرض میں گرفتار ہونا قسمت میں لکھا ہوا ہے تو اس کا لاکھ علاج کیا جائے کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔ عوام کی یہ جہالت جس کا کوئی سر پیر نہیں۔ مشرکین کے اس قول سے مطابقت رکھتی ہے۔

لوشاء الله ما اشرکنا ولا آباؤنا. (الانعام)

"اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا۔"

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرض بھی تقدیر الٰہی کا نتیجہ ہے اور علاج بھی تقدیر الٰہی کا نوشتہ ہے۔ ایک مومن کا کام یہ ہے کہ وہ تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف چلتا ہے اور اللہ کے ایک حکم سے دوسرے حکم کی طرف رواں ہوتا ہے۔ اللہ پر توکل کرتے ہوئے ایسی جگہوں پر جانے سے اجتناب کیا جائے جہاں پر وبا پھیلی ہوئی ہو۔

صحیح مسلم میں ہے کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے نیز آپ ﷺ نے فرمایا جذام والے سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ بلاء اور آزمائش سے بچتے تھے اور وبائی جگہوں سے دور رہتے تھے۔ حالانکہ آپ ﷺ کا اللہ پر توکل نہایت قوی اور مستحکم تھا۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شام گئے تو آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی بڑی تعداد موجود تھی۔ جب آپ دوبارہ شہر کے قریب پہنچے تو بیرون شہر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ شہر میں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ آپ شہر کے باہر اتر گئے پھر آپ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مہاجرین کو یکجا کرنے کے لئے فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مہاجرین اکٹھے ہو گئے تو آپ نے شہر میں داخل ہونے یا نہ داخل ہونے کی بابت مشورہ لیا۔ بعضوں نے کہا آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں اور شہر میں داخل ہو جائیں

اور بعضوں نے کہا یہاں سے لوٹ جائیں اور اندر نہ جائیں۔ اس تجویز کے بعد آپ نے انہیں رخصت ہونے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے انصار کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے بالاتفاق واپس لوٹ جانے کا مشورہ دیا۔ اتفاق سے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جواب تک غیر حاضر تھے...... جب وہ آئے تو عرض کیا کہ میرے علم میں ایک بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جب کسی بستی میں وباء پھیلی ہوئی ہو تو وہاں پر مت جاؤ۔''

تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حق کی تحقیق پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ آپ نے اعلان کروا دیا کہ ہم صبح کو واپس روانہ ہو جائیں گے۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کیا تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ (مسلم)

چوپایوں کے گلے میں تعویذ گنڈے وغیرہ لٹکاتے ہیں اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے بھوت پریت اور نظر بد وغیرہ کا دفیعہ ہوتا ہے۔ حالانکہ اس قسم کا ہر عمل صریحاً شرک ہے کیونکہ جب یہ لوگ اس قسم کی چیز کو گلے میں لٹکا لیتے ہیں تو ان کا دل اور ذہن اللہ کی طرف سے قطعی ہٹ جاتا ہے۔ وہ ان تعویذوں ہی کو نفع وضرر کا باعث سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے تعویذ وغیرہ لٹکانے والوں پر شیطان نے ہمیشہ اپنا تسلط جمایا ہے اور انہیں گمراہ کیا ہے۔ تعویذوں کے کئی نام ہیں۔ جیسے گنڈہ، تانت، نقش، طوق، ٹونا اور منتر ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں ہے۔

''جس نے کسی انسان کے گلے کا طوق یا تعویذ وغیرہ توڑ دیا اس کا یہ عمل گردن چھڑانے کے مساوی ہوگا۔ کیونکہ اس نے اس شخص کو شیطان کی بندگی سے رہائی دلائی۔''

قرآن مجید جیومیٹری یا ریاضی کی کتاب نہیں بلکہ عربی زبان میں نازل کیا ہوا اللہ کا کلام ہے۔ اسے اعداد و گنتی میں تبدیل کرنا سراسر ظلم اور قرآن پاک کی توہین ہے

ہمارے معاشرے کا دوسرا طبقہ جو کہ ہماری آبادی کے تین حصے پر محیط ہے جو کہ اپنی بیماریوں کا علاج تعویذ، گنڈے، جھاڑ پھونک سے کرتا ہے۔ یہ طبقہ شرک جیسے موذی مرض میں مبتلا ہے۔ ان لوگوں کو جہالت نے پچھاڑ رکھا ہے۔ یہ لوگ شیطان کی مزین کردہ چیزوں کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کا معاملہ بہت سنگین ہے۔ یہ لوگ حرام کاموں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ ایسا طبقہ کبھی تو فال بھی نکلواتا ہے..... کبھی دنوں کو منحوس سمجھتا ہے..... کوئی جانور راستے سے گزر جائے تو واپس گھروں کو لوٹ جاتے ہیں..... یہ بداعتقادی پہلی سی جاہلیت کا نتیجہ ہے۔ فاسد العقیدہ اور کمزور ایمان والے مسلمانوں کے دین میں یہ باتیں راسخ ہو چکی ہیں۔

بعض لوگ ماہ محرم اور صفر میں شادی نہیں کرتے، نہ خوشی مناتے ہیں۔ محض اس بناء پر کہ ماہ محرم میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔

کچھ لوگ اس کے ابتدائی تیرہ دنوں کو منحوس سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ اس مہینے کے آخری بدھ کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اس دن سفر نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ گھر سے باہر نکلیں گے تو نحوست کا سلسلہ دراز ہوگا۔ جبکہ یہ ایام اپنے اندر کوئی تاثیر نہیں رکھتے۔ جس طرح سال کے دیگر دنوں میں خیر و برکت اور فتح و نصرت کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح ان دنوں میں بھی خیر و برکتیں نازل ہوتی ہیں اور دعائیں مانگنے والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے گلے میں یا اپنے بچوں اور

جاہل عوام تعویذ لکھنے والے ملاؤں اور پیروں کے پاس جاتے ہیں۔ یہ نام نہاد صنف اس فن میں بڑی مشاق ہوتی ہے۔ چنانچہ لوگ مختلف اغراض کے سبب تعویذ طلب کرتے ہیں تو یہ لوگ فوراً کسی کاغذ پر کچھ لکھ کر کسی سفید کپڑے یا کاغذ میں لپیٹ کر اپنا ناپاک لعاب اس پر اگل دیتے ہیں اور ان جاہلوں کو تھما کر اسے حفاظت سے رکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب دھوکہ اور فریب ہے۔

آیئے روزانہ اخبار میں شائع ہونے والے ایک دو عاملوں سے ملاقات کریں۔

1- یہ ہیں آستانہ عامل سجاد شاہ۔ (چوبیس گھنٹے ہیلپ لائن) فرماتے ہیں۔ نہ ہدیہ نہ نذرانہ، نہ آنے کی ضرورت، ہر کام فی سبیل اللہ، گھر بیٹھے مسائل کا حل۔

بچھڑے ہوئے مل سکتے ہیں..... مقدمات سے نجات..... رشتوں میں رکاوٹ..... من پسند شادی..... کاروباری بندش..... سنگدل محبوب آپ کے قدموں میں..... سسرال کے جھگڑے..... جادو ٹونہ..... اولاد کا نہ ہونا یا ہو کر مر جانا..... نافرمان اولاد..... ایمی گریشن.....

اگر اس سے پہلے آپ وقت برباد کر چکے ہیں تو آخری امید سمجھ کر ہمارے آستانہ پر تشریف لائیں۔ کالے علم کو 11 گھنٹوں میں ختم کر کے دوبارہ تازندگی نہ ہونے کی گارنٹی آپ چاہے دنیا کے کسی کونے میں ہوں۔ راستے میں گہرے سمندر ہوں یا اونچے پہاڑ۔

ہمارے علم کی طاقت اور صداقت یہی ہے کہ وہ دنیا کے ہر کونے میں اثر دکھاتا ہے۔

2- یہ ہیں راولپنڈی کے روحانی عامل پیر نہال شاہ کہتے ہیں کہ آپ کی پریشانی 7 گھنٹے میں ختم اور کالے علم کی کاٹ 7 منٹ میں۔ اس کے علاوہ آپ کی شادی نہ ہوتی ہو..... یا محبت..... انعامی چانس..... باہر کا سفر..... جادو ٹونہ..... تعویذوں کا اثر..... دشمنی سحر و آسیب صرف 27 منٹ میں خاتمہ.....

3- یہ بین الاقوامی شہرت یافتہ عامل خالد بنگالی ہیں جو کہتے ہیں کہ صرف پہلا تعویذ بچھڑے ہوئے ملا سکتا ہے..... یہ پیغام گھر گھر پہنچا دو..... دوسرے عامل نجومیوں کی طرح یہ بھی بہت سارے اوصاف کے مالک ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی دوسرے عامل اور نجومیوں کو بھی پیشکش ہے کہ آپ کے کوئی کام رکیں ہوئے ہوں تو آپ ہم سے رابطہ کریں۔ مصروف بہت ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں کہ آنے سے پہلے ٹائم لیا جائے۔ بات کی طوالت کے خوف سے میں بس آپ کو آپ کے دین اور ایمان کے آخری ڈاکو سے ملا کر بات کو آگے چلاتی ہوں۔ کیونکہ ان بچاروں نے کافی محنت کی ہے۔

4- یہ ہیں عامل پیرزادہ ثقلین شاہ جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ یہ کالے وسفلی علم..... علم جفر کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ یہ الو کے خون سے تعویذ لکھتے ہیں۔ ان کی اخبارات میں تصاویر بھی شائع ہوئی ہیں۔ مختلف مواقع پر کہتے ہیں راز داری کی لمبی گارنٹی۔ لیکن آنے سے پہلے آپ فون پر ٹائم ضرور لیں۔ ان شاء اللہ مولا علی کے صدقے (العیاذ باللہ) نوری علم کا کرشمہ 3 یوم میں۔

یہ لوگ جن کا میں نے ذکر کیا ہے جو کہ چند ایک ہیں یہ تو لاکھوں کی تعداد میں ملک پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے دین کو اور ایمان کو اور عزتوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ ان کی شعبدہ بازی کے جال، جاہل عوام میں چار سو پھیلے ہوئے ہیں۔ کمزور ایمان اور کمزور عقیدے والے ان کا شکار ہوتے ہیں۔ تھوڑا سا عقلی جائزہ لیں کہ اگر سب کام کرنے کی طاقت ان میں ہے تو نعوذ باللہ پھر تو ہمیں اللہ کی ضرورت ہی نہیں۔ یہی سب مسائل کو حل کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے جال میں پھنسنے سے بچائے اور ان مہذب جیب کتروں سے بچائے۔ آمین

نیز یہ لوگ تعویذ بناتے وقت قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسماء لکھتے ہیں۔ یہ لوگ یہود کے طریقہ پر خاص روشنائی سے حروف مقطعات لکھتے ہیں۔ چکروں کے ذریعے نقش بناتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ نقش سیدنا سلیمان علیہ السلام کی اس انگوٹھی کی شکل پر بنائے گئے ہیں، جس میں حکومت سلیمانی کا راز پوشیدہ تھا۔ یہودیوں کا یہ دعویٰ اور عقیدہ بھی یہی ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام جادو کے زور پر جنات کو قابو کئے ہوئے تھے۔ اسی یہودی عقیدہ کے مطابق یہ دجال و فریب کار لوگ تعویذ گنڈے بناتے اور یہ گمان رکھتے ہیں کہ حروف و اسماء کے تابع بہت سے جن ہوتے ہیں۔ ان

جنوں سے جن اعمال سحر کا مطالبہ کیا جائے۔ انہیں انجام دیتے ہیں۔ یہ تعویذ گنڈے کرنے والے مختلف قسم کی ایسی دھونیاں جلاتے ہیں اور مخصوص قسم کے ایسے برتن رکھتے ہیں جن کو ان کے پاس آنے جانے والے شیاطین انہیں سکھاتے اور بتاتے ہیں۔

ان عامل حضرات کا ایک طریقہ بلکہ آپ اسے دھوکہ کہیں جو کہ ہماری قوم میں رائج ہے یہ لوگ تعویذ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی بجائے 786 لکھتے ہیں جو کہ ان کے علم جفر کے مطابق بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا عدد ہے۔ لیکن یہ لوگ یہ عدد درحقیقت ہندوؤں کے بھگوان "ہرے کرشنا" کو پکاتے ہیں۔ ہرے کرشنا کے حروف کے اعداد کا مجموعہ 786 ہے۔

ہ+ر+ے+ک+ر+ش+ن+ا

1,50,300,200,20,10,200,5=786

اس دھوکہ میں بے چاری جاہل عوام بھی مبتلا ہے اور استدلال یہ پیش کرتے ہیں کہ بے ادبی نہ ہو کیونکہ خطوط نیچے گرتے ہیں۔ عموماً لوگ سنبھال کر نہیں رکھتے۔ ہمیں برکت بھی حاصل ہو جائے اور بے ادبی بھی نہ ہو...... ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ یہ ایک بدعت ہے اور صراط مستقیم سے انحراف اور قرآن کے ساتھ کھلم کھلا مذاق ہے۔ قرآن مجید جیومیٹری یا ریاضی کی کتاب نہیں بلکہ عربی زبان میں نازل کیا ہوا اللہ کا کلام ہے۔ اسے اعداد و گنتی میں تبدیل کرنا سراسر ظلم اور قرآن پاک کی توہین ہے۔ چنانچہ خطوط و رسائل میں 786 لکھنا تعلیمات نبوی اور تعلیمات صحابہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ گنتی لکھنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ہم الٰہ واحد کے نہیں بلکہ دو خداؤں کے ماننے والے ہیں۔ ایسی صورت میں کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کے منکر قرار پاتے ہیں۔ اس میں تشابہ بالمشرکین عیاں ہے۔

الغرض یہ سارا کھڑاک محض چند سکوں کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ ان کا یہ سارا عمل دھوکہ اور فریب پر مبنی ہے۔ وہ خود بھی جانتے ہیں لیکن ان لوگوں نے ہر ممکن طریقہ پر مال کو اکٹھا کرنا چاہا۔ اس لئے اس فریب اور جال میں سب سے زیادہ عورتوں کو پھنسایا۔ افسوس صد افسوس! نادان لوگ اپنے بدن یا اپنی اولاد کے گلے میں یہ تعویذ اور نقش وغیرہ لٹکاتے ہیں۔ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ انہوں نے بلاؤں اور مصیبتوں کو تیزی سے اپنی طرف گھسیٹا ہے۔ نقصان اور پاگل پن کو گلے لگایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ان بددعاؤں کا بھی شکار ہوئے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو تمیمہ یعنی تعویذ باندھے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا نہ کرے اور جو "ودعہ" لٹکائے یعنی بطور تعویذ گھونگا' کوڑی اور تانت وغیرہ لٹکائے اسے اللہ تعالیٰ سکون و راحت نہ بخشے اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے تعویذ باندھا یا لٹکایا اس نے شرک کیا۔"

یعنی کہ اسے سکون اور چین کبھی نصیب نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو تعویذ لٹکائے دیکھا آپ نے دریافت کیا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کمزوری کے لئے' میں نے لٹکایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے نکال پھینکو کیونکہ اس سے تمہاری کمزوری میں اور اضافہ ہوگا اور اگر تم مر گئے اور یہ چیز تم پر رہی تو تم کبھی کامیاب نہ ہو گے۔" (احمد' بہ روایت عمران بن حصین)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار آدمی کی عیادت کرنے آئے اور انہوں نے اس بیمار آدمی کا ہاتھ ٹٹول کر دیکھا تو اس میں دھاگا بندھا ہوا تھا۔ یعنی تعویذ باندھا گیا تھا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ مریض نے کہا اس چیز کو میرے لئے منتر کیا گیا ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا اگر تم مر جاتے اور یہ تعویذ تمہارے ہاتھ میں بندھا رہتا تو میں تمہاری نماز جنازہ نہ پڑھتا۔

> **خود نبی کریم ﷺ رنج و غم اور سستی و عاجزی سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اگر انسان عاجزی اور سستی کا شکار ہو جائے تو نتیجہ ناکامی اور محرومی ہی نکلتا ہے**

ایک مرتبہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو ایک دھاگا لٹکائے ہوئے دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ تعویذ ہے۔ جس پر منتر پڑھ کر پھونکا گیا ہے۔ جب میں لٹکا لیتی ہوں تو میری نگاہ ٹھہر جاتی ہے اور کھول دیتی ہوں تو آنکھ پھڑکنے لگتی ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اس کو توڑ دیا اور فرمایا مسعود رضی اللہ عنہ کے خاندان والو! تم لوگ شرک سے بے نیاز ہو۔ رہی بات تکلیف کی تو تمہیں اتنا کہنا کافی ہوگا۔

اذھب الباس 'رب الناس' واشف انت شافی لاشفاء الا شفاءك شفآء لایغادر سقما

اے لوگوں کے رب! اس بیماری کو دور فرما' تو ہی شفا دینے والا ہے۔ لہٰذا شفا عطا فرما۔ شفا صرف تیری ہی طرف سے ہے' ایسی شفا عطا فرما جو کسی قسم کی بیماری کو نہ چھوڑے۔ (متفق علیہ)

تحفظ اور بچاؤ کے لئے ٹونا' ٹوٹکا' لٹکانا خواہ قرآن پاک سے لیا جائے یا کہیں اور سے لیا جائے ظلم عظیم (یعنی شرک) ہے۔

بعض لوگ چھلے ہاتھوں میں پہنتے ہیں' برکت کے لئے۔ چاندی کا چھلا' دفع بواسیر کے لئے' بلڈ پریشر کے لئے' جنات سے محفوظ رہنے کے لئے' مخصوص قسم کے نگینوں کی انگوٹھی' جانوروں کے گلے میں تانت یا پٹہ رسی کا نظر بد کے لئے۔

سیدنا ابو بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے ایک قاصد کو یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت یا رسی کا کوئی پٹہ نہ رہنے دو اور اسے کاٹ ڈالو۔ (بخاری و مسلم)

لوگ اونٹوں کو تانت پہنا دیا کرتے تھے کہ انہیں نظر نہ لگ جائے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے یہ بتلانے کی غرض سے اس کے ازالہ کا حکم دیا کہ تانت حکم الٰہی کو کچھ بھی رد نہیں کر سکتے۔

بدفالی شرک کا ایک دروازہ ہے اور شیطان کی وسوسہ اندازی ان لوگوں کے حق میں اس کی عظمت بڑھا دیتی ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے اور اس کی فکر و پرواہ نہیں ان کے سامنے بدفالی رخصت ہو جاتی ہے۔

مبارک ہیں وہ اللہ کے نیک بندے جو کبھی بھی اپنے یا اپنی اولادوں کے گلے میں تعویذ' نقش وغیرہ نہیں لٹکاتے بلکہ اس کے بجائے وہ مسنون دعائیں اور اذکار کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے انہیں تحفظ کا سامان بنایا ہے۔

آیۃ الکرسی جہاں پر پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور اس کی تلاوت کرنے والا اللہ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے معوذتین نازل فرمائے۔ صبح و شام کے مسنون اذکار تاکہ رحمٰن کے بندے ان کے ذریعے ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔ نبی کریم ﷺ ان سورتوں کو پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر دم کر لیا کرتے تھے۔ پھر ان ہتھیلیوں کو جسم پر جہاں جہاں ان کا گزر ہو سکتا پھیر لیا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ سورتیں حفاظت کا زبردست ذریعہ ہیں۔ اس لئے اللہ سے حفاظت چاہو۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور جب بھی ہم اس سے تحفظ چاہیں گے اس کی ذات کو اپنے سامنے موجود پائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ کلام الٰہی' اللہ کا ذکر' دعا کو شرف قبولیت اور شفا کو توانائی عطا کرتا ہے۔

ربّ ذوالجلال والاکرام کی قسم جس کے ہاتھ میں ہم سب کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول رحمت ﷺ کا ہر ارشاد سچ ہے۔ صداقت کبریٰ ہے۔ لہٰذا شرط اوّل یہ ہے کہ ہمارا ایمان پختہ اور کامل ہو۔ اپنے دل و دماغ کو اچھی طرح ٹٹولیں کہ کہیں کسی کونہ میں چھپا ہوا شیطان مندرجہ بالا باتوں کے بارے میں شک و شبہ کا زہر تو نہیں گھول رہا۔ اگر کہیں رائی کے دانے کے برابر بھی ایسا ہے تو یہ ہمارے لئے سخت خطرے کی گھنٹی ہے۔ شرک و شبہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی اور نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ صداقت میں گستاخی ہے۔ گستاخ ہمیشہ فضل و کرم سے محروم رہتا ہے اور اگر ہمارے دل میں اور دماغ میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی صداقت و عظمت کا یقین محکم ہے تو ہمارے ہر مرض کی دوا کلام الٰہی ہر دعا کی نوید مقبولیت کلام الٰہی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے عفو و درگزر کی چادر میں ڈھانک لے۔ ہم پر اپنا فضل و کرم کرے' اپنی رحمت سے ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ ہمیں اپنی یاد' شکرگزاری کی توفیق بخشے اور شرک جیسے موذی مرض سے بچائے اور جنت میں داخلہ آسان فرمائے۔ آمین

قرطاس مستورات

انجیر کا شربت

اشیاء	مقدار	اشیاء	مقدار
انجیر	250 گرام	چینی	750 گرام
پانی	2لیٹر		

ترکیب:

انجیر اچھی طرح دھولیں اور پھر دوسیر پانی میں ڈال کر پکائیں۔ جب پانی کا تیسرا حصہ رہ جائے تو ململ کے صاف کپڑے میں ڈال کر چھان لیں۔ اب اس میں چینی ملا کر قوام تیار کرنے کے لئے پھر چولہے پر رکھ دیں۔ قوام تیار ہوجائے تو ٹھنڈا کر کے بوتل میں ڈال لیں۔ جب خواہش ہو تو گلاس میں ایک کھانے کا چمچ ڈال کر اس میں پانی اور برف ڈال کر پییں۔

ام حارث، ساہیوال

پسندیدہ اشعار

اٹھا پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

(اخت ابوعبداللہ، گوجرانوالہ)

سحر کی باتیں یوں کرتے رہنا......!
سنبھل سنبھل کے بکھرتے رہنا، بکھر بکھر کے سنبھلتے رہنا
یہ رنگ دبو ہے زمانے بھر کی کہ ڈوب کر بھی ابھرتے رہنا
یہ آزمائش تو عارضی ہے بلند ہمت نہ ٹوٹ جائے
فتح تمہارا نصیب ہے بس تم حق کی یہ جنگ لڑتے رہنا

(خنساء عائشہ)

ازل سے رچ گئی سر بلندی اپنی فطرت میں
ہمیں ٹوٹ جانا آتا ہے لیکن جھکنا نہیں آتا

(ساجدہ اسلم)

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

(ام عثمان، مریدکے)

مشعلیں گل نہ کرو ظلم کے ایوانوں میں
یہ بجلیاں تم ہو جن کو جلنا ہے طوفانوں میں

(ثمینہ ذوالفقار، کنگن پور)

کھیل طوفان کی موجوں سے، کناروں سے نہیں
منزلیں ہمت سے ملتی ہیں سہاروں سے نہیں

(ام جواد، راوی ریان)

اپنا اخلاق رکھ مثل شجر بنا کر
جو تجھے پتھر مارے اسے بھی ثمر عطا کر

(ثمینہ غفاری، خانیوال)

مت پوچھ کہ میرے صبر کی وسعت کہاں تک ہے
تو آزما کے دیکھ لے تیری طاقت جہاں تک ہے
وہ اور ہوں گے جنہیں تم سے امید وفا ہوگی
ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

(شازیہ محمود آصف، لاہور)

اے دل غمزدہ اظہار کر اپنے جذبات کا ایسے
کہ امت مسلمہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائے

(اخت ابوعکاشہ)

بجلی ہوں نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری
میرے لئے شایان خس و خاشاک نہیں ہے
عالم فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

(بنت اسلام)

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

(صائمہ، راولاکوٹ)

وہ کیسے لوگ تھے بھلا بتائے تو کوئی ذرا
جو خون دل سے لکھ گئے یہ بے مثل کہانیاں

(ام ایمن، ملتان)

مخزن اخلاق

☆ تقدیر پر ایمان لانا غم کو مٹا دیتا ہے۔
☆ زندگی امتحان اور آخرت آزمائش کے رزلٹ کا نام ہے۔
☆ برے ساتھی کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا بہتر ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے۔
☆ فضول باتوں سے خاموشی بہتر ہے اور خاموشی سے اللہ کا ذکر بہتر ہے۔
☆ جھوٹ ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے انسان کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔

(حمیرا عاشق، خانیوال)

☆ کانٹوں سے بھری ہوئی ٹہنی کو ایک پھول پرکشش بنا دیتا ہے۔
☆ سونے کو آگ پرکھتی ہے اور انسان کو مصائب۔
☆ قوم کو جگانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر فرد میں خود اعتمادی کا جذبہ ابھارا جائے۔
☆ اپنی مدد آپ کامیابی کا سب سے بڑا راز اور اصول ہے۔
☆ اللہ سے تجارت کرو نفع پاؤ گے۔
☆ گرے ہوئے کو ٹھوکر نہ مارو۔
☆ کسی کو پانے کی تمنا مت کر بلکہ اپنے آپ کو اس قابل بنا کہ دنیا والے تجھے پانے کی تمنا کریں۔
☆ اللہ کی راہ میں جو خرچ کرتے ہیں، کبھی اس کا شمار نہیں کرتے۔

(اخت حارث جاوید، ساہیوال)

☆ آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ آپ کی شخصیت ظاہر کرتا ہے۔
☆ سنجیدہ ہو لیکن تلخ مزاج نہ ہو۔
☆ دوست کو نصیحت تنہائی میں اور تعریف سب کے سامنے کرو۔
☆ انسان پھول کی مانند ہے، جسے ہر کوئی توڑ لیتا ہے لیکن سمجھ نہیں سکتا۔
☆ اس چیز کی تمنا مت کرو جو حاصل نہ کرسکو۔
☆ کسی کے دل میں گھر کرنے اور مقام بنانے میں دن، مہینے اور سال بیت جاتے ہیں لیکن کسی کے دل سے نکلنے میں پل بھی نہیں لگتا۔
☆ وہ لوگ کتنے سنگ دل ہوتے ہیں جو دوسروں کا سکون لوٹ کر خوش ہوتے ہیں۔
☆ انسان پہاڑ سے گر کر تو سنبھل جاتا ہے مگر نظروں سے گر کر نہیں۔
☆ ایسے پھول نہ بنو جو خوش نما ہوں مگر ان میں خوشبو نہ ہو۔
☆ کسی کا دل مت دکھاؤ کیونکہ دکھی دل کی فریاد آسمان کا سینہ چیر دیتی ہے۔

(صائمہ تبسم، جمیل ٹاؤن)

حکمت کی باتیں

حکمت کی باتیں
حکمت کی باتیں
حکمت کی باتیں
حکمت کی باتیں

☆ اگر عالم بننا چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔

☆ اگر امیر بننا چاہتے ہو تو قناعت اختیار کرو۔

☆ اگر عزت والے بننا چاہتے ہو تو مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچو۔

☆ اگر اچھا آدمی بننا چاہتے ہو تو لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔

☆ اگر عادل بننا چاہتے ہو تو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو۔

☆ اگر طاقتور بننا چاہتے ہو تو اللہ پر توکل کرو۔

☆ اگر اللہ کے دربار میں خاص خصوصیت کا درجہ چاہتے ہو تو کثرت سے ذکر کرو۔

☆ اگر رزق کی کشادگی چاہتے ہو تو ہمیشہ باوضو رہو۔

☆ اگر دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہو تو حرام نہ کھاؤ۔

☆ اگر ایمان کی تکمیل چاہتے ہو تو اخلاق اچھا کرو۔

☆ اگر قیامت کے روز اللہ سے پاک صاف ملنا چاہتے ہو تو جنابت کے فوراً بعد غسل کر لیا کرو۔

☆ اگر گناہوں کی کمی چاہتے ہو تو کثرت سے استغفار کر لیا کرو۔

☆ اگر قیامت کے دن نور میں اٹھنا چاہتے ہو تو ظلم کرنا چھوڑ دو۔

☆ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ آپ پر رحم کرے تو اللہ کے بندوں پر رحم کرو۔

☆ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تمہاری پردہ پوشی کرے تو لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔

☆ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب ہو اسے اپنا محبوب بنا لو۔

☆ اگر رسوائی سے بچنا چاہتے ہو تو زنا سے بچو۔

☆ اگر اللہ کے فرمانبردار بننا چاہتے ہو تو فرائض کا اہتمام کرو۔

☆ اگر احسان کرنے والا بننا چاہتے ہو تو اللہ کی یوں بندگی کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو یا وہ تمہیں دیکھ رہا ہو۔

☆ اگر گناہوں سے معافی چاہتے ہو تو عاجزی اختیار کرو بیماری میں صبر کرو اللہ کے آگے آنسو بہاؤ۔

☆ اگر دوزخ کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو دنیا کی مصیبتوں پر صبر کرو۔

☆ اگر اللہ کے غصے سے بچنا چاہتے ہو تو چپکے سے صدقہ اور صلہ رحمی کرو۔

☆ اچھے اخلاق تواضع اور صبر سب سے بڑی اچھائی ہے۔

ایک شہید کی ماں کی التجاء

اللہ تو گواہ ہے کہ ہم نے اپنے گھر کی بہاروں کو صرف اور صرف تیری محبت کی خاطر خزاؤں میں بدل دیا۔

اللہ تو ہی جانتا ہے کہ ہم نے اپنے گلشن کے سب سے پیارے پھول کو، اپنے بیٹے کو محض تیری رضا اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا۔

اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو نرم گرم بستر پر سلانے کی بجائے قبر میں صرف اور صرف تجھے منانے کے لیے ابدی نیند سلا دیا۔

اللہ میں نے تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے لخت جگر کو قیامت تک کے لیے اپنے سے جدا کر دیا۔ اپنی نظروں سے دور کر دیا' صرف تیری محبت میں' اللہ ہماری خطائیں معاف کر دے۔

اللہ تو دیکھتا ہے' سنتا ہے' جانتا ہے' کہ میں نے صرف اور صرف تجھے خوش کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو تیری راہ میں قربان کر دیا۔ اللہ ہمیں جنت دے دے' ہمیں جنت میں اکٹھا کر دے۔ آمین

اللہ صرف تجھے ہی علم ہے کہ میں نے اپنے گھر کی روشنی کو صرف تیرے لیے اندھیرا بنا لیا۔ اللہ تو ہم سے خوش ہو جا۔

اللہ تو اس چیز کا گواہ ہے کہ ہم نے صرف تیرا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیری آزمائشوں کے لیے پیش کر دیا۔

اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ ہم نے خوشیوں کے بدلے غموں کا' روشنی کے بدلے اندھیرے کا' سکون کے بدلے بے قراری کا' آرزوؤں کے بدلے آنسوؤں کا سودا صرف تجھے منانے کے لیے کیا ہے۔ اللہ ہمیں معاف کر دے۔

اللہ تو جانتا ہے کہ ہم نے اپنے جگر گوشے کا خون تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں کا کفارہ بنا کر پیش کیا ہے۔ اللہ ہم سے راضی ہو جا۔ اللہ ہم سے راضی ہو جا۔

غیرت مند صحابی رضی اللہ عنہ

ام سلمان نذیر، رینالہ خورد

ابو الشائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نوجوان صحابیؓ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ایک بار جب باہر سے اپنے گھر تشریف لائے تو یہ دیکھ کر انہیں بڑی غیرت آئی کہ ان کی دلہن گھر کے دروازے پر کھڑی تھی۔ مارے جلال کے نیزہ تان کر اپنی دلہن کی طرف لپکے۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی اور رو کر پکاری میرے سرتاج! مجھے مت مارو میں بے قصور ہوں۔ ذرا گھر کے اندر چل کر تو دیکھو کہ کس چیز نے مجھے باہر نکالا ہے۔ چنانچہ وہ صحابیؓ اندر تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خطرناک زہریلا سانپ کنڈلی مارے بچھونے پر بیٹھا ہے۔ بے قرار ہو کر نیزے سے سانپ پر حملہ کیا اور اس کو نیزے میں پرو لیا۔ زخمی سانپ نے تڑپ کر ان کو ڈس لیا۔ زخمی سانپ تڑپ تڑپ کر مر گیا اور وہ غیرت مند صحابیؓ بھی سانپ کے زہر کے اثر سے جام شہادت نوش کر گئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حمد رب جلیل

تو ہے مشکل کشا تو ہے حاجت روا
تیری مخلوق کو بس ترا آسرا
اے خدا اے خدا اے خدا اے خدا
تیرے جن و بشر تیرے شمس و قمر
تیرے کوہ و دمن تیرے باغ و ثمر
تیرے کون و مکاں تیری صرصر صبا
اے خدا اے خدا اے خدا اے خدا
مشکلوں سے بھلا کیسے گھبرائے گا
غیر کے آگے دامن کیوں پھیلائے گا
تیرے در سے کوئی آشنا جو ہوا
اے خدا اے خدا اے خدا اے خدا

شاعر: شاہد فیروز۔ انتخاب: اخت ابو عثمان شہید

میاں بیوی کے حقوق و فرائض

عاتکہ بشیر ملک

خاوند کے حقوق:

خاوند کا پہلا حق اور بیوی کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ خاوند کا حق زوجیت ادا کرے۔ جب زوجین کو شادی کے بندھن میں باندھ دیا جاتا ہے تو پھر ان پہ لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کی حاجت بھی پوری کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

> **خاوند کا دوسرا حق یہ ہے کہ بیوی خاوند کی اطاعت گزار ہو اور اس کی خدمت کرے اس کی ضروریات کا خیال رکھے، کھانے پینے کی فراہم کردہ چیزیں پکا کر تیار کرے**

ترجمہ! ''جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔'' (صحیح بخاری)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ترجمہ! ''ایسا کرنے والی عورت پر اللہ ناراض رہتا ہے، جب تک خاوند راضی نہ ہو۔'' (صحیح مسلم)

''سنن ترمذی میں ہے کہ خاوند بلائے تو عورت فوراً آئے چاہے وہ تنور پر مصروف کار ہی کیوں نہ ہو۔''

خاوند کا دوسرا حق یہ ہے کہ بیوی خاوند کی اطاعت گزار ہو اور اس کی خدمت کرے اس کی ضروریات کا خیال رکھے، کھانے پینے کی فراہم کردہ چیزیں پکا کر تیار کرے۔ صحابیات گھروں کا کام کاج کرتی تھیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پانی بھرتیں، آٹا پیستی تھیں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے خاوند زبیر رضی اللہ عنہ کی گھر میں خدمت کرتی اور ان کا ایک گھوڑا تھا اس کی بھی دیکھ بھال کرتی اور ان کے باغ میں بھی کام کرتی۔ وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی اور باغ کو پانی لگاتی۔

خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

ترجمہ! ''اگر میں نے کسی شخص کو حکم دینا ہوتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔'' (سنن الترمذی)

خاوند کا تیسرا حق یہ ہے کہ وہ اس کے مال و آبرو کی حفاظت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

ترجمہ! ''کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے اور نہ کسی کو اس کی اجازت کے بغیر گھر آنے دے۔'' (صحیح بخاری)

لہٰذا عورت کو جائز نہیں کہ وہ کسی بھی آنے والے کو بغیر اجازت اندر آنے دے۔ خواہ وہ آنے والا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

ترجمہ! ''کوئی آدمی ہرگز کسی عورت کے پاس نہ جائے مگر جب عورت کے ساتھ کوئی محرم ہو۔'' (صحیح مسلم)

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ''عورتوں کے پاس جانے سے بچ جاؤ کسی نے پوچھا کہ دیور کا کیا حکم ہے؟ فرمایا ''وہ تو موت ہے'' حتیٰ کہ قرآن مجید نے بھی عورتوں کو مردوں سے نرم لہجے میں بات کرنے اور زینت ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ''اور لوچ دار بات نہ کرو کہ وہ (سننے والا) جس کے دل میں کھوٹ ہے طمع نہ کرے۔'' (سورۃ الاحزاب)

آبرو کی حفاظت کے ساتھ ساتھ خاوند کے مال کی حفاظت کرنا بھی عورت کا فرض ہے۔ عورت کو گھر کی تمام جائیداد کی حفاظت کرنی چاہئے کیونکہ یہ اس کے خاوند کا مال ہے اور اس کو خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا

ترجمہ! ''کوئی عورت بھی اپنے خاوند کا مال بغیر اجازت خرچ نہ کرے، پوچھا گیا کہ کھانا بھی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کھانا تو ہمارے بہترین مال میں سے ہے۔'' (سنن الترمذی)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس تو وہی مال ہوتا ہے جو میرا خاوند زبیر رضی اللہ عنہ لاتا ہے تو کیا میں صدقہ کر دیا کروں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''صدقہ کر دیا کر اور گن گن کر نہ صدقہ کر۔ پھر اللہ بھی گن گن کر اجر دے گا۔'' (صحیح بخاری)

حتیٰ کہ عورت کو اپنا ذاتی مال بھی خاوند کے مشورے سے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

ترجمہ! ''کہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مال میں عطیہ دے مگر خاوند کی اجازت سے۔'' (سنن نسائی)

بیوی پر خاوند کا یہ حق بھی ہے کہ اگر خاوند کسی جگہ منتقل ہو جائے تو بیوی کو بھی ساتھ لے جائے۔ اس سلسلہ میں بیوی کو اصرار و انکار کرنے کی اجازت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ''ان بیویوں کو وہیں رہائش دو جہاں تم رہ رہے ہو جو تمہاری طاقت کے مطابق ہو اور ان کو نقصان دینے کی کوشش نہ کرو کہ تم ان پر تنگی کرنے لگو۔'' (طلاق)

> **شادی کے تمام اخراجات اور دلہن کے زیورات اور کپڑے مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے اور اس مقصد کے لئے اسے مطلوبہ اخراجات شادی سے پہلے دلہن کے گھر والوں کو مہیا کرنے چاہئیں، اسی کو شرعی حق مہر کہا جاتا ہے**

طلاق خاوند کا خالص حق ہے۔ خاوند کو طلاق کا حق دیا تو گیا ہے مگر نباہ کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ''اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے رہو۔ اگرچہ وہ تمہیں پسند نہ ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔'' (سورۃ النساء)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ یہی طلاق ہے۔''

خاوند کو یہ بھی حق ہے کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کرسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ''پس تم شادیاں کرو اپنی من پسند عورتوں سے' دو دو سے' تین تین سے اور چار چار سے اور اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ عدل نہ کر پاؤ گے تو ایک آزاد عورت سے شادی کرلو۔ اپنے ہاتھوں کی ملکیت لونڈیاں رکھو یہ زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔'' (سورۃ النساء)

گویا اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ شادیوں کو مشروط قرار دیا ہے کہ عدل کرو اور ان کے حق پورے کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ''جو شخص دو بیویاں رکھے اور وہ ایک کی طرف مائل ہو جائے تو قیامت کے دن وہ آئے گا تو اس کی ایک طرف فالج زدہ ہوگی۔'' (رواہ ابوداؤد)

بیوی کے حقوق:

خاوند کو اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا ہے۔ اس کی حکومت ہے۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ نے خاوند کو بیوی سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی کہ حقوق و فرائض کی وضاحت کی نوبت ہی نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ترجمہ! ''ان کے ساتھ حسن معاشرت کا برتاؤ کرو۔'' (النساء)

بیوی کا خاوند پر یہ پہلا حق ہے کہ خاوند حق زوجیت ادا کرے کیونکہ یہ فطرت کا تقاضا بھی ہے اور باعث اجر و ثواب بھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''تمہارا بیوی سے شب گزارنا بھی صدقہ ہے۔'' (صحیح مسلم)

بیوی کا دوسرا حق یہ ہے کہ خاوند اس کے لئے رہائش' کپڑا اور نان و نفقہ کا بندوبست کرے' رہائش کے بارے میں حکم ربی ہے کہ

''ان کو وہیں رہائش دو جہاں تم رہتے ہو' اپنی حیثیت کے مطابق دو اور ان کو نقصان نہ دو کہ ان کو تنگ کرو۔'' (الطلاق)

کپڑے اور نان و نفقہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

''بچوں کی ماں کا رزق اور کپڑے والد کے ذمہ ہیں معروف طریقے سے۔'' (البقرہ)

اللہ نے مرد کو طلاق جیسا حق عطا کیا تو حقوق میں اعتدال اور توازن رکھنے کے لئے عورت کو حق خلع دے دیا کہ اگر وہ خاوند کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کی زندگی نہ گزار سکتی ہو تو وہ الگ ہو سکتی ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''ان بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کو کھانا اور کپڑے معروف طریقے سے دو۔'' (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے نفقہ و کپڑے وغیرہ کا معیار معروف رکھا ہے۔ تاہم عورتوں کو بے جا اسراف و تبذیر سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بیوی پر خرچ کرنا باعث ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

''اے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ! تو جو کچھ بھی اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے گا اس کا تجھے اجر دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کو کھلائے گا (اس پر بھی اجر ملے گا)۔'' (صحیح بخاری)

خاوند کا حق اگر تعدد ازدواج ہے تو بیویوں کا یہ حق ہے کہ ان کے درمیان عدل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں شادیاں کرنے کا ذکر کیا وہاں یہ بھی فرمایا کہ

''اگر تمہیں خطرہ ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی بیوی رکھو۔'' (النساء)

تاہم شریعت نے انسان کو اس حد تک مکلف نہیں کیا کہ ایک ایک لمحے کا حساب لگا کر عدل کیا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

''تم ہرگز بیویوں کے درمیان عدل نہیں کرسکتے۔ اگرچہ پوری کوشش کرلو مگر مکمل رجحان ایک کی طرف نہ کرلو کہ دوسری لٹکی ہوئی ہو کر رہ جائے۔'' (النساء)

خود رسول اللہ ﷺ کمال درجے کا انصاف کرتے حتیٰ کہ مرض الموت میں بھی باریاں قائم کی تھیں لیکن آپ ﷺ کی چاہت تھی کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں قرار پائیں تو فرماتے

''کل میری باری کہاں ہے؟ کل میری باری کہاں ہے؟''

نبی کریم ﷺ اگر سفر پر جاتے ہوئے کسی بیوی کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ

''جب بھی آپ ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔'' (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ نے جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا ہے وہاں عورت کو خلع لینے کا حق بھی دیا ہے۔ خلع کے معنی اتارنا کے ہیں۔ یہاں مراد ہے کہ عورت اپنے گلے سے نکاح کا بندھن اتار دے۔ جب اللہ نے مرد کو طلاق جیسا حق عطا کیا تو حقوق میں اعتدال اور توازن رکھنے کے لئے عورت کو حق خلع دے دیا کہ اگر وہ خاوند کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کی زندگی نہ گزار سکتی ہو تو وہ الگ ہو سکتی ہے۔

عورتوں کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اگر خاوند فوت ہو جائے تو بیوی کو اس کی وراثت میں سے حصہ دینا چاہئے۔ بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد

ترجمہ! ''ان بیویوں کے لئے وراثت کا چوتھا حصہ ہے اگر تم (خاوند) بے اولاد ہو اور اگر صاحب اولاد ہو تو ان کو آٹھواں حصہ ملے گا۔''

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے۔ اسلام نے جو حقوق زوجین بیان کئے ہیں ان پر عمل کرکے میاں بیوی کامیاب و کامران

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جو شخص دو بیویاں رکھے اور وہ ایک کی طرف مائل ہو جائے تو قیامت کے دن وہ آئے گا اور اس کی ایک طرف فالج زدہ ہوگی''

ہوسکتے ہیں۔ یہ حقوق و فرائض اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق پورے کئے جائیں تو دنیا و آخرت کی کامیابی اور رضائے الٰہی یقیناً ازدواج کا مقدر بن سکتی ہے۔

میرے لہو سے رقم ہو گا لفظ آزادی
تمہارے غرور کا بت اب پرانا ٹوٹے گا

رابعہ لیاقت' مریدکے

جب تک نہ جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے
کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

کرن عاشق' خانیوال

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبریل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول
باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

اقراء اسلم

خوشگوار اور پرسکون گھریلو ماحول کے لئے مفید تجاویز

اہلیہ عبدالسلام بھٹوی

ان تجاویز کو تجربہ کر کے دیکھئے ان شاء اللہ آپ انہیں بہت مفید پائیں گی۔ سب سے پہلی بات رات کو جلد سو جائیں اور صبح جلد اٹھ جائیں۔ جلد سونے سے نیند پوری ہوگی تو صبح کو جلد اٹھا جائے گا۔ علی الصبح اٹھ کر سب سے پہلے نماز پڑھ کر اپنے پیدا کرنے والے کا حق ادا کریں پھر تلاوت کلام پاک کریں۔ خواہ ایک رکوع ہی پڑھیں۔ اگر ترجمہ تشریح کے ساتھ پڑھا جائے تو ثواب کئی گناہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بھی یاد رکھیں قرآن مجید ایسا بابرکت کلام ہے اس کو سادہ پڑھنے والے کو بھی ایک ایک حرف پہ دس دس نیکیاں ملیں گی۔ اس نیک کام سے فارغ ہو کر دیکھیں جس کام کی پہلے ضرورت ہے وہ پہلے کریں مثلاً ہر گھر میں صبح سب سے پہلے ناشتہ تیار کرنا ہوتا ہے۔ ناشتہ کر کے ہر فرد نے اپنی ڈیوٹی پر پہنچنا ہوتا ہے۔ مردوں نے اپنے روزگار کو حاصل کرنے کے لئے اور بچوں نے سکول؛ اب بروقت ناشتہ تیار کر کے دینے سے گھر کا ہر فرد مطمئن اور شاداب ہو کر اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دے گا۔ اب ناشتہ بروقت اسی وقت تیار ہوگا جب اس کے لوازمات موجود ہوں گے۔ لوازمات ہر گھر کی مالی حیثیت کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔ برتنوں کو اگر رات کے وقت ہی صاف کر لیا جائے تو صبح بہت آسانی ہوتی ہے۔ اگر دہی کے ساتھ ناشتہ کی عادت ہو تو گھر میں رات کو دہی جما لینے میں آسانی ہے۔ ایک تو صاف ستھرے گھر کی تیار کی ہوئی دوسرا صبح منگوانے اور انتظار کی کوفت سے گھر والے بچ جائیں گے۔ دوپہر کے سالن کا اگر ہفتہ بھر کا شیڈول پہلے سوچ لیا جائے تو اس کے مطابق روزانہ کی سوچ کہ آج کیا پکایا جائے اس سے بھی خاتون خانہ بچ جائیں گی۔ گھر میں آلو، دالیں، پیاز، لہسن وغیرہ ہمیشہ رکھیں تاکہ اچانک مہمان آنے کی صورت میں گھر میں ہنگامہ یا پریشانی نہ ہو۔ دال پکا کر یا آلو کا سالن بنا کر مہمانوں کو کم سے کم وقت میں کھانا مہیا کیا جا سکتا ہے۔ باورچی خانہ کی ضرورت مثلاً چاقو، چھری، ماچس وغیرہ کی ایک جگہ مخصوص کر لی جائے تو اس سے بہت آسانی ہوتی ہے۔ وقت کی بچت جو ان چیزوں کی تلاش میں ضائع ہوتا ہے اور پریشانی سے بھی انسان بچ جاتا ہے۔

روزمرہ کی استعمال کی اشیاء ضرورت سے زائد رکھ لی جائیں تو اس کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی اگر یہ چیز لینے آئے تو اسے خالی نہ جانا پڑے، باورچی خانہ اور چھتوں کی صفائی بھی روزانہ کریں

چاقو، چھری، چھلنی اور ماچس اگر یہ گھر کی ضرورت سے زائد رکھ لی جائیں تو اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی ان چیزوں میں سے کوئی چیز لینے آ گیا تو اس کو دے کر بعد میں ضرورت پڑنے پر دوسری چیز کام آ سکتی ہے۔ باورچی خانہ کی اور گھر کی صفائی روزانہ ہی ہوتی رہے تو کام جمع نہیں ہوتا۔ چھت پر جالا وغیرہ تھوڑا سا بھی نظر آئے تو اسی وقت صاف کر دیا جائے۔ جالا اتارنے والا برش ہمیشہ گھر میں موجود ہونا چاہئے۔ دیواروں اور کونوں پہ جھاڑو مارنے سے دیواریں صاف ہو جاتی ہیں۔ کونوں اور کھدروں میں گرد جمع نہیں ہوتی۔ باورچی خانہ کے ڈبے روزانہ صاف کر کے ساتھ ساتھ رکھیں۔ کتابوں پر بھی روزانہ ہی کپڑے کے ساتھ جھاڑ پونچھ کرنی چاہئے۔ لالٹین ہر گھر میں موجود ہونی چاہئے، موجود ہی نہیں بلکہ تیار ہونی چاہئے یعنی صاف ستھری چمنی صاف کر کے تیل ڈال کے رکھا جائے۔ بجلی جانے کی صورت میں فوراً ماچس پکڑی اور جلا لی۔ اگر لالٹین نہیں مہیا ہو سکتی تو موم بتی منگوا کر رکھ لی جائے تاکہ بوقت ضرورت پریشانی نہ ہو۔ بچیوں کو بچپن میں ہی کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے تاکہ انہیں اگلے گھر جا کر مشکل نہ لگے۔ پڑھائی کا بہانہ بنا کر بچیاں گھرداری سے بہت جان چھڑاتی ہیں۔ ان کو پتہ نہیں کہ زندگی میں کتنے سنگین حالات بھی آتے ہیں۔ جہاں اس کی اپنی مرضی نہیں چلے گی بلکہ اسے کسی کی مرضی پہ چلنا پڑے گا۔

شوہر کتنا ہی اچھا ہو اس کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا ہر کام وقت پر ہو۔ کھانا وقت پر ملے۔ اس کے ماں باپ، بہن بھائیوں اور دوستوں کی خدمت ہو اب یہاں عادت ہوگی کہنا ماننے کی تو وہاں مانیں گی۔ بچوں کی ہر خواہش پوری نہیں کرنی چاہئے اور ہر خواہش کو رد بھی نہیں کرنا چاہئے۔ میانہ روی کے ساتھ چلنا چاہئے۔ ہمارا دین ہمیں ہر معاملے میں میانہ روی سکھاتا ہے حتیٰ کہ عبادت میں بھی میانہ روی۔

صحن کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔ آنے والے کی نظر سب سے پہلے صحن پر ہی پڑتی ہے۔ گھر میں تھوڑے بہت پودے ضرور لگانے چاہئے۔ اس سے خوبصورتی بڑھتی ہے۔ پودوں کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوتا ہے۔ اگر کیاری کی جگہ نہیں ہے تو دو چار گملے ہی پھولوں کے لا کر رکھ دیئے جائیں۔ سبزہ نظر کو بہت بھلا لگتا ہے۔ کیاریوں کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کوڑا کرکٹ چھلکے گٹھلیاں کیاری میں پھینکی جاتی ہیں حالانکہ سب سے زیادہ صفائی کی ضرورت پودوں کو ہے۔ کپڑوں کو دھوتے وقت دیکھنا چاہئے بٹن ٹوٹا ہے تو لگا دیا جائے۔ کہیں سے ادھڑا ہے تو سی دیا جائے۔ کپڑوں کو تیار کر کے رکھنا چاہئے۔ تاکہ صبح دو کام بیک وقت نہ پڑ جائیں۔ ناشتہ بھی اور کپڑوں کی تیاری بھی...... زیادہ بوجھ پڑ جانے سے خاتون خانہ ڈپریشن کا شکار ہو سکتی ہے۔

اچھے مطالعے کی عادت ڈالیں، کتاب انسان کی بہترین دوست ہے۔ پڑھنے سے طبیعت بہت آسودہ ہوتی ہے، خیالات عمدہ ہو جاتے ہیں تنہائی محسوس نہیں ہوتی

آج کل کے حالات نے اور مہنگائی بدامنی بیماری نے اور مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان سب نے مل کر ہر درد دل رکھنے والے مسلمان کو رنجیدہ کر رکھا ہے۔ اس لئے بچنا چاہئے کہ گھر کی چھوٹی موٹی الجھنوں کو سوار نہ کیا جائے اور خود کو فریش رکھا جائے۔ رنگ دار کپڑوں کو زیادہ دیر دھوپ میں نہ رکھیں ان کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ بستر کی چادریں تکیہ گرمیوں کے سوتی لان کے کپڑے اگر ان کی تھوڑی سی حفاظت کی جائے نئے ہی رہتے ہیں۔

باقی صفحہ 30 پر

حمیدہ، خانیوال

سیدہ آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا

آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا...... خاندان بنی اسرائیل کی ایک مومن اور متقی خاتون تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی چچازاد بہن تھیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے قتل کر دینے کے خوف سے ام موسیٰ علیہ السلام نے انہیں لکڑی کے صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دیا تو صندوق فرعون کے گھر والوں میں سے کسی کے ہاتھ لگا۔

آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو شفقت کے جذبات اُمڈ آئے اور فرعون سے درخواست کی کہ اس معصوم کو قتل نہ کرو۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دینا تھی۔ لہٰذا فرعون کے دل میں بھی یہ بات آ گئی اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر رکھ لیا۔

آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا جیسی مومنہ اور متقیہ خاتون نے ان کی پرورش کی بلکہ پورے فرعون کے گھرانے میں آسیہ خاتون ہی وہ ہستی تھیں جن کی حمایت اور دعائیں موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھیں۔ بالآخر جب موسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت کیا تو آسیہ نے بھی اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔ جس پر فرعون نے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں۔

امام بیہقی اور یعلی رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

''فرعون نے اپنی بیوی سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کو سزا دینے کی غرض سے چار جگہ یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں میخیں گاڑ رکھی تھیں۔ جب وہ میخیں لگا کر علیحدہ ہوتے تو رحمت کے فرشتے (گرمی کی وجہ سے) سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا پر سایہ کر دیتے تو وہ اسی حالت میں دعا مانگتی ہوئی کہتی کہ اے میرے ربّ! اپنے پاس ہی میرے لئے جنت میں گھر بنا دے۔ بس پھر اسی حالت میں ان کو جنت میں ان کا گھر دکھا دیا جاتا۔''

جب فرعون نے اپنی بیوی سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گڑوا دیں تو انہوں نے اپنے ربّ سے دعا کی کہ مجھے جنت میں اپنے پاس گھر عطا کر، بس اسی حالت میں اللہ نے ان کو جنت میں ان کا گھر دکھا دیا

تفسیر قرطبی، جز نمبر 18 صفحہ نمبر 122 میں سیدنا ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ فرعون کو جب آسیہ رضی اللہ عنہا کے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی خبر ملی تو وہ اپنے وزراء کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ تم آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا (یعنی میری بیوی) کے متعلق کیا جانتے ہو؟ تو سب نے ان کی بہت تعریف کی...... تو فرعون نے کہا کہ وہ میرے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرتی ہے تو اس پر وزراء نے کہا پھر آپ اس کو قتل ہی کر دیجئے۔ تو فرعون نے اس کے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھونک دیں تو اسی حالت میں آسیہ رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف دیکھا پکارتے ہوئے کہا

رب ابن لی عندك بيتاً فی الجنة. (التحریم-11)

''اے میرے ربّ اپنے پاس ہی میرے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے۔''

اس وقت فرعون موجود تھا اور یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ آسیہ رضی اللہ عنہا نے جنت میں اپنا گھر اسی حالت میں ہی دیکھا اور پھر ہنسنے لگیں تو اس پر فرعون کہنے لگا کہ کیا تم اس عورت کے پاگل پن پر تعجب نہیں کرتے کہ ہم اس کو عذاب دے رہے ہیں اور وہ اس کے باوجود ہنس رہی ہے۔ بس ہنستے ہوئے آسیہ رضی اللہ عنہا کی روح پرواز کر گئی۔

سیدنا آسیہ رضی اللہ عنہا کے اس قصہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مظلوم بیوی پر اگر ظلم ڈھائے جانے کی حالت میں کوئی دعا کرے تو اللہ اس کو خوب جانتے ہیں اور فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ جیسے آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون کے ظلم سے نجات اور جنت میں اپنے لئے ایک گھر بنانے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں اور اسی وقت جنت میں بنا ہوا اس کو گھر دکھا دیا۔

اس قصہ میں ایک قابل غور اور عجیب بات یہ بھی ہے کہ آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ظالم خاوند کی سزا کے تمام جتن برداشت تو کر لئے مگر اس کے حق میں بددعا کا کلمہ زبان سے نہیں نکالا بلکہ یوں کہا کہ اللہ تو مجھے ہی ان ظالموں سے نجات دے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اہل طائف نے خوب ظلم ڈھائے اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں باوجود فرشتوں کی فرمائش کے بددعا نہ کی بلکہ یوں کہا کہ اگر یہ میری بات نہیں مانتے تو شاید ان کی نسل ہی میری بات کو مان لے اور شاید سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیوی ہونے کا حق ادا کیا اور

سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیوی ہونے کا حق ادا کیا اور اپنے بعد میں آنے والی عورتوں کو بتا دیا کہ صابرہ بیویوں کا یہ شیوہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاوند یا کسی ظالم کے لئے بددعا نہیں کیا کرتیں

اپنے بعد میں آنے والی عورتوں کو بتا دیا کہ صابرہ بیویوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاوند یا کسی ظالم کے لئے بددعا نہیں کیا کرتیں۔

اللہ کو بھی اس صابرہ عورت کی یہ بات اتنی پسند آئی کہ سات آسمانوں کے اوپر اس کی صفت کا تذکرہ کر دیا جو قیامت تک آنے والی قوموں کے لئے ایک سبق کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیدنا آسیہ رضی اللہ عنہا کے قصے سے جہاں یہ سبق ملتا ہے کہ ظلم اور شدائد کے باوجود دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو، وہاں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اے مسلمانوں اور مومنو! تم ظلم اور شدائد پر صبر کرنے میں کم از کم ایک عورت سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا جیسا کردار ادا کرو۔

اس نے عورت ہونے کے باوجود ایک ظالم بادشاہ کی سزا کے تمام جتن برداشت کرتے ہوئے جان تو دے دی مگر دین حق کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

اس سبق کا صلہ اللہ نے سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کو یہ دیا کہ جنت کی چار افضل ترین عورتوں میں ان کا شمار کر دیا۔ جن میں سیدہ خدیجہ، سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا ہیں، جنہوں نے ظلم برداشت کیا اور صبر کا صلہ اللہ نے جنت میں دیا۔

آج کا فیشن......ٹیوشن

مخلوط ٹیوشن سنٹر اور ان کی خوفناک قباحتیں

اخت عبداللہ

اگست کا مہینہ موسمی اعتبار سے گرم ہی ہوتا ہے۔ ویسے تو گرمی جون' جولائی میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس مہینے میں تقریباً ہر طرح کے طالب علم رسمی تعلیم سے موسم گرما کی تعطیلات اور بعض ڈگری کلاسز کے پیپر ختم ہونے کے باعث گھروں میں ہی ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی ملک کی نامور شخصیات کو پروان چڑھانے کا سہرا اپنے سر لینے والے انگلش میڈیم' مشنری سکولوں اور کالجوں کے ہونہار طالب علموں کو بھی رخصت دے دی جاتی ہے۔ آپ بھی پڑھ کر حیران ہو رہے ہوں گے یہ فیشن میں تعلیم' موسمی تعطیلات وغیرہ کا ذکر کیوں اور کیسے؟

اصل میں پہلے شادی کے مختلف موضوعات پر تسلسل کے ساتھ لکھا گیا۔ سو چا اب اس سے ہٹ کر کچھ لکھا جائے۔ زیر نظر موضوع تعطیلات کی مناسبت سے چنا گیا ہے۔ شاید آپ کو پسند آئے۔

> **گلی گلی کھلے ٹیوشن سنٹرز عوام الناس میں بے حیائی اور بے راہ روی کا زہر انڈیل رہے ہیں**

اس دفعہ موضوع بحث فیشن ہے ''ٹیوشن'' بھئی! ٹیوشن کا فیشن سے کیسے اور کیوں تعلق ہے؟

جناب ہمارے ہاں بعض کاموں کو اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا خصوصی طور پر متعارف کروا کر رواج (فیشن) کا نام دیتے ہیں۔ مثلاً موسمی اعتبار سے رنگوں کی سکیم' لباس کا رنگ اور ڈھنگ' میک اپ' لپ اسٹک' ہلکے پھلکے یا بھاری زیور اور جوتے وغیرہ ...... استعمال کرنے کے انداز ...... لڑکے لڑکیوں کو اکٹھے مختلف انداز سے مشروبات پیتے دکھایا جاتا ہے۔ یوں محبوب سے ملنے ملانے کے طریقے ...... اس کی پسند اور ناپسند کا لحاظ ...... اور دنیا کے ساتھ' چلنے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ نوجوان لڑکے لڑکیوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ اس بہانے سے لوگوں کی نظروں سے بچ کر' زمانے کی آنکھوں میں دھول جھونک کر' والدین کی عزت کو خاک میں ملا کر' ربّ ذوالجلال کی قانونی باڑ کو پھلانگتے ہوئے' اپنی اور اپنوں کی بربادی اور ذلت' بھیانک انجام سے بے خوف وخطر' بے حیائی اور بے غیرتی کے اندھے کنویں میں کود پڑو۔

نامور شخصیات کے لڑکے لڑکیوں کے اخبارات میں سکینڈل چھاپ کر اوروں کو مواقع دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں ان پر مقدمات چلا کر دوسرے ہزاروں گھرانوں کی بربادی کے لیے لڑکے لڑکیوں کی ڈھارس بندھائی جاتی ہے۔ بے راہ روی کا یہ متعفن راستہ فلمی ڈائجسٹ' اخبارات' ٹی وی ڈرامے' وی سی آر دکھانے میں مدد کرتے ہیں۔ لڑکے لڑکیاں جیسی (ٹی وی) کہانیاں سنتے' پڑھتے اور دیکھتے ہیں' ان کا رنگ اپنی زندگیوں میں بھرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ اسے فیشن ایبل اور بڑے لوگوں کی خاص علامت سمجھتے ہیں۔ بے ہودہ' بے غیرت اور فحاشی پھیلانے والے ابلیس کے ساتھی ہی آئیڈیل قرار پاتے ہیں۔

اگر چند افراد کوئی بھی الٹا سیدھا کام کریں اور کہہ دیں کہ فیشن ہے تو اسے عقل سے عاری لوگ فائدہ یا نقصان سوچے بنا اپنا لیتے ہیں۔ کیونکہ کہہ جو دیا گیا کہ یہ ''فیشن'' ہے۔ اب آیئے اصل بات کی طرف وہ یہ کہ ٹیوشن کا کس حد تک فیشن سے تعلق ہے اور کس حد تک ضرورت ہے۔

امیر ہو یا غریب' لائق ہو یا نالائق' ٹیوشن ضرور پڑھنی ہے۔ آج ہر ایک کے سر پر معاشرے میں بلند مقام' جھوٹی شہرت اور فیشن ایبل جیسے مقامات کو پانے کا بھوت ناچ رہا ہے۔ دنیا کی حرص نے اچھے برے کی تمیز ختم کرنے کے ساتھ محنت جیسی نعمت کو بھی داغدار کر دیا ہے۔ معلم (استاد) جیسے مقدس رشتے کی آڑ میں بہت سی عزتوں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں جوان لڑکیاں ٹیوٹرز (ٹیوشن پڑھانے والوں) کی ہوس کا نشانہ بننے کے ساتھ بلیک میل ہو رہی ہیں۔ میرے ربّ نے کہا

" اقرأ باسم ربك الذى خلق ."

''پڑھ اپنے ربّ کے نام سے جس نے (سب کو) پیدا کیا۔''

اللہ ربّ العزت نے تو اپنے نام کے ساتھ پاکیزہ علم حاصل کرنے کا حکم دیا۔ عرش سے اترا ہوا علم کا خزانہ ''قرآن'' پڑھنے کی ہدایت دی۔ لیکن آج ہمارے معاشرے میں قرآن کی تعلیم کی نسبت دنیا کی تعلیم کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ دنیا کی تعلیم بالکل حاصل نہ کرو۔ لیکن پہلے دینی تعلیم حاصل کی جائے' تاکہ اچھے' برے اور گناہ' ثواب کی اہمیت ذہنوں میں راسخ ہو جائے۔

کیونکہ ابتدا میں ذہن دینی تعلیم سے مالا مال ہو گیا ہو تو زندگی میں کسی موڑ پر شیطان کے بہکاوے میں آ بھی جائے تو وہ لمحہ بھر کے لیے ضرور (ضمیر کی صورت میں) ذہن پر دستک دے گا۔ اور یہ ہلکی سی دستک اس کو بڑے حادثے کا شکار ہونے سے بچا لے گی۔ یہ تمہید باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ آج والدین اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوانے اور معاشرے میں اونچے مقام پر فائز دیکھنے کے لئے ہر طرح کا قدم اٹھانے کو ہر وقت تیار اور بے قرار رہتے ہیں۔ دائرہ اسلام کے اندر نہ رہنے اور شرعی حدود کو توڑنے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ کہ ہم اپنی جوان لڑکیوں کو ایک اجنبی اور غیر محرم شخص کے ساتھ خلوت میں چند گھنٹے گزارنے کی اجازت کس بنیاد پر دے رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اجنبی نہیں بلکہ اس کے پاپا کا دوست یا ملنے والا ہے۔ یا پھر یہ کہ محلے کا لڑکا ہے۔ اچھا' نیک' شریف خاندانی اور تعلیم یافتہ لڑکا ہے۔ میرے خیال میں اچھا رشتہ تلاش کرنے کے لیے بھی انہی خوبیوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ تو جب ایسی خوبیوں والا استاد ڈھونڈ کر دیا جاتا

> **ایک سائنس ٹیچر کے بھائی نے سائنس اکیڈمی کھولی۔ میٹرک کی طالبہ کے سالانہ پیپرز مکمل نہیں ہوئے تھے کہ ٹیچر کے ساتھ فرار ہو گئی**

ہے تو ماشاء اللہ آج کی نئی نسل کافی ذہین اور ہوشیار ہے۔ وہ والدین کی مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ بغیر مال خرچ کیے گھر بسا لیتی ہے۔ نہیں تو سپنوں کی دنیا تک ہر ایک کی رسائی ہو ہی جاتی ہے۔ جو شیطان کے لیے دروازہ کھول دیتی ہے۔ باقی بات رہی گھر والوں کی وہ معاملہ سلجھا دیتے ہیں یا پھر ظالم سماج کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

بہنوں اور بیٹیوں کے ٹیوٹرز (اساتذہ) کے ساتھ تعلقات کی دوستی تک محدود نہیں رہتے بلکہ معاملہ بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔ گھرانے کی تشہیر گھر گھر، گلی گلی اور نگر نگر ہوتی ہے۔

بات پھر وہیں آ کر ٹھہرتی ہے کہ اگر دین پہلے اور دنیا بعد میں یا پھر دینی ماحول کے پیش نظر اولاد کی پرورش کی جائے تو اللہ کی مدد شامل حال رہتی ہے۔ لیکن اگر فانی دنیا کے پیچھے بھاگا جائے کہ فلاں کی لڑکی یا لڑکا فلاں انگلش میڈیم اور مشنری سکول یا کالج میں ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، تو پھر ہم کیوں پیچھے رہیں۔ ایسے ہی والدین اور پھر اولاد کی سوچ تعلیم حاصل کرنے کے لیے مساوی تعلیم (کوایجوکیشن) یا پھر مرد حضرات سے تعلیم حاصل کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی اور ان کے ذہنوں میں کیا زبان پر بھی اس شرعی حدود کی پامالی پر اکثر جھوٹی دلیلیں ایسی ہوتی ہیں کہ اساتذہ ماں باپ کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ روحانی والدین کی طرح ہوتے ہیں۔ پڑھانے والے نیک شریف انسان ہیں۔ صرف ہماری لڑکی ہی تو نہیں پڑھتی۔ اس کے پاس محلے کی دوسری لڑکیاں بھی تو پڑھتی ہیں۔ ہماری لڑکی ایسی ویسی نہیں۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتی ہے۔ وہ گھروں سے بھاگنے والی لڑکیاں اور ہوتی ہیں۔ یا یہ کہ ہماری لڑکی کو تو استاد گھر میں پڑھانے آتا ہے۔ دنیا میں اتنی بھی لٹ نہیں پڑی وغیرہ وغیرہ...... کسی کا کیا خوب صورت قول ہے۔ کہ پڑھانے والا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور پڑھنے والی رابعہ بصری ہو اور پڑھی جانے والی کتاب "قرآن" ہو تو بھی شیطان کا وار کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔

اگر اللہ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کا پاس ہو تو پھر فلاں بنت فلاں نہ دیکھی جائے اور نہ ایسی سوچ ہو کہ بغیر ٹیوشن کے تعلیم کی کشتی کنارے لگ نہیں سکتی۔ حالانکہ سکول و کالج کس لیے کھولے جاتے ہیں۔ کیا یہ تعلیم کا نظام نہیں چلا رہے۔ بہت کم طالب علم ہوتے ہیں، جنہیں خصوصی یا انفرادی توجہ کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے میں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن آج ہمارے ہاں ٹیوشن کی میٹر چال بطور فیشن (رواج) چل پڑی ہے۔ جس طرح ایک خاتون دوسری سے پوچھتی ہے کہ یہ سوٹ کہاں سے خریدا اور ڈیزائننگ کیسے کی، تو وہ جواب دیتی ہے..... کہ اکیسویں صدی ہے۔ تم کیا پوچھ رہی ہو؟ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ مارکیٹ جاؤ فیشن کے مطابق نئے ڈیزائن (پرنٹ) اور سلائی کے مسئلے کے حل کے لیے لان تک کے کپڑے سلائی کرنے کے پوسٹر موجود ہیں۔

بالکل اسی طرح ایک دوسرے کو ٹیوشن کے مشورے دیئے جاتے ہیں۔ کہ تم کیوں اور کیسے گھر پڑھ اور پڑھا رہی ہو۔ ٹیوشن سنٹر کس لیے ہیں بھئی۔ اب تو ہمارا ملک بھی ترقی کر رہا ہے۔ ماڈرن ہو گیا ہے۔ نرسری سے لے کر M.A تک کے ٹیوشن سنٹروں کے علاوہ BCS,ICS، اے کام، بی کام، سی کام، وغیرہ کے پرائیویٹ کالجز اور ٹیوشن سنٹروں کے ساتھ مزید بے حیائی کی کسر پوری کرنے کے لئے ابلیس کے اڈے انٹرنیٹ کیفے اور کالجز، انگلش بول چال سیکھنے کے لیے انگلش لینگویج اکیڈمیاں (انگلش بول چال سیکھنے 'کاٹھے انگریز بننے') اور لیڈیز کار ڈرائیونگ کے سکول وغیرہ وغیرہ..... گلی گلی عوام الناس میں بے حیائی اور بے راہ روی کا زہر انڈیل رہے ہیں۔ بے پردہ اور نام کا بازار میں پردہ کر کے ٹیوٹر (مرد استاد) کے سامنے چہرہ ننگا کر کے بیٹھ جانا، ایک گھنٹہ کتابی نصاب اور ایک گھنٹہ خوش گپیوں میں صرف کرنا، نصاب بھی کیسا کہ جس میں صرف میٹرک تک تو درسی کتب میں اللہ اس کے نبی ﷺ اور دین اسلام کا نام تو موجود ہے اور غیر مسلم، عیسائی اور شیعہ طالب علموں کے لیے نصاب علیحدہ ہوتا ہے۔ لیکن میٹرک کے بعد کا تو پورا نصاب ہی غیر مسلموں کے عقائد و نظریات کا عکاس ہے اور لو سٹوریوں (محبت کی کہانیوں) انگریز فاتحین یا انگریزوں کے زر خریدوں کی صفات پر مبنی ہے۔ اردو عشق و معشوقی کی شاعری کا مجموعہ ہے۔ جہاں یہ سب کچھ ہو تو کیا وہاں شیطان اپنے کام دکھانے میں جھجک محسوس کرے گا۔ مضبوط اعصاب کا مالک اور جذبات کو قابو میں رکھنے کا دعویدار بھی بہک جائے گا۔

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

شیطان کا تو اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے کہ وہ ایمان والوں پر دائیں بائیں ہر طرف سے حملہ کرے گا۔ جب عورتیں گھروں سے باہر نکلتی ہیں تو شیطان مردوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ عورت مردوں کے لیے شیطان کے فریب کی بدولت زیادہ خوبصورت اور کشش کا باعث بنتی ہے۔ بازار میں چلتے چلتے شیطان اتنے حربے استعمال کرتا ہے تو جب وہ گھنٹوں پڑھنے کے بہانے خلوت اختیار کرتی ہے تو کیا اس وقت شیطان غافل ہو جاتا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے۔ کہ جب ایک اجنبی غیر محرم مرد اور عورت اکیلے ہوتے ہیں تو ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ فرماتے سنا۔ "ہرگز کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ ہو۔"

اکثر یہ سننے کو ملتا ہے کہ ہماری لڑکی بہن بھائیوں کے ساتھ پڑھتی ہے یا ٹیوشن سنٹر میں بہت سی لڑکیاں مل کر پڑھتی ہیں۔ لہٰذا خلوت نہیں ہوتی۔ اسلام میں تو غیر محرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا اور خلوت اختیار کرنا تو دور کی بات بلکہ راستے میں مردوں کے درمیان چلنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

اکثر یہ سننے کو ملتا ہے کہ ہماری لڑکی بہن بھائیوں کے ساتھ پڑھتی ہے یا ٹیوشن سنٹر میں بہت سی لڑکیاں مل کر پڑھتی ہیں۔ لہٰذا خلوت نہیں ہوتی۔ اسلام میں تو غیر محرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا اور خلوت اختیار کرنا تو دور کی بات بلکہ راستے میں مردوں کے درمیان چلنے سے بھی منع کیا گیا ہے

فتنہ سے بچنے کی خاطر صدر راستہ سے نہ گزریں۔ جہاں مردوں کی ریل پیل ہو، بلکہ وہ کنارے سے ہو کر گزر جائیں۔ مسجد میں جہاں ان کو حاضری کی اجازت ہے۔ وہیں ان کو حکم ہے کہ پچھلی صف میں بیٹھیں۔ حدیث میں صراحت ہے۔

مردوں کے لیے حدیث میں مذکور ہے کہ ان کے لیے بہترین صف پہلی ہے اور بدترین آخری۔ اسی طرح مسجد سے واپسی میں ہدایت تھی کہ عورتیں پہلے آ جائیں تب مرد مسجد سے چلیں اور یہ کہ اگر مردوں کا ساتھ ہو جائے تو راستہ کے کنارے ہو جائیں ایک دفعہ ایسا ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عورتیں پیچھے ہو جائیں، عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ راستہ کے کنارے سے چلیں۔"

اس حکم کے بعد عورتوں کا اسی پر عمل رہا، اس طرح چلتی تھیں کہ ان کا کپڑا دیوار سے لگتا ہوتا تھا۔

میرے خیال میں تو آج تک کوئی شاذونادر ہی سارے

ٹیوشن پڑھنا کوئی جرم یا برائی نہیں۔ برائی تو یہ ہے کہ ستر وحجاب کی جو حدود شریعت نے قائم کی ہیں انہیں توڑ دیا جائے

تعلیمی اداروں کیا دفتروں، کارخانوں اور فیکٹریوں غرض کہ اب ٹیوشن سنٹروں سے عشق کی مار کھائے بغیر رہا ہو۔ برائی آخر برائی ہوتی ہے۔ کسی نہ کسی طرح اثر کر جاتی ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے بچنے کے لئے حدیں قائم کی ہیں۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اپنے مدار کا ہی پوری طرح علم نہیں کہ ہم نے کس طرح اسلامی تقاضوں کو نبھاتے ہوئے دار فانی میں حیات طیبہ کے شب و

باقی صفحہ 48 پر

مزارات یا شرک و بدعات اور جرائم کی آماجگاہیں

فقیہا صفدر حسین

ارے تم کون سے راستے سے جارہی ہو......بس مجھے نہیں معلوم......سیدھا گھر چلیں......میں نے کہیں نہیں جانا......مجھے تھکاوٹ ہے......میں نے اپنی بہن کو راستہ تبدیل کرتے دیکھ کر ایک ہی سانس میں کہہ دیا۔

ٹھیک ہے چلتے ہیں۔ گھر میں آپ کو ایک چیز دکھانی ہے۔ میری بہن نے مجھے تسلی والے انداز میں کہا۔

نہیں میں نے کوئی چیز ویز نہیں دیکھنی۔ بس گھر چلیں۔ میں نے غصے میں کہا وہ......دیکھو بارہ دری ہے۔ اچھا ہو گی......میرا غصہ مزید بڑھتا جارہا تھا......دیکھو تو سہی......کیا دیکھوں......؟ کیا خصوصیت ہے اس میں جو میں دیکھوں......؟

تاریخ اسلامی گواہ ہے کہ سابقہ انبیاء کے جسموں کو لوہے کی کنگھیوں سے چیر دیا گیا مگر انہوں نے توحید کو نہ چھوڑا

خصوصیت کا تو مجھے پتا نہیں۔ یہی باتیں ابھی ہو رہی تھیں۔ میری بہن نے کہا یہ دیکھو یہ دربار ہے "میاں میر" کا اور یہ کالونی اسی کے نام سے ہے۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم دربار میں داخل ہوئے تو سامنے ہی چھوٹا سا قبرستان نظر آیا یہ کیا ہے......مزار (دربار) کا قبرستان۔ میں نے اپنی بہن کو پوچھا تو وہ کہنے لگی دربار تو تھوڑا سا آگے ہے۔ یہ دربار کی چاردیواری میں ہی قبرستان ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ "میاں میر" کا سارا خاندان اس میں دفن ہے۔

خیر تھوڑا آگے چلے تو سامنے بلند چبوترے پر دربار نظر آیا۔ وہاں پر کوئی جوتے اتار کر جارہا تھا۔ لہٰذا ہم نے بھی حالات کو مدنظر رکھ کر جوتے اتار کر شاپر میں ڈال دیئے اور دربار کے صحن میں داخل ہو گئے اور دربار کے بلند چبوترے کی طرف بڑھنے لگے اور چبوترے کے درمیان جو درباری حجرہ تھا اس کے اردگرد عورتیں نماز پڑھ رہی تھیں اور انہوں نے "میاں میر" کے حجرے کو قبلہ بنایا ہوا تھا۔ یہ منظر دیکھتے ہی میری ساری تھکن چڑیا کی پرواز کی مانند اڑ گئی اور خوف الٰہی سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے چونکہ دربار پر جانے کا پہلا موقع تھا۔ اس سے قبل دربار کے متعلق پڑھا اور سنا ہی تھا۔ یہ منظر دیکھتے ہی میرے ذہن میں قرآن مجید کی آیت گردش کرنے لگی۔

یآیھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقونo**(البقرہ)**

"اے لوگو! عبادت کرو اس ربّ کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

مگر یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹ تھا۔ زندہ انسان مردہ انسان کو سجدہ کر رہا تھا۔ وہ انسان جس کے متعلق اللہ ربّ العزت نے قرآن مجید میں بتایا ہے کہ انسان کی تخلیق میں نے اپنے ہاتھ سے کی ہے اور اس کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

والتین o والزیتون وطور سینین o وھذا البلد الامین o لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم o (سورہ التین)

"قسم ہے مجھے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور امن والے شہر کی البتہ ہم نے انسان کو احسن طریقے سے تخلیق کیا۔"

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان "کن" کہہ کر بنایا زمین "کن" کہہ کر بنائی۔ پہاڑ اور سبزہ زار گویا ہر چیز "کن" کہہ کر بنائے پھر "فیکون" وہ بن گئے اور یہ "کن" کہہ کر بننے والے زمین و آسمان' پہاڑ اور سبزہ زار گویا ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور ان زمین و آسمان کے اندر موجودہ ہر چیز کی تسبیح کی گواہی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دے رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سبح للہ مافی السموت ومافی الارض وھو العزیز الحکیم o (سورہ الصف)

"تسبیح بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔"

یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے صرف "کن" کہہ کر بنایا وہ تو اللہ تعالیٰ کی دن رات تسبیح بیان کریں اور جس انسان کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے کی۔ وہ انسان اللہ کے ساتھ شرک کرنے میں مصروف ہے۔

اس سے بہتر تو وہ حیوان اور درندے ہیں جو جنگلوں میں رہتے ہوئے بھی اپنے ہم جنس حیوان اور درندوں کو سجدہ نہیں کرتے۔ مردہ تو مردہ انہوں نے کبھی زندہ حیوان اور درندوں کو سجدہ نہیں کیا۔ مگر افسوس! انسان جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کس قدر گر چکا ہے کہ وہ زندہ تو زندہ مردہ انسان کو بھی سجدے کر رہا ہے اور اس سے اپنی مرادیں پوری کروانے میں مصروف ہے جبکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ ہمیں فرمان نبوی ﷺ اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے منع کر رہا ہے۔

الاتشرک باللہ شیئاً وان قطعت وحرقت o (ابن ماجہ)

"اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا اگرچہ تو کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے۔"

مومن بندے تو خلوتوں میں اللہ تعالیٰ سے رو رو کر جنت مانگتے ہیں لیکن "میاں میر" کے مزار پر زائرین رو رو کر "میاں میر" سے التجائیں کر رہے تھے۔

یعنی شرک کرنے سے اس قدر سختی سے منع کیا گیا ہے کہ اگر تجھے کاٹ بھی دیا جائے تو بھی اللہ سے شرک نہ کر اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس بات کا عملی ثبوت بھی دیا۔

تاریخ اسلامی گواہ ہے کہ سابقہ انبیاء کے جسموں کو لوہے کی کنگھیوں سے نوچ دیا گیا' ان کے جسموں کو آرے سے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیا گیا' ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے آگ میں پھینکا گیا اور اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی ﷺ کو پتھروں سے زخمی کر دیا گیا مگر وہ دین اسلام سے منحرف نہ ہوئے۔

مگر آج کا مسلمان کتنا بے وقوف اور کم عقل ہے کہ اس انسان کے آگے جھولی پھیلا رہا ہے جو اپنے آپ کو موت کے منہ

میں جانے سے نہ بچاسکا جو اپنے آپ کو مرنے کے بعد منوں مٹی کے نیچے جانے سے نہ بچاسکا۔ آج جگہ جگہ پر ایسے بے بس ہزاروں انسانوں کی پرستش کی جارہی ہے۔

آج ''میاں میر'' کے دربار پر کھڑے ہو کر انسان کو انسان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہوئے دیکھ کر سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کھڑے ہو کر ان انسانوں کو دیکھوں یا پھر بھاگ جاؤں۔

پھر ہم درباری تھڑے پر چڑھ گئے۔ جہاں ''میاں میر'' کا حجرہ تھا اور عورتیں نماز پڑھ رہی تھیں اور حجرے کے دروازے کے قریب عورتیں بیٹھی بی بی فاطمہ کی کہانی اور نجانے کیا کیا پڑھ رہی تھیں۔ ہم ان کو نظر انداز کر کے جب حجرے کے اندر جھانکنے لگے تو میرا خوف سکتے میں بدل گیا۔ وہاں لوگ رو رو کر ''میاں میر'' سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا مومن بندہ تو رو رو کر اللہ سے رات کی تاریکیوں میں جنت مانگتا ہے۔ جبکہ یہاں تو سارے معاملات ہی الٹ تھے اور لوگ ''میاں میر'' سے رو رو کر جہنم مانگ رہے تھے۔ حجرے کا عجیب منظر تھا کوئی سجدہ ریز ہو کر' کوئی کھڑے ہو کر اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہا تھا اور میں تجسس کا بت بنی کھڑی اللہ کے باغیوں کو دیکھ رہی تھی کہ حجرے کے دروازے پر کھڑے ہونے والا لڑکا ہمارے قریب آکر کہنے لگا باجی! یہاں حجرے میں عورتوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا آپ اس چوکھٹ سے دور رہیں۔ مجھے بڑا غصہ آیا مگر میں اس کی بات کو نظر انداز کر کے کھڑی رہی۔ اتنے میں دو مرد' رو دھو کر حجرے سے الٹے قدموں نکلے اور الٹے قدموں ہی دربار کے آخری گیٹ پر پہنچ گئے۔ ابھی میں ان کا الٹے قدموں چلنا نہ سمجھ سکی تھی کہ مزید دو مرد حجرے میں داخل ہوئے اور قبر پر سجدہ ریز ہو گئے۔ اُف اللہ یہ کیسے کیسے انکشاف ہو رہے تھے۔

میرا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔ خیر ہم وہاں مزید نہ ٹھہر سکے اور واپس پلٹ آئے۔ ابھی ہم دربار کے چبوترے پر ہی تھے کہ دو عورتیں خوشی خوشی واپس جارہی تھیں۔

میری بہن کہنے لگی چلیں! ان کی خوشی کا راز پوچھتے ہیں۔ یہ کہتے ہی میری بہن نے آواز لگائی...... خالہ جی! ان دونوں عورتوں نے آواز پر پلٹ کر پوچھا ''ہاں جی کی کہنا اے'' (کیا کہنا ہے) آپ یہاں کیا لینے آئی ہیں۔ میری بہن نے بغیر تمہید کے سوال جھاڑ دیا۔ پتر حاضری دینے کے لئے آتی ہوں۔ یہاں ''میاں میر'' صاحب کی وجہ سے میرے بیٹے کو نوکری ملی ہے۔ بڑا برگزیدہ ولی ہے۔ کسی کو خالی ہاتھ نہیں بھیجتا۔ عورت نے ''میاں میر'' کی خوبی بتاتے ہوئے کہا اور مزید خوبی اس طرح سے بیان کی کہ میاں صاحب بڑے برگزیدہ ولی ہیں' کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے...... میاں صاحب کا اللہ سے ڈائریکٹ واسطہ ہے۔ ان کے ذریعے ہم اپنی دعا اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ میری بہن فوراً بول اٹھی کیا تم لوگوں نے اپنے ''میاں میر'' کو زندہ ہی دفن کر دیا ہے جو منوں مٹی کے نیچے بھی اللہ سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور ''میاں میر'' کی اس قدر بے ادبی کہ آپ ان کو سیڑھی کے طور پر استعمال کرتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ سے رابطے کے لئے کسی بھی قسم کی سیڑھی یا ذریعے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

ایک زائرہ کہنے لگی میاں میر بڑے پہنچے ہوئے ولی ہیں ہر وقت اللہ کے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم نے میاں میر کو زندہ دفن کر دیا تھا کہ وہ منوں مٹی تلے تمہاری دعائیں سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ یہ سن کر وہ عورت وہاں سے فرار ہوگئی

نحن اقرب الیه من حبل الورید ٥(سورۃ 'ق)

''ہم انسان کی شہ رگ سے قریب ہیں۔''

اللہ تو ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے تو آپ کہاں بھٹکتی پھر رہی ہیں۔ عورتوں کی ساری خوشی ہوا ہوگئی۔ چہروں پر نحوست نے ڈیرے ڈال لئے اور وہ عورتیں وہاں سے کھسکنے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں۔ اسی اثنا میں بلند آواز میں ایک مرد قوالی گانے لگا۔ ہم نے پلٹ کر گانے والے کی طرف دیکھا تو ایک بھنگی بیٹھا قوالی گا رہا تھا۔ شرک سے بھرے الفاظ ہمارے کانوں میں تیر کی طرح لگ رہے تھے۔ جب ہم نے پلٹ کر عورتوں کو دیکھا تو وہ وہاں سے فرار ہو چکی تھیں۔ شاید توحید کے الفاظ سے انہوں نے ہمیں پہچان لیا ہوگا۔ خیر ہم بھی وہاں سے چل پڑے۔ ہمارا رخ دربار کے خارجی دروازے کی طرف تھا۔ ہم وہاں سے جلدی سے نکلنا چاہ رہے تھے کہ بھنگی نے ہمیں آواز دے کر کہا کہ ''میاں میر'' کے نام سے دے دیں۔ غصہ تو ہمیں پہلے بھی تھا ہم نے فوراً اس سے کہا کہ جس کے دربار میں بیٹھے ہوئے ہو اس کے ہوتے ہوئے لوگوں سے کیوں مانگ رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میاں کے وسیلے ہی سے ہم یہاں بیٹھے دو وقت کی روٹی کھا رہے ہیں اور یہی تو دے رہا ہے۔ ہم نے کہا کہ اب بھی اسی سے مانگو۔ یہ کہہ کر ہم آگے بڑھ گئے اور گیٹ پار کرنے لگے کہ ایک بوڑھی اور توتلی زبان والی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ہمیں دیکھتے ہی چیخنے چلانے لگی۔ شروع میں تو اس کی بات سمجھ میں نہ آئی لیکن کافی وقت کے بعد اس کی بات سمجھ میں آگئی وہ کہہ رہی تھی ''میاں میر'' کے دربار پر آئی کیا لینے تھیں۔ یہاں پر برقعے والیوں کا کیا کام یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے اسے بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے علاوہ وہ نہ جانے کیا کیا کہہ رہی تھی مگر ہم اس ''شرک ہاؤس'' سے جلد از جلد نکلنا چاہ رہے تھے۔ کیوں کہ ''میاں میر'' کے لئے جو عبادت کی جارہی تھی...... ایسا لگتا تھا کہ ابھی عذاب الٰہی نازل ہو جائے گا۔ لہٰذا ہم وہاں سے جلدی سے نکلے اور سکھ کا سانس لیا۔ اس طرح ہم اپنے شہر واپس آنے کے لئے تیار ہو گئے اور سارے رستے دونوں بہنیں خاموش اور سکتے کے عالم میں رہیں اور ساتھ ہی یہ دعا بار بار زبان پہ آتی رہی

اللهم اهدقومنا فانهم لایعلمون

اللهم لا تجعلنا منهم. (آمین)

اسی حالت میں ہم اپنے گھر واپس آگئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

گرا ہے جس بھی خاک پر قیامتیں اٹھائے گا
یہ گرم گرم سرخ سرخ تازہ جواں لہو

مائرہ ندیم' پاکپتن

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں
مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

(بانگِ درا سے مراسلہ: عائشہ عبدالرشید)

وفیات

سٹیٹ بنک ملتان کے سابق آفیسر جناب قاضی یوسف قریشی جنہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی ساری زندگی دین حقہ کی خدمت اور تحقیق میں گزار دی تھی' گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم امت مسلمہ میں کتاب وسنت سے انحراف کرنے والے فرقوں اور ان کے متعلقہ مسائل پر کمپیوٹر پر ایک پروگرام میں رہنما کتاب بھی مرتب کر رہے تھے۔ 70 فیصد سے زائد کام ہو چکا تھا کہ انہوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

جماعۃ الدعوۃ کے چاچا ابو بلال مسئول ورثاء شہداء ضلع شیخوپورہ کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

الدعوۃ ماڈل سکول شیخوپورہ کے مدرس شعبہ حفظ قاری عبداللہ کی بچی وفات پا گئی ہے۔

جماعۃ الدعوۃ فیروز وٹواں کے مسئول شیخ الحدیث محترم الاستاذ ابوذر زکریا مجاہد کی والدہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ نہایت متدین اور مجاہدین سے بہت پیار کرنے والی خاتون تھیں۔

جماعۃ الدعوۃ ملتان کے اہل خیر بزرگ چاچا عبدالرزاق بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم مجاہدین سے بے پناہ محبت کرنے والے اور تعاون کرنے والے تھے۔ ان کا ایک بیٹا ابوحیدر شہزاد گل بھی مقبوضہ کشمیر میں شہید ہو چکا ہے۔ اللہ ان سب اور دیگر وفات شدگان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

اللهم اغفرلهم وارحمهم

غیر مسلموں کی تقلید

اقصیٰ عبدالرشید' شاہدرہ لاہور

جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو چشم فلک نے دیکھا کتنی ہی خونیں داستانیں تاریخ کے اوراق پر رقم ہوئیں۔ لٹے پٹے قافلے سر بریدہ لاشیں سروں کے انبار' لٹی ہوئی عصمتیں آہ...... کیا کچھ نہ لوٹایا ہمارے بزرگوں نے کہ ہماری آنے والی نسلوں کے پاس ایک اسلامی ملک' اسلامی تہذیب وثقافت اور اپنی اسلامی شناخت ہو۔

مگر افسوس یہ ملک جس کی بنیادوں کو خون دے کر اٹھایا گیا تھا اس کے باشندوں نے ہر قربانی کو پس پشت ڈال دیا۔ آج ان کے پاس نہ گھر اسلامی ہے' نہ ماحول' نہ معاشرہ اسلامی ہے اور نہ ہی تہذیب وثقافت اسلام کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں غیروں سے مستعار لی ہوئی روایات ہیں۔ ہمارے روز مرہ کے معاملات' ہمارا اٹھنا بیٹھنا' ہماری بول چال' ہمارے لباس انداز واطوار' ہمارے خوشی غمی کے معاملات' ہمارا کھانا پینا' ہماری تقریبات' غرض جینا مرنا ہر معاملے میں ہندوانہ کلچر نمایاں ہے۔ غیروں کی اندھی تقلید میں ہم یہ بھی بھول گئے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہماری تہذیب وثقافت ہندو' انگریز کلچر سے جدا ہے۔ خون کے دریا بہا کر ملک حاصل کرنے کا مقصد بھی یہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور آزادانہ اللہ کی توحید اور اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان کا پرچار کر سکیں۔ مگر افسوس' صد افسوس! ہم نے ہندو سے ملک تو آزاد کروا لیا مگر ذہنوں کو ان کی ثقافت سے آزاد نہ کروا سکے۔ آج ان کے اور ہمارے درمیان کیا فرق رہ گیا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے شہروں اور گلیوں' بازاروں میں اگر وہاں مرد وزن کا اختلاط ہے' عورتیں بے پردہ ہیں تو پاکستان میں بھی مسلمان عورتیں رونق بازار بنی ہوئی ہیں۔ اگر وہاں گھروں اور بازاروں مین بت سجے ہوئے ہیں تو یہاں کیا فرق ہے؟ ڈیکوریشن کے طور پر ہی سہی' ہمارے ڈرائنگ روموں کی زینت جاندار چیزوں کی خوبصورت مورتیاں ہیں' بازاروں اور دوکانوں میں شوکیسوں میں سجی ہوئی مورتیاں ہیں۔ رہی سہی کسر بڑی بڑی تصویروں نے پوری کر دی ہے۔ اگر وہ اپنی حاجات بتوں کے سامنے رکھتے ہیں تو ہم نے قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔ کیا فرق ہے ہمارے اور ان کے معاشرے میں۔ نام اسلامی رکھ لینے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ مسجدوں میں اذانیں ہو رہی ہیں مگر کوئی نماز کے لئے نہیں آتا۔ نماز پڑھنے والے تو انڈین اور انگریزی فلموں میں گم ہیں۔ نماز پڑھنے کا شوق ہے نہ فرصت۔ بھلا نوجوان نسل کو یہ مولانا والے کام سجتے ہیں کیا؟ ان کے لئے تو مسلمان اور محب وطن ہونے کا نعرہ ہی کافی ہے آہ...... مغرب کے کلچر کی دیوانی یہ نوجوان نسل جس کا ظاہر وباطن دونوں ہی اس کے مسلمان ہونے سے انکاری ہیں۔ اسلامی لباس سے محروم سنت نبوی سے عاری چہرہ' پینٹ شرٹ گلے میں ٹائی کی صورت میں غلامی کا طوق ڈالے بڑے بڑے بال کانوں میں بالیاں' ہاتھوں میں کڑے' منہ بگاڑ کر انگریزی بولتا ہوا' گلیوں' بازاروں میں اپنی ہی اسلامی بہنوں پر آوازیں کستا ہوا نوجوان امت مسلمہ کا معمار ہے۔ جو اسلام کے مفہوم سے بھی ناآشنا ہے۔ کل تک اسلام کی تاریخ میں یہی نوجوان میدان جنگ کا شہسوار تھا جو کبھی خالد بن ولید بن کر طاغوت کو نیست و نابود کرتا تھا' کبھی موسیٰ بن نصیر بن کر باطل کی نیندیں اڑاتا تھا' کبھی ایک عیسائی لڑکی کی پکار پر طارق بن زیاد بن کر کشتیاں جلا دیتا تھا اور کبھی مسلم بہن کی فریاد پر محمد بن قاسم بن کر دیبل کے راجہ داہر سے ٹکراتا ہوا اور کبھی سلطان محمود غزنوی کے روپ میں سومنات کے مندروں کو توڑتا نظر آتا تھا......

اسلامی نصاب ایک ہی کتاب قرآن مجید میں سمویا ہے جو سائنس' ٹیکنالوجی' طب وصحت سیرت وکردار' اخلاق وتربیت غرض انسانی زندگی کے ہر شعبے پر چھایا ہوا ہے مگر افسوس آج ہم اس مکمل نصاب تعلیم کو چھوڑ کر فرنگی تعلیمات حاصل کر کے فخر محسوس کرتے ہیں

اسلام کا مرد مجاہد جو تلواروں کی جھنکار میں پل کر جوان ہوا تھا آج طاؤس ورباب کی مستیوں میں گم ہے۔ تلوار اٹھانے والے ہاتھ آج کرکٹ کے بلوں کو اٹھائے ہوئے کھیل کود میں کھو چکے ہیں۔ کھیل کود میں وقت برباد کرنے والے کرکٹرز ان کے ہیروز ہیں لڑکے تو لڑکے نوجوان لڑکیاں کرکٹ کی دیوانی ہیں۔ میچ کے دوران تالیاں پیٹتی' ہاہا' ہوہو کرتی اسلام کی یہ بیٹیاں شرم وحیاء کو بھی بھلا بیٹھتی ہیں۔ حوا کی یہ بیٹیاں جسے اسلام نے عزت اور مرتبہ عطا کیا' ماں کے روپ میں قدموں تلے جنت رکھ دی۔ بہن اور بیٹی کے روپ میں رحمت قرار دیا' نیک اور اچھی بیوی کے روپ میں بہترین متاع حیات قرار دیا۔ مغرب کی آزاد اور بے لگام عورت کی تقلید میں اپنے سارے اعزاز فراموش کر بیٹھی' پردے سے بے نیاز' شرم وحیا سے عاری کٹے پھٹے بال بکھرائے چہرے پہ لیپا پوتی کئے نیم عریاں لباس' شتر بے مہار' مردوں کے شانہ بشانہ چلتی ہوئیں بے غیرتی کا اشتہار بنی ہوئی اسلام کی یہ بیٹیاں جو غیروں کی اندھی تقلید میں اپنے مسلم ہونے کے فخر سے بھی محروم ہو چکی ہیں۔ فیشن بے راہ روی ان کا مقصد حیات ہے۔ باقاعدہ ماڈل اور ایکٹرس کو آئیڈلائز کیا جاتا ہے۔ حقیقت سے عاری' اداکاری کرنے والے ایکٹرز سستی شہرت کے لئے فطرت کا مذاق اڑاتے' جانوروں کی طرح اچھل کود کرتے ہوئے گلوکاروں اور کرکٹرز کے ہیروز کے نادر شاہی خیالات نوجوان نسل کے لئے مشعل راہ ہیں۔ زندگی گزارنے کے لئے ان زریں اصولوں کو اپنایا جاتا ہے۔ معاشرے کا یہ نچ طبقہ جسے کبھی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آج عزت دار بن بیٹھا ہے۔ معاشرے میں انہیں آئیڈیل بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ نوجوان طبقہ ان کا پرستار ہے اور انہیں کاپی کر کے ان کی پرستش کر کے اپنے آپ کو قابل فخر سمجھتا ہے۔

افسوس! نوجوان طبقے نے بہت غلط قبلہ چنا ہے۔ پرستش کا مطلب عبادت ہوتا ہے۔ جس کی حقدار صرف اللہ کی ذات ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے' شخصی تقلید نے مسلمانوں کو ان ہیروز کا عبادت گزار بنا دیا ہے۔ (استغفر اللہ) اگر اسی طرح کا مسلمان بننا تھا تو

ہندوستان کیا برا تھا۔ ہر طرح سے آزاد جو جس کی چاہے عبادت کرے' ضرورت پڑنے پر چاہے گدھے کو بھی باپ بنالے کوئی اس پر فتوئی لگانے والا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے دس لاکھ قربانیاں کیا اس لئے دی تھیں آنے والی نسل ہندو انگریز کلچر کی غلام بن جائے؟ پاکستان کی بنیاد لا الہ الا اللہ پر اس لئے رکھی گئی تھی' کوئی اللہ کا نام نہ لے اور ہر گھر سے انڈین گانوں کی آواز گونجے' بزرگوں کی روایات کے نام پر ان کے تہوار منائے جائیں' مسلمان اور اسلام کے ازلی دشمن سے امن اور دوستی کا ڈھنڈورا پیٹا جائے؟ کیا اس لئے قربانیاں دی تھیں کہ بسنت کے نام پر اپنے ہی معصوم بچوں کا قتل عام کرتے پھریں؟ اسلام کے نام پر بننے والے اس اسلامی معاشرے میں ڈھونڈنے سے بھی اسلام نظر نہیں آتا۔ بقول شاعر

ہم ہند سے اگر آئے تو اسلام کی خاطر
سر لوگوں نے کٹوائے تو اسلام کی خاطر
گھر بار جو لٹوائے تو اسلام کی خاطر
حیرت ہے کہ اسلام یہاں ہے نہ وہاں ہے
ہم کو بھی دکھاؤ کہ وہ اسلام کہاں ہے

ہم نے کبھی سوچنے کی زحمت ہی نہیں کی کہ ہمارا معاشرہ اس قدر پستیوں میں کیوں جا گرا ہے؟ نوجوان نسل سے شعور آگہی چھیننے والا کون ہے؟ عورتوں کو چار دیواری سے نکال کر رونق بازار بنانے والا کون ہے؟ معاشرے میں آج تک اسلام کا نفاذ کیوں نہیں ہو سکا؟ اس سوال کے جواب میں ہر کوئی ایک دوسرے کو الزام دیتا ہوا نظر آئے گا' ہماری عادت ہے 'اپنی غلطیاں دوسروں کے کھاتے میں ڈال کر خود مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم بے قصور ہیں' کوئی حکومت کو الزام دے رہا ہے' کوئی اساتذہ کو اور کوئی والدین کو غلط سمجھتا ہے حالانکہ اس سارے سیٹ اپ میں ہر کوئی ذمہ دار ہے۔ سب سے زیادہ ذمہ داریاں والدین پر آتی ہے کیونکہ جب بچہ دنیا میں آتا ہے تو شعور و آگہی سے بہت دور ہوتا ہے۔ وہ معصوم اور خطاؤں سے پاک ہوتا ہے' جیسا کہ قرآن میں اللہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ!'' اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا' اسی کو اختیار کئے رہو۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سورۃ روم آیت نمبر 30)

مطلب یہ ہے کہ جو بھی انسان دنیا میں آتا ہے وہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے' خواہ وہ ہندو کے گھر پیدا ہو یا عیسائی کے گھر پیدا ہو چاہے کسی یہودی کے گھر پیدا ہو' دین فطرت اس کی جبلت میں شامل ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

ترجمہ!'' ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے' اس کے والدین اسے یہودی' نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

بچہ جب پلنے بڑھنے اور سیکھنے کے مراحل سے گزرتا ہے تو سب سے پہلے اپنے والدین اور بھائی بہنوں سے سیکھتا ہے۔ ماحول کی اچھائی اور برائی اس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جو وہ اپنے والدین اور بھائی بہنوں کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اسے کاپی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے اگر کوئی ماحول اچھا مل جائے تو بچے کی اچھی تربیت ہو جاتی ہے۔ بچے کی شخصیت پودے کی مانند ہوتی ہے۔ جسے پھلنے پھولنے کے لئے زرخیز زمین' آکسیجن اور پانی کے ساتھ ساتھ مناسب کاٹ چھانٹ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مناسب دیکھ بھال نہ کی جائے تو اس کے ساتھ جھاڑیاں اور کانٹے اُگ آتے ہیں جو راہ چلنے والوں کے لئے پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔ اسی طرح بچے کی شخصیت کو مکمل کرنے کے لئے اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ والدین کو ماڈل کا کردار بھی ادا کرنا چاہئے۔ بچپن میں ہی انہیں اچھائی اور برائی کا واضح فرق سمجھا دیا جائے تو بڑے ہو کر ان کے ذہنوں میں پختگی آ جائے گی' بچہ بہت حساس ہوتا ہے۔ والدین بچے کو اچھائی کا حکم دیں اور خود اس پر عمل نہ کریں تو بچہ متضاد کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس میں اچھائی اور برائی میں تمیز کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ بچپن کی تربیت تمام عمر پر محیط ہوتی ہے۔ اس عمر میں اچھائی یا برائی کا نقش بہت گہرا اور انمٹ ہوتا ہے۔ بچپن میں شخصیت کی بنیاد اسلامی منہج پر اٹھائی جائے تو اس پر بننے والی عمارت کوئی نہیں گرا سکتا۔ والدین اگر بنیادیں غلط رکھیں گے تو عمارت بھی کھوکھلی ہوگی۔ اپنے بچے کی تربیت اسلامی خطوط پر کریں گے تو یہی بچہ اسلام کا فخر بنے گا۔ مگر آج کل کے والدین اپنے مقصد کو فراموش کر چکے ہیں۔ اپنے بچوں کو ترقی یافتہ اور روشن خیال بنانے کے لئے اسلام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ والدین بچوں کو فرنگی نظام تعلیم کے حوالے کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہمارا بچہ معاشرے کا پڑھا لکھا فرد بن جائے' اسے فر فر انگریزی آنی چاہئے تا کہ معاشرے کے پڑھے لکھے طبقے میں شمار ہو سکے۔ تعلیم حاصل کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان دنیا میں آنے کا مقصد جان سکے۔ اپنی ذمہ داریوں کو پہچان سکے تا کہ معاشرے میں اس کا کوئی عملی کردار ہو۔ افسوس ہمارے تعلیمی اداروں میں نصاب کے نام پر فرنگی تہذیب و تمدن کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

معاشرے کا وہ نیچ طبقہ جسے کبھی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا' آج عزت دار بن بیٹھا ہے۔ معاشرے میں انہیں آئیڈیل بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور نوجوان طبقہ ان کا پرستار ہے اور انہیں کاپی کر کے اپنے آپ کو قابل فخر سمجھتا ہے

سلیبس کے ذریعے مغربی مادر پدر آزاد تہذیب و ثقافت سے کچے ذہنوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ اسلامی تعلیم کے نام پر سیکولرازم کا نعرہ لگانے والے کمزور ایمان والے علماء اور دانشوروں کے عقائد و نظریات پڑھائے جا رہے ہیں۔ سائنس' ٹیکنالوجی' بیالوجی' طب و جراحت' معاشیات' سیاسیات' جغرافیہ' انجینئرنگ اور میتھ وغیرہ کے نام پر ڈھیروں نصابی سلیبس تھما کر طالب علموں کو اس قدر مصروف کر دیا ہے کہ وہ خود سے بھی بے خبر ہو چکے ہیں۔ ڈگریوں کے لالچ میں کہیں قاعدے' کلیے اور سمریاں دی جا رہی ہیں تو کہیں ثقافتی ورثہ کے نام پر طالب علموں کو عشق و محبت کے جھوٹے افسانے' ہجر و وصال کی درد بھری غزلیں' شعر و شاعری کا فضول ادب پڑھا کر آئیڈیلزم کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ سیکولر تعلیم اور سیکولر تہذیب کے دلدادہ والدین کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ تعلیمی اداروں میں ان کے بچوں کو اسلام سے محروم کیا جا رہا ہے۔ انہیں روحانی طور پر شعور و آگہی سے دور کیا جا رہا ہے۔ ان کے بچے کے پاس آکسفورڈ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کی سند ہونی چاہئے۔ اسلامی تعلیمات بچے کی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ اسلامی نصاب تو بیچارا عام سا عربی ٹیچر ہی پڑھائے گا جسے آج کے جدید دور میں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ امریکن یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل کرنے والا طالب علم اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان تو بن سکتا ہے مگر مسلمان نہیں بن سکتا۔ اسلام اپنے طالب علم سے سر سے پاؤں تک بدلنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اسلامی نصاب اس کی پوری زندگی پر محیط ہے۔ اسلامی نصاب ایک ہی کتاب قرآن مجید میں سمویا ہے جو سائنس' ٹیکنالوجی' طب' سیرت' کردار' اخلاق' تربیت غرض انسانی زندگی کے ہر شعبے پر چھایا ہوا ہے مگر افسوس

اے اسلامی ماؤں' بہنو! اب بھی وقت ہے۔ کفار کی تقلید چھوڑ کر چادر اور چار دیواری کی زندگی کو اپنا لیں اور اپنے جہادی کردار کو پھر سے زندہ کریں تا کہ کفار کو پہلے والی شکستوں سے دو چار ہونا پڑے

آج ہم اس مکمل نصاب تعلیم کو چھوڑ کر فرنگی تعلیمات حاصل کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ سائنس' ٹیکنالوجی' طب و جراحت کے بانی مسلمان تھے مگر اسلام سے دوری اور کفر کی غلامی اختیار کر کے آج تعلیم کے میدان میں سب سے پیچھے ہیں۔ طاغوت کے بیٹوں نے انہیں ترقی یافتہ اور سیکولرازم کا جھانسہ دے کر اسلام اور قرآن سے دور کر دیا۔ مسلمانوں کے کمزور ایمان نے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا۔ آج کا مسلم قرآن کی تعلیمات اتنی نہیں جانتا جتنا کفار اس سے باخبر ہے۔ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لئے ہی سہی وہ اس قرآن کو پڑھتے

ہیں‘ان کا پہلا ہدف کمزور عقیدے کے مسلمان ہوتے ہیں جو نفس کے غلام اور دنیا کی محبت کے مارے ہوئے ٹوٹے پھوٹے نام کے مسلمان ہوتے ہیں۔ان کے ذریعے یہ مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں جہاں کمزوری ہو‘وہاں شکست جلدی ہوجاتی ہے۔تاریخ گواہ ہے کفار نے جب بھی مسلمانوں کو شکست دی اوچھے ہتھکنڈوں سے دی......کبھی دولت کی چکاچوند سے کمزوروں کا ایمان خریدا‘کبھی گندی تہذیب کے ذریعے کچے ذہنوں کو

افسوس یہ ملک جس کی بنیادوں کو خون دے کر اٹھایا گیا تھا اس کے باشندوں نے ہر قربانی کو پس پشت ڈال دیا۔آج ان کے پاس نہ گھر اسلامی ہے‘ نہ ماحول‘ نہ معاشرہ اسلامی ہے اور نہ ہی تہذیب وثقافت اسلام کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے

گمراہ کیا......کبھی مسلمانوں کو تفرقہ بازی میں الجھا کر اتحاد کی برکت سے محروم کردیا‘کبھی شدت پسندی کے نام پر مسلمانوں کو میدانوں سے دور کیا۔میدان جنگ میں آج تک یہ اسلام پر غالب نہیں آسکا۔ اسلام کے ماننے والوں نے جب بھی حق کا پرچم بلند کیا‘اللہ نے انہیں فتح عطا کی۔آج اسلام سے دوری اللہ سے ناامیدی کی وجہ سے مسلمان مغلوب ہوچکے ہیں۔کفار کی تمام طاقتیں جمع ہوکر مسلمانوں پرٹوٹ پڑی ہیں۔آخر کیا وجہ ہے؟آج مسلمانوں کے پاس مال و دولت ہے۔تیل کے ذخائر ہیں‘معدنیات کے خزانے ہیں‘تعداد کے لحاظ سے مسلمان بھاری اکثریت پر مشتمل ہیں۔مالی لحاظ سے اکثر ممالک سے خوشحال ہیں۔تربیت یافتہ فوج بھی ہے‘جدید اسلحہ بھی موجود ہے‘مگر مسلمان کفار سے مغلوب ہیں۔کبھی کفار پر مسلمانوں کا رعب ودبدبہ ہوتا تھا مگر آج مسلمان کفر سے ڈرتے ہیں۔مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔مسجدیں شہید کی جارہی ہیں۔ قرآن کے اوراق پھاڑے جارہے ہیں۔کسی مسلمان کی غیرت پر تازیانہ نہیں لگتا۔مسلمانوں کے ضمیر مردہ ہوچکے ہیں۔دین سے دوری کی وجہ یقین کی بنیاد کھوکھلی ہوچکی ہے۔کفار کی جی حضوریاں کرنے والے حکمران اپنی صدارتوں کو مضبوط کررہے ہیں۔دوستیوں کی پینگیں بڑھا کر عوام کو دھوکا دے رہے ہیں۔اسلام کے نام پر من گھڑت فتوے دیئے جارہے ہیں۔مذاکرات کی میزیں سجائی جارہی ہیں۔امن دوستی کے پیغام دیئے جارہے ہیں۔حالانکہ وہ اسلام اور مسلمان کے ازلی دشمن ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ!’’ان کفار سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو تم ان سے محبت کرتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں کرتے۔(ال عمران۔119)

مگر ہمارا یہ حال ہے کہ ہم ان سے دوستی کے خواہاں نوجوان نسل ان کی محبت میں اتنی پاگل ہے۔انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ مسلمان ہیں اور آخری نبی ﷺ کے امتی ہیں۔ایک مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ غیر مسلم کی محبت میں ہلکان ہوتا پھرے‘ان کی نقالی کرتا پھرے‘یہ کافر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ ہیں۔حقیقت میں یہ مسلمانوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کی نفرت کو بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ!’’ان کے دلوں کا بغض جھوٹا پڑ رہا ہے اور جو کچھ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے وہ اس سے بھی شدید ہے۔‘‘(ال عمران-118)

جن لوگوں کی دھوکے بازی کی خبر اللہ خود ہمیں دے رہے ہیں کیا وہ اس قابل ہیں کہ ان سے محبت کی جائے؟ایک طرف وہ محبت کی بات کرتے ہیں۔دوسری طرف ہمارے ہی مسلم بھائیوں کو قتل کرتے ہیں۔اگر مسلمان جوابی حملہ کرتے ہیں تو امن کے ٹھیکیدار بن جاتے ہیں۔جس قوم کی فطرت میں دھوکہ دینا لکھا ہوا ہے وہ قوم بھلا ہماری خیر خواہ کیسے ہوسکتی ہے۔ہم سب کچھ کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی خوش گمانی میں مبتلا ہیں۔ان سے محبت کرکے ان کی تہذیب کو اپنا کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہوجائیں گے حالانکہ یہ ہماری بھول ہے۔قرآن ہمیں کہہ رہا ہے۔

ترجمہ!’’اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔‘‘(المائدہ۔51)

آج ان سے دوستیوں کا انجام سامنے ہے۔بے غیرت اور بے حمیت معاشرہ جس کی غیرت کو بے حیائی کی گولی دے کر سلا دیا گیا ہے۔جس میں اپنے دشمن سے نفرت کرنے کا جذبہ بھی ختم ہوچکا ہے۔آج معاشرے میں ہر دوسرا فرد اعلیٰ تعلیم‘خوبصورت گھر‘اچھا بزنس‘بینک بیلنس اور جائیداد کا طلبگار ہے۔اگر کسی دوست یا محلے دار نے اچھا گھر یا گاڑی خریدی ہے تو دوسرا اس کی تقلید میں دن رات ایک کردے گا۔اگر کسی ایک نے گھر میں ڈیکوریشن کی ہے تو دوسرا اس سے بڑھ کر کرے گا۔اگر کسی نے کاروبار میں اضافہ کرلیا ہے تو دوسرا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک وہ پہلے سے زیادہ ترقی نہ کرے گا۔اتنے سالوں میں ایک دوسرے کی تقلید کے سوا کیا بھی کیا ہے۔کفار مل بیٹھ کر ہمارے خاتمے کی تیاریاں کررہے ہیں اور ہم ابھی تک ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں لگے ہوئے ہیں۔انہوں نے ہمیں دنیا کی محبت اور تہذیب وثقافت کے مسئلوں میں الجھا کر ہمیں ہمارے اصل مقصد سے دور کردیا۔والدین‘اولاد‘اساتذہ‘ شاگرد‘علماء غرض ہر کوئی اپنے اصل مقصد کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ والدین اگر اپنے بچوں کو اچھائی اور برائی کا شعور دین اسلام سے محبت اور کفر سے نفرت سکھائیں‘اپنی اولادوں کو اسلامی قوانین کا پابند کردیں‘کفر اور اس کی روایات سے نفرت سکھائیں‘زندگی گزارنے کے لئے اللہ کے نبی ﷺ کا اسوہ حسنہ پیش کریں۔آئیڈیل کے طور پر اپنے بچوں کو نبی ﷺ ماڈل پیش کریں۔ان کی سیرت‘ان کا کردار‘ان کی نرمی‘شفقت‘ان کی محبت‘ان کا اخلاق‘ان کا جبر‘ان کی استقامت‘ ان کا کافروں کے خلاف جہاد وقتال‘صحابہ کی زندگیاں‘ان کا بھائی چارہ‘اللہ سے محبت‘نبی ﷺ کی اطاعت......یہ ساری چیزیں ان کی زندگیوں میں شامل کردی جائیں تو وہ کبھی بھی غیروں کی نقالی کرتے ہوئے نظر نہ آئیں۔ان کے آئیڈیل کرکٹرز نہیں بلکہ خالد بن ولید‘ موسیٰ بن نصیر‘طارق بن زیاد‘محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی بنیں گے۔ان کے اندر اسلام کی محبت مضبوط ہوگی تو مغرب کی چکاچوند انہیں اپنے طلسم میں گرفتار نہیں کرسکتی۔اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے خالی ہاتھ‘بھوکے پیٹ‘اپنے ایمان کی مضبوطی سے کفر کے ایوانوں میں زلزلے بپا کیے اور کفر کو نیست ونابود کرکے رکھ دیا۔ مکہ اور مدینہ‘روم‘ایران‘عراق‘قیصر وکسریٰ‘فلسطین‘ہندوستان کے سومنات کہاں کہاں ان بھوکے اور غریبوں کی دہشت نہیں پھیلی ان کی دہشت سے آج بھی کفر لرز رہا ہے۔ان کی قوت ایمانی کے سامنے نہ مال ودولت کے انبار ٹھہر سکے نہ ان کی ضروریات انہیں مقصد سے ہٹا سکی اور نہ ہی ان کی دوستی اور صلح کے جھانسے میں آسکے۔مسلمانوں نے جب تک حکومت کی کفر کو غلام بنا کر ان سے جذیہ وصول کرتے رہے۔صلیبی جنگوں میں تو یہ مسلمانوں سے فتح حاصل نہ کرسکے مگر نظریاتی اور ثقافتی جنگ میں وہ مسلمانوں کو اپنا غلام بنا چکے ہیں۔آج مسلمان انہیں قرض دے کر ان کی غلامی میں رہ رہے ہیں۔اسلام سے دوری اور اللہ سے ناامیدی نے مسلمانوں سے عزت وغیرت کی زندگی چھین لی‘کفر کی طرز زندگی نے ان کے اندر احساس کمتری بھر دیا۔حیرت کی بات ہے مسلمان جن کا ماضی میں کردار سنہری حرفوں میں لکھا گیا جو انبیاء‘صالحین‘اولیاء‘مجاہدوں‘غازیوں اور شہیدوں کے وارث ہیں‘کفر کی کون سی خوبی نے انہیں اس حد تک مغلوب کردیا ہے کہ انہیں اپنا روشن ماضی بھی بھول گیا ہے۔اس قوم کے پاس ہے کیا‘دھوکہ دہی اور مکاری کے علاوہ اللہ کے یہ دھتکارے ہوئے مجرم ہیں۔اپنے انبیاء کے یہ قاتل ہیں۔اللہ کی دی ہوئی آسمانی کتابوں کو یہ غلط ملط کرچکے ہیں۔ہر دور میں اپنے نفس کے تقاضوں کے مطابق انہیں تبدیل کرلیتے ہیں۔آج مسلمانوں کو ترقی یافتہ اور لبرل ازم کا جھانسہ دے کر وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کو بھی بدل دیں۔کیا ہے ان کے پاس؟شرم وحیاء سے عاری تہذیب‘اپنی ہی بیٹیوں کے لٹیرے‘ بے حیائی کا ننگا اشتہار بنے ہوئے‘آخر انسان اور جانور میں کچھ تو فرق ہو۔آج یہ دنیا سے دہشت گردی اور شدت پسندی کو ختم کرکے امن وامان کا ڈنڈھورا پیٹ رہے ہیں۔ان کی دہشت گردی کی داستان گوانتانامو‘ابوغریب اور سرینگر کی جیلیں چیخ چیخ کر بیان کررہی ہیں۔یہ انسانوں کے روپ میں بھیڑیئے ہیں جو انسان کہلانے کے

باقی صفحہ 45 پر

بچت کے نبوی ﷺ اصول

ام عبدالحفیظ

دور حاضر میں بچت کے بارے میں بہت پرکشش سلوگن ترتیب دیئے گئے ہیں۔ انشورنس اور سیونگ سرٹیفکیٹ جاری کرنے والوں نے تو اس میں بہت سی جدت اور دل کش ترغیبات پر مشتمل لفظوں کا سہارا لیا ہے۔ مصنوعات کے مالک صارفین کو بچت کے نام پر ڈھیروں اور قیمتی انعامات کے ایسے سبز باغ دکھاتے ہیں کہ صارف کی جیب بغیر ضرورت کے بھی چیز خرید کر گھر لے آتی ہے۔ بچت کا یہ تصور انسان کو خودغرض، حریص میں اور میرا کے حصار میں جکڑ کر رکھ دیتا ہے۔ نیز بعض حالات میں کل کا مالی مفاد آج کی ضروریات کو بھی ہڑپ کر جاتا ہے۔ قرض یا صدقہ دے کر بیماری سے تڑپتے مریضوں، بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں، کڑکڑاتی دھوپ اور یخ سردی میں بغیر چھت یا لباس کے ٹھٹھرتے ہوئے محروم لوگوں، اپاہج اور بے سہارا انسانوں، تعلیم کی بجائے سڑکوں اور گلیوں میں کاغذ چن کر پیٹ بھرنے والے بچوں پر خرچ کرنے کے بجائے انسان اپنی اولاد کے مالی مفاد اور مستقبل کی خوش حالی کے تصور کو ترجیح دینے لگتا ہے۔

کتنے ہی لوگ ہیں جو مہینہ کے شروع میں کمیٹی کی قسط دے کر...... سیونگ سرٹیفکیٹ خرید کر...... بچت کھاتے میں رقم جمع کرا کر...... پورا مہینہ اپنی خالی جیب کا مصنوعی رونا روتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضرورت مند کے لئے جیب کی طرف ہاتھ جائے بھی تو صرف چند سکے ہی درآمد ہوتے ہیں۔

> اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے انسان کے دل میں ایثار، قربانی، خلوص، ہمدردی، اخوت، توکل، قناعت اور سخاوت جیسی گراں بہا صفات پیدا ہوتی ہیں

عورتیں بچت کرنے میں مردوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہوتی ہیں۔ ان کی بچت کے طریقے بھی انہی کی سمجھ میں آنے والے ہوتے ہیں۔ یہ قیمتی سوٹ خرید کر دکان دار کو عام قیمت سے زیادہ قیمت ادا کر کے...... اس میں کسی دوسرے کپڑے کی پیوندکاری کے ذریعے جہاں ایک نیا فیشن متعارف کراتی ہیں وہاں اپنے زعم میں بہت بڑی بچت بھی کر لیتی ہیں۔ روزانہ گوشت میں سے تکّے، کباب، سبزی گوشت پکا کر یعنی تین تین سالن بنا کر یہ باور کرتی اور کراتی ہیں کہ انہوں نے بچت سے کام لیا اور ایک پنتھ سے دو کاج نکال لئے۔ یہ تھے بچت کے روزمرہ کے عمومی طریقے اور اب آئیں رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ تصور بچت کی طرف ...... فرمایا

''اے ابوذر رضی اللہ عنہ! جب تم سالن پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔'' (بخاری و مسلم)

بچت کا یہ طریقہ اس شخص کو بتایا گیا ہے جو مالدار نہیں بلکہ اس کے پاس بقدر کفاف روزی ہے۔ اس اصول میں اصل خرچ تو وہی ہے جو سوچا تھا یا کرلیا گیا۔ لیکن اس میں اضافے یا بچت کا جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ صرف تعلیم نبوی ﷺ پر عمل کرنے ہی سے ممکن ہے۔ یہ بچت ایک ایسی بچت ہے جو انسان کو یہ یقین مہیا کرتی ہے کہ

ماعندکم ینفد وماعنداللہ باق. (النحل-96)

''جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔''

اس صورت میں نہ جیب پر بار پڑتا ہے، نہ بجٹ متاثر ہوتا ہے اور بچت کے بعد ستر گنا واپس ملتا ہے۔

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم. (البقرہ-261)

''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس (کے عمل) کا اجر چاہتا ہے (اس کی نیت کے مطابق جتنا چاہتا ہے) بڑھا دیتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور برابر صدقہ کرے تو اللہ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر صدقہ دینے والے کے فائدے کے لئے اسے پالتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ)

اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ انسان کی خالص بچت ہے۔ اس بچت سے انسان میں خودغرضی، سنگ دلی اور لالچ کے بجائے انسان میں ایثار، قربانی، خلوص، ہمدردی، اخوت، توکل، قناعت اور سخاوت جیسی گراں بہا صفات پیدا ہوتی ہیں۔ نیز اس طریق کار سے معمولی آمدنی والے پر کوئی اضافی بوجھ نہیں پڑتا۔ ہم اس اصول کو زندگی کے تمام اخراجات اور ضروریات پر منطبق کر سکتے ہیں۔ مثلاً

☆ اہل خانہ کے نئے کپڑے خریدتے ہوئے انہیں مطلوبہ قیمت سے ذرا کم سطح پر لے آئیں۔ اس طرح گھر کے چھ افراد کے ساتھ کسی ضرورت مند کا لباس آسانی سے تیار ہو سکتا ہے۔

☆ گھر کی تعمیر کر رہے ہیں۔ اس میں مطلوبہ فرش کے بجائے ذرا کم قیمت فرش ڈلوا لیں۔ آرائشی کام کو ترک کر دیں، کچن یا باتھ روم میں بیش قیمت ٹائیلوں، قیمتی شاورز اور حوض وغیرہ کے بجائے ذرا کم قیمت چیزیں استعمال کر لیں۔ یوں بارہ تیرہ لاکھ کی لاگت میں بننے والے مکان میں سے ساٹھ ستر ہزار پس انداز کر لینا چنداں مشکل نہیں۔ اس سے کسی چھت سے محروم شخص کو چھت ڈلوا کر دے دیں۔

☆ بچوں کے کھلونے ایک لایعنی خرچ ہے، بچے معمولی کھلونوں سے بھی بہل جاتے ہیں، وہی رقم کسی ضرورت مند کے بچے کی ضروریات پر خرچ کر کے آخرت کے بچت کھاتے میں جمع کرا دیں۔

☆ اپنے بچوں کے لئے کاپیاں، کتابیں اور پڑھائی کا دیگر سامان خریدتے ہوئے اپنا بجٹ تھوڑا سا نیچے لے آئیں، یہی بچت کسی تعلیم سے محروم بچے کی مدد پر لگا دیں۔

☆ صوفہ سیٹ کوئی بنیادی ضرورت نہیں۔ اگرچہ خریدنا ہی چاہتے ہیں تو 25,000 کی بجائے 15,000 کا خرید کر بقیہ رقم کسی مریض کی دوائی، یتیم کی کفالت اور ضرورت مند طالب علم پر صرف کریں۔

> جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور برابر صدقہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پالتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ (اجر میں) پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔
> (فرمان نبوی ﷺ)

☆ کوئی تفریحی سفر زیر غور ہے، یہ کوئی بنیادی ضرورت نہیں یا تو اسے موقوف کر دیجئے یا پھر اس میں تخفیف کر کے زائد رقم فی سبیل اللہ فنڈ میں جمع کرا دیں۔

جو تجھ سے ہو سکے گا کرتا جا اے بے رحم حاکم
حق بھی کبھی مٹا ہے یوں، یہ تیری بدگمانی ہے
ساجدہ اسلم

ہمارا خون ہر دم آگ کے شعلے بجھاتا ہے
ہماری بے کسی پر آسمان بھی تھرتھراتا ہے
ماریہ عبدالرشید

زبان کی آفتیں

اخت اعظم بنت نذیر

اللہ تعالیٰ کے انسانوں پر بہت زیادہ احسانات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وان تعدوانعمة الله لا تحصوها (النحل -18، ابراهيم 34)

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔''

اللہ ربّ العزت نے انسان کو تمام مخلوقات پر بلند مقام، عزت شرف اور بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انسان کی تمام مخلوقات پر برتری اور فوقیت کی سب سے بڑی وجہ انسان کا صاحب زبان ہونا ہے۔

زبان نعمت عظمیٰ:

اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نعمتوں میں سے زبان ایک بہت بڑی اور اہم نعمت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

الم نجعل له عينين ولسانا وشفتين. (سورة بلد)

''کیا ہم نے انسان کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے۔''

ایک طرف اس زبان کے ذریعے سے میٹھی، کڑوی، نمکین، ترش اور چٹ پٹی، لذیز اور بے مزہ چیزوں کا احساس ہوتا ہے تو دوسری طرف منہ کے اطراف و جہات میں زبان کے حرکت کرنے سے الفاظ بنتے ہیں اور اس سے بات چیت کر کے انسان دوسروں کے سامنے اپنے مطلب کا اظہار کرتا ہے۔

زبان سے انسان اور حیوان کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

> زبان صرف ایک کلمہ کہنے سے جنت میں لے جانے کا باعث بنتی ہے اور ایک ہی کلمہ کہنے سے جہنم میں لے جانے کا سبب بنتی ہے، مشہور کہاوت ہے کہ ''تلوار کے زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم کبھی نہیں بھرتے''

جانور اپنی بات بیان نہیں کر سکتا۔ جبکہ انسان اپنا مافی الضمیر اور دل کے احساسات و جذبات کو اچھی طرح بیان کر سکتا ہے۔ جو گونگے ہیں وہ بول نہیں سکتے اور اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ اسی لئے صاحب زبان اللہ کی اس نعمت کا صحیح حق ادا کریں۔

زبان کا استعمال:

اسی زبان سے انسان کئی قسم کی نیکیاں کما لیتا ہے۔ یہی زبان نیکیوں کے خزانوں کو تباہ و برباد کر دینے والی بھی ہے۔ یہی زبان بہت سے دلوں کو اطمینان بخشتی ہے اور بہت سے دلوں کو غم و غصہ اور بے چینی سے بھر دیتی ہے۔ یہی زبان کلمۂ کفر کہتی ہے اور یہی زبان کلمۂ حق کہتی ہے۔ اسی زبان سے کلام الٰہی پڑھا جاتا ہے۔ دعائیں، ذکر و اذکار اور وعظ و نصیحت کیا جاتا ہے اور یہی زبان فحش اشعار جیسے شیطانی کاموں میں استعمال کی جاتی ہے اور کہیں بیہودہ اور فحش کلام بکتی ہے۔ اسی بنا پر سب سے بدترین عضو اور سب سے بہترین عضو بھی اسے ہی قرار دیتے ہیں۔ اگر اللہ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے اسے دعوت فی سبیل اللہ، درس و تدریس، کلام الٰہی پڑھنے، عبادات، جہاد فی سبیل اللہ اور لوگوں کی اصلاح کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ زبان انسان کو جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔ ورنہ اس کے برعکس شیطانی کاموں، جھوٹ، چغلی، غیبت، تہمت وغیرہ میں استعمال کرنے سے یہ انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے۔

ان العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله لا يلقىٰ لها بالاً يهوىٰ بها في جهنم. (بخاری)

''بے شک آدمی بغیر سوچے سمجھے اللہ کی ناراضگی کا ایک کلمہ کہہ دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے جہنم میں گرا دیا جاتا ہے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا'' آدمی اللہ کی رضا کے لئے ایک کلمہ بولتا ہے اس کلمہ کی اہمیت اسے معلوم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اس کا درجہ بلند کر دیتے ہیں اور جو آدمی اللہ کی ناراضگی کا ایک کلمہ بولتا ہے، اس کی اہمیت اسے معلوم نہیں ہوتی اس کلمہ کی وجہ سے اس کو جہنم میں گرا دیا جاتا ہے۔''

(بخاری، کتاب الذھد)

اس حدیث مبارکہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ زبان جتنی اہم ترین ہے، اتنا ہی انسان کو اس کے بارے میں حساس ترین ہونا چاہئے کہ گفتگو اور کلام اہم ترین ہو۔ لہٰذا معاملہ اس قدر سخت ہے کہ زبان صرف ایک کلمہ کی وجہ سے جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہے اور صرف ایک ہی کلمہ کی وجہ سے جہنم جانے کا سبب بنتی ہے۔ مشہور کہاوت ہے۔

''تلوار کے زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔''

حفاظت زبان:

آپ ﷺ نے فرمایا

من يضمن لي مابين لحييه ومابين رجليه اضمن له الجنة. (بخاری)

''جو اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت مجھے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

زبان کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بات شرع اور عقل کے خلاف نہ کہی جائے کیونکہ اگر زبان کی نگرانی اور حفاظت کی جائے تو اس سے بڑے اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اور اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے تو اس سے بڑے بڑے شر و فساد اٹھتے ہیں۔ مشہور کہاوت ''پہلے تولو پھر بولو'' پر عمل کرنا چاہئے ...... کہ کہیں یہ بات اللہ کی ناراضگی کا سبب تو نہیں بن رہی۔ یا کہیں یہ بات ہادی برحق محمد ﷺ کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹ کر تو نہیں ہے۔ اس کی لگام ڈھیلی نہیں چھوڑنی چاہئے کہ جو منہ میں آئے کہتی پھرے۔

احمد اور ترمذی میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمام نیکیوں کی جڑ نہ بتا دوں، میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ...... آپ ﷺ نے فرمایا

> زبان سے جہاں میٹھی، کڑوی، نمکین، ترش، چٹ پٹی اور بے مزہ چیزوں کا احساس ہوتا ہے وہیں انسان دوسروں کے سامنے زبان سے مافی الضمیر بیان کرتا ہے

كف عليك هذا واشار الى لسانه فقلت يانبي الله

باقی صفحہ 45 پر

کچھ یادیں، کچھ باتیں

شازیہ آزاد، راولاکوٹ

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیله وھو اعلم بالمھتدین o(سورۃ النحل-125)

''اے نبی ﷺ! لوگوں کو اپنے ربّ کے دین کی طرف حکمت و دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو۔ ان کے ساتھ اس طور سے بحث کرو' جو پسندیدہ ہو۔ بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے۔ اس شخص کو بھی جو اس کی سیدھی راہ سے گمراہ ہو گیا اور وہ خوب علم رکھتا ہے' ان کا بھی جو ہدایت یافتہ' سیدھی راہ پر چلنے والے ہوں گے۔''

اللہ کے اس حکم کی تعمیل میں دین کو ایک ایک فرد تک پہنچانے کے لئے جماعۃ الدعوۃ نے دورہ صفہ کے نام سے 21 روزہ کلاسوں کا سلسلہ کئی سال سے شروع کر رکھا ہے۔ لیکن میں ان سے ناواقف تھی۔ میرے کزن جو پلندری میں مسئول ہیں' انہوں نے مجھے اس کی دعوت دی۔ میرا دل ایک دم سے آمادہ ہو گیا۔ میں اپنے بھائی کے ساتھ امی کی دعاؤں کے سائے میں رخصت ہوئی۔ ہمارے گھر سے دورہ صفہ کا مقام تقریباً بیس (20) منٹ کے فاصلے پر تھا۔

الحمدللہ ہر ایک قدم پر ایک نئی چیز سیکھنے میں آئی۔ خصوصاً جب مجاہد بھائیوں کا درس ہوتا تو کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کی داستانیں سن کر آنسوؤں کے پھندے حلق میں اٹک کر آنکھوں میں زخم بننے لگتے...... چند دن پہلے جو دھڑکنیں بڑی انوکھی چال پر دھڑک رہی تھیں' قیامت کے دن کی ہولناکیوں کے بارے میں سننے پر یوں مدھم پڑیں کہ ہر ایک کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہونے لگیں...... ایک غازی بھائی کی داستان سن کر دل جہاد کے جذبوں سے سرشار ہونے لگا۔

ساڑھے تین بجے تہجد کے لئے تمام بہنوں کو انتہائی پیار کے ساتھ جگایا جاتا اور اٹھنے کی دعا بھی کہلوائی جاتی۔ نمازوں کے اوقات میں صفیں درست کروانا...... خصوصاً فجر اور مغرب کی نمازوں میں گڑگڑا کر اللہ کے حضور قنوت نازلہ کی دعائیں پڑھنا...... کوئی آنکھ ایسی نہ ہوتی تھی جو خوف الٰہی سے اشکبار نہ ہو...... ہر درد بھری آواز سے ''آمین'' کہنا دل کہتا یہ دعائیں تو ضرور قبول ہوں گی۔

ان تعلیمات سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ عمل کرنے کا جذبہ بھی سرشار کئے رکھتا۔ کوئی بات یا کوئی طریقہ ایسا نہ تھا جو سنت سے منافی ہو یا قرآن سے......!

مجاہد بھائیوں اور اساتذہ کرام کا خود ہر ایک بات پر عمل کرنا ہمیں بھی عمل پر آمادہ کرتا۔ دنیاوی تعلیم دینے والی معلمات کی تعلیمات نے ہم پر اثر کیوں نہیں کیا؟؟ اس کا جواب دورہ صفہ کی معلمات کو دیکھ کر یہ ملا کہ کالجز کی معلمات خود باعمل نہیں ہوتیں۔ مثلاً اگر معلمہ خود باپردہ نہیں' وہ شرعی پردہ کرنے کے بارے میں لیکچر دیتی ہے تو اس کا لیکچر کیا اثر انداز ہوگا......

علم کو سکھانے' بتانے اور سمجھانے کے جس عمل کا نام تعلیم و تربیت ہے اس کا اصل مقصد انسانی روح کی تعمیر ہے

علم کو سکھانے' بتانے اور سمجھانے کے جس عمل کا نام تعلیم و تربیت ہے اس کا اصل مقصد انسانی روح کی تعمیر ہے۔ الحمدللہ کہ ان پندرہ دنوں میں انسانی روح کی تعمیر کی۔ یہی تربیت تھی جس نے دماغ کی تمام تر کھڑکیاں کھول دیں کہ ہمارا دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے اور ہمارے اندر کے احساس کو جگایا کہ دنیا کے پیچ و خم کو سمجھیں' عقائد' خصوصاً عقیدہ توحید سمجھایا گیا...... اللہ اکبر ہماری نمازیں ہمارا جاگنا' ہمارا سونا الغرض یہ کہ ہر کام سنت نبوی کے مطابق ہوتا...... چھ چھ بہنوں کا ایک ہی برتن' ایک ہی جگ میں پانی پینا' خالہ جان کا ماں کی طرح حوصلہ دینا' بیماری میں دوا کا انتظام کرنا' عیادت کی دعائیں پڑھنا اور پڑھوانا' مجاہد بھائیوں کا راتوں کو پہرہ دینا اور چھوٹی چھوٹی ضرورت کا بھی انتظام کرنا...... محدود وسائل کے باوجود کسی چیز میں بھی کمی اور کوتاہی نہ تھی...... وقتاً فوقتاً راولاکوٹ کی مقامی بہنوں اور ماؤں کا بھی درس سننے' جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لانا...... اس کے علاوہ ''تفسیر القرآن اور مقاصد'' کے پریڈز کا جس بے تابی سے مجھے انتظار ہوتا وہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ قرآن کی یہ آیت تو میرے دماغ کیا' میری ہڈیوں کے گودے میں بھی سرایت کر گئی۔

ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریة الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیراً o(النساء-75)

''اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں' عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لئے نہیں لڑتے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی مقرر فرما دے اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار عطا فرما دے۔''

ہر روز بہنیں ایک دوسری سے سرگوشیاں کرتیں ''آپا جان ام حماد کب تشریف لائیں گی'' آخر کار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ آپا جان نے ''سورۃ النور'' کے دو رکوع کی تفسیر کروائی۔ ان کی تفسیر کا ایک ایک لفظ بھی کبھی نہیں بھولے گا۔ ان شاءاللہ

انہوں نے ہمیں شیطان کی پیروی کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہنے کی تلقین کی۔

یایھا الذین امنوا لاتتبعوا خطوات الشیطن ومن یتبع خطوات الشیطن فانه یامر بالفحشاء والمنکر o(سورۃ النور-21)

''اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم مت چلو جو کوئی اس کی پیروی کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔ اس لئے کہ شیطان تو بے حیائی اور برے کام ہی کرنے کو کہے گا۔''

پھر آخری دو دنوں میں امتحانات ہوئے۔ 24 اپریل کو نتیجہ سنایا گیا۔ اختتامی پروگرام میں طالبات نے اپنے اپنے تاثرات بیان کئے۔

آخری دن الوداعی پروگرام ہوا جس میں امیر جماعۃ الدعوۃ آزاد کشمیر اور دیگر علمائے کرام نے درس دیئے۔

پھر اشکبار نگاہوں کے ساتھ ایک دوسرے کی نگاہوں سے ظہر کی نماز کے بعد اوجھل ہو گئے...... اللہ حافظ

دورہ صفہ کے بعد اب گھر میں دین کا چرچا رہتا ہے۔ میری چھوٹی بہن اقراء ایک دن بے ساختہ مجھ سے کہنے لگی۔

''جب میں بڑی ہوں گی تو اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے لئے بھیجوں گی۔''

بے بسی کا رونا رویا جا سکتا ہے' مظلومیت کا ماتم بھی...... مگر کسی کو خواب دیکھنے سے کون روک سکا ہے۔ یہ میری چھوٹی سی گڑیا کا خواب سہی مگر کتنا حسین خواب...... جو اس نے اپنی زندگی کے گیارہویں سال ہی اپنی ننھی آنکھوں میں بسا لیا۔ ایک لمحے کے لئے ہی سہی...... مگر میں نے سوچا...... کاش! میری بہن کا خواب ایسے ہی پورا ہو بالکل ہی ایسے...... جیسے اس نے سوچ لیا ہے۔ ان شاءاللہ

مگر ایسے خواب تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت دینے کے اقدام سے ہی مکمل ہوتے ہیں۔ ایسے پروگرام آج کے وقت کی اور خصوصاً راولاکوٹ کی دھرتی کی اشد ضرورت ہیں۔

جھوٹ ایک بہت بڑا گناہ ہے

ساجدہ اسلم

جھوٹ ایک ایسی برائی ہے' جو انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں جھوٹ کو برائی نہیں سمجھا جاتا۔ لوگ بہت تھوڑے فائدے کے لئے بہت زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔ دنیا میں جھوٹ کے ذریعے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جھوٹ سے دنیا میں بھی سوائے ذلت اور رسوائی کے داغ کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا اور ساتھ ہی آخرت کا فائدہ بھی داؤ پر لگ جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں اس وقت درج ذیل جھوٹ رائج ہیں۔

اللہ پر جھوٹ بولنا...... اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ باندھنا......

کاروبار میں جھوٹ بولنا...... بچوں سے جھوٹ بولنا۔

یوں تو سبھی جھوٹ گناہ ہیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولنا سب سے کبیرہ گناہ ہے۔

اللہ پر جھوٹ:

ہم اپنی نمازوں میں ایاك نعبدو ایاك نستعین ...... کہہ کر اقرار کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود لوگ پیروں' فقیروں کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ کے علاوہ جاننے والے ہیں۔ وہ اپنی مصیبت کو دور کرنے کے لئے پیروں کے پاس درباروں پر جاتے ہیں۔ یہ اللہ پر جھوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو بھی غیب دے رکھا ہے۔ اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ غیر اللہ کے نام کی قربانی دینا...... کسی اور کو سجدہ کرنا شرک ہے اور ایسی شریعت کو ماننا بھی کفر اور شرک ہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔

''اے میرے نبی ﷺ تیرے رب کی قسم یہ لوگ ایمان والے نہیں بن سکتے۔ جب تک آپ کو...... یعنی آپ ﷺ کی سنت اور حدیث کو آپ ﷺ کے طریقے اور عمل کو اپنے تنازعات اور جھگڑوں میں منصف نہ مان لیں۔'' (النساء)

اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں بلکہ خوشی سے مان لیں پھر وہ مسلمان ہوں گے اگر وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے دنیا و آخرت میں ذلت کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ میں ہے۔ (بخاری' کتاب العلم)

صحابہ کرام نبی ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں بہت محتاط تھے۔ صرف وہی بیان کرتے تھے جس کو پختہ یقین ہوتا تھا۔ دور حاضر میں بہت سے نام نہاد مولوی ایسے بھی ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب کر کے غلط احادیث لوگوں میں بیان کرتے پھرتے ہیں۔ انہیں ذرا برابر بھی خوف نہیں آتا۔ غلط بات کو حدیث بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''سچ کو لازم پکڑو بلاشبہ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے اور جو آدمی سچ بولتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے صدیق (بہت سچا آدمی) لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو! بلاشبہ جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی جہنم کا راستہ دکھاتی ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے اور جھوٹ کی تلاش میں رہے اللہ کے نزدیک اسے کذاب (بہت جھوٹا شخص) لکھ دیا جاتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

انسان تو اتنا نازک ہے کہ اس کے پاؤں میں اگر کانٹا چبھ جائے تو اس کی جان پر بن جاتی ہے وہ بھلا جہنم کی آگ کو کیسے برداشت کر سکے گا؟ لہٰذا نجات اسی میں ہے کہ انسان جھوٹ چھوڑ کر سچوں کا ساتھی بن جائے۔

بچے معصوم اور کورے کاغذ کی طرح صاف شفاف ذہن رکھتے ہیں اگر بچوں سے پیار کیا جائے تو وہ پیار سیکھتے ہیں۔ اگر ان سے سچ بولا جائے تو وہ سچ سیکھتے ہیں اور اگر جھوٹ بولا جائے تو وہ جھوٹ ہی سیکھیں گے

کاروبار میں جھوٹ:

بازار میں جائیں تو ہر دکان دار کی ایک ہی بات ہوتی ہے کہ آپ یہ کپڑا دیکھیں آپ کو اس جیسا کپڑا پورے بازار میں نہیں ملے گا اگر گاہک کو پسند نہ آئے تو پھر اللہ کی قسمیں...... قرآن کی قسمیں...... کھا کھا کر یقین دلاتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش ہوتی ہے ہمارا سودا بک جائے' چاہے ہمیں اپنا ایمان بھی بیچنا پڑے۔ ایسے دکان دار صبح کا آغاز جھوٹ سے کرتے ہیں اور رات تک جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ بھلا اس کمائی میں برکت کیسے ہو سکتی ہے۔ جو جھوٹ کے بل بوتے پر حاصل کی گئی ہو اور ناقص چیز کو بیچنے کی خاطر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا گیا ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچو۔ یقیناً بدگمانی بہت جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہو' جاسوسی نہ کرو۔ ریٹ چڑھانے کے لئے بولی نہ لگاؤ' حسد نہ کرو' بغض نہ رکھو' غیبت نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ روز قیامت بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جب یہ بات نبی اکرم ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی تو ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ وہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا' احسان کر کے بہت جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔ (مسلم)

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

کہ جب انسان جھوٹی قسم اٹھاتا ہے تو رحمت کا فرشتہ اس جھوٹ بولنے والے انسان سے دو میل دور چلا جاتا ہے۔ ہم دن میں بار بار جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم سے رحمت کا فرشتہ کتنی دور چلا جاتا ہوگا اور پھر جس کے اوپر سے رحمت کا سایہ اٹھ گیا اس کا کچھ بھی باقی نہ رہا' دین نہ دنیا اور نہ آخرت میں کامیابی۔

بچوں سے جھوٹ بولنا:

بچہ بہت ہی معصوم اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ اس کا ذہن کورے کاغذ کی طرح صاف شفاف ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں کو جو سکھایا جائے گا' وہی سیکھیں گے۔ اگر بچے سے پیار کیا جائے وہ پیار سیکھتا ہے۔ اگر اس سے جھوٹ بولا جائے' وہ جھوٹ سیکھتا ہے' اگر سچ کی عادت ڈالی جائے تو وہ بچہ سچ بولتا ہے۔ لیکن آج کی ماں کا یہ حال ہے کہ جب بچہ تنگ کرتا ہے وہ بچے کو کتے بلی سے ڈراتی ہے۔ بچے سے جھوٹ بول کر اسے سلاتی ہے۔ یہی عمر بچے کے سیکھنے کی ہوتی ہے۔ پھر بچہ بھی اپنی ماں کو بلی کتے سے ڈراتا ہے۔ اس کی اس حرکت پر ماں بڑی خوش ہوتی ہے۔ یوں وہ جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے۔

بقیہ: زبان کی آفتیں

وانا لمؤاخذون بما نتكلم به قال ثكلتك امك وهل يكب الناس في النار على وجوههم اوقال على مناخرهم الاحصائد السنتهم.(رواه الترمذی وقال حديث حسن صحيح)

''تم اس کو روکے رکھو اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی زبان کی حفاظت ونگرانی کرو) میں نے عرض کیا۔ اے اللہ! کے رسول ﷺ کیا ہم اپنی باتوں کی وجہ سے بھی پکڑے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! تیری ماں تجھے گم پائے زیادہ تر لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔''

زبان کی درستی تمام چیزوں کی درستی ہے۔ زبان دل اور دماغ کی اور جسم کے تمام اعضاء کی ترجمان ہے۔ اگر یہ صحیح ہو جائے تو تمام اعضاء صحیح رہتے ہیں اور اگر یہ خراب ہو جائے تمام اعضاء بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے۔

اذا اصبح ابن آدم مان الاعضآء کلها تضرع اللسان فتقول اتق الله فينا فانما نحن بك فان استقمت استقمنا وان اعوججت اعوججنا......(ترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

''ہر صبح تمام اعضائے انسانی زبان کے سامنے عاجزی کر کے کہتے ہیں کہ (اے زبان) ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر۔ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ بہت سے الفاظ نعمتوں کو زائل کر دینے والے ہیں۔

اچھی گفتگو:

بات ہمیشہ نرم اور اچھی کرنی چاہئے۔ جس سے دوسروں کی دل آزاری نہ ہو۔ اگر دشمن بھی آ جائے اس کے سامنے بھی بڑی نرم گفتگو کرنی چاہئے۔ اس بارے میں قرآن شاہد ہے۔ اللہ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیجا اور فرمایا

فقولا له قولا لينا......(سورہ طه)

''تم دونوں اس سے بات نرمی سے کرنا۔'' کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایمان لانے والا دل انسان کی سخت اور بیہودہ کلام کی وجہ سے کافر بن جائے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا

قولوا للناس حسنا.(بقرہ)

لیکن امت مسلمہ کے لئے اس سے بھی زیادہ اچھی بات کہنے کا حکم دیا۔

قل لعبادی یقولوا التی هی احسن ان الشیطن ینزغ بینهم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبینا......(بنی اسرائیل-53)

''نبی ﷺ میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ بات کریں جو سب سے اچھی ہو، بے شک شیطان تمہارے درمیان دشمنی ڈالتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

پہلی آیت میں بنی اسرائیل کے لئے حسنا اور امت مسلمہ کے لئے بنی اسرائیل کی آیت میں احسن کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ حسنا اور احسن میں فرق یہ ہے کہ حسنا کا معنیٰ ہے اچھی بات اور احسن اسم تفضیل کا صیغہ ہے کہ اچھی سے اچھی یعنی سب سے اچھی بات کرنی ہے۔ انسان جو بات بھی کرے اچھی بات کرے۔ سوچنے کی بات ہے کہ بعض دفعہ انسان بہت اچھی بات کہتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد اگر سوچے تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ اس سے بھی اچھی بات کہہ سکتا تھا۔ یہی سوچ آج پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ غصہ، نفرت اور حسد سے انسان نفاق کا شکار ہوتا ہے اور اچھے لہجے اور نرمی سے بات کرنے کی وجہ سے آپس میں محبت، میل ملاپ اور اتحاد و یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔

نوٹ! زبان کی برائیاں، چغلی، غیبت، تہمت، جھوٹ وغیرہ ان شاء اللہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

وما علينا الا البلاغ المبين

بقیہ: غیر مسلموں کی تقلید

قابل بھی نہیں ہیں۔ یہ بزدل بھیڑیئے جنہیں مسلمانوں کے خوف نے اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ کمزور اور نہتے مسلمانوں پر ظلم وستم کر کے یہ خود کو بہت بہادر سمجھتے ہیں۔ آج اپنے آپ کو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مہذب کہلانے والے یہ بھیڑیئے جن کا مہذب چہرہ گوانتاناموا اور ابو غریب جیلوں میں بے نقاب ہو چکا ہے۔ یہ بھیڑیا جس کے منہ کو مسلم خون لگ چکا ہے۔ پوری دنیا کو آگ اور خون کے دریا میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ کیا ہے اس کے پاس جس کو فخر کے ساتھ اپنایا جا سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ کمزور ایمان والے اپنے نفس کے غلام ہوتے ہیں اور نفس کو ہمیشہ چمکتی ہوئی چیز ہی بھاتی ہے۔ چھونے پر چاہے وہ آگ ہو، ان کا کمزور عقیدہ ان کے ایمان کو ڈگمگائے رکھتا ہے۔ کافر دنیا کی محبت، روپے پیسے کی محبت، بے حیائی اور فحاشی کی دعوت دیتا ہے۔ جو نفس کو بڑی مرغوب لگتی ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے' ایسے مسلمان نہ ادھر کے رہتے ہیں اور نہ ادھر کے وہ رستوں میں بھٹکنے کے لئے رہ جاتے ہیں۔ انہیں موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ اپنے اندر سوچ پیدا کریں کہ ان کے دنیا میں آنے کا کیا مقصد ہے اور وہ اپنی زندگی کیسے گزار رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ!''کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ تم دنیا میں یونہی بے کار پیدا ہوگئے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔'' (المومنین-115)

اور جب اللہ میدان محشر میں جمع کریں گے، عمل تولیں جائیں گے..... اللہ سوال کریں گے تم نے زندگی کیسے گزاری' جوانی کہاں گزاری؟ یہ ایسے مسلمان اس وقت افسوس کریں گے اللہ فرماتے ہیں

ترجمہ!''ہائے افسوس میں نے اللہ کی اطاعت میں کیسی کوتاہی کی اور مسخرہ پن ہی کرتا رہا دنیا میں۔ (سورة الزمر-56)

مگر اس وقت افسوس کا کیا فائدہ جب دنیا میں عالم اور خطیبوں کا مذاق اڑاتا رہا۔ دین کو ہنسی مذاق بنائے رکھا۔ آج وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اللہ سے معافی مانگ لیں۔ ایک مسلمان اور سچا امتی ہونے کا حق ادا کریں۔

جس دیس کو انگریز کے پنجے سے چھڑایا
اس دیس کی مسند پہ لٹیروں کو بٹھایا
کیوں خون شہیداں کا دیا ہم نے بجھایا
ساحل پہ لگی بیڑی کو طوفان میں اتارا

سلمیٰ عندلیب، وہاڑی

قدم ابھی اٹھے بھی نہ تھے اور سفر تمام ہوا
غضب ہے راہ کا اتنا بھی مختصر ہونا

امتیاز یٰسین، مرید کے

عجب کیا ہے کہ نوخیزوں نے سب سے پہلے جانیں دیں
کہ یہ بچے ہیں ان کو جلد سو جانے کی عادت ہے

ساجدہ اسلم

ہم جام شہادت جھوم کے پیا کرتے ہیں
یہ جینا جینا نہیں ہم سر کٹا کے جیا کرتے ہیں

فقیہا صفدر

اشتہار داخلہ

الدعوۃ سائنس کالج مرکز طیبہ مرید کے میں فرسٹ ایئر کی کلاسز کا آغاز' 10 اگست تک داخلہ فری (صرف فرسٹ ایئر)

☆ میٹرک میں 700 سے زائد نمبروں والے طلبہ کے لئے ماہانہ کالج فیس میں 100% رعایت

☆ 625 تا 699 نمبروں والے طلبہ کے لئے ماہانہ فیس میں 50% رعایت

550 تا 624 نمبروں والے طلبہ کے لئے ماہانہ فیس میں 33% فیصد رعایت

پرنسپل الدعوۃ سائنس کالج مرکز طیبہ مرید کے

042-7991246- 03006483609

بچوں کی مجلس

بندر اور حلوے کی دیگ

ثمینہ غفاری، خانیوال

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حال ہے؟ ٹھیک ہو۔ امید ہے کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہوں گے۔ چھٹیاں کیسی گزر رہی ہیں۔ ہوم ورک کہاں تک پہنچا ہے۔ کچھ بچوں نے اپنا کام مکمل کرلیا ہوگا اور کچھ بچے ابھی کر رہے ہوں گے۔ آپ سب اپنا کام جلدی سے مکمل کرلیں کیونکہ چھٹیاں بھی تو تھوڑی رہ گئی ہیں' ناں اور ہاں اپنے کام کے ساتھ ساتھ اپنی صحت کا بھی خیال رکھنا ہے۔ مثلاً دھوپ میں باہر نہیں نکلنا' اگر نکلنا بھی پڑے تو اپنے سر کو ڈھانپ کر نکلنا ہے کیونکہ بچے تو ویسے بھی پھول ہوتے ہیں۔ جب پھولوں کو گرمی لگتی ہے تو وہ مرجھا جاتے ہیں کیونکہ سخت گرمی میں مختلف بیماریاں پیدا ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

اچھا تو بات چل رہی تھی چھٹیوں کی۔ موسم گرما کی تعطیلات میں کچھ بچے اپنے والدین کے ساتھ صحت افزاء اور ٹھنڈے مقامات کی سیر کو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک دفعہ ہمیں آزاد کشمیر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ہم نے جنگلوں میں مختلف بندر دیکھے جو کہ مختلف اٹھکیلیاں اور شرارتیں کر رہے تھے' ہم انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور وہ ہمیں دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ تو اسی اثناء میں ایک مجاہد بھائی نے ہمیں اپنے ساتھ پیش آنے والا بندروں کے متعلق ایک واقعہ سنایا۔ آیئے آج میں آپ کو سچا واقعہ سناتی ہوں۔

مجاہد بھائی نے بتایا کہ بندر ہمیں بہت تنگ کرتے تھے۔ رات کے وقت گھروں سے کھانے پینے کی چیزیں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ جب وہ حد سے زیادہ تنگ کرنے لگے تو ان سے تنگ آکر مجاہد بھائیوں نے ان کو ٹھکانے لگانے کا پروگرام بنایا۔ کیونکہ مجاہدین بھائیوں کو جنگلوں میں رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے ان کو بہت خونخوار درندوں سے بھی واسطہ پڑ جاتا ہے اور کئی واقعات پیش آجاتے ہیں۔ تو یہ واقعہ اس طرح ہے۔

بندروں کے بہت ستانے پر مجاہد بھائیوں نے حلوہ کی دیگ پکا کر اس میں زہر آلود چیز ملا کر اس کو پہاڑ کے اوپر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد بندر اس کے اردگرد جمع ہوگئے۔ مجاہد بھائی چھپ کر بیٹھ گئے کہ دیکھتے ہیں آج کیا ہوتا ہے۔ بندر اس کے گرد جمع ہو کر اس کو سونگھنے لگے اور کسی نے بھی حلوہ کو ہاتھ نہ لگایا۔ اتنے میں دو تین بندر پہاڑوں کی اوٹ میں غائب ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس پلٹے تو ان کے ساتھ ایک اور بندر تھا۔ جو جسم کے لحاظ سے بوڑھا محسوس ہوتا تھا اور بڑی مشکل سے چل کر آ رہا تھا۔ شاید کہ وہ بندروں کا سردار تھا۔ اس نے آتے ہی بڑے غور سے دیگ کا معائنہ کیا اور پھر سب بندروں کی طرف دیکھا تو سب بندر چھلانگیں لگاتے ہوئے جنگل میں غائب ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آئے تو حیرت کے مارے ہماری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ ان کے ہاتھوں میں جڑی بوٹیوں کے بڑے بڑے پتے تھے انہوں نے آتے ہی سارے پتے دیگ میں ڈال دیئے اور اپنے ہاتھوں سے دیگ میں پتے اوپر نیچے کر کے ساری دیگ کھا کر خالی کردی۔ خالی کرنے کے بعد سب نے مل کر دیگ کو دھکا لگایا اور پہاڑ سے نیچے لڑھکا دیا اور خود خوش ہو کر جنگل کی طرف بھاگ گئے۔

مجاہد بھائی بتلاتے ہیں کہ ان کو کچھ بھی نہ ہوا اور ایک بندر بھی ہلاک نہ ہوا۔ ہم سب ان کی عقل پر حیران ہو رہے تھے کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے ساتھ جانوروں کو بھی سمجھ عطا فرمائی ہے۔

دیکھا بچو! کیسا لگا آپ کو یہ واقعہ امید ہے ضرور اچھا لگا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

معصوم تبسم

ساجدہ اسلم

ایک روز نبی اکرم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ایک حجرہ میں تشریف فرما تھے' کسی بات پر امہات المومنین زور زور سے گفتگو کر رہی تھیں اور ہنس رہی تھیں خود نبی اکرم ﷺ بھی اس محفل میں شریک تھے کہ اسی اثناء میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ تمام ازواج رسول ایک دم خاموش ہوگئیں۔ (جیسے کوئی یہاں ہے ہی نہیں) آپ ﷺ نے ایک دم بدلی ہوئی حالت دیکھی تو ہنس پڑے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا عمر رضی اللہ عنہ یہ تم سے بہت ڈرتی ہیں۔ ابھی تمہاری آمد سے پہلے یہ خوب ہنس کھیل رہی تھیں اور اب دیکھو جیسے ان میں سے کسی کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا بے وقوفو مجھ سے ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ڈرتی جس سے میں تو کیا تمام مسلمان ڈرتے ہیں۔ (بخاری)

فرمودات نبی ﷺ

1- جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

2- جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (ابوداؤد)

3- اور اللہ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

4- مسلمانوں کو گالی دینا فسوق (نافرمانی) ہے اور ان سے لڑائی کرنا کفر ہے۔ (متفق علیہ)

5- گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔ (متفق علیہ)

6- اللہ تعالیٰ کو سب سے ناپسندہ شخص ہے جو ہٹ دھرم' سخت جھگڑالو ہو۔ (مسلم)

7- مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے۔ (ابوداؤد)

8- اگر دنیا اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ ملتا۔

سونے کی دعا

باسمك اللهم اموت واحيا

"اے اللہ میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور جیتا ہوں"

ہر رات جب آپ ﷺ بستر پر بیٹھتے تو دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے ان پر قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر پھونک مارتے پھر جسم کے جس جس حصے پر پھیر سکتے ہاتھ پھیرتے' سر' چہرہ اور جسم کے سامنے والے حصے سے شروع کرتے۔ (بخاری مع الفتح 62/9' مسلم 1723/9)

2- جب تو اپنے بستر پر پہنچے تو آیت الکرسی آخر تک پڑھ۔ صبح ہونے تک اللہ کی طرف سے تم پر ایک محافظ مقرر رہے گا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔

صاحب ترتیب

عامر شکیل، بہاولنگر

دریا کے کنارے ایک خوبصورت اور دلکش عمارت تھی جس کی منقش دیواروں سے شان و شوکت ٹپکتی تھی۔ اس عمارت کی مشرقی جانب یہ مسجد تھی جس کے دونوں مینار بڑے وقار سے سر اٹھائے کھڑے تھے۔ مسجد کی تعمیر میں نفاست کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔

آج اس مسجد میں غیر معمولی ہجوم تھا۔ بڑے بڑے علماء کرام، سرکاری امراء اور اہم شخصیات بھی موجود تھیں۔ آج اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح ہونا تھا۔

نماز کا وقت ہوا تو نمازیوں نے صفیں باندھ لیں۔ اس موقع پر یہ تجویز سامنے آئی کہ آج مسجد کے افتتاح کے دن وہ شخص جماعت کی امامت کروائے جو صاحب ترتیب ہو یعنی جس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو اور اس نے تمام نمازیں کی ترتیب سے وقت مقررہ پر ادا کی ہوں۔ یہ سننا تھا کہ سناٹا چھا گیا۔ شاید کوئی بھی اس کڑے معیار کے مطابق خود کو امامت کا اہل نہیں پاتا تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر ایک جواں سال شخص آگے بڑھا۔ گندمی رنگت کے حامل اس دراز قد شخص کا جسم مضبوط اور گٹھا ہوا تھا۔ اس کے بھرے بھرے چہرے پر قدرے خمدار ناک اور پوری داڑھی بڑی بھلی محسوس ہوتی تھی اور اس کی بڑی بڑی روشن آنکھوں سے ذہانت جھلکتی تھی۔ اس شخص نے انکسار سے کہا۔ ''الحمدللہ میں صاحب ترتیب ہوں۔'' تمام حاضرین کی ستائشی اور رشک بھری نظریں اس شخص کی جانب اٹھ گئیں۔ یقیناً امامت ایسے ہی شخص کو کرنا چاہئے تھی۔ وہ شخص وقار کے ساتھ آگے بڑھا اور امام کی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ تکبیر پڑھی گئی اور اس شخص نے تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے۔

سرنگاپٹم کی مسجد اعلیٰ میں نماز کی امامت کرنے والے یہ جواں سال رہنما عالم اسلام کے جرأت مند اور صاحب تدبیر بطل جلیل ٹیپو سلطان تھے، جن کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ ٹیپو سلطان کو عموماً لوگ محض ایک جنگجو سپہ سالار کی حیثیت سے جانتے ہیں جو بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے لیکن ٹیپو سلطان محض ایک جنگجو سپہ سالار نہ تھے۔ بلکہ وہ ایک ذی علم اور علم دوست شخصیت کے بھی مالک تھے۔ انہوں نے نہ صرف جنگی نقطہ نظر سے اپنی سلطنت کو مستحکم بنایا اور اس کا دفاع کیا بلکہ فلاحی اعتبار سے بھی نہایت اہم اور منفرد اقدامات کئے۔ وہ غیر معمولی خداداد ذہانت کے مالک تھے اور ہر شعبے میں ان کی جدت اور اختراع پسندی کے باعث نت نئی راہیں کھلتی چلی گئیں اور ان کی رعایا پر آسودگی اور خوشحالی کے در، وا ہو گئے۔

(ابو علی عبدالوکیل کی کتاب ''اللہ کے سپاہی'' سے اقتباس)

ایمان کی دولت

ام علی، بہاول نگر

رات ختم اور صبح ہونے والی تھی۔ اس خاندان کی گزر بسر کا واحد ذریعہ بکریوں کا دودھ تھا، جس کی فروخت سے دونوں ماں بیٹیاں کچھ روکھی سوکھی کھا لیتی تھیں۔ صبح کاذب کے وقت ماں نے بیٹی کو جگایا ''بیٹی جلدی کرو۔ صبح کے آثار ہیں بکریوں کا دودھ دوہ کر ان میں پانی ملا دو تا کہ سورج نکلنے سے پہلے ہی اسے پہنچا دوں۔''

لڑکی نے کہا ''اماں، میں آپ سے روزانہ کہتی ہوں کہ یہ بے ایمانی مجھ سے نہیں ہوتی۔''

بوڑھی عورت نے ناراضی کا اظہار کیا ''اور پھر کیا ہم بھوکے مر جائیں۔'' بیٹی نے برملا جواب دیا ''اور حرام کھانے سے بہتر تو یہی ہے کہ ہمیں موت آ جائے۔'' ''اچھا زیادہ باتیں نہ بنا، چل اٹھ یہ دودھ نکال دیا ہے، اس میں جلدی سے پانی ملا دے'' ماں نے بیٹی کو آخری تنبیہ کی۔

''اماں جلدی، آپ کو خدا کا خوف نہیں لیکن کیا آپ نے امیر المومنین کی جانب سے وہ منادی نہیں سنی کہ آئندہ کوئی شخص پانی ملا کر دودھ نہ بیچے۔''

ماں نے درشت لہجے میں بیٹی کو مخاطب کیا ''یہاں ہمیں کون دیکھ رہا ہے جو امیر المومنین کو مطلع کرے گا؟'' ''امیر المومنین یا ان کے کارندے ہمیں نہیں دیکھ رہے تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ تو ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے'' بیٹی نے کہا۔ ''وہ ہماری حالت بھی تو دیکھ رہا ہے کہ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی اور چارہ نہیں'' ماں نے عاجز ہو کر جواب دیا۔ بیٹی نے کہا

''میں پھر کہتی ہوں اماں کہ یہ دہرا گناہ مجھ سے نہیں ہوگا کہ ہم اللہ کے حکم کے ساتھ امیر کے حکم کی بھی نافرمانی کریں۔ ہم نے امیر المومنین کی اطاعت اور بیعت کی ہے۔ یہ سراسر منافقت ہے کہ ان کے سامنے تو ہم وفاداری ظاہر کریں اور غیر موجودگی میں ان کے حکم سے سرتابی کریں۔''

ان ماں بیٹیوں کو کیا معلوم کہ ان کا حاکم اپنی رعایا کی خبر گیری کے لئے راتوں کو گشت کرتا ہے تا کہ اس کی سلطنت میں کوئی بھوکا پیاسا نہ رہے۔ آخرت کی جوابدہی کا احساس امیر المومنین کو اکثر رات بھر سونے نہیں دیتا۔ آج بھی وہ گشت کرتے کرتے ان کے مکان تک پہنچ کر تھک گیا تو اس کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ان کی باتیں سن رہا ہے۔ امیر المومنین نے اپنے ساتھ گشت پر آنے والے سرکاری اہلکار سے کہا ''اسلم، اگرچہ اندھیرا بہت ہے، پھر بھی اس مکان کو اچھی طرح پہچان لو۔''

سورج طلوع ہونے کے بعد امیر المومنین نے اسلم کو ان عورتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ اسلم نے واپس آ کر بتایا کہ اس مکان میں ایک بیوہ اور اس کی کنواری بیٹی رہتی ہیں۔ امیر المومنین نے اس خاندان کے لئے مناسب وظیفہ مقرر کر دیا اور بیوہ خاتون کی ایماندار دیانتدار بیٹی کے کردار سے متاثر ہو کر انہوں نے اسے اپنی بہو بنانے کا ارادہ کر لیا۔ امیر المومنین نے اپنے بیٹے کے لئے اس کے رشتے کی درخواست کی جو دونوں ماں بیٹی نے بخوشی قبول کر لی۔ اور یوں ایک نیک سیرت لڑکی خاندان خلافت کی بہو بن گئی۔

علم کی دولت

جرجان سے طوس جانے والا قافلہ دامن کوہ میں پہنچا ہی تھا کہ اچانک پہاڑی کمین گاہ سے ڈاکو اس پر ٹوٹ پڑے اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ اسی دوران میں ڈاکوؤں کے سردار نے دیکھا کہ ایک نوعمر لڑکا اپنا تھیلا چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسے پکڑ کر سردار کی خدمت میں لایا گیا۔ لڑکے نے تھیلا سینے سے چمٹا لیا تھا سردار نے تھیلا چھین لیا لڑکا منتیں اور گریہ وزاری کرنے لگا۔ تھیلے میں جو کچھ نقدی ہے، لے لو مگر میرے کاغذات واپس کر دو۔'' سردار کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس لڑکے کو نقدی کی نہیں کاغذات کی فکر ہے۔ پوچھا صاحبزادے ''ان کاغذات میں کیا ہے کہ تمہیں صرف اس کی فکر دامن گیر ہے۔'' ''ان میں میرا وہ علم جو میں نے مسافرت کی سختیاں جھیل کر اور شب و روز مشقت اٹھا کر حاصل کیا ہے۔ یہ اگر مجھ سے چھن گیا تو میں اپنے عزیز ترین سرمایہ حیات سے محروم ہو جاؤں گا۔''

سردار چند لمحوں کے لئے حیرت میں ڈوب گیا۔ پھر اس کی ابھری ''میاں صاحبزادے!'' وہ علم کس کام کا جس کو میرے جیسے ڈاکو لے اڑیں ہم تو سنتے آئے ہیں کہ علم وہ دولت ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا۔'' تھیلا لڑکے کو واپس مل گیا مگر اس کے دل و دماغ میں ہلچل مچ گئی سردار کے الفاظ بار بار اس کے ذہن میں گونج رہے تھے۔ ''وہ علم کس کام کا جس کو میرے جیسے ڈاکو لے اڑیں۔'' اور پھر اس کے لڑکے نے اپنی زندگی کا اہم ترین فیصلہ کر لیا۔ وہ لکھے ہوئے علم پر کبھی انحصار نہیں کرے گا۔ جو کچھ سیکھے گا اسے قرطاس کے حوالے کرنے کی بجائے دل و دماغ میں نقش کرے گا...... اور اس فیصلے نے اس کی علمی زندگی کا رنگ بدل ڈالا۔

یہ نوعمر صاحبزادے محمد بن محمد الغزالی تھے جو آگے چل کر امام زین الدین ابو حامد محمد الغزالی کے نام اور القاب سے علم و دانش اور دعوت و عزیمت کی دنیا میں مشہور ہوئے۔

مرسلہ: احمد شجاع

بقیہ: آج کا فیشن

روز بسر کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ معلم، تعلم اور متعلم غرض کہ علم سے متعلقہ ہر کاوش اور کام پیغمبری کا حصہ ہے۔ ہمارے نبی آخرالزماں، امام الانبیاء، پیکر شرم وحیا، عالم سرور کون ومکان ﷺ کو ''اقراء'' کی پہلی وحی کے ساتھ ساری امت کے لئے معلم رہبر ورہنما کی حیثیت سے عظیم الشان و بے نظیر کمالات والے عہدے کا تاج پہنایا گیا۔ لیکن ہم پر یہ اسی نبی محمد ﷺ کی شریعت حد نافذ کرتی ہے کہ ہم علم جیسی لازوال دولت سے شرعی حدود کے اندر ہی رہتے ہوئے فیض یابی حاصل کریں۔ یہ علم ہمارے لئے باعث نجات ہو نہ کہ الٹا وبال جان اور ذلت ورسوائی کا ذریعہ بنے۔ تعلیم حاصل کرنا ہر شخص کا حق ہے۔ بشرطیکہ صاف، پاکیزہ اور صحیح طریقے سے حاصل کی جائے۔

جو حصول علم کے لئے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے کسی ایک راستے پر چلا دیتا ہے۔

آج ہم جن راستوں پر چل پڑے ہیں کہ کیا وہ حقیقی طور پر جنت کے راستے ہیں۔ اگر نہیں تو ابھی وقت گزرا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کر کے صراط المستقیم کا انتخاب کر لینا چاہئے۔

ٹیوشن پڑھنا کوئی جرم یا برائی نہیں۔ برائی تو یہ ہے کہ ستر وحجاب کی جو حدود شریعت نے قائم کی ہیں انہیں توڑ دیا جائے۔

اگر ہر کوئی شخص اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر جائے تو وہ وقت دور نہیں کہ ہمارا معاشرہ بہت سی برائیوں سے پاک ہو جائے گا۔

پہلے ٹیوشن کا فیشن سے تعلق اور ضرورت کا ذکر گزرا ہے تو ضرورت اس طرح سے بنتی ہے کہ معلّم مدرسہ (سکول، کالج وغیرہ) میں اپنے فرض کو سمجھتے ہوئے صحیح طریقہ سے ادا کرے تو بچوں کو ٹیوشن کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ لیکن بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ استاد صحیح پڑھا رہے ہوتے ہیں کہ بچے اور والدین کی ٹیوشن کے بغیر تسلی نہیں ہوتی۔ والدین سٹیٹس (معیار) کے چکر میں، مقابلہ بازی، جھوٹی انا اور بڑے بننے کے شوق میں ایسا کرتے ہیں۔ آج تعلیم کو کاروبار بنا لیا گیا ہے کہ پرائیویٹ کیا گورنمنٹ سکول وکالجوں میں پڑھانے والے اپنے فرائض سے غفلت برتتے ہیں۔ جس طرح پڑھانے کا حق ہے وہ ادا نہیں کر رہے۔

علم صاف، پاکیزہ اور صحیح طریقے سے حاصل کیا جائے۔ جو حصول علم کے لئے نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے کسی ایک راستے پر چلا دیتا ہے۔

ہمارے ہاں یہ رواج چل نکلا ہے کہ اونچے اور فیشن ایبل گھرانوں کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، چال چلن، ملنے ملانے کے انداز کی نقل کی جاتی ہے۔ ان کے طرز زندگی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالا جاتا ہے۔ افسوس! ایسی فکر ونظر رکھنے والوں پر ان کا آئیڈیل قرآن وسنت ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ان کے آئیڈیل وہ لوگ ہیں جو قرآن وسنت کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

لیڈی ٹیوٹر بھی پڑھاتی ہیں۔ ان کے پاس بچوں کو اس لئے نہیں بھیجتے کہ وہ صحیح طرح وقت نہیں دیتیں۔ گھر کے سو کام ہوتے ہیں اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو کل اس کی شادی ہو گئی تو پھر ہم ٹیوشن کے لئے پریشان اور خوار ہوتے پھریں گے۔ لہٰذا ایک سر (میل ٹیوٹر) سے ٹیوشن رکھوا دی ہے۔ بار بار پریشان نہیں ہونا پڑے گا۔

اکثر اسی مرحلے سے گزرتے ہوئے بے غیرتی کے جنازے نکلتے ہیں۔ رسوائیاں مقدر بنتی ہیں۔ ٹیوشن سنٹروں کی بہت سی کہانیاں سننے اور دیکھنے کو ملتی ہیں۔

ایک سائنس ٹیچر کے بھائی نے سائنس اکیڈمی کھولی۔ میٹرک کی طالبہ کے سالانہ پیپرز مکمل نہیں ہوئے تھے کہ ٹیچر کے ساتھ فرار ہو گئی۔ والدین کی لاپرواہی، اندھے اعتماد اور لادینیت کی وجہ سے بہت سی لڑکیاں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ حالانکہ سائنس ٹیچر بہن موجود تھی، پھر بھی بھائی سے ٹیوشن پڑھنے کو ترجیح دی گئی۔ ایک بہن نے بتایا کہ ہمارے گاؤں کی ایک لڑکی مرد ٹیچر سے ٹیوشن پڑھا کرتی تھی اور اسے انکل کہا کرتی تھی۔ شیطان نے اپنا کام کر دکھایا کہ ہر ایک کی زبان پر ان کی کہانی تھی۔ گاؤں کے معزز لوگوں نے ان کے والدین سے بات کی تو وہ الٹا بگڑ گئے اور کہا کہ ہمارے بچے (لڑکی اور لڑکا) ایسے نہیں ہو سکتے۔ آپ الزام لگاتے ہیں۔ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ لیکن کچھ غیرت مند بھائیوں نے ثبوت کے طور پر ان کی کسی طرح سے نازیبہ حرکات کی تصویر لے لی۔ اب والدین کی آنکھیں کھلیں۔ لڑکے کی ایسی مرمت کی گئی کہ اس کے ہوش ٹھکانے لانے کے ساتھ ساتھ ٹانگیں بھی توڑ دیں۔ ایسی کئی کہانیاں ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں۔

سوچنا یہ ہے کہ اس برائی کے پھیلانے میں ہمارا کتنا ہاتھ ہے۔ ہم نے اپنا اور اپنوں کا دامن کس طرح پاک رکھنا ہے۔ ظاہر ہے اگر ہم بیٹیوں اور بہنوں کو عورتوں سے تعلیم دلوائیں گے، دوسروں کو اس کے برے نتائج سے آگاہ کرنا اپنا فریضہ سمجھیں گے تو اللہ کی مدد سے ہمارے تمام معاملات اللہ ربّ العزت خود بخود آسان اور حل کر دیں گے۔ ہماری بہنیں اور بیٹیاں بھی اچھے اور اعلیٰ نمبروں میں امتحانات پاس کرنے کے ساتھ آخرت کے امتحان میں بھی سرخرو ہو جائیں گی۔ ان کا معیار تعلیم بلند ہونے کے ساتھ معیار کردار بھی عظیم ہو گا۔ اپنے ہر کام کو اللہ ربّ العزت کے زیر فرمان کرتے ہوئے اس ذات پر توکل اور بھروسے کے ساتھ دعا گو رہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ علی کل شئ قدیر ۝

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

تم شوق سے کالج میں پھلو، پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو، چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندہ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

اقبال کا شاہین

علامتی شاعری کے حوالے سے اقبال ایک نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ ان کی بہت سی علامتوں میں شاہین ایک ایسی علامت ہے جسے اقبال مردِ مومن کے لیے استعمال کرتے ہیں اس امر کی وضاحت اقبال نامہ میں ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں ہے اس جانور میں فقر اسلامی کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں خوددار اور غیرت مند ہے۔ کسی کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔ بے تعلق ہے کہ آشیاں نہیں بناتا، بلند پرواز ہے خلوت نشین ہے، تیز نگاہ ہے۔ یعنی اقبال کو شاہین جن خصوصیات کی وجہ سے پسند ہے وہی وہ نوجوانوں میں دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ معاشرے کے بہترین افراد بن سکیں۔ شاہین کی سیرت کو قوم کے نوجوانوں کے سامنے زندگی کی بہترین مثال بنا کر اشعار کی صورت میں پیش کرتے ہیں

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

(محمد اقبال قیصر، چک نمبر 37 عارف والا)

کریم میں صدقہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھی اچھا ہے پھر روزہ آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب کریم میں روزہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھی اچھا ہے یوں ہی اعمال خیر آتے جائیں گے پھر اسلام آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھی اچھا ہے۔ آج میں تیری ہی وجہ سے پکڑوں گا اور تیری ہی وجہ سے اجر وثواب عطا کروں گا۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم نے دنیا کی محبت کی وجہ سے اسلام کو دنیا بھر میں بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔ گزشتہ دنوں امریکہ سے ایک عزیز آئے اور وہ مجھ سے ملے دوران گفتگو بتایا کہ امریکہ میں جب ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ پاکستان میں فلاں نے اتنا فراڈ کیا فلاں نے ایسا فراڈ کیا تو ہمارے سر شرم کے مارے جھک جاتے ہیں کہ مسلمانوں نے اسلام کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے بے پناہ بخدا۔

میرے عزیز! اگر بلی کو دیکھ کر کبوتر آنکھیں بند کرلے تو وہ بچ نہیں سکتا یوں ہی اگر ہم قرآن وحدیث (اسلام) کے واضح احکام کو دیکھ کر آنکھیں بند کرلیں تو بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔

"اے بندے تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔"

نیز اگر ہم قرآن وسنت کے احکام کو پس پشت ڈال کر دو چار کوٹھیاں یا کارخانے ناجائز طریقے سے بنا بھی لیں تو اس کا کیا فائدہ ہوگا کیوں کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ فرمادیا ہے:

بندے یہ بتا کہ اگر دنیا دار دنیا میں کچھ سال عیش وعشرت کی زندگی گزار بھی لیں لیکن قیامت کے دن وہ اس عذاب میں جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے مبتلا کر دیئے جائیں تو یہ دنیا کی عیش وعشرت ان کو کچھ فائدہ نہ دے گی۔

جیسے کہ حدیث پاک میں ہے جس کے راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن ایک دوزخی بندے کو دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس کی ساری زندگی عیش وعشرت میں گزری (مال، اولاد، دولت، ثروت، اقتدار) سب کچھ حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتو! اس بندے کو دوزخ میں ایک غوطہ دے کر لاؤ اور اس غوطہ دینے کے بعد اس سے پوچھا جائے گا اے بندے تو یہ بتا کہ تو نے دنیا میں کوئی آرام کوئی آسائش کوئی نعمت دیکھی تھی تو وہ قسمیں کھا کر کہے گا اے میرے رب میں نے کبھی کوئی سکون آرام کوئی آسائش نہیں دیکھی تھی۔

پھر ایک دوسرے بندے کو دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس کی ساری زندگی پریشانیوں دکھوں کی گزری ہوگی لیکن اس کے پاس ایمان تھا اس کے متعلق حکم ہوگا اے فرشتو! اس کو جنت کی ایک جھلک دکھا کر لاؤ جب اسے لائیں گے تو اس سے پوچھا جائے گا، اے بندے یہ بتا کہ تو نے کبھی کوئی پریشانی، کوئی دکھ، کوئی مصیبت دنیا میں دیکھی تھی تو وہ قسمیں کھا کر کہے گا اے میرے پروردگار میں نے دنیا میں کوئی پریشانی، کوئی دکھ، کوئی مصیبت نہیں دیکھی۔

نوٹ: کیوں کہ جنت چیز ہی ایسی ہے کہ اس کی ایک جھلک دیکھنے سے لوئیں لوئیں میں ایسی مسرت اور خوشی سما جائے گی۔ اسے کوئی پریشانی، کوئی سختی یاد نہ آئے گی، بخلاف پہلے شخص کے کیوں کہ دوزخ ایک ایسی بلا ہے کہ اس کے ایک ہی غوطے سے لوئیں لوئیں میں ایسی درد اور تکلیف سما جائے گی کہ اسے کوئی عیش کوئی خوشی یاد نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ سے بچائے۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم اس گدلی اور دھوکے فریب کی زندگی ناپائیدار زندگی کی محبت میں ایسے کھو گئے ہیں کہ نہ ہمیں اپنی فکر ہے نہ ہمیں اہل وعیال کی فکر ہے حالانکہ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہا ہے:

اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے بچاؤ۔

مگر ہم دنیا کی محبت میں ایسے مگن ہو گئے ہیں کہ ہم نے حلال حرام کی تمیز ہی اٹھا دی ہے جیسے کہ ہم نے مرنا ہی نہیں۔ حالانکہ حلال حرام کی تمیز کیے بغیر مال اکٹھا کرنے والوں کا انجام بڑا ہی بھیانک ہے۔

واقعہ:

حضرت شیخ احمد بن ثابت مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا ایک دوست اور اس کی بیوی دوزخ میں ہیں اور میں نے دیکھا کہ ایک ہنڈیا ہے، اس میں کھولتا ہوا گندھک ہے میرے دوست کی بیوی نے بتایا کہ یہی آپ کے دوست کے پینے کی چیز ہے۔ پھر میں نے دوست کی بیوی سے پوچھا کہ اس میرے دوست کو یہ سزا کیوں ملی حالانکہ یہ نیک آدمی تھا اس پر اس خاتون نے بتایا کہ یہ میرا خاوند مال اکٹھا کیا کرتا تھا اور یہ نہیں دیکھتا تھا کہ یہ حلال ہے یا حرام یہ جائز ہے یا ناجائز اس لئے اس کو یہ سزا ملی ہے۔

تنبیہ:

کچھ لوگ عموماً کہہ دیتے ہیں کہ رشوت، جھوٹ وغیرہ کے سوا گزارہ نہیں ہوتا۔ لیکن یہ سراسر شیطانی دھوکہ اور آخرت کی فکر نہ ہونے کا وبال ہے نہ ہمیں اس بات کی فکر ہے کہ ہماری قبر جنت کا باغ بنتی ہے یا جہنم کا گڑھا نہ ہمیں دوزخ کا ڈر ہے کہ اگر ہمیں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ جلنا پڑا تو کیسے گزارہ ہوگا اگر ہمیں ان باتوں کی فکر ہو تو آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے کہ دنیا میں گزارہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

خسارہ، صدائے درویش

زر کی محبت جو تجھے پڑ جائے گی بابا
دکھ اس میں تیری روح بہت پائے گی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائے گی بابا
دولت جو تیرے ہاں ہے نہ کام آئے گی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائے گی بابا
دولت جو تیرے گھر میں پھولی ہے جوں پھول
مردود یہ کرتی ہے اور کرتی بھی ہے مقبول
جو چاہے تو تیرے ساتھ چلے یہ مجہول
زنہار خبردار اس بات کو تو مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہیں جائے گی بابا
یہ تو کسی کے پاس رہی ہے نہ رہے گی
جو اوروں سے کرتی ہے تیرے ساتھ کرے گی
کچھ شک نہیں اس میں جو بڑھی ہے گھٹیگی
جب تک تو جئے گا تجھے چین نہ دے گی
پھر تجھے مشکل میں پھنسوائے گی بابا
تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھرے گا
ہے یہ تو یقیں آخر اک دن تو مرے گا
پھر بعد ترے اس پر جز ہاتھ دھرے گا
وہ ناچ مزا دیکھے گا اور عیش کرے گا
اور روح تری قبر میں چلائے گی بابا
اس سے یہی بہتر ہے تو آپ سے کھا جا
یتیموں کو فقیروں کو محتاجوں کو کھلا جا
سب روبرو اپنے تو اسے نیکی میں لگا جا
پھر خوشی سے ٹہلتا ہوا جنت میں چلا جا
پھر یہ دولت تجھے جنت میں عیش دکھلائے گی بابا

کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے پڑھیں اور پھر دل سے پوچھیں کہ دنیا میں جائز کمائی پر گزارہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

واقعہ:

فیصل آباد کے ایک ریٹائرڈ گرداور نے فقیر کو یہ واقعہ سنایا کہ ہندوستان میں ایک پٹواری تھا جس کا نام غلام محمد تھا۔ وہ بڑا راشی تھا۔ اس فریق سے بھی رشوت لیتا۔ اس فریق سے بھی رشوت لیتا مگر کام کسی کا بھی صحیح طور پر نہ کرتا۔ ایک دن وہ پٹواری گوڑے پر سوار جا رہا تھا، گرمی شدت کی تھی، اس نے دیکھا کہ برلب سڑک ایک خانقاہ ہے وہاں ہرے بھرے درخت بھی ہیں، غسل خانے بھی ہیں نہانے دھونے کا انتظام ہے۔ پٹواری صاحب کے دل میں خیال آیا کہ دوپہر کا وقت ہے گرمی شدت کی ہے میں چند گھڑیاں ستا لوں۔ وہ گھوڑے سے اترا گھوڑا ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا، خود غسل خانے میں گیا، غسل کیا جب فارغ ہوکر غسل خانے سے باہر آیا تو دیکھا ایک درویش مزار کے سامنے آنکھیں بند کرکے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر پٹواری صاحب کا پارہ چڑھ گیا۔ اس درویش کو جھڑک کر کہا ارے تجھے یہاں سے کیا ملتا ہے۔ اس درویش نے کہا چوہدری صاحب آپ بھی یہاں بیٹھ کر دیکھ لیں کہ کیا ملتا ہے۔ یہ بات پٹواری کے دل میں اتر گئی اور اس خیال سے کہ دیکھوں یہاں کیا ہوتا ہے۔ مزار شریف کے سامنے آنکھیں بند کرکے بیٹھ گیا۔

صاحب مزار کی ایسی توجہ ہوئی کہ پٹواری کو زاری شروع ہوگئی، وہیں بیٹھے بیٹھے توبہ کی، اے اللہ میں تباہ ہوگیا، یا اللہ میں گناہوں میں ڈوب گیا، اے میرے پروردگار میری سچی توبہ آئندہ کسی پر ظلم نہیں کروں گا کسی سے رشوت نہیں لوں گا۔ بار بار توبہ کا تکرار کرتا رہا زاری تھمتی نہیں تھی۔ بڑی مشکل سے اپنے پر کنٹرول کیا۔ گھر آیا بیوی کو بلایا جو کہ کسی ریٹائر تحصیل دار کی بیٹی تھی اس سے کہا کہ میں اب توبہ کرکے آیا ہوں اب میں رشوت نہیں لوں گا، اگر تو تنخواہ پر گزارہ کرسکتی ہے تو تو میری بیوی اور میں تیرا خاوند اور اگر اس تنخواہ پر تو گزارہ نہیں کرسکتی تو بھائیوں کو بلالے اور جو بات کل ہونی ہو وہ آج ہی کرلو، بیوی بڑی سٹپٹائی کہ سفید پوشی ہے بچے اسکول بھی جاتے ہیں، کیسے گزارہ ہوگا، اس پٹواری نے کہا اب دوسری بات نہیں ہوسکتی۔ بیوی اپنے بھائیوں کو بلالائی۔ بھائیوں نے بھی پٹواری کو سمجھانے کی کوشش کی کہ رشوت کے بغیر کیسے گزارہ ہوگا۔ اس پٹواری نے کہا اب دوسری بات نہیں ہو سکتی۔ اپنی بہن سے پوچھ لو اگر یہ تنخواہ میں گزارہ کرسکتی ہے تو بہتر

یہ عظیم الشان مسجد ملائیشیا میں قائم ہے جو وہاں کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی گواہی دے رہی ہے۔

حمد باری تعالیٰ

تو طلب ہے میں ہوں طالب، میں کہاں اور تو کہاں
میں ہوں عاجز تو ہے غالب، میں کہاں اور تو کہاں
حاکم و محکوم میں کیسا نمایاں فرق ہے!
میں غلام اور تو ہے صاحب، میں کہاں اور تو کہاں
خود تیرا فرمان ہے کہ تو ہے تواب الرحیم
میں تیرے در پہ ہوں تائب، میں کہاں اور تو کہاں
لم یلد ہے اور ولم یولد ہے تو اور میری اصل
ہے مگر صلب و ترائب، میں کہاں اور تو کہاں
تو نظر آتا نہیں محسوس ہوتا ہے مگر
کچھ نہیں ہے تجھ سے غائب، میں کہاں اور تو کہاں
ذرے ذرے کا تو خالق اور تو خود ہے قدیم
ہے تیرا ہی قول صائب، میں کہاں اور تو کہاں
ورد اسم ذات کا اور ورد اسمائے صفات
یہ داروئے جملہ مصائب، میں کہاں اور تو کہاں
حمد تیری تیرے لائق کر نہیں سکتا ریاضؔ
ہے یہی کہنا مناسب، میں کہاں اور تو کہاں

(ریاضؔ الدین سہروردی)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

صدقہ حسنین کا طیبہ میں بلا لیں مجھ کو
حسرتیں پوری ہوں سینے سے لگا لیں مجھ کو
کیا عجب خواہشیں اٹھتیں ہیں مرے دل میں شہا
پرچم ذکر نبی لوگ بنا لیں مجھ کو
کس قدر پیار سے میں دیکھتا ہوں تکتا ہوں
سبز گنبد کے اجالوں میں بلا لیں مجھ کو
خاک بن جاؤں میں طیبہ کے گلی کوچوں کی
اہلِ دل آنکھوں کا سرمہ ہی بنا لیں مجھ کو
خارِ صحرائے نبی کی ہی طرح اگتا گر
پھر تو عشاقِ نبی دل میں سجا لیں مجھ کو
صدقہ حسنین کریمین کا میرے آقا
سرِ محشر مجھے دامن میں چھپا لیں مجھ کو
سر جھکائے میں مواجہ پہ کھڑا ہوتا گر
کاش اس وقت وہ سینے سے لگا لیں مجھ کو
اے آجاگر یہی حسرت ہے دمِ آخر بس
کاش قدموں میں بلا کر وہ سلا لیں مجھ کو

(آجاگر)

اور ہم نے لوہے کو اتارا اس میں سخت لڑائی ہے۔ اور لوگوں کے لئے نفع ہے۔ (القرآن)

خسارہ خسارہ خسارہ

فقیہ عصر الحاج مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ترجمہ۔ ''محبوب ﷺ آپ فرمادیں بے شک خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو قیامت کے دن خسارہ میں ڈالا۔'' (القرآن الکریم)

دنیا میں گھاٹے (نقصان) کی کئی صورتیں ہیں مثلاً:

1:۔ کسی کو ملازمت سے معطل کر دیا گیا یہ بھی خسارہ ہے۔

2:۔ کسی کی رقم ڈوب گئی مثلاً کوئی پارٹی کسی کے ہزاروں یا لاکھوں لے کر بیٹھ گئی یہ بھی خسارہ ہے۔

3:۔ کسی کی زمین یا مکان یا کارخانہ سیلاب یا زلزلہ کی زد میں آ کر تباہ ہو گیا یہ بھی خسارہ ہے۔

4:۔ کسی کے مکان یا کارخانہ پر کسی دوسرے نے قبضہ کر لیا، یہ بھی خسارہ ہے۔

5:۔ کسی کی پونجی چوری ہو گئی یا ڈاکو لوٹ کر لے گئے یہ بھی خسارہ ہے۔

6:۔ اسمبلی توڑ دی گئی یا حکومت معطل کر دی گئی اور ممبران وزراء گھر بیٹھ گئے۔ یہ بھی خسارہ ہے۔

علی ہذا القیاس دنیا میں خسارہ کی کئی قسمیں ہیں لیکن اصل خسارہ یہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے:

ترجمہ:۔ ''اے محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ بالتحقیق خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو قیامت کے دن (جنت سے محروم کر کے) خسارے میں رکھا۔ کان کھول کر سن لو یہی (آخرت کا) کھلا اور بہت بڑا خسارہ ہے۔

تنبیہ:

اپنے کو خسارہ میں ڈالنا یہ تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامِ الٰہی کی نافرمانیاں کر کے جنت سے محروم ہوا اور دوزخ کا ایندھن بنا لیکن اہل وعیال کو خسارہ میں رکھنے کا مطلب ہے کہ اہل وعیال کو حرام کھلاتا رہا، رشوتیں لے کر سود لے کر ناجائز کاروبار کر کے جھوٹ بول کر دھوکہ بازی سے کمائی کر کے اہل و عیال کو کھلاتا پلاتا رہا کیوں کہ حدیث پاک میں واشگاف الفاظ میں فرمایا گیا:

سیدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جسم جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی وہ جنت نہ جا سکے گا بلکہ ہر جسم جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی وہ دوزخ کا زیادہ حقدار ہے۔

(رواہ احمد والدارمی مشکوٰۃ صفحہ 242)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا جسم جنت نہ جائے گا جس کو حرام غذا کھلائی گئی ہو۔

(رواہ بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ 243)

افسوس صد افسوس کہ آج کے مسلمان کی آنکھ اندھی ہو گئی، طمع لالچ اور جلب زر کے شوق میں ایسا کھو گیا ہے کہ حلال حرام کی تمیز ہی اٹھا دی۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر مکان، کوٹھیاں، فیکٹریاں، کارخانے بنانے کے شوق نے مسلمانوں کو ایسا کر دیا ہے۔

یہ مسلمان ہیں! جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود!

آج مسلمان نے اپنے پاکیزہ مذہب اسلام کو دنیا بھر میں بدنام کر کے رکھ دیا ہے اور آج اسلام کی حالت یہ رہ گئی ہے: لایبقیٰ من الاسلام الا اسمہ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 38)

کسی نے بجا فرمایا ہے:

تھی کبھی تیری روانی موجِ دریا کی طرح
آج وہ چشمہ ہے جس میں نام کو پانی نہیں
وائے ناکامی کہ تجھ سے تیرے جوہر مٹ گئے
نام کو گوہر ہے لیکن وہ درخشانی نہیں

حالانکہ اسلام ہی کی وجہ سے چھٹکارا ہو گا اور اسلام ہی کی وجہ سے پکڑ ہو گی۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن اعمال دربارِ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔ نماز آئے گی اور عرض کرے گی اے میرے رب میں نماز ہوں۔ اللہ عزوجل فرمائے گا تو اچھی ہے پھر صدقہ آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب

حق پر قائم رہنے والے مقدار میں کم ہوتے ہیں۔ مگر منزلت واقتدار میں زیادہ۔

امت پر عذاب ہو ہی نہیں سکتا (سورۂ انفال: 33)........

(20)........ اللہ تعالیٰ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ذرا سی بھی ایذا رسانی گوارہ نہیں........ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ اس طرح نہ ستانا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے ماننے والوں نے ستایا تھا (سورۂ احزاب: 53،69)........ پھر فرمایا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قول و عمل سے ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے اور آخرت میں ذلت کا عذاب (سورۂ احزاب: 57)........ اور دردناک عذاب (سورۂ توبہ: 61)........ جب ادنیٰ سی ایذا رسانی پر وعیدیں ہیں تو آپ کی شان میں زباں درازیوں اور گستاخیوں کا کتنا بڑا عذاب ہوگا؟........

ایک منافق امام بدنیتی سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانے کے لئے نماز میں ہمیشہ سورۂ عبس پڑھا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابی کو بھیج کر اس منافق امام کا سر قلم کرا دیا (تفسیر روح البیان، جلد 10 صفحہ 331) حالاں کہ وہ قرآن ہی پڑھا کرتا تھا مگر نیت میں کھوٹ تھا، گردن زدنی قرار دیا گیا........ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی اور بدنیتی برداشت نہیں کر سکتے تھے، یہ اس سچی محبت کا تقاضا تھا جس سے ان کے سینے روشن تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسی محبت کرتے تھے اور آپ کا جیسا ادب اور تعظیم کرتے تھے، اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی........ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ادب و تعظیم کے جو ایمان افروز مناظر دیکھے ان کو بیان کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں:

قسم خدا کی، بادشاہ کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں........ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں (بخاری شریف، جلد 1 صفحہ 379)........

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مناظر اس وقت دیکھے جب وہ مشرف باسلام نہ ہوئے تھے........ وہ فرماتے ہیں، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)........

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لپکنے کے لئے آپس میں جھپٹتے تھے۔

آپ کی بارگاہ میں اونچی آواز سے نہ بولتے تھے۔

چہرۂ مبارک کو آنکھ بھر کے نہیں دیکھتے، سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے۔ (بخاری شریف، جلد 1، صفحہ 379)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ادب و تعظیم کے واقعات کیا بیان کئے جائیں، وہ سراپا محبت تھے۔ وہ سراپا ادب تھے........ چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

(1)........ ایک مرتبہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی ایک لگن میں لئے باہر آئے تو صحابہ جھپٹ پڑے، جس کو پانی کا ایک قطرہ نہ ملا اس نے دوسرے صحابی کی ہاتھ کی تری کو چھو کر اپنے چہرے پر مل لیا (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف صفحہ: 74)........

(2)........ ایک صحابی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال اتار رہے تھے، اردگرد گھیرا ڈالے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کھڑے تھے، زمین پر گرنے سے پہلے بالوں کو

اپنے ہاتھ پر لے لیتے (مسلم شریف، جلد 2، صفحہ 256)........ اور بطور تبرک محفوظ کر لیتے۔ آج پوری دنیا میں یہ تبرکات محفوظ ہیں۔

(3)........ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری شریف، جلد 1 صفحہ 29)

(4)........ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لکڑی کے پیالے کو جان سے لگا کر رکھا تھا (بخاری شریف، جلد 2، صفحہ 842)........ جس کو ایک جاں نثار نے آٹھ لاکھ درہم میں خریدا۔

(5)........ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی وصیت کے مطابق کفن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا پہنایا گیا، آپ کی چادر میں لپیٹا گیا، آپ کا تہبند باندھا گیا........ گلے، منہ اور ان اعضاء پر جو سجدہ کے وقت زمین پر لگتے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک، اور تراشہ ناخن اقدس رکھے گئے (مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف، جلد 5، صفحہ 638)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں یا نہ ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی تعظیم و توقیر میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دلوں میں بسے ہوئے تھے........ اور یہ ادب ان کو آپ ہی نے تعلیم فرمایا........

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو سامنے نہ تھوکے (مشکوۃ شریف، صفحہ 69)........ کیوں نہ تھوکے؟ کہ اس طرف بیت اللہ ہے........ بیت اللہ سامنے ہو یا نہ ہو، اس کی تعظیم و تکریم ہر مسلمان پر لازم ہے........ ایک صحابی نے نماز پڑھاتے وقت قبلہ کی طرف تھوک دیا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوکتے ہوئے دیکھ لیا........ فرمایا، آئندہ یہ شخص لوگوں کو نماز نہ پڑھائے" (مشکوۃ شریف، صفحہ 71)........ اور پھر اس نے کبھی نماز نہ پڑھائی........ حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شاید سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا........ "تو نے اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی اور ان کو ستایا" (مشکوۃ شریف، صفحہ 71)........ اپنے کسی قول و عمل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دیں........ آپ کی تعظیم و توقیر مقصود حیات ہے، مطلوب پروردگار ہے........ جس کا دل آپ کی محبت اور ادب و تعظیم سے خالی ہے وہ ایمان سے محروم ہے، یہی قرآن کا فیصلہ ہے........ اپنے ایمان کی حفاظت کریں........ یہ ایک گوہر بے بہا ہے........ تنہا نہ رہیں، سچوں کے ساتھ رہیں (سورۂ توبہ: 119)........ سچے وہ ہیں جن کی صحبت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت اور ادب و تعظیم پیدا ہو........ جن کی صحبت میں آپ کے سینے محبت رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سے خالی ہونے لگیں اور آپ بے ادب و گستاخ بننے لگیں ان سے اس طرح بچیں جس طرح انسان درندوں سے بچتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوشیار رہیں........ درندوں سے تو صرف جان کا خوف ہوتا ہے اور ایسے انسانوں سے ایمان کا خوف رہتا ہے........ ایمان ہی سب سے قیمتی متاع ہے........ یہ لٹ گئی تو سب کچھ لٹ گیا........

مولیٰ تعالیٰ ہمارے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا نقش جمائے........ آپ کے حضور باادب رکھے، پریشاں خیالیوں اور لب کشائیوں سے محفوظ رکھے آمین!........ بلاشبہ بامراد ہوا جس نے اس در پر سر جھکایا........ کامیاب ہوا جس نے ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا........ سرفراز ہوا جو آپ کے نقش قدم چلا رہا۔

ورنہ اس کا راستہ الگ ہے میرا راستہ الگ ہے۔ جو بات کل ہونی ہے آج ہی کرلو، بھائیوں نے بہن سے پوچھا اس نے ہار تھک کر کہا میں کس کس کا منہ دیکھوں گی جیسے بھی ہوا گزارہ کروں گی پھر اس پٹواری نے ایک بکری رکھ لی، جب اپنے کام پر جاتا بکری کا دودھ گیوڑی میں ساتھ لے جاتا، بھوک لگے تو تھوڑا سا دودھ پی لے پیاس لگے تو دودھ میں پانی ملا کر پی لے اسی پر گزارہ چلتا رہا، اب اس کو چین تھا، دل مطمئن تھا وہ پہلے والی بے قراری نہ رہی، اب جب کہ خوف خدا دل میں آ گیا تو لوگوں کے بے لوث کام سرانجام پانے شروع ہو گئے۔

ایک دن اس علاقہ کا تحصیل دار دورہ پر آیا۔ علاقہ کے سارے پٹواری اکٹھے ہوئے اس نے فائلیں دیکھیں تو جگہ جگہ غلام محمد، غلام محمد لکھا دیکھا، تحصیل دار نے پوچھا یہ غلام محمد پٹواری کون ہے۔ اس نے بڑے کام کئے ہیں۔ دوسرے پٹواریوں نے اس غلام محمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ہے غلام محمد، تحصیل دار نے خوش ہو کر کہا اے غلام محمد میں نے تجھے پٹواری سے گرداور کر دیا ہے، تنخوہ چار کی بجائے چھ روپے ہوگئی اور ساتھ تحصیل دار نے کہا یہ گھوڑا الاؤنس ہے۔ غلام محمد نے کہا اب میرے پاس گھوڑا نہیں ہے میں یہ الاؤنس نہیں لے سکتا۔ تحصیل دار نے کہا میں وقت کا مجاز حاکم ہوں تجھے کون پوچھے گا کہ گھوڑا ہے یا نہیں۔ پٹواری نے کہا کوئی نہ پوچھے مگر خدا تعالیٰ تو پوچھے گا جو دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا میں یہ الاؤنس جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے نہیں لے سکتا۔

آخر وہ پٹواری اپنی جائز کمائی (تنخواہ) پر گزارہ کرتا رہا، حتیٰ کہ دنیا چھوڑ کر اپنے رب تعالیٰ کے دربار پہنچ گیا اور ہمیں سبق دے گیا کہ بندہ گزارہ کرنا چاہے تو بغیر رشوت لئے بھی گزارہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرے ایسے پاک باز لوگوں پر جنہوں نے سچی توبہ کر کے دنیا میں بھی نام پیدا کیا اور آخرت میں انعام و اکرام کے مستحق ٹھہرے۔

اے میرے عزیز! اٹھ جاگ، ہوش کر آ ہم گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ہے کیا۔ مندرجہ ذیل حکایت کو بنام زندگی کا پٹہ عبرت کی نظروں سے پڑھیں۔

زندگی کا پٹہ:

فقیر بچپن میں لاہور ایک پریس پر گیا وہاں ایک مشین دیکھی جس میں لفافے بن رہے ہیں۔ اس مشین کے اندر سے ایک پٹہ نکلتا ہے اس کی لمبائی اندازاً دو گز ہے اس پر لفافے ترتیب کے ساتھ نکل رہے ہیں اور آگے جا کر ترتیب کے ساتھ گر رہے ہیں۔ وہ لفافے یہ سارا فاصلہ تقریباً دو منٹ میں طے کرتے ہیں۔

فقیر نے اس سے یہ سبق حاصل کیا کہ یہ زندگی کا پٹہ ہے، ادھر سے انسان پیدا ہوتے جاتے ہیں اور اس پٹہ کے دوسرے سرے سے گر رہے ہیں۔ اے میرے عزیز! اس زندگی کے پٹہ پر غور کر تیری سو سالہ زندگی اس ابدی زندگی کے مقابلہ میں دو منٹ

اللہ عزوجل کی شان کبھی کبھی اس طرح بھی ظاہر ہوتی ہے گزشتہ دنوں کراچی میں موسم تبدیل ہوا گھٹائیں چھائی اور آسمان پر واضح اسم اللہ عزوجل لکھا ہوا دیکھا گیا ضرب اسلام نے جسے کیمرہ کی آنکھ میں محفوظ کر کے قارئین تک پہنچایا

بھی نہیں بنتے۔ میرے عزیز اگر تو حساب جانتا ہے تو دس کھرب کو سو پر تقسیم کر کے دیکھ کیا تیری سو سالہ زندگی دس کھرب کے مقابلہ میں دو منٹ بھی بنتے ہیں یا نہیں اور اگر حساب نہیں جنتا تو اپنے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لے کہ یہ دنیاوی زندگی اس آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں کی حیثیت رکھتی ہے سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اللہ عزوجل کی قسم دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلے میں یوں ہے جیسے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر انگلی کو اٹھا کر دیکھے کہ انگلی کے ساتھ کیا آیا ہے۔ ایسے ہی دنیاوی زندگی کو اخروی زندگی کے ساتھ نسبت ہے جیسے انگلی کی تری کو سمندر کے پانی کے ساتھ نسبت ہے۔

تنبیہ:

آج تک کسی بھی حکومت نے سمندر کے پانی کو نہیں ناپا کہ کتنے ارب ٹن ہے، بہر حال اس سمندری پانی کے ساتھ انگلی کی تری کو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ ہم اسی پر غور کریں اور اس سے پہلے کہ موت کا فرشتہ دبوچ لے ہم جاگیں اور اس آخرت کی زندگی کی فکر کریں، اوپر کی مشین والی حکایت کو سامنے رکھیں کہ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں یہ لفافہ گرنے والا ہے۔

نت ویکھیں توں بار لدیندے تینوں اجے نہ فکر تیاری دا
تینوں وی جگ کہسی اک دن مر گیا اج فلانا اے
تیرے مگر شکاری موت دے بیٹھے نے گھات لگا
جد دھون کڑکی آگئی پھر پیش نہ جاسی کا

اے میرے بھائی جس اولاد کو تو اپنا خیر خواہ سمجھ کر حرام حلال کی تمیز اٹھا کر جائز و ناجائز طریقے سے پال رہا ہے اور تو اس اولاد کو اپنا خیر خواہ سمجھ رہا ہے یہ تیری غلط فہمی ہے یہ تیری اولاد تیری خیر خواہ ہرگز نہیں۔ مندرجہ ذیل واقعہ پڑھ اور پھر گریبان میں منہ ڈال کر سوچ کیا تیری اولاد تیری خیر خواہ ہے بھی یا نہیں۔

واقعہ:

آج سے چند سال پہلے فقیر مسجد گلزار مدینہ میں نمازِ ظہر پڑھ کر مسجد کے جنوبی کمرہ میں تنہا بیٹھا تھا کہ ایک شخص محلّہ گورونانک پورہ سے آیا اور سوال کیا مولوی صاحب آپ نے کوئی آدمی غسل دینے والا رکھا ہوا ہے میں نے کہا نہیں ہمارے ہاں کوئی آدمی غسل دینے والا نہیں۔ یہ سن کر وہ گرم ہو گیا اور بولا تم نے کیا بنا رکھا ہے میں حامدیہ مسجد گیا وہاں بھی کوئی آدمی نہیں ملا۔ پھر میں غوثیہ مسجد گیا وہاں بھی کوئی نہلانے والا آدمی نہیں ملا اور تم

دوست کو اپنے حال سے اتنا ہی واقف کر دو کہ اگر وہ دشمن بھی ہو جائے تو نقصان نہ پہنچا سکے۔

نے بھی کوئی آدمی نہیں رکھا میں نے پوچھا بھائی کیا ہوا، اس نے کہا میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور مجھے غسل دینے والا آدمی نہیں مل رہا میں نے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہلانے کے لئے آدمی رکھے ہوئے تھے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رکھے ہوئے تھے، وہ تو خود ہی غسل دیتے تھے، آ میں تجھے طریقہ بتا دیتا ہوں تو جا کر اپنے باپ کو خود غسل دے لے، وہ بولا نہیں اور غالباً یہ بھی کہا کہ میں بغیر غسل کے ہی دفن کر دیتا ہوں، یہ کہتا ہوا بڑ بڑاتا چلا گیا۔

اے میرے عزیز! اس واقعہ پر غور کر جس اولاد کے پیچھے تو نے اپنے رب کریم کی نافرمانیاں کیں وہ اولاد تجھے بلا سمجھ رہی ہے تجھے ہاتھ لگانے کی روادار نہیں، حالانکہ ابھی تیرا جسم زمین کے اوپر رکھا ہوا ہے اور جب قبر کے اندر جائے گا تو بتا تجھے وہاں کون بچائے گا، کیا تیری بیوی یا تیری اولاد جن کی خاطر رشوتیں لے کر سود لے کر دھوکہ فریب کر کے سوٹ بوٹ بناتا رہا یہ تجھے قبر میں جا کر بچا لیں گے ہرگز ہرگز نہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک اہل حق اہل سنت کے ایمان وعقیدے کی گواہی دے رہا ہے

مال اولاد دے آکھے لگ کے حق اللہ دے بھنے توں
مال اولاد تے عورت تیری نہ تینوں چھڑوانا اے
ویلا ای ہن جاگ کے کر لے نیک اعمال کمائیاں توں
حشر توڑی سونا وچ قبرے خاک تے کیڑیاں کھانا اے

لیکن ہائے ہائے افسوس کہ آج کے مسلمان کی مال اولاد نیز زن وزر کی محبت میں وہی سوچ ہو گئی ہے جو کہ کفار کی سوچ تھی۔

یعلمون ظاہرا من الحیاۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غفلون ○

یعنی کافر لوگ صرف ظاہری دنیاوی زندگی کو ہی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے بے خبر ہیں۔

یوں ہی آج کا مسلمان ایسی غفلت کی نیند سو گیا ہے اور ایسا دنیا کی محبت میں مدہوش ہو گیا ہے کہ نہ اسے موت یاد ہے نہ قبر یاد ہے نہ حشر یاد ہے نہ حساب کتاب یاد ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں اگر انسان سو جائے تو وہ جھنجھوڑنے سے بیدار ہو جائے گا اور اگر وہ نشہ آور چیز کھا کر مدہوش ہو گیا تو جب تک اسے نشہ آور چیز کا نشہ اترے وہ ہوش میں نہیں آئے گا یوں ہی ہمیں دنیا کی محبت کا ایسا نشہ چڑھ گیا ہے کہ ہمیں نہ تو قرآن وحدیث کی نصیحتیں بیدار کر رہی ہیں نہ کسی ناصح کی نصیحت کارگر ہو رہی ہے۔ ہم سب کچھ بھول کر اس بے وفا دنیا کی لذتوں میں اس کی عیاشیوں میں ایسے مدہوش ہو گئے ہیں کہ ہم بیدار ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔

تمثیل:

ایک آدمی کسی جنگل میں جا رہا تھا اس نے مڑ کر دیکھا تو ایک شیر نظر آیا جو کہ اس پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا اسے دیکھ کر اس مسافر کے طوطے اڑ گئے اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں کہاں جاؤں۔ اچانک اسے ایک درخت نظر آیا اور وہ بھاگ کر اس درخت پر چڑھ گیا اور شیر نیچے آ کر کھڑا ہو گیا اور پھر جب اس مسافر نے نیچے جھانکا تو اسے ایک پرانا غیر آباد کنواں نظر آیا جس کے کنارے پر وہ درخت کھڑا ہے اور اس کنویں میں ایک اژدھا ہے جو کہ منہ کھولے انتظار میں ہے کہ کب یہ انسان کنویں میں گرے اور میں اسے نگل جاؤں پھر اس نے دیکھا کہ اس درخت پر کچھ پھل لگے ہوئے ہیں نیز دیکھا کہ اس درخت کے پیڑ کو دو چوہے (ایک سیاہ ایک سفید) کتر رہے ہیں اور پھر جب غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ وہ چوہے اس پیڑ کو کتر چکے ہیں لیکن تھوڑا سا باقی ہے اور وہ درخت ابھی گرا چاہتا ہے لیکن اس احمق مسافر نے درخت کے پھل کو دیکھ کر کہہ دیا یار دیکھا جائے گا جو ہو گا ہم پھل تو کھائیں وہ پھل کھانے میں مشغول ہوا ہی تھا کہ چوہوں نے پیڑ کو کتر کر ختم کر دیا اور وہ درخت دھڑام سے گرا تو شیر نے اسے دبوچ لیا اسے چیر پھاڑ کر کے کچھ خود کھا لیا اور کچھ کنویں میں پھینک دیا اور وہ اژدھے نے نگل لیا۔

اس تمثیل کی تشریح یوں ہے کہ درخت انسان کی زندگی ہے اور شیر ملک الموت ہے کنواں قبر ہے اور وہ دو چوہے دن رات ہیں دن سفید ہے اور رات سیاہ ہے۔ اے غافل انسان یہ دونوں چوہے رکتے نہیں بلکہ تیری زندگی کے درخت کو کتر رہے ہیں بلکہ کتر چکے صرف چند گھڑیاں باقی ہیں اور وہ پھل زندگی کی چہل پہل ہے لہٰذا اگر یہ دنیا کا مسافر عقلمند ہے تو یوں ہرگز نہ کہے گا دیکھا جائے گا جو ہو گا ہم پھل تو کھائیں بلکہ اسے ایسا بھیانک وقت دیکھ کر پھل کھانے کی طرف توجہ ہی نہ ہو گی بلکہ وہ تدبیر سوچے گا کہ کیا کیا جائے ہاں ایسے نازک وقت میں وہی پھل کھانے کی طرف مشغول ہو گا جو کہ پرلے درجے کا احمق اور بے وقوف ہو گا۔ یہی حال ہم احمقوں دنیا داروں کا ہے۔ موت سر پر کھڑی ہے قبر ہمیں روزانہ یاد کرتی ہے اے بندے غافل نہ ہو میں وحشت کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں۔ مجھ میں سانپ بھی ہیں بچھو بھی ہیں اور جب نیک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نیاز مند امتی جس نے موت کو یاد رکھا اور یاد الٰہی سے غافل نہ رہا جب وہ قبر میں جاتا ہے تو قبر

مومن اپنے اہل وعیال کو اللہ عزوجل پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم ودینار پر۔

اسے مرحبا اھلا وسھلا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو مجھ پر چلتا تھا تو تو مجھے بڑا ہی پیارا لگتا تھا۔ اب جب کہ تو مجھ میں آ گیا ہے اور میں تجھ پر مسلط کردی گئی ہوں اب تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں میں تیرے ساتھ ایسا سلوک کروں گی کہ تو ماں کی گود بھی بھول جائے گا پھر وہ قبر کھلنا (فراخ ہونا) شروع کردیتی ہے اور جہاں تک اس مرنے والے کی نظر جائے قبر کھل جاتی ہے اور پھر قبر میں جنت سے ہر نعمت آ جاتی ہے اور وہ مومن تا قیامت آرام وعیش کی برزخی زندگی گزار کر قیامت کے دن اپنے رب کریم کے دربار حاضر ہو جائے گا لیکن جو غافل انسان موت کو بھول کر دنیاوی عیش وعشرت میں مگن ہوگیا، موت اور قبر اسے بھی روزانہ یاد کرتی ہے۔ اے بندے مجھ پر غافل ہو کر نہ چل میں وحشت کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں مجھ میں سانپ، بچھو بھی ہیں اور جب غافل انسان مرجاتا ہے اور قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر اس کو خطاب کرتی ہے اے بندے تو مجھ پر چلتا تھا تو تو مجھے بڑا ہی برا لگتا تھا اب جب کہ تو مجھ می آ گیا ہے اور میں تجھ پر مسلط کر دی گئی ہوں تو اب تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں یہ کہہ کر قبر اسے دبانا شروع کر دیتی ہے۔ رسول مکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ مبارک کی انگلیوں سے گزار کر سمجھایا کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں سے یوں گزر جائیں گی اور پھر اس پر بے شمار سانپ اور بچھو مسلط کر دیئے جائیں گے جو کہ قیامت تک اسے ڈستے رہیں گے۔ (العیاذ باللہ الحفیظ)

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنے گی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔'' (او کما قال)

تو سمجھ غافل آدمی دنیا حیاتی بے وفا

اے میرے بھائی اے میرے عزیز اے میرے آقا ﷺ کے امتی (اللہ تعالیٰ ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار کرے) اس زندگ کے پٹہ پر پھر غور کر پھر غور کر آج نہیں تو کل کل نہیں تو پرسوں تیری زندگی کا لفافہ گرنے والا ہے۔

اشاب الصغیر وافنی الکبیر

کر الغداۃ و مر العشی

یعنی بچوں کو جوان کردیا اور بوڑھوں کو فنا کر دیا (قبر میں دھکیل دیا) دن رات کے چکر نے۔

پھر یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھ کر یہ زندگی کا پٹہ چل رہا ہے اور لفافے گر رہے ہیں اور لفافے گرتے وقت بتا کر نہیں گرتے بلکہ بقول حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ ؎

ہر چہ مے بنی بگرداب جہاں
چوں حباب از چشم تو گردونہاں

یعنی اے غافل انسان یہ دنیا کی رونق یہ چہل پہل یہ دنیا کی رنگینی تیری آنکھوں سے یوں اوجھل ہو جائے گی جیسے کہ پانی کا بلبلہ مٹ جاتا ہے پھر تیری قبر سے آواز آئے گی۔ ؎

ناگہ از گورت برآید ایں صدا
واحسرتا واحسرتا واحسرتا

ہائے افسوس ہائے افسوس ہائے افسوس مگر اس وقت کف افسوس ملنے سے کچھ نہیں بنے گا۔

چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں تا کہ ہم عبرت حاصل کرسکیں۔

واقعہ:

ہمارے گاؤں نوازش آباد ضلع لاہور میں ایک شخص مفلوک الحال رہتا تھا عیالدار تھا اس کی اپنی زمین نہیں تھی، محنت مزدوری کر کے وقت پاس کرتا تھا۔ ایک وقت اس کے کسی رشتہ دار نے جس کے پاس کافی زمین تھی کہا بھائی تو بھوکوں مرتا ہے اور میرے پاس کافی زمین ہے تو دو ایکڑ زمین میں ''گوجی'' (گندم چنے ملا کر) بو لے اور جب فصل پک جائے گی ساری فصل تو اپنے گھر لے جانا۔ یہ سن کر وہ بڑا خوش ہوا اور جس دن وہ اپنے رشتہ دار کے ساتھ اس زمین میں بیج ڈال کر آیا اور آتے ہوئے کھیت سے چارہ کاٹ کر ساتھ لیتے آئے تا کہ وہ چار بیلوں کو کھلایا جائے اور اس زمیندار بھائی کے گھر بیل باندھ دیئے اور مشین پر چارہ کترنے کے لئے رکھا۔ زمیندار بھائی مشین میں چارہ ڈالنے کے لئے کھڑا ہوگیا اور یہ آگے سے مشین کو گھمانے کے لئے کھڑا ہوا بس ایک دو چکر دیئے اور مشین کی ہتھی پر گر گیا اس کے منہ سے یوں آواز نکلتی جیسے گائے کو ذبح کرتے وقت گائے کے منہ سے آواز نکلتی ہے یہ آواز سن کر ایک عورت جو کہ قریب ہی مکان کی چھت پر کھڑی تھی اس نے شور مچا دیا اس کا شور سن کر ایک حکیم صاحب جو کہ گلی سے گزر رہے تھے اور دوسرے بڑے بھائی جو کہ اپنے گھر میں موجود تھے دونوں اس زمیندار کی حویلی میں پہنچ گئے اور جلدی سے دیوار کے سایہ میں چار پائی بچھا کر اس کو اس پر لٹا دیا اور دونوں اس کی نبضیں پکڑ کر بیٹھ گئے اور حیران ہوگئے کہ سانس آتا مگر نبض چل رہی ہے اسی دوران اس کے منہ سے پہلے جیسی آواز نکلی اور نبض دیکھتے ہی دیکھتے بیٹھ گئی اور قصہ تمام ہوگیا۔

تیرے مگر شکاری موت دے بیٹھے نے گھات لگا

جدھون کر کی آ گئی پھر پیش نہ جاسی کا

واقعہ 2:

فیصل آباد کی ایک کالونی میں کسی نے لاکھوں روپے لگا کر کوٹھی بنائی اور جب بن کر تیار ہوگئی تو صاحب نے پروگرام بنایا کل یہ چھوٹا اور پرانا مکان چھوڑ کر کوٹھی منتقل ہو جائیں گے (مگر تقدیر دیکھ کر ہنس رہی تھی کہ اے غافل انسان دیکھ کیا ہوتا ہے) وہ انسان رات کو جب سویا تو پھر وہ اٹھ نہ سکا بلکہ دوسرے دن بجائے کوٹھی منتقل ہونے کے قبرستان منتقل ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

واقعہ 3:

ایک شخص نے ایک کالونی میں بڑی عالی شان کوٹھی بنائی بتانے والے بتاتے ہیں کہ اس پر اندازاً اسی لاکھ روپیہ خرچ ہوا اور جب وہ تیار ہوگئی تو سامان اس کوٹھی میں بھیج دیا اور اپنے چچازاد بھائی کو دعوت دی کہ کل آپ نے بھی آنا ہوگا کیوں کہ ہم کل کوٹھی میں شفٹ (منتقل) ہو جائیں گے اور وہاں کوئی فنکشن (تقریب) کریں گے۔ ادھر یہ بھائی تیاری کر رہا ہے کہ بھائی کی خوشی میں شریک ہو سکے ادھر قدرت اپنا رنگ دکھا رہی تھی، حضرت ملک الموت علیہ السلام اسی پرانے مکان میں پہنچ گئے اور

دنیا کی سب سے بڑی غریبی بے عقلی ہے۔

بھائی کو فون آ گیا کہ آپ کا بھائی بجائے کوٹھی شفٹ ہونے کے قبرستان شفٹ ہو گیا ہے۔

تو سمجھ غافل آدمی دنیا حیاتی بے وفا

واقعہ 4:

دو بھائی تھے جب ان کا باپ فوت ہو گیا تو دونوں نے اپنی اپنی پسند کا راستہ اختیار کر لیا ایک بھائی نے یادِ الٰہی کو اپنا لیا اور دوسرے نے ڈگریاں حاصل کرنا شروع کر دیں اور پھر وہ گاؤں سے شہر میں منتقل ہو گیا اتفاق سے اس شہر کا بادشاہ مر گیا پبلک نے یہ سمجھ کر یہ نوجوان تعلیم یافتہ ہے سنجیدہ فہمیدہ جہاندیدہ ہے اسی کو تخت پر بٹھا دیا وہ پہلے بھی آزاد طبع تھا پھر حکومت مل گئی تو وہ بالکل ہی خواہشات میں مگن ہو گیا نہ خدا تعالیٰ یاد ہے نہ مرنا یاد ہے نہ قبر و حشر کی فکر ہے یوں ہی سلسلہ چلتا رہا ایک دن اس بادشاہ نے پروگرام بنایا کہ باہر چل کر سیر و تفریح کریں دل کو خوش کریں۔ شاہی اصطبل سے گھوڑے منگائے گئے مگر اس کا دماغ اتنا غرور سے پھرا ہوا تھا کہ اسے کوئی گھوڑا پسند ہی نہیں آتا تھا۔ آخرکار ایک گھوڑا منتخب کیا پھر اسے لباس پیش کیے گئے تو کوئی لباس پسند نہیں آتا تھا۔ آخر ایک سوٹ منتخب کیا اور وزیروں مشیروں کے جلو میں اور عیش و عشرت کے سامان کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اور وہ بادشاہ غرور و تکبر کی وجہ سے عوام کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہیں کرتا تھا اچانک دورانِ سفر ایک فقیرانہ صورت میلے کچیلے کپڑے بال بکھرے ہوئے ایک شخص نمودار ہوا اس نے سلام کہا تو بجائے سلام کا جواب دینے کے اسے جھڑک دیا اس فقیر نے گھوڑے کی لگام تھام لی۔ بادشاہ نے جھڑکتے ہوئے کہا تو نے میری ہتک کی ہے لگام کو چھوڑ دے۔ اس فقیر نے کہا میں نے آپ کو ایک پیغام دینا ہے اس نے اسی متکبرانہ انداز میں کہا جلدی کہہ وہ کیا پیغام ہے۔ فقیر نے کہا ذرا کان نیچے کرنا کہ کوئی دوسرا نہ سن لے جب بادشاہ نے کان نیچے کیا تو فقیر بولا مجھے پہچانتا ہے میں کون ہوں بادشاہ نے اسی انداز شاہانہ میں کہا تو کون ہے اس آنے والے نے کہا میں ملک الموت ہوں یہ سنتے ہی کانپنے لگ گیا رنگ زرد ہو گیا زبان لڑکھڑانے لگ گئی پھر منت سماجت کرتے ہوئے بادشاہ نے کہا مجھے واپس بچوں میں جانے دو فرمایا نہیں بادشاہ نے کہا مجھے وزیروں مشیروں سے بات کر لینے دو فرمایا نہیں اور وہیں دبوچا اور جان قبض کر لی اور وہ گھوڑے سے دھڑام کر کے نیچے یوں گرا جیسے درخت کاٹتے وقت گرتا ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی عبا مبارک مصر میں مسجد الحسینی میں موجود ہے جس کی زیارت وہاں کے مسلمانوں کی عقیدت و محبت کا مرکز و محور ہے۔

یہ ہے غافل انسان کا انجام آخر بے وفا دنیا جس نے کبھی کسی کے ساتھ بھی وفا نہ کی وہ ساتھ چھوڑ گئی اور اپنی بے وفائی دکھا گئی اور وہی کچھ ہوا جس کے متعلق حکما اور اللہ والے فرما گئے ہیں کہ تیرا نفس اور شیطان چاہتے ہیں کہ تجھے دوزخ میں پھینک کر ہنسیں۔

زاں بعد ملک الموت علیہ السلام اس دوسرے بھائی کی طرف گئے جو یادِ الٰہی میں مشغول تھا اور فرمایا السلام علیکم! اللہ تعالیٰ کے بندے نے جواباً فرمایا وعلیکم السلام۔ آپ کون ہیں فرمایا میں ملک الموت ہوں یہ سنتے ہی وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ نہایت خوش دل ہوا اور فرمایا: مرحبا اھلاً و سھلاً میں تو عرصہ سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا کوئی آرزو ہو تو فرمائیں یہ سن کر فرمایا میں ساری آرزوئیں ختم کر چکا ہوں بس یہی آرزو باقی ہے کہ کب اللہ تعالیٰ کے دربار حاضری ہوتی ہے۔

حضرت ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا مجھے حکم ہے کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر جان نہ نکالوں یہ سن کر فرمایا مجھے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو اور سجدے کی حالت میں میری جان نکال لو اور وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ سجدہ کی حالت میں دربار الٰہی میں حاضر ہو گیا۔ ہزاروں رحمتیں ہوں ایسے پاکباز بندوں پر جو چند روزہ زندگی میں جو زندگی اس اخروی زندگی کے مقابلے میں اتنی بھی نہیں جیسے سو سال کے مقابلہ میں ایک منٹ ہوتا ہے اس دنیاوی بے وفا زندگی میں دامن مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ وابستہ رہے اور اپنی قبر کو جنت کا باغ بنا گئے۔

حکایت:

ایک بادشاہ تھا آزاد طبع اس کا وزیر نیک انسان تھا وزیر اسی تاک میں رہتا کہ کہیں موقع ملے بادشاہ کو سمجھاؤں۔ ایک رات بادشاہ نے کہا وزیر صاحب باہر نکلیں اور رعایا کی خبر گیری کریں باہر نکلے تو ایک مکان کے روشندانوں سے روشنی چھن رہی تھی بادشاہ نے کہا وزیر صاحب گھوڑا پکڑو میں دیکھوں کہ اس وقت روشنی کیوں چھن رہی ہے۔ بادشاہ نے اوپر چڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک فقیر پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک گندگی کے ڈھیر کو کرسی نما بنائے اس پر بیٹھا ہے سامنے اس کی بیوی فقیرانہ لباس میں بیٹھی ہے وہ فقیر کہتا ہے ملکہ یہ بات یوں ہے وہ کہتی ہے بادشاہ سلامت ہاں یوں ہی ہے۔ بادشاہ دیکھ کر حیرانی میں کھو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے آخرکار سمجھ گیا کہ یہ دونوں شغل کر رہے ہیں۔ نیچے اترا اور ہنس کر بولا وزیر صاحب دونوں خاوند بیوی شغل کر رہے ہیں۔ کرنے دو ہمیں کیا وزیر صاحب کو موقع مل گیا اور کہا بادشاہ سلامت ایک ایسی بھی حکومت ہے جس کے سامنے تیری ساری بادشاہی یوں گندگی کا ڈھیر ہے جیسے تیری بادشاہی کے مقابلہ میں ان کا شغل گندگی کا ڈھیر ہے۔ بادشاہ کے کان کھڑے ہو گئے بولا وزیر صاحب وہ کون سی بادشاہی ہے وزیر صاحب اسے اس کے آباء و اجداد کے قبرستان لے گئے وہاں کچھ ناصحانہ اشعار لکھے ہوئے تھے کچھ وزیر صاحب نے اپنی طرف سے نصیحت آموز مواد پیش کیا تو بادشاہ نے کہا میں وہ بادشاہی ضرور حاصل کروں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے بادشاہی کو خیرباد کہا اور وزیر نے اسے ایک عبادت خانہ بنا دیا بادشاہ باقی زندگی یادِ الٰہی میں گزار کر راہی عدم ہوا اور پھر وزیر صاحب کو خواب میں ملا اور کہا وزیر صاحب اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے واقعی یہاں آ کر ایسی بادشاہت ملی ہے کہ دنیا کی بادشاہی اس کے سامنے گندگی کا ڈھیر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنے گی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔"
(او کما قال)

جو قومیں اپنے محسنوں کو فراموش کر دیں وہ جلد مٹ جاتی ہیں۔

تعظیم و توقیر محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی شرطِ اول ہے

تحریر فکر انگیز کالم نگار پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

ہم قرآن کریم نہیں دیکھتے، ہم قرآن حکیم نہیں پڑھتے، سنی سنائی پر یقین کر لیتے ہیں، بہت بھولے ہیں........جب قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے (سورۂ نحل: 89) اور ہر بات کی تفصیل موجود ہے (سورۂ یوسف: 111) تو پھر قرآن کریم سے کیوں نہ پوچھا جائے........ ادھر ادھر کیوں بھٹکتے رہیں؟........ ایک ایک کا منہ کیوں تکتے رہیں؟........ کوئی کچھ بتاتا ہے، کوئی کچھ........ دل الجھ کر رہ جاتا ہے، دماغ پراگندہ ہو جاتا ہے........ متاعِ عشق و محبت برباد ہونے لگتی ہے، جب وہ برباد ہو گئی تو پھر کیا رہ گیا؟........ ایک خاک کا ڈھیر، ایک بے جان لاشہ........ محبت کی باتیں اتنی مشکل نہیں جو سمجھ میں نہ آ سکیں........ دل والا ہو تو بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے........ یہ باتیں دماغ سوزی سے سمجھ میں نہیں آتیں ۔

ہے دانشِ برہانی حیرت کی فراوانی

کسی بھی شخصیت سے جب تک محبت نہ ہو اور اس کی عظمت کا نقش دل میں نہ بیٹھے، اس کے حضور ادب کا جذبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا........ اللہ تعالیٰ نے جب محبت کی بات کی تو اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ایک ہی معیار رکھا (سورۂ توبہ: 24)، دو معیار نہ رکھے تاکہ آپ کی قدر و منزلت کا بخوبی اندازہ ہو جائے........ اپنی جان سے بڑھ کر آپ سے

زیر نظر تصویر میں سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک ترکی کے میوزیم توپ کاپی میں ایک انتہائی خوبصورت بکس میں محفوظ ہیں

جو حق بات کہنے سے باز رہتا ہے وہ گونگا شیطان ہے۔

محبت کو ایمان کے لئے شرط اول قرار دیا۔ (توبہ:12) اور اس محبت کو تعظیم کے لئے شرط اول قرار دیا......... اور تعظیم کو ادب کے لئے شرط اول قرار دیا......... فرشتوں کے دل میں حضرت آدم علیہ السلام کا نقش عظمت بیٹھا تو سب کے سب سجدہ ریز ہو گئے (سورۂ اعراف:11، سورۂ بقرہ:34)......... برادران یوسف (علیہ السلام) کے دل میں جب حضرت یوسف علیہ السلام کا نقش عظمت بیٹھا تو سب کے سب ان کے حضور سجدے میں گر پڑے (سورۂ یوسف:100)......... ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو محض ایک بشر اور انسان سمجھا اس لئے تعظیم کے لئے تیار نہ ہوا، ہمیشہ کے لئے مردود و ذلیل ہوا (سورۂ اعراف:11-13)......... محبت، فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے، یہ انقلاب پیدا نہ ہو تو انجام وہی ہوتا ہے جو ابلیس کا ہوا۔ ہمیں ہر آن اپنے فکر و نظر کی حفاظت کرنی چاہئے......... کوئی مسلمان انبیاء علیہم السلام کو محض ایک انسان اور بشر نہیں سمجھ سکتا کیوں کہ یہ فکر و خیال ابلیس کا ہے، یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کا ہے جس کا بار بار قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے (سورۂ ابراہیم:10، انبیاء:3، مومنون:24-33، شعراء:186، یاسین:15، ہود:27)......... اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک بار جو یہی بات کہلوائی (کہف:110) تو اس میں کفار و مشرکین کے خیال باطل کی تردید ہے کہ اگر ظاہری صورت میں تم کو بشر نظر آ رہا ہوں تو تم یہ نہیں دیکھتے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، تم میں سے کس پر وحی نازل ہوئی؟ تو پھر تم جیسا بشر کیسے ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نقش دلوں میں جمایا پھر آپ کی عظمت کا نقش دلوں میں بٹھایا تاکہ جب ادب کی باتیں کی جائیں تو یہ باتیں دلوں میں بیٹھتی چلی جائیں......... تعظیم و تکریم کے لئے فرمایا:

(1) میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔ (سورۂ مائدۃ:12)

(2) اس رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (سورۂ فتح:9)

(3) تو وہ جو اس پر ایمان لائیں، اور اس کی تعظیم کریں۔ (سورۂ اعراف:157)

ایمان لانے کے بعد ہی تعظیم کا ذکر فرمایا پھر دل و جان سے مدد کرنے کا ذکر فرمایا، پھر آپ کی اطاعت و پیروی کا ذکر فرمایا......... اس کے بعد یہ خوشخبری سنائی کہ ایمان لانے والے، تعظیم کرنے والے، مدد کرنے والے، اطاعت و پیروی کرنے والے ہی تو بامراد ہیں (سورۂ اعراف:157)......... بے شک دونوں جہاں میں سرفرازی کا یہی طریقہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ سلم پر ایمان لایا جائے، آپ کی دل و جان سے تعظیم کی جائے اور اس تعظیم و ادب کو اپنے قول و عمل سے ظاہر کیا جائے......... محبت کی خوشبو پھیلے بغیر نہیں رہتی......... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی ذکر فرمایا ہے......... جہاں اپنے حضور نافرمانی کا ذکر فرمایا ہے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھی

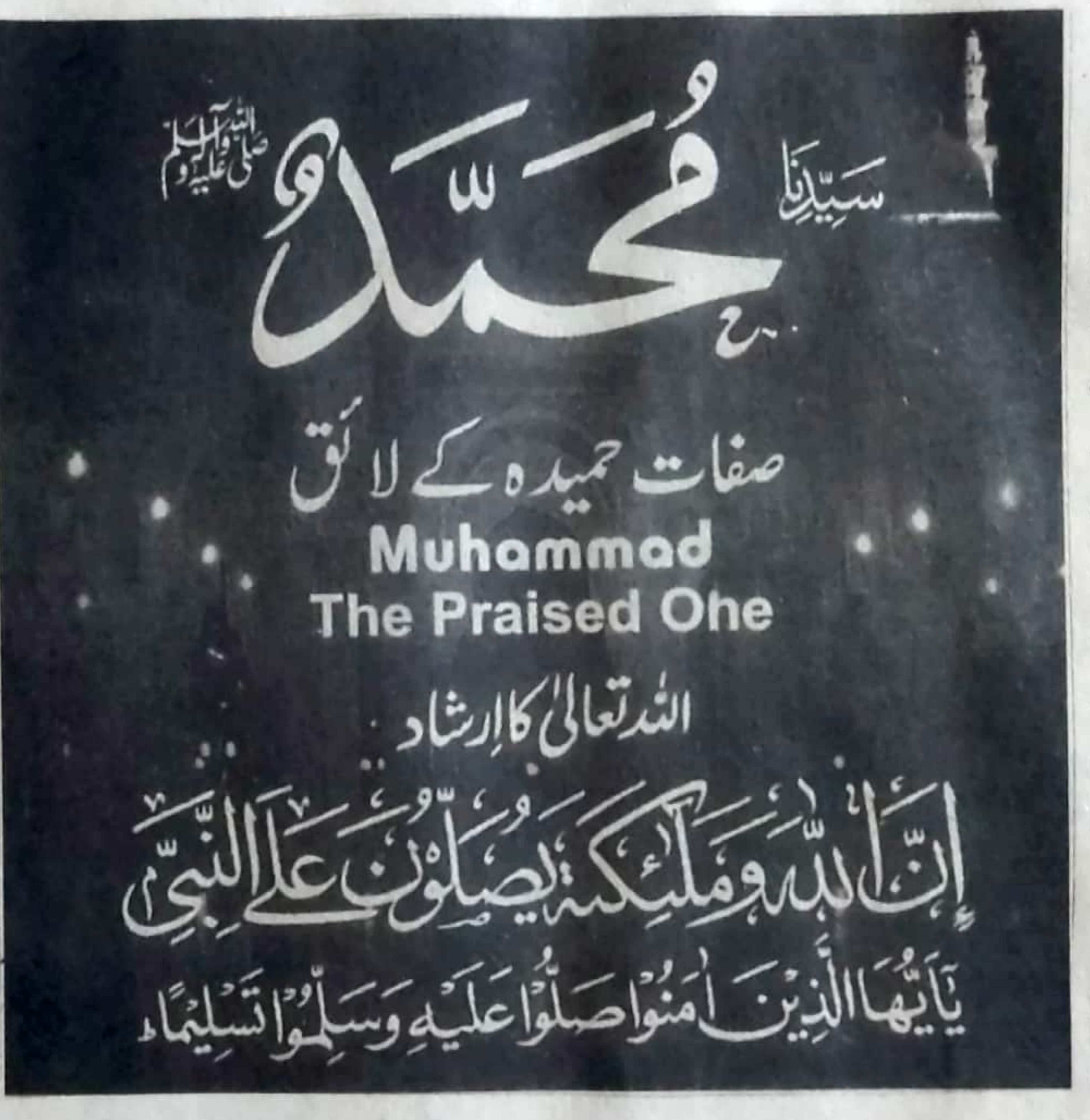

نافرمانیوں کا ذکر کیا ہے (سورۂ آل عمران:132، سورۂ نساء:14)......... اور یہ کہیں نہ فرمایا کہ جس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی اس نے رسول کی اطاعت کی بلکہ یہ فرما کہ آپ کی عظمت کو بڑھایا، "جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی" (سورۂ نساء:80، آل عمران:32-132)......... مقصود و مطلوب آپ ﷺ کی محبت و اطاعت ہے۔ جس نے آپ ﷺ سے محبت کی اس نے اللہ عزوجل سے محبت کی اور جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی، اللہ عزوجل کا محبوب بن گیا (سورۂ آل عمران:31)......... اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے آثار اور نشانیوں کی تعظیم کا بھی حکم دیا ہے (سورۂ حج:30، 32)......... کہ محبوبوں سے نسبت رکھنے والی چیزیں بھی محبوب ہوتی ہیں......... یہی محبت کی فطرت ہے۔

کسی بھی شخصیت کا نقش عظمت دل میں بٹھانے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ اس کی آمد آمد کا ذکر کیا جائے اور اس کا نام نہ بتایا جائے......... اللہ تعالیٰ نے ظہور قدسی سے لاکھوں، کروڑوں سال پہلے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا اور ان سے یہ عہد لیا کہ جب وہ آنے والا آئے تو سب اس پر ایمان لائیں اور دل و جان سے اس کی مدد کریں (سورۂ آل عمران:81)......... یہ معمولی واقعہ نہیں ایک عظیم واقعہ ہے......... پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو دونوں ہاتھ پھیلائے اس آنے والے کے لئے دعا فرما رہے تھے (سورۂ بقرہ:129)......... پھر ظہور قدسی سے تقریباً 570 سال قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں اور اس آنے والے رسول کی خبر دے رہے ہیں، ہر امتی کو جس کا انتظار تھا اور جس کے وسیلے سے فتح و نصرت کے لئے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ (بقرہ:89)......... فرما رہے ہیں، "میرے بعد ایک رسول آنے والا ہے جس کا نام احمد ہوگا (سورۂ صف:6)......... یہ رفع ذکر کا وہ نظارہ ہے جو سارے عالم کو دکھایا گیا (سورۂ قدر:3) تاکہ آپ ﷺ کی شان اور دوبالا ہو جائے......... پھر جس کی آمد آمد کا ذکر کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے اپنی اپنی امتوں میں کیا اور دنیا میں ایک غلغلہ بپا ہوا، اچانک اس پیکر نوری کی آمد کا اعلان فرمایا گیا (سورۂ مآئدہ:15)......... اور آپ ﷺ کو ساری مخلوق میں افضل و برگزیدہ بنایا گیا (مسلم شریف، باب فضائل النبی ﷺ، ترمذی شریف، کتاب التفسیر)......... آپ ﷺ کی عظمت و شان کے اظہار کے لئے آپ ﷺ کے آباء کی قسم کھائی......... آپ ﷺ کی حیات مبارک کی قسم کھائی (سورۂ حجر:72)......... آپ ﷺ کے شہر مقدس مکہ معظمہ کی قسم کھائی (سورۂ بلد:1-3)......... آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ کا ذکر فرمایا (سورۂ قلم:4)......... آپ ﷺ کی عادت کریمہ کا ذکر فرمایا (سورۂ توبہ:138)......... آپ ﷺ کے علم و فضل کا ذکر فرمایا (سورۂ تکویر:24، سورۂ نساء:113)......... آپ ﷺ کی رحمت عامہ کی شان یہ بتائی کہ سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے (سورۂ انبیاء:107)......... تبلیغ و ارشاد کی شان یہ بتائی کہ آپ ﷺ کی ذات سارے عالم کے لئے کافی ہے (سورۂ سبا:28)......... نبوت و رسالت کی شان یہ بتائی کہ

اب قیامت تک صرف آپ ﷺ ہی کا فیض جاری رہے گا، کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا (سورۂ احزاب:40) اور قیامت کے دن عرش کے داہنی جانب صرف اور صرف آپ ﷺ کی کرسی رکھی جائے گی (ترمذی شریف، کتاب المناقب) یہ ساری باتیں اس لئے کہی گئیں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں آپ ﷺ کا نقش عظمت قائم ہو اور کوئی آپ ﷺ کے ظاہر کو دیکھ کر اپنے جیسا انسان نہ سمجھ بیٹھے اور دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو (سورۂ ابراہیم:40)........ جس طرح کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے سمجھا اور ذلیل و رسوا ہوئے........ قرآن کریم کا دامن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے، دیکھنے کے لئے نظر چاہئے........ آئیے کچھ اور نظارہ کریں........ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ خود ہر مسلماں کی رگ جاں سے قریب ہوا (سرۂ ق:16) اور تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مسلماں کی جاں سے قریب کیا (سورۂ احزاب:6)........ خود فرما رہے ہیں، ''کوئی مومن ایسا نہیں جس کے ساتھ میں، دنیا و آخرت میں قریب نہیں'' (بخاری شریف، کتاب الاستقراض، مسلم شریف، کتاب الجمعہ)........ آپ ﷺ کی شان کیا بیان کی جائے، ساری امت پر آپ ﷺ کو گواہ بنایا گیا (سورۂ احزاب: 45، سورۂ فتح: 8، سورۂ مزمل:15)........ آپ ﷺ کو وہ قرآن عطا فرمایا جس میں ہر چیز کا روشن بیان اور تفصیل موجود ہے (سورۂ نحل: 89، سورۂ یوسف: 111)........ آپ ﷺ کو ہزار مہینوں سے افضل لیلۃ القدر عطا کی گئی (سورۂ قدر:3)........ آپ ﷺ کو ''مقام محمود'' کی بشارت سنائی گئی (سورۂ بنی اسرائیل:97)........ آپ ﷺ پر درود بھیج کر اس مسند عظمت پر بٹھایا گیا (سورۂ بقرہ:248) جس کی بلندیوں کا ادراک انسان کے بس کی بات نہیں........ آپ ﷺ ہی کی رضا و خوشنودی کے لئے قبلہ کا رخ بدل دیا گیا (بقرہ:144)........ بے شک۔

تو جدھر ہے ادھر خدائی ہے

اللہ عزوجل کو اپنے محبوبوں سے بڑی محبت ہے........ ان سے تو محبت ہے ہی، ان چیزوں سے بھی محبت ہے جن سے محبوبوں کو نسبت ہے........ اس رمز محبت، کو اچھی طرح سمجھ لیجئے........ دل میں اتار لیجئے........ لکڑی کا وہ صندوق جس میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے، قرآن حکیم نے اس کو ''چین کا گھر'' قرار دیا اور فرشتوں نے اسے اٹھایا (سورۂ بقرہ:248)........ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ''نشان قدم'' کو بیت اللہ کے سامنے رکھوایا اور اپنی نشانی قرار دیا (سورۂ بقرہ:125، سورۂ آل عمران:57)........ حضرت ہاجرہ علیہما السلام کے نشان راہ کو اپنی نشانی قرار دیا اور اس کے گرد چکر لگانے کی اجازت دی گئی (سورۂ بقرہ:158)........ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عالی نسبتوں کی وجہ سے دنیا کی ساری مساجد میں سے تین مسجدوں کا انتخاب فرمایا اور دور دراز کا سفر کر کے ان مسجدوں کی زیارت اور ان میں عبادت کی اجازت مرحمت فرمائی (جامع الرضوی، جلد 2، ص 312 بحوالہ بخاری شریف)........ اس اجازت میں کیا راز تھا؟........ وہی راز محبت جس کو عقل والے نہیں سمجھ سکتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں سفر کر کے حاضری کی اس لئے اجازت دی کہ اس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام (سورۂ بقرہ:127، جامع الرضوی، جلد 2، صفحہ 309) اور نہ معلوم کتنے ہزاروں، لاکھوں انبیاء و صلحاء امت سے نسبت ہے اور سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں عبادت و ریاضت فرمائی........ مسجد اقصیٰ میں سفر کر کے حاضری کی اس لئے اجازت دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیمہ کی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر کرایا (سورۂ سبا:2-13، سورۂ اسراء:1، جامع الرضوی: جلد 2، صفحہ 310)........ اور مسجد نبوی شریف میں سفر کر کے حاضری کی اس لئے اجازت دی کہ اس کی تعمیر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ لیا، (جامع الرضوی، جلد 2، صفحہ 310 بحوالہ بخاری شریف، سورۂ توبہ:108-109) اس کو مرکز اسلام بنایا، اسی کے متصل ہی قیام فرمایا........ آج ازواج مطہرات کے سارے حجرے بلکہ مدینہ منورہ کا بڑا حصہ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوگیا ہے........

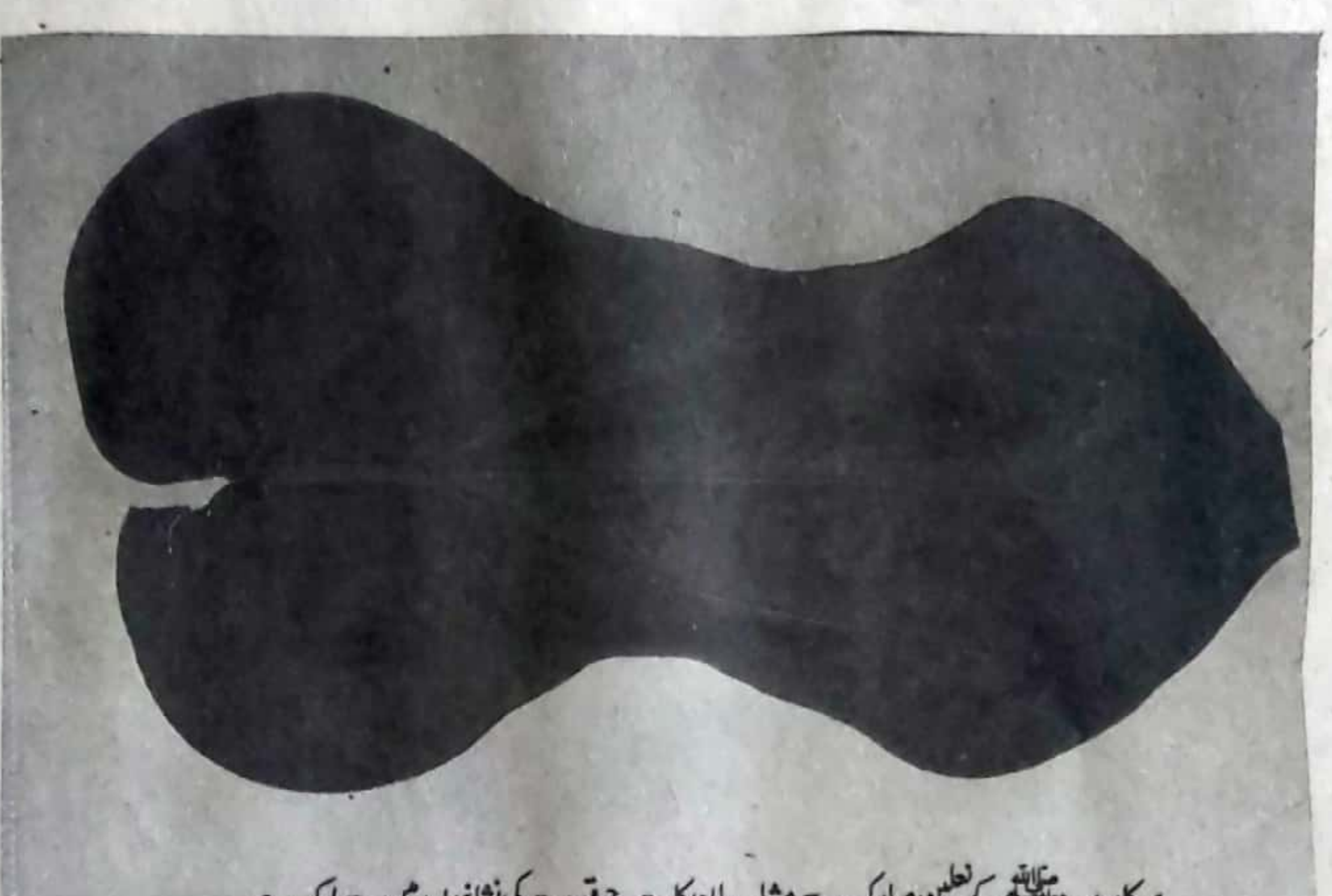

سرکار مدینہ ﷺ کے نعلین مبارک سے مشابہ پان کا پتہ جو قدرت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

آپ خود اس مسجد شریف میں آرام فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی........ ساری بہاریں نسبتوں کی ہیں........ اللہ اللہ! محبوبوں کی اداؤں کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حصہ بنادیا (سورۂ حج:32، سورۂ بقرہ:158)........ اس ''رمز محبت'' کو سمجھنے کی کوشش کریں پھر سب باتیں سمجھ میں آتی چلی جائیں گی........

جب دل کسی کی محبت و عظمت گھر کر جاتی ہے تو اس محبوب کے حضور ادب کے لئے ابھارتی ہے........ محبت خود بخود ادب سکھاتی ہے........ وہ محبوب کی خامیاں تلاش نہیں کرتی........ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے........ وہ محبوب کی ہر ادا پہ جان فدا کرتی ہے........ خامیاں اور برائیاں تلاش کرنا تو دور کی بات ہے وہ محبوب کی برائی سننا بھی پسند نہیں کرتی، برائی کرنے والوں سے منہ پھیر لیتی ہے........ پھر کبھی پلٹ کر نہیں دیکھتی........ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنایا........ ہمارے لئے نمونہ بنایا (سورۂ احزاب: 21)........ محبت کرنے اور محبت کی باتیں کرنے کا حکم دیا........ ذہنی پراگندگی اور پریشاں خیالی کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا........ اللہ اکبر! عاشق کو آداب محبت سکھا کر جینے کا سلیقہ بتادیا۔

(1)........ نام نامی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادب سکھایا........ خبردار! نام لے لے کر اس طرح نہ پکارو اور نہ بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے اور بلاتے ہو (سورۂ نور:167)........ اور خود بھی قرآن کریم میں نام لے کر خطاب نہ فرمایا جس طرح اور نبیوں کے نام لے کر خطاب فرمایا ہے (سورۂ مائدہ:41، 67، سورۂ انفال:64، سورۂ ہود:48، بقرہ:35، قصص:30، صفت:104، 105)........

(2)........ آپ کے خرام ناز اور چال کا یہ ادب بتایا کہ نہ بڑھ بڑھ کر باتیں کرو اور نہ چلتے چلتے آگے نکلو (سورۂ حجرات:1)........

(3)........ دولت کدے میں حاضری کا یہ ادب سکھایا کہ گھر کے باہر سے ہرگز ہرگز آپ کو آواز نہ دو........ انتظار کرو کہ آپ خود باہر تشریف لے آئیں۔ (سورۂ حجرات:4-5)

(4)........ ازواج مطہرات کا یہ ادب بتایا کہ کبھی کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو (سورۂ احزاب:53)........

(5)........ دولت کدے پر حاضری کا ادب یہ بتایا کہ بغیر بلائے نہ جاؤ، جب کبھی کھانے پر بلائیں تو وقت پر جاؤ، یہ نہیں کہ پہلے سے چلے جاؤ اور کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ (سورۂ

احزاب 53)۔

(6)........اور دعوت کا ادب یہ سکھایا کہ جب کھانا کھا چکو تو خواہ مخواہ بیٹھے باتیں نہ کرتے رہو کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے واپس چلے آؤ۔ (سورۂ احزاب:53)

(7)........خلوت کدے میں کوئی خاص بات کرنے کا ادب یہ بتایا کہ اگر تنہائی میں بات کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ صدقہ دو (کہ تم ایک بڑے دربار میں حاضر ہو رہے ہو) پھر حاضر ہو کر سرگوشی میں بات کر سکتے ہو۔ (سورۂ مجادلہ 112،113، 58)

(8)........محفل کا ادب یہ سکھایا کہ جب سرکار دو عالم ﷺ گفتگو فرما رہے ہوں تو خوب کان لگا کر سنو (سورۂ بقرہ 104) کہ دوبارہ متوجہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئے کہ یہ بات بھی ادب کے خلاف ہے........ اگر متوجہ کرنا ہو تو انظرنا کہو یعنی ہم پر دوبارہ نظر کرم فرمایئے (سورۂ بقرہ:104)........

(9)........بات کرنے کا ادب یہ سکھایا کہ جب آپ سے باتیں کرو تو خبردار آپ کی آواز سے اونچی آواز نہ کرنا اور نہ تڑخ کر بولنا ایسا نہ ہو کہ اس بے ادبی کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر تک نہ ہو (سورۂ حجرات:2-3)........

(10)........مجلس مشاورت کا ادب یہ بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسئلے پر گفتگو کے لئے بلائیں اور سب جمع ہوں تو خبردار! بغیر آپ کی اجازت کے کوئی اٹھ کر نہ جائے (سورۂ نور 62)........ اگر کوئی اجازت لینا چاہے، جس کو چاہیں آپ اجازت دیں (سورۂ نور:62) اور جس کو چاہیں اجازت نہ دیں۔

(11)........یہ محفل بڑی عالی محفل ہے........ جو لوگ آڑ لے کر چپکے سے چلے جاتے ہیں، اللہ عزوجل ان کو دیکھتا ہے، خبردار! ایسا نہ کرو کہیں تم کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور تم پر دردناک عذاب نہ آن پڑے (سورۂ نور:63)........ اللہ اکبر یہ وہ بارگاہ ادب ہے جہاں آواز اونچی کرنے پر اعمال ضائع ہو رہے ہیں (سورۂ حجرات:2)........ جہاں محفل سے بلا اجازت چلے جانے پر دردناک عذاب کی وعید سنائی جارہی ہے........ بے شک

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

(12)........آپ کے فیصلے کا یہ ادب کہ جو فیصلہ فرما دیں، دل سے تسلیم کیا جائے، ذرہ برابر دل میں غبار نہ رکھا جائے (سورۂ نساء:165)........

(13)........وہ فیصلہ فرما دیں تو کسی کو کوئی اختیار نہیں (سورۂ

حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار مبارک کہ جس پر اسم اللہ عزوجل اور محمد ﷺ واضح لکھا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔

احزاب:36)........ وہ بے اختیار نہیں، ان کے سامنے ہم بے اختیار ہیں۔

(14)........آپ کے حکم کا یہ ادب کہ جب بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ (سورۂ انفال 24)، خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہو........

(15)........حکم کی تعمیل میں ذرا سی سستی پر تین صحابہ کرام کی وہ گرفت ہوئی کہ ان کی جان پر بن گئی، زمین باوجود وسعت کے تنگ ہوگئی (سورۂ توبہ 117)، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا کیا بند کیا، سب نے بولنا بند کر دیا

تو کیا بدل گیا کہ زمانہ بدل گیا

چالیس دن اسی کرب و اضطراب میں گزر گئے پھر وحی نازل ہوئی، توبہ قبول ہوئی، جان میں جان آئی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گلے لگایا، سب نے گلے لگایا، سب بولنے لگے........

(16)........ازواج مطہرات کا یہ ادب کہ ان کو مومنین کی مائیں قرار دیا (سورۂ احزاب:6) اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادب کہ آپ کو باپ کہنے سے منع کر دیا گیا (سورۂ احزاب:40) کہ آپ اللہ عزوجل کے محبوب اور رسول ہیں........ آپ کی شان بہت عالی ہے........ بھائی تو بھائی، آپ کو باپ کہنا بھی گستاخی ہے........

(17)........سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادب کہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ازواج مطہرات کو مومنین پر حرام کر دیا (سورۂ احزاب:53)، اور فرمایا کہ ان سے کسی کا نکاح کرنا اللہ عزوجل کے نزدیک بہت بڑی جرات ہے (سورۂ احزاب:53)........ وہ زندہ ہیں، وہ پائندہ ہیں۔

(18)........اللہ کے حضور گناہوں کی معافی مانگنے اور توبہ کرنے کا یہ سلیقہ بتایا کہ جب گناہ ہو جائے تو سیدھے ہمارے پاس نہ آؤ، ہمارے محبوب کریم کے پاس جاؤ پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، توبہ کرو اور آپ بھی اس کی سفارش فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے (سورۂ نساء:64)۔

(19)........اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کا وعدہ فرمایا (سورۂ فتح:2) اور دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی........ بے شک آپ رحمت عالم ہیں (سورۂ انبیاء:107)........ آپ کے ہوتے

☆ سابق گورنر شاہد حامد نے کہا کہ شوکت عزیز سابقہ وزرائے اعظم کو یہ تجویز دیتے رہے کہ وہ وزیر اعظم ہاؤس میں رہنے کے بجائے عام گھر میں رہیں، دیکھتے ہیں کہ اب اپنی تجویز پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟

کے ایڈیٹر پیٹرلی نے بتایا کہ شوکت عزیز کی کاوشوں سے پاکستان کے اقتصادی اہداف میں اضافہ ہوا۔ جی ڈی پی کی شرح 3.1 فیصد سے بڑھ کر 4.3 فیصد ہوگئی اور پاکستان نے تمام شعبوں میں خوب ترقی کی۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ اس ماہنامہ ''یورو منی میگزین'' نے اپنی ویب سائٹ پر کشمیر کو بھارت کا حصہ دکھایا اور جب اس میگزین نے شوکت عزیز کو سال کا بہترین وزیر خزانہ کا ایوارڈ دیا تو حکومتِ پاکستان اور اس کے محکموں کی طرف سے یورو منی میگزین کو لاکھوں ڈالر کے اشتہارات دیئے گئے۔

شوکت عزیز نے متعدد بار پاکستان کو ایشین ٹائیگر بنانے کی باتیں کی ہیں۔ اُن کا دعوٰی ہے کہ پاکستان خسارے سے نکل چکا ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں 12 ارب ڈالر موجود ہیں، جی ڈی پی ریٹ بڑھ چکا ہے، ملک تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ شوکت عزیز کو 5 سال وزیر خزانہ بنے ہو چکے ہیں۔ اس دوران پاکستان کو امریکہ اور دیگر کئی ملکوں نے اربوں ڈالر معاف بھی کئے ہیں اور امداد بھی دی ہے، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اقوام متحدہ کی سال 2003ء کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان انسانی ترقی کے حوالے سے جنوبی ایشیا کے ملکوں میں سب سے نچلے درجے پر ہے۔ پاکستان کا درجہ اقوام عالم میں 142 ویں نمبر پر ہے۔ یاد رہے کہ یہ رپورٹ فی کس آمدنی، تعلیمی معیار، صحت اور شرح اموات کی بنیادوں پر ترتیب دی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں پاکستان کی انسانی ترقی کی رفتار پر اپنی گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے کمیشن کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر انتھونی نے کہا ہے کہ اصل مسائل گزشتہ چھ سال سے عدم توجہ کا شکار ہیں اور یہ صورتحال جمہوریت کے فقدان، سیاسی عدم استحکام اور مذہب کے نام پر عدم برداشت کی وجہ سے ہے۔ یہاں یہ حقیقت بھی قابلِ غور ہے کہ اسرائیل اور بھارت جو پاکستان کے ساتھ یا بعد میں آزاد ہوئے، اس فہرست میں اس سے کہیں زیادہ آزاد ہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ وہاں جمہوریت کو پنپنے دیا گیا اور عوام کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے۔

جنرل مشرف

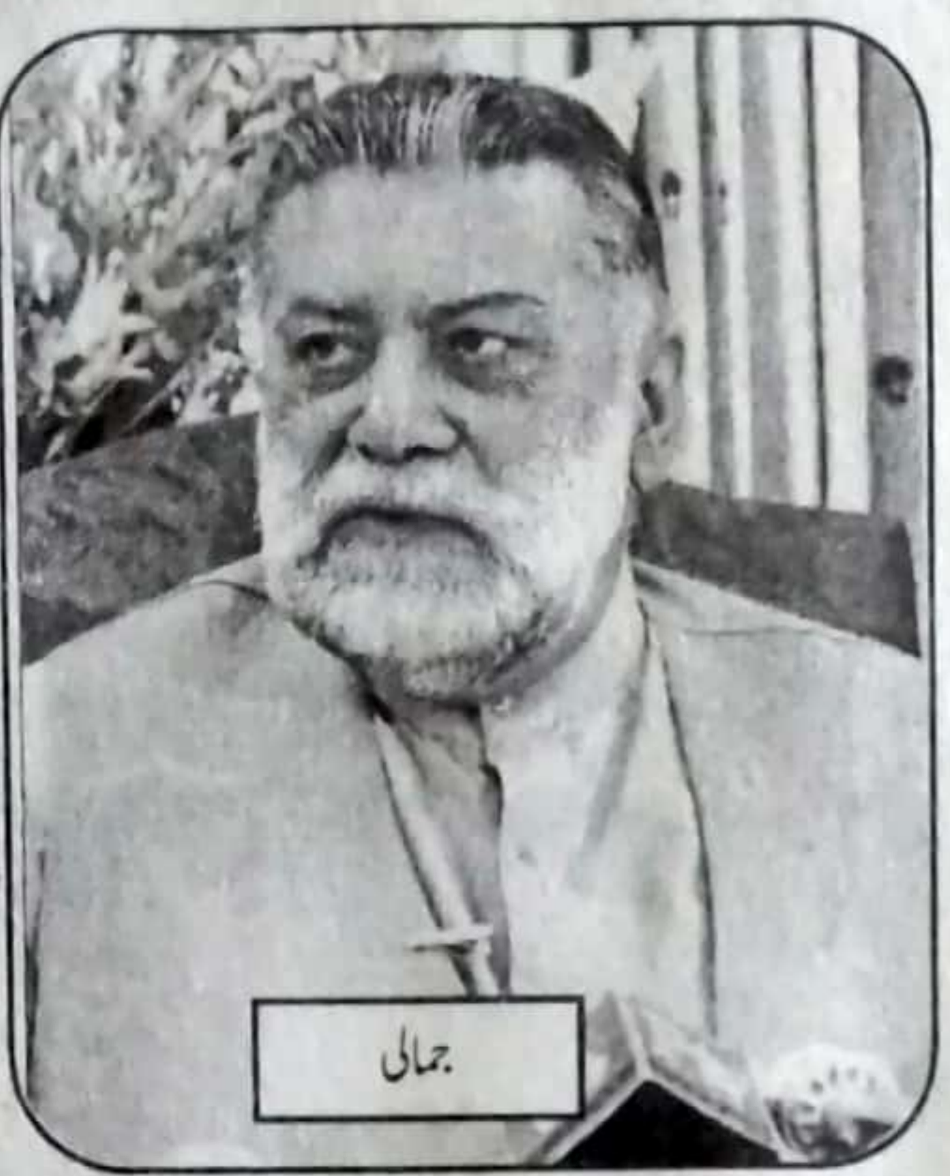

جمالی

☆ حسن ظن سے کام لیتے ہوئے یہی امید کی جاسکتی ہے کہ یہ سب کچھ پاکستان کے معاشی مفاد کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے

☆ شوکت عزیز اُن G-15 میں سے ایک تھے جو سٹی بینک کے چیئرمین جان ریڈ کو براہ راست جوابدہ تھے

☆ جمہوریت کی وجہ سے وہ ملک جو پاکستان کے بعد آزاد ہوئے معاشی ترقی میں اس سے کہیں آگے ہیں

اپوزیشن کی طرف سے ترتیب دیئے گئے اعداد و شمار کے مطابق 12 اکتوبر 1999ء سے جولائی 2004ء تک ملک بھر میں 3123 افراد نے غربت کے باعث خودکشی کی۔ نجکاری کے نام پر 17 ہزار ملازمین کو روزگار سے ہاتھ دھونا پڑا۔ یوٹیلیٹی بلز اور کھانے پینے کی اشیاء میں کم و بیش 200 فیصد اضافہ ہوا۔ ڈیزل اور مٹی کا تیل 9 روپے فی لٹر سے بالترتیب 24 اور 25 روپے فی لٹر تک پہنچ چکا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ گزشتہ 5 سالوں میں شوکت عزیز کی بطور وزیر خزانہ کون سی پالیسی ایسی تھی جس پر حکومت نے عملدرآمد نہیں کیا اور وزیر اعظم بننے کے بعد وہ کون سی پالیسی ہوگی جس پر عملدرآمد میں کوئی رکاوٹ آسکتی ہے۔

سابق گورنر پنجاب شاہد حامد نے اپنے ایک انٹرویو میں انکشاف کیا ہے کہ ''میری گورنری کے دور میں شوکت عزیز نے وزیر اعظم پاکستان کو قناعت پسندی کا مشورہ دیتے ہوئے تجویز دی تھی کہ وہ وزیر اعظم ہاؤس میں رہنے کے بجائے عام گھر میں رہیں۔ دیکھتے ہیں وزیر اعظم بننے کے بعد شوکت عزیز اپنی تجویز پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟'' سابق گورنر شاہد حامد کا استدلال درست ہے، پاکستان جیسے نظریاتی ملک کے وزیر اعظم کو ایک عام گھر میں ہی رہنا چاہئے۔ پاکستانی عوام اب توقع کرتے ہیں کہ وہ خود بھی ان تجاویز پر عمل کریں گے۔

گزشتہ دنوں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے سابق وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کی شرافت سے بہت متاثر ہوں۔

اس بات پر اہل سیاست متفق ہیں کہ میر ظفر اللہ خان جمالی کو ہٹانے اور شوکت عزیز کو لانے میں کون سے مقاصد کار فرما ہیں کیونکہ جس شخص کی شرافت سے صدر پرویز مشرف متاثر ہیں، انہیں تحائف بھی بھیجتے ہیں، انہیں وزیر اعظم کی

چودھری شجاعت

کرسی سے ہٹانا بلاجواز نہیں ہو سکتا؟ حسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے یہی امید کی جاسکتی ہے کہ یہ سب کچھ پاکستان کے معاشی مفاد کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

ماہر اقتصادیات شیخ محمد خالد نے ''ندائے ملت'' سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے تحت یکم جنوری 2005ء سے پاکستان عالمی تجارتی دھارے میں شامل ہو جائیگا۔ اس وقت ہماری معیشت سخت ترین دباؤ میں ہے۔ ملکی معیشت کو اگر سنبھالا نہ دیا گیا تو پورے ملک کی معیشت پر

ملکی معیشت کو اگر سنبھالا نہ دیا گیا تو یہاں معیشت پر غیر ملکی ملٹی نیشنل کمپنیاں چھا جائیں گی: ماہر اقتصادیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

مجلۃ الدعوۃ

لاہور پاکستان

12 ذیلقعد/ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ دسمبر 2004ء

منموھن کی آمد

سری نگر سٹیڈیم مجاہدین کی فائرنگ سے تھرا اُٹھا

کشمیر پر بھارتی پیکج ناکام 229 بھارتی لاشوں کا پیکج دہلی روانہ

بش کی جیت امریکی عوام اور فوج سکتے میں

ہزاروں امریکی بھگوڑوں کی کینیڈا میں پناہ کی درخواستیں

6000 امریکی فوجی پاگل ہسپتال زخمی فوجیوں کیلئے ناکافی پڑ گئے

جارج ٹینٹ نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو نشانہ بنانے کیلئے سی آئی اے سے استعفیٰ دیا

سانحہ مشرقی پاکستان

بنگلہ دیش جمعیت اہلحدیث کے امیر ڈاکٹر شمس العالم سے مجلۃ الدعوۃ کا ایک رُلا دینے والا انٹرویو

باب الدعوۃ

کیا ہم بخشے گئے ہیں؟

ہر سال کی طرح اس سال بھی مسلمانوں نے رمضان المبارک کی برکتیں سمیٹنے کے بعد عید الفطر کا تہوار ''جوش و خروش'' کے ساتھ منایا۔ جوش و خروش کا عالم یہ تھا کہ عید کے پہلے روز بلکہ چاند رات ہی سے ہر گھر میں نہیں تو کم از کم ہر گلی اور ہر دوسری دکان چھوڑ کر تیسری دکان پر فل آواز میں بیہودہ انڈین گانے گونج رہے تھے۔ اکثریت نے تو رمضان المبارک میں بھی گانے سننا، فلمیں دیکھنا اور گالی گلوچ سے پرہیز نہیں کی تھی مگر عید کے روز تو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے ہر کوئی گانے اونچی آواز میں لگانے یا بیہودہ سے بیہودہ فلمیں دکھانے کا مقابلہ کر رہا ہے کہ کس کی دکان یا گھر کے تھڑے پر نوجوانوں کا زیادہ رش لگا ہے اور کون مقابلے میں بازی لے کر جاتا ہے۔ ''مومنین'' کی بہنیں، بیویاں، بیٹیاں...... عید سے ایک روز قبل تک تو جن کے ہاتھوں میں ''تسبیح'' اور سروں پر دوپٹے'' اس طرح موجود تھے کہ جیسے وہ بہت ہی مذہبی اور انتہائی شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں مگر ماہ رمضان گیا تو اپنے ساتھ ان حوا کی بیٹیوں کی حیا بھی لے گیا اور آج یہی 'باحیا' خواتین بڑے سے بڑے حاجی نمازیوں کی بیویاں، بیٹیاں، بہنیں اس روز بے پردہ ہو کر، اپنے چہروں پر میک اپ کئیں ختم کر کے، گریبان کھلے چھوڑ کر بن ٹھن کر اور نیم عریاں لباس زیب تن کر کے دوپٹوں چادروں کو گھروں میں پھینک کر بے پردہ ہو کر یوں گھروں سے نکل رہی ہوتی ہیں کہ جیسے یہ کسی مومن مسلمان کی نہیں بلکہ کسی غیر مسلم (ہندو یا انگریز) گھرانے کی فیملی سے تعلق رکھتی ہوں جن کی اپنی کوئی غیرت، کوئی حیاء، کوئی عزت نہیں ہوتی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ماہ رمضان کے بعد پورا سال اور خصوصاً عید کے دن یہ خواتین اسلام بالکل غیر مسلم خواتین کے مشابہ لگ رہی ہوتی ہیں۔ قوم کی یہ حالت دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان اور مسلمانوں کی اولاد ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو ''حقیقی'' مسلمان آخر کیوں نہیں بناتے؟ کیا یہ صرف نام ہی کے ''مسلمان'' ہیں؟ کیا ان کو اپنی آخرت کا خیال صرف ماہ رمضان ہی میں آتا ہے؟ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو عید کے دن سے صرف **24** گھنٹے پہلے تک رب کے احکامات کے ''تابع'' تھے مگر اب **24** گھنٹے بعد ان احکامات کی دھجیاں بکھیر کر رب کی ''ناراضگی'' مول لے رہے تھے۔ کیا ان کی ''عید'' اپنے رب کو ناراض کرنے ہی سے ہوتی ہے؟ اگر گھر کے مرد اپنی خواتین کو غیر مردوں کے ساتھ گھومتا، گپیں ہانکتا دیکھیں یا خواتین کو غیر مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالتا دیکھیں تو غیرت کے نام پر قتل ہو جاتے ہیں مگر عیدین کے روز دکان داروں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہنی جا رہی تھیں مگر پاس کھڑے بھائی، باپ، بیٹے دیکھتے رہتے ہیں۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان مردوں کی حمیت پر کہ اب ان کی غیرت کہاں گئی؟ بیشک عید کے معنی ''خوشی'' کے ہیں مگر یہ کیسی خوشی ہے جو اپنے خالق کو ناراض کرنے سے حاصل ہوتی ہے؟ یہ کیسی عید ہے کہ ہمارا خالق ہم سے ناراض ہو اور ہم خوشیاں منا رہے ہوں؟ زندگی کو انجوائے کر رہے ہوں۔ اکثریت کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم نے رمضان میں گناہ بخشوا لئے۔ اب پورا سال چاہے جتنے مرضی گناہ کر لو۔ اگلے سال ماہ رمضان میں پھر بخشوا لیں گے۔ ایسے لوگ کیا بتا سکتے ہیں کہ کیا اگلے ماہ رمضان کے آنے تک انہیں زندگی سے وفا کی امید ہے؟ کیا گارنٹی دے سکتے ہیں کہ پورا سال وہ زندہ ہی رہیں گے۔ انہیں موت نہیں آئے گی؟ بھولے بھالے مسلمانو! اللہ کے لئے رب کے قہر کو آواز مت دو، مت دعوت دو، اللہ کے لئے اپنے رب کی ناراضگی مول نہ لو۔ یہ نہ ہو کہ بعد میں تمہیں پچھتانا پڑے اور پھر ازالے کی کوئی صورت بھی نہ ہو۔

خدارا رب کو ابھی سے راضی کر لو۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اس نے کبھی کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔ اس لئے کچھ معلوم نہیں کہ بعد میں توبہ کا موقع ملے یا نہیں۔ ابھی سے توبہ کر لو۔ چھوڑ دو یہ مغربی زندگی۔ قرآن کی زندگی اپناؤ۔ محمد ﷺ کا طرز زندگی اپناؤ جو اللہ کو بھی راضی کر سکے اور اپنے نفس کو بھی ''حقیقی'' خوشی دے کر مطمئن کر سکے۔ ابھی بھی وقت ہے چھوڑ دو یہ گانے بجانا۔ چھوڑ دو فلمیں دیکھنا۔ بے غیرتی کی زندگی کو ٹھوکر مارو۔ عزت والی زندگی اپناؤ۔ آؤ اپنے رب کی طرف دیکھو۔ وہ بانہیں پھیلائے کھڑا ہے۔ وہ منتظر ہے کہ کب میرا بھولا بھٹکا بندہ میری طرف واپس لوٹے۔ اور کب میں اس کی بخشش کروں۔ وہ تو منتظر ہے ہمارا۔ بس ہم ہی ہیں جو اس کی پکار پر کان نہیں دھرتے۔ اس کی طرف بھاگتے نہیں ہیں مگر وہ تو اتنا غفور رحیم ہے کہ مرتے دم تک اپنے بندے کو مہلت دیتا ہے کہ کوئی تو ایسا لمحہ آئے کہ میرا بندہ توبہ کر لے۔ میری طرف لوٹ آئے شاید کہ یہ اسی طرح ہی میرے عذاب سے بچ جائے۔

ہم تمام لوگ اللہ کے فضل سے عاقل ہیں مگر ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ذہن سے مغربی کلچر نکالنا ہوگا۔ اب تو عیدین پر یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ اکثر جوان لڑکیاں، ان کی مائیں اور بالغ بچیاں جن کے ذہن ابھی کچے ہیں، نے اپنی پیشانیوں پر بالکل بھارتی خواتین کی طرح صندور (تل) لگائے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر تو سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ پہلے ہی ان کے کلچر میں ہم کیا کم ڈوبے ہوئے تھے؟ کیا بس اسی کی کسر باقی رہ گئی تھی۔ کیا ان کی تہذیب کے رنگ میں ہم اتنے ہی رنگ چکے ہیں کہ ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے ہیں۔ اف توبہ۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے ہمارے لئے کہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور طرز زندگی ہندوؤں اور انگریزوں والا ہے۔ اللہ کرے کہ تمام مسلمانوں میں اللہ کا خوف پیدا ہو جائے اور خدا کو ناراض کرنے والے کلچر کو ٹھوکر مار کر نکال دیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

مرسلہ۔ نور الہدیٰ

الکلام المونس فی تفسیر سورۃ یونس
سورۂ یونس کی تشریح و تفسیر

ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

مفردات:

تفترون ۔ کا مادہ ف ر ی ہے اور یہ افتراء یفتری (باب افعال) سے جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم ہے۔ افتراء کا معنی جھوٹ گھڑنا۔ طوفان باندھنا ہے۔ تفترون کا معنی ہے کہ تم (حلال و حرام کرنے میں) اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

1۔ تفیضون کا مادہ ف ی ض ہے اور یہ فاض یفیض (باب ضرب یضرب) سے جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم ہے فیضا کا معنی بہنا۔ مشغول ہونا ہے۔ تفیضون کا معنی ہے تم (کسی کام میں) مشغول ہوتے ہو۔

2۔ یعزب کا مادہ ع ز ب ہے اور یہ عزب یعزب (باب نصر ینصر و باب ضرب یضرب) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع منفی معلوم ہے عزب کا معنی غائب ہونا علیحدہ ہونا ہے۔ ما یعزب کا معنی ہے کہ (زمین آسمان میں) اللہ سے کوئی چیز غائب (مخفی و پوشیدہ) نہیں۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی ملوکیت اور الوہیت و حاکمیت اور قرآن کی صداقت و حقانیت اور اس کی ہدایت و نصیحت ہونے کا تذکرہ تھا جس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت و الوہیت کو تسلیم کریں اور تمام امور میں صرف اور صرف اس کے احکام مانیں اور اللہ کے احکام یعنی اوامر و نواہی اس کی کتاب قرآن کریم (جو کتاب ہدایت و نصیحت ہے) میں ہیں اور یا اس کی تفسیر حدیث و سنت رسول ﷺ میں ہے کیونکہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے وحی کردہ ہیں۔ اب اس آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ لوگوں نے شیطان کے بہکانے کی وجہ سے تمام امور خاص طور پر حلال و حرام کے مسئلہ میں اپنے خالق و مالک اور رازق و حاکم کے احکام ماننے کی بجائے اپنے آباء و اجداد اور مذہبی پیشواؤں کی تقلید کی اور اپنی ہواء و خواہشات کی پیروی کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے رسول! ان کفار و مشرکین سے پوچھئے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے دیا۔ حرام جیسے بحیرہ (جس کا دودھ بتوں کے لئے وقف کر دیا جاتا) و سائبہ (جو بتوں کیلئے آزاد چھوڑ دیا جاتا اور سواری اور باربرداری کے لئے استعمال نہ کیا جاتا) اور وصیلہ (وہ اونٹنی جو پے در پے مادہ جنم دیتی اس کو بھی بتوں کیلئے آزاد چھوڑ دیتے) اور حام (وہ اونٹ جس کی نسل سے کئی بچے پیدا ہوتے تو اس کو بتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیا جاتا) (المائدہ۔103)

اسی طرح وہ کھیتی جس کو وہ بتوں کے لئے خاص کر دیتے اس طرح وہ کپڑے جن کو پہن کر وہ کعبے کا طواف حرام جانتے اور حرام کو حلال جاننے کی مثال مردار کی مختلف اقسام جن کو وہ حلال سمجھتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کفر و شرک کا یہی طرز عمل دوسرے مقام پر ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا ہے اور بزعم خود کہتے ہیں یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے۔ پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے کیا برا وہ کیسا فیصلہ کرتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے مشرکین کے خیال میں ان کے معبودوں نے ان کی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ وہ ان کو برباد کریں اور تاکہ ان کے دین کو ان پر مشتبہ کردیں اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے تو آپ ان کو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنا رہے ہیں یونہی رہنے دیجئے' اور وہ اپنے خیال پر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مواشی ہیں اور کھیت ہیں جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں۔ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں اور مواشی ہیں جن کی سواری یا باربرداری حرام کردی گئی ہے۔ اور مواشی ہیں جن پر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے محض اللہ پر افتراء باندھنے کے طور پر ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افتراء کی سزا دیے دیتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردہ ہے تو اس میں سب برابر ہیں۔ ابھی اللہ ان کو ان کی غلط بیانی کی سزا دیا چاہتا ہے۔ بلاشبہ وہ حکمت والا ہے اور وہ بڑا علم والا ہے۔ واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل کر ڈالا اور جو چیزیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو دی تھیں ان کو حرام کر لیا۔ محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر' بے شک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور کبھی راہ راست پر چلنے والے نہیں ہوئے۔ (الانعام۔136-140) اور حدیث میں ہے کہ سیدنا مالک بن نضلۃ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خستہ اور پراگندہ حال حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ مال نہیں ہے۔ مالک نے کہا ہاں ہے آپ نے فرمایا کیا ہے؟ انہوں نے کہا بہت مال ہے' اونٹ ہیں بکریاں ہیں۔ گھوڑے ہیں اور غلام ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح کا سامان ہے آپ نے فرمایا کہ جب تجھے اللہ تعالیٰ نے مالا مال کیا ہے تو اس کا اثر بھی تجھ پر کچھ ہونا چاہئے تھا۔ پھر فرمایا کہ تیرے اونٹ جب بچے دیتے ہیں تو تو ان کے اچھے بھلے کانوں کو استرہ سے کاٹ ڈالتا ہے۔ اور بحیرہ نام رکھتا ہے (مفہوم پہلے گزر چکا ہے) پھر آپ نے مالک بن نضلۃ سے فرمایا کہ یاد رکھ اللہ کا استرہ تیرے استروں سے کہیں زیادہ تیز ہے۔ اس کے ہاتھ میں تیرے ہاتھوں سے کہیں بڑھ کر قوت ہے۔ (مسند احمد 3/473)

زمین و آسمان میں آپ کے رب

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آ
اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿59﴾ وَ مَا ظَنُّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى ال
الْكَذِبَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
یَشْكُرُوْنَ ﴿60﴾ وَ مَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُ
مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ وَ مَا یَعْزُبُ
رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَ لَآ اَصْغَرَ
ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿61﴾

یونس

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول! ان سے پوچھ کہ یہ حلال و حرام کرنے کا حق تمہیں کس نے دیا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے؟ اگر اس نے اجازت دی ہوتی تو وحی کے ذریعے دی ہوتی' وحی کے تم منکر ہو۔ اگر تم وحی پر ایمان بھی لاؤ تو پھر کسی رسول کی وحی میں تمہارے حلال کردہ حلال ہیں اور تمہارے حرام کردہ حرام ہیں۔ جب تمہارے پاس حجت و برہان اور دلیل ہی نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تم اپنی عقول و خواہشات سے کہہ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگا کر کہ یہ اس کے حکم سے ہے' اس پر جھوٹ باندھ رہے ہو' تم ہر لحاظ سے مجرم ہو کہ عقل و فطرت اور شریعت کے خلاف روش اپنائے ہوئے ہو۔ اس میں ان لوگوں کے لئے زجر و تنبیہ ہے جو لوگوں کو حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے فتوے صرف اپنی عقل و خواہش سے دیتے ہیں یا ان کا مبلغ علم

درس القرآن

قسط نمبر 65

صرف اتنا ہی ہے کہ امت میں سے فلاں عالم وامام اور مجتہد نے اس پر عمل کیا ہے تو یہ قابل عمل ہے کیونکہ ہم اس کے مقلد ہیں اور اس پر چونکہ اس نے عمل نہیں کیا لہٰذا ہم اس پر عمل نہیں

سے کوئی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں

پ کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا' پھر تم نے اس کا کچھ حصہ م اور کچھ حلال قرار دے لیا' آپ پوچھئے کہ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا یا اللہ پر افتراء ہی کرتے ہو لوگ اللہ پر جھوٹ وافترا باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے۔ واقعی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا ضل ہے۔ لیکن اکثر آدمی قدر نہیں کرتے اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں ہم کو سب کی خبر رہتی ہے۔ جب تم اس کام میں ول ہوتے ہو اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں۔ نہ زمین میں اور سمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

کریں گے چاہے کتاب وسنت میں اس کے برعکس ہی کیوں نہ ہو گویا اصل قرآن و حدیث اور کتاب وسنت نہیں بلکہ امت کے علماء وائمہ و مجتہدین ہیں اور ان کے حلال کردہ حلال اور ان کے حرام کردہ حرام ہیں۔ یہی تو مشرکین کی روش تھی کہ وہ اللہ کے حرام کردہ کو حرام اور اس کے حلال کردہ کو حلال نہیں جانتے تھے بلکہ اپنی خواہشات اور اپنے آباء واجداد اور مذہبی پیشواؤں کی تقلید سے حلال وحرام کا تعین کرتے تھے اور یہی روش یہود ونصاریٰ کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں درویشوں کو رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو بھی حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔ (التوبہ۔ 31)

اس آیت کی تفسیر سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ آیت سن کر عرض کیا کہ یہود ونصاریٰ نے تو کبھی اپنے علماء کی عبادت نہیں کی پھر یہ کیوں کہا گیا کہ انہوں نے ان کو رب بنالیا؟ آپ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت تو نہیں کی لیکن یہ بات تو ہے نا کہ ان کے علماء نے جس چیز کو حلال قرار دے دیا اس کو انہوں نے حلال اور جس چیز کو حرام قرار دے دیا اس کو حرام ہی سمجھا یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔ (ترمذی حدیث نمبر 2471)

اس آیت اور اس کی تفسیر حدیث سے معلوم ہوا کہ تقلید کی وجہ سے یہود ونصاریٰ نے بھی مشرکین مکہ کی طرح حلال وحرام کرنے کا حق اپنے بڑوں اور مذہبی پیشواؤں کو دے دیا تھا اس میں ان لوگوں کے لئے مقام عبرت ہے جنہوں نے اپنے اپنے مذہبی پیشواؤں کو حلال وحرام کرنے کا حق و منصب دے رکھا ہے اور ان کے اقوال و افعال کے مقابلہ میں قرآن وسنت کی نصوص کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ العیاذ باللہ۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں مخلوق میں سے کسی بھی بڑے چھوٹے کو تشریعی امور کا حق نہیں اس کا تعلق حلال وحرام سے ہو یا کسی اور معاملہ سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے جنہوں نے ایسے (احکام دین) مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔ (الشوریٰ۔ 21)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ حلال وحرام کے سلسلہ میں اللہ پر جھوٹ و بہتان باندھتے ہیں' ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے کہ اللہ ان سے کیا معاملہ فرمائے گا کیا ان کو معاف کرے گا یا ان سے درگزر کرے گا' نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان پر لعنت کرے گا اور ان کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء باندھنے والوں نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ ہمارا اس دن کیا بنے گا اور ہمیں کیسی مار پڑے گی اور ہم کیسے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟ (الزمر 60)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے اور ان پر اللہ بہت ہی مہربان ہے کہ دنیا میں ان کا فوراً مواخذہ نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے آخرت کا دن مقرر کر رکھا ہے اور انسانوں کے لئے مفید اور ضروری چیز کو حلال قرار دیا اور حرام نہیں کیا اور انسانوں کے لئے مضر اور غیر مفید چیزوں کو ان پر حرام کیا۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اکثر لوگ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے یعنی اس کی نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں' ان کا شکر ادا نہیں کرتے یا اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کر لیتے ہیں یا اللہ کی نعمتوں سے مستفید ہو کر اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی بجائے اس کی معصیت ونافرمانی کرتے ہیں۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور مومنین سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ پر کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں وہ تمام مخلوقات کے احوال سے واقف ہے آپ کسی حالت اور کیفیت میں ہوں قرآن پڑھ رہے ہوں یا کسی اور کام میں مشغول ہوں اللہ اس سے باخبر ہے کیونکہ زمین وآسمان کی چھوٹی و بڑی چیز اس سے مخفی نہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں (یعنی خزانے) ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے۔ اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔ (الانعام۔ 59) اور فرمایا زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔ وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی سب کچھ واضح کتاب میں ہے۔ (ھود۔ 6)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کی ہر چیز درختوں کی حرکات اور جمادات اور جانوروں اور ان کی قسموں و حرکات سے واقف ہیں تو وہ عبادت کیلئے مامورین ومکلفین جن و انس کی حرکات اور ان کے اقوال و افعال سے بھی واقف ہے اس لئے جب آپ سے جبریل علیہ السلام نے سوال کیا کہ احسان کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو کم از کم یہ تو سمجھ کہ وہ تو تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان)

اس میں رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے لئے تسلی وحوصلہ ہے کہ آپ صبر کریں کہ آپ کے اور ابھی اقوال وافعال اور آپ کے مخالفین ومنکرین کے اعمال وکرتوت اللہ سے مخفی نہیں وہ آپ کو اور اہل ایمان کو اچھا اور بہتر صلہ دے گا اور آپ کے مخالفین کی کرتوتوں کی بناء پر ان کی گرفت کرے گا اور اس میں رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان اور قرآن کے مخالفین کی زجر وتوبیخ کی جارہی ہے کہ تمہارے اقوال واعمال سب اللہ کے علم میں ہیں وہ اس پر تمہارا ضرور مواخذہ کرے گا اور اس کی سزا دے گا۔ العیاذ باللہ

علم وتحقیق

پوسٹ مارٹم کے خوفناک پہلو

اور شرعی واخلاقی حیثیت

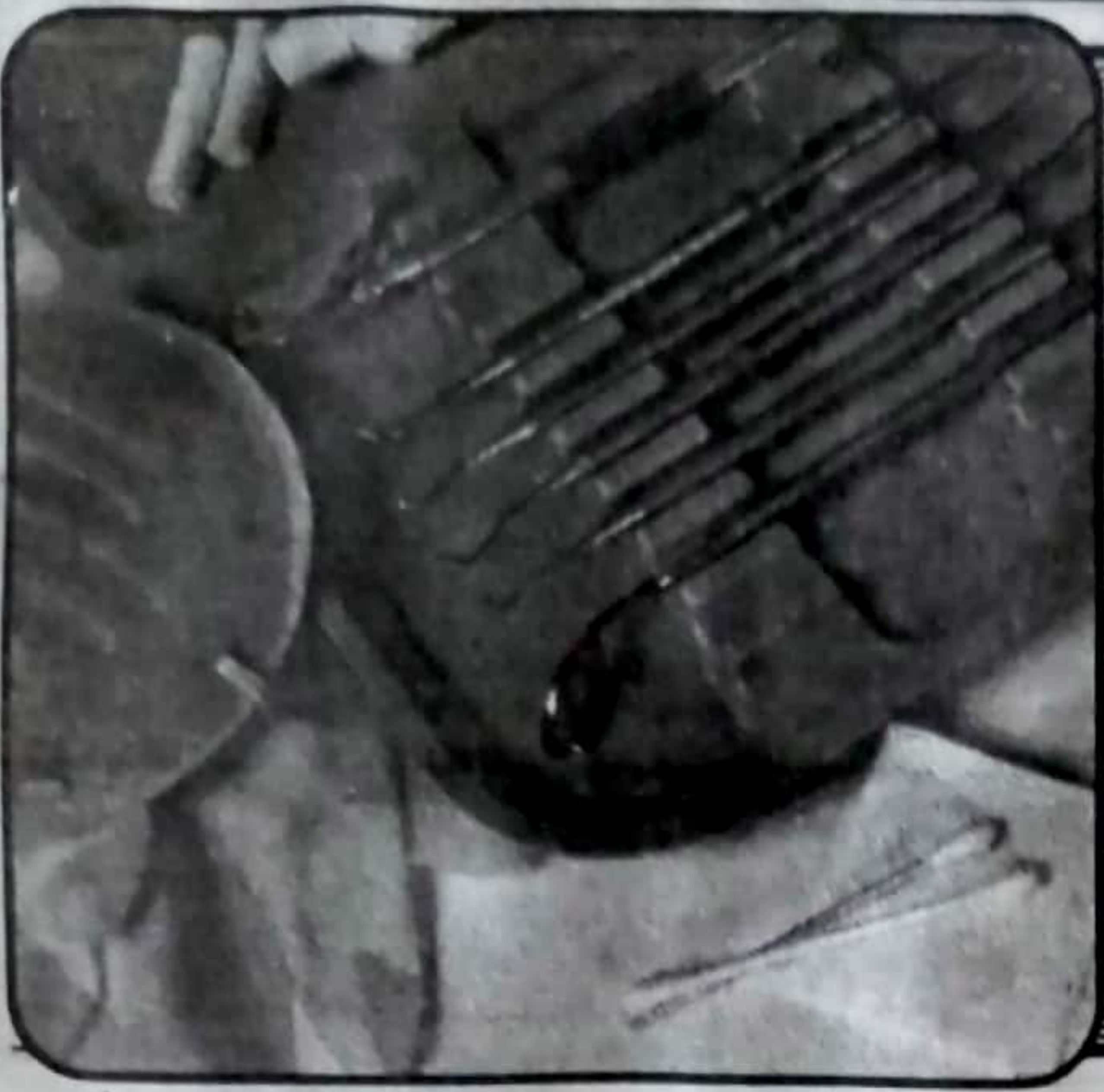

مجلۃ الدعوۃ کی خصوصی رپورٹ

قسط نمبر 2

ارشاد احمد ارشد

یہ نومبر کے ابتدائی ایام تھے' جب ایک دن میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے شعبہ اناٹومی (علم الابدان) میں پہنچا۔ شعبہ اناٹومی کے ڈائی سیکشن ہال کی بلند وبالا عمارت کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوں تو سامنے وسیع وعریض ہال میں سٹیل کی 14 عدد ٹیبلز ترتیب سے لگی ہوئی ہیں۔ پریکٹیکل کے وقت انہی ٹیبلز پر لاشیں رکھی جاتی ہیں۔ اس وقت ڈائی سیکشن ہال کی دو میزوں پر مکمل انسانی جسم جبکہ کچھ ٹیبلز پر کٹے پھٹے اعضاء موجود تھے اور طلباء وطالبات دستانے پہنے اعضاء کو سمجھنے' دیکھنے اور پڑھنے میں مصروف تھے۔ کسی میز پر کھوپڑی تھی تو کسی پر دھڑ' کسی میز پر ٹانگیں تھیں تو کسی پر بازو...... یہ اعضاء کسی وقت ایک مکمل جسم کا حصہ ہوں گے...... ہاں...... ایک مکمل جسم...... جس میں امنگوں بھرا دھڑکتا دل ہوگا...... کسی کا باپ' کسی کا بیٹا' کسی کا سہاگ اور کسی ماں کا لخت جگر...... گھر سے نکلا...... راستے میں ایکسیڈنٹ کا شکار ہوکر...... لقمہ اجل بن گیا۔ اگر لاش کی شناخت ہوگئی تو زہے نصیب...... بصورت دیگر یہ گمنام لاشہ کسی میڈیکل کالج کے فریزر میں جمع ہوگیا۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے فریزرز میں پریکٹیکل کے لئے استعمال ہونے والی ایسی ہی گمنام لاشیں ہیں' جنہیں اسلامی ملک میں موت تو آئی لیکن نہ غسل نصیب ہوا اور نہ نماز جنازہ۔ گذشتہ قسط میں اس بات کا ذکر بالتفصیل ہو چکا ہے کہ جسم سے کھال کیسے اتاری جاتی ہے' کھال اتارنے کے بعد جسم کن مراحل سے گزرتا ہے' اس کی تفصیل جاننے کے لئے جب میں نے K.E کے تجربات میں مصروف طلباء سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ "پریکٹیکل کے وقت تھوڑا تھوڑا کر کے گوشت کو انتہائی مہارت کے ساتھ تیز دھار آلے سے کاٹا جاتا ہے۔ گوشت کاٹنے کا عمل مہینوں جاری رہتا ہے حتیٰ کہ سارا گوشت ختم ہو جاتا ہے اور صرف ہڈیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ جب گوشت کی ایک پرت اتاری جاتی ہے تو اس کے نیچے والی رگوں' نسوں اور مسلز کا انتہائی باریک بینی سے مطالعہ و مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

شمشان گھاٹ یا ڈسپوزل ایریا آف اناٹومی:

نیلا گنبد کی طرف سے ایونگ روڈ کی طرف چلے جائیں تو بائیں ہاتھ دکانیں ہیں جبکہ دائیں ہاتھ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کی عمارت ہے۔ اسی ہاتھ آگے جا کر مردہ خانہ (Dead House) ہے۔ ایونگ روڈ سے مردہ خانہ میں داخل ہوں تو اس سے ذرا فاصلے پر بائیں ہاتھ پر ڈسپوزل ایریا آف اناٹومی ہے۔ ایونگ روڈ پر جب مزید آگے چلے جائیں تو میو ہسپتال کا ایک گیٹ ہے جو ہمیشہ بند رہتا ہے۔ اس گیٹ سے ایونگ روڈ' دھنی رام روڈ کی طرف مڑ جاتا ہے اور دھنی رام کا راستہ نیو انارکلی میں جا نکلتا ہے۔

مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا یہ دونوں K.E کالج سے ملحق و منسلک ہیں۔ مردہ خانہ کا دوسرا نام شعبہ طب شرعی ہے۔ (جسے انگلش میں فریزنگ ڈیپارٹمنٹ کہا جاتا ہے) ایونگ روڈ پر ان دونوں کے سامنے سکول و کالجز اور آرمی و پولیس کے بیجز بنانے والوں اور متعدد کراکری کی دکانیں ہیں۔ یہ دکاندار اناٹومی ایریا اور مردہ خانہ کو شمشان گھاٹ کا نام دیتے ہیں۔ معلومات کے حصول کے لئے میں نے یہاں کے دکانداروں اور 50,45 سال سے رہائش پذیر لوگوں سے متعدد ملاقاتیں کیں تو جو معلومات سامنے آئیں' وہ نہایت ہی روح فرسا اور لرزہ خیز ہیں۔

یہاں کے دکاندار بدبو سے بچنے کے لئے اپنے دن کا آغاز اگربتیاں سلگا کر کرتے ہیں۔ کراکری کی ایک دکان کے مالک سے جب میں نے معلومات چاہیں تو اس کا کہنا تھا:

"آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں' یہ دھواں جو اٹھ رہا ہے جا کر اس کو دیکھیں آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ یہ اناٹومی ایریا ہے یا شمشان گھاٹ۔ پریکٹیکل کے بعد بچے کھچے گوشت کو یہاں پھینک دیا جاتا ہے' پھر اسے آگ لگا دی جاتی ہے۔ بعض دفعہ مہینے میں دو تین دفعہ آگ لگائی جاتی ہے' ایک دفعہ کی لگائی ہوئی آگ چار پانچ دن تک سلگتی رہتی ہے۔ یوں انسانی گوشت کے جلنے کی بدبو ناقابل برداشت حد تک پھیل جاتی ہے۔"

پوسٹ مارٹم کے لئے لائی جانے والی نامعلوم لاشیں جلا دی جاتی ہیں اور ہڈیاں میڈیکل کالجوں کے سٹوڈنٹس یا جادو ٹونہ کرنے والوں کے ہاں فروخت کردی جاتی ہیں

ایک اور دکاندار کا کہنا تھا کہ "اناٹومی ایریا میں جب آگ لگائی جاتی ہے تو گوشت کے جلنے کی وجہ سے شدید بدبو میں سانس لینا محال ہو جاتا ہے۔ K.E والے پہلے لاوارث لاشوں اور ان کے بچے کھچے اعضاء کو چھت پر پڑے ڈرم میں جلایا کرتے تھے' اب اناٹومی ہال کے سامنے اعضاء کو جلایا جاتا ہے۔"

اسی دکاندار نے مجلہ الدعوۃ کو مزید بتایا کہ "اگر اناٹومی ایریا میں لاشوں کے اعضاء کو جلا دیا جاتا ہے تو مردہ خانہ میں لاوارث لاشوں کی ہڈیاں فروخت کردی جاتی ہیں' ہڈیوں کے خریدار میڈیکل کے طلباء وطالبات ہوتے ہیں یا پھر جادو ٹونہ کرنے والے۔"

نظیر علی نامی ایک شخص جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے ان کی رہائش اناٹومی ایریا اور مردہ خانہ کے بالکل سامنے ہے' نیچے دکانیں ہیں اور اوپر دوسری منزل پر رہائش ہے۔ جس کی وجہ سے اناٹومی ایریا اور مردہ خانہ کا اندرونی منظر اور اندر ہونے والی تمام تر سرگرمیاں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ نظیر علی کہتے ہیں کہ "اناٹومی ایریا اور مردہ خانہ میں ہم نے انسانی لاشوں کی جو بے حرمتی دیکھی ہے' اس کا کم از کم کسی مسلمان ملک میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' ایک دفعہ اناٹومی ایریا کی دیوار پر انسانی جسم کے لوتھڑے' چربی اور چھیچھڑے نما اعضاء پھینک دیئے گئے۔ یہ اعضاء آدھے دیوار پر اور آدھے دیوار سے نیچے اس طرح لٹک رہے تھے کہ جس طرح جھاڑیوں پر کوئی بوسیدہ اور پرانا کپڑا ہو۔ جب میں نے اناٹومی کی سربراہ لیڈی ڈاکٹر سے بات کی تو اس نے معذرت کی بجائے کہا...... جو کچھ ہے ہماری حدود میں ہے' ہم اپنی حدود میں جو چاہے مرضی کریں۔ تم ہمارا جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔"

نظیر علی کہتے ہیں "مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا کے باہر ہم نے کتوں کو انسانی اعضاء منہ میں اٹھائے بھاگتے پھرتے اور خاکروبوں کو انسانی اعضاء جلاتے خود دیکھا ہے' مجھے وہ ہولناک منظر کبھی نہیں بھولتا جب میں نے ایک طاقتور جسم کے کتے کو ایک کمزور و مختنی سی لاش

آٹوپسی رومز میں صفائی اور نکاسی آب کا کوئی انتظام نہیں ہوتا' انسانی گوشت کھانے کے لئے بلیاں آٹوپسی رومز میں گھس آتی ہیں

گھسیٹتے دیکھا۔ وہ منظر بھی میرے سامنے ہیں جب میں نے کوؤں کو انسانی لاشیں نوچتے' کتوں کو انسانی اعضاء کھاتے اور خاکروبوں کو انسانی اعضاء جلاتے دیکھا۔''

یہ تھے مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا کے سامنے رہائشی لوگوں اور دکانداروں کے تاثرات۔

اس کے بعد میں نے اناٹومی ایریا کو خود دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ اناٹومی ایریا دراصل تقریباً 12X12 فٹ کی چاردیواری میں ہے۔ دیوار کی اونچائی زمین سے تقریباً 4 فٹ ہے۔ اس میں کاٹھ کباڑ' سرنجیں' گلوکوز' دودھ اور بسکٹوں کے خالی ڈبے' درختوں کی ٹہنیاں اور دیگر بہت سی چیزیں ہیں۔ گندگی کے ڈھیر میں کہیں کہیں بوسیدہ انسانی ہڈیاں' قیمے اور ریشے کی صورت میں انسانی گوشت نظر آ رہا تھا۔ ساتھ ہی آگ بھی سلگ رہی تھی۔ آگ کی وجہ سے کچھ گوشت جل چکا تھا اور کچھ ہنوز جل رہا تھا۔ اس دیوار کے قریب لوہے کے دو سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ ایک پر Disposal Area of Anatomy لکھا ہوا ہے جبکہ تو دوسرے پر لکھا ہے ''خبردار یہاں آگ لگانا منع ہے'' مگر لطف کی بات یہ ہے کہ یہاں مہینے کے زیادہ تر ایام میں آگ لگی رہتی ہے۔ یہ آگ لگتی نہیں بلکہ لگائی جاتی ہے اور آگ لگانے والے کالج کے ملازمین ہوتے ہیں۔ (اناٹومی ایریا کی تصویر مجلہ الدعوۃ کے پچھلے شمارے میں شائع ہو چکی ہے)

میڈیکل تجربات کے نام پر انسان کے ہاتھوں انسانیت کی بے حرمتی پر دل دکھ اور غم سے بھر گیا۔ دکھی اور بوجھل دل کے ساتھ میرے قدم اناٹومی ڈپارٹمنٹ کی سربراہ ڈاکٹر عطیہ کے کمرے کی اٹھ گئے۔ ڈاکٹر عطیہ اپنے آفس میں موجود نہ تھیں' ان کی غیر موجودگی میں ڈاکٹر توقیر سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے بتایا کہ ''ہمارے پاس لاشیں فریزنگ ڈیپارٹمنٹ (شعبہ طب شرعی) کے ذریعے آتی ہیں'' میرا ان سے سوال تھا کہ کیا ڈائی سکشن (چیر پھاڑ) سے پہلے لاشوں کو غسل دے کر نماز جنازہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان کا کہنا تھا ''ہمارے ہاں لاش کو غسل دینے اور نماز جنازہ پڑھانے کا کوئی اہتمام نہیں۔ البتہ وہ لاوارث لاشیں جو انسانیت کے بہتر مستقبل کے لئے استعمال ہوتی ہیں ہم ان کی عظمت کو سلیوٹ ضرور کرتے ہیں۔''

سلیوٹ فوت ہونے والے مسلمان کی نماز جنازہ کا متبادل ہو سکتا ہے؟''

میرے اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر توقیر کہنے لگے'' آپ کی بات درست ہے مگر K.E کالج میں نماز جنازہ کا رواج نہیں ہے۔''

میرا ان سے دوسرا سوال یہ تھا کہ پریکٹیکل کے وقت لاشوں سے اتارا اور کاٹا جانے والے گوشت کا آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے اپنے آفس میں موجود ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا'' یہ رمضان صاحب ہیں' انہوں نے بچے کھچے اعضاء اور ہڈیوں کے لئے بڑی محنت سے ایک قبرستان بنایا ہے' ہم ان اعضاء کو بڑے احترام کے ساتھ اس قبرستان میں دفن کر دیتے ہیں۔''

میں نے قبرستان دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو ڈاکٹر توقیر کے کہنے پر رمضان نے ایک خاکروب کو میرے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔ خاکروب مجھے لے کر ایک طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ڈسپوزل ایریا آف اناٹومی کے سامنے ہم دونوں کھڑے ہیں۔ میں نے کہا'' قبرستان کی بجائے تم مجھے کہاں لے آئے ہو؟'' کہنے لگا...... ''یہی قبرستان ہے۔''

''کیا یہ قبرستان...... اس شمشان گھاٹ کو تم قبرستان کہتے ہو؟'' مگر وہ میرے سوال کے جواب میں محض کندھے اچکا کر رہ گیا۔

ایک اور شہادت:

میڈیکل کالجوں میں ڈائی سیکشن کے نام پر مردوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے' اس کی داستان بڑی طویل بھی ہے اور دلخراش بھی۔ اس کی تفصیل پچھلے صفحات میں بیان ہو چکی ہے۔ یہاں ایک اور واقعہ درج کیا جا رہا ہے۔ عالم عرب کے مشہور سرجن ڈاکٹر احمد شرف الدین اپنے دور طالب علمی کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کہتے ہیں'' جب میں قصر عینی قاہرہ کے میڈیکل کالج کا سٹوڈنٹ تھا تب میں نے خود دیکھا کہ میت کے پوسٹ مارٹم یا ڈائی سکشن کے دوران اس کی اہانت کی جاتی تھی۔ مثلاً بعض اوقات میت کو زمین پر لٹا کر اس کی پیروں سے (اپنے قدموں سے) پیمائش کی جاتی حالانکہ یہ پیمائش میٹر یا فٹے سے بھی ہو سکتی تھی۔ اسی طرح بعض طلباء سگریٹ پی کر اسے میت کے ساتھ مسل کر بجھاتے تھے۔ یہ دونوں صورتیں انتہائی دل آزار بلکہ کمینگی کے درجہ کو پہنچی ہوئی تھیں اور ہر اس گھٹیا ترین حرکت سے قریب تر ہیں جو ہند بنت عتبہ نے احد کے روز کی تھی۔ (الاحکام الشرعیہ لاعمال الطبیہ ص 71 مطبوعہ کویت)

میڈیکولیگل پوسٹ مارٹم کے نام پر لاشوں کی بے حرمتی:

میڈیکل پوسٹ مارٹم یا ڈائی سیکشن کی تمام تفصیلات پچھلی قسط میں اور حالیہ مضمون کے پچھلے صفحات میں ذکر ہو چکی ہیں۔ اب آیئے میڈیکولیگل پوسٹ مارٹم کی طرف' میڈیکولیگل پوسٹ مارٹم ہر ضلعی ہسپتال میں کیا جا سکتا ہے اور ہر ایم بی بی ایس ڈاکٹر پوسٹ مارٹم کرنے کا مجاز ہوتا ہے یا پھر خاص کیسوں کی صورت میں کسی سپیشلسٹ ڈاکٹر کو اس کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ ضلعی ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کے نام پر انسانی لاشوں کی بے حرمتی کا ذکر کرنے سے پہلے لاہور کے مردہ خانہ (Dead House) چلیں۔

یہ پنجاب بھر میں پوسٹ مارٹم کا سب سے بڑا مرکز ہے اور یہاں جدید ترین سہولتیں بھی ہیں۔ اس مردہ خانہ میں دو قسم کی لاشیں لائی جاتی ہیں' ایک وہ جن کے بعض ورثاء یا عزیز واقارب بیرون ملک مقیم ہوں اور ان کے گھر جلدی پہنچنے کا کوئی امکان نہ ہو۔ ایسی صورت میں لاش کو مردہ خانہ کے فریزر میں بطور امانت رکھوا دیا جاتا ہے۔ جب ورثاء گھر پہنچ جائیں تو لاش مردہ خانہ سے وصول کر لی جاتی ہے۔ دوسری قسم کی جو لاشیں پوسٹ مارٹم کے لئے لائی جاتی ہیں' ان کی بھی دو قسمیں ہیں' اول...... معلوم' ثانیاً...... نامعلوم...... معلوم لاشوں کا بالعموم جلد پوسٹ مارٹم ہو جاتا ہے جبکہ نامعلوم لاشیں غیر معینہ مدت کے لئے فریزر میں پڑی رہتی ہیں۔

میں جب پہلی دفعہ مردہ خانہ میں معلومات کے حصول کے لئے پہنچا تو گیٹ سے داخل ہوتے ہی میری ملاقات ایک خاکروب سے ہو گئی۔ اس نے اپنا تعارف کرواتے وقت یہ کہہ کر مجھے حیران کر دیا کہ ''میں 25 سال سے پوسٹ مارٹم کر رہا ہوں۔''

اس کا خیال تھا کہ میں ڈاکٹر ہوں' اس لئے وہ ہر موضوع پر کھلے لفظوں میں بات کر رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا'' یہاں سات مسیحی خاکروب ہیں' جن میں دو پرانے ہیں' یہ سب ہی پوسٹ مارٹم کرتے ہیں۔

''پرانے خاکروب اب تک ہزاروں پوسٹ مارٹم کر چکے ہیں۔''

خاکروب مجھے ایک پوسٹ مارٹم ایگزامنیشن لیبارٹری میں لے گیا۔ جہاں ایک برہنہ لاش کی چیر پھاڑ کا عمل جاری تھا۔ وہاں تین آدمی موجود تھے' ان میں سے ایک ہاتھ میں آری اور ہتھوڑی تھامے کھوپڑی کاٹنے اور توڑنے کے عمل میں اس طرح مصروف تھا کہ جس طرح چھینی اور ہتھوڑی سے ٹائلیں کاٹی اور توڑی جاتی ہیں۔ اکڑی ہوئی لاش کی سائیڈیں تبدیل کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔

کھوپڑی کاٹنے والا ڈاکٹر گوکہ خاصہ طاقتور تھا مگر آری کند ہونے کی وجہ سے اسے دقت پیش آ رہی تھی۔ سر کے چاروں طرف آری چلانے کے بعد جب اس نے کھوپڑی کو الگ کرنا چاہا تو وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ خاکروب مجھے بتانے لگا کہ'' کھوپڑی کے بعض حصے نہیں کٹ سکے ہیں' اس لئے کھوپڑی الگ نہیں ہو رہی۔''

اسی اثناء میں ڈاکٹر نے ہتھوڑی کے ساتھ بعض جگہوں پر ٹھوکر لگا کر کھوپڑی کو ہاتھ سے جھٹکا دیا تو وہ اس طرح الگ ہوئی جس طرح گھڑے سے پیالہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے جھلی کو کاٹ کر دماغ کو نکال لیا۔ پھر ایک تیز دھار آلے سے گردن کے نیچے سے لے کر ناف کے نیچے تک کا جسم چاک کر کے سینے کی ہڈی کو ہتھوڑی سے توڑ دیا۔ اب نعش کے اوپر والا حصہ پوری طرح چاک ہو چکا تھا......

میڈیکل کے طلباء پریکٹیکل کرتے وقت جلتے ہوئے سگریٹ نعش سے مسل کر بجھاتے ہیں

لرزہ خیز منظر نے گویا مجھے ہپناٹائز کر دیا تھا کہ اچانک

خاکروب کی آواز نے مجھے چونکا دیا' کہنے لگے ''ڈاکٹر صاحب! ہمارے خاکروب کی مہارت کو آپ نے دیکھا۔''

''کیا پوسٹ مارٹم کرنے والا ڈاکٹر نہیں؟''

خاکروب کہنے لگا'' ڈاکٹر صاحب! آپ بھی کمال کرتے ہیں..... کیا میں نے آپ کو پہلے نہیں بتایا کہ پوسٹ مارٹم کا کام ہم خاکروب ہی کرتے ہیں۔''

''کیا یہاں خواتین کی نعشیں بھی پوسٹ مارٹم کے لئے لائی جاتی ہیں.....؟''

میں نے کووں کو انسانی لاشیں نوچتے' کتوں کو انسانی اعضاء کھاتے اور خاکروبوں کو انسانی اعضاء جلاتے دیکھا

جب میں نے خاکروب سے یہ سوال پوچھا تو وہ کہنے لگا:

''جی ہاں! پنجاب بھر سے خواتین کی اکثر نعشیں پوسٹ مارٹم کے لئے اسی جگہ لائی جاتی ہیں۔ خواتین کا پوسٹ مارٹم بھی ہم خاکروب ہی برہنہ کر کے کرتے ہیں۔''

اس کے بعد میں مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا تو وہاں سفید کپڑے کی ایک گٹھڑی پڑی ہوئی تھی' جب میں نے اسے ذرا کھول کر دیکھا تو اس میں چمکتی دمکتی انسانی ہڈیاں تھیں۔ جب میں نے کھوج لگایا کہ ہڈیاں اتنی صاف کیسے ہو گئی ہیں تو مجھے پتہ چلا کہ بعض لاشوں سے جب گوشت اتار لیا جاتا ہے تو اس کے بعد ہڈیوں کو ابلتے اور کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ جس سے ہڈیاں بالکل صاف ہو جاتی ہیں۔ ان ہڈیوں کی مثال ''آم کے آم گٹھلیوں کے دام'' والی ہوتی ہے۔ بقول شخصے ایسی ہڈیاں میڈیکل سٹوڈنٹس یا جادو ٹونہ کرنے والوں کے ہاں فروخت کر دی جاتی ہیں۔

پوسٹ مارٹم کے لئے لائی جانے والی لاش کتے کی نہیں انسان کی تھی:

بات چل رہی تھی لاہور کے مردہ خانہ کی جہاں لاشوں کو محفوظ کرنے کا اعلیٰ ترین اور پوسٹ مارٹم کرنے کا جدید ترین انتظام ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے مگر عملاً یہاں کیا صورتحال ہے اور پوسٹ مارٹم کے نام پر انسانی لاشوں کی کس قدر بے حرمتی کی جا رہی ہے' اس کی مزید تفصیلات جاننے کے لئے اب آیئے کچھ خبریں ملاحظہ کرتے ہیں۔

''یہ ایک لاش ہے جو مردہ خانہ میں پوسٹ مارٹم کے لئے لائی گئی تھی' پولیس کے کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے لاش 5 روز تک مردہ خانہ کے پارکنگ کے فرش پر پڑی رہی۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے مسخ ہو کر پھول گئی۔ ایک قومی اخبار میں شائع ہونے والی اس لاش کی تصویر میرے سامنے ہے' ''بلیک اینڈ وائٹ'' تصویر ہونے کے باوجود لاش میں سرسرانے' رینگنے مچلنے والے کروڑوں کیڑے صاف دیکھے جا سکتے ہیں۔ جسم میں پڑ جانے والی پیپ اور لیس دار مادے میں غلاظت کیڑے' جسم کے ہر حصے میں پھر رہے ہیں۔ اخبار نے تصویر کے نیچے درج ذیل کیپشن لکھا ہے'' یہ کتے کی نہیں انسان کی لاش ہے۔'' اس کے ساتھ تین کالم کی خبر ہے۔ خبر کی تفصیلات یہ ہیں۔

''نوانارکلی پولیس کی ہٹ دھرمی اور لاہور کے مردہ خانہ کی انتظامیہ کی بے حسی کا جیتا جاگتا ثبوت۔ انسانیت کی تذلیل دیکھ کر انارکلی اور ایونگ روڈ کے تاجروں نے کانوں کو ہاتھ لگا لئے' مردہ خانہ سے ملحقہ دکانداروں کا جینا محال ہو گیا۔ 5 روز قبل مردہ خانہ میں لائی جانے والی لاش کے پولیس نے کاغذات مکمل نہ کئے' جس کی وجہ سے نعش کا پوسٹ مارٹم نہ ہو سکا۔ پولیس کی غفلت کی وجہ سے مردہ خانہ کے ملازمین نے بھی نعش کو مردہ خانہ کی پارکنگ کے فرش پر رکھ دیا۔ نعش گرمی کی وجہ سے مسخ ہو کر پھول گئی اور اس میں کروڑوں کیڑے رینگنا اور بلبلانا شروع ہو گئے۔ انسانیت کی اس قدر تذلیل کی مثال شاید ہی کہیں ملتی ہو۔ تعفن کی وجہ سے اردگرد کے تاجروں نے بھی کانوں کو ہاتھ لگا لئے۔ جب تاجروں نے مردہ خانہ کی انتظامیہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ غیر قانونی لاش کا پوسٹ مارٹم نہیں کر سکتے۔ فریزر میں رکھنے کے متعلق پوچھا تو جواب ملا فریزر میں جگہ نہیں۔''

(روزنامہ پاکستان' 17-5-2001)

اب ایک اور خبر

لاشیں زیادہ..... فریزر کم..... ڈاکٹر باغی' لاہور کا مردہ خانہ عبرت کدہ بن گیا۔ بجلی کی بار بار بندش کی وجہ سے لاشوں میں کیڑے پڑنے لگے' ایمرجنسی کی صورت میں لاشیں کھلے آسمان تلے رکھ دی جاتی ہیں' جس سے ان میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ پولیس نے 30 جنوری 2001ء کو امیر الاسلام کی لاش مردہ خانہ میں جمع کروائی۔ پانچ ماہ گزرنے کے بعد جب پولیس والوں سے رابطہ کیا گیا تو کوئی جواب نہ ملا۔ (روزنامہ پاکستان' 14-6-2001)

ایک اور اخبار نے درج ذیل سرخی کے ساتھ خبر شائع کی:

''مرگئے پر رسوائی نہ گئی۔'' ''صوبائی دارالحکومت میں قائم واحد مردہ خانہ میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ 14 نعشوں کی گنجائش والے فریجوں میں زبردستی 25 نعشیں ٹھونس دی گئیں۔ (روزنامہ نوائے وقت' 29-12-97)

ایک اور خبر

''پولیس کی غفلت ولاپرواہی سے مردہ خانہ میں مہینوں سے پڑی لاوارث لاشوں کی بدبو اور تعفن نے ڈاکٹروں اور دکانداروں کا زندہ رہنا محال کر دیا۔ ڈاکٹروں نے دھمکی دی ہے کہ اگر متعلقہ پولیس دو روز میں لاشیں نہ لے گئی تو آئندہ کسی لاش کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جائے گا۔ ذرائع کے مطابق پولیس اہلکاروں نے 3 ستمبر 1997ء کو ایک لاش جمع کروائی مگر 9 ماہ گزرنے کے باوجود طب شرعی (مردہ خانہ) کا رخ نہیں کیا۔

ایک مزید خبر:

اسی طرح تھانہ سمن آباد کی پولیس ایک 27 سالہ نوجوان اور تھانہ شاہدرہ کی پولیس ایک 40 سالہ شخص کی لاش کئی ماہ پہلے چھوڑ گئی لیکن پوسٹ مارٹم کے لئے رابطہ نہیں کیا۔'' (روزنامہ آواز 14-6-98)

ڈاکٹروں' پولیس اہلکاروں اور مردہ خانہ کی انتظامیہ کی بے حسی کی ایک اور مثال:

''تفصیلات کے مطابق ایک پولیس اہلکار شیخوپورہ سے تعلق رکھنے والے ایک مقتول کی لاش نکالنے کے لئے مردہ خانہ گیا تو اتفاق سے اس وقت وہاں ایک پریس فوٹو گرافر بھی موجود تھا۔ پولیس اہلکار نے مطلوبہ فریزر کھولنے کی بجائے غلطی سے ایک دوسرا فریزر کھول دیا تو اس میں ایک ایسی لاش رکھی تھی کہ جسے پھپھوندی لگ چکی تھی۔ پانچ ماہ قبل ہسپتال میں مرنے والے نوجوان کے ورثاء کو تلاش کرنے کی بجائے ڈاکٹروں نے لاش فریزر میں چھپا دی۔ اخبار میں تمام گمشدگی کا اشتہار دینے کے لئے نامعلوم نوجوان کی تصویر تک نہ اتاری گئی۔''

اخبار کے ذرائع کے مطابق لاش کی حالت اس قدر خستہ تھی کہ شناخت بھی مشکل ہو چکی تھی۔ نوجوان نے خوبصورت سویٹر پہنا ہوا تھا۔ سینہ پر الاخوان کا بیج اور ہلکی ہلکی داڑھی ہے۔ جسم کا خون اور گوشت خشک ہو جانے کی وجہ سے لاش ڈھانچے کی شکل اختیار کر چکی تھی۔''

(روزنامہ پاکستان' 15-4-97)

ایک اور شائع ہونے والی خبر کی سرخی ہے۔

''مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔''

ایک قومی اخبار اپنے نامہ نگار کے حوالے سے لکھتا ہے

''لاہور کے مردہ خانہ میں پوسٹ مارٹم کے لئے لائی جانے والی نعشیں شہریوں کے لئے وبال جان بن گئیں۔ پولیس اہلکار مردہ خانہ کے نچلے عملہ کی ملی بھگت سے دانستہ پوسٹ مارٹم میں دیر کرتے ہیں۔ اسی طرح فریزر کی مسلسل خرابی بھی اتفاقی نہیں بلکہ دانستہ غفلت کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت مردہ خانہ کے آدھے سے زیادہ فریزر خراب حالت میں پڑے ہیں۔'' (نوائے وقت' 30-8-95)

الغرض پوسٹ مارٹم کے نام پر انسانیت کی تذلیل و توہین کے اس طرح کے سینکڑوں واقعات سے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔ صفحات کی تنگی کی وجہ سے سب واقعات کا لکھنا ممکن نہیں ہے۔

باقی صفحہ 63 پر

شعبہ اناٹومی کے پروفیسر نے کہا' ہمارے ہاں ڈائی سیکشن (چیر پھاڑ) کے لئے لائی جانے والی نعشوں کو غسل دینے اور ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کا کوئی اہتمام نہیں البتہ ہم ان نعشوں کو سیلوٹ ضرور کرتے ہیں''

کیا انسان دنیا میں اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے؟

س: کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان اس دنیا میں اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے؟

ج: خلیفہ عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ "فعيلة" کے وزن پر ہے جب ایک کے بعد دوسرا اس کے قائمقام ہو تو عرب کہتے ہیں "خلف فلاں فلانا" فلاں شخص فلاں کا خلیفہ و نائب ہوا' اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

"وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" (البقرہ: ۳۰)

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا' میں بلاشبہ زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں' اس سے مراد پوری ذریت آدم ہے یعنی ایسی قوم پیدا کرنے والا ہوں جو ایک دوسرے کے جانشین ہوں گے نہ کہ اللہ کے جانشین ہوں گے معاذ اللہ۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ای قوما یخلف بعضهم بعض قرنا بعد قرن وجيلا بعد جيل" خلیفہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے یکے بعد دیگرے بعض کے بعض جانشین ہوں گے اور ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے میں یونہی صدیوں تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (الانعام ۱۶۵)

اللہ کی ہستی تو وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفے بنایا اور بعض کے بعض پر درجات بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دے رکھا ہے' اس میں تمہیں آزمائش کرے۔ یقیناً آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور یقیناً وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ءَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ (نمل ۲۶)

کون ہے وہ جو بے قرار شخص کی دعا کو قبول کرے جب وہ بے قرار اس سے فریاد کرے اور اس کی مصیبت کو ٹال دے اور کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفے بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے تم لوگ غور و فکر بہت کم کرتے ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

"وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ" (زخرف ۴۳: ۶۰)

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور تمہیں زمین میں جانشین بنادے۔ پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ

(صحیح مسلم کتاب الرقاق ۹۹/ ۲۷۴۲)

بے شک دنیا میٹھا سبزہ ہے اور بے شک اللہ تعالی تمہیں اس دنیا میں خلیفہ بنانے والا ہے تاکہ وہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو۔

نیز دیکھیں مسند احمد ۳/ ۲۲ مسند عبد بن حمید (۸۱۷)

اس حدیث کی شرح میں شیخ مسلم بن محمود التسلفی فرماتے ہیں۔

ای جاعلکم خلفاء من القرون الذین قبلکم فتنظر هل تعملون بطاعة ام بمعصية وشهواتكم"

یعنی وہ تمہیں پہلے لوگوں کے خلیفے بنانے والا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا اس کی نافرمانی اور اپنی خواہشات پر عمل کرتے ہو۔ (تعلیق علی صحیح مسلم ۴/ ۵۰۱)

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ "انی جاعل فی الارض خلیفه میں خاص آدم علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ ان کی تمام اولاد مراد ہے۔ جنہیں اللہ تعالی یکے بعد دیگرے اس زمین پر حکومت و خلافت عطا کرتا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

والظاهر لم يرد آدم عينا اذ لو كان كذالك لما حسن قول الملائكة اتجعل فيها من يفسك فيها ويسفك الدماء) فانهم ارادوا ان من هذا الجنس من يفعل ذلك" (المصباح المنير فی تهذیب تفسیر ابن کثیر ص ۴۹)

ظاہر بات ہے کہ صرف آدم علیہ السلام کی ذات یہاں مراد نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو فرشتوں کا یہ قول بہتر نہیں تھا کہ "تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد اور خون ریزی کرے گا" فرشتوں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ جنس آدم میں سے ایسے لوگ ہیں جو فساد اور خونریزی کریں گے۔

علامہ ابو حفص عمر بن علی المعروف ابن عادل الدمشقی فرماتے ہیں۔

مفسرین نے اس بات میں دو وجھوں پر اختلاف کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو خلیفہ کیوں کہا گیا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی گئی ہے کہ جب اللہ نے زمین سے جنوں کو نکالا اور آدم علیہ السلام کو آباد کیا تو آدم ان جنوں کے خلیفہ ہو گئے جو پہلے ہو گزرے اس لئے کہ آدم علیہ السلام ان کے بعد میں آئے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں خلیفہ اس

لئے قرار دیا کہ "لانه يخلف الله في الحكم بين خلقه ويروى عن ابن مسعود وابن عباس والسدى وهذا الراى متاكد بقوله تعالى "انا جعلناك خليفه فى الارض فاحكم بين الناس بالحق" (ص ۲۶)

وہ اللہ کی مخلوق کے درمیان اللہ کا حکم نافذ کرے گا اور یہ بات عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور مفسر سدی سے روایت کی گئی ہے اور یہ رائے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مؤکد ہوتی ہے کہ "بے شک ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ آپ لوگوں کے درمیان حق سے فیصلہ کریں گے۔ (اللباب فی علوم الکتاب ۱/۵۰۱'۵۰۰)

مفسرین کی ان توجیہات سے معلوم ہوا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا نائب نہیں ہے۔ اسے خلیفہ یا تو اس لئے کہا گیا کہ یکے بعد دیگرے بعض افراد بعض کے جانشین ہیں اور ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے میں یہ سلسلہ جاری و ساری ہے یا پھر اس لئے کہ انسان اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون لوگوں کے درمیان نافذ کرتا ہے اور اسے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ انی جاعل فی الارض خلیفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

خلیفہ سے مراد ایسی قوم ہے جو ایک دوسرے کے بعد آئے گی اور یہ کہنا کہ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور نائب ہے غلط ہے" (تفسیر احسن الکلام ص ۱۷)

بعض علماء نے جو انسان کو اللہ کا نائب و خلیفہ قرار دیا ہے تو اس سے مراد اللہ کے احکامات کا نفاذ کرنے والا ہے۔

مولانا عبدالرحمان کیلانی مرحوم لکھتے ہیں۔

یہاں علی الاطلاق خلیفہ (نائب' قائمقام) کا لفظ استعمال ہوا ہے صراحتاً یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آدم اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے یا کسی دوسری مخلوق کا۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ چونکہ وہ شخص ہوتا ہے جو کہ کسی کے مرنے یا عدم موجودگی کی صورت میں اس کے اختیارات سنبھالتا ہے اور اللہ تو حی لایموت اور ہمہ وقت حاضر ہے لہٰذا آدم اللہ کے خلیفہ نہیں تھے بلکہ جنوں کے خلیفہ تھے۔ پھر ایک ایسی روایت بھی ملتی ہے کہ انسان کی پیدائش سے پیشتر اس زمین پر جن آباد تھے جو فتنہ وفساد اور قتل وغارت کرتے رہتے تھے تو اللہ نے فرشتوں کا لشکر بھیج کر ان جنوں کو سمندروں کی طرف دھکیل دیا اور آدم علیہ السلام ان کے خلیفہ ہوئے اور بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ خلافت یا نیابت کے لئے موت یا عدم موجودگی ضروری نہیں۔ بلکہ کوئی با اختیار ہستی اپنی موجودگی میں بھی کسی کو کچھ اختیارات تفویض کرکے اسے اپنا خلیفہ یا نائب بنا سکتی ہے کہ وہ اس کی منشا کے مطابق ان اختیارات کو استعمال کرے۔ ہمارے خیال میں دوسری رائے راجح ہے کیونکہ اس کی تائید ایک آیت (احزاب ۳۳: ۷۲) سے بھی ہو جاتی ہے اور دنیا میں موجود سفارتی نظام سے بھی محولہ آیت کا ترجمہ یوں ہے ہم نے امانت آسمانوں' زمین اور پہاڑوں پر پیش کی اور انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس بار عظیم کے اٹھانے سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھالیا کیونکہ انسان تو انہی جیسا ظالم اور نادان واقع ہوا ہے (۳۳: ۷۲) اور تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں امانت سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے فرائض و احکام کی تعمیل اور ان کے نفاذ کا بار ہے اور اس کا دوسرا نام نظام خلافت ہے۔ (تیسیر القرآن ۱/۳۸۹)

مفسرین کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ انسان کے خلیفہ ہونے کا یا تو یہ مفہوم ہے کہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل' اطاعت و فرماں برداری اور شرعی قواعد و ضوابط کا نفاذ کرتا ہے یا پھر یہ ایک دوسرے کے بعد اس زمین پر وارد ہوتے ہیں اور صدیوں میں سے یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیام قیامت جاری رہے گا جیسا کہ امام ابن کثیر کے حوالے سے اور کئی ایک آیات قرآنیہ کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے البتہ اگر کوئی شخص انسان کو اللہ کا نائب یا خلیفہ اس معنوں میں لے کہ اللہ تعالیٰ کے کام انسان کرتا ہے اور اس کے افعال میں نائب ہے تو یہ معنی غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ صحیح فہم نصیب فرمائے اور سلف صالحین کے منہج پر قائم ودائم رکھے۔ آمین

بقیہ امریکی الیکشن

ہے۔ آپ نے بظاہر بنیاد پرستی کے نام پر الیکشن جیت لیا لیکن ذرا پیچھے مڑ کر اپنے گھر کی بھی خبر لے لیجئے۔

آپ کی کامیابیوں پر تو آپ کی فوج کے قدم بھی لرز گئے ہیں اور وہ عراق سے الٹے پاؤں بھاگ کر کینیڈا کے امیگریشن دفاتر میں پناہیں ڈھونڈ رہے ہیں...... دوسروں کے لئے گڑھا کھودنے والے کئی بار خود ہی اس میں گر پڑتے ہیں۔

مسلمان تو قربانیوں سے بھاگنے والا نہیں بلکہ وہ تو شہادت کو اپنے لئے سب سے بڑا انعام سمجھتا ہے لیکن جب آپ بھاگیں گے تو آپ کا کہیں نشان بھی نہ ملے گا اور جو آپ کے اصل ماسٹر مائنڈ یہودی ہیں' ان کے بارے میں تو ایک ایک درخت بھی پکار کر کہے گا......

"اے مسلمان! یہاں یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر۔"

بقیہ معرکے

اسلام آباد' ککرناگ میں BSF کی روڈ پر ڈیلشن پارٹی پر مجاہدین کرام نے فائرنگ کر کے BSF,2 اہلکاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

23 نومبر: 1 پلسئے کور گرا

بارہمولہ' ڈنگی وچہ میں پولیس چیک پوسٹ پر مجاہدین کرام نے حملہ کر کے 1 پولیس اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

26 نومبر: 2 بدمعاش قتل کر دیئے گئے

ڈوڈہ کے علاقہ میں S.P.O جگدیش ورما اور رامیش کمار ڈیوٹی پر موجود تھے کہ 2 دن پہلے انہیں اغوا کر لیا گیا آج گنائی محلہ سے ان کی گولیوں سے چھلنی لاشیں برآمد ہوئیں ہیں۔

26 نومبر: 1 طالب علم کو شہید کر دیا گیا

بارہمولہ' رفیع آباد میں بھارتی فوج نے بارہویں کلاس کے طالب علم کو گھر سے نکال کر گولی مار کر شہید کر دیا۔

26 نومبر: 1 پلسئے کا کریا کرم' 1 زخمی

ڈوڈہ کے علاقہ سربم میں مجاہدین کرام نے گرنیڈ پھینکا جس سے ایک کانسٹیبل اور ایک S.P.O زخمی ہو گیا۔

26 نومبر: 2 اہلکاروں کو ہلاک کر دیا گیا' ایک شدید زخمی

اسلام آباد' انچھی ڈورہ میں SOG پر فائرنگ کر کے مجاہدین کرام نے منجے کمار سمیت 2' اہلکاروں کو ہلاک کر دیا جبکہ ایک شدید زخمی ہو گیا۔

27 نومبر: 7 دشمن آپس کی لڑائی میں موت کا شکار

بارہمولہ میں CRPF کے ایک اہلکار کو جس کی چھٹی اس کے کمپنی کمانڈر نے منسوخ کر دی تھی غصہ میں آ کر اس نے کمپنی کے دفتر میں داخل ہو کر اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ فائرنگ کی آواز سن کر گارڈ اور دیگر فوجی دفتر کے باہر اکٹھے ہوئے تو اس نے مزید 6 اہلکاروں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تو ایک زخمی ہونے والے نے فائرنگ کر کے اسے بھی گولی مار کر ختم کر دیا۔

27 نومبر: وکرم سنگھ کی خودکشی

ڈوڈہ' رام بن میں 261 ٹرانزٹ کیمپ میں ایک فوجی وکرم سنگھ نے خود کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔

انٹرنیٹ پر ہر ہفتے دعوتی وعلمی پروگرام

مجلہ الدعوۃ کے شعبہ ویب سائٹ کے تحت مولانا الشیخ محمد زکریا زاہد حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی ہر ہفتہ کے روز انٹرنیٹ پر پال ٹاک کے ذریعے پاکستانی وقت کے مطابق بعد نماز مغرب سے عشاء تک درس قرآن وحدیث دیں گے اور بعد میں پروگرام میں شریک احباب کے سوالوں کے جوابات دیں گے۔ اس سلسلے کا پہلا پروگرام 25 دسمبر کو ہوگا۔

ہفتے کے دیگر ایام کے لئے جماعت کے جید علماء وذمہ داران کے انٹرنیٹ پر پروگرام کے شیڈول کا بھی عنقریب اعلان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

صبر و ثبات کے پیکر

مکہ معظمہ میں کچھ غلام فروخت کرنے کے لئے لائے گئے۔ ان میں سے ایک کو ام انمار بنت سباع نے خرید لیا۔ اس غلام کا نام خباب تھا۔ یہ لوہے کا کام جانتے تھے۔ چنانچہ تلواریں بنا کر فروخت کرنے لگے۔ اپنے آقا سے جو اجرت طے ہوئی، وہ اسے دے دیتے۔ اسی زمانے میں توحید کی آواز سنائی دی۔ اس وقت صرف پانچ افراد نے اسلام قبول کیا تھا۔ کیونکہ مکے کی فضا اس وقت بہت خراب تھی۔ مشرکین اسلام کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ سچ یہی ہے کہ اس وقت اسلام قبول کرنا ہولناک مصیبتوں کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ بڑے سے بڑا آدمی قریش کے مظالم سے خود کو بچا نہیں پاتا تھا۔ خباب تو پھر غلام تھے۔ بے یار و مددگار تھے۔ غریب الوطن تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت پاکیزہ فطرت اور شیر جیسا دل عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے ہولناک مصیبتوں کی کوئی پروا نہ کی اور اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہوئے۔ آپ کو چھٹا مسلمان ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مشکلات اگرچہ منہ کھولے سامنے کھڑی تھیں اور وقت کا تقاضا یہ تھا کہ اپنے اسلام کو چھپائے رکھیں۔ لیکن انہوں نے ایک دن بھی چھپا کر نہ رکھا، اسی دن اعلان کر دیا...... میں مسلمان ہو گیا ہوں۔

اعلان کرنے کی دیر تھی کہ ظلم کا بازار گرم ہو گیا۔ ان کے کپڑے اتروائے گئے۔ دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا، سینے پر بھاری پتھر رکھا گیا۔ کبھی پتھر کی بجائے بڑے ڈیل ڈول والے مشرک کو ان کے سینے پر بٹھا دیا جاتا تاکہ کروٹ نہ لے سکیں۔ کمر انگاروں پر لگی رہے۔ صبر و ثبات کا یہ پیکر اپنی کمر پر انگاروں کو برداشت کرتا رہا۔ خبابؓ کے زخموں سے نکلنے والا خون ان انگاروں کو بجھاتا رہا۔ ان تمام مظالم کے باوجود خبابؓ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ کفر کی تمام طاقت بے بس ہو کر رہ گئی۔ وہ ان سے اسلام نہ چھڑا سکی۔ آپؓ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ نہایت بہادری سے لڑے، خلفائے راشدین کے عہد میں جب فتوحات کے دروازے مسلمانوں پر کھلے تو آپؓ اکثر رویا کرتے اور فرماتے۔

ہم نے اللہ کی رضا کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ہمارا اجر اللہ کے ذمہ رہا، پھر ہم میں سے بعض تو دنیا سے رخصت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر کا کچھ بھی پھل نہ کھایا، لیکن بعض کا پھل پک گیا اور وہ اس کو توڑ کر کھا رہے ہیں۔ مصعبؓ بن عمیر نے احد میں شہادت پائی تو انہیں کفن دینے کے لئے ایک چھوٹی سی چادر کے سوا ہمارے پاس کچھ نہیں تھا۔ آج حال یہ ہے کہ اللہ کا فضل ہم پر بارش کی طرح برس رہا ہے۔ مجھے ڈر ہے، اللہ نے کہیں ہماری تکالیف کا بدلہ کہیں دنیا میں تو نہیں دے دیا۔ یعنی وہ اس ڈر سے روتے تھے کہ کہیں ہماری قربانیوں کا اجر ہمیں دنیا میں نہ مل جائے۔

اخت ابو عمار یاسر، ڈیرہ اسماعیل خان

اخلاقِ نبوی ﷺ

ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے کام کرنا پسند فرماتے تھے اور دوسروں پر بوجھ بننا ناپسند کرتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ سفر میں تھے۔ ایک بکری پکانے کا مشورہ ہوا۔ ایک نے کہا، ذبح میرے ذمہ، دوسرے نے کہا کھال اتارنا میرے ذمہ، تیسرے نے کہا پکانا میرے ذمہ، نبی ﷺ نے فرمایا، ایندھن کی لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم آپ ﷺ کا کام کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ تم میرے ذمہ کا کام کر دو گے لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ تم پر امتیاز حاصل کروں

"انمول موتی"

☆ کسی شخص کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ☆ زبان کو شکوہ سے روک۔ خوشی کی زندگی عطا کی جائے گی۔ ☆ تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں، سلام کرنا...... دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا...... مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا۔ ☆ تعجب ہے اس پر جو موت کو برحق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔ ☆ جو شخص اپنی قدر آپ نہیں کرتا۔ اس کی قدر کوئی دوسرا نہیں کرتا۔

مرسلہ: ثمن حناء، کوٹ عبدالمالک

کیونکہ اللہ اپنے بندے کی یہ حرکت ناپسند کرتا ہے کہ اپنے آپ کو اپنے رفقاء میں ممتاز سمجھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اٹھ کر لکڑیاں جمع فرمائیں۔

مرسلہ: سعدیہ آصف، لاہور

وہ ایک موچی تھا۔ دن بھر جوتے مرمت کرتا اور شام ہوتے ہی بازار کا رخ کرتا، مزدوری کی رقم سے گوشت اور شراب خرید لیتا اور گھر لوٹ آتا، رات گئے اس کے دوست احباب جمع ہو جاتے۔ موچی خود ہی سیخ پر کباب لگانے کا فریضہ بھی سنبھال لیتا۔ محفل ناؤ و نوش گرم ہو جاتی، خوب غل غپاڑہ مچتا اور موچی ترنگ میں آ کر شعر گن گنانے لگتا۔

موچی کے پڑوس میں ایک بہت بڑے عالم رہتے تھے۔ وہ صرف علم کے ہی نہیں عمل کے بھی شاہ سوار تھے۔ نہایت نیک اور متقی بزرگ تھے۔ دن ان کا درس و تدریس میں اور رات ذکر اللہ میں گزرتی تھی۔ پڑوس میں روزانہ ہنگامہ رہتا اور رنگین مزاج موچی اور اس کے مصاحبوں کے شور شرابے سے بزرگ کی عبادت میں خلل پڑتا لیکن اللہ کے اس نیک بندے نے اس کی اپنے پڑوسی موچی سے کبھی شکایت نہیں کی تھی۔

ایک رات شہر کا کوتوال ادھر آ نکلا۔ اس نے جو ہنگامہ مچا دیکھا تو موچی کو پکڑ کر لے گیا اور جیل میں ڈال دیا۔ صبح ہوئی تو بزرگ نے اپنے دوستوں سے دریافت کیا کہ رات پڑوس میں سکون تھا، ہمسائے کی آواز نہیں آئی، خیریت تو تھی؟

لوگوں نے بتایا کہ اسے کوتوال پکڑ کر لے گیا ہے۔ کوئی اور ہوتا تو خوشی کا اظہار کرتا کہ چلو اچھا ہوا جان چھوٹی، اس نے سکون غارت کیا ہوا تھا، اب جیل کی ہوا کھائے گا تو درست ہو جائے گا۔

لیکن بزرگ نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے سواری طلب کی اور گورنر کے پاس تشریف لے گئے۔ گورنر کو لوگوں نے بزرگ کی آمد کی اطلاع دی تو وہ تعظیم کے لئے اٹھا اور کہنے لگا: آپ نے کیوں تکلیف کی، مجھے بلا بھیجتے۔

بزرگ نے فرمایا "ہمارے محلے میں ایک موچی رہتا ہے۔ کوتوال نے اسے گرفتار کر لیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ رہا ہو جائے۔"

گورنر نے اسی وقت حکم دیا۔ لہٰذا موچی کو رہا کر دیا گیا۔ بزرگ واپس جانے لگے تو موچی بھی ساتھ ہو لیا۔ بزرگ کے پاس جا کر موچی نے معافی مانگی اور کہا کہ آپ نے ہمسائیگی کا حق ادا کر دیا۔ اس رات بزرگ کے پڑوس میں شراب و کباب کی محفل نہ جمی۔ وجہ یہ تھی کہ موچی نے عیش پرستی سے توبہ کر لی تھی۔ اس کے دل پر اپنے پڑوسی بزرگ کے حسن سلوک کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ اس کی کایا پلٹ گئی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ بزرگ کون تھا......؟

گذشتہ سلسلے کا درست جواب

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

انعام حاصل کرنے والے خوش نصیب

ثمرین اختر، لاہور